تعزیرات پاکستان اور ضابطہ فوجداری (اسلامی قوانین) ترمیمی ایکٹ (II) ۱۹۹۷ء

قانون
قصاص و دیت
2003

تحقیق و تدوین

میاں مسعود احمد بھٹہ ایڈووکیٹ

EQUITY
AIPRP
عدل اور تقویٰ

آہن ادارہ اشاعت و تحقیق (پاکستان) لاہور

فوجداری قوانین (ترمیم) ایکٹ (II) 1997ء

(اسلامی قوانین)

قصاص و دیت

(جسم انسانی پر اثر انداز ہونیوالے جرائم)

(شریعت ـــ شرح قانون ـــ عدالتی فیصلے)

(تحقیق وتدوین)

میاں مسعود احمد بھٹہ ایڈووکیٹ

(ایم اے۔ بی ایڈ۔ ایل ایل بی۔ ڈپلومہ العالی للشریعۃ والقضاء)

آہن ادارہ اشاعت وتحقیق (پاکستان) 39۔لوئر مال لاہور

marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

عنوان	قانون قصاص و دیت
مولف	میاں مسعود احمد بھٹہ ایڈووکیٹ
طابع	شاہد مسعود
ناشر	آہن ادارہ اشاعت و تحقیق (پاکستان) لاہور
مطبع	منظور الکتابت۔ 38 اردو بازار لاہور
ٹائیٹل	مطبعۃ الحدید۔ چیمبرلین روڈ لاہور
کمپوزنگ	محمد عمران، معین، مون کمپوزنگ سنٹر لاہور
تعداد	1000
قیمت	-/600
تاریخ اشاعت	28 نومبر 2002

marfat.com
Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	حرف آغاز	1
2	مقدمہ عدل و احسان	2
3	پاکستان میں نفاذ نظام اسلام کی تاریخ	17
4	حصہ اول	23
5	دفعہ ۵۳ تعزیرات پاکستان۔ سزائیں	24
6	تعزیرات	26
7	قصاص	27
8	دیت	28
9	ارش	29
10	ضمان	30
11	تعزیر	31
12	سزائے موت	32
13	عمر قید	34
14	سزائے قید	35
15	ضبطی جائیداد۔ تعزیر بالمال / اغرامہ	37
16	دفعہ ۵۴ تعزیرات۔ سزائے موت میں تخفیف	40
17	دفعہ ۵۵ تعزیرات پاکستان۔ عمر قید میں تخفیف	42
18	دفعہ ۵۵(A) تعزیرات۔ صدر کے خاص اختیار محفوظ	43
19	دفعہ ۱۰۹ تعزیرات پاکستان۔ اعانت کی سزا	44
20	حصہ دوم	53
21	دفعہ ۲۹۹۔ تعریفات	54
22	بالغ	55
23	ارش	59
24	مجاز میڈیکل آفیسر	60
25	ضمان	61
26	دیت	63
27	حکومت۔ اکراہ تام	64
28	اکراہ ناقص۔ نابالغ۔ قتل	65
29	قصاص۔ تعزیر	66
30	ولی	68
31	دفعہ ۳۰۰۔ قتل عمد کی تعریف	68
32	قتل عمد کی شرائط	72
33	مال، جان و عزت	73
34	آلہ قتل / ہتھیار	74
35	قصاص کفارہ نہیں	79
36	شرعی فیصلے	80
37	سزا کیلیے قاتل کی شرائط۔ مقتول کی شرائط	84
38	سزا میں مساوات	85
39	عدالتی فیصلے	86
40	فوری اشتعال	87
41	حفاظت خود اختیاری	89
42	شہادت	90
43	اچانک لڑائی۔ ایمان و عزت کا معاملہ	91
44	مقتول کی رضامندی۔ سرکاری ملازم کا اختیار	92
45	دفعہ ۳۰۱۔ جسکی موت کا قصد کیا دوسرے شخص کی موت	93
46	دفعہ ۳۰۲۔ قتل عمد کی سزا	96
47	قتل میں قصاص	97
48	شبہ سے سقوط	99
49	شرعی فیصلے	100
50	سزا کے تین راستے۔ نابالغ اور مجنون	101
51	حدود اور تعزیر کا اجتماع۔ سزا میں برابری	102
52	اعانت اور شریک جرم۔ اشتعال اور لڑائی	103
53	قسامہ۔ مناسب شخص اور نیان	104
54	سزا	105
55	اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کی پابندی	109
56	ریکوری / برآمدگی۔ اختیار سماعت۔ سزا پر دیگر اثرات	110
57	فیصلوں میں تضاد۔ سزا میں تخفیف	112
58	سزا کی معافی / صلح۔ زخم کا اعتبار۔ جسمانی مجبوری	114
59	حق خود اختیاری۔ مذہبی معاملات	114
60	بریت۔ فوری اشتعال۔ اچانک لڑائی	115
61	غیرت۔ مشترکہ ذمہ داری اور نیت	116
62	اکراہ اور جبر۔ وجہ عناد۔ عمر	117

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
63	قانون سے مفرور۔شناخت	119
64	شہادت	121
65	چشم دید گواہ	125
66	غرض دار شہادت۔متضاد شہادات	126
67	انحراف شہادت۔عدم موجودگی۔تزکیۃ الشہود	127
68	حلف	128
69	فنی اصطلاحی دستاویزات	129
70	نزاعی بیان	131
71	پولیس تفتیش۔استغاثہ/چالان۔گمنام قتل	132
72	ضمانت۔ناقابل ضمانت جرائم	136
73	ضمانت کے اصول	137
74	ضمانت قبل از گرفتاری	141
75	ضمانت بعد از گرفتاری۔عدالتی اختیار۔پولیس کاروائی	144
76	متضاد بیانات۔سماعت میں تاخیر	146
77	پرچہ کے اندراج میں تاخیر۔متبادل مقدمات	147
78	شہادت	148
79	برآمدگی/ریکوری	149
80	صلح/معافی۔شبہ کا فائدہ۔عدم موجودگی	150
81	عمر۔شناخت	151
82	دیت کی ادائیگی۔مفرور	152
83	جراحتی معیاد۔متفرق رپورٹس	153
84	مشترکہ نیت	154
85	اچانک لڑائی۔خطرناک ملزم۔ضربات۔مزید تفتیش	155
86	وجہ عناد۔غیرت کا معاملہ	156
87	ہوائی فائرنگ	158
88	خطرناک بیماری۔منسوخی ضمانت۔ضمانت نابالغان	159
89	اپیل	160
90	اپیل میں ضمانت	162
91	دفعہ ۳۰۳۔اکراہ تام اور اکراہ ناقص کے تحت قتل	163
92	اکراہ تام۔اکراہ ناقص۔اکراہ کی شرائط	164
93	اکراہ میں جائز جرائم۔الزام سزا کا سقوط	165
94	دفعہ ۳۰۴۔قتل عمد مستوجب قصاص	167
95	صریح اقرار۔اقرار معنوی۔شرائط اقرار	168
96	اقرار کی مثالیں	169

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
97	اقرار لینے کیلیے سوالات۔اقرار لینے کا طریقہ کار	170
98	شہادت	171
99	احادیث وفقہ۔اصول شہادت	173
100	تزکیۃ الشہود	175
101	جرم قصاص کا ثبوت۔قصاص کے وجوب کی شرائط	177
102	گواہ کیلئے شرائط۔قسامت	178
103	شہادت میں عدم قبولیت۔قرآنی اور واقعاتی شہادات	182
104	میڈیکل رپورٹ	183
105	منحرف گواہ۔نابالغ کی شہادت	185
106	اچانک گواہ	186
107	دفعہ ۱۰۳ ضابطہ فوجداری کی پابندی	186
108	شریک جرم کی شہادت	187
109	ایکسپرٹ شہادت۔متضاد شہادت	188
110	نزاعی بیان، سوالات جرح، شہادت کے تعین کے اصول	189
111	دفعہ ۳۰۵۔ ولی	193
112	دفعہ ۳۰۶۔قتل عمد جو مستوجب قصاص نہ ہو	199
113	شرعی فیصلے	201
114	عدالتی فیصلے	203
115	دفعہ ۳۰۷۔وہ صورتیں جن میں قصاص نافذ نہ ہوگا	204
116	تاریخی روایات	206
117	قصاص کے وجوب کی شرائط	207
118	عدالتی فیصلے	208
119	دفعہ ۳۰۸۔ایسے قتل عمد کی سزا جو مستوجب قصاص نہ ہو	210
120	فاتر العقل/جنونی	212
121	عدالتی فیصلے۔سزا	214
122	دفعہ ۳۰۹۔قتل عمد میں عفو قصاص	218
123	معافی اور درگذر	219
124	شرعی فیصلے	222
125	اختیار صلح	224
126	دفعہ ۳۱۰۔قتل عمد میں قصاص کی صلح	227
127	مال کی ادائیگی کا وقت۔صلح میں راہنما اصول	230
128	دفعہ ۳۱۱۔قتل عمد میں حق قصاص، باہمی رضامندی، تعزیر	234
129	تعزیری سزا۔تعزیر میں عدالتی اختیار	235
130	[illegible] شرعی اصول	237

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
131	عدالتی فیصلے	238
132	دفعہ ۳۱۲۔ قصاص کی معافی یا صلح	243
133	دفعہ ۳۱۳۔ قصاص کا حق	245
134	قصاص کے حق میں شرعی اصول	247
135	دفعہ ۳۱۴۔ قصاص کا تعین	248
136	قصاص لینے کا طریقہ کار	249
137	قصاص کی تعمیل	251
138	دفعہ ۳۱۵۔ قتل شبہ العمد	253
139	قتل کی اقسام	254
140	قتل شبہ العمد کی تعریف	255
141	عدالتی فیصلے	256
142	دفعہ ۳۱۶۔ قتل شبہ العمد کی سزا	257
143	شبہ العمد کی دیت	258
144	شبہ العمد قتل کا ثبوت۔ سزا	260
145	اعلیٰ عدالتی فیصلے	262
146	سزا	263
147	قتل کا ارتکاب کرنے والا شخص وراثت سے محروم	266
148	دفعہ ۳۱۸۔ قتل خطاء۔ قتل خطاء کی تعریف	267
149	دفعہ ۳۱۹۔ قتل خطاء کی سزا	270
150	عدالتی فیصلے	274
151	ضمانت	275
152	دفعہ ۳۲۰۔ تیزی یا لاپرواہی سے گاڑی چلانے کی سزا	278
153	سزا کے اصول	279
154	قانونی فیصلے	280
155	ضمانت	281
156	سزا	283
157	دفعہ ۳۲۱۔ قتل بالسبب	285
158	دفعہ ۳۲۲۔ قتل بالسبب کی سزا۔ تعریف	287
159	دیت کے وجوب کے اصول	288
160	سزا	290
161	دفعہ ۳۲۳۔ دیت کی مالیت	291
162	دیت کی تعریف۔ قرآن وسنت کے حوالہ جات	292
163	خلفائے راشدین کے دور میں دیت	294
164	فقہاء کے نظریات	298
165	فقہا کے نظریات	299
166	حکومت / قاضی کا صوابدیدی اختیار	300
167	دیت پر غیر ملکی مفکرین کے خیالات۔ دیت مغلظہ	301
168	دیت غیر مغلظہ	302
169	عاقلہ	303
170	میراث سے محرومی	305
171	زخموں کی دیت	306
172	عدالتی فیصلے	308
173	دفعہ ۳۲۴۔ قتل عمد کے ارتکاب کا اقدام	309
174	عدالت کے اختیار	312
175	ضمانت	315
176	سزا	321
177	اپیل	326
178	دفعہ ۳۲۵۔ خودکشی کا اقدام	327
179	مرضی کی آسان موت	330
180	عدالتی فیصلے	332
181	دفعہ ۳۲۶۔ ٹھگ	333
182	دفعہ ۳۲۷۔ ٹھگ کی سزا	335
183	ضمانت	339
184	دفعہ ۳۲۸۔ بارہ سال سے کم عمر بچے کے محافظ	342
185	دفعہ ۳۲۹۔ لاش خفیہ ٹھکانے لگانا اور پیدائش چھپانا	344
186	دفعہ ۳۳۰۔ دیت کا صرف	346
187	دفعہ ۳۳۱۔ دیت کی ادائیگی	347
188	ضرر۔ ضرر کی اقسام	350
189	ضرر میں عورت اور مرد	351
190	ضرر میں قصاص کے اصول۔ قصاص صرف جوڑ سے	352
191	ایک سے زائد مجرم۔ ایک سے زائد زخم	353
192	زخموں کی کامل دیت۔ دو اعضاء کی دیت	354
193	چار اعضاء کی دیت۔ زخموں میں دیت کے اصول	355
194	دیگر مسائل	357
195	علم طب اور زخموں کی اقسام	358
196	عدالتی فیصلے	360
197	دفعہ ۳۳۳۔ اتلاف عضو	361
198	دفعہ ۳۳۴۔ اتلاف عضو کی سزا۔ قصاص میں مماثلت	362

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
199	ممکنات قصاص۔قصاص یا دیت	363
200	شریعت قوانین۔زخموں پر قصاص کی تاخیر	368
201	حاملہ عورت کا قصاص۔عدالتی فیصلے	369
202	دفعہ ۳۳۵۔اتلاف صلاحیت عضو۔قانونی فیصلے	370
203	دفعہ ۳۳۶۔اتلاف صلاحیت عضو کی سزا	372
204	عدالتی فیصلے	374
205	دفعہ ۳۳۷۔شجہ	375
206	دفعہ ۳۳۷(A)۔شجہ کی سزا۔شجہ خفیفہ۔شجہ موضحہ	379
207	شجہ ہاشمہ۔عدل حکومت۔زخموں کیلئے اصول	380
208	ضمانت	382
209	سزا	385
210	دفعہ ۳۳۷(B)۔جرح۔جرح کی اقسام	387
211	دفعہ ۳۳۷(C)۔جائفہ	390
212	دفعہ ۳۳۷(D)۔جائفہ کی سزا	392
213	ضمانت	393
214	سزا	394
215	دفعہ ۳۳۷(E)۔غیر جائفہ	396
216	دفعہ ۳۳۷(F)۔غیر جائفہ کی سزا	398
217	عدالتی فیصلے۔ضمانت	402
218	دفعہ ۳۳۷(G)۔جلد بازی/غفلت سے گاڑی چلانا	410
219	عدالتی فیصلے	413
220	دفعہ ۳۳۷(H)۔جلد بازی یا غفلت ضرر کی سزا	414
221	دفعہ ۳۳۷(I)۔غلطی یا خطاء سے ضرر کا باعث ہونے کی سزا	417
222	دفعہ ۳۳۷(J)۔زہر خورانی کے ذریعہ ضرر	417
223	دفعہ ۳۳۷(K)۔جبراً اقبال کرانے کیلئے ضرر کا باعث	420
224	اکراہ/جبر تام۔اکراہ/جبر ناقص۔جابر کی شرائط	421
225	دفعہ ۳۳۷(L)۔دیگر ضرر کی سزا	425
226	دفعہ ۳۳۷(M)۔ضرر جو قصاص کا مستوجب نہ ہو	428
227	عدالتی فیصلے	431
228	دفعہ ۳۳۷(N)۔ضرر کے نفاذ کی صورتیں	431
229	دفعہ ۳۳۷(O)۔ضرر کی صورت میں ولی	434
230	دفعہ ۳۳۷(P)۔ضرر کیلئے قصاص کی تعمیل۔قصاص کے اصول	435
231	دفعہ ۳۳۷(Q)۔ایک اعضاء کی ارش۔ارش کے اصول	438
232	دفعہ ۳۳۷(R)۔جوڑوں کی صورت ارش	441
233	دفعہ ۳۳۷(S)۔چار اعضاء کا ارش	443
234	دفعہ ۳۳۷(T)۔انگلیوں کی ارش	444
235	دفعہ ۳۳۷(U)۔دانتوں کی ارش	445
236	دفعہ ۳۳۷(V)۔بالوں کے کٹنے پر ارش	447
237	دفعہ ۳۳۷(W)۔ارش کا ضم ہونا	449
238	دفعہ ۳۳۷(X)۔ارش کی ادائیگی	451
239	دفعہ ۳۳۷(Y)۔ضمان کی مالیت	453
240	دفعہ ۳۳۷(Z)۔ارش یا ضمان کی ادائیگی	453
241	دفعہ ۳۳۸۔اسقاط حمل	454
242	دفعہ ۳۳۸(A)۔اسقاط حمل کی سزا	457
243	دفعہ ۳۳۸(B)۔اسقاط جنین	460
244	دفعہ ۳۳۸(C)اسقاط جنین کی سزا	461
245	غرہ کی تعریف۔دیگر مسائل	462
246	دفعہ ۳۳۸(D)۔قصاص یا تعزیر۔موت کی سزا کی توثیق	464
247	دفعہ ۳۳۸(E)۔جرائم میں معاف یا صلح کرنا	466
248	دفعہ ۳۳۸(F)۔توضیح	468
249	دفعہ ۳۳۸(G)۔قواعد	468
250	دفعہ ۳۳۸(H)۔استثناء	468
252	حصہ سوم	
253	دفعہ ۴۵۹۔مخفی مداخلت بے جا	469
254	دفعہ ۴۶۰۔مخفی مداخلت بخانہ نقب زنی	470
255	دفعہ ۵۱۱۔عمر قید۔قابل سزا کا اقدام کی سزا	472
256	دفعہ ۳۲۔جوڈیشل مجسٹریٹ کے اختیار	475
257	دفعہ ۳۳۷۔شریک جرم کی معافی	476
258	دفعہ ۳۳۸۔وعدہ معافی کی پیشکش	478
259	دفعہ ۳۴۵۔صلح کے جرائم	478
260	دفعہ ۳۸۱۔دفعہ ۳۷۶۔اجراء کا حکم	481
261	دفعہ ۴۰۲(C)سزاؤں کی معافی۔تبدیلی بغیر رضامندی	482
262	جدول دوم	482
263	کتابیات	490
264	حرف آخر	494

marfat.com

Marfat.com

ولکم فی القصاص حیوۃ یا ولی الالباب لعلکم تتقون (القرآن۲:۱۷۹)

اور تمہارے واسطے قصاص میں بڑی زندگی ہے۔ اے عقلمندو! تاکہ تم بچتے رہو

حرف آغاز

ان اعلیٰ صفات قدسی ذہنوں کے نام۔ جنہوں نے دین فطرت کے احکامات کے عین مطابق نہ صرف اپنی زندگیوں کو ڈھالا۔ حق بات کی تبلیغ کی۔ برائی کے کاموں سے منع کیا۔ اور کتاب وسنت کے ہر پیغام کو انسانیت تک پہنچانے میں خود کو وقف کیا۔ عدل واحسان کی روشنیوں سے دنیائے ظلمت کو منور کیا۔ یقیناً یہی تو شرف انسانیت کے پاسبان ہیں۔ رب العزت سے عاجزانہ دعا ہے۔ کہ ہم سب کو اسی صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطاء کرے۔

آمین

(مولف)

marfat.com
Marfat.com

مقدمہ عدل واحسان

تمام تر تعریفیں اس رب ذوالجلال کو زیبا ہیں جو خالق کائنات ہے۔اور اپنی مخلوق پر ہر حال میں نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے،اور کروڑوں درود وسلام حق سبحانہٗ کی وساطت سے،محبوب سبحانی حضرت محمدﷺ کی ذات پر کہ ہم اس قدسی صفات ہستی کو فرشتوں کی سنت،بلاواسطہ ادا کرنے کی اہلیت سے عاری ہیں۔

ے ہزار بار بشویم دہن بہ مشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتم کمال بے ادبیست

کے بعد یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ اسلام کو دین فطرت اسلئے کہا جاتا ہے کہ شریعت اسلامی کا خالق کوئی انسان نہیں بلکہ انسان کا خالق اور مالک رب العزت خود ہے۔جس نے تمام کائنات کو خلق کرنے کے بعد اس پر اشرف المخلوقات انسان کو حاکم اور خلیفہ بنایا اسکو وہ تمام علوم سکھا دیے جو اسے خلق خدا پر خلیفہ کی حیثیت سے سرانجام دینے تھے۔آدم علیہ السلام سے نبی آخر الزمان حضرت محمدﷺ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم وبیش) پیغمبروں، ہادیوں اور رسولوں نے ایک ہی پیغام اور ایک ہی قانون شریعت کی تبلیغ کی۔سزا و جزاء کا انفرادی تصور پیش کیا کہ عدل واحسان پر انسانوں کو ایک دوسرے کے قریب ہونے قریب رہنے اور پیار محبت کا ماحول فروغ دینے کی عملی تربیت دی۔چنانچہ اسلام محض عبادات کا مذہب نہیں بلکہ معاشرتی اور سماجی انصاف کا علمدار دین ہے۔جو ایک طرف عدل کے ضابطے فراہم کرتا ہے تو دوسری طرف عدل میں نصفت کا قائل ہونے کے ساتھ ساتھ عدل میں بھی احسان کا پہلو ترک نہیں کرتا اور انسانوں کو لوگوں کی خطاؤں سے صرف نظر کرنے، چھپانے، معاف کرنے اور بھول جانے کی ترغیب دیتا ہے۔اور جب کوئی گناہ ظاہر ہو جائے تو پھر عدل کے وہ تمام اصول وضوابط پورے کرنے کا حکم دیتا ہے۔جو معاشرے کو ظلم وتشدد سے پاک کرنے کا سبب بن سکیں۔اور جب عدالت سے سزا اور جزا کا معاملہ طے پاجاتا ہے تو قصاص اور حدود میں سخت ترین سزاؤں سے پہلو تہی نہیں برتتا تاکہ انصاف برابری کے پیمانے پر تولا جاسکے لیکن سزا اور جزاء اور اس پر عمل درآمد کے قانونی تقاضے پر پورا اترنے کے بعد حکومت کو حقوق العباد کے معاملات میں عدالتی احکامات میں سزا نافذ کرنے سے الگ کرکے وارثان اور مدعی مقدمہ کو مجرم پر بادی کرکے دونوں راستے کھلے چھوڑتا ہے۔گویا مدعی کی طرف سے مجرم کی زندگی بخش دینے کی

marfat.com

Marfat.com

صورت میں آخرت کے اجر کے ساتھ دنیاوی اجر دیت کی صورت میں پاتا ہے۔ اور پھر اگر قصاص پر عمل درآمد کا وقت آتا ہے تو قصاص کو آسان ترین بنانے کے پہلوؤں پر زور دیتا ہے۔ زمانہ جاہلیت کی طرح آگ، پانی اور مثلہ کی سزاؤں کو تجویز کرنے کی بجائے۔ (لا قصاص الا بالسیف) (قصاص تلوار کے بغیر نہیں ہوتا) کی تعلیم دیتا ہے۔ خود آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ " کسی کیلئے مناسب نہیں کہ وہ کسی چیز کو آگ کا عذاب دے۔ صرف وہی یہ عذاب دے سکتا ہے جس نے آگ کو پیدا کیا"۔ [1] قصاص صلح، معافی اور دیت کے معاملات گویا ہر صورت میں مجرم اور مرنے والے پر احسان کے وہ پہلو ہیں جو کسی دیگر مذہب یا معاشرت میں ناپید ہیں وہ چوری میں ہاتھ، زنا میں رجم یا کوڑے کی سخت ترین سزا تجویز کر کے معاشرے کو ایسے جرائم سے پیدا ہونے والے منفی اثرات سے بذریعہ عبرت محفوظ رکھتا ہے۔ اور اسمیں اعلیٰ اور ادنیٰ کے درمیان امتیاز کے ساتھ فرق نہیں کرتا! یہی وجہ ہے کہ اسلام کو دین کامل قرار دیا گیا اور شریعت کے قوانین کو آج کے جدید دور میں بھی راہنما قانون کی حیثیت حاصل ہے۔ جب کہ اسکے برعکس حقیقت تو یہ ھے کہ جب سے تہذیب جدید نے انسانی زندگی پر اپنی گرفت کو مضبوط کرنا شروع کیا۔ انسان بے شمار اقتصادی، مالی، معاشی اور معاشرتی مسائل میں شب و روز الجھتا چلا جا رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کی عملی بنیاد رکھ کر ایسے نشان ہائے ہدایت وضع کیے۔ جو آج بھی دنیا کے ہر قانون میں راہنما اصولوں کی حیثیت سے تسلیم کیے جاتے ہیں۔ اسلام انسانوں میں جرائم یا اعمال ظاہر یہ کو نیت کے حوالے سے پرکھنے کی کوشش کرتا ہے اور نتائج کو معاشرتی عوامل کے آئینے میں تولتا ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تمام تر اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے انسان کو وہی ملتا ہے جس کی اس نے نیت کی۔ جس کی کوشش اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔ اسے اللہ اور اس کا رسول ﷺ ملتا ہے جس کی توجہ دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے ہے تو اُسے وہی صلہ ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔ [2]

یہ ایک آسان اور بنیادی اصول ہے جو زندگی کی ہر سطح پر ہماری رہنمائی کے لئے کافی ہے۔ انسانی زندگی کا بنیادی شرف تو یہ ہے کہ وہ با مقصد ہو لیکن اس کی بنیاد اگر دنیا اور حوا و حرص پر ہو تو پھر کسی طور شرف انسانیت کا اعجاز حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص اعجاز مسلمانی سے فیض یاب ہو تو اس پر سب سے بڑا اور مقدم فریضہ یہ ہے کہ اپنے مقصد حیات سے بخوبی واقف ہو۔ اور اپنی عملی زندگی میں اس کو عملاً اوڑھنا اور بچھونا بنائے۔

اسلام ایک ایسا نظام حیات ہے جو دنیا و آخرت ہر دو کے لئے جامع ہے۔ اس میں انسان کی نوعی، اجتماعی، شخصی اور ضروریات کا نہایت بہتر اور خوبصورتی سے نہ صرف ذکر موجود ہے بلکہ اس میں مشکلات کا بھی حل موجود ہے اس میں

---

[1] (ابو داؤد حدیث نمبر 2675) [2] (متفق علیہ)

marfat.com
Marfat.com

سیاست بھی ہے، معاشرت بھی، اقتصادیات اور قانون بھی۔ جن کو دنیاوی اور اُخروی زندگی کے لئے مربوط کر دیا گیا ہے ۔انسان اور معاشرے کو اس نظام کے اپنانے سے دنیاوی امن وچین اطمینان وسکون اور عزت وسربلندی نصیب ہوتی ہے۔اس نظام کی بنیادی خوبی یہ ہے کہ یہ نظام ۔فطرت کی طرف سے جاری کردہ ہے۔ اور مساوات کے ان سنہری اصولوں کی پاسداری کرتا ہے۔ جن کا عملی نمونہ کائنات کے تجرباتی عدل سے ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ قرآن الحکمت کے مطابق تمام کائنات ۔ چاند۔ سورج ستارے، آسمان وزمین سمندر اور خشکی ایک ایسے عدل پر قائم ہیں جس کی بنیادی روح مساوات ہے اور یہ مساوات تمام کائنات کو ایسی ہی برابری کا درس دے رہی ہے کہ ہر چیز اپنے حقوق وفرائض میں پابند ہے اور کوئی شئے دوسرے کے حقوق پر غاصب نہیں ہے اور اپنے فرائض سے کوتاہی کی مرتکب نہ ہے۔ اسی لئے تو اسلام (عدل کرو کہ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے) کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ (اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے) چنانچہ حکم ہوا (کہ کسی قوم کی دشمنی یا دوستی بھی تمہیں عدل کرنے سے نہ روکے۔[1]

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے ایک قاضی عبداللہ بن قصیص کو خط لکھا!

"اے عبداللہ عدل ایک اہم فریضہ ہے جسے لوگ ہر زمانے میں انجام دیتے رہے ہیں۔ جب کوئی مقدمہ تمھارے سامنے پیش ہو تو اس کے تمام پہلوؤں کو اچھی طرح سمجھ لو۔ اور جب صحیح نتیجہ پر پہنچ جاؤ تو پھر اسے نافذ کردو۔ کیونکہ زبانی اظہار حق بے معنی ہے۔ جب تک کہ اُسے نافذ نہ کیا جائے۔ مدعی اور مدعا علیہ کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرو۔ کسی فریق سے بات کرنے یا عدالت میں بٹھانے یا سلوک میں امتیاز نہ برتو۔ تاکہ زور آور تم سے رعایت کی توقع نہ رکھے اور کمزور کو یہ اندیشہ نہ ہو کہ تم اس کے ساتھ ناانصافی سے پیش آؤ گے۔ اور جو دعویٰ کرے اس سے گواہ مانگو۔ اور جو دعویٰ نہ مانے اس سے قسم لی جائے۔ مسلمانوں کے درمیان صلح کرا دینی جائز ہے۔ بشرطیکہ اس سے حلال حرام اور حرام حلال نہ ہو جائے۔ کل اگر تم نے فیصلہ کیا۔ اور آج اس سے بہتر تمہاری عقل نے تمہیں سمجھایا تو اپنے فیصلے کو رد کرسکتے ہو۔ اس لئے کہ حق ازلی ہے اور اس کی طرف رجوع کرنا غلطی پر اڑے رہنے سے بہتر ہے۔ خبردار اظہار عمل میں اہل مقدمہ سے خفگی اور اکتاہٹ یا چڑچڑا پن پیدا نہ ہو۔ کیونکہ جو شخص حق وانصاف کے موقع پر حق وانصاف کرتا ہے وہ اللہ کے احکام سے اچھی شہرت کا مستحق ہوتا ہے۔

اسی طرح حضرت امام علی علیہ السلام نے ملک اشتر گورنر مصر کو ایک تاریخی خط میں تحریر کیا ہے کہ۔ "انصاف کو ملزم کے رشتہ کو دیکھے بغیر نافذ کر۔ اگر تم میں سے کوئی تعلق دار قانون شکنی کرتا ہے تو اُسے قانون کے مطابق سزا دے۔ اگرچہ شاید یہ تیرے اپنے لئے دکھ کا باعث ہو۔ لیکن یہ ریاست کی بھلائی میں ضروری ہے۔ تمہارے افسران کی کارکردگی اور

---

[1] (المائدہ۔۸)

marfat.com
Marfat.com

کے خلاف اپیلیں اور درخواستیں تمہیں انصاف دینے میں نا اہل نہ ثابت کر دیں۔ اس اصول کو بطور حکم نافذ کر۔ کہ اپنے رشتہ دار کو زمین کا چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑا بھی تحفہ میں نہ دے۔ یہ طریقے ان لوگوں کو تمہیں تکلیف دینے یا دوسروں کے مفادات کو نقصان پہنچانے سے باز رکھیں گے اور اس طرح تم خدا اور عوام کے سامنے شرمندہ ہونے سے محفوظ رہو گے۔"

یہی وہ اصول و مبادیات معاشرہ ہیں جن میں کسی لالچ زر یا خاندانی عصبیت کا کوئی اثر نہیں ہے۔ کہ انصاف کرنے والا انصاف کرتے ہوئے۔ بانگ دھل کہے کہ!

"خدا کی قسم! اگر میری بیٹی فاطمہ نے بھی چوری کی ہوتی تو اس کے ہاتھ بھی کاٹنے کا حکم دیتا"۔[1]

امام ابن تمیمہ نے سیاست الشرعیہ میں تحریر کیا ہے۔

"سیاست الشرعیہ کی عمارت دو بنیادی اصولوں پر قائم ہے۔ پہلا اصول یہ کہ مملکت کے مناسب عہدے صرف اہل تر افراد کو دینا اور نا اہلوں سے مملکت کے عہدوں کو بچانا اور دوسرا اصول کہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے کرنا۔"

قانون قصاص و دیت پر آئندہ صفحات میں حاشیہ آرائی اور تشریحات سے قبل یہ تمام حقائق اس لئے بیان کئے ہیں کہ اسلام میں قضاء و سزا کا تصور واضح کیا جا سکے اور جو لوگ اسلامی سزاؤں کو وحشی سزائیں تصور کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت اس حیثیت کو جاننے سے قاصر ہیں۔ کہ یہ سزائیں اس قادر مطلق نے تجویز فرمائی ہیں جس نے خود انسان کو تخلیق کیا۔ لہذا انسانی فطرت کے تقاضوں کو اس سے بہتر جاننے والی کوئی دوسری ہستی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اس ذات پاک کی تجویز کردہ سزائیں کس طرح عدل فطری تقاضوں کے برعکس ہو سکتی ہیں۔ انہیں تو شاید یہ بھی معلوم نہ ہو کہ جہاں سزائے موت ختم کی گئی ہے ان ممالک میں جرائم کی شرح میں اضافہ ہوا ہے اس کی مثال امریکہ میں جرائم کی تازہ ترین رپورٹ ہے۔ جو ایک طرف خود کو دنیا کے مضبوط ترین حاکم ملک کی حیثیت دلانے کے درپے ہے۔ جرائم کا حال ہاورڈ یونیورسٹی کے جرائم ریسرچ رپورٹ کے مطابق امریکی معاشرے میں جرائم کے ایک دن کا تجزیہ اسطرح ہے۔

۱۔ پانچ ہزار دو سو سنگین جرائم کا ارتکاب

۲۔ 34 ہزار چوریاں

۳۔ ایک ہزار سات سو مسلح ڈاکے

۴۔ 61 افراد قتل

۵۔ ساڑھے تین ہزار کاریں چوری

۶۔ 33 ہزار ملزم ہمیشہ روزانہ تفتیش کے مراحل سے گزرتے ہیں۔

---

[1] (حدیث متفق علیہ)

marfat.com
Marfat.com

موجودہ دور میں شاید عالم اسلام میں سعودی عرب وہ واحد ملک ہے جہاں کم و بیش اسلامی نظام کا نفاذ موجود ہے۔ یقینی امر ہے کہ اسلامی نظام کے نفاذ کی برکات کے سبب پوری دنیا کے مقابلے میں سب سے کم جرائم اسی ملک میں پائے جاتے ہیں۔ شاہ فیصل کے قتل میں شاہی خاندان کا فرد قصاص میں قتل کیا گیا۔ اگرچہ خاندان والے دیت کے حوالے سے معافی یا صلح وارثان بھی کر سکتے تھے۔ گذشتہ چند ماہ کی بات ہے موجودہ ولی عہد شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز کے سسرالی رشتہ داروں میں سے ایک نوجوان نے اپنے ہمعصر کو قتل کر دیا۔ قاتل کے ورثا نے مقتول کے ورثاء کو دیت میں مال و دولت کی پیش کش کی جو یقیناً کسی متعین مقدار تک موجود نہ ہوگی۔ لیکن مقتول کی والدہ نہ مانی چنانچہ شہزادہ عبداللہ کے پاس کیس گیا۔ جنہوں نے واضح کیا کہ مقدمہ کا فیصلہ شریعت کے مطابق کیا جائے۔ چنانچہ جج نے فیصلہ سنا دیا اور قاتل کیفر کردار تک پہنچ گیا۔ امریکہ آج پوری دنیا میں سپر پاور کے طور پر حاکم بننے کے خواب دیکھ رہا ہے یہاں تک کہ اقوام متحدہ کو اپنی ذاتی لونڈی کے طور پر استعمال کرنے سے بھی دریغ نہیں کر رہا لیکن اسکے اپنے ملک میں امن و امان اور تحفظات ناپید ہو چکے ہیں اگرچہ پیدا ہونے والی صورت حال پر جرائم کے انسداد کے لئے امریکی انتظامیہ جو تجاویز مرتب کر رہی ہے ان میں سزائے موت کے ازسرنو اجراء کی تجویز سرفہرست ہے۔ اس کے برعکس چین اور سعودی عرب جہاں سزائے موت کا نفاذ ہے۔ جرائم کی تعداد بہت کم ہے۔ چینی قوم تو اس اصول پر عمل کرتے ہیں کہ بندر کو دہلانے کے لئے چوزے کو ہلاک کردو۔[1]

پاکستان میں بھی نفاذ قصاص و دیت درحقیقت جرائم کی بڑھتی ہوئی صورت احوال کے خلاف انسدادی کاروائی کے طور پر نافذ کیا جا رہا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ قاتل۔ قتل کے بعد طویل مقدمہ بازی کے نتیجے میں قید و بند میں زندگی گذارتا ہے۔ جبکہ اس کے رشتہ دار ناکردہ گناہ کی پاداش میں تھانہ کچہری میں ذلت و رسوائی کے علاوہ۔ لاکھوں روپے ختم کر دیتے ہیں اور اسی طرح مقتول کے ورثا بھی ناکردہ گناہ کی اذیت کا شکار رہتے ہیں۔ مقتول کے ورثاء قاتل سے زیادہ اخراجات کرنے کے باوجود عدالتوں سے انصاف نہ پاسکنے کے نتیجہ میں نسل در نسل، وراثت در وراثت قتل، کرنے کا موجب بنتے ہیں۔ بدلے کی یہ آگ کبھی ٹھنڈی نہیں ہو پاتی اور خاندان تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ قاتل عدالت سے بری ہو جانے کے باوجود ضمیر کا قیدی ہوتا ہے اور آخرت کی سزا تو یقیناً ایک بہت بڑی حقیقت ہے۔ آیئے شریعت کے آئینے میں قصاص و دیت کی افادیت کا جائزہ لیں اور بنیادی اصولوں سے واقفیت حاصل کریں۔ قرآن الحکمت میں ارشاد ربانی ہے۔ ترجمہ اور کسی مومن کو حق نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے۔ البتہ غلطی سے اور جو شخص غلطی سے کسی مسلمان کا قتل کرے اور وہ ایک مومن غلام آزاد کرے یا مسلسل 60 روزے رکھے اور دیت مقتول کے ورثا کو ادا کرے۔[2]

---

[1] (بشکریہ روزنامہ جنگ) [2] (النساء۔۹۲)

marfat.com

Marfat.com

گویا اسلام کے نزدیک انسانی جان کی حیثیت کائنات میں دیگر تمام چیزوں سے افضل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک جان (انسانی) کا قتل پوری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا۔ اس کی بنیاد درحقیقت اس اصول پر ہے کہ اسلامی معاشرہ میں برسر اقتدار طبقہ کی یہ ذمہ داری قرار دیا گیا ہے کہ اپنے معاشرے میں تین چیزوں کا تحفظ فراہم کرے۔

(i) تحفظ جان (ii) تحفظ عزت (iii) تحفظ مال

اور تحفظ جان کو اس میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شرک کے بعد بے گناہ قتل کو ظلم عظیم قرار دیا گیا۔ آنحضرت ﷺ کی یہ مشہور حدیث مزید رہنمائی کا باعث ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے کہ مسلمان ہمیشہ خوش و خرم رہتا ہے۔ لیکن وہ شخص کہ جس نے قتل کیا۔ وہ ہمیشہ گھٹن اور تنگی و غم محسوس کرتا رہے گا۔ یہ اس لئے کہ درج ذیل تین صورتوں کے علاوہ قتل ناجائز قرار دیا گیا۔

ترجمہ:۔ کسی شخص کا خون اس شخص پر حلال نہیں ہے جو اللہ کے سوا کسی کو معبود نہیں کہتا۔ اور مجھے اللہ کا رسول مانتا ہے۔ مگر صرف تین صورتوں میں۔ (۱) شادی شدہ زانی (۲) جان کے بدلے جان (۳) جو دین اسلام سے پھر جائے اور جمیعت المسلمین سے خارج ہو۔ اس حدیث کو سیدہ عائشہؓ نے ابوداؤد اور نسائی میں روایت کیا اور عبداللہ بن مسعود سے مشکوٰۃ شریف مترجم میں روایت کیا ہے۔

اسلام نے سزاؤں کی تین اشکال واضح کی ہیں۔

۱۔ حدود ۲۔ قصاص و دیت ۳۔ تعزیر

حدود وہ سزائیں جو اللہ نے نافذ فرمائیں۔ جو چوری، ڈکیتی، زنا، قذف، شراب اور ارتداد پر مشتمل ہیں۔ چنانچہ عدالت اگر درج بالا سزاؤں میں بعد شہادات و دیگر قانونی تقاضوں کے مکمل ہونے پر محسوس کرے کہ جرم ثابت ہو چکا ہے تو حدود میں تجویز (یعنی قرآنی) سزاؤں کے علاوہ کوئی سزا دینا ضروری نہ ہے۔ انسان اللہ کے اس حق میں مداخلت کا مکلف نہیں ہے۔

قصاص مراد (برابری equal یا Balance) کے ہیں۔ تفسیر القرطبی میں قصاص کے معنی نشان کی پیروی کرنا ہے۔ گویا مجرم کی نوعیت کے عین مطابق سزا۔ قانونی زبان میں قصاص سے مراد مخصوص سزا جو اللہ رب العزت نے تجویز فرمائی ہے۔ جسمیں انسان کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس سے مراد یہ ہے قاتل کی زندگی مقتول کی زندگی کی طرح لے جائے۔ اور زخمی جارح کو اسی طرح زخمی کر کے جزاء دی جائے۔ (اگر ایسا ممکن ہو)

حدود اور قصاص اس لحاظ سے ایک ہی حیثیت کی حامل ہیں کہ یہ سزائیں اللہ رب العزت نے خود تجویز کی ہیں۔ جنکی پیروی کرنا مسلم حکمران پر فرض ہے۔ اگرچہ حقوق کا نظریہ اور تعین۔ حدود اور قصاص میں مختلف ہے۔ جیسا کہ حدود میں اللہ کے حقوق پر زور دیا گیا۔ جبکہ قصاص میں حقوق العباد کو بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حدود کے معاملات کا مکلف

marfat.com

Marfat.com

حکومت وقت ہے۔اور حکومت اس سلسلہ میں تعزیری حد تک تخویف یا خاتمہ سزا میں اختیار رکھتی ہے۔لیکن اسکے برعکس قصاص میں حدود کے برعکس حکومت کو اسپر عمل درآمد کرنا ضروری ہے۔کیونکہ اس سزا کی تخویف یا معافی وغیرہ کا اختیار مقتول کے ورثا کو حاصل تھے۔جو قصاص کو دیت میں تبدیل کرنے کے حق رکھتے ہیں اس طرح اسلام جسمانی نقصان پر بھی اپنا قانون واضح کرتا ہے۔اسلام میں تزکیہ الشہود کا معاملہ اسلئے بھی سزا کی تجویز کیلئے ضروری سمجھا جاتا ہے۔کہ اسلام میں ہر مسلمان کو سچ بولنے والا سمجھا جاتا ہے اور قرآن میں سچی شہادت دینے کا حکم دیا گیا ہے۔[1]

قتل شرعی لحاظ سے دو قسموں کا ہوگا۔(۱) قتل حق (ii) قتل ناحق لیکن امام شافعی کے نزدیک قتل ناحق پانچ اقسام پر مشتمل ہے۔(i) واجب (ii) حرام (iii) مکروہ (iv) مستحب (v) مباح۔قتل حق صرف پانچ صورتوں میں ہے۔(۱) قصاص (جبکہ حکومت اس کی اجازت دے) (۲) دین سے مزاحم لوگوں کے خلاف جہاد یا قتال (۳) اسلامی حکومت کے خلاف شر پھیلانے والوں کا قتل (۴) شادی شدہ مرد یا عورت کے زنا کی سزا (۵) فتنہ ارتداد یا بغاوت کی سزا:

قتل ناحق کی قرآن الحکمت نے دو اقسام قتل عمد اور قتل خطاء بیان فرمائی ہیں۔

قرآن الحکمت کا ارشاد ہے: اور جو کوئی کسی مومن کو عمداً قتل کرے تو اسکی جزاء جہنم ہے۔مومن کے لئے نہیں ہے لیکن اس سے خطاء کوئی قتل ہو جائے۔[2]

جبکہ حدیث میں ایک اور قسم کا اضافہ کیا گیا ہے جسے شبہ العمد کہا گیا ہے۔جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے جسے عبداللہ بن عمر نے روایت کیا کہ۔غلطی کا قتل۔قتل عمدہ کے مشابہ ہے: مثلاً کوڑا یا سوٹی کے زخم سے مر گیا تو اسکی دیت ۱۰۰ اونٹ ہیں جن میں ۴۰ حاملہ ہوں۔[3]

امام ابو حنیفہ نے قتل ناحق کی پانچ صورتیں بیان کی ہیں (۱) قتل عمد (۲) قتل مشابہ قتل عمد (۳) قتل خطاء (۴) قتل مشابہ بہ قتل خطاء (۵) غرض مندانہ قتل۔[4]

دیگر فقہا جن میں امام احمد۔امام مالک شامل ہیں، نے قتل ناحق کی پانچ قسمیں یہ بیان فرمائی ہیں۔

(۱) قتل عمد (۲) قتل شبہ العمد (۳) قتل خطاء (۴) قائم مقام خطاء (۵) قتل بسبب۔

انہی پانچ اقسام پر قانون قصاص و دیت میں بحث کی گئی ہے۔قتل اور اس کی اقسام پر بحث کے بعد اگر انسان پر ہونے والے جرائم پر غور کیا جائے تو وہ کل تین اقسام کے ہیں۔

۱۔قتل (جس میں انسان کی جان جاتی ہے) اس میں فعل خودکشی بھی شامل ہے۔

۲: انسانی جسم پر زخم یا اس کے کسی عضو کا اتلاف۔

---

[1] (المائدہ:۸۔النساء:۱۳۵) [2] (النساء،93/92) [3] (متفق علیہ) [4] (کتاب الفقہ۔۵۱۰)

marfat.com
Marfat.com

۳:۔ماں کے پیٹ میں جنین یا حمل کا ضائع ہونا۔(اس میں مانع حمل ذرائع کا استعمال اور اس سے متعلقہ جرائم بھی شامل ہیں)۔

درج بالا تین اقسام کے جرائم میں رب العزت نے جو سزائیں مقرر فرمائی ہیں ان میں ردو بدل کا کسی کو کوئی اختیار نہیں ہے لیکن اگر مقتول کے ورثا تبدیلی چاہیں تو تبدیلی صلح یا معافی یا دیت سے ممکن ہے۔شریعت میں انسان پر واقع ہونے والے جرائم میں قصاص کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔اور یہ اس لئے کہ انسان کی جان کی عظمت اس قدر بلند اور ارفع ہے کہ اس کے ضائع ہونے پر اس کا مداوا سوائے قصاص کے اور کسی سزا کے ذریعے ممکن ہی نہیں اس سلسلے میں ایک متفق علیہ حدیث بیان کرنا نہایت ضروری ہے۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔کہ آنحضرت ﷺ کو خانہ کعبہ کے طواف کے دوران یہ فرماتے ہوئے سنا۔

ترجمہ: اے کعبہ! تو کتنا پاکیزہ ہے اور تیری خوشبو کتنی اچھی ہے۔تو کتنا عظیم ہے اور تیری عزت کتنی ہے۔لیکن اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے۔کہ اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کی عزت تیری عزت سے بڑھ کر ہے اور اس کا مال اور اس کا خون۔اس حدیث کے ذریعہ انسان کی تین چیزوں کو واجب حرمت قرار دیا اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری حکومت پر ڈالی ہے۔(i) انسانی عزت (ii) مال (iii) جان (خون)

چنانچہ انہی تینوں پر شریعت کے قوانین کی بنیاد ہے۔لیکن کیونکہ ہمیں اس کتاب میں صرف تیسری قسم سے بحث ہے اس لئے ہمارا سلسلہ کلام اسی ایک ضمن میں احاطہ کرے گا۔حرمت انسانی کی مزید اہمیت کا اندازہ درج ذیل احادیث سے کیا جا سکتا ہے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

ترجمہ:۔کسی شخص کا خون ناحق کرنا منجملہ ایسے امور کے ہے جن کے چکر سے انسان کبھی نہیں نکل سکتا۔[1]

حضرت براابن عازبؓ سے روایت ہے کہ ارشاد حضرت محمد ﷺ ہے۔

ترجمہ:۔دنیا بھر کا زوال ایک مسلمان کے خون ناحق کی نسبت زیادہ بے حقیقت ہے۔[2]

ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ:۔مومن اپنے دین کی کشادگی میں رہتا ہے۔جب تک اس سے خونِ ناحق سرزد نہ ہو۔[3]

ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

ترجمہ:۔ہر گناہگار رب العزت کی بخشش پائے گا۔مگر جو شرک کرے یا دانستہ مسلمان کا قتل کرے۔[4]

اس قدر اہم نظائر احادیث یہاں بیان کرنے سے مقصد در حقیقت اس حیثیت اور تصور کو انسانوں میں کامل کر دینا ہے جو

---

۱ (صحیح بخاری) ۲ (مشکواۃ شریف اور ابن ماجہ) ۳ (مشکواۃ اور بخاری) ۴ (مشکواۃ)

marfat.com
Marfat.com

قتل کے مجرم کو بھی انسانی ہمدردی یا ایسی سزا کا مستحق تصور کرتے ہیں۔ جس میں رحم پایا جائے یا جو اسلام کی عادلانہ سزاؤں کو بھی وحشیانہ قرار دے کر مقتول کے ساتھ ہونے والی زیادتی اور اس کے خاندان کے ساتھ ہونے والے سلوک کو نظرانداز کر دیتے ہیں۔ حالانکہ کیا انہیں معلوم نہیں کہ ایک قتل انسانی کے نتیجہ میں والدین بڑھاپے کی خدمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اولاد اپنے باپ کی شفقت سے محروم ہو جاتی ہے۔ بچے یتیم۔ عورتیں بیوہ، بہنیں بے سہارا، اور والدین آفت زدہ ہو جاتے ہیں۔ قتل کے جرم پر درج ذیل نکات واضح ہوتے ہیں۔ جو شریعت کی بنیادی اساس ہیں۔

۱:۔ قتل عمد کا جرم شرک کے بعد دوسرا بڑا جرم ہے۔ اور اس کی سزا بھی جرم کی نوعیت کے عین مطابق مقرر ہوگی۔

۲:۔ قتل کا مجرم دین کی کشادگی سے محروم رہتا ہے۔ لہذا صرف سزا ہی اُسے دین کی فلاح کیلئے معاون ہو سکتی ہے۔

۳:۔ دنیا بھر کی تباہی خون ناحق کے مقابل بے معنی ہے۔ لہذا قتل کی سزا میں رحم کا تصور بے معنی ہے۔ یہاں تک کہ

۴:۔ کعبہ کی عظمت بھی معصوم خون ناحق کے مقابل نہیں رکھی جا سکتی۔

۵:۔ قیامت کے دن خون کا فیصلہ سب سے پہلے ہوگا۔[۱]

چنانچہ اس اصول پر قتل کے مقدمات کا فیصلہ کرنے میں بے جا تساھل اور قانونی پیچیدگیوں میں طوالت دینا ناجائز ہے۔

۶:۔ آنحضرت ﷺ کا حکم ہے کہ سات ہلاکت آفرین گناہوں سے بچو۔ (۱) اللہ کا شریک ٹھہرانا (۲) جادو کا عمل (۳) خون معصوم کا قتل (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) سود کھانا (۶) جنگ سے بھاگنا (۷) مسلمان عورت پر تہمت لگانا۔

چنانچہ جان لینا چاہیے قتل عمد گناہ عظیم ہے اور اس کی سزا جہنم ہے۔ یہاں تک کہ قاتل مقتول کی وراثت سے محروم ہے۔[۲] ہر جرم کی معافی ہے لیکن اس شخص کی جو حالت کفر میں مرا اور دوسرا جس نے مسلمان کو قصداً قتل کیا۔

درج بالا آیات قرآنی سے ہی بعض فقہا استدلال کرتے ہیں کہ قتل عمد کے مرتکب لوگوں سے متعلق کچھ احکامات کا تعلق دنیا سے (جن کے بارے میں تفصیلات کتاب ھذا میں درج ہیں) اور کچھ کا آخرت سے ہے۔ دنیا میں تو یہ حکم ہے کہ من قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیہ سلطانا (قاتل پر مقتول کے ورثا کو اختیار دیا گیا) اور آخرت میں غضب الٰہی کا سزاوار اور جہنم کا عذاب اور لعنت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

۱:۔ صحابہ اور علماء سلف جن میں حضرت عبداللہ ابن عباس، زید بن ثابت۔ ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمر، حسن بصری، قتادہ اور ضحاک بن مزاحم شامل ہیں کا خیال ہے کہ قتل کے جرم کی آیات مذکورہ بالا کے بعد تنسیخ نہیں ہوئیں لہذا ان آیات کی رو سے قتل کے جرم میں توبہ نہیں ہے۔ (یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ کسی قاتل کے معافی مانگ لینے سے اس جرم کا ازالہ نہیں

---

[۱] (متفق علیہ)　[۲] (کتاب الاختیار)

marfat.com
Marfat.com

بصورت صلح یا درگذر اور معافی کے باوجود۔ جرم اپنی کیفیت میں موجود رہے گا اور قابل موخذہ ہوگا۔ اگرچہ دنیا میں یہ معاف ہو بھی جائے تو بھی آخرت میں اس کی سزا سے نہ بچ سکے گا)۔ (موجودہ قانون میں عدالت کو حق حاصل ہے کہ قتل کے مجرم کو بعد معافی یا صلح / تعزیر میں سزا بصورت فساد فی الارض مجرم پر نافذ کرے) جیسا کہ عدل حکومت میں جس چیز میں شریعت نے دیت کا تعین نہیں کیا وہاں عدالت کو عدل کرنے کا حکم ہے۔ حکومت کو وہاں اپنی طرف سے انصاف کے تقاضے پورے کرنا ضروری ہیں۔ [1]

(۱) امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام حنبل کے نزدیک قتل عمد مستقل گناہ کبیرہ ہے۔ جس کا کفارہ واجب نہیں ہے کیونکہ کفارہ (تلافی گناہ) ایک عبادت ہے۔ اور عبادت کو گناہ کے ساتھ وابستہ نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ اگر قتل عمد کے جرم میں کفارہ واجب قرار دیا جائے تو یہ نص (صراحت قرآنی) پر اضافہ ہوگی۔ اسی طرح شرعی طور پر عدالت۔ عدل اور مدعی کے دیگر مسائل جو فقہا نے مزید آسانیاں پیدا کرنے اور وضاحت کیلئے مختلف کتب فقہ سے قانون کی مختلف دفعات میں موقع محل کے مطابق تحریر کر دیئے ہیں۔

یہاں ایک بات قابل توجہ ہے کہ میں نے شریعت کے درج ذیل حوالوں سے قوانین کا احاطہ اس لیے نہیں کیا کہ بظاہر ہمارے ملک میں موجودہ دور میں درج ذیل شرعی قوانین جو ازمنہ قدیم میں قابل عمل تھے آج انکی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ کہ آج بھی ہمارے ملک کے طول وعرض میں جہاں ملکی قانون زیادہ موثر کردار ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا اور لوگ علاقائی جرگہ سسٹم اور پنچایت میں یقین رکھتے ہیں۔ ان علاقوں سمیت دنیا بھر میں دیگر ممالک میں ایسے معاملات کسی نہ کسی صورت میں روایتی یا غیر روایتی انداز کے ساتھ موجود پائے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے کتاب ہذا میں وقتاً فوقتاً ان حوالوں سے بھی مباحث تحریر کر دیے ہیں۔ یہ معاملات درج ذیل ہیں۔

(۱) آقا اور غلام کے مسائل (لونڈیوں کے مسائل بھی شامل ہیں)

(۲) قانون وصیت کے حوالے سے احکامات۔

(۳) قانون خنثی کے حوالے سے احکامات۔

(۴) ذمیوں اور بیرون ملک آباد ہونے والے لوگوں سے متعلق انٹرنیشنل لاء سے متعلق احکامات۔

(۵) حربی۔ مرتد اور کافر لوگوں سے متعلق احکامات۔

(۶) دار الحرب اور دار الامن سے متعلق قوانین کا فرق۔

(۷) غاصب اور غیر غاصب کے قوانین کے مسائل۔

---

[1] (کتاب الاختیار)

marfat.com
Marfat.com

(۸) قانون جہاد۔ قانون نماز۔ قانون زکواۃ کے حوالوں سے مسائل وغیرہ۔

یہ عمل بھی قابل غور ہے کہ قصاص ودیت کے شرعی اصولوں کو سامنے رکھ کر "قانون ٹارٹ" (انگریزی) کا نفاذ اس ملک میں آسان ہوگا۔ چنانچہ جہاں قتل بالسبب اور Fatal Accident جیسے قوانین میں جان کی ہلاکت کی حلاکت کا کوئی پرسان حال نہیں۔ کبھی کبھی حکومت اشک شوئی کی حد تک محدود رقوم کا اعلان کر کے غریب کو خون ناحق کا بدلہ لینے کیلئے آواز بلند کرنے سے روک دیتی ہے۔ حالانکہ اسلام خون ناحق کو رائیگاں نہیں جانے دیتا۔ اسی طرح اسلام حادثاتی قتل کیلئے عاقلہ / برادری اور حکومت کو ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ آج کے دور میں انشورنس، یونین، برادری اور فلاحی ادارے عاقلہ کی مثال بن سکتے ہیں۔ اگرچہ وہ عاقلہ کا نعمل البدن تو نہیں لیکن کم وبیش ترمیم وتبدیلی کے بعد عاقلہ کے مقاصد پورے کرنے کا سبب بنائے جاسکتے ہیں۔ لوکل گورنمنٹ، پولیس اور جیل کے قوانین۔ شاہراہوں اور ٹریفک کے قوانین ۔صحت عامہ یعنی پبلک ہیلتھ کے قوانین اور اسی طرح کے دیگر معاشرتی مسائل پر قوانین کو شریعت کے مزاج کے مطابق تبدیل کرنا ہوگا۔ کیونکہ اگر ٹوٹی ہوئی سڑک پر یا ریلوے وغیرہ کو کوئی حادثہ رونما پذیر ہوگا۔ تو نقصان کا ازالہ کرنے کی ذمہ داری جس عاقلہ پر ہوگی اس میں محکمہ بلڈنگ روڈز، محکمہ پولیس، میونسپل ادارے اور اسی طرح دیگر متعلقہ محکمے ہوں۔

اسی طرح اگر شارع عام پر کوئی گڑھا کسی ترقیاتی کام کے لیے کھودا گیا ہوگا تو یقیناً اس میں گر کر جان بحق ہونے والے شخص کی دیت کا وہ گڑھا کھودنے والا ٹھیکیدار، مذکورہ محکمہ اور میونسپل ادارہ ذمہ دار ہوگا۔ اسی طرح سڑکوں پر واضح نشانات نہ لگانے، سڑکوں کی ناقص تعمیر، بلڈنگ بنانے میں ناقص مٹیریل کا استعمال اور اس کے نیچے آ کر جان دینے والے لوگ۔ سرعام فائرنگ یا دہشت گردی کے ذریعے ہلاک ہونے والے بے قصور لوگ۔ ہسپتالوں میں لالچ زر کے نتیجہ میں غلط اور بددیانتی پر مبنی میڈیکل رپورٹس کی تیاری کا شکار لوگ۔ جھوٹے اور دروغ گو گواہان کی گواہی، بددیانت افسران کی رشوت کے نتیجہ میں ہونے والے ناقص کام اور غلط فیصلے۔ اسقاط حمل کے نتیجے میں نسل کشی کی وارداتیں، خلاف منشاء علاج معالجہ، پولیس تشدد کے ذریعے اموات، ان تمام معصوم اور بے خطاء لاشوں معصوم جانوں کی ہلاکت کا کون ذمہ دار ہے۔

جبکہ آنحضرتؐ کے حکم کے مطابق کسی بے قصور کا خون رائیگاں نہ جانے دیا جائے گا۔ کیونکہ ایک معصوم خون کی پاکیزگی اور عظمت خانہ کعبہ کی عظمت سے زیادہ بیان فرمائی گئی ہے۔ تو یقیناً اس قانون کی اصل روح کے مطابق اگر اس کو اس ملک میں پذیرائی حاصل ہوئی تو یقین کامل ہے کہ یہ پورا مظلوم معاشرہ ایک عظیم اور رہنما پُرامن معاشرہ بن کر دنیا کے سامنے آئے گا۔ ایسا معاشرہ جہاں خونِ ناحق کی عظمت کو تسلیم کیا جائے گا۔ جہاں معاشرے کے افراد ایک دوسرے کے دکھ میں عاقلہ کے طور پر شریک ہوں گے جہاں اس لیے ایک دوسرے کے مال۔ جان اور عزت کی حفاظت ہوگی کہ اس مال۔ جان اور عزت کی حفاظت نہ کرنے کے نتیجہ میں اس نقصان میں اُسے بھی حصہ دار بننا ہوگا۔ تو یقیناً ہر فرد اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے میں اپنا کردار عملی طور پر ادا کرنے کی پوری سعی کرے گا۔

marfat.com

Marfat.com

یاد رکھنے کی بات تو یہ ہے کہ یہ ملک اسلام کے فروغ اور اس کی عملی ترویج کے لیے معرضِ وجود میں آیا۔ ہندوستان کے طول وعرض میں پاکستان کا مطلب کیالا اِلٰہ اِلا اللہ کے نعرے لگانے والے لوگ نہ ذہنی مخبوط تھے اور نہ ہی کم فہم۔ کہ وہ اس نعرے کے معنوں سے نا آشنا ہوں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ آواز کسی سیاسی لیڈر نے اپنے سیاسی دکان چمکانے کے لیے بلند نہیں کی تھی بلکہ یہ آواز مسلمانانِ ہند کی روح کی حقیقی اور سچی آواز اور ان کی اسلام سے والہانہ محبت اور عقیدت کا مظہر تھی۔ انہوں نے اپنی غلامی کے طوق سے رہائی کا ایک ہی راستہ محسوس کیا کہ وہ انگریزی قوانین سے یکسر انکار کر کے ہی اپنی زندگیوں کو پرسکون کر سکتے ہیں ہوا بھی یہی ہے کہ یہ آواز انگریز اور ہندو کی قید غلامی سے رہائی کا سبب بن گئی لیکن پاکستان بننے کے بعد سیاست دانوں اور طالع آزماؤں نے جو راستہ اختیار کیا وہ ان کے قدیم آقاؤں کے اشارے کے عین مطابق تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان میں نصف صدی گزرنے کے بعد تک آزادی کے ان سالوں کے دوران اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے لئے محض لفظی اور تقریری کردار کو اپنا کر عوام کے جذبات سے کھیلا جاتا رہا۔ اور بالآخر آج ہمارے معاشرے میں رشوت کے ناسور نے ایسے کینسر کی شکل اختیار کر لی ہے کہ جس کے خلاف اپریشن کرنے والی انتظامیہ اور عدلیہ بھی اسی مرض کا شکار ہو چکی ہے۔ حالت یہ ہے آج احتساب کے ادارے قائم کیے گئے ہیں لیکن اداروں پر اعتماد نہیں ہے رہا۔ لیکن میرا یہ عقیدہ ہے کہ کیونکہ یہ ملک صرف اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے لئے تجربہ گاہ کے طور پر وجود میں آیا ہے تو یہ امر یقینی ہے کہ خواہ کتنی بھی صیہونی کوششیں یہاں اپنی سازشانہ اور شاطرانہ چالیں چلیں۔ اس ملک کی بقاء کے لئے عوام کا پرزور اصرار بالآخر اپنے حقیقی انجام میں نفاذ اسلام کا باعث ضرور ہوگا۔

اس کتاب کا حرف اول لکھتے ہوئے مجھے یہ اقرار کرنے میں ہرگز کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ اس ملک میں نفاذ اسلام کی کوششیں جب عملی طور پر شروع ہوئیں تو ضیاء الحق مرحوم کے دور میں نظام عدل وانصاف، نظام زکوۃ و نماز کے لئے مختلف قوانین بنانے کے علاوہ آئین میں مناسب تبدیلیوں کی طرف توجہ دی گئی۔ اس وقت آزاد کشمیر کے موجودہ صدر سردار عبدالقیوم نے آزاد کشمیر میں اسلام کے عملی نفاذ کے لئے پہل کی۔ اور اس کے عملی نتائج سے پاکستان کے عوام کے لئے سرخیل کا کردار ادا کیا یہاں پر دیگر آئمہ اکرام کی اجتماعی اور انفرادی کوششوں کا فرداً ذکر کرنا ممکن نہ ہوگا۔ لیکن اگر میں جامعہ لاہور الاسلامیہ ماڈل ٹاؤن میں حافظ عبدالرحمان مدنی اور ان کے رفقاء کار کے کردار کا ذکر نہ کروں تو کثیر تعداد میں اسلامی سکالرز کی وہ کھیپ جو آج اس ملک میں نفاذ شریعت میں عملی کردار ادا کرنے کے لئے پر تولے بیٹھی ہے وہ معزز سکالر شاید آج میسر نہ ہوتے، یہ نرسری اور اس کے ساتھ اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے طلبہ اور سکالرز یقیناً موجودہ حکومت کو اس میدان کے لئے شرعی نفاذ میں ایسے قابل قدر افراد ضرور فراہم کر سکتی ہے جنہوں نے ایک طرف موجودہ قوانین کا مطالعہ کیا۔ تو دوسری طرف شرعی قوانین پر موجودہ دور کے آئینے میں تحقیق کی۔ اور اب اس بات کے منتظر ہیں کہ حکومت کب ان کی صلاحیتوں سے استفادہ کرتی ہے۔ شرعی عدالت وفاق نے اپنے دائرہ عمل میں قابل قدر خدمات

marfat.com
Marfat.com

سرانجام دیں اور شریعت اپلیٹ کورٹ عدالت عظمیٰ اور عدالت عالیہ کے فیصلے بھی اب ہمارے لئے ایسا میدان فراہم کر رہے ہیں جہاں ہمیں اپنے نظام کی تبدیلی میں کوئی دقت باقی نہیں رہی۔ اسی میدان میں مرکز تحقیق اسلامی اسلام آباد اور مرکز تحقیق دیال سنگھ لائبریری لاہور کے مولانا متین ہاشمی مرحوم نے اسلامی قوانین کے عربی لٹریچر کو اردو میں جس طرح ترجمہ کروایا ہے اس سے اسلام پر دیوانی اور فوجداری قوانین سمجھنے میں قابل قدر کردار ادا کیا ہے۔ مسٹر جسٹس تنزیل الرحمان کے علاوہ دیگر معزز فقہا اور سکالر اور اسلامی یونیورسٹی فیصل مسجد اسلام آباد کی تصانیف سے راہنمائی حاصل کر کے بھی آج کے وکلاء اور منصف صاحبان معاشرے میں اسلامی نظام کے نفاذ میں عملی کردار ادا کرنے کے قابل ہیں۔ میں نے جس قدر لٹریچر آج کے دور میں اردو اور انگریزی تراجم کی صورت میں مارکیٹ میں دیکھا ہے۔ قیاس اغلب ہے کہ اب یہ دعویٰ جھوٹا محسوس ہوتا ہے کہ اسلام کا لٹریچر صرف عربی میں ہے اور اس پر اردو لٹریچر نہ ہونے سے نفاذ اسلام میں رکاوٹیں ہیں آج مولانا مودودی کی تصانیف، مولانا سلمان ندوی کا مطالعہ، علماء اکیڈمی مراکز تحقیق اسلام کی ہزاروں تصانیف کے علاوہ امام ابن قیم، امام ابن تیمیہ، امام قطب شہید، امام عبدالوہاب کی تصانیف کے تراجم فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ عالمگیر، ہدایہ، بدائع الصنائع۔ اور ڈھیروں دیگر کتب کے تراجم ہمارے مطالعہ کے لئے میسر ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ اس قدر علمی تحقیق موجود ہونے کے باوجود اگر اس ملک میں نفاذ قانون اسلام نہیں ہو سکتا تو پھر کبھی بھی اس ملک کو اسلام کی نعمت نصیب نہیں ہو سکتی۔ خدا ایسا نہ کرے۔

قوانین پر عمل درآمد اور نافذ قوانین میں غیر اسلامی نظریات کی نشاندہی کیلئے عدلیہ نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ وہ قوانین جو حکومت کی انتظامیہ نفاذ کرنے میں ناکام رہتی ہے۔ عدلیہ اپنے واضح اور غیر مبہم فیصلوں کے ذریعے وقت مقررہ پر اس کے عملی نفاذ کا حکم دے دیتی ہے۔ اور عدلیہ کے یہ تاریخی فیصلے حکومت کو مختلف قانون کے ذریعے مذکورہ قوانین نافذ کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ آج عوام کی آنکھیں کھلی ہیں اور وہ نئے آنے والے معاشرتی اور مذہبی قوانین کے نفاذ کی برکات کا بغور جائزہ لے رہے ہیں۔ اور وہ وقت دور نہیں جب اسلام اپنی اصل صورت میں اس پاکستانی قوم کے دلوں کا ہی نہیں۔ بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے دلوں اور ذہنوں کے عملی سکون اور راہنمائی کا باعث ہوگا۔ پاکستان یقیناً اسلام کا قلعہ بن جائے گا اور یہ قلعہ تمام دنیا کے لئے روشنی کا وہ بلند مینار ثابت ہوگا جس کی کرنیں یقیناً دنیا بھر کی ظلمتوں کے خاتمے کا باعث ہوں گی۔

موجودہ پرآشوب دور میں سیاسی۔ معاشی اور معاشرتی انحطاط ہمیں دین سے دوری کے نتیجہ میں نصیب ہے اسلامی قوانین کے نفاذ سے۔ معاشرے کے مختلف طبقات سے جس انداز میں احتجاج بلند کیا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ قوانین فطرت کی طرف سے نافذ نہ ہوئے ہوں بلکہ کسی شخص کی ذاتی کاوش کا نتیجہ ہوں۔ حالانکہ رب العزت کے بنائے ہوئے قوانین میں اس قدر باریک مصلحتیں موجود ہیں جن کے نتائج اور ثمرات ہی لوگوں کو ان کی فضیلتوں سے بہرہ

marfat.com
Marfat.com

ور کر سکتے ہیں۔لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ عورت کی نصف دیت پر خواتین نے صدائے احتجاج بلند کیا اور مسودہ قانون کو غیر صحت مند قرار دے دیا۔آج شور مچایا جاتا ہے کہ خواتین کے حقوق کا تحفظ نظام حکومت میں ہر سطح پر صرف عورتیں ہی کر سکتی ہیں اور عورتوں کو اسمبلیوں میں متناسب نمائندگی دی جائے۔لیکن کون نہیں جانتا کہ عورت کی گود کی پرورش سے معاشرے پر جو گہرے نقوش ظاہر ہوتے ہیں۔وہ اس کی اسمبلی میں نمائندگی کے ذریعے حاصل نہیں ہو سکتے۔عورت کے حق کا تحفظ معاشرہ کو نہیں۔چادر اور چار دیواری نے کرنا ہوتا ہے اور یہ تحفظ ہی اُسے وہ ماں بناتا ہے جو معاشرے کو ایسے ہونہار مرد فراہم کرتی ہے جو تاریخ کا سنہری حصہ بن جاتے ہیں۔تاریخ ان پر فخر کرتی ہے۔یہی باعث ہے کہ جب کوئی مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اپنی اس کتاب کو کس کے نام معنون کروں گا۔تو میرا یہی جواب ہوتا ہے۔میری یہ کتاب میرے والدین اور اساتذہ کی طرف سے میری علمی تربیت اور تحقیق کا نتیجہ ہے۔جن کی محبت، شفقت اور سرپرستی نے مجھے راہ مستقیم دکھائی اور اسی رہنمائی کے سبب آج میں اس فرض سے فیض یاب ہونے کی توفیق پا رہا ہوں۔میری یہ کتاب میری ماں کے نام ہے۔جس نے مجھے اپنی گود میں لوریاں دے کر سلانے کی بجائے قران وسنت اور تاریخ سے آشنا کرایا اور زندگی کو حقیقت پسندی سے گزارنے کا درس دیا۔

آیئے! آج ہی فیصلہ کریں کہ ہم دین فطرت کے ہر اصول کو بلا کم وکاست تسلیم کرتے ہوئے رب العزت کی بزرگی کے سامنے سجدہ تعظیم بجالائیں گے۔تاکہ وہ بھی ہم پر اپنی رحمت اور شفقت ومحبت کے خزانے کھول دے۔آمین

تمت بالخیر

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید

اللھم بارک علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید

پاکستان میں

تاریخ نفاذ اسلام

قانون

قصاص ودیت

marfat.com
Marfat.com

پاکستان میں نفاذ نظام اسلام کی مختصر تاریخ

اگرچہ پاکستان کا قیام ھندوستان میں دوقومی نظریہ کے حوالے سے پاکستان کا مطلب کیالا الہ الا اللہ کی بنیاد پر عمل میں آیا جسکا آغاز ہندوستان میں 1857ء کی جنگ آزادی سے ہوا۔لیکن غلامی کی زنجیر ایک صدی تک مسلمانان ہند کا نصیب رہی ۔جو آزادی کی صورت میں 14 اگست 1947ء میں پاکستان کی صورت میں کٹ گئی۔آزادی کے بعد مسلمانان پاکستان نے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں کوششیں جاری رکھیں۔

قائداعظم نے تحریک پاکستان کے حوالے سے مسلمانوں کے نظریات کا احاطہ کرتے ہوئے فرمایا

"مسلمانان ہندایسے پاکستان کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جہاں وہ خوداپنے ضابطہ حیات اپنے تہذیبی ارتقاء۔دینی روایات اور اسلامی قانون کے مطابق حکومت کرسکیں"

قائداعظم کی وفات کے بعد لیاقت علی خان نے 1949ء میں قرارداد مقاصد اسمبلی میں پیش کی۔جو آئندہ آئین سازی کیلئے برطانیہ کے منشور "میگنا کارٹا" کی طرح بنیادی دستاویز کی حیثیت کی حامل تھی۔اسکے ذریعہ درحقیقت پاکستان کی نظریاتی اور عملی سمت کا تعین کیا گیا۔لیکن اسکے بعد 1951 اور 1954 تک محض آئین کے ابتدائی مسودات تیار کیے جاتے رہے۔ بالآخر 23 مارچ 1956 میں پہلا آئین نافذ ہوا۔جس میں پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان قرار پایا لیکن 1958 میں مارشل لاء نافذ کیا گیا۔جسکے نتیجہ میں اس آئین کو منسوخ کرتے ہوئے فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے قوم کو جون 1962ء میں نیا آئین دیا جسمیں اقرار کیا گیا کہ پاکستان کے تمام قوانین قرآن پاک اور احادیث نبوی کی روشنی میں ترتیب دیئے جائیں گے۔لیکن عملا اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نہ ہوئی مختلف ادوار میں حکومتوں کیطرف سے اسلامی قوانین کے نفاذ میں عملی کوتاہی ایک ایسا جرم تھا جسکے نتیجہ میں 17 دسمبر 1971ء کو ملک دولخت ہو گیا۔کیونکہ دونوں ملکوں کے باشندوں کے درمیان بنیادی رشتہ اور تعلق اسلام اور مذہب کی پاسداری پر قائم تھا جسکو ہر حکومت غیر اسلامی اقدامات کے ذریعے کمزور کرتی چلی گئیں۔جس کے سبب پاکستان کے دونوں حصوں کے عوام قومیت پرستی کی نذر ہوگئے۔صدر ایوب کے بعد آئندہ حکمران ذوالفقار علی بھٹو نے 12 اپریل 1973ء کو نیا آئین دیا۔بظاہر یہ آئین ملک کی تمام سیاسی جماعتوں کے ساتھ متفقہ طور پر اسمبلی میں منظور کرایا گیا۔اور اس میں اسلام کو سرکاری مذہب قرار دیتے ہوئے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا۔لیکن عملا قوانین کو اسلامی رنگ دینے کیلئے کوئی کوشش نہ کی گئی۔ حکمرانوں اور سیاستدانوں کے قول وفعل کے تضاد نے پاکستان کو اسکی نظریاتی منزل (نفاذ اسلام) سے عملا دور کر

marfat.com
Marfat.com

دیا۔ نتیجۃ تحریک نظام مصطفےٰ نے اسلامی انقلاب کا نعرہ بلند کیا۔ چنانچہ 5 جولائی 1977 میں مسٹر بھٹو کا تختہ الٹ کر جنرل ضیاء الحق اقتدار میں آئے۔ جنہوں نے پاکستان میں 12 ربیع الاول 1399 ھ بمطابق 10 فروری 1979 ء کو ملک میں اسلامی قوانین کے عملی نفاذ کا اعلان کیا اور اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت اور شریعت بنچ کے قیام کا بھی اعلان کیا گیا۔ 1981ء کے عبوری آئین کے ذریعے 1982ء میں مجلس شوریٰ قائم کی گئی لیکن سیاسی ہوا و حرص نے ضیاء الحق کو اپنے حق میں ایک عوامی ریفرنڈم کروانے پر مجبور کیا۔ اسطرح جمہوریت کی بنیادی اساس سے ہٹ کر یکم دسمبر 1984ء میں خود کو آئندہ پانچ سال کیلئے صدر منتخب کروایا۔ ریفرنڈم میں بنیادی سوال یہ تھا۔

" کیا آپ صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کے اس عمل کی تائید کرتے ہیں۔ جو انہوں نے پاکستان کے قوانین کو قرآن حکیم اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق اسلامی احکامات سے ہم آہنگ کرنے اور نظریہ پاکستان کے تحفظ کیلئے شروع کیا ہے اور آپ اس عمل کو جاری رکھنے مزید استوار کرنے اور منظم اور پرامن طریقہ سے اقتدار عوام کے نمائندوں کو منتقل کرنے کی حمایت کرتے ہیں"

عوام نے اس ریفرنڈم میں اسلام کے قوانین کے نفاذ کیلئے جنرل ضیاء الحق پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا۔ لیکن ملک میں نفاذ اسلام کا عمل پھر بھی تیز نہ ہو سکا۔ ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کیلئے نویں ترمیمی بل کے تحت شرعی عدالت کے اختیارات اور دائرہ کو بڑھایا گیا اسطرح آئین کی آرٹیکل 203 ب میں ترمیم کردی گئی۔ تاکہ قانون سازی اور پالیسیاں وضع کرنے کیلئے اسلام کو مکمل بالادستی حاصل ہو سکے۔ اس دور میں محمد خان جونیجو وزیر اعظم پاکستان تھے۔ جنہوں نے مقدور بھر کوشش سے اسمبلی میں مختلف قوانین کو حتمی اسلامی شکل دینے کے اقدامات کیے۔ اسی دوران جونیجو کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا۔ لیکن 17 اگست 1988ء کو جنرل ضیاء الحق بہاولپور میں 130۔ سی جہاز کا حادثہ پیش آیا۔ اس دور میں غلام اسحاق خان نے صدر پاکستان کا عہدہ سنبھالا۔ لیکن بہت سا وقت ملک کی انارکی کا شکار ہو کر اسلامی قوانین کے نفاذ کا عمل معطل رہا۔ اس دوران قانون قصاص و دیت کے سلسلہ میں اس قدر پیش رفت ہو چکی تھی کہ صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کے اس حادثہ کے باوجود مجموعہ تعزیرات پاکستان ایکٹ 45 بابت 1860 اور مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء ایکٹ 5 میں ترمیم کا حکم جاری ہوا۔ اور اس وقت کے صدر پاکستان نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے آرٹیکل 89 کی ضمن 1 کی رو سے حاصل شدہ اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے قانون فوجداری ترمیم آرڈیننس 1990 جاری کیا۔ جو مملکت خداداد پاکستان میں 12 ربیع الاول 1411 ھ میں نافذ العمل قرار پایا۔ اسی دور میں بے نظیر کو اقتدار حکومت حوالے کر دیا گیا۔ لیکن صوبہ میں مخالف جماعتی حکومت ہونے سبب ملک بھر میں افراتفری اور بدامنی پھیلی رہی۔ چنانچہ حکومت کے خلاف 26 اکتوبر 1989 میں عدم اعتماد کی تحریک لائی گئی۔ اگرچہ وہ ناکام ہوئی لیکن حکومت عوامی رد عمل سے کانپ اٹھی۔ بے نظیر کا اقتدار آئندہ الیکشن کی صورت میں ناکامی پر نواز شریف نے سنبھال لیا۔ جسکی معزولی پر

marfat.com
Marfat.com

آج جنرل پرویز مشرف اقتدار میں ہیں۔ انہوں نے بھی جنرل ضیاء الحق کی پیروی کرتے ہوئے خود کو بذریعہ ریفرنڈم ملک کا صدر نامزد کروالیا ہے۔ لیکن آئندہ الیکشن کے نتیجہ میں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ اور پاکستان کی نظریاتی تکمیل کب ہوتی ہے آئندہ آنے والا وقت اس کا بہترین نتیجہ ثابت ہوگا۔

حکومتی سطح پر اقتدار کی رسہ گیری اور سیاستدانوں اور فوج کے سربراہوں کے درمیان ہونیوالی رسہ کشی کے ان تلخ حقائق سے ہٹ کر ملک میں قائم اسلامی نظریاتی کونسل کی کاوشوں اور عدلیہ کے سنہری فیصلوں نے اس ملک میں قانون قصاص و دیت کے عملی نفاذ میں رکاوٹیں دور کر دیں۔ حکومت وقت اور عدلیہ کے درمیان یہ معاملات 1979ء سے 1989ء تک وجہ بحث رہے بالآخر عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے بعد حکومت وقت کیلئے اس قانون کے نفاذ کیلئے کوئی عزر باقی نہ رہا۔ اسکا ایک جائزہ یہاں لیا جانا ازبس ضروری ہے۔

پاکستان میں اسلامی نظام کو نافذ کرنے اور ملکی قوانین کو اسلامی رنگ دینے میں عدالت ہائے عظمیٰ و عدالت ہائے عالیہ کے علاوہ وفاقی شریعت کورٹ، اور شریعت بنچ نے اپنا فریضہ سرانجام دیا۔ جن میں قصاص و دیت آرڈیننس کے نفاذ کیلئے سب سے پہلی کوشش عدالت عالیہ (پشاور) نے سال 1980 میں کی۔ مذکورہ بنچ میں جسٹس عبدالحلیم خان، جسٹس محمد خورشید خان اور جسٹس کریم اللہ خان درانی شامل تھے۔ انہوں نے مقدمہ قتل بعنوان گل حسین خان بنام حکومت پاکستان میں اکتوبر 1979ء کو فیصلہ سناتے ہوئے مندرجہ ذیل امور کو واضح کیا۔

الف) دفعہ 302 تعزیرات پاکستان 1860 میں تجویز سزائیں اسلام کے اصولوں کے مطابق نہ ہیں جنہیں اسلام کے مطابق ڈھالا جائے کیونکہ اسلام میں قتل کے مقدمات میں صلح، معافی اور دیت کی ادائیگی اور نابالغ پر قصاص نافذ نہیں کیا جاسکتا۔

ب) بحوالہ دفعات (7)345، 401، 402، 402A، 402B ضابطہ فوجداری میں مجوزہ اختیارات صوبائی یا وفاقی حکومت جس کی رو سے حکومت کو سزا ختم کرنے۔ کم کرنے یا تبدیل کرنے کے اختیارات غیر اسلامی ہیں کیونکہ یہ اختیارات عدالت اسلامی اصولوں کی روشنی میں استعمال کرنے کا حق رکھتی ہے۔

ج) قتل کے مقدمات میں تعزیری کی صورت سزائے موت یا عمر قید کی۔ سزا چور یا قاتل کو دی جاسکتی ہے اگر ایسا عمل حادثاتی یا غیر دانستہ ہو۔ خواہ ورثا، مذکورہ سزا کو صلح پر یا معاف کریں یا خون بہا (دیت) حاصل کریں۔ مذکورہ تعزیر غیر اسلامی نہ ہو گی۔

د) نابالغ پر قصاص یا حد کا نفاذ نہیں ہوسکتا البتہ تعزیری کی صورت دیگر سزا دی جاسکتی ہے۔

ہ) ایسے جرائم جو انسانی جسم پر سرزد ہوں۔ معافی یا ادائیگی دیت سے فیصلہ کیے جاسکتے ہیں۔ اگر مجروح زندہ ہو۔ موت کی صورت میں مقتول کے ورثاء کو یہ حق حاصل ہوتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

و) آئین پاکستان کے آرٹیکل 203/B کی موجودگی میں صدر پاکستان کو معافی کے اختیارات (آرٹیکل 45) کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ کیونکہ شریعت کے مطابق صدر پاکستان یا حکومت کو یہ اختیار یا حق حاصل نہیں رہتا۔ لہذا اس طرح ضابطہ فوجداری 1898 کی دفعات (345/7) 401، 402، 402A اور 402B میں صدر کے اختیارات برائے معافی، تخویف، یا ترمیم سزا آئین کے آرٹیکل 203-B کی روشنی میں قابل عمل درآمد نہ ہیں۔ اسطرح مذکورہ دفعات غیر اسلامی ہیں۔[1]

اسلام کے فوجداری قانون کا ایک یہ طرہ امتیاز بھی ہے کہ حد یا قصاص کسی وجہ سے اگر بطور سزا عملاً نافذ نہ کیا جا سکتا ہو تو بھی بصورت تعزیر عوام الناس کے بہترین مفاد میں موت کی سزا دی جا سکتی ہے۔ اس طرح ایسے خطرناک معاملات میں نا بالغ پر بھی بطور تعزیر سوائے موت کا نفاذ کیا جا سکتا ہے۔ پشاور ہائی کورٹ کے اس تاریخ ساز فیصلہ کو فیڈرل شریعت کورٹ نے سراہا۔ اور مزید کئی اصلاحات پر اپنی فاضلانہ بحث کی۔ عدالت مذکور معزز جج صاحبان جسٹس صلاح الدین احمد، جسٹس آغا علی حیدر، جسٹس آفتاب حسین، جسٹس ذکاء اللہ لودھی اور جسٹس کریم اللہ درانی پر مشتمل تھی فاضل عدالت نے مندرجہ ذیل نئے نکات کی وضاحت کی۔

۱۔ دفعات 302,304,304/A,324,325,326,329,331,333,335,338 تعزیرات پاکستان آرٹیکل 203/D آئین پاکستان کی موجودگی میں اسلئے بھی خلاف اسلام ہیں کہ ان دفعات میں ولی کی حیثیت سے صلح کرنے کا حق ورثا کو دیا گیا۔

۲۔ بازو کے زخم کا قصاص جوڑ سے ہی ممکن ہے۔ لہذا ایسے زخموں میں جہاں جوڑ سے کم زخم پائے جائیں قصاص ممکن نہیں ہے۔

۳۔ قتل عمد دو اقسام کے ہو سکتے ہیں۔ ایک میں حقوق اللہ اور دوسرے میں حقوق العباد۔[2]

مذکورہ بالا ہر دو فیصلوں کو حکومت نے سپریم کورٹ شریعت اپیلیٹ بنچ کے روبرو چیلنج کر دیا لیکن فاضل شریعت بنچ نے درج ذیل ریمارکس کے ساتھ دو دیگر قانونی تصریحات کے ساتھ حکومت کی مذکورہ اپیل کو خارج کر دیا اور اپنے فیصلہ میں لکھا۔

"دفعہ 302 ت پ اپنی موجودہ شکل میں کتاب وسنت کے خلاف ہے اسکو ایسی عبارت میں ڈھالنا ضروری ہے جس میں قتل عمد کی قرآن میں بیان کردہ سزا کا پہلے ذکر ہو اور اسمیں ورثا کی طرف سے معاوضہ کے ساتھ صلح یا بلا معاوضہ معافی کی گنجائش موجود ہو۔ اسکے بعد عدالت کو بطور تعزیر سزائے قید دینے کا اختیار دیا جائے اور قصاص صلح اور معافی اور تعزیر

۱۔ (PLD 1980 Pesh-1) ۲۔ (PLD1980FSC-1)

marfat.com
Marfat.com

چاروں کے ضروری احکام مدون کرنے کے لیے قرآن و سنت اور فقہ اسلامی سے استفادہ کی جائے۔"
اسی فیصلہ میں دفعہ 304 اور دفعہ 304A کے علاوہ دفعات 54، 55، 109، 111 اور 333, 335, 338, 325, 326, 329, 331 تعزیرات پاکستان کو بھی کتاب و سنت کے خلاف قرار دیا گیا۔ اسی طرح دفعات 401, 402, 402A, 402B کے علاوہ 339A, 338, 337, 345 اور 381 ضابطہ فوجداری کو بھی احکام شریعت کے خلاف قرار دیا گیا ہے اور ان میں فوری ترمیم کرنیکا حکومت کو حکم دیا۔ اس فیصلے کو معزز جج صاحبان مسٹر جسٹس محمد افضل ظلہ، مسٹر جسٹس نسیم حسن شاہ، مسٹر جسٹس سیف الرحمان، مسٹر جسٹس پیر محمد کرم شاہ اور مسٹر جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی نے تحریر کیا۔ [1]

اس فیصلہ کے نتیجہ میں حکومت نے دفعات 299 تا 338 تعزیرات پاکستان کو تبدیل کر کے قصاص و دیت آرڈیننس کی صورت (قانون فوجداری) ترمیم دوم آرڈیننس 1990 جاری کیا جو 12۔ ربیع الاول 1411ھ کو نافذ العمل قرار پایا۔

10 فروری 1979ء سے 1990ء تک کا یہ سفر، اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شریعت کورٹ اور شریعت بنچ کے علاوہ عدالت عالیہ ہائے پاکستان کی انفرادی اور اجتمائی کوششوں اور شعور اور کوشش پیہم کا بین ثبوت ہے۔ اسطرح قانون قصاص و دیت اسلام کے عملی نفاذ کیلئے پاکستان کی تاریخ میں ایک سرخیل کی حیثیت حاصل کر گیا۔ اگرچہ 1990ء میں قانون قصاص و دیت آرڈیننس کی صورت میں جاری ہو چکا تھا لیکن حکومت کی ذاتی مجبوریوں اور اسمبلی کے متواتر اجلاس نہ ہو سکنے کی صورت میں مذکورہ آرڈیننس وقتاً فوقتاً ترمیمی آرڈیننس کی صورت میں نافذ العمل رہا جو بالآخر مورخہ 11-04-97 کو فوجداری قانون (ترمیمی) ایکٹ II۔ 1997 کی صورت میں وطن عزیز کے ہر حصے پر بطور ایکٹ (قانون) نافذ العمل ہوا۔ یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ بینظیر کا اقتدار ہو یا نواز شریف کا دور حکومت ہو یا جنرل پرویز مشرف کا۔ پاکستان میں اسلام کا نظام معاشرے کے ہر حصے میں قائم کرنے کی تگ و دو ہر دور میں جاری ہے۔
میں نے قصاص و دیت پر آرڈیننس 1990ء کی بنیاد پر ستمبر 1991 میں اپنی شائع شدہ کتاب میں واضح کیا تھا۔ کہ قانون ھذا پر آئندہ جب تک معزز اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے سامنے نہ آجائیں یہ کتاب ادھوری تصور کرتا ہوں۔ چنانچہ آج جب قصاص و دیت کا قانون اپنی اصل شکل میں محض مسودہ یا آرڈیننس نہ رہا ہے۔ بلکہ حتمی قانون کی شکل میں فوجداری قوانین میں ترمیم دوئم 1997 کی صورت میں سامنے آچکا ہے۔ ضروری تھا کہ اب کتاب کو قارئین، فقہا اور وکلاء کیلئے اعلیٰ عدالتوں کی تشریحات کی روشنی میں مدون اور ترتیب دیا جا سکے۔ آئندہ ادوار میں یہ سفر پاکستان میں اسلام کے نظام

---

1 PLD1989SC633

marfat.com
Marfat.com

کے نفاذ کیلئے کتنا اہم اور ضروری ہے اس امر میں یاد رکھنا ہوگا کہ پاکستان ایک اسلامی مملکت کے طور پر وجود میں آیا اور اسلامی مملکت کی حیثیت سے ہی زندگی دوام حاصل ہوسکتی ہے۔ اسے امت مسلمہ کیلئے روشنی کا مینار ثابت ہونا چاہیے جس کے لیے یہاں فرقہ واریت کا خاتمہ اور باہمی تشدد کے رویوں سے پاک معاشرہ قائم کرنے کی ضرورت ہے جو صرف اسلامی نظام کے نفاذ سے ہی قائم کیا جاسکتا ہے۔

(رب العزت ہماری رہنمائی کرے۔ آمین)

marfat.com
Marfat.com

اللہ اکبر

حصہ اوّل

تعزیرات پاکستان اور ضابطہ فوجداری کی دفعات میں ترامیم

دفعہ ۵۳، دفعہ ۵۴، دفعہ ۵۵، دفعہ (A)۵۵، دفعہ ۱۰۹ تعزیرات پاکستان میں بمطابق قرآن وسنت ترامیم

marfat.com
Marfat.com

مجموعہ تعزیرات پاکستان 1860 اور مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898 میں ترمیم کا ایکٹ 1997

مجریہ 11 اپریل 1997

چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان۔ا۔ میں ترمیم کی جائے تاکہ انہیں اسلام کی ہدایات اور احکام کی مطابقت میں منضبط کیا جائے جس طرح کہ قرآن وسنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے۔لہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

۱۔مختصر عنوان اور آغاز نفاذ　Short Title & Comencement

i۔ یہ ایکٹ (قانون) قانون فوجداری (ترمیم) ایکٹ -II ۱۹۹۷ء کے نام سے موسوم ہوگا

ii۔ یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۵۳ میں تبدیلی

Subsituition of Section 53, Act XLV of 1860

مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء) میں جس کا حوالہ بعد ازیں مذکورہ مجموعہ کے طور دیا گیا ہے۔دفعہ ۵۳ کی جگہ حسب ذیل تبدیل کردی جائے گی۔اس طرح دفعہ ۵۳ کی تعزیرات پاکستان کی موجودہ صورت اس طرح ہوگی۔

دفعہ ۵۳ سزائیں　(Punishments)

وہ سزائیں جن کے اس مجموعہ کے احکام کے تحت مجرم مستوجب ہیں حسب ذیل ہیں۔

پہلی: قصاص　　　دوسری: دیت

ا (ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء اور مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۸۹۸ء)

marfat.com

Marfat.com

تیسری: ارش　　چوتھی: ضمان

پانچویں: تعزیر　　چھٹی: موت

ساتویں: عمر قید　　آٹھویں: سزائے قید جو دو اقسام کی ہے

اول سخت یعنی با مشقت دوم محض

نویں: ضبطی جائیداد　　دسویں: جرمانہ

تشریحات

شریعت کی رو سے جرم کی تعریف یہ ہے کہ وہ افعال جن کے کرنے سے اللہ تعالی نے روک دیا ہو کے سرانجام کرنے کو جرم کہا جاتا ہے۔ اور ان شرعی ممانعتوں پر حد یا تعزیر مقرر فرمائی ہے۔[1] اسی طرح کسی فعل کا کرنا جرم ہے جسکا کرنا حرام قرار دیا گیا ہو۔ اور اسی طرح ہر اس فعل کا چھوڑ دینا یا ترک کر دینا بھی جرم ہے جس کا ترک کرنا حرام اور قابل سزا قرار دیا گیا ہو۔ اور کرنا واجب یا فرض ہو۔

تعزیرات پاکستان کی سابقہ دفعہ ۵۳ میں صرف پانچ سزائیں بیان کی گئی ہیں۔ جو (۱) سزائے موت (۲) عمر قید (۳) سزائے قید (جس کی دو اقسام (اول) سخت یعنی با مشقت (دوم) قید محض (۴) ضبطی جائیداد (۵) جرمانہ ہیں۔ لیکن موجودہ ترمیم میں قصاص، تعزیر، دیت، ارش اور ضمان کی اصطلاحات کا اضافہ ہوا ہے۔ اب اس دفعہ میں مذکور دس سزاؤں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگرچہ شریعت میں دو اقسام کی مزید سزائیں بھی بیان ہوئی ہیں جو عزہ اور قسامہ ہیں جس کی تفصیل اسی دفعہ کے آخر میں تحریر کر دی گئی ہے۔ اس سے پہلے کہ سزاؤں کی وضاحت کریں ان جرائم کا احاطہ کرنا ضروری ہے جن میں یہ سزائیں تجویز کی جاتی ہیں چنانچہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے شریعت میں جرائم کی اقسام تین یعنی (۱) حدود (۲) قصاص و دیت (۳) تعزیرات ہیں۔ اور یہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بنیادی تقسیم اور تفریق کی وضاحت کے ساتھ اپنی نوعیت میں الگ الگ حیثیت کی حامل ہیں۔ جن کا یہاں بالوضاحت تجزیہ کیا جا رہا ہے۔

۱۔ حدود

حدود کے جرائم وہ ہیں جن کی سزا یعنی حد قرآن الحکمت میں اللہ نے مقرر کر دیں ہیں۔ جو بطور حق اللہ ہیں۔[2] اور اسے حق اللہ اس لیے قرار دیا گیا ہے تا کہ لوگوں اور عوام الناس کو فساد سے دور کیا جائے۔ انہیں سلامتی مہیا کی جائے۔ یہ جرائم کل سات ہیں۔ جن کی سزائیں قرآن پاک میں صراحت سے بیان کر دی گئی ہیں۔

---

۱ (الاحکام السلطانیہ للماوردی ص ۱۹۲)　　۲ (فتح القدیر جلد ۳ ص ۱۱۲، ۱۱۳)

marfat.com
Marfat.com

۱۔زنا (کوڑے/سزائے رجم) ۲۔تہمت زنا (قذف) کوڑے/قید

۳۔شراب نوشی (کوڑے/قید) ۴۔چوری (ہاتھ کاٹنا/قطع ید)

۵۔قتل وغارت (ہاتھ اور پاؤں کاٹنا/موت) ۶۔ارتداد (قتل) ۷۔بغاوت (قتل)

۲۔قصاص ودیت

اسلام میں جسم انسانی پر وارد ہونے والے جرائم پر قصاص ودیت دوسری قسم کے جرائم ہیں۔ یہ بھی اگرچہ مقرر سزائیں ہیں لیکن یہ حق اللہ نہیں بلکہ حق الناس ہے۔[۱]

یعنی اگر افراد اس سزا کو معاف کر دیں یا اس پر صلح کر لیں تو ان کو اختیار ہے۔ یہ پانچ اقسام کے ہیں۔

(۱) قتل عمد (۲) قتل شبہ العمد

(۳) قتل خطاء (۴) جان لینے کے علاوہ۔ بالارادہ زیادتی (جراحت)

(۵) بلا ارادہ زیادتی (جراحت)

۳۔تعزیرات

تیسری قسم تعزیرات کے جرائم ہیں۔ تعزیر کے معنی تادیب ہے شریعت میں تعزیری سزائیں مقرر نہیں کی گئی بلکہ ان جرائم میں ہلکی سزاؤں کے علاوہ زیادہ سخت سزاؤں تک کو قاضی کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان جرائم کی اقسام میں ربا (سود)۔ امانت میں خیانت۔ رشوت۔ گالی وغیرہ دینا۔ یا ایسے جرائم جو مفاد عامہ اور مصلحت عامہ اور ملکی نظم ونسق اور مفاد کے خلاف ہوں۔ جن میں دفاع کے معاملات سے لے کر ٹریفک قوانین کے جرائم مختلف اداروں اور ان کی سروسز کے جرائم وغیرہ شامل ہیں۔

جرائم کی سزائیں ارادہ اور بلا ارادہ اور نیت سے بھی متاثر ہوتی ہیں۔ کیونکہ اس تقسیم اور تخصیص سے انسان کے فطری نتائج سامنے آتے ہیں جن کا بنیادی تعلق نیت اور وابستگی سے ہے اور اسی طرح اشتباہ (شک) بھی جرائم کی سزاؤں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ مثلاً جن جرائم کا وقت جرم معلوم ہو جائے وہ غیر مشتبہ جرائم ہوں گے۔ لیکن جن جرائم کے ہونے میں کافی وقت گذر جائے وہ مشتبہ جرائم ہوں گے۔ کیونکہ انسانی یادداشت میں وقت گزرنے کے ساتھ کمی بیشی فطری امر ہے۔ اسی طرح اگر گواہ جرم کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے تو امام مالک کے نزدیک سماعی یعنی کانوں سے سننے والا، آنکھوں سے دیکھنے والوں کی نسبت جرم کی کیفیت کی وضاحت بیان کرنے سے محروم ہے۔ دیگر آئمہ کے نزدیک بھی سماعی شہادت، بصری

---

[۱] البقرہ ۱۷۹

marfat.com
Marfat.com

شہادت کے مقابلے میں درست تسلیم نہ ہوگی۔

اسی طرح جرائم کی سزاؤں میں مخصوص نوعیت کے اختیار سے بھی تبدیلی واقع ہوسکتی ہے۔ مثلاً معاشرے کے خلاف اجتماعی جرائم سے جو حق اللہ میں شمار ہوں گے اور جن کے معاف کرنے کا اختیار کسی کو حاصل نہ ہوگا مگر حکومت اس سلسلے میں اپنے اختیارات عدالت کی ایما پر استعمال کر سکے گی۔ لیکن دوسری قسم جو افراد کے خلاف جرائم شمار ہوں گے وہ حق العباد ہوں گے۔ جن میں قصاص ودیت میں ولی/ورثاء کے اختیارات کے علاوہ تعزیرات کے لیے قاضی کے اختیارات کو اہمیت حاصل ہوگی۔

درج ذیل سطور میں شریعت کی حدود کے علاوہ دیگر سزاؤں کو بتفصیل بیان کیا جارہا ہے جو موجودہ ترمیمی قانون ہذا کی ترتیب کے عین مطابق ہیں۔ نیز شریعت میں مروج دیگر سزاؤں کا کتاب ہذا میں احاطہ نہیں کیا جارہا۔ تاکہ کتاب کے موضوع سے باہر موضوعات پر بحث طوالت کا سبب نہ بن جائے۔

(1) قصاص Qisas

قصاص کا لفظ قص سے ماخوذ ہے اس سے القصاص بھی بنا ہے جس کے معنی راوی، ذاکر یا پیروی کرنے والا ہے مثلاً فارتد اعلیٰ اثارھما قصصا۔ (حضرت موسیٰ اور انکا خادم اپنے قدموں کے نشانوں پر واپس لوٹے)۔ قص کے معنی قطع یا کاٹنے کے بھی ہیں مثلاً قصصا مابینہما۔ (دونوں کے مابین تعلقات منقطع ہوئے) قانون ہذا میں قصاص سے مراد برابری یا ایسی ہی ایذا دینا جیسی پہنچائی گئی۔ مثلاً قتل کے عوض قتل وغیرہ۔

شریعت میں قصاص کے لفظ سے مراد مساوات عدل وانصاف کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کسی سے زیادتی کیے بغیر ورثا مقتول یا مجروح کو اس کا بدلہ جائز طریقہ سے دینا ہے تاکہ وراثت میں چلنے والی خون ریزی کا خاتمہ ہوسکے اور فتنہ اپنی موت آپ مرجائے۔ قتل کا قصاص درحقیقت بغیر حق کے کسی کی جان تلف کرنے والے کی جان لینے کو کہا جاتا ہے اور قرآن میں قصاص کے لفظ کو اسی لئے پسند کیا گیا کہ اس کے معنی میں مماثلت۔ برابری اور عدل تینوں پائے جاتے ہیں۔ قصاص کے بارے میں احکامات قرآن اس طرح ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے۔

یا ایہاالذین آمنو اکتب علیکم القصاص ..... لعلکم تتقون [1]

ترجمہ: اے ایمان والو۔ تمہیں حکم ہے کہ قتل میں برابر کا بدلہ ہے آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت۔ پھر جس کو اس کے مسلمان بھائی نے مقتول کے قصاص سے کچھ معاف کردیا۔ تو معاف کرنے والوں کو شریعت کے مطابق مطالبہ پر خوش معاملگی سے خون بہا ادا کردو تمہارے رب کی طرف سے یہ تمہارے لئے آسانی ہے

1: ق: ۱۷۹

marfat.com
Marfat.com

اورمہربانی ہے۔ پھر اس کے بعد جو شخص زیادتی کرے اس کو دردناک عذاب ہے۔ اے عقل مندو! قصاص میں تمہاری زندگی ہے تاکہ تم محفوظ رہ سکو۔ اسی طرح قصاص کا حکم مزید صراحت سے اس طرح بیان ہوا ہے۔

وکتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس ...... هم الظلمون [1]

ترجمہ۔ اور حکم دیا گیا ہے کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں مساوات یعنی قصاص کا حکم ہے۔

قصاص کے لیے قرآن الحکمت نے یہ اصول قرار دیا ہے کہ

فمن اعتدی علیکم فاعتد وبمثل ما عتدی علیکم.......... مع المتقین [2]

ترجمہ۔۔ جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اسی کی مثل (اسی قدر) اسی طرح زیادتی کرو۔

قرآنی نصوص بالا کی طرح احادیث مبارکہ قصاص کے موضوع پر بڑی تفصیل سے سیر حاصل بحث کرتی ہیں جیسے ارشاد نبویؐ ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ من قتل .قتلناه (جو شخص قتل کرے۔ مسلمانوں سے قتل کیا جائے)۔[3] مزید ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی مومن کا قتل کیا تو وہ اس کا قصاص ہے سوائے اس کے کہ اس کے وارث راضی ہو جائیں۔

شریعت میں قصاص تین جرائم میں ہیں۔

(ا) قتل عمد　　(۲) بالا ارادہ (ہاتھ پاؤں یا دیگر اعضاء کاٹنا)　　(۳) بالا ارادہ زخمی کرنا۔

(2) دیت Dyiat

اس ادائیگی کو کہتے ہیں جو قصاص نہ لیے جانے کی صورت میں خون بہا کے بدل میں ادا کی جائے۔ دیت، جراحت یا قتل عمد میں صرف ولی کی رضامندی پر ادا ہوگی جبکہ دیگر اقسام قتل و جراحت مثلاً قتل خطاء، شبہ عمد، قتل بالسبب یا ایسی ہی جراحت کی صورت میں قاتل پر قصاص نہ ہونے کی وجہ سے واجب الادا ہوتی ہے۔ دیت کا تعین خالصتاً اجتہادی مسئلہ صرف اس بنیاد پر ہے کہ شریعت کے مطابق دیت کی مالیت کم یا زیادہ ہوسکتی ہے لیکن بنیادی دیت آحادیث میں بیان کر دی گئی ہے جس کو نص احکم تسلیم کرتے ہوئے حکومتِ وقت دیت کا تعین کرے گی قتل خطا کی دیت کی ادائیگی قاتل کی عاقلہ پر ہے۔ یہاں عاقلہ سے مراد ملزم کی برادری، اہل محلہ، ہم پیشہ یا ہم جماعت لوگ ہوئے ہیں۔ انسانی جان کی دیت، سو اونٹ یا اس کے برابر مالیت ہے۔ جیسا کہ قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کے حوالے سے دیت کی قیمت حکومت

---

[1] المائدہ　[2] (البقرہ ۱۹۳)　[3] متفق علیہ

marfat.com
Marfat.com

پاکستان نے ایک لاکھ پچھتر ہزار روپے مقرر کی ہے۔ جس میں چاندی کی قیمت کے بڑھنے یا کم ہونے پر دیت کی مذکورہ رقم میں بھی کمی بیشی کی جاتی ہے جس کا اعلان حکومت کو ہر سال کرنا ہوگا۔

اسلام کے اولین دور میں دیت کی اتار چڑھاؤ اونٹوں یا بھیڑ بکریوں کی نسبت سے کیا جاتا تھا۔ لیکن اب دیت کی قیمت کا تعین چاندی کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر کے دور میں اونٹوں کی قیمتوں میں اضافہ ہو گیا تو حضرت عمر نے دیت کی قیمت درہم اور دینار میں آٹھ ہزار درہم سے بارہ ہزار درہم تک اور ایک ہزار دینار کے علاوہ دو سو گائے یا ایک ہزار بکری سے بھی تعین کیا۔ یہ امر فیصلہ کن ہے کہ دیت کا تعین کسی بھی دور میں انسان کے بدلے میں نہ کیا گیا۔ پاکستان یا دیگر ملکوں کے قبائلی علاقوں میں قتل کے بدلے میں معصوم عورتوں یہاں تک کہ نابالغ بچیوں کو بھی دیت کے عوض مقتول کے ورثا کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ وہ خواہ انکے ساتھ نکاح کریں یا لونڈیوں کا سا سلوک کریں۔ اس طرح کا واقعہ آج کے جدید دور میں میانوالی کے ایک دیہات میں ماہ اپریل 2002 میں پیش آیا۔ جس میں مقتول پارٹی نے قاتل کی دیت کے طور پر نوجوان کنواری لڑکیوں کے علاوہ معصوم بچیوں کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا۔ لیکن جب حکومت نے اس پر گرفت کی تو بعض کم سن لڑکیوں کے ساتھ عمر رسیدہ اشخاص نے نکاح پڑھوا لیے۔ جس پر پاکستان میں عورتوں کی انجمنوں کے تعاون سے عدالتی فیصلہ کے ذریعہ معصوم لڑکیوں کی عزت اور جان محفوظ کی گئی۔ اگر چہ دیت کی قیمت میں محبوس عورتوں نے عدالت کے روبرو بیان دیا۔ کہ ہم نے یہ عمل اپنے بھائیوں کی جان بچانے کیلئے قبول کیا ہے۔ عدالت میں عمر رسیدہ افراد نے کہا کہ اگر چہ ہم نے نکاح کیا ہے لیکن ہم ابھی ان کم عمر بچیوں کو طلاق دینے کیلئے تیار ہیں۔ یہ تمام معاملات بہت سی قانونی پیچیدگیوں اور معاشرتی مجبوریوں کا المناک انجام ہے۔ (بظاہر یہ قربانی کی بہترین مثال حوا کی بیٹیوں کی عظمت، صبر اور قربانی کی دلیل ہے) لیکن یہ معاشرتی بگاڑ کے سبب عوامل ایک وسیع تطہیر کا تقاضا کرتے ہیں۔

دیت کی دو قسمیں ہیں۔ دیت مغلظہ (بھاری) اور دیت مخففہ (ہلکی) اور ان کے درمیان فرق یہ ہے کہ دیت مغلظہ قصاص کے نعم البدل شرائط کے حوالے سے مغلظ یعنی پابند ہو جاتی ہے جبکہ دیگر صورتوں میں دیت بغیر شرائط کے عمومی ہو جاتی ہے۔ [1]

(3) ارش Irsh

یہ وہ ادائیگی ہے جو کسی شخص متضرر کو ان زخموں کے بدلے دی جائے گی جو زخم شخص متضرر کو پہنچے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ان زخموں سے موت واقع نہ ہو۔ یہ ادائیگی شخص متضرر کو یا اس کے ورثا کو جیسی بھی صورت ہو واجب الادا ہوگی۔ اور اس کی مقدار کا تعین عموماً مذکورہ عضو کی دیت کے حوالے سے کیا جاتا ہے۔ جس حصہ جسم میں مذکورہ زخم آیا ہے نیز اس زخم کی ارش

---

[1] 1992PSC(CR)961

marfat.com
Marfat.com

مذکورہ عضو کی دیت سے ہرگز زیادہ نہ ہوگی چنانچہ دیت کاملہ کو دیت اور دیت کے کچھ حصے کو ارش کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسا زخم یا اتلاف جس کی ارش شریعت میں بیان نہ کی گئی ہو اس کا اندازہ قاضی لگائے گا۔ اور یہ ارش دیت سے کم ہوگی جو اس کے ملتے ہوئے زخم پر شریعت نے مقرر کی ہو۔ اس ضمن میں مزید وضاحت دفعہ ۲۹۹ اور دفعہ ۳۳۷ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

(4)ضمان Daman

ایسے جرمانے کو جو شخص متضررہ کو مجرم کی طرف سے واجب الاداء ہوگا جس کا تعین عدالت کرے گی اور یہ اس زخم یا ضرر پر ہوگا جو ارش کا مستوجب نہ ہو یا ایسے اسباب کے نتیجے میں نقصان پر بھی ہوگا۔ جو کسی فرد جماعت یا ادارہ کے اختیار میں ہے کہ متوقع ضرر رسانی کے موجب عوامل کو ختم کر دے لیکن باوجود انتباہ کے اس ضرر رسانی کے سبب کو ختم یا ہٹایا نہیں گیا تو۔ ایسی صورت میں ضرر رسانی کے باعث جرمانہ عدالت کے حکم پر واجب الاداہو گا جو ضمان کہلائے گا۔ اسکی موجودہ دور میں مثالیں اسطرح ہیں کہ کوئی دیوار، شیڈ، کھمبا، شارع عام پر جھکا ہوا ہے۔ راستہ کی ناہموار سڑکوں اور شارع عام پر گڑھے کھودے جانا جن کے باعث کوئی حادثہ ہو جائے۔ کسی شخص کا کپڑا اڑ کر دوسرے گھر میں جائے اور وہ اس کپڑے کو نقصان دے کر ضائع کر دے۔ کپڑا گرنے سے یا کسی دیگر شے کے گرنے سے دوسرے گھر والوں کا کوئی نقصان ہو جائے وغیرہ حالانکہ باہمی حفاظت کرنا دونوں کا فرض ہے۔ ضمان کے نفاذ کیلئے شرط یہ ہے کہ مذکورہ ضرر رسانی کی بموجب اشیاء کو ہٹانے کیلئے اس شخص جو کہ مالک ہو یا ادارہ مثلاً بلدیہ کارپوریشن وغیرہ جو مذکورہ کام کرنے کا ذمہ دار ہے کو اطلاع کی جائے اور اطلاع کے باوجود مذکورہ اشیاء ضرر رسانی نہ ہٹائی جائیں تو ضمان واجب ہوگا۔ ضمان سرکاری غیر سرکاری نیم سرکاری اور افراد پر انکے جرم کی نوعیت سے واجب ہوگا۔ شریعت ہر اس عمل کو ضروری تصور کرتی ہے جس سے معاشرہ صحت مند روایات کا حامل ہو سکے اور معاشرہ کا ہر فرد ایسے افعال کیلئے ذمہ دار ہوتا ہے جو کسی دیگر شخص کیلئے کسی بھی صورت میں مضرت رسانی کا سبب بنتے ہوں۔

ضمان کی ماہیت اور کیفیت وہی ہوگی جو جرم کے سرزد ہونے کے نتیجے میں پائی جائے یا جس ماہیت یا کیفیت کے نتائج کا باعث ہے۔ مثلاً دیوار گرنے یا گڑھے میں گر کر مرنے پر خون بہا۔ زخمی ہونے پر دیت یا ارش اور جرمانہ/ضمان نافذ ہو گا۔ اس امر میں استغاثہ کو درج ذیل امور ثابت کرنے چاہیں۔

(1) ضرر رساں چیز کو ہٹانے کا مذکورہ مالک یا ذمہ دار ادارے سے مطالبہ کیا گیا تھا۔

(2) ضرر رساں چیز مذکورہ شخص کی ملکیت یا مذکورہ ادارے کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(3) مذکورہ جرم کے وقوع کا باعث وہ ضرر رساں چیز تھی۔

marfat.com

Marfat.com

مذکورہ عضو کی دیت سے ہرگز زیادہ نہ ہوگی چنانچہ دیت کاملہ کو دیت اور دیت کے کچھ حصے کو ارش کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسا زخم یا اتلاف جس کی ارش شریعت میں بیان نہ کی گئی ہو اس کا اندازہ قاضی لگائے گا۔ اور یہ ارش دیت سے کم ہوگی جو اس کے ملتے ہوئے زخم پر شریعت نے مقرر کی ہو۔ اس ضمن میں مزید وضاحت دفعہ ۲۹۹ اور دفعہ ۳۳۷ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

(4)ضمان Daman

ایسے جرمانے کو جو شخص متضررہ کو مجرم کی طرف سے واجب الاداء ہوگا جس کا تعین عدالت کرے گی اور یہ اس زخم یا ضرر پر ہوگا جو ارش کا مستوجب نہ ہو یا ایسے اسباب کے نتیجے میں نقصان پر بھی ہوگا۔ جو کسی فرد جماعت یا ادارہ کے اختیار میں ہے کہ متوقع ضرر رسانی کے موجب عوامل کو ختم کر دے لیکن باوجود انتباہ کے اس ضرر رسانی کے سبب کو ختم یا ہٹایا نہیں گیا تو۔ ایسی صورت میں ضرر رسانی کے باعث جرمانہ عدالت کے حکم پر واجب الاداہوگا جو ضمان کہلائے گا۔ اسکی موجودہ دور میں مثالیں اسطرح ہیں کہ کوئی دیوار، شیڈ، کھمبا، شارع عام پر جھکا ہوا ہے۔ راستہ کی ناہموار سڑکوں اور شارع عام پر گڑھے کھودے جانا جن کے باعث کوئی حادثہ ہو جائے۔ کسی شخص کا کپڑا اڑ کر دوسرے گھر میں جائے اور وہ اس کپڑے کو نقصان دے کر ضائع کر دے۔ کپڑا گرنے سے یا کسی دیگر شے کے گرنے سے دوسرے گھر والوں کا کوئی نقصان ہو جائے وغیرہ حالانکہ باہمی حفاظت کرنا دونوں کا فرض ہے۔ ضمان کے نفاذ کیلئے شرط یہ ہے کہ مذکورہ ضرر رسانی کی بموجب اشیاء کو ہٹانے کیلئے اس شخص جو کہ مالک ہو یا ادارہ مثلاً بلدیہ کارپوریشن وغیرہ جو مذکورہ کام کرنے کا ذمہ دار ہے کو اطلاع کی جائے اور اطلاع کے باوجود مذکورہ اشیاء ضرر رسانی نہ ہٹائی جائیں تو ضمان واجب ہوگا۔ ضمان سرکاری غیر سرکاری نیم سرکاری اور افراد پر انکے جرم کی نوعیت سے واجب ہوگا۔ شریعت ہر اس عمل کو ضروری تصور کرتی ہے جس سے معاشرہ صحت مند روایات کا حامل ہو سکے اور معاشرہ کا ہر فرد ایسے افعال کیلئے ذمہ دار ہوتا ہے جو کسی دیگر شخص کیلئے کسی بھی صورت میں مضرت رسانی کا سبب بنتے ہوں۔

ضمان کی ماہیت اور کیفیت وہی ہوگی جو جرم کے سرزد ہونے کے نتیجے میں پائی جائے یا جس ماہیت یا کیفیت کے نتائج کا باعث ہے۔ مثلاً دیوار گرنے یا گڑھے میں گر کر مرنے پر خون بہا۔ زخمی ہونے پر دیت یا ارش اور جرمانہ/ضمان نافذ ہو گا۔ اس امر میں استغاثہ کو درج ذیل امور ثابت کرنے چاہئیں۔

(1) ضرر رساں چیز کو ہٹانے کا مذکورہ مالک یا ذمہ دار ادارے سے مطالبہ کیا گیا تھا۔

(2) ضرر رساں چیز مذکورہ شخص کی ملکیت یا مذکورہ ادارے کے دائرہ اختیار میں ہے۔

(3) مذکورہ جرم کے وقوع کا باعث وہ ضرر رساں چیز تھی۔

marfat.com
Marfat.com

شریعت میں ضمان کی سزا اور یورپی ممالک میں قانونِ (Tort) میں بہت مماثلت پائی جاتی ہے۔ ۱؎

(5) تعزیر

ایسی سزا ہے جو حدود اور قصاص و دیت کی سزاؤں کی طرح شریعت میں بظاہر نافذ نہ ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی واضح تعین کیا گیا ہے۔لیکن ایسے معاملات کو قاضی اور حکومتِ وقت کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔اور جو قرآن کے حکم، "اور جب تمہارے سامنے کوئی قضیہ آجائے تو تم کو حکم ہے کہ عدل کرو جو تقوی کے زیادہ قریب ہے"، کے مصداق تعزیر بھی شرعی سزا ثابت ہوتی ہے۔شریعت اسلامی میں کسی واضح تعزیری حدود کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔مثلاً مردار۔خون خنزیر کا کھانا ۔سودی کاروبار، زکوٰۃ نہ دینا۔احکامات عدت کی خلاف ورزی کرنا۔عبادات کی پابندی۔ناپ تول کے قوانین۔امانت میں خیانت۔رشوت۔ٹریفک کے قوانین۔لیبر لاز۔، سروس لاز۔بیماریوں اور آفات کی روک تھام کے قوانین ۔بدکاری کے اڈوں کا ضابطہ۔شراب کی کشید و فروخت وغیرہ وغیرہ کے قوانین پر حکومت کو اپنے طور پر تعزیری سزائیں تجویز کرنا چاہیں جو قرآن میں بیان نص / حکم کو مدنظر رکھ کر اجماع امت کے ذریعے نافذ ہوں گی۔لیکن تعزیر اس صورت میں بھی نافذ ہوسکتی ہے جب قصاص معاف ہو جائے یا دیت معاف کر دی جائے تو ملزم کو تعزیری سزا دی جائے گی۔جو امام مالک کے نزدیک بغرض سرزنش ضروری ہے تعزیر کے نفاذ کے لیے شریعت میں صرف عاقل ہونا شرط ہے۔ان سزاؤں کو حدود اور قصاص و دیت کے بعد بنیادی حیثیت حاصل ہے۔امام ابن تیمیہ تحریر فرماتے ہیں کہ تعزیرات کی مقدار کا تعین درج ذیل مختلف عوامل کی نوعیت کے اعتبار پر مختلف ہوگا۔ ۲؎

(الف) جرم کی نوعیت گناہ کبیرہ کی ہے یا گناہ صغیرہ (ب) جرم کا ارتکاب کن عوامل اور ماحولی محرکات کے تحت سرزد ہوا۔ (ج) جرم کا ارتکاب مجرم کثرت سے کرتا ہے یا شاذ و نادر (د) تعزیرات کا تعین حکومت وقت کرتی ہے اور اسی کا اطلاق حالات و واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے قاضی اپنی صوابدید پر کرتا ہے۔قاضی کی صوابدید کو عدل حکومت سے تعبیر کیا گیا ہے (ح) تعزیرات کی سزائیں ہرگز حدود کی سزاؤں سے زیادہ نہیں ہونی چاہیں (چ) تعزیر کا نفاذ اس لیے بھی ضروری ہے اسلام میں حدود کی سزاؤں کو شبہ پر بھی ساقط کرنے کا حکم دیا گیا۔لہٰذا ایسی صورت میں ملزم کا سزا سے بچ جانا معاشرے میں ناانصافیوں کو جنم دینے کا سبب بھی بن سکتا ہے کیونکہ آج کے دور میں شہادات کا معیار اس قدر پست ہے کہ قاضی کے لیے حدود کا نفاذ اتنا ہی مشکل ہوگا۔حالانکہ اسلام مسلمان کو شہادت کا محافظ تصور کرتا ہے۔اور مسلم معاشرے میں سچی شہادت معاشرتی بنیاد تصور کرتا ہے۔تعزیرات کی درج ذیل اقسام ہوسکتی ہیں۔

(۱) زجر و توبیخ (۲) قید و بند (۳) مار پیٹ یا ضربات (۴) جلاوطنی (۵) مالی تاوان یا جرمانہ وغیرہ۔

۱؎ 1992-PSC-CR-961 ۲؎ (KLR 1992 Mag.12)

marfat.com
Marfat.com

تعزیراتی جرائم میں فقہا اس اصول کو نہایت اہمیت دیتے ہیں کہ جب تک نص موجود نہ ہو کسی فعل کو قابل سزا جرم قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن یہ واضح ہو کہ شریعت میں ہر تعزیری جرم کے لیے نص (دفعہ) موجود نہیں ہے۔ لہذا ایسی نصوص یا قانون بنانا معاشرتی تقاضوں کے تحت حکومت کا فرض ہے۔ کیونکہ شریعت میں صرف ان معاملات میں نص بیان ہوئی ہے جو دائمی طور پر افراد، جماعت اور عوامی نظم کے لیے نقصان دہ ہوں۔ چنانچہ اولی الامر یعنی حاکم کو یہ اختیارات حاصل ہیں کہ وہ ایسے معاملات میں قواعد کا تعین کریں اور ان قواعد کی مخالفت کرنے والوں کو تعزیری سزائیں دیں۔ تعزیری سزا میں فقہا کے اقوال میں اختلاف ہے بعض تعزیر کی زیادہ سے زیادہ سزا حد کی مقررہ سزا سے کم بیان کرتے ہیں اور یہی قرین شریعت ہے۔ اور بعض زیادہ بیان کرتے ہیں۔

(6) سزائے موت Punishment of Death

یہ سزا تعزیرات پاکستان میں مذکور سزاؤں میں سب سے بڑی اور سخت سزا تصور کی جاتی ہے۔ موجودہ جمہوری دنیا نے سزائے موت کو انسانیت کی تذلیل قرار دیتے ہوئے اکثر ممالک نے سزائے موت ختم کر دی تھی۔ لیکن جلد ہی یہ نظریہ اپنی موت آپ مر گیا۔ اور مختلف ممالک نے اسے از سر نو نافذ کرنے کیلئے ضروری قانونی ترامیم کی ہیں۔ یہ سزا دیگر جرائم کے علاوہ قتل کے جرم میں دی جاتی ہے لیکن شریعت نے قتل کے بدلے میں قتل کی سزا کو قصاص کہا ہے۔ یہ اس لیے کہ قتل کا بدلہ بھی برابر کے قتل سے ہے۔ لیکن جہاں قصاص کا نفاذ نہ ہوگا وہاں یہ سزا بطور تعزیر دی جائے گی۔ اس لحاظ سے دیگر جرائم کے علاوہ سزائے موت جو قتل کے مجرم کو دی جاتی ہے اس میں ولی موجود نہیں ہوتا۔ قصاص کے علاوہ دیگر جرائم ارتداد۔ غداری۔ ملک کے خلاف بغاوت وغیرہ میں موت کی سزا دی جاتی ہے، جو مروجہ طریقوں پر حکومت مجرم کو دے سکتی ہے۔ مختلف ممالک میں پھانسی۔ بجلی کی کرسی۔ زہر۔ گولی کا نشانہ وغیرہ سے سزائے موت دی جاتی ہے۔ ہمارے ملک میں سزائے موت پھانسی کے ذریعہ مروج ہے جسمیں تا حال تبدیلی نہیں لائی گئی حالانکہ قصاص کے لیے سزائے موت کا بہترین طریقہ آنحضرت ﷺ نے تلوار کے ذریعہ بیان فرمایا ہے (لا قود الا بالسیف) تلوار کے علاوہ قصاص نہیں۔[1]

ہے کیونکہ اگر قتل سفاکانہ اور سرد مہری سے دانستہ اور عمداً کیا جائے تو قصاص یا سزائے موت واجب ہوگی لیکن جہاں بھی شبہہ کی بنیاد ہوئی قصاص ساقط ہو جائے گی اور سزائے موت بطور تعزیر دی جا سکے گی۔ کیونکہ شبہ قصاص کو ساقط کر دیتا ہے اسی طرح فوری اشتعال یا باہمی لڑائی کے باعث ہونے والے قتل کی سزا بھی قصاص یا سزائے موت نہ ہوگی۔

شریعت میں سزائے موت۔ پانچ جرائم میں دی جاتی ہے۔

---

1. بدائع صنائع

marfat.com
Marfat.com

(۱) قتل عمد میں قصاص (۲) دین حق میں مزاحم لوگوں کا قتل

(۳) شادی شدہ زانی اور زانیہ کو رجم (۴) اسلامی حکومت کا تختہ الٹنے والوں کا قتل

(۵) مرتد کا قتل۔ [1]

تعزیرات پاکستان کی دفعہ 121 کے تحت پاکستان کے مقابلے میں جنگ۔ دفعہ 132 بغاوت کا ارتکاب۔ اعانت جرم۔ دفعہ ۱۹۴ کے تحت جھوٹی گواہی جو کسی کو سزا دلوانے کیلئے دی جائے کی سزا پھانسی ہے اسی طرح دفعہ ۳۰۲ کے تحت قتل عمد۔ دفعہ ۳۰۵ کے تحت ارتکاب خودکشی۔ دفعہ ۳۹۶ کے تحت ڈکیتی مع قتل دفعہ ۳۰۷ اور ۴۰۳b ہائی جیکنگ کے تحت جس شخص کو سزائے موت ہو چکی ہو اور وہ اقدام قتل کرے وغیرہ صورتوں میں سزائے موت تجویز کی جاتی ہے۔

قدیم زمانہ میں سزائے موت کے عملی نفاذ کی صورتیں مختلف اقوام میں اس طرح پائی جاتی تھیں کہ (۱) سلطنت کے خلاف بغاوت کے مجرم کو تازیانے سے مارتے ہوئے صلیب کرنا (۲) آگ لگانے کے مجرم کو آگ میں پھینک دینا (۳) دروغ گوئی اور جھوٹا حلف اٹھانے یا رشوت لے کر جھوٹا حلف لینے والے کو سر کے بل پہاڑی سے گرا دیا جانا (۴) یہاں تک کہ رشوت لے کر غلط فیصلہ دینے والے جج کی سزا بھی موت تھی (۵) امن وامان میں خلل ڈالنے والے گیت لکھنے اور گانے والے کی سزا بھی موت تھی۔ (۶) رات کے وقت کسی ہمسایہ کی جائیداد کو نقصان پہنچانے (۷) جادو کرنے والے (۸) قرضہ ادا نہ کرنے والے کو سزائے موت دی جاتی تھی۔ [2]

فرانس میں سزائے موت ایک مشین کے ذریعے سر کاٹ کر دی جاتی تھی۔ انگلستان میں اٹھارویں صدی تک سزائے موت تھی لیکن بعد میں یہ سزا منسوخ ہو گئی۔ موت کے بعد انسانی اعضاء کاٹ کر لاش کی توہین کی جاتی۔ عربوں میں مثلہ کی صورت میں سزائے موت کا رواج تھا جو کہ مجرم کے اعضاء کاٹ کر توہین کی جاتی تھی۔ اسی طرح بدترین مجرموں کو آگ میں زندہ جلا دینے، پانی میں ڈبونے یا پہاڑی سے سر کے بل گرا دینے سے موت کی سزا دی جاتی تھی۔ لیکن اسلام میں ایسی بھیانک اور بدترین سزاؤں سے منع فرمایا گیا ہے یہی وجہ ہے قصاص صرف تلوار سے لیا۔

جاتا ہے جو موت دینے کا آسان ترین طریقہ ہے۔ (آج کے دور میں قتل کے لیے سزا دینے کے رائج طریقے مزید مباحث کا تقاضہ کرتے ہیں کیونکہ سعودی حکومت میں سزائے موت کا طریقہ کار آج بھی تلوار سے رائج ہے) آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق (قتل میں بھی احسان ترک نہ کرو اور خدا کے بندوں کے مثلہ کرنے سے اجتناب کرو۔ اسی طرح آگ میں جلا کر سزائے موت کے بارے میں ارشاد ہے، انسان کو آگ میں نہ جلاؤ تم کو اس قسم کا عذاب دینے کا حق نہیں۔ یہ خدا کا کام ہے۔ [3]

[1] ترمذی، نسائی، ابن ماجہ [2] ہسٹری آف دی فال آف رومن ایمپائر ۲۱۴ تا ۲۱۸ [3] کنز العمال ج ۳ ص ۸۱

marfat.com

Marfat.com

(7) عمر قید (Impisonment for Life)

عمر قید سے مراد عموماً مجرم کی باقی زندگی بھر کی قید ہے جو اس کی طبعی زندگی شمار ہو سکے لیکن یہ عام طور پر بیس سال پر محیط ہوتی ہے۔[1] جو کہ دفعہ ۵۹ قیدی ایکٹ ۱۸۹۴ء میں مختصر کر کے ۱۴ سال کر دی گئی ہے اگر چہ شرعی لحاظ سے اس سزا کا بھی واضح تصور موجود نہیں ہے لیکن سزائے موت کے ضمن میں درج کئے گئے جرائم میں حکومت عمر قید کے لیے تعزیری قوانین بنا سکتی ہے اور قاضی حالات و واقعات کا تجزیہ کرنے کے بعد سزائے عمر قید کا اعلان کر سکتا ہے جو کہ خالصتاً تعزیری سزا ہوگی۔

عمر قید کی سزا بھی مشروع ہے جیسا کہ قرآن الحکمت میں ارشاد ہے (فامسکوھن فی البیوت ...... ان کو گھروں میں بند رکھو جب تک کہ موت نہ آ جائے یا اللہ کوئی سبیل پیدا نہ کر دے۔ قاضی ابن عربی لکھتے ہیں گھر میں بند رکھنے کی سزا شروع اسلام میں تھی۔ قتل عمد کے مجرموں کو حضرت علی نے حبس دوام کی سزا دی۔[2] ایک اور مقدمہ میں حضرت علیؓ نے قاتل کو سزائے موت اور اعانت کے جرم میں حبس دوام کی سزا دی۔ چوری کے عادی مجرم کو بھی حبس دوام کی سزا سنائی گئی۔[3] حاکم کیلئے جائز ہے کہ وہ ایسے جرم کو جسے حد کی مقررہ سزا جرم میں مقرر ارتکاب سے نہ روک سکے حبس دوام کی سزا دے۔[4]

آنحضرت ﷺ کے دور میں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور تک قید خانوں کا وجود نہ تھا۔ اس دور میں مجرم کو مسجد کے حجرے یا مکان کی ڈیوڑھی میں بند کرنے یا مخالف فریق کے حوالے کر دیتے۔ حضرت عمرؓ جیل خانے کے پہلے بانی تھے۔ انہوں نے مکہ مکرمہ میں اور حضرت علیؓ نے عراق میں اور حضرت امیر معاویہ نے شام میں جیل خانے بنوائے۔

قرآن الحکمت میں شریعت میں سزائے عمر قید سے مراد موت تک سزا ہے یا اس وقت تک سزا جب تک کہ قیدی خود کو ہدایت یافتہ ثابت نہ کر دے۔ اسلام سزاؤں کو وقت سے محدود کرنے کی بجائے ہدایت اور معاشرہ کیلئے بہتر انسان بننے تک قید رکھنے کا جواز پیش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قید عمر کی تعداد کا تعین کر کے یا اس پر مختلف ذیلی ضابطے قائم کر کے بعض اوقات عدالت فیصلوں سے بھی عمل انحراف کیا جاتا ہے۔ تعزیرات کی دفعہ ۵۷ کے تحت یہ سزا ۲۵ سال مقرر ہے لیکن دفعہ ۵۵ کی رو سے یہ چودہ سال کر دی گئی ہے۔[5] اسلام میں اس کی ایک قسم جلاوطنی بھی بیان کی گئی ہے۔ جس سے مراد مجرم کو اس کی بستی سے نکال کر کم از کم اتنے فاصلے پر بھیج دینا کہ جہاں پر نماز پر قصر واجب ہو۔ امام جعفر صادق کے نزدیک قید کی سزا جلاوطنی کا نعم البدل ہے۔ جلاوطنی کی سزا موجودہ دور میں عموماً نہیں دی جاتی۔ کیونکہ ایسی سزاؤں میں سیاسی مفادات حاصل کیے جاتے ہیں۔ جو ملکی مفادات میں نہیں ہیں۔

---

[1] PLD1968LH-1 [2] (سنن بیہقی) [3] (سنن بیہقی) [4] (سنن بیہقی) [5] PLD1991LH347

marfat.com
Marfat.com

(8) سزائے قید (Imprisonment)

سزائے قید جیسا کہ اس کی مزید دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ بامشقت یا قید محض۔ خالصتاً تعزیری سزا ہے جو فقہا کے نزدیک شرعی سزا کے معاف ہونے کی صورت میں قاضی بطور سرزنش بھی نافذ کرسکتا ہے۔ سزائے قید دیتے ہوئے قانون میں مذکور کم از کم یا زیادہ سے زیادہ سزا کے لیے واقعاتی شہادات کا مطالعہ کر کے قاضی تعزیری سزا کا اعلان کردے گا۔ سخت سزا صرف ان صورتوں میں دی جاسکے گی۔ جب مجرم عادی ہو۔ فوری اشتعال کا باعث نہ ہو۔ حفاظت خود اختیاری کے حقوق سے تجاوز کیا ہو۔ ضعیف یا بہت نوجوان نہ ہو۔ مقدمات کی سماعت میں طوالت نہ ہوئی ہو۔ وجہ عناد واضح اور سخت ہو۔ عزت نفس کے مجروح ہونے کی وجہ نہ ہو۔

اسلام میں جب تک قید خانے نہ بنائے گئے جلاوطنی کی سزا دی جاتی رہی۔ جلاوطنی کی سزا ایسے مخنث کو دی گئی جس نے ہاتھ پاؤں پر مہندی لگا رکھی تھی۔ [1] زنا کے جرم میں بھی جلاوطنی کا حکم مشروع ہے لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غیر شادی شدہ عورت اور مرد کو جلاوطنی کی سزا اس لیے نہ دی کہ اس سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ امام مالک کے نزدیک زنا اور ڈکیتی کے ملزمان کو اکٹھا قید کیا جاسکتا ہے زانی کو ایک برس اور ڈکیت اس وقت جب تک کہ وہ توبہ نہ کرلے۔ عورت کو جلاوطنی کی سزا نہیں دی جاسکتی کیونکہ اس سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ مصلحت کی وجہ اور سیاسی فتنہ کے ڈر سے بھی سزائے قید یا جلاوطنی دی جاسکتی ہے۔ غلہ ذخیرہ کرنے والے شراب خور کو بھی قید کی سزا دی گئی ہے۔

تعزیرات پاکستان کے تحت سب سے زیادہ سزا سزائے قید دفعہ ۵۵ کے تحت ۱۴ سال جبکہ کم از سزائے قید دفعہ ۱۰۵ ت پ کے تحت چوبیس گھنٹے ہے۔ جو شراب پینے اور عوام الناس میں بدتمیزی کے مرتکب شخص کو دی جاتی ہے۔ جبکہ بعض دفعات میں سزائے قید کو مقرر کردیا گیا۔ جس میں عدالت کی صوابدید نہیں ہے مثلاً دفعہ 398/397 تعزیرات پاکستان میں سزائے قید سات سال سے کم نہ دی جائے گی۔ سزائے قید کے لیے تعزیرات میں شراب پینے، عزت اور عفت میں مداخلت کرنے جیسے امور میں سخت سزائیں تجویز نہیں کیں۔ حالانکہ اسلام ایسے تمام امور میں جس میں معاشرہ کے اخلاق میں بگاڑ پیدا ہونے کا خدشہ ہو نہایت اہمیت دیتا ہے اور محتاط رویے کے ذریعے ان جرائم کا قلع قمع کرتا ہے۔ اور ایسے ماحول کو پیدا ہونے سے روکنے تادیبی سوچ رکھتا ہے۔ قاضی کیلئے اسلامی نقطہ نظر سے سخت تعزیری سزائیں تجویز کرنا چاہیں۔ کیونکہ تعزیرات پاکستان کی مذکور دفعات میں تجویز سزائیں انگریزی قانون کی پیداوار ہیں۔ جن میں مناسب تبدیلی قانون قصاص ودیت کے نفاذ کی طرح وقت کی اہم ضرورت ہے۔

قید کی حسب ذیل قسمیں ہیں۔ ۱۔ حبس دوام ۲۔ قید سخت یا محض ۳۔ قید بالعوض جرمانہ ۴۔ قید تنہائی

---

[1] (سنن ابوداؤد)

marfat.com
Marfat.com

۵۔ نظر بندی

جسکی وضاحت ذیل میں ہے۔

1۔ حبس دوام (متروک ہوئی) عمر قید کی انتہائی سزا 25 سال تھی۔

2۔ قید سخت یا قید محض۔ قید سخت میں مجرم کو جیل قوائد کے مطابق مشقت کرنا پڑتی ہے جبکہ قید محض میں مجرم کو صرف قید رکھا جاتا ہے مشقت نہیں لی جاتی ہے دفعہ ۶۰ ت پ کے تحت عدالت سزا تجویز کرتے ہوئے واضح کرے کہ قید مشقت ہے یا محض۔

3۔ قید بعوض جرمانہ کی صورت میں دفعہ ۶۴ ت پ قید کی سزا کی وضاحت کرتی ہے۔ اس کا مقصد صرف جرمانہ کی ادائیگی کو یقینی بنانا ہے۔ چنانچہ اسکی نوعیت محض کی ہوگی۔ قید بلعوض جرمانہ کا دیگر سزا سے اشتراک نہیں ہوسکتا یہ سزا بالکل الگ ہوگی اور یہ سزا دفعہ ۶۵ ت پ کے تحت اصل قید کی چوتھائی سے زیادہ نہ ہوگی۔ [1] اور دفعہ 66 کے تحت یہ سزا اسی قسم کی ہوگی جو قسم اصل سزا کی ہوگی لیکن دفعہ 67 کے تحت ایسی صورت میں جبکہ جرمانہ ہی سزا ہو تو متبادل سزا چھ ماہ سے زیادہ نہ ہوگی۔

دفعات ۶۸ اور ۶۹ ت پ کی رو سے اگر قید کے دوران جرمانہ ادا کر دیا جائے تو سزا ختم تصور ہوگی۔

4۔ قید تنہائی تعزیرات کی دفعہ ۷۳ قید تنہائی کی وضاحت کرتی ہے چنانچہ کسی شخص پر کوئی ایسا الزام ثابت ہو جس کی پاداش میں اس مجموعہ کی رو سے عدالت کو قید سخت کی سزا دینے کا حکم ہو تو عدالت اپنے حکم میں مجاز ہے کہ مجرم کو قید مجوزہ کی معیاد کا ایک حصہ ایک عرصہ یا چند عرصوں تک جن کی کل مدت تین ماہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ قید تنہا میں رکھنے کا حکم دے سکتی ہے۔

جو اس شرح کے مطابق ہوگی یعنی

(الف) قید کی معیاد چھ ماہ سے زائد نہ ہو تو قید تنہائی ایک ماہ سے زیادہ نہ ہوگی۔

(ب) اگر قید کی معیاد ایک برس سے زیادہ نہ ہو تو قید تنہائی دو ماہ سے زیادہ نہ ہوگی۔

(ج) اگر قید کی معیاد ایک برس سے زیادہ ہو تو قید تنہائی تین ماہ سے زیادہ نہ ہوگی۔

قید تنہائی درحقیقت مخصوص قیدیوں کو دیگر قیدیوں سے الگ تھلگ رکھ کر محاسبہ کی راہ پر ڈالنے کے لیے بھی دی جاتی ہے۔ تاکہ اس پر اصلاحی اور تادیبی اثرات مرتب ہوسکیں۔ قید تنہائی اکٹھی نہ دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ یہ انسانی فطرت کے متقاضہ نہ ہے۔ لہذا اس امر کو یقینی بنایا جائے گا کہ ایک مرتبہ کی سزا ۱۴ دن سے زیادہ نہ ہوگی۔

5۔ نظر بندی (سیاسی سزا ہے)

---

[1] PLD1959LHR851

marfat.com
Marfat.com

(9) ضبطی جائیداد (Forfeiture of Property)

ضبطی جائیداد کی سزا تعزیرات میں یا تو سیاسی مجرموں کو خطرناک سیاسی کاروائیوں پر دی جاتی تھی یا سزائے موت کے مجرموں کو ان کے قبیح جرائم کی نوعیت کے اعتبار سے دی جاتی تھی۔ لیکن یہ ایکٹ XVI سال 1921ء میں ختم کر دی گئی۔ یہ جرمانے کی ایک قسم ہے جو ایسے جرائم میں نافذ العمل ہوتی ہے۔ جو ضبطی جائیداد سے متعلق دفعات تعزیرات پاکستان دفعات نمبر ۶۱، ۶۲ منسوخ کر دی گئی ہیں لیکن ضابطہ فوجداری کی دفعات ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۶۹ کے تحت ضبطی جائیداد کا حکم نافذ العمل ہے اور یہ صورتیں ضمانت نامے، مچلکے اور نقص امن وغیرہ میں نافذ ہو سکتی ہیں۔ شریعت میں ضبطی جائیداد کی سزا سب سے بڑی دلیل بنی النضیر کا واقعہ ہے۔ جس میں آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو پندرہ یوم کے محاصرے کے بعد حکم دیا کہ وہ اپنا مال و اسباب لے کر چلے جائیں اور اسلحہ و آلات جنگ اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور انکی جائیدادوں پر سورۃ الحشر کے مطابق فیصلہ کر لیا گیا جسے اسلام نے مال فئے کے طور پر تقسیم کرنے کا حکم دیا کہ اس مال میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ، قرابت دار، یتیم، فقیر اور مسافر حصہ دار بنائے گئے۔ تا کہ ایسا مال صرف مالداروں کے ہاتھ میں گردش نہ کرتا رہے۔ [1] حضرت عمرؓ نے حجاز اور فدک کے یہودیوں کو جلاوطن کر کے ان کے باغوں اور زمین کی قیمت بیت المال میں جمع کروائیں۔ ان سزاؤں کی نوعیت سیاسی نہیں بلکہ یہ لوگ نہایت سنگین جرائم مثلاً بغاوت، جاسوسی اور قتل کے منصوبوں میں شریک تھے۔ براء بن عازب سے روایت ہے کہ میرے چچا نے آنحضرت ﷺ کے حکم پر ایک ایسے شخص کی گردن اڑا کر اس کی جائیداد پر قبضہ کر لیا تھا جس نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اسکی بیوی سے نکاح کر لیا تھا۔ [2] ان جرائم کے علاوہ رشوت جیسی لعنت کے خاتمے کے لئے بھی ضبطی جائیداد کی سزا تجویز ہو سکتی ہے۔ شرعی طور پر اس سزا کی منشاء یہ ہے کہ (۱) مجرم کو اس دولت اور جائیداد سے محروم کر دیا جائے جس کے بل بوتے پر وہ جرائم کی پرورش کرتا ہے۔ (۲) مجرم کو یہ سزا نخت اس لئے بھی دی جاتی ہے تا کہ وہ آئندہ زندگی کو متوازن گزار سکے۔ (۳) ضبطی جائیداد پر غرباء، مساکین اور یتیموں کا حق ہے۔ یا جن کو اس جائیداد سے عملاً نقصان پہنچا۔ اس طرح یہ سزا بھی مشروع سزاؤں میں شامل ہے۔

(10) جرمانہ یا تعزیر بالمال / غرامہ

جرمانہ یا تعزیر بالمال کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) ایسا جرمانہ جو کسی جرم میں دیگر سزا کے ہمراہ بطور اضافی تعزیری سزا کے نافذ ہو نمبر (۲) کسی جرم میں دیگر سزا کے بغیر صرف جرمانہ کا حکم بطور تعزیر بالمال نافذ ہو۔ (۳) سزائے قید یا دیگر کسی سزا کے متبادل ادائیگی وغیرہ۔

---

[1] (الحشر ۱۰) [2] (فتوح البلدان ص ۱۲)

marfat.com
Marfat.com

جرمانہ کو عربی میں غرامہ بھی کہتے ہیں لیکن ضمان سے اس کا فرق یہ ہے ضمان کی ادائیگی نقصان اٹھانے والے کو ہوتی ہے جبکہ جرمانہ کی ادائیگی حکومت کو کی جاتی ہے یا بعض مخصوص صورتوں میں ولی، وارث یا مدعی کو بھی مذکورہ جرمانہ کے کچھ حصے یا کلیہم کی ادائیگی کی جاتی ہے جرمانہ کے نفاذ کے لیے قاضی کو جرم کے واقعات، مجرم کے کردار اور جرم کی ماہیت کو سامنے رکھنا چاہیے جرمانہ خاص معاملات کے علاوہ ہرگز زیادہ نہ کرنا چاہیے۔ قصاص اور سزائے موت کے جرائم میں جرمانہ فافذ کرنے سے احتراز کرنا چاہیے اسی طرح متبادل سزا دیئے جانے کی صورت میں بھی جرمانہ عائد نہ کرنا چاہیے۔ جرمانہ عموماً ان سزاؤں میں لگایا جائے گا۔

۱۔ جب کسی جرم میں چھوٹی سزا تجویز کی تو جرمانہ بھی نافذ ہوسکتا ہے

۲۔ جہاں مدعی کی جرمانہ کے ذریعے مدد کرنا درکار ہو۔

۳۔ جہاں ملزم نے اپنے جرم کے ذریعے مالی مفادات حاصل کئے ہوں۔

جرمانہ کی جرمانہ کے حصول سے حکومت کو فائدہ ہوتا ہے۔ شریعت میں جرمانہ کی قسم تعزیر بالمال نقصان رسیدہ اصحاب اور وارث کو بھی فائدہ پہنچاتی ہے۔ تعزیر بالمال کے معاملہ میں فقہاء میں اختلاف ہے کیونکہ ان کے نزدیک تعزیر بالمال سے مجرم کی بجائے اس کے بچوں کو سزا ہوتی ہے حالانکہ وہ اس کے کسی جرم میں مکلف نہیں ہوں گے۔ لیکن بعض فقہا کے نزدیک مجرم کے بیوی بچوں کو اس سزا سے اسلئے گزرنا ہوگا کہ وہ مذکورہ جرم میں بلاواسطہ اعانت کے مرتکب ہوئے ہیں۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک تعزیر بالمال بعض صورتوں میں جائز اور بعض صورتوں میں ناجائز ہے۔ جس کا فیصلہ قاضی کرے گا۔ امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم تعزیر بالمال کے جائز ہونے کے علمبردار ہیں۔ امام ابن تیمیہ کے نزدیک مالی عقوبات دو قسم کی ہیں۔ (۱) اتلاف بالمال (۲) غرامہ (جرمانہ)۔ اتلاف مال کی تاریخی مثالیں موجود ہیں۔ جن میں حضرت ابراہیم کا بت توڑنا۔ حضرت موسیٰ کا بچھڑے کو توڑنا۔ آنحضرت ﷺ نے مکہ میں بتوں کو توڑا جنگ خیبر کے دن گدھوں کا گوشت جو پک چکا تھا۔ حرمت کا حکم ہونے پر ضائع کر دیا۔ آنحضرت نے سونے کی انگوٹھی کو اتار پھینکنے کا حکم دیا۔ حضرت عمر نے اپنے دور میں شراب کی دکان جلوادی۔ اس مکان کو جلوادیا جہاں حضرت سعد بن ابی وقاص نے گورنر کی حیثیت سے پہرہ بٹھایا۔ ملاوٹ شدہ چیزوں کو حضرت عمر نے ضائع کروادیا۔ آنحضرت ﷺ نے گانے بجانے والے آلات توڑ دینے کا حکم دیا وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ اتلاف مال کا حکم ہر صورت میں دیا جاسکتا ہے۔ جب کوئی غیر شرعی چیز خواہ اس کی جس قدر بھی قیمت ہو سامنے آئے۔ جبکہ جرمانہ (غرامہ) میں آنحضرت ﷺ کا حکم ہے۔ زکوٰۃ اللہ کا حق ہے۔ جو اسے دینے سے انکار کرتا ہے۔ ہم اس کا نصف سامان بطور تاوان بھی لیں گے۔ حضرت عمرؓ نے جس چور پر حد نافذ نہ کی جاسکی اس کو چوری سے دوگنا تاوان لگایا۔ امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق بدنی تعزیر اور جرمانہ یکجا نہیں کیا جاسکتا۔ اسلام میں بھی یہی تصور ہے کہ اگر کسی مجرم

marfat.com

Marfat.com

کو بدنی سزا نہ دی جا سکے تو اُسے جرمانہ لگایا جائے۔ عیب چھپانے یا عیب چھپا کر دھوکہ دینے وغیرہ میں بھی حضرت عمرؓ کے دور میں جرمانہ کی سزا کی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ [1]

درج بالا قانون ہذا کی مروج سزاؤں کے علاوہ شریعت میں نافذ العمل مزید سزاؤں کے علاوہ تازیانے، کوڑے اور رجم کی سزا (Stoneing) بھی مشروع سزائیں ہیں۔ جن پر مباحث سے یہاں قانون ہذا کی نسبت سے پیش نہیں کی جا رہیں۔

(11) غرّہ

غرّہ سے مراد غلام یا باندی ہے۔ چنانچہ غرّہ جو عملاً ماں کے پیٹ اسقاط حمل یا جنین کے ساقط ہونے پر تاوان کی ایک شکل ہے۔ چنانچہ ایسے نقصان پر تاوان عائد کرنے کے لیے غلام یا باندی کی صورت میں یا اسکے بدل کی قیمت کو غرّہ کی حیثیت سے نافذ کیا جائیگا۔ اسکی قیمت کا اندازہ دیت کا بیسواں حصہ یعنی 1/5 (5 اونٹ) ہے۔ [2]

غرہ دو صورتوں میں لازم آتا ہے۔

ا۔ جب مجرم کے جرم کے نتیجہ میں ماں کے پیٹ میں بچہ مردہ یا ساقط ہو جائے۔

۲۔ باپ پر اس اولاد کے فدیہ کے طور پر لازم آتا ہے جو ایسی عورت کے بدن سے ہوئی ہو۔ جس نے اسے دھوکا دیا ہو کہ میں آزاد عورت ہوں۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ باندی تھی۔ اور وہ قتل کر دی گئی۔ اس غرّہ کی ادائیگی اس باندی یا اولاد کی ماں کے مالک کو (جیسی بھی صورت ہو) ادا کی جائیگی۔ [3]

اس سزا کا ذکر اگرچہ تعزیرات پاکستان کی ترمیمی قانون ہذا ۵۳ میں مذکورہ سزاؤں میں نہیں کیا گیا ہے لیکن فقہاء کے نزدیک یہ بھی شرعی سزا ہے۔ اور اس وقت نافذ ہوگی جب کسی عورت کے پیٹ کا بچہ مر جائے یعنی پیٹ میں (جنین) کو ختم کرنے کی سزا جرمانے کی صورت میں نقد ادائیگی جو کہ کل دیت کا پانچواں حصہ یا پانچ فیصد ہوگا جو کہ پانچ اونٹ کے تعین کے اصول پر کیا گیا ہے۔ یہ اصول آنحضرت ﷺ کی اس مشہور حدیث غرہ کے حوالے سے ہے جس میں ایک عورت نے اپنی سوکن کے پیٹ میں خیمے کی چوب مار کر اس کا بچہ (جنین) ساقط کر دیا۔ مقدمہ نبی کریم ﷺ کے حضور پیش ہوا۔ آپ نے حکم دیا (فدوہ) یعنی غرّہ دو۔ مجرم کے بھائیوں نے کہا کہ کیا آپ اس شخص کی دیت دلوائیں گے۔ جو نہ بولا، نہ رویا، نہ چیخا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسجع کسجع للکھیان (کاہنوں کی طرح مت سوچو) اور آپ نے اس عورت کو غرہ دلوایا۔ اس حدیث کو حمل بن مالک نے روایت کیا۔ [4]

غرہ کی مقدار کی حدیث حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بنو لحیان کی ایک عورت جس کے پیٹ میں

---

[1] (فقہ حضرت عمرؓ)　[2] (المغنی ج ۷ ص ۸۰۴)　[3] (فقہ حضرت عمر از ڈاکٹر رواس ص ۵۲۲)　[4] (ابو داؤد)

marfat.com

Marfat.com

بچہ مردہ ہو کر گر پڑا تھا اس کے غرہ میں ایک غلام یا لونڈی کا حکم دیا تھا پھر وہ عورت مرگئی تو آپ نے فرمایا اس کی میراث اس کے بچوں اور خاوند کیلئے ہے اور دیت عصبوں پر ہے۔[1] تعزیرات پاکستان کی موجودہ ترمیمی دفعات میں جنین کے بارے میں 338A اور 338C اسقاط حمل اور اسقاط جنین کے بارے میں بطور تعزیر سزا تجویز کرتے ہیں۔ جن کی مزید مذکورہ دفعات میں تحریر کی گئی ہے۔

۳۔ دفعہ ۵۴ ایکٹ مجریہ ۱۸۶۰ء میں ترمیم

Amendment of Section 54, Act XLV of 1860

دفعہ ۵۴ تبادلہ سزائے موت (Commutiation of Death Sentence)

تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 54 میں ترمیم کے بعد دفعہ مذکور درج ذیل ہوگی۔

"ہر اس مقدمہ میں جس میں سزائے موت کی سزا تجویز ہوئی ہو۔ (مرکزی یا صوبائی حکومت) جس کے دائرہ اختیار میں مجرم کو سزا دی جاتی ہو۔ مجرم سے مشورہ لیے بغیر سزا کو کسی دیگر سزا میں تبدیل کر سکے گی جو قانون مذکور میں موجود ہو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کسی ایسے مقدمے میں جس میں قتل کے جرم کے لیے سزا یاب کسی مجرم کے خلاف سزائے موت صادر کردی گئی ہو، مذکورہ سزا میں شخص متضرر کے وارثان کی رضامندی کے بغیر تبدیلی نہیں کی جائے گی۔

تشریحات

قصاص دیت کے قانون کے تحت دفعہ ہذا میں سزائے موت کی تبدیلی، ترمیم یا تخفیف کا حق جو حکومت کے اختیار میں تھا۔ سزا میں تخفیف یا ترمیم اور نفاذ کیلئے ملزم کی رضامندی ضروری تصور نہیں کی جاتی تھی۔ اب نئے قانون کے تحت بھی اگرچہ ملزم سے اس قانون کے زیر اثر رضامندی حاصل کرنا آج بھی ضروری تصور نہیں کیا جاتا۔ لیکن یہ اختیار ولی/وارث کو حاصل ہو گیا ہے۔ کہ ان سے سزا میں تبدیلی کے بارے میں رائے حاصل کی جائے۔ عموماً ملزم کی طرف سے سزا کی تخفیف کے لیے کیے جانیوالے تمام اقدامات اور غیر قانونی سہولیات حاصل کرنے کی کوششوں پر عملاً رکاوٹ ہو چکی

---

[1] (متفق علیہ۔ مشکوۃ شریف)

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ کیونکہ شریعت میں قاضی کی طرف، سے سزا کے صدور کے بعد سزائے موت میں کمی۔ تبدیلی یا خاتمہ کا اختیار صرف ولی کو حاصل ہوتا ہے۔ اس قانون کی ترمیم کے باوجود دفعہ 401-402B ضابطہ فوجداری میں حاصل اختیارات صوبائی حکومت کو بھی ختم کر کے ورثا کے حقوق اور اختیارت کے تابع کر دیا گیا ہے[1] اس سے پیشتر سزائے موت کی سزا پر عمل در آمد میں دیر یا تساہل بھی سزائے موت میں تبدیلی کا سبب سمجھی جاتی تھی۔ اگر چہ جسے کسی بھی حالت میں بطورِ قانون یا اصول استعمال میں نہ لایا جاتا تھا۔ مقتول کے ورثا کی طرف سے مکمل معافی کے بعد تعزیری سزا کا نفاذ ضروری ہوتا ہے کیونکہ اُسے اُس ظلم کی سزا جس سے عوام الناس متاثر ہوئے کے لیے تعزیری سزا ضروری ہو جاتی ہے۔[2] قتل عمد اور جرح (ضرر عمد) میں تخفیف یا ترمیم کے اختیارات کو عدالت نے غیر اسلامی قرار دیا۔[3] عموماً یہ بھی پایا جاتا تھا۔ کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو غلط تعلقات کی بنا پر قتل کر دیا۔ یا اسی طرح حالات سے تنگ آ کر اپنی بیوی کو قتل کر دیا۔ یا کسی بوڑھے شخص نے اپنے نواسے کو اس لیے قتل کر دیا کہ اس نے اس بوڑھے کو زخمی کیا تھا۔ وغیرہ اور اس سلسلہ میں حکومت مجاز تھی اور اسطرح بعض اوقات کسی قانونی وجہ کو بیان کرنا بھی ضروری تصور نہیں کیا جاتا تھا۔ کیونکہ اس وقت سزا پر عمل در آمد کروانا یا نہ کروانا بجائے خود حکومت کی ذاتی ذمہ داری تصور کی جاتی تھی لہذا سزا میں تبدیلی کو غیر اہم تصور کیا جاتا تھا لیکن موجودہ قانون قصاص و دیت کی افادیت اور اہمیت ہی اس امر میں ظاہر کی گئی ہے کہ یہ حقوق العباد ہے۔ اور قاتل کو سزا دینے یا نہ دینے کا استحقاق ورثاء مقتول یا مجروح یا متضرر خود۔ کو شریعت کی رو سے حاصل ہے۔ چنانچہ سزا میں تبدیلی کا حکومتی اختیار اب باقی نہ رہا ہے بلکہ اگر حکومت کسی معاملے میں تبدیلی سزا کو مناسب تصور کرے تو بھی قانون ہذا کے مطابق ولی یا وارثان سے اس سلسلے میں رابطہ کر کے اجازت حاصل کرنے کی پابند ہوگی۔

تعزیرات پاکستان اس لیے شریعت کے متصادم ہے کہ ان میں قتل اور جرح ونیز دیگر جرائم بخلاف حقوق العباد سزاؤں کی معافی کا حق مرکزی اور صوبائی حکومت کو دے دیا گیا ہے۔ جس میں یہ اختیار قانون قصاص و دیت کی حد تک اب حکومت کے پاس نہ رہا ہے۔ لیکن دیگر جرائم میں کیونکہ یہ اختیار حکومت اب بھی استعمال کیے جانے متقاضی ہے لہذا دفعہ ۵۴ ہذا کو مستعمل کرنے والے حکام کو فرق مذکورہ کا خصوصی خیال رکھنا ہوگا۔ چنانچہ قتل عمد کی صورت میں قصاص / سزائے موت یا جرح العمد یا دیگر جرائم جن میں حقوق العباد کا عمل دخل ہوگا۔ صوبائی حکومت اپنے اختیارات کو ورثا یا ولی یا خود شخص مجروح کی ایماء اور رضامندی کے بغیر استعمال کرنے کے مجاز نہیں رہے۔[4]

پشاور ہائی کورٹ نے دفعہ ۵۴ اور ۵۵ تعزیرات پاکستان کے علاوہ دفعات ۴۰۱۔ ۴۰۲، ۴۰۲A، ۴۰۲B ضابطہ فوجداری کو خلاف اسلام قرار دیا۔ نیز ایسے تمام جرائم جن کا تعلق شیڈول ثانی، ضابطہ فوجداری میں جسمانی جرائم سے ہے۔ کو بھی دفعہ

---

[1] (PLD1980SC1)(PLD1980FSC1) [2] PLD1980FSC14 [3] PLD1989SC633 [4] PLD1989SP633

marfat.com

Marfat.com

۳۴۵ ضابطہ فوجداری کے ساتھ خلاف اسلام قرار دیا ہے۔ گویا اب حکومت سزائے موت یا سزائے عمر قید وغیرہ کو نہ ہی بدل سکتی ہے۔ نہ تخفیف یا ترمیم کرنے کا حق رکھتی ہے یا رحم کی بنیاد پر معافی کا حق رکھتی ہے۔ البتہ اس سلسلہ میں حکومت ولی/وارث یا شخص متضرر خود کے مشورہ کی پابند ہوگی۔

۴۔ دفعہ ۱۵۵ یکٹ ۴۵ مجریہ ۱۸۶۰ء میں ترمیم

Amendment of Section 55, Act XLV of 1860

دفعہ ۵۵ تبادلہ عمر قید (Commutation of Sentence for life Imprisonment)

تعزیرات پاکستان کی دفعہ 55 بعد ترمیم درج ذیل ہوگی۔

"ہر اس مقدمہ میں جس میں سزائے عمر قید کی سزا تجویز ہوئی ہو (صوبائی حکومت جس کے حلقہ اختیار میں سزا دی جانی مذکور ہو۔ جو مجرم کے مشورے کے بغیر سزا کو تبدیل کر سکے گی۔ جو 14 سال سے زیادہ تک نہ ہوگی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کسی ایسے مقدمہ میں جس میں باب ۱۶ کے تحت کے قابل سزا کسی جرم کے لیے سزایاب کسی مجرم کو عمر قید کی سزا دی گئی ہو، مذکورہ سزا میں متضرر شخص یا، جیسی بھی صورت ہو، اس کے وارثان کی رضا مندی کے بغیر تبدیلی نہیں کی جائے گی"۔

تشریحات

تعزیرات پاکستان کی سابقہ دفعہ ۵۵ صوبائی یا مرکزی حکومت کو یہ اختیار دیتی تھی کہ سزائے عمر قید کو کم کر کے ۱۴ سال میں تبدیل کر دے۔ اور یہاں تبدیلی سے مراد تخفیف یا سزا کا خاتمہ لے کر اختیارات استعمال کیے جاتے تھے۔ اگر چہ کسی عمر قید قیدی کا 14 سال قید کے بعد رہا ہونا کوئی حق تصور نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ حکومت دفعہ 401 ضابطہ فوجداری میں حاصل شدہ اختیارات کو اپنی صوابدید میں از خود یا ملزم کے لواحقین کی طرف درخواست دیے جانے پر سزا ختم کر دیتی تھی۔ اور اس سلسلہ میں حکومت عدالت سے فیصلہ لینے کی بھی پابند نہ تھی۔ بعض اوقات اس رعایت کے لیے حکومت ملزم پر کچھ پابندیاں بھی عائد کر دیتی تھی (جیسا کہ ضابطہ فوجداری ایسی پابندیوں کی اجازت فراہم کرتا ہے)۔ لیکن قانون قصاص و دیت کے نفاذ کے ساتھ یہ تمام تر اختیارات اب ایک شرط کے ساتھ ورثا مقتول یا مضروب جیسی بھی صورت ہو کے ساتھ مربوط کر دیے گئے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

عمر قید کو بادی النظر میں درحقیقت مجرم کی بقیہ قدرتی عمر کی حد تک سزا تصور کیا جاتا ہے اور عمر قید کے ملزم کو 14 سال کے بعد بھی رہا نہ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مجرم کا استحقاق نہیں۔ یہاں تک کہ 20 سال کی سزا بھی اس صورت میں تصور کی جائے گی جب وہ اپنا اچھا سلوک جیل میں ثابت کرے۔ یہی وجہ ہے قانون حکومت کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ سزا میں دفعہ 401 ض ف کے تحت حالات اور تقاضوں کے پیش نظر تخفیف کر سکے گی۔ اور یہ معاملہ صوبائی سطح پر کے اختیارات کا حصہ ہے یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ سزا کی یہ تخفیف صرف حکومت کا حق تھا۔ عدالت کو ایسا کوئی اختیار حاصل نہ ہے اب قصاص و دیت کے قانون کے تحت یہ اختیار صوبائی حکومت کو ایک شرط کی پابندی کے ساتھ بذریعہ ورثاء اور ولی مقتول کو حاصل ہے۔ چنانچہ دفعہ 57 میں سزائے عمر قید کو 20 سال کے برابر قرار دینے کا یہ ہرگز مقصد نہیں ہوگا۔ کہ مجرم ہر صورت 20 سال ہی قید کاٹے گا۔ یہی وجہ ہے کہ دفعہ 401 ض ف میں حکومت کے اختیارات کو ختم نہیں کیا گیا۔ اور اس طرح سزائے عمر قید کو دفعہ ہذا کی شرط کے ساتھ دفعہ 401 ض ف میں حکومتی اختیارات کے توازن پر قائم کیا جائے گا۔

درج بالا شرائط کے ساتھ حکومت یہ اختیارات صدر پاکستان کی منظوری سے اس صورت استعمال کرے گی اگر سزا پر عمل درآمد نہ ہوا۔ اس سلسلے میں ملزمان کو ورثا کا معاف کر دینا جیسی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ [۱]

کسی مجرم کی سزائے موت کو صرف عوام الناس کے وسیع تر مفاد میں تبدیل کیا جا سکتا ہے (لیکن شرط یہ ہے کہ ایسی سزائے کا تعلق قصاص دیت کے قانون سے نہ ہو۔ [۲])

۵۔ دفعہ ۵۵۔ اے ایکٹ ۴۵ مجریہ ۱۸۶۰ میں ترمیم

Amendment of Section 55-A, Act XLV of 1860

دفعہ 55-A خاص اختیار صدر محفوظ (President's prerogative)

تعزیرات پاکستان کی دفعہ 55-A بعد ترمیم درج ذیل ہوگی۔

"جو کہ دفعہ 54 اور دفعہ 55 میں کوئی ایسا امر (صدر پاکستان) کے اختیار کو ختم نہ کر سکے گا۔ جس کے تحت معافی سزا۔ تخفیف سزا یا خاتمہ سزا کا حکم دیا جا سکے"۔ لیکن شرط یہ ہے کہ باب XVI کے تحت دی گئی کسی سزا کے لیے ایسا حق مضروب (Victim) یا جیسی صورت ہو، اس کے

---

۱ PLD1956FC46-1998Pcrlj921 ۲ PLD1991FSC236

marfat.com
Marfat.com

وارثان کی رضامندی سے بغیر استعمال نہیں کیا جائے گا"۔

تشریحات: صدر پاکستان کو سابقہ دفعہ A-55 تعزیرات پاکستان کے تحت اختیار کلی حاصل تھا کہ وہ کسی بھی مجرم کی سزا کو معاف، ختم، تبدیل یا تخفیف کر دے لیکن قصاص و دیت کے قانون کے تحت صدر کے اس اختیار کو ایک شرط کے ساتھ حق مضروب سے اس کے وارثان یا مضروب خود کی رضامندی سے منسلک کر دیا گیا ہے۔ اس طرح اب دفعہ A-55 میں ترمیم صدر پاکستان حق حکومت کا استعمال حق العباد کی ادائیگی کے بعد استعمال کرنے کے قابل ہونگے۔ گویا اگر وارثان یا ولی موجود ہوں تو سزا کے بارے میں عمل درآمد میں تبدیلی وغیرہ کے امور پر وارثان /ولی کی رضامندی بنیادی شرط ہو گی۔ البتہ اسلام نے ایسے شخص کو جس کا کوئی ولی نہیں اسکا ولی عدالت یا حکومت کو قرار دیا ہے۔ اس طرح صدر پاکستان بطور ولی حق قصاص استعمال کرنے کے مجاز ہونگے۔ دفعہ 54 تبادلہ سزائے موت اور دفعہ 55 تبادلہ عمر قید کے حوالے سے صدر پاکستان کے خاص حق میں کوئی ایسا امر (صدر پاکستان) کے اختیار کو ختم نہ کر سکے گا جس کے تحت معافی سزا۔ تخفیف سزا۔ یا خاتمہ سزا کا حکم دیا جا سکے بشرطیکہ باب XVI کے تحت دی گئی کسی سزا کے لیے ایسا حق مفروب (Victim) یا جیسی صورت ہو، اس کے وارثان کی رضامندی کے بغیر استعمال نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۹۲۰ء کی دفعہ ۱۰۹ کی ترمیم

(Amendment of Sec. 109, Act XLV of 1860)

دفعہ 109 اعانت کی سزا (Punishment of Abetment)

دفعہ ۱۰۹ میں ترمیم کے بعد مذکورہ دفعہ کی موجودہ صورت یہ ہو گی۔

کہ جو کوئی کسی جرم میں اعانت کا باعث ہو گا۔ اگر جرم اعانت بوجہ ترغیب عمل پذیر ہوا اور اس مجموعہ ضابطہ میں ایسی اعانت کی کوئی سزا۔ کی نسبت کوئی صریح حکم تجویز نہ ہو تو اس جرم کی سزا میں وہی سزا دی جائے جو جرم مذکور کیلیے مقرر ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ سوائے اکراہ تام کی صورت میں باب نمبر 16 میں محولا کس جرم کی اعانت کا مجرم مذکورہ جرم کیلیے مصرحہ تعزیری سزا بشمول موت کا مستوجب ہو گا۔

marfat.com
Marfat.com

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ یا سمن۔۔قابل ضمانت۔۔قابل راضی نامہ۔۔اختیار سماعت
(اگر اصل جرم قابل دست اندازی ہو) (جرم کی مانند) (جرم کی مانند) (جرم کی مانند) (وہی عدالت)

تشریحات

اعانت کی تعریف تعزیرات پاکستان کی دفعہ 107 میں اسطرح دی گئی ہے کہ کسی فعل کے کرنے کی کسی شخص کو ترغیب دینا اعانت شمار ہوگا۔ مذکورہ فعل قانون ہذا کی رو سے جرم قرار پائے گا۔ اعانت کرنے والے کو معین کہتے ہیں اور جس کی اعانت کی جائے اس کو معان کہتے ہیں۔ اعانت کا جرم اس صورت ثابت ہوگا جب مذکورہ جرم کی دیگر شخص کی طرف سے بذریعہ ترغیب، امداد یا سازش کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہو۔ اعانت ایک شخص یا کئی افراد کی نسبت سے ایک مجرم یا کئی مجرموں تک کا احاطہ کرسکتی ہے۔ اعانت کا جرم دفعہ 338 ضابطہ فوجداری کے مقصد کیلئے جرم صغیرہ نہیں ہے[1] (دفعہ مذکور عدالتی اختیارات معافی مبنی ہے لہذا اعانت کے جرم میں عدالتی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا)۔ لہذا دفعہ 109 تعزیرات پاکستان کو دفعہ 338 ضابطہ فوجداری کے حوالے سے دیکھنا ہوگا۔ اعانت جرم میں سابقہ قانون تعزیرات کے مطابق اصل جرم جس کی بابت اعانت کی گئی ہو اعانت کے جرم میں شامل نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ اعانت کے جرم سے علیحدہ جرم قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ عمومی قاعدہ ہے کہ اصل مجرم کے خلاف جرم ثابت نہ ہو تو اعانت کا فرد جرم بھی ناکام شمار ہوگا۔

[2] اعانت کے جرم کے لئے ثابت کرنا ہوگا کہ مذکورہ شخص/ملزم نے جرم کرنے کی ترغیب دی یا چند اشخاص نے مل کے سازش کی اور معین نے قصداً مجرم کی مدد کی۔ اب قانون ہذا میں اس امر میں وضاحت کردی گئی کہ اس جرم کو ثابت کرنے کیلئے نہ صرف اصل ملزم پر معین کی طرف سے اکراہ یا جبر کا عمل موجود ہونا پایا گیا۔ یا اس میں مذکورہ شخص کی اپنی آزادانہ مرضی اور نیت کا دخل تھا۔ یا قصداً جرم کے ارتکاب میں مجرم کا مددگار بن گیا۔ یا اسی طرح کئی اشخاص کا مل کر فعل ناجائز کے ارتکاب میں باہم رضامندی اور سازش تھی۔ لیکن یہ سازش اس وقت تک پایہ ثبوت کو نہ پہنچے گی جب تک عملی جامہ پہنانے کیلئے عملی قدم نہ اٹھایا گیا ہو۔ اعانت یہ بھی ہے کہ کسی ملزم کو اس کے فعل جرم میں مصروفیت کی بحالی رکھنے یا تقویت دینے کیلئے اسے خوراک، اسلحہ یا کوئی دیگر آسانی باہم پہنچانا وغیرہ شامل ہیں۔ البتہ جائے واردات پر پایا جانا، ترغیب، سازش، یا سازش میں مددگار ہونا اعانت جرم میں شمار نہ ہوگا۔ کیونکہ جرم میں اعانت کرنا جرم ہے تو ایسی اعانت میں اعانت کرنا بھی جرم ہے۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ اعانت جرم کرنے والا موقع پر موجود تھا بلکہ یہی ثابت کرنا کافی ہے کہ اعانت کرنے والے سے ہم مشورہ ہونے کے نتیجہ میں مذکورہ جرم سرزد ہوا۔

---

[2] PLD1979SC53 [1] (PLD 1961Lh 212)

marfat.com

Marfat.com

"دفعہ 109 اور 111 تعزیرات پاکستان کو قانون ہذا میں ترمیم کرنے کیلئے حکومت وقت کو سپریم کورٹ شریعت بنچ نے واضح کیا کہ "جرم میں اعانت کی کوئی ایک صورت نہیں بلکہ متعدد صورتیں ہیں۔ قتل یا ضرب کی اعانت کی بعض صورتیں کی رو سے ایسی ہیں جنکی سزا وہ نہیں جو جرم کے اصل مرتکب کی سزا ہے۔ لہذا ان دفعات کے عموم سے قتل اور ضرب کے جرائم کو خارج کرنا ضروری ہے۔ اسکے بغیر یہ دفعات اپنی موجودہ عموم کی وجہ سے قرآن وسنت کے خلاف ہیں۔ قتل اور ضرب میں اعانت کی مختلف صوتوں کو ایک عنوان کے تحت بھی درج نہیں کیا جا سکتا۔ فقہا اسلام نے ان متعدد صوتوں کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا ہے۔ قانون سازی کے وقت ان روایات سے استفادہ ضروری ہے کیونکہ سابقہ تعزیرات کی اس دفعہ کی رو سے قتل کے جرم میں کی جانے والی اعانت کی سزا وہی قرار پاتی ہے جو اصل جرم کی سزا ہے اور اس میں اعانت کی کوئی درجہ بندی موجود نہ ہے"۔ [1]

مذکورہ بالا دفعہ میں اکراہ تام کا ذکر ہوا ہے جسکا سابقہ تعزیرات پاکستان میں ذکر موجود نہ ہے۔ جس کی تعریف یوں ہے کہ اکراہ تام ایسا اکراہ ہے جس میں طبعی طور پر انسان لاچار ہو جائے یا مثلاً کسی شخص کو جان سے مار دینے یا اسکے کسی عضو کے تلف کیے جانے کا خوف دلایا جائے۔ شریعت میں اکراہ اس فعل کو کہتے ہیں جس میں کسی شخص کو ڈرا دھمکا کر کسی ایسے فعل کے کرنے پر مجبور کیا جائے۔ جو جرم ہو جیسا کہ قرآن حکمت میں ارشاد ہے۔ وعسی ان تکرھوا شیاء وھو خیرلکم وعسی ان تحبو شیاء وھو شرلکم

ترجمہ: ممکن ہے تم کسی چیز سے کراہت کرو۔ لیکن وہ چیز تمہارے حق میں بہتر ہو لیکن کسی شے سے تم محبت کرو اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو۔ مزید ارشاد ہے الا ما اضطررتم الیہ (ماسوائے اس کے کہ تم ان کے کھانے پر مجبور ہو جاؤ)۔ اسی طرح حدیث مبارکہ ہے کہ من کفرا باالله من بعد ایمانہ الا من اکرہ (جس نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ماسوائے اس کے کہ مجبور کیا گیا ہو)۔ ہمارے نزدیک اکراہ کی صورت کیے گئے تمام افعال قابل تعزیر یا موجب سزا نہیں ہیں۔ کیونکہ حدیث مبارکہ میں ایک واقعہ بیان ہوا ہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ جب کفار کی گرفتاری سے رہائی کے بعد آنحضرت ﷺ کے حضور پیش ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا اگر وہ ایسا پھر کریں تو تم بھی ایسا ہی کرنا۔ اس حدیث کی روشنی میں ثابت ہے کہ اکراہ کی صورت میں آنحضرت نے وہ کام کرنے کی بھی اجازت دی جو اہل ایمان عام حالات میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ چنانچہ یہی اصول مسلمان کی عزت جان اور مال کے حوالے سے نافذ ہو گا۔ کیونکہ رخصت سے مواخذہ ساقط تو ضرور ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کی ضرورت ساقط نہیں ہوتی۔ لہذا مسلمان کیلئے کسی امر کی مروت میں بہتر یہ ہے کہ اپنی ذات پر مروت کو ترجیح دے۔ ہمارے نزدیک اکراہ کی صورت میں کیے گئے تمام

[1] (PLD1989S.C633)

marfat.com
Marfat.com

افعال قابل تعزیر یا موجب سزا نہیں ہیں۔ دفعہ ھذا اعانت جرم کے سزا کا تعین کرتی ہے۔ چنانچہ اگر کسی جرم کا ارتکاب کسی دیگر شخص کی اعانت یا تعاون یا افراد بازگشت پر ہوا ہو۔ تو دفعہ ھذا اگر چہ اس کی واضح سزا کا تعین نہیں کرتی۔ لیکن یہ واضح کرتی ہے کہ مذکورہ اعانت کی سزا بھی اسی دفعہ کے تحت دی جائے گی۔ جس جرم کے سرزد کیئے جانے کیلئے تعاون کیا گیا۔ (۱) مثلاً الف نے ب کو جھوٹی گواہی دینے کی ترغیب دی۔ جسکے باعث ب نے جھوٹی گواہی دی اس طرح جرم سرزد ہوا تو الف۔ ب کے جرم میں اعانت یا ترغیب کا مجرم ٹھہرا چنانچہ الف اسی جرم میں سزا کا مستحق قرار پائے گا جس میں ب سزایاب ہوا۔ (لیکن اب اس جرم کے تعین کیلیے دیکھنا ہوگا کہ اعانت کرنے والا اپنے فعل میں آزاد تھا اور کسی اکراہ کے تابع نہ تھا)۔

(۲) اگر کوئی شخص کسی دیگر شخص کو کسی تیسرے شخص کو موت کے گھاٹ اتارنے کی ترغیب دے۔ اسے زہر یا اسلحہ یا دیگر آلہ قتل حوالے کرے یا قتل کی ترکیب سے آگاہ کرے۔ تو ایسی صورت میں مذکورہ ترغیب دینے والا شخص بھی قتل کے جرم میں اعانت کے سبب سزا کا مستحق قرار پائے گا۔

(۳) الف۔ ب کو رشوت دینا چاہتا ہے جو کہ سرکاری ملازم ہے تا کہ ب سرکاری کام میں الف کو کچھ فائدہ پہنچائے اور ب رشوت وصول کر لیتا ہے۔ چنانچہ الف نے ب کی مذکورہ جرم دفعہ ۱۲۱ میں اعانت کی ہے۔

(۴) جب کوئی شخص ارتکاب اعانت کا یا مدد کرنے کا جرم کرتا ہے تو وہ اصل مجرم کے ثانی مجرم کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے ایسے جرم میں نیت کا عمل دخل بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ل دفعہ ہذا کی سزا کا تعین کیونکہ پہلے اصل مجرم کے جرم کی نوعیت کے اعتبار سے کیا جاتا تھا۔ اگر چہ وہ سزا ہی دینا ضروری نہیں اعانت کا جرم اب اصل جرم کا ذیلی جرم نہیں بلکہ انفرادی حیثیت میں الگ جرم کی نوعیت اسکے عوامل کے حوالے سے اختیار کر گیا ہے۔ لہذا اس دفعہ میں ملزم کے ساتھ دیگر قوانین میں اگر چہ وہی رویہ قائم کیا جائے گا جو اصل مجرم کے ساتھ ہوگا۔ لیکن اسمیں اعانت کنندہ پر وارد دیگر عوامل کا جائزہ فرض ہو گیا۔ مثلاً اگر جرم قابل دست اندازی پولیس ہے تو اعانت بھی قابل دست اندازی پولیس یا بلا ضمانت جرم شمار ہوگا اسی طرح جرم کی نوعیت کے اعتبار سے بھی اعانت بھی قابل راضی نامہ یا قابل ضمانت ہوگا۔ اگر چہ ابتدائی تفتیش کے بعد نوعیت جرم کی وضاحت کے بعد سزا پر عمل درآمد میں مناسب تبدیلی ہوگی۔ اس دفعہ کی ایک نوعیت یہ بھی ہے کہ جرم کے عدم وجود یا عدم ثبوت سے اعانت کے مجرم پر جرم ثابت نہ ہوگا۔ نیز جرم پایہ ثبوت کا تعلق تعزیرات پاکستان میں موجود کسی جرم سے ہونا چاہیے لہذا کسی سپیشل کوڈ کیلئے تا وقت کہ اس میں یہ امر صراحت سے موجود نہ ہو دفعہ ہذا میں سزا نہیں دی جا سکتی۔ جیسا کہ مسلم فیملی لاء میں اعانت کے جرم میں سزا نہیں ہے۔ ۲

ل (PLD-1953 DC-141) ۲ 1994PCRLJ1063

marfat.com
Marfat.com

س جرم کے ثبوت اعانت کنندہ کا موقع پر موجود ہونا، پایا جانا یا غیر حاضر ہونا بھی ضروری شرط نہ ہے۔[1] جرم کا تعین کرتے ہوئے عدالت کو یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ مجرم اعانت کو جرم کی مقدار کے مطابق سزا دے مثلاً کسی لڑائی میں مارنے والے کو اعانت بصورت للکار او غیرہ یا محض مارنے پر اکسانے کے الزام میں (کیونکہ بصورت للکار امقتول کو قتل کرنا مقصود نہ تھا) لہذا قاتل کو سزا قتل شبہ عمد میں دی جائے گی جب اعانت کرنے والے کو دفعہ 337 میں سزا ہوگی۔[2] اسی طرح ایسے جرائم کی تیاری جو اپنے انجام کار کو نہ پہنچی اعانت میں مجرم مستوجب سزا نہ ہونگے کیونکہ نیت کا ثابت ہونا بنیادی شرط ہے۔[3] اعانت کا الزام لگانا جتنا آسان ہے اتنا ہی اسکا ثبوت مشکل ہے مضبوط شہادت کے بغیر سزا مجویز کرنا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ کسی جرم کے سرزد ہونے میں اعانت کرنے والے پر یہ الزام کہ اسنے اکسانے کیلئے کونسے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اور شہادات میں ان الفاظ کو تمام گواہوں سے ایک ہی صورت سے بیان کروانا ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح کسی کرایہ دار یا ملازم کے فعل کو مالک کا فعل اس لحاظ سے قرار نہیں دیا جاسکتا کہ مالک نے جرم کی تیاری کیلئے تحفظ فراہم کیا یا امداد کی۔[4] اگر کوئی چور اپنے جرم کی تکمیل میں قتل کا ارادہ بھی کرلے تو چوری میں شامل تمام مجرم اعانت کے جرم دار ہونگے خواہ قتل ایک شخص سے سرزد ہوا۔ لیکن کیونکہ چوری ایک جرم ہے جس میں مشترکہ نیت سے تمام مجرم شامل تھے لہذا قتل میں بھی اعانت کے مجرم قرار پائیں گے۔ اسی طرح کسی ڈکیت پارٹی کو تحفظ یا خوراک کی فراہمی کرنا بھی اعانت کا جرم ہے۔ کوئی بھی شادی شدہ عورت اپنے اغواء میں خود اعانت کی ذمہ دار نہیں ٹھہرائی جاسکتی۔ اگر بنیادی مجرم رہا ہوجائے تو اعانت کا مجرم بھی رہا تصور ہوگا۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ اعانت کرنے والا کسی جرم میں شریک رہا ہے اور اسکی نیت بھی ایسی تھی تو اعانت کا مجرم ٹھہرایا جائے گا۔ مثلاً غیر قانونی ہنگامہ آرائی میں تشدد اور آگ لگانے کے واقعات کے وقوعہ کے دوران ہنگامہ آرائی کا باعث بننے والا شخص اعانت کا مجرم ٹھہرایا جائے گا۔[5] کسی زناء کے جرم میں شکار عورت Victim کا بیان کہ زناء کے عمل کے دوران دوسرے مجرم باہر کھڑے ہو کر حفاظت کرتے رہے بلا جواز ہے۔

[6] قتل یا جراحت انسانی کے جرائم میں اعانت کے مجرم کو بلا تجزیہ شہادات وہی سزا نہیں دی جاسکتی جب تک کہ مذکورہ عمل میں کراہت یا مجبوری کے تمام عوامل کا تجزیہ نہ کرلیا جائے۔[7] کسی زناء کے مقدمہ میں جب اعانت کے الزام میں ملزمان نے بیان دیا کہ انہوں نے نہ زناء میں شرکت کی اور نہ ہی مجرم کو تحفظ دیا اور عورت نے بھی گواہی دی کہ مذکورہ ملزمان نے اسے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ تو مقدمہ مشکوک ہو کر اعانت جرم میں عدم ثبوت قرار دیا گیا۔[8]

---

۱ (PLJ1996CRC12) (NLR1996CRC123) ۲ (NLR1980CR499) ۳ (PLD1953DC141)

۴ (PLD1968Kar853) ۵ (PLD1979S.C1953) ۶ (1998MLD1039)(1996PCRLJ1794)

۷ (PLD1989S.C633)(NLR1980LH499) ۸ (1998MLD1039)

marfat.com

Marfat.com

دفعہ 109 تعزیرات پاکستان کا اطلاق ان امور میں ہرگز نہ ہوگا۔ جہاں جرم سرزد ہی نہ ہوا ہو۔
کیونکہ اس دفعہ کے اطلاق کیلئے ضروری امر یہ ہے کہ حوالے سے کوئی فعل جرم سرزد ہو۔ اس طرح عدالت ایسا فیصلہ کرنے کی بھی مجاز نہیں کہ دفعہ 109 میں سزا دینے سے مراد ہر وہ سزا ہوگی۔ جو تعزیرات میں موجود ہو۔ اس طرح کسی دیگر خصوصی قانون میں مندرجہ سزا کا تعلق 109 سے قائم نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً کنٹونمنٹ ایکٹ میں مندرجہ سزا کو دفعہ 109 تعزیرات میں سزا کا مستحق قرار نہیں دیا جا سکتا۔ چنانچہ کسی ایسے جرم میں جب اچانک لڑائی شروع ہوئی۔ اور ملزم نے اگرچہ 304 تعزیرات میں جرم کیا۔ لیکن یہاں معین نے صرف للکارا تھا تو اسے 109/323 میں سزا ہوئی۔ کسی جرم کی تیاری کے باوجود جرم سرزد نہیں ہوا۔ اور مذکورہ تیاری کے حوالے سے دفعہ 511 کے ساتھ جرم دفعہ 109 تعزیرات شمار نہیں کیا جائیگا۔ اسی طرح اشتعال دلانے کے معاملے میں بھی محض لفظی حد تک اشتعال دلانا کافی نہیں۔ بلکہ مذکورہ لفظوں کو اس طرح بیان کرنا ہوگا کہ اندازہ ہو سکے کہ عملاً اشتعال دلایا گیا۔

دفعہ 109 اور 107 تعزیرات پاکستان پر دفعہ 182 تعزیرات کی کاروائی کا اطلاق بھی ہوتا ہے۔ جبکہ رشوت کے مقدمات میں محض رشوت کی آفر کرنا دفعہ 109 تعزیرات کی ضرورت پوری نہیں کرتا۔ اسی طرح کسی بڑے افسر کا چپڑاسی یا اپنے کلرک کی وساطت سے رشوت لینا بھی دفعہ 109 میں مذکورہ افسر مجرم قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ ایسا ثابت کرتا ہے کہ ملزمان کے ذہنوں میں پہلے سے مجرمانہ نیت کا ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ اسی طرح دفعہ 109 تعزیرات میں کسی مجرم کو جرم کیلئے تیار کرنا بھی ضروری نہیں۔ کیونکہ ایسی صورت میں یہ مجرمانہ سازش تصور کی جا سکتی ہے۔ شہادت کیلئے اس دفعہ کے تحت فرد جرم عائد کرنا جتنا آسان ہے ثابت کرنا اتنا ہی مشکل ہے۔ لہذا شہادات کا گہری نظر سے جائزہ لینا ضروری ہے۔ اسی طرح معین کو ثابت کرنا کہ اس نے کیا الفاظ کہے اور مذکورہ الفاظ کے معنی مذکوری اعانت کیلئے بطور ثبوت پیش کیے جا سکیں نہایت ضروری ہیں۔ ایسے جرائم جن میں جرم حقیقی تیاری میں عملاً امداد کرنا ثابت ہو دفعہ 109 کے زمرے میں آتا ہے۔ چنانچہ اگر کسی مقدمہ قتل میں یہ شہادت ہو کہ مذکورہ شخص نے کہا کہ مارو لیکن خود نہ مارا۔ اعانت کا جرم شمار ہو سکتا ہے۔ کیونکہ موت کا وقوع مارنے والے کے نتیجہ میں ہوا اور آمادہ کرنے والے شخص نے مذکورہ مجرم کو اکسایا تو یہاں اکراہ کا عمل موجود نہ ہونے کی صورت میں مجرم کو قتل کی سزا دی جائیگی۔ اسی طرح کوئی شخص اپنے گماشتوں کے ذریعے کسی دیگر شخص کو مارنے کیلئے حکم دے اور جرم سرزد ہو جائے تو مذکورہ شخص برابر کا شریک تصور ہوگا۔ الف اگر ب کو ج کے مارنے کیلئے کہے اور ج جو عمر رسیدہ شخص تھا مارا گیا۔ تو سزا دفعہ 109/304 تعزیرات میں ہوئی۔ جب چوروں کا ایک گروہ چوری کی غرض سے گھر میں داخل ہوا اور قتل بھی ہو گیا تو تمام ملزمان کو اعانت کے مجرم ٹھہرا کر دفعہ 109/302 تعزیرات میں سزایاب ہوئے۔ اسی طرح اعانت کا مجرم یہ کہے کہ اسنے قتل کا حکم نہیں دیا تھا۔ لیکن قتل واقع ہوا تو اعانت کے مجرم کو دفعہ 109/325 میں سزا ہوئی۔ یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ للکارا کو اعانت کے جرم کیلئے کافی تصور کیا جائے۔ کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

عدالت کو للکارا مارنے والے کی عملی دلچسپی کا گہری نظر سے جائزہ لے کر اعانت کا مجرم ٹھہرانا ہوگا۔ جب مختلف ملزمان میں اصل ملزم مفرور ہو تو دیگر ملزمان کو بڑی سزا اعانت تجویز کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اسی طرح دھوکہ دہی کے الزام میں اعانت کا جرم اسی صورت قبول ہوگا۔ اگر اعانت کرنے والے کا کوئی مفاد مذکورہ دھوکہ کے جرم میں ثابت ہو۔ اسی طرح جعل سازی کے لیے بھی دفعہ 468 تعزیرات پاکستان میں مجرم نہیں ٹھہرایا جا سکتا جب تک کہ مذکورہ جعلی دستاویز بطور اصل استعمال نہ کی جائے۔ اسی طرح سماعت کے بعد اگر اصل مجرم رہا ہو جائے تو اعانت کا مجرم رہا تصور ہوگا۔ اور اسکے لیے الگ فیصلہ درکار نہیں ہوتا۔

دفعہ 109 کی ترمیم ہذا کے علاوہ اعانت کے جرم میں باب 5 ضابطہ ہذا مذکورہ دیگر دفعات 107 تا 120 میں اعانت کی نوعیت اور تشریحات مذکورہ دفعات کے حوالے سے مؤثر رہیں گی۔ دفعہ 52 تعزیرات پاکستان میں اچھی نیت سے مراد وہ عمل ہے جو عمل مخصوص حالات میں قانونی احتیاط کے ساتھ سرانجام دیا گیا ہو۔ ذوالفقار علی بھٹو کیس اور محمد نواز شریف ہائی جیکنگ مقدمات سلطانی گواہ کے بارے میں اہم دستاویز ہے۔ؔ اعانت جرم کی اسی دفعہ کے تحت سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کو اعانت کے جرم میں سزائے موت دی گئی۔ یہ مقدمہ ایک تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔ دفعہ 302 ہمراہ 109 تعزیرات پاکستان کے ایک مقدمہ میں جب سازش کے الزام کو صرف ایک گواہ سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تو اعانت کے جرم میں خلاف قانون قرار دی گئی۔ ؎

دفعہ بالا مذکور میں اکراہ تام کو محض قتل کے معاملات تک محدود کرنا خلاف شریعت ہے۔ اور دیگر جرائم کو اکراہ سے باہر کرنا بھی ہرگز درست نہیں۔ اعانت جرم کا آزادانہ مرضی سے ہونا اور کسی اکراہ کے بغیر سرزد ہونا اس دفعہ کی بنیادی شرائط ہوں گی۔

اس دفعہ کی ذیل میں جرم کو ثابت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ۔

(i) جرم مذکور اخلاقی جرائم میں سے ہو

(ii) اعانت کرنیوالا جرم کی ترغیب کا باعث بنے

(iii) اعانت جرم یا سازش میں خود شریک ہو۔

(iv) یا اس جرم میں پیش رفت کے طور پر ناجائز فعل سرانجام دے۔

(v) بادنستہ کسی فعل کے کرنے یا ترک کرنے کا باعث ہوا

(vi) جرم کرنے کے لیے تیار ہو۔

(PLJ2002CRE275) ؎ NLR1996CRC123 - PLJ1996CRC12

marfat.com
Marfat.com

(vii) اعانت جرم کرانے والا موقع پر موجود ہونا ضروری نہیں۔

(ix) مذکورہ فعل مکمل طور پر وجود میں آجائے

(x) جرم پر اتفاق اور سمجھوتہ ہو یا معاونت ہو۔

(xi) معاون اپنے وسائل استعمال کرے یا اجازت دے۔

(xii) اشتراک عمل کے لیے بنیادی سبب موجود ہو۔

لیکن شرط یہ ہے کہ مذکورہ بالا تمام صورتوں میں ملزم کی نیت اور اس پر وارد ہونے والے بیرونی اثرات اور کراہت یا تشدد کا وجود نہ پایا جاتا ہو۔

اگرچہ عدالتوں نے دفعہ 109 کے ساتھ ساتھ تعزیرات کی دفعہ 111 کو بھی خلاف شریعت قرار ٹھہرایا گیا لیکن اس میں ترمیم حکومت نے نہ کی ہے واضح رہے کہ ہر دو دفعات ایک معمولی فرق کے ساتھ اعانت کے جرم میں وضاحت کرتی ہیں۔ ہر دو میں بنیادی فرق یہ ہے کہ دفعہ 109 میں جرم اعانت کنندہ کی نیت کے عین مطابق سرانجام پا چکا ہوتا ہے جبکہ دفعہ 111 میں اعانت کنندہ کی مرضی اور نیت کے خلاف نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ جسکے لیے بھی اعانت کرنے والے کو مقدمہ کے حالات و واقعات کے تناظر میں سزا دی جاتی ہے۔ مثلاً الف کسی بچے کوب کی خوراک میں زہر ملانے کیلئے جرم پر آمادہ کرتا ہے لیکن غلطی سے زہر ج کی خوراک میں ملا دیجاتی ہے تو نتائج اگرچہ اعانت کرنے والے کی مرضی سے برآمد نہ ہوئے لیکن وہ جرم اعانت کیلئے سزاوار ٹھہرا۔ کیونکہ اسکی بنیادی نیت قتل کی تھی اگرچہ اصل کی جگہ کوئی دوسرا قتل ہو گیا۔ ۱

ضمانت

ملزمان کو امداد، ترغیب یا سازش کے معاملات میں عموماً شک کا فائدہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ ضمانت کی سطح تک کوئی ٹھوس یا قابل یقین شہادت موجود نہ ہونے کے سبب معاملہ محض قیاس کی حد تک ہوتا ہے۔ چنانچہ جب ایک لڑکی پر قتل کیلئے اکسانے کا الزام تھا تو ضمانت لے لی گئی۔ ۱ سازش کے الزام میں پولیس کی تفتیش میں بے گناہ ثابت ہونے پر ضمانت ہوئی۔ ۲ عدالت عالیہ نے اس ملزم کی ضمانت لے لی جس پر قتل میں سازش کا الزام تھا۔ لیکن سازش کے ثبوت میں گواہان کا پرچہ میں نام درج نہ تھا۔ ۳ اور ۴ پشاور عدالت عالیہ نے اعانت کے جرم میں منسوخی ضمانت کی درخواست میں قرار دیا کہ موقع پر موجود نہ پائے جانیوالے ملزمان جن پر سازش کا الزام ہو اور گواہ تین دن تک سازش کی اطلاع پولیس کو نہ دیں۔ سازش ثابت نہ ہوتی ہے۔ ۵ اسی طرح واضح کیا گیا کہ عموماً قتل کی سازش غیر لوگوں کے سامنے نہیں کی جاتی اور اگر سازش کی خبر ہو بھی جائے تو مقتول یا ورثا کو اس سے باخبر کیوں نہ کیا گیا۔ ۶ لاہور ہائی کورٹ نے موقع پر موجود نہ

---

۱ 1992Pcrlj1554 ۲ 1995Pcrlj130 ۳ PLJ1999CRC525 ۴ 1999Pcrlj1333 ۵ 2000Pcrlj1171 ۶ 2000Pcrlj440

marfat.com

Marfat.com

پائے گئے شخص کے خلاف سازش کا الزام مسترد کرتے ہوئے قرار دیا کہ سازش ایسی نہیں ہوتی کہ راہگیر سن لیں۔[ا] قتل کے مقدمات میں دبوچنے اور للکارنے کی صورت میں اعانت کے ملزموں کی ضمانت لی گئی۔ جب انہوں نے خود کوئی ضربات نہ پہنچائیں۔[ب] سازش کے الزام کو للکارا سے کم قرار دیا گیا۔[ج] اقدام قتل کے معاملات میں للکارا یا سازش کے ملزمان کی ڈویژن بینچ نے اس قانونی نقطہ پر سماعت کہ ایسے ملزمان کی ضمانت درست ہے یا غلط۔[د] سازش کا جرم عموماً مزید تحقیق کا محتاج ہوتا ہے۔ اس لیے ضمانت لینی چاہیے۔[ہ]

ا 1997Pcrlj1183   ب PLJ1999CRC722/709 - 1999Pcrlj1874 - 1994SCMR2161 - 1996Pcrlj524

ج 1997Pcrlj1314   د 1999Pcrlj51   ہ 1998Pcrlj179

marfat.com
Marfat.com

سبحان اللہ

حصہ دوم

(انسانی جسم پر نافذ ہونیوالے جرائم)

تعزیرات پاکستان اور ضابطہ فوجداری کی دفعات میں ترامیم

دفعہ ۲۲۹ تا ۳۳۸ تعزیرات پاکستان
میں بمطابق قرآن وسنت ترامیم

marfat.com
Marfat.com

ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء کی دفعات ۲۹۹ تا ۳۳۸ کی تبدیلی

ا۔ مذکورہ مجموعہ میں دفعات ۲۹۹ تا ۳۳۸ کی جگہ حسب ذیل تبدیلی کر دی جائیں گی یعنی

دفعہ ۲۹۹ تعریفات (Definitions)

اس باب میں تا وقتیکہ کوئی امر موضوع یا سیاق وسباق میں اس کے منافی نہ ہو۔

(a) ''بالغ'' سے ایسا شخص مراد ہے جو ۱۸ سال کا ہو گیا ہو۔

(b) ''ارش'' سے اس باب میں مذکورہ وہ معاوضہ مراد ہے جو مجرم کی طرف سے شخص متضرر یا اس کے ورثاء کو ادا کیا جائے۔

(c) ''مجاز میڈیکل آفیسر'' سے کسی بھی نام سے موسوم ایسا میڈیکل آفیسر یا ایسا میڈیکل بورڈ مراد ہے جسے صوبائی حکومت کی طرف سے مجاز کیا گیا ہو۔

(d) ''ضمان'' سے عدالت کا متعین کردہ وہ معاوضہ مراد ہے جو مجرم کی طرف سے ایسا ضرر پہنچانے کے لیے جو ارش کا مستوجب نہ ہو شخص متضرر کو ادا کیا جائے گا۔

(e) ''دیت'' سے دفعہ ۳۲۳ میں مصرعہ وہ معاوضہ مراد ہے جو مجرم کی طرف سے شخص متضرر کے ورثاء کو واجب الادا ہو۔

(f) ''حکومت'' سے صوبائی حکومت مراد ہے۔

(g) ''اکراہِ تام'' سے کسی شخص اس کے زوج یا اس کے نسبی محارم میں سے کسی کی فوری ہلاکت یا اس کے جسم کے کسی عضو کو فوری یا مستقل طور پر ناکارہ کر دینے کے خوف میں یا خلافِ وضع فطری فعل یا زنا بالجبر کا نشانہ بنایا جانے کے خوف میں مبتلا کرنا مراد ہے۔

(h) ''اکراہ ناقص'' سے جبر کی کوئی ایسی شکل مراد ہے جو اکراہ تام کے درجہ تک نہ پہنچتی ہو۔

(i) ''نابالغ'' سے ایسا شخص مراد ہے جو بالغ نہ ہو۔

(j) ''قتل'' سے کسی شخص کی موت کا باعث ہونا مراد ہے۔

(j) ''قصاص'' سے مراد متضرر یا اس کے ولی کا وہ حق ہے جس کے تحت مجرم کو اسی طرح کا ضرر جسم کے اسی

marfat.com
Marfat.com

حصہ پر جس پر متضرر کو ہوا یا اس نے قتل عمد کا ارتکاب کرتے ہوئے موت کے گھاٹ اتارا۔ کا بدلہ لیا جائے۔

(k) ''تعزیر'' سے قصاص و دیت ارش یا ضمان کے علاوہ سزا مراد ہے اور

(m) ''ولی'' سے ایسا شخص مراد ہے جو قصاص کا دعوی کرنیکا مستحق ہو۔

تشریحات

قبل ازیں کتاب ہذا کی دفعہ ۵۳ تعزیرات پاکستان میں حدود، قصاص و دیت، تعزیرات، ارش، ضمان، تعزیر، سزائے موت، عمر قید، سزائے قید، ضبطی جائیداد، جرمانہ، غرہ اور قسامہ پر سیر حاصل بحث کر چکے ہیں۔ لیکن کیونکہ مذکورہ تعریفات کا تعلق سزاؤں سے ہے جب کہ یہاں دفعہ ہذا میں جرائم بابت انسانی جسم میں مستعمل مختلف الفاظ ان کے ٹیکنیکل اور مروجہ معنوں میں واضح کرنا ضروری ہے اس لیے مناسب وضاحتیں قارئین کی دلچسپی کیلئے ذیل میں تحریر کر دی گئی ہیں۔ چنانچہ

a) بالغ

دفعہ ہذا میں بالغ کی تعریف بلا تخصیص تذکیر و تانیث محض لفظ "شخص" کے حوالے سے عمر کا تعین برائے بلوغت 18 سال مقرر کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ شریعت نے بلوغت تذکیر و تانیث کے فرق کے ساتھ قائم کی گئی ہے۔ تعزیرات پاکستان لفظ "شخص" کی بلیغ تعریف کرتے ہوئے پاکستان کے آئین میں مذکورہ لفظ کے استعمال کو رنگ و نسل اور جنس کی بنیاد پر بلا تفریق اور بلا تمیز مساوات کا باعث قرار دیتا ہے۔ دفعہ ۸ تعزیرات پاکستان مرد اور عورت کے درمیان ضمائر کی تفریق نہیں کرتا۔ دفعہ ۱۰ میں مرد سے مراد مذکر نوع انسانی اور عورت سے مراد مونث نوع انسانی خواہ کسی عمر کا ہو مراد لینا ہے۔ لیکن کیونکہ قصاص و دیت کا قانون شریعت کے حوالے سے اس تخصیص کو قائم کرتا ہے اور سزاؤں میں عمل درآمد کیلئے واضح فرق کرتا ہے لہذا یہ ضروری تصور کیا جائے گا کہ یہاں پر بالغ کی تعریف کرتے ہوئے مذکورہ جسمانی اور نفسیاتی فرق کو واضح کیا جا سکے۔ تا کہ قاضی کیلئے فیصلہ کرتے ہوئے یہ امور بھی توجہ کا باعث رہیں۔ موجودہ ترمیم سے قبل بلوغت کے حوالے سے عورت اور مرد کی تفریق کے ساتھ بلوغت کی عمر علی الترتیب 16 اور 18 سال بیان کرنے کے علاوہ اس بات کا بھی تعین کیا گیا تھا کہ وہ شخص جو سن بلوغت کو پہنچ گیا ہو یا مذکورہ عمر کو پہنچ چکا ہو جو بالغ کیلئے تجویز کی گئی ہے یا جو بھی پہلے ہو لیکن موجودہ ترمیم میں بالغ کی تعریف کو محدود کر دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود ہم یہ تصور کرتے ہیں کہ اس سلسلہ میں شریعت کے قانون میں بالغ کی جو تعریف مختلف فقہا کی رائے اور قرآن و حدیث کی نص سے ثابت ہیں بیان کر دی جائیں۔

قانون شریعت کے مطابق بلوغت کی علامات میں مرد کیلئے احتلام کا آنا اور عورت میں حیض کا آنا دلیل ہے لیکن حقیقت

marfat.com

Marfat.com

میں جب انسان ایسے مرحلے میں داخل ہو جائے جس میں وہ تصرفات کرنے اور ذمہ داریاں اٹھانے کا اہل ہو جائے بلوغت کی صحیح تعریف ہوگی۔ لیکن مرد و عورت میں ظاہری علامات بلوغ دو اقسام میں ہونگیں۔

1۔ وہ علامات جو مرد اور عورت میں مشترک ہونگیں ان میں ایک یہ کہ مرد اور عورت کے اعضائے مخصوصہ یا اندام نہانی سے منی کا خارج ہونا۔ یہ اخراج عالم بیداری یا نیند کے عالم میں ہر دو صورتوں میں ہوسکتا ہے۔ عورت اور مرد کے پوشیدہ اعضا پر سخت بالوں کا پیدا ہونا وغیرہ۔ حضرت عمرؓ نے ایک واقعہ میں ایک لڑکے پر تہمت کی حد محض اس لیے نافذ نہ فرمائی کہ وہ بالغ نہ تھا۔ آپ نے فرمایا اگر تیرے بال اگ چکے ہوتے تو میں تجھ پر حد نافذ کرتا[1]۔

2۔ وہ علامات جو صرف عورت سے منسوب ہیں وہ حیض اور حمل کی صلاحیت پیدا ہونا ہے اور اس اجماع پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ قانون بلوغت 1875ء کا اطلاق کسی بھی دور میں مسلمانوں کے شخصی قوانین کی حد تک نافذ نہیں ہوا۔ اب تک عموماً 18 سال کی عمر کو بلوغت کی قانونی عمر تصور کیا گیا اور اب ترمیم ہذا کے ذریعے از سر نو سابقہ بلوغت کی عمر کو 18 سال کی عمر کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ صرف ولی مقرر ہونے کیلئے یہ عمر 21 سال تک حد بلوغت تصور ہوگی لیکن موجودہ قانون میں اس تفریق کو بھی نظر انداز کیا گیا ہے۔ کم وبیش یہ عمر قانون انگلستان کے مطابق ہے۔

شریعت اسلامیہ کا طرہ امتیاز ہے کہ اس میں فوجداری جوابدہی کے اعتبار سے بچوں اور بڑوں میں مکمل فرق قائم کیا ہے۔ شریعت کے مطابق سن بلوغت تک پہنچنے میں تین مراحل آتے ہیں۔ عمر کا پہلا حصہ 7 سال تک۔ جس میں وہ کسی ادراک کا حامل نہیں ہوتا۔ اگرچہ شعور اور امتیاز کا اس عمر سے پہلے پایا جانا کوئی بعید نہیں ہے لیکن قانون کے احکامات اکثریت کے نتائج پر نافذ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس عمر تک بچہ فوجداری جوابدہی سے آزاد ہے۔ مثلاً اسے چوری قتل یا دیگر فوجداری جرائم سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا۔ جب کہ اس عمر میں بچے کو دیوانی جواب دہی یا نقصان کے معاوضے سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ دوسرا دور کمزور عقل یا ادراک کا ہے اور یہ 7 سال سے آئندہ 15 سال کی عمر کا درمیانی دور ہے اور تیسرا دور 15 سال کے بعد شروع ہوگا۔ جسے بلوغت، شعور اور ادراک کا دور کہا جائے گا۔

امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق بلوغت کی عمر 18 سال ہے جبکہ انہی کا ایک اور قول ہے کہ مرد 19 سال اور عورت 17 سال کی بالغ ہے۔ کم وبیش یہی مسلک امام مالک کا بھی ہے اگرچہ 7 سے 15 سال کی عمر میں حدود کا نفاذ نہیں ہوسکتا لیکن تادیبی سزا ضرور دی جائے گی[2]۔ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ "تین اشخاص مرفوع القلم (غیر ذمہ دار) ہیں۔ (۱) بچہ تاوقتیکہ بالغ ہو جائے (۲) سویا ہوا شخص یہاں تک کہ بیدار ہو جائے (۳) مجنون تا آنکہ جنون سے آفاقہ ہو جائے[3]۔

---

[1] عبدالرزاق جلد 7 ص 338) (سنن بیہقی جلد 6 ص 58) (فقہ حضرت عمرؓ از ڈاکٹر محمد رواس 129)　[2] (اسلام کا فوجداری نظام ج ا از عبدالقادر عودہ شہید صفحہ 713)　[3] (صحیحین)

marfat.com
Marfat.com

بلوغ اور ادراک کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے درجہ کمال کو پہنچ جائے اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے تمام اعضاء کو پوری قوت اور قدرت سے استعمال کرنے کی اہلیت پر قادر ہو جائے۔ احادیث مبارکہ میں بلوغ کی علامت احتلام کے بعد ثابت ہوتی ہے اور لڑکی کی بلوغت کا علم حیض اور احتلام یا حاملہ ہونے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن یہ علامات بھی جلد یا بدیر مختلف افراد مختلف اوقات میں ظاہر ہو سکتی ہیں۔ لہذا فقہاء نے لڑکے اور لڑکی ہر دو کی عمر 15 سال بھی مقرر کی ہے۔ لیکن اگر بلوغت کی عمر کا تعین صرف احتلام سے منسلک کیا جائے تو احتلام کی امید 15 سال سے 19 سال تک رہتی ہے اور اس میں مایوسی 19 سال گزرنے پر ہوگی چنانچہ اس احتمال سے منسلک حکم کو ابتدائی عمر تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔ ا

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ ان کی رائے اصول شریعت کے مطابق ہے مثلاً حیض عورت کے حکم میں لازم ہے۔ لیکن اگر حیض منقطع ہو جائے تو اس کی ناامیدی کی مدت تک انتظار کرنا ہوتا ہے۔ کیونکہ حیض کے دوبارہ جاری ہونے کا احتمال باقی ہے اسی طرح نامرد اور اس کی بیوی میں تفریق اس وقت تک جائز نہیں جب تک عمر مذکورہ گزر نہ جائے لہذا ضروری ہے کہ بلوغت کا تعین اسی نسبت سے کیا جائے گا۔ ۲

درج بالا مباحث اس امر کی دلیل ہے کہ بلوغت کی عمر کا تعلق مذکورہ عوامل سے کیا جائے لیکن جہاں علامات بلوغت نہ پائی جائیں تو علامات کے ظاہر ہونے تک ناامیدی کی عمر کو بلوغت تصور کیا جائے گا۔

1883 میں قانونِ نابالغان نافذ ہوا جو صرف ان فوجداری جرائم تک محدود تھا جن میں دفعات 302۔304۔307۔ 375۔ 392۔393 اور 498 تعزیرات پاکستان شامل نہ تھیں اس طرح نابالغ وہ شخص قرار دیا گیا جس کی عمر 15 سال نہ ہو۔ قانونی ڈکشنری کے مطابق بلوغت کی تعریف اس طرح کی گئی ہے۔

1. All persons, whether male or female are considered minors till after the expiration of the sixteenth years. Puberty is majority in Mohammaden law

2. The age of 14 in men and 12 in women when they are held fit and capable of contrecting marriage

مختلف ممالک میں موسم اور انسانی جسم پر اسکے اثرات کے حوالے میں بلوغت کی عمر کا تعین مختلف کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے ایسے حالات اس بات کی قانون بنانے والے اداروں کو اجازت دیتے ہیں کہ ملکی حالات کے مطابق بلوغت کی عمر کا تعین کریں۔ لیکن اس امر میں ان امور کو ہرگز نظر انداز نہ کیا جائے کہ شریعت میں بلوغت کو ذہنی ادراک سے منسلک کیا ہے۔ اور ایسی صورت میں محض عمر کی تخصیص کو قاضی ہر صورت قائم رکھنے کا پابند قرار نہیں پائے گا بلکہ اپنے صوابدیدی اختیارات

ا۔ (بدائع الصنائع ج 7۔ص 171) ۲۔ (اسلام کا فوجداری نظام صفحہ 716)

marfat.com
Marfat.com

میں ملزم کی عمر کو دیگر عوامل کے ساتھ ساتھ تجزیہ کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔

تعزیرات پاکستان کی سابقہ دفعہ 299(1) میں (نابالغ) سے مراد وہ شخص ہے جو بالغ نہ ہو اور بالغ سے مراد اگر مرد ہو تو 18 سال اور عورت ہو تو 16 سال یا بلوغت حاصل کر چکا ہو۔ جو کچھ ان میں پہلے ہو۔ لیکن 1992 کے قصاص و دیت آرڈیننس میں اس کی تعریف تبدیل کر دی گئی جو اسطرح تھی۔ بالغ سے مراد وہ شخص جو 18 سال کی عمر پا جائے۔ اس میں تذکیر و تانیث کا معاملہ بھی ختم کیا گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ دفعہ 308 ضابطہ فوجداری کے مطابق نابالغ جو ذہنی بلوغت حاصل کر چکا ہو۔ قتل کے مقدمات میں ایسے ملزم کی سزا۔ 14 سال بطور تعزیر دی جا سکتی ہے۔ بلوغت کے عمومی معاملات ٹرائل کورٹس طے کرتی ہیں۔ ضمانت میں ایسے معاملات عموماً زیر غور نہیں لائے جاتے۔

قانونی نظائر

تعزیرات پاکستان میں وضاحت کی گئی ہے کہ کسی نابالغ کو قتل کے جرم 302 تعزیرات پاکستان قتل عمد میں بڑی سزا یعنی سزائے موت یا قصاص نہیں دی جا سکتی البتہ جو ملزمان کم عمری کے باوجود ذہنی بلوغت حاصل کر لیں تو بطور تعزیر 14 سال تک قید کے مستحق قرار پائیں گے۔ ۱ کسی بھی فوجداری مقدمہ میں کم سن کی سزا اور مقدمہ کی سماعت کیلئے Juvenile Justic system ordinance 2000 نافذ ہوا ہے۔ لیکن اس کا اطلاق ایسے لوگوں پر نہیں جنکی عمر شناختی کارڈ یا پیدائشی سرٹیفکیٹ اور بعد میں میڈیکل رپورٹ سے 17/18 سال سامنے آئی ہو۔ اگرچہ عدالت عالیہ نے واضح کیا ہے کہ محض ایکسرے رپورٹ اور عمر کا طبی ٹیسٹ وغیرہ کو کم سنی کیلئے حتمی شہادت تصور نہیں کی جا سکتیں۔ ۲ ایکسرے ٹیسٹ وغیرہ محض ایک طبی رائے تصور ہوگی جب پیدائشی سرٹیفکیٹ موجود ہو۔ ۳ چنانچہ اس امر میں نئے آرڈیننس کے تحت میڈیکل بورڈ کی رائے لینا حتمی قرار دیا گیا ہے۔ ۴ عمر کا تعین صرف میڈیکل بورڈ کے ذریعہ ہو سکتا ہے محض سکول سرٹیفکیٹ پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ اسکے لئے مضبوط دستاویز یا پھر میڈیکل رپورٹ پر انحصار کیا جا سکتا ہے۔ ۵ جب پیدائش کے سرٹیفکیٹ اور میڈیکل رپورٹ میں 5 سال کا فرق پایا گیا تو میڈیکل رپورٹ جو ماہر ڈاکٹروں اور خصوصاً ریڈیالوجسٹ کی تیار کردہ تھی جسے تسلیم کیا گیا۔ کیونکہ ایسی صورت میں پیدائش سرٹیفکیٹ خود ساختہ بھی تصور کیا جا سکتا ہے لیکن ماہرین طب کے بورڈ کی مشترکہ رائے کو نظر انداز نہ کیا جا سکتا تھا۔ ۶ بچہ کی تعریف یہ ہے کہ بوقت جرم اسکی عمر 18 سال نہ ہے۔ ۷

ملزم کی کمسنی جو میڈیکل سرٹیفکیٹ اور پیدائش سرٹیفکیٹ سے ثابت ہیں چنانچہ ملزم کو زیر دفعہ 299 ہمراہ 306 دیکھا جائے

---

۱ (1991Lah347)(2001Pcrlj1355)(1996Pcrlj166) ۲ (1989SCMR704)(975Pcrlj453) ۳ PLJ2001SC337

۴ PLJ2001CR1129 ۵ 2001Pcrlj1939 ۶ (PRLD1966kar71)(1975Pcrlj936/453-732)(1989Pcrlj1758)

۷ (1970SCMR30)(2001MLD1191)(PLD1966Pesh97)(1976Pcrlj1325)(2000SCMR1557)

marfat.com

Marfat.com

گا۔جس میں سزا دیت ہے اور ضمانت کیلئے جرم کو جو ممنوعہ کلاز سے نکال دیتا ہے لیکن کسی کمسن کو قتل عمد میں (1)308 کے تحت سزا14 سال تک دی جا سکتی ہے۔لہذا سزا محض دیت ہونے کے باوجود ممنوعہ کلاز کا فائدہ نہیں دیا جا سکتا۔جبکہ خصوصاً ملزمان کمسن ہونے کے باوجود جسمانی اور ذہنی طور پر بالغ محسوس ہوتے ہوں۔اور قتل کی نوعیت کو جرم کی شدت خوفناک حد تک دہشت زدگی کا سبب بنیں۔ [1] اگرچہ اس امر میں مخالفت کی گئی۔ [2] ملزم وقوعہ کے وقت 18 سال سے کم عمر کا تھا لہذا (2)299 کے تحت وہ نابالغ ہے اور دفعہ 308 ت پ میں آتا ہے لہذا سزائے موت 14 سال بامشقت میں تبدیل کر دی گئی اور دیت کا بھی حکم ہوا۔

سپریم کورٹ نے [3] میں واضح کیا ہے کہ اگرچہ نابالغ کی تعریف چیسٹر LPExvi میں بیان نہیں کی گئی۔لیکن بالغ کی دفعہ 299 میں وضاحت کی گئی ہے کہ ایسا شخص جس کی عمر 18 سال ہو چکی ہو جبکہ قصاص نابالغ پاگل پر نافذ نہیں ہوتا جیسا کہ دفعہ 306 تعزیرات پاکستان میں وضاحت موجود ہے۔جس کی وجہ قتل عمد میں سے 308 میں دیت کی سزا تجویز ہوئی ہے لہذا اس امر میں کافی ثبوت شہادت کی بنیاد پر سزا تجویز کی جا سکتی ہے۔

عمر کا تعین ضمانت:۔ملزم کمسن ہیں جو میڈیکل سرٹیفکیٹ اور پیدائش سرٹیفکیٹ سے ثابت ہیں اس طرح ملزمان کو زیر دفعہ 299 براہ 306 دیکھا جائے گا۔جس میں سزا دیت ہے جو ممنوعہ کلاز سے نکال دیتا ہے لیکن کسی کمسن کو قتل عمد میں (1)308 کے تحت سزا14 سال تک دی جا سکتی ہے۔لہذا سزا محض دیت ہونے کے باوجود ممنوعہ کلاز کا فائدہ نہیں دیا جا سکتا۔جبکہ خصوصاً ملزمان کمسن ہونے کے باوجود جسمانی اور ذہنی طور پر بالغ محسوس ہوتے ہیں۔اور قتل کی نوعیت اور جرم کی شدت سے آگاہ ہوں۔ [4] اگرچہ عدالتوں کے فیصلے میں اس امر میں مخالفت کی گئی۔ [5]

b) ارش

شریعت میں ارش ایسے معاوضے کو کہتے ہیں جو زخموں کی دیت کے طور پر دیا جاتا ہے دفعہ ہذا میں ارش کی تعریف مبہم ہے اس سلسلہ میں دفعہ 53 کی مذکور تعریف میں ارش کی جامع وضاحت موجود ہے جب کہ ارش کے تعین کا طریقہ کار دفعہ 337 (و) میں بیان کیا گیا ہے ارش ایسی دیت ہے جس میں ان زخموں کے بدلے ادائیگی کی جاتی ہے جو کسی شخص کو ضرر کی صورت آئیں لیکن ان زخموں سے موت واقع نہ ہوئی ہو۔نیز مذکورہ زخموں کی دیت موجود نہ ہو۔یہ زخم اعضاء کے نقصان پہنچانے کا سبب نہیں بنتے اور ارش کی دیت واجب ہونے کا اصول یہ ہے کہ اگر کسی عضو کا پورا فائدہ زائل ہو جائے یا انسانی جسم کے مذکورہ عضو کا حسن مکمل ختم ہو جائے تو مکمل دیت ہوگی۔یاد رہے کہ ارش دیت کی ہی قسم ہے لیکن

---

[1] 2001Pcrlj385 [2] 1996Pcrlj166 (1997Pcrlj1635) (1998Pcrlj24) [3] 1999SCMR/2652

[4] 2001Pcrlj385 [5] (1997Pcrlj1635) (1998Pcrlj24) (1996Pcrlj166)

marfat.com

Marfat.com

اتلاف عضو پر ہے۔ جس چیز میں شریعت نے دیت کا تعین نہیں کیا وہاں عدالت کو عدل کرنا ہے کتاب الاختیار مع الحمادیہ کے حوالے سے تحریر ہے کہ (کوئی ایسی شے جس کی دیت یا ارش موجود نہ ہو تو اس میں حکومت عدل کرے گی) ارش کا تعین کرنے میں جس شخص کو زخم آئے اسکو ایک غلام تصور کر لیا جائیگا اور اس کی اندازاً قیمت کا تعین کرنے کے بعد اس زخم کی قیمت کا تعین کیا جائے گا۔ لیکن شرط یہ ہوگی کہ زخم کی قیمت کسی بھی صورت میں بطور ارش عضو کے اصل دیت سے زیادہ نہ ہوگی۔ اور اس امر سے آئمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

c) مجاز میڈیکل آفیسر

قصاص ودیت کے مقدمات میں جسم پر آنیوالی جراحت یا لاش پر کیے گئے تشدد یا وجہ قتل معلوم کرنے کے لیے عدالت کو طبی ماہرین کی رائے اور مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں عدالت حکومت کو میڈیکل آفیسر کی رائے حاصل کرنے کیلئے کہتی ہے۔ اور اگر میڈیکل افسر کی رائے سے اتفاق نہ تو میڈیکل بورڈ تشکیل دینے کا حکم بھی دیتی ہے۔ اگرچہ پولیس اپنی تفتیش کے لیے میڈیکل آفیسر سے ماہرانہ رائے حاصل کرتی ہے۔ ہر شہر میں اس سلسلہ میں میڈیکو لیگل آفیسر تعینات کیے جاتے ہیں۔ مجاز میڈیکل آفیسر کی تعریف میں اس بات کی خصوصی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ یہاں پر میڈیکل آفیسر سے مراد کوئی سرجن ہوگا اور اسی طرح میڈیکل بورڈ سرجن پر مشتمل ہوگا کیونکہ قصاص اور دیت کے قانون میں تمام تر امور کا تعلق بالواسطہ اور بلاواسطہ سرجری سے ہے لہٰذا ماہر فزیشن اس قانون کے تحت بطور میڈیکل آفیسر کسی ماہر سرجن کے مقابلے میں قابل اعتماد نہ ٹھہرایا جاسکے گا۔ چنانچہ میڈیکل آفیسر وہ ماہر علم طب والجراحت یا عرف عام میں ایسا سرجن ہوگا جو انسانی جسم پر آنے والی جراحت ضربات اور سزا پر عمل درآمد کیلئے یا اسکی مناسب تشخیص کرنے کیلئے قانون قصاص ودیت کے مطابق عمل درآمد کی اہلیت رکھتا ہو۔ صوبائی حکومت اس سلسلے میں میڈیکل آفیسر (سرجن) مقرر کرنے یا کسی معاملے میں میڈیکل بورڈ تشکیل دینے کی مجاز ہے۔

انسانی جسم کے اندر یا باہر جراحت یا قتل کے عوامل اور نوعیت کی درست تشخیص یا ڈاکٹری شہادت کی واقعات کے بارے میں تردید، تکذیب یا معاونت کے علاوہ قتل کی بنیادی وجوہات پر شبہات عموماً واقعات کا رُخ موڑ دیتے ہیں۔ لہٰذا حکومت کو اس سلسلے میں خصوصی تربیت یافتہ ڈاکٹروں کا تقرر کرنا نہایت ضروری ہے۔ عدالت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی زخمی ملزم کا حوالات میں تجزیہ کروائے۔ تاکہ واقعات کا حقیقی رخ سامنے آسکے اور اس سلسلے میں اپنی ثواب دید پر سپیشلسٹ ڈاکٹروں کے تعین کرنے کا حکم دے۔[1] دفعہ 94 ضابطہ فوجداری کے تحت عدالت کسی بھی میڈیکل رپورٹ کو میڈیکل بورڈ یا کسی بھی محکمہ صحت کے مجاز افسر سے معائنہ کے لیے طلب کر سکتی ہے۔ تاکہ تعین ہو سکے کہ رپورٹ فرضی یا

[1] 1997Pcrlj1953

marfat.com
Marfat.com

جعلی تو نہیں۔ جس سے ملزم کے حقوق تلف ہونے کا خطرہ ہو۔[1]

d) ضمان

یہ ایک ایسا جرمانہ ہے جو نہ صرف عدالت کی طرف سے متعین کردہ ایسا معاوضہ ہوگا۔ جو عدالت اس صورت میں نافذ کرے گی جب کسی ضرر کے بارے میں نہ قصاص لیا جاسکے یا دیت یا ارش، چنانچہ ایسے ضرر کیلئے عدالت خود عدل کرے گی۔ اور ملزم پر کوئی سا جرمانہ عائد کرے گی جو اس جرم کی نوعیت کے مطابق ہوگا جو مجرم سے سرزد ہوگا۔ چنانچہ جرم کی مقدار کا تعین اور ضمان کے نفاذ کیلئے دیکھنا ہوگا کہ زخمی کے علاج پر اٹھنے والے اخراجات، مذکورہ عضو کی اہلیت میں ہونیوالی کمی اور کمزوری کا تعین، زخمی کے عمومی نقصان جو اس کی روزمرہ آمدنی کا سبب تھے سے محرومی وغیرہ۔ ضمان کی صورت میں عدالت کو مجرم سے دلوانا ہونگے۔ ایسے معاملات میں استغاثہ کیلئے مناسب ہوگا۔ کہ وہ زخمی کے ورثا یا ولی وغیرہ کا تعین کرکے عدالت کے علم میں تا کہ معاملات ادائیگی ضمان آسان ہوسکے۔ اسی طرح حکومت کی طرف سے وقتاً فوقتاً مختلف جرائم میں قانون سازی کے ذریعے نافذ کیا جائیگا عموماً یہ ان جرائم میں واجب ہوگا جو کسی ایسے اسباب کے نتیجے میں نقصان کی صورت میں واجب الادا ہوگا۔ جو کسی فرد۔ جماعت یا ادارے کے اختیار میں ہے کہ اس ضرر رسانی کا موجب ختم کردیا جائے یا ہٹادیا جائے لیکن اسے ہٹایا یا ختم نہ کیا گیا ہو۔ اور اس کے نتیجہ میں کوئی نقصان لاحق ہوتو اس نقصان کے باعث جو جرمانہ حکومت نافذ کرے گی۔ اور جو مذکورہ فرد یا جماعت سے واجب الاداء ہوگا ضمان کہلائے گا۔ ضمان کی فقہاء نے دو اقسام بیان کی ہیں (۱) ضمان بمعنی کفالت (۲) ضمان بمعنی تاوان۔ عرف عام میں یہ وہ معاوضہ ہے جو اس شے کے بدلے میں ادا کیا جائے گا۔ جسے کسی نے خرچ کیا یا تلف کردیا۔ یا جس پر خرچ ہوجانے کا حکم نافذ ہو۔ چنانچہ اگر تلف شدہ چیز کا مثل اس شخص کے پاس موجود ہوتو اس شخص سے مثل ہی لی جائے گی لیکن اگر تلف شدہ شے کی مثل موجود نہ ہوتو ضمان کی دوسری صورت میں قیمت وصول کی جائیگی۔ بعض فقہاء کے نزدیک ضمان اور تعزیر کو سزا میں اکٹھا بھی کیا جاسکتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے ضمان کی جو صورتیں اپنے فیصلوں میں واضح فرمائیں وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ کسی جانور کو نقصان پہنچانے کا ضمان۔ 2۔ جانور کے نقصان پہنچانے کا ضمان۔ 3۔ حاکم وقت کے ہاتھوں ہونے والے جانی نقصان کا ضمان۔ 4۔ علاج کے دوران طبیب یا ڈاکٹر سے ہونے والے نقصان کا ضمان۔ 5۔ وہ مقتول جو شارع عام پر قتل ہوا ہو اور قاتل کا پتہ نہ ہوتو حکومت پر ضمان۔ 6۔ کسی عامل کے ہاتھوں ہونے والے نقصان کا ضمان۔ 7۔ کرایہ پر لی ہوئی چیز کے نقصان کا ضمان۔ 8۔ رہن شدہ چیز کے اتلاف کا ضمان

---

1. 1997Pcrlj1953

marfat.com

Marfat.com

9۔امانت والی چیز کے نقصان پر ضمان۔ 10۔مرتدین سے مسلمانوں کے قتل کا ضمان۔ 11۔مشترکہ غلام کو آزاد کرنے کا ضمان۔ 12۔خریداری کے دوران چیز دیکھنے کے دوران ہونے والا نقصان کا ضمان۔ 13۔ایسے شوہر کے مہر کا ضمان جس نے ایسی عورت سے نکاح کیا جو آزاد بیان کی گئی لیکن وہ لونڈی تھی۔ 14۔چور پر چرائی ہوئی چیز کا ضمان۔ 15۔کسی فصل کے نقصان کا ضمان 16۔اس چیز کا ضمان جو کسی نابالغ بچے نے تلف کردی ہوں۔[1]

نوٹ:۔یہاں اتلاف کی تعریف یہ ہوگی کہ کسی شے کو ایسی حالت میں پہنچا دینا کہ اس سے ہونے والا فائدہ باقی نہ رہے چنانچہ ایسی تلف چیزوں کا ضمان نہیں جو مردار یا حرام ہوں۔مثلاً مسلمان کے قبضہ میں شراب یا خنزیر۔جانور کی طرف سے نقصان پر مالک پر تاوان۔حالت جنگ میں مسلمان کا کسی کافر کا سامان اور کسی کافر کا مسلمان کا سامان ضائع کردینا وغیرہ۔ان کے علاوہ موجودہ دور میں ضمان کی دیگر امثلہ درج ذیل ہیں۔

دیوار کا شارع عام پر اضافہ۔راستے میں کھمبہ یا پول کا موجود ہونا۔راستے کی ناہمواری جو کسی بھی حادثے کا موجب ہو سکے۔کوئی کپڑا یا پتنگ یا ڈور یا تار جو اُڑ کر کسی کے گھر جا گرے اور اس سے کسی شخص کو نقصان پہنچے۔لیکن ان تمام جرائم میں سزا کے لیے ضمان اسی صورت مستوجب ہوگا کہ اگر مذکورہ شخص یا جماعت یا ادارہ کو وہ دیوار، کھمبہ یا راستے کی ناہموار یا پتنگ اڑانے وغیرہ کے عمل کے لیے روکا جائے اور وہ اس سے اپنے فعل کے باعث انکاری ہو۔اور ہلاکت یا زخم کا باعث بنے تو اس ادارے، جماعت یا فرد پر جو جرمانہ یا ادائیگی یا نقد واجب الاداء ہوگا۔ضمان شمار ہوگا اور اس کے لیے عدالت اپنے عدل سے کام لے گی۔یا ویسی ہی سزا کا مستوجب ہوگا۔جو بھی ضمان شمار ہوگا۔جو حادثہ مذکورہ کے نتائج کی صورت میں واضح ہو۔

نوٹ۔شریعت کا قانون درحقیقت پورے معاشرے کو ایک دوسرے کے معاملات میں شریک کرتا ہے اور ایک دوسرے کو ایک دوسرے کے دکھ درد کے لیے ذمہ دار بھی قرار دیتا ہے۔اس میں معاشرہ کا ہر فرد اس بات کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے کہ وہ کسی بھی قابل ضرر رسانی فعل یا فعل کے لئے موجود کوئی رکاوٹ یا اضافہ یا چیز دیکھے تو اس کے لیے مذکورہ شخص۔جماعت یا ادارے کو اطلاع دے اور نقصان رسانی کے مذکورہ سبب کو ختم کرانے کے لیے اپنا کردار ادا کرے۔

ضمان کی ماہیت اور کیفیت وہی ہوگی جو جرم کے سرزد ہونے کے نتیجہ میں نتائج پر حاصل ہو۔مثلاً دیوار گرنے سے موت پر خون بہا۔زخمی ہونے پر دیت یا عدالت عدل جیسی بھی صورت ہو۔بمطابق شریعت ضمان کا تعین ہوگا اس امر میں گواہ امدعی کو درج ذیل تین بنیادی باتیں ثابت کرنا ہوں گی۔

(ا) وہ چیزیں اس شخص۔فرد یا ادارے کی ملکیت ہے۔یا ملکیت کی طرح مذکور کی ذمہ داری کا حصہ ہے۔

---

[1] (کتاب الخراج ابی یوسف صفحہ 143)(فقہ حضرت عمر از ڈاکٹر رواس صفحہ 480)(عبد الرزاق جلد 4 صفحہ 58)

marfat.com
Marfat.com

(ii) مذکورہ جرم یا فعل مذکورہ رکاوٹ یا چیز کے باعث وقوع پذیر ہوا ہے۔

(iii) ضرر یا نقصان کا باعث ہونے والی چیز کو ہٹانے یا ختم کرنے کا مذکورہ شخص یا ادارے سے مطالبہ کیا گیا ہو۔

ضمان کی سزا کو دیگر تعزیری سزاؤں سے کم نوعیت اور ہلکا شمار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ عام طور پر مفاد عامہ میں رکاوٹ کا سبب بننے والے جرائم میں بطور تادیب یا سزا نافذ کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر ملزم جرمانہ ادا کرنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو تو جرمانہ کے عوض قید دینے سے بھی احتراز کرنا چاہیے۔ کیونکہ مقصد جرمانہ ہے نہ کہ قید۔ [1]

e) دیت

دیت کیلئے دفعہ 323 قانون ہذا میں درج تعریف کے مطابق وہ معاوضہ مراد ہے۔ جو مجرم کی طرف سے شخص متضرر کو یا اس کے ورثا کو واجب الادا ہو۔ عموماً قتل کے مقدمات میں جب قصاص نافذ نہ کیا جا سکے تو دیت کی ادائیگی مجرم کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ دیت صرف قتل عمد میں اسی صورت ادا ہوگی جب قصاص ممکن نہ ہو۔ جو عموماً معافی صلح وغیرہ کی صورت میں یا شبہ کی صورت میں ساقط ہو جاتا ہے۔ اسطرح دیت کو بدلہ صلح کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ بدلہ صلح میں حکومت کی طرف سے مقررہ رقم کو سامنے نہیں رکھا جاتا بلکہ فریقین کی باہمی رضامندی دیت کی رقم کے تعین کا سبب بنتی ہے۔ جبکہ قتل شبہ عمد اور قتل خطا میں دیت کی ادائیگی حکومت کے تعین کردہ رقم پر ہوتی ہے۔ اور قاضی اس سلسلے میں تعزیر بھی دے سکتا ہے۔ دیت کی تقسیم ورثا میں وراثت کے اصول پر تقسیم کی جائیگی۔ البتہ قتل خطا وغیرہ میں دیت کو یک مشت ادائیگی میں پابندی ضروری نہیں۔ اور یہ ادائیگی تین سال تک کی آسان اقساط میں ہو سکتی ہے۔ اور اگر دیت کی اقساط میں تساحل یا رکاوٹ پیدا ہو تو مجرم بر ضمانت کو دوبارہ گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ تاوقتیکہ ادائیگی مکمل نہ ہو جائے۔ دیت کے لیے دیگر صورتیں شریعت کی رو سے درج ذیل ہو سکتی ہیں۔

(i) قاتل۔ نابالغ یا فاترالعقل ہو۔

(ii) ورثا قاتل قصاص کی بجائے دیت لینے پر تیار ہوں اور دیت یا اس سے زیادہ یا کم پر صلح کر لیں۔

(iii) ورثائے مقتول/ولی قاتل کو قصاص معاف کر دیں۔

(iv) قتل میں شبہ سے قصاص ساقط ہو جائے۔

(v) قتل خطاء۔ قتل شبہ العمد کی طرح قتل عمد کے علاوہ دیگر اقسام قتل میں قصاص نہیں ہے۔

(vi) باپ کے بیٹے کے قتل عمد (یا اسی طرح کے دیگر رشتہ دار) مثلاً ماں۔ داوا۔ دادی۔ نانا۔ نانی وغیرہ میں قصاص نہیں۔

(vii) شہادت کے مجمل ہونے یا قاتل کے مجمل اقرار پر قصاص ساقط ہوگا۔

---

[1] PLD1955LH65

marfat.com

Marfat.com

(viii) قاتل خود دیت ادا کرنے کے لیے آمادہ ہو۔ (لیکن اس امر میں ورثاء مقتول کا راضی ہونا ضروری ہے)۔ کیونکہ دیت وہ مال ہے جو جان کے بدلے ادا کیا جائے۔ دوسرے الفاظ میں اس ادائیگی کو خون بہا کا بدل بھی کہا جائے گا۔ آنحضرت ﷺ کے نزدیک دیت انسانی جان کا بدل ہرگز نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ قتل عمد میں محض مخصوص حالات میں دیت کے واجب ہونے کے احکامات ہیں جبکہ دیت کے اصل احکامات کا تعلق قتل عمد کے علاوہ دیگر اقسام قتل یا جراحت پر ہے چنانچہ اس لحاظ سے شریعت کے مطابق دو اقسام کی دیت ہے۔

۱:۔ دیت مغلظہ ۲:۔ دیت غیر مغلظہ

دیت مغلظہ وہ دیت ہوگی جس کو کسی خاص شرط کے ساتھ پابند کر لیا جائے۔ مثلاً قتل عمد یا قتل شبہ العمد میں مختلف احادیث کے مطابق دیت کو مخصوص اقسام اونٹ اور صرف بذریعہ اونٹ ادائیگی کے لیے پابند کیا گیا ہے جو دیت مغلظہ کہلائی۔ (موجودہ دور میں قاضی دیت کی ادائیگی کو کسی خاص کے حوالے سے یا خاص پابندی کے ساتھ ادائیگی کی صورت میں مغلظہ کر سکتا ہے)۔ مثلاً دیت کی رقم کی فوری ادائیگی یا دیت کی ادائیگی بصورت سونا۔ یا کسی ایسے جانور کی صورت جیسا کہ اونٹ وغیرہ۔ دیت مغلظہ کی اصل منشاء یہی ہے کہ اس دیت کو قتل خطاء کی دیت سے الگ اور منفرد کر دیا جائے۔ کیونکہ دیت کی رقم یا دیت کی مالیت کا تعین بہرصورت واضح طور پر حکومت متعین کرتی رہے گی۔

اسی طرح دیت غیر مغلظہ وہ دیت ہے جس میں قاتل پر دیت کی ادائیگی کے لیے مخصوص شرائط عائد نہ کی جائیگی۔ یہاں تک کہ یہ بذریعہ عاقلہ بھی ہوگی۔ چنانچہ ایسی دیت قتل عمد اور قتل شبہ العمد کے علاوہ دیگر تمام اقسام مثلاً قتل خطاء وغیرہ پر واجب ہوگی۔ حضرت عمر کے قول کے مطابق ادائیگی دیت میں تاخیر مجرم کی حیثیت کے خیال اور اس پر رحم کے تقاضوں میں کی گئی ہے۔

f) حکومت

اس باب میں حکومت سے مراد وہ صاحب اختیار حکومت ہے جس کے ذمے معاملات قصاص و دیت میں اپنے اختیارات کا استعمال کرنا ہے۔ کیونکہ سزاؤں کے معاملات مرکزی حکومت کی ذمہ داری نہ ہے بلکہ یہ معاملات صوبائی حکومتوں کے اختیارات کا حصہ ہے لہذا یہاں حکومت سے مراد صوبائی حکومت لی گئی ہے البتہ مرکزی حکومت اور صدر کے اختیارات کو دفعہ 55-A تعزیرات پاکستان کے تحت استعمال میں لایا جاتا ہے اس لحاظ سے قانون ہذا میں بعض معاملات میں مرکزی حکومت بھی دخیل ہو سکتی ہے۔

g) اکراہِ تام

دفعہ ہذا میں اکراہ تام سے مراد ایسا حکم کراہت ہے جس کو سر انجام دینے کی خواہش یا نیت موجود نہ ہو۔ لیکن خوف کے نتیجہ

marfat.com
Marfat.com

میں مذکورہ شخص جرم اعانت یا شمولیت کیلئے مجبور کر دیا جائے۔ یا مذکورہ شخص کو کسی جرم کے نہ کرنے کی صورت میں خود اسے ، خاندان کے افراد (بیوی بچے) یا دیگر نزدیکی رشتوں کی موت کا خوف دلایا جائے یا مذکورہ افراد کے جوم کے کسی عضو کو علیحدہ کرنے، معطل کرنے یا تلف کرنے کا خوف دلایا جائے۔ یا مذکورہ افراد کے ساتھ بدفعلی ، لواطت یا زنا کے جبرا ارتکاب کرنے کا خوف دلایا جائے۔ [1] اکراہ تام کا عذر اسی صورت تسلیم کیا جائے گا۔ جب ملزم مذکورہ شخص کے خلاف اپنی مجبوری اور بے بسی اس انداز میں ظاہر کرے کہ مذکورہ شخص اس فعل کے سرانجام نہ دینے کی صورت میں مذکورہ عمل یا فعل کر گزرنے پر قادر تھا۔ اکراہِ تام پر دفعہ 303 اور دفعہ 337K میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

h) اکراہِ ناقص

اکراہِ ناقص کی تعریف بھی دفعہ 303 اور دفعہ 337K کی تشریحات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

i) نابالغ

نابالغ کی تعریف دفعہ ہذا کے ضمن الف میں بالغ کی تعریف میں وضاحت سے بیان کر دی گئی ہے۔ دفعہ 299 (1) میں (نابالغ) سے مراد وہ شخص ہے جو بالغ نہ ہو اور بالغ سے مراد اگر مرد ہو تو 18 سال اور عورت ہو تو 16 سال یا بلوغت حاصل کر چکا ہو۔ جو کچھ ان میں پہلے ہو۔ لیکن 1992 کے آرڈیننس قصاص ودیت میں اس کی تعریف تبدیل کر دی گئی جو اسطرح تھی۔ بالغ سے مراد وہ شخص جو 18 سال کی عمر پا جائے۔ اس میں تذکیر و تانیث کا معاملہ ختم کیا گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ دفعہ 308 ضابطہ فوجداری کے مطابق۔ نابالغ جو ذہنی بلوغت حاصل کر چکا ہو بیان کی گئی۔ قتل کے مقدمات میں ایسے ملزم کی سزا۔ 14 سال بطور تعزیر دی جاسکتی ہے۔ اور اسطرح کے معاملات ٹرائل کورٹس طے کرتی ہیں۔ ضمانت میں ایسے معاملات عموماً زیر غور نہیں لائے جاتے۔ دفعہ 308/306 ت پ میں وضاحت کی گئی ہے کہ کسی نابالغ کو قتل کے جرم 302 ت پ قتل عمد میں بڑی سزا یعنی سزائے موت یا قصاص نہیں دی جاسکتی البتہ جو ملزمان کم عمری کے باوجود۔ ذہنی بلوغت حاصل کر جائیں تو بطور تعزیر 14 سال تک قید کے مستحق قرار پائیں گے۔ [2]

عدالت نے فیصلہ میں نابالغ ملزم کو بوقت وقوعہ ثابت ہونے کے نتیجہ میں زیر دفعہ 299 ہمراہ 306 تعزیرات پاکستان سزائے موت کو سزائے عمر قید میں تبدیل کر دیا اور دفعہ 302 تعزیرات پاکستان میں سزا سنائی گئی۔ [3]

j) قتل

قتل سے مراد کسی انسان کو قتل کرنا ہے جانور کی ہلاکت قتل کی تعریف میں نہ آتی ہے چنانچہ قتل سے مراد ہر اس شخص کے جان سے چلے جانے پر ہو گی جس میں روح موجود ہے اور جو بمعنی زندگی زندہ ہے اس میں ماں کے پیٹ میں موجود وہ

---

[1] PLD1997LH110 [2] PLD1991Lah347 - 1996Pcrlj166 - 2001Pcrlj1355 [3] (2002SCMR629)

marfat.com
Marfat.com

حمل بھی شامل ہے جو زندگی کے آثار حاصل کر چکا ہو۔قتل کی واضح طور پر دو اقسام ہیں۔قتل عمد اور قتل خطاء۔لیکن فقہاء نے مزید تقسیم بھی کی ہے ان نوعیتی اقسام کے علاوہ قتل کی سزا میں مرتد کا قتل۔محارب کا قتل۔حدِ زنا میں محصن کا قتل۔بطور تعزیر قتل۔اپنی عزت کی حفاظت میں قتل۔جاسوس کا قتل۔قیدی یا اسیر کا قتل۔ذمی کا قتل جس نے عہد توڑا ہو۔چنانچہ اس طرح قتل کے احکامات سزا کی نوعیت سے مختلف ہو جاتے ہیں اور ان پر قانون کا اطلاق مذکورہ قانون کی نوعیت کے اعتبار سے ہوا۔موجودہ قانون میں قتل کے صرف ان معاملات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔جو انسانی جسم پر وارد ہونیوالے جرائم میں تعزیرات پاکستان کے باب 16 میں مذکور ہوں۔

k) قصاص

قصاص سے مراد ویسا ہی بدلہ ہے جیسا کہ مجرم سے سرزد ہوا۔قصاص کا بنیادی بعین Similarity جرم ہے۔چنانچہ جہاں کہیں قصاص لینا ممکن نہ ہو تو دیت کی ادائیگی کا حکم ہے۔قصاص کے عمل درآمد کیلئے معاملات سماعت مقدمہ کے بعد سزا کے سنائے جانے پر آتے ہیں۔قصاص یا تو اقرار سے ثابت ہوتا ہے یا پھر قانون شہادت کی دفعہ ۱۷ کی رو سے گواہ پیش کرنے پر حق قصاص واجب ہوتا ہے۔قصاص کی سزا کا نفاذ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک دفعہ ۳۰۴ تعزیرات پاکستان کے تحت قصاص ثابت نہ ہو جائے۔اور یہی اصول زخموں میں ہے۔ شریعت کی سب سے سخت اور اہم ترین سزا قصاص ہے جس پر قرآن الحکیم ارشاد فرماتا ہے۔

یا الیها الذین آمنو کتب علیکم القصاص..........لعلکم تتقون [1]

ترجمہ:۔اے ایمان والو! تمہیں حکم ہے کہ قتل میں برابر کا بدلہ ہے۔آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام۔عورت کے بدلے عورت اور پھر جس کو اس کے مسلمان بھائی نے مقتول کے قصاص میں سے کچھ معاف کر دیا تو معاف کرنے والوں کو شریعت کے مطابق مطالبہ پر خوش معاملگی سے خون بہا ادا کر دو۔تمہارے رب کی طرف سے یہ تمہارے لئے آسانی ہے اور مہربانی ہے۔پھر اس کے بعد کوئی شخص زیادتی کرے تو اس کو دردناک عذاب ہے۔اے عقل مندو قصاص کے حکم میں تمہاری زندگی ہے تاکہ تم محفوظ رہ سکو۔

قصاص کے بارے میں دیگر امور کا جائزہ دفعہ 300 سے 304 تعزیرات پاکستان کے قانون ہذا صراحت سے آئندہ صفحوں پر بیان کر دیا گیا ہے۔

l۔تعزیر

تعزیر وہ سزا ہے جو کسی ایسے جرم پر عائد کی جائے جس کے لیے شارع نے کوئی حد نص قرآنی بطور سزا مقرر نہ کی ہو۔اس

---

[1] (البقرہ ۱۷۸۔۱۷۹)

marfat.com
Marfat.com

سے مراد قرآن پاک میں بیان کردہ سزاؤں کے علاوہ جرائم میں قانون سازی کے نتیجہ میں سزاؤں کا تعین یا قاضی کے صوابدیدی اختیارات کے تحت دی گئی سزائیں شامل ہیں۔

واضح رہے کہ تعزیر فعل عذر کا مصدر ہے اور عذر کے معنی روک دینے یا باز رکھنے کے ہیں۔ قرآن پاک میں (وتعزرو) یعنی دشمنی کو روک دو۔ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ شرعی لحاظ سے اس اصطلاح کے معنی گناہ پر سرزنش کے ہیں۔ تعزیر کی کوئی حد مقرر نہیں ہے اور تعزیر اس لحاظ سے شرعی سزاؤں سے مختلف ہے کہ شرعی سزاؤں میں معاف کر دینا جائز ہے۔ بعض آئمہ اور فقہا کے نزدیک تعزیری سزا تیں کوڑوں سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ لیکن امام مالک اس سلسلے میں سزا کو امام (یعنی قاضی) کی صوابدید پر چھوڑتے ہیں کہ وہ خواہ سو کوڑے سے سزا دے لیکن شرط یہ ہے کہ اس سزا سے موت واقع نہ ہو۔ تعزیر کی صورتیں ڈانٹنا، خفگی کا اظہار کرنا، مارنا، قید میں رکھنا یا جرمانہ کر دینا وغیرہ بھی ہیں۔ اصحاب حنابلہ کے نزدیک تعزیری سزا دس کوڑوں سے ہرگز زیادہ نہ ہو۔ لیکن امام ابن قیم اپنی کتاب اعلام الموقعین میں تحریر کرتے ہیں۔ سزائے تازیانہ سو کوڑوں تک بھی پہنچتی ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر بن الخطاب نے شراب کی سزا چالیس کوڑوں سے بڑھا کر اسی کوڑے کر دی۔ نوٹ: لیکن سوال یہ پیدا ہوا ہے کہ تعزیرات کو اس درجہ تک کیسے لے جایا جا سکتا ہے۔ جبکہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ۔

لا یضرب فوق عشرة اسواط الا فی حد من حدود الله ۔ (حدود اللہ کی حد کے علاوہ کسی اور بات میں دس کوڑوں سے زیادہ سزا میں نہ مارے جائیں۔[1]

چنانچہ اسی اصول پر امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام حنبل فرماتے ہیں کہ تعزیری سزا اتنی نہ ہو کہ حدود کی زیادہ سے زیادہ سزا کے برابر ہو جائے۔ امام ابوحنیفہ کا قول ہے کہ تعزیری سزا حد زنا سے زیادہ شدید ہوتی ہے اور زنا کی سزا شراب نوشی کی سزا سے سخت ہوتی ہے اور شراب کی سزا تہمت کی سزا سے زیادہ ہے۔ اور تمام سزاؤں میں تہمت کی سزا سب سے ہلکی ہے۔ تعزیری سزاؤں کی تمام ضربیں یکساں ہونی چاہیں اور یہ قول امام مالک کا ہے۔[2]

تعزیر کے نفاذ کے لیے قاضی کو درج ذیل اصول مدنظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ تعزیری سزا جرم کی مناسبت سے ہو۔ کیونکہ تعزیر دیے جانے کا اصول یہ ہے کہ مجرم کو آئندہ جرم سے باز رکھا جائے۔ چنانچہ جرم معمولی ہو تو تعزیر بھی معمولی نافذ کی جائے جیسے حضرت عمرؓ نے کاتب کی غلطی میں ایک کوڑا سزا تجویز فرمائی۔[3] (حضرت عمر نے ایسے شخص کو جو لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرتا تھا کی سزا اس کی کتابیں جلانے اور کوڑوں کی سزا کے علاوہ ترکِ تعلق کی سزا بھی دی

---

[1] (ترمذی)　[2] (کتاب الفقہ ۱۹ے)　[3] (اخبار القضاء ج 1 ص 286) (فقہ حضرت عمر ص 165)

marfat.com
Marfat.com

3۔سزا کو مجرم کی حالت کے مناسب ہونا چاہیے مثلاً اگر مجرم سرکش ہو تو سخت سزا دی جائے۔تعزیر کی دیگر صورتیں اس طرح ہیں۔1۔تہدید (ڈرانا)۔2۔کوڑے مارنا۔3۔شکل بگاڑنا (اس سے مراد مثلہ نہیں)۔4۔تشہیر کرنا۔5۔جلاوطن یا قید کرنا۔6۔حبس میں رکھنا۔7۔نکاح سے روکنا۔8۔سماجی قطع تعلقی کرنا۔9۔میاں بیوی میں طلاق نافذ کرانا۔10۔مالی جرمانہ۔11۔مال یا سامان تلف کرنا۔12۔سزائے موت وغیرہ۔

m) ولی

شریعت میں ولی سے مراد وہ شخص ہے جو مقتول کے وارث کی حیثیت سے قصاص کا بدلہ لے یا دیت کی وصولی کے لیے دعوی کا حق رکھتا ہو۔ولی کے لیے شریعت نے کم از کم عمر 21 سال مقرر کی ہے اور جس مقتول کا ولی موجود نہ ہو یا نابالغ ہو تو ایسی صورت میں نابالغ ولی کی بلوغت کا انتظار کیا جائے گا اور قصاص پر عمل درآمد نہ کیا جائے گا البتہ اگر ولی موجود نہ تو مقتول کے حقوق کا تحفظ حکومت بطور ولی خود کرے گی جیسا کہ نبی پاک ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔کہ جس کا کوئی ولی نہیں اسکا میں ولی ہوں۔قانون ہذا میں سزا اور جزاء پر عمل درآمد کیلئے ولی اور ورثائے مقتول کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔اس ضمن میں دیگر معاملات کیلئے دفعہ 305 کی تشریحات ملاحظہ فرمائیں۔

دفعہ 300 قتلِ عمد (QATL-I-AMD)

جو کوئی دوسرے شخص کو ہلاک کرنے کی نیت سے یا جسمانی ضرب پہنچانے کے ارادے سے کوئی ایسا فعل کرے۔جس سے عام قدرتی حالات میں موت واقع ہو سکتی ہو۔یا اس علم کے ساتھ کہ اس کا فعل اتنا صریح طور پر خطرناک ہو۔کہ اس سے گمان غالب ہے کہ موت واقع ہو جانی چاہیے۔ایسے شخص کی موت کا باعث ہو تو کہا جائے گا کہ اس نے قتل عمد کا ارتکاب کیا ہے۔

تشریحات

دفعہ ہذا قتل عمد سے متعلق وضاحت کرتی ہے۔یہاں قتل عمد کے معنی اور تشریحات تک رسائی حاصل کرنے کیلئے ہم قتل کی اقسام سمیت دیگر قانونی پہلوؤں پر یہاں بحث کریں گے۔فقہاء اسلام نے انسانی جسم پر وارد ہونے والے جرائم کا بھر پور احاطہ کیا ہے۔

جنایت

marfat.com
Marfat.com

جرم کے معنی گناہ کرنے، حد سے بڑھنے، کاٹنے اور خطا کے بھی ہیں۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔ کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا گناہ گار وہ ہے۔ جس نے کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا جو پہلے سے حرام نہیں تھی۔ مگر اسکے سوال کے سبب وہ حرام ہو گئی۔ یہاں جرم کے معنی گناہ کے ہیں۔ اسی حوالے سے قرآن پاک میں لفظ " کذالک نجز المجر مین "ترجمہ۔ اور ہم گناہ کرنے والوں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔ اسلامی شریعت کی رو سے جرم کا ارتکاب کرنیوالے کو دنیا میں تو فوری طور پر سزا دی جاتی ہے۔ لیکن آخرت میں بھی اس کے لیے سزا ہے۔

فقہا کے نزدیک جرم کی تعریف یہ ہے کہ ہر اس فعل حرام کا ارتکاب کرنا جس کے کرنے پر سزا واجب ہوتی ہو۔ یا کسی ایسے فعل کو ترک کرنا جس کے لیے سزا دی جاتی ہو۔

قتل اور ضرر کے جرائم کو جسے شریعت کی زبان میں جنایت کہتے ہیں۔ جنایت یا دست درازی سے مراد ایسے تمام جرائم یا افعال ہیں جو جان لیوا ثابت ہوں یا ان سے جسم کے کسی حصے کو نقصان پہنچتا ہو۔ حطاب نے جنایت کی تعریف میں کہا ہے کہ جنایت ہر اس فعل کو کہتے ہیں جس کے کرنے والے کو یا دوسرے کو اس کا نقصان فوری طور پر پہنچے یا کچھ وقت گزرنے کے بعد۔ اسلام میں جن جنایات پر سزائیں واجب ہیں۔ وہ سات ہیں۔

۱۔ بغاوت ۲۔ ارتداد ۳۔ زناء ۴۔ تہمت زناء ۵۔ چوری

۶۔ ڈاکہ اور راہزنی ۷۔ شراب / خمر

ان جرائم کی بنیاد دو ارکان پر ہو گی۔ اول: جسکو نقصان پہنچایا گیا (مجروح) اور۔ دوم: جسکے ذریعے نقصان پہنچایا گیا (جارح / مجرم / جانی) اسی طرح نقصان پہنچانے والے مجرم کی دو صورتیں ہونگی۔ وہ حیوان ہو گا یا پھر انسان۔ اور اسی طرح جسکو نقصان پہنچایا گیا وہ مجروح یا مجنی علیہ بھی حیوان ہو گا یا انسان۔ ہر دو اقسام کا تفصیلی جائزہ درج ذیل ہے۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ دست درازی (جنایت) کرنے والا حیوان یا انسان ہو گا چنانچہ اگر جنایت کا مرتکب جانور ہو تو جائزہ لینا ہو گا کہ جانور کی جنایت میں اسکے مالک کی لاپرواہی کا کتنا عمل دخل ہے۔ اور اگر مرتکب انسان ہو تو ارتکاب خود اسکی اپنی جان پر ہو گا جسے خودکشی یا ارتکاب خودکشی کا جرم قرار دیا جائے گا اور اگر اسکا ارتکاب دوسرے انسان پر ہو گا تو اس میں مرتکب یا تو معلوم ہو گا یا نامعلوم۔ اگر معلوم مجرم ہو تو اسکی بھی دو اقسام ہونگی۔ وہ یا تو ایک ہو گا۔ یا ایک سے زائد۔ اور اگر مجرم نامعلوم ہو گا تو اس سلسلے میں بھی دیکھنا ہو گا۔ کہ آیا مقتول / مجروح (مجنی علیہ) کی جہاں سے لاش ملی تو مقتول کے علاقے کے لوگوں کے ساتھ کیسے تعلقات تھے۔ دشمنی یا کوئی اور وجہ باعث قتل ہوئی وغیرہ۔ ان تمام مباحث کو درج ذیل مددگار خاکوں سے آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

خاکہ نمبر1

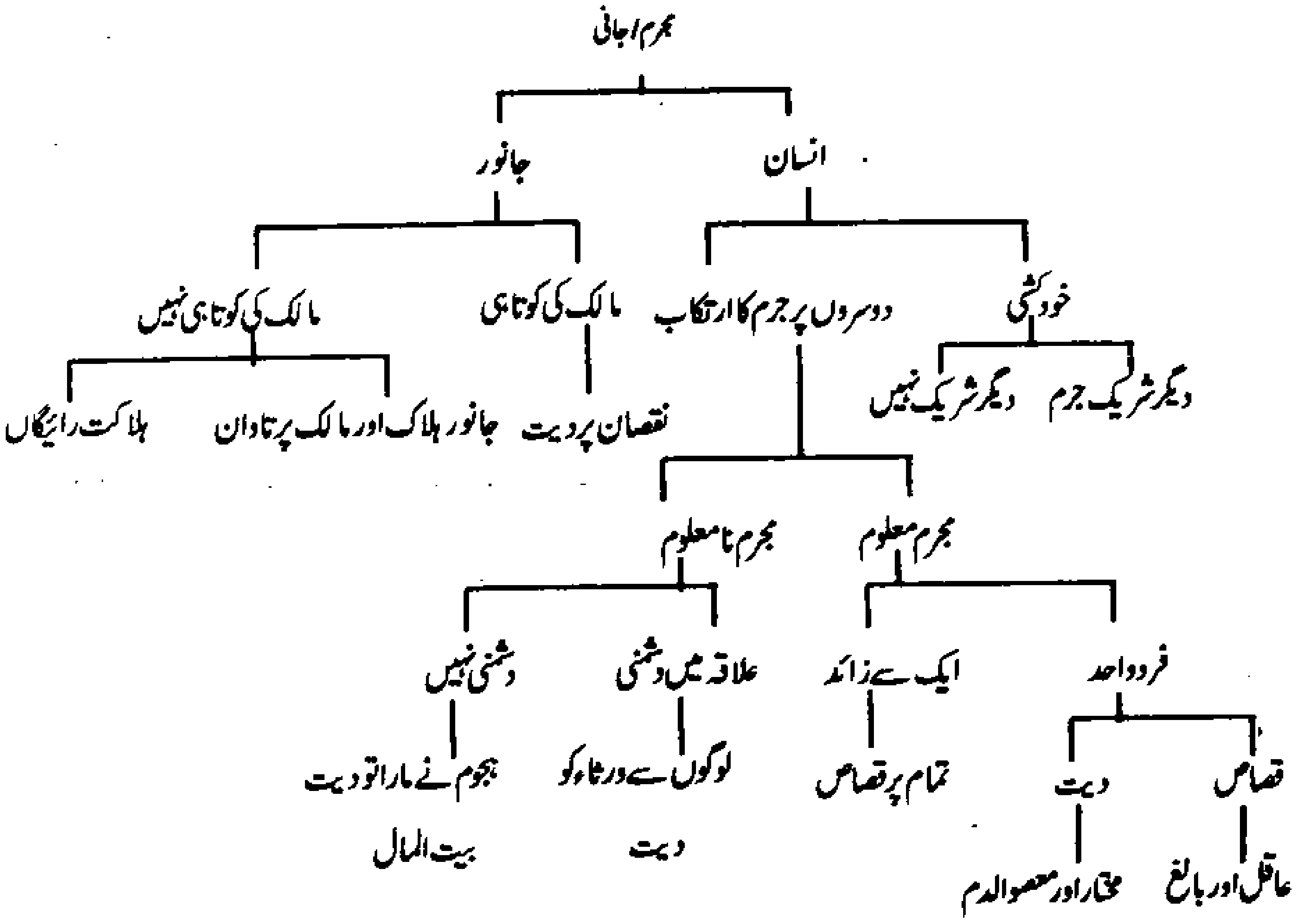

خاکہ نمبر2

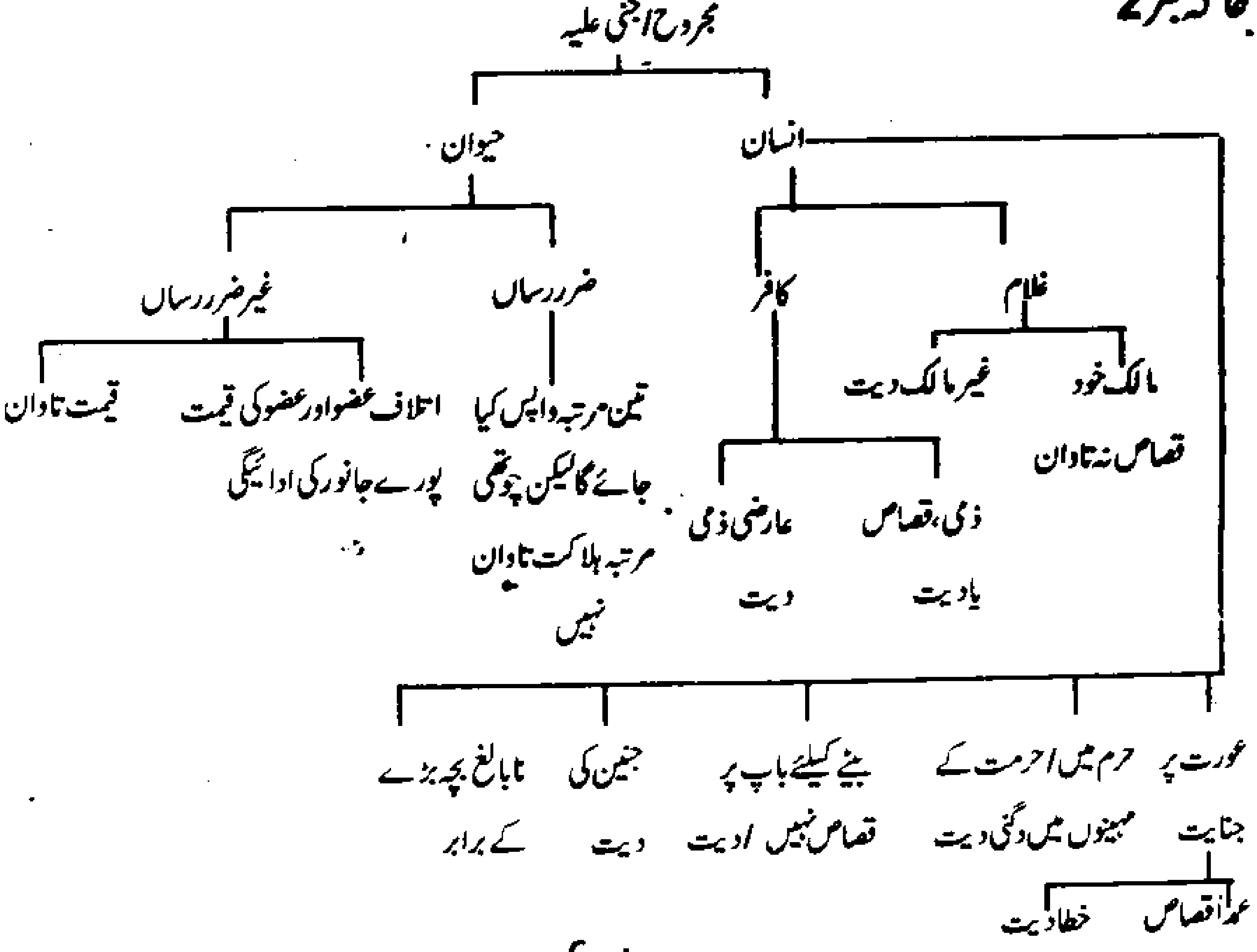

marfat.com
Marfat.com

خاکہ نمبر 3

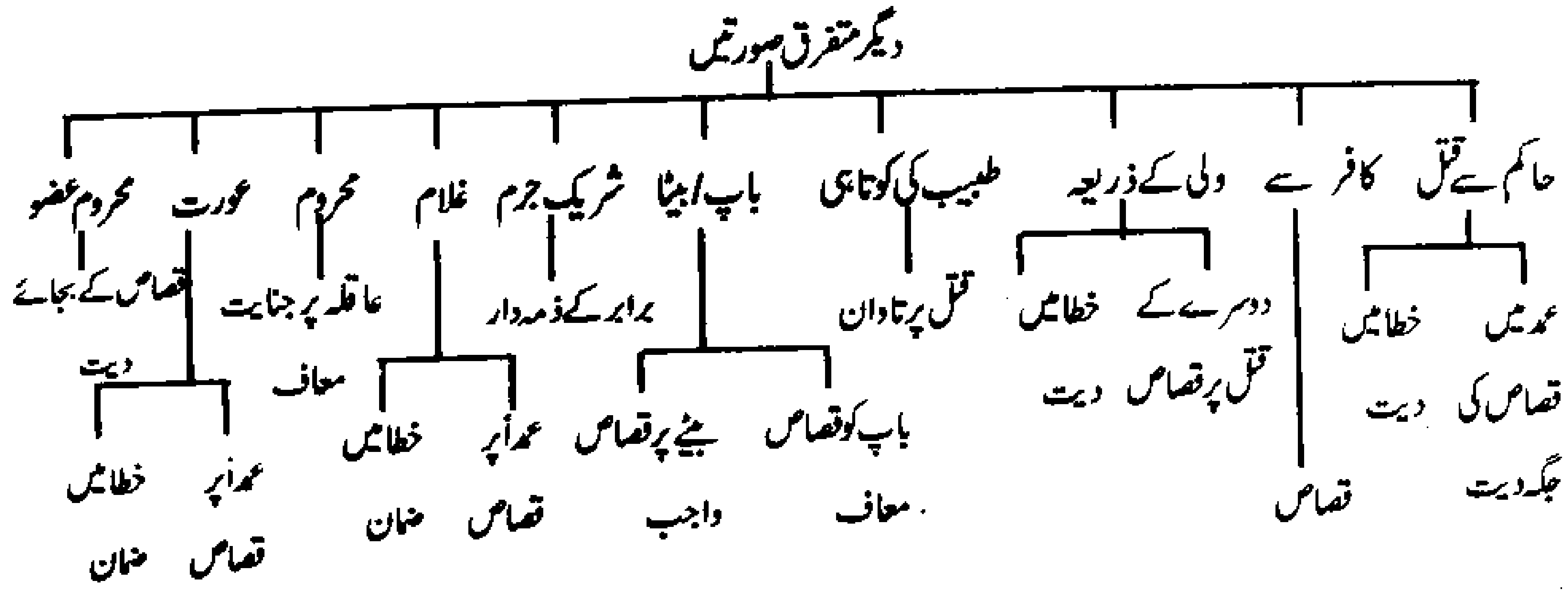

جرائم کی تقسیم شریعت کی رو سے تین اقسام پر مشتمل ہے۔

۱۔حدود ۲۔قصاص ودیت ۳۔تعزیرات

چنانچہ قرآن وسنت نے جن جرائم کی کوئی سزا معین کی۔ وہ حدود کہلاتی ہیں۔ اور اس میں قصاص ودیت بھی شامل ہیں۔ حالانکہ حدود کی طرح قصاص حقوق اللہ نہیں حقوق العباد ہیں۔ اور جن سزاؤں کی قرآن وسنت نے سزا معین نہیں کی۔ وہ تعزیرات ہیں۔ شریعت نے پانچ جرائم کی سزاؤں کو حد قرار دیا ہے۔

۱۔چوری ۲۔ڈاکہ زنی ۳۔زناء ۴۔تہمت زناء ۵۔شراب نوشی

جب کہ قصاص ودیت کو بعض فقہا حد میں داخل کرتے ہیں جبکہ جمہور فقہا کی رائے ہے کہ قصاص بندے کا حق ہے اور جس طرح تعزیر کو حد نہیں کہا جاسکتا۔ اسی طرح قصاص اور دیت کو بھی حد نہیں کہا جاسکتا۔ درج بالا مباحث کا مقصد درحقیقت اسلام کا نظام تعزیرات، اسکی تقسیم اور انکی حدود کا تعین واضح کیا جاسکے۔ چنانچہ جب ہم دفعہ ہذا میں بحث کریں گے تو ہمارے علم میں یہ بات پہلے سے موجود ہونی چاہیے۔ کہ قتل ناحق اسلام کی سزاؤں میں کس درجہ پر پہچانا جائے گا۔ اور قتل کے حوالے سے اسلامی شریعت کے اصول دیگر سزاؤں کے حوالے سے کسطرح الگ کیے جاسکیں گے۔ دفعہ ہذا قتل عمد کے بارے میں وضاحت کرتی ہے۔ چنانچہ یہاں شریعت کے حوالے سے قتل انسانی کے بارے میں تفصیل کے ساتھ مباحث درج ذیل ہیں۔

قتل عمد کی تعریف

قتل عمد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی خاص شخص کو کوئی ایسی چیز قصداً مارے جس سے مضروب بالعموم ہلاک ہوسکتا ہو اور وہ ہلاک ہوجائے قتل عمد کہلائے گا۔ کتاب الاختیار میں قتل عمد کی تعریف یہ ہے کہ کسی شخص کو ہتھیار یا ایسی چیز سے بالقصد مارا جائے

marfat.com
Marfat.com

جو بمنزلہ ہتھیار کے ہو اور اس سے زخم ہو جائے یا جسمانی اجزاء ٹوٹ پھوٹ جائیں وغیرہ اسی طرح قتل انسان مستلزمہ سزا وہ شخص ہوگا جو کسی فعل کے ارتکاب سے ہلاکت کا باعث ہو یا اس نیت سے ہلاکت وقوع میں آئے جس سے ہلاک ہو جانے کا احتمال ہو یا اس علم سے غالباً اس فعل کے کرنے سے وہ ہلاکت کا باعث ہوگا تو وہ شخص جرم قتلِ انسانی کا مستلزم سزا کا مرتکب ٹھہرایا جائے گا۔ قتل کی دو اقسام عمومی ہیں۔ قتل عمد اور قتل خطاء (فقہ مالکی قتل میں یہی دو اقسام بیان کرتے ہیں) انکے نزدیک تھپڑ، مکہ، بندوق، عام لکڑی یا کسی ایسے طریقہ سے کسی شخص کو مارا جائے کہ اسکا سبب یعنی موت یقینی ہو قتل عمد کہلائے گا۔ ا

قتل عمد کی قسم خالصتاً ارادی ہے جس میں خطا یا شبہ عمد یا شبہ خطا کا احتمال نہیں ہوتا۔ ایسا قتل ایسے ہتھیار یعنی تیز دھار آلہ، بندوق، پستول یا آتشیں اسلحہ جس سے قتل وقوع ہونے میں شک نہ ہو۔ کے علاوہ ارادتاً مار دیا جائے یا آگ میں جلا دیا یا پانی میں ڈبو دیا جائے وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے۔ واضع رہے کہ تمام قتل انسان مستلزم سزا قتل عمد نہیں ہوا کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ زہر خورانی کے ذریعے ہلاکت تمام صورتوں میں قتل عمد شمار نہ ہوگی۔ قتل عمد کے لیے درج ذیل شرائط ہوں گی۔

قتل عمد کی شرائط

۱۔ ایسا قتل کرنے والا قتل انسانی ارادتاً یا دیدہ دانستہ کرے۔

۲۔ ایسا زخم لگائے کہ اس زخم سے موت یقینی واقع ہو جائے۔

۳۔ ایسے اوزار یا ہتھیار سے قتل کرے جس سے قتل کا وقوع ممکن ہو سکے۔

۴۔ اس قدر ضربات لگائے کہ موت واقع ہو جائے۔

بعض فقہا نے قرار دیا ہے کہ قتل عمد کی شرائط میں

i. انسان کا قتل　　ii. موت کسی فعل کا نتیجہ ہو　　iii. زخم پہنچانے کی نیت ہو

iv. فعل کا عمومی سبب موت ہو　　v. اس علم کے ساتھ کہ مذکورہ فعل کا نتیجہ موت ہوگی۔ ۲

سابقہ مجموعہ تعزیرات پاکستان 1860ء کی دفعات 302,301,300,299 قتل انسان مستلزم سزا سے متعلق وضاحت کرتی ہیں۔ اسمیں قتل انسان مستلزم سزا کو قتل عمد سے الگ کر دیا گیا ہے۔ جبکہ موجودہ قانون قتل عمد اور قتل خطاء کے حوالے سے بحث کرتا ہے۔ چنانچہ قتل انسان مستلزم سزا وہ جرم قرار پائے گا۔ جو شخص کسی فعل کے ارتکاب سے ہلاکت کا باعث بنے۔ اس نیت سے کہ ہلاکت یا ایسا ضرر جسمانی وقوع میں آئے جس سے ہلاکت کا احتمال ہو۔ یا اس علم سے کہ شاید اس فعل سے ہلاکت وقوع میں آئے گی۔ تو ایسا شخص قتل انسان مستلزم سزا کا مرتکب ہوگا۔ قتل عمد بھی قتل انسان مستلزم

ا المدونۃ الکبریٰ ج ۱۶ ص ۱۰۸　　۲ (PLD1976SC377)

marfat.com
Marfat.com

سزا قرار پائے گا۔ لیکن قتل انسان مستلزم سزا یقینی طور پر قتل عمد قرار نہیں دیا جاسکتا۔ چنانچہ قتل عمد یہ ہوگا کہ اگر کوئی فعل کسی شخص کی ہلاکت کی نیت سے کیا جائے یا مضرت جسمانی پہنچانے کی نیت سے کیا جائے جس کا نتیجہ قتل تک پہنچے۔ یا مضرت رساں کے علم کے مطابق ہلاک ہونے کا احتمال ہو۔ یا اس نیت سے کیا گیا ہے۔ کہ کیا جانے والا فعل اتنا خطرناک ہے کہ نتیجہ قتل یا سخت جسمانی زخموں کی صورت سامنے آنے کا احتمال ہو۔ اس سے یہ بھی غرض نہیں کہ اس عمل سے وہی شخص قتل یا زخمی ہوا جس کے لئے یہ عمل کیا گیا۔ جو شخص ایسی مضرت رسانی کا عمل کرے تو اسکی سزا موت یا قید دوام اور جرمانہ کی ہو سکتی ہے۔ قتل میں سزا صرف اس صورت ہوگی۔ اگر لاش برآمد ہو جائے۔ نیز گواہان کی شہادت اور روایات کے علاوہ مقتول کی بوقت قتل داد فریاد یا حیرت وغیرہ اور اسی طرح کے الفاظ کی ادائیگی بھی اہمیت رکھے گی۔ اور جرم کی سنگینی محسوس کرنے کیلئے استعمال میں لائی جائے گا۔ اسطرح قبل از مرگ (نزاعی) بیان وغیرہ بھی ادخال شہادت ہوتے ہیں۔

اسلام میں قتل عمد پر قصاص کیلئے تمام آئمہ اور فقہا اور نزدیک اتفاق اور اجماع پایا جاتا ہے۔ اسلام کسی آزاد شخص کو ظلم سے ارادتاً قتل میں ملزم پر قصاص واجب کرتا ہے۔ البتہ قاتل اگر مقتول کا باپ ہو تو قصاص نہیں۔ لیکن اسی طرح اگر بیٹا باپ کو قتل کرے تو قصاص لیا جائے گا۔ نیز زخم کے نتیجہ میں موت واقع ہونے پر بھی قصاص واجب ہوگا۔ البتہ قصاص اگر ولی معاف کر دیں۔ خواہ وہ ایک ولی ہی کیوں نہ ہو تو دیت واجب ہوگی۔

قتل عمد کی مزید وضاحت درجہ ذیل ہے۔

۱۔ اگر وہ فعل جس کی وجہ سے ہلاکت واقع ہوئی۔ اس نیت سے کیا جائے کہ وہ قتل کا باعث ہو یا

۲۔ وہ فعل ایسی ضرر رسانی کیلیے اور اس نیت سے کیا گیا ہو کہ ضرر رسیدہ ہلاک ہو جائیگا۔ یا

۳۔ مذکورہ ضرر رسانی اس شخص کی طبیعت کی عام عادت کے موافق ہو۔ یا ہلاک کرنے کے لیے کافی ہو۔ یا

۴۔ مذکورہ فعل کے بارے میں علم رکھتا ہو۔ کہ یہ ایسا شدید اور خطرناک ہے۔ کہ اس سے ہلاکت ہو سکتی ہے۔ قتل عمد شمار ہو گا۔

۵۔ قتل ایسے فعل کے نتیجے میں سرزد ہو جسکا نتیجہ موت ہو اور قاتل نیت سے جانتا ہو کہ اس کا انجام موت ہے۔ یا

۶۔ ایسی جسمانی ضرر کا باعث ہو جسکے لیے قاتل نیت سے جانتا ہو کہ مذکورہ ضرر کا لازمی نتیجہ موت ہوگا۔ یا

۷۔ ایسا جسمانی ضرر اس نیت سے پہنچائے کہ ضرب لگائی گئی موت کیلئے کافی تصور ہو۔ یا

۸۔ قاتل جانتا ہو کہ ضرب اس قدر شدید ہے کہ تمام تر توقعات کے باوجود موت کا واقع ہونا یقینی ہے۔ اور وہ فعل کسی معذرت کے باوجود موت کا سبب بن جائے۔

مال، جان اور عزت کی حفاظت

مال، جان اور عزت کی حفاظت انسان کا بنیادی حق ہے۔ لہذا ایسے معاملات میں قتل کا جرم سرزد ہونا بھی قتل عمد شمار نہ ہو

marfat.com
Marfat.com

گا۔

۱۔اگر قاتل نے قتل نیک نیتی سے اپنے حق دفاع یا حفاظت خود اختیاری یا مال، جان اور جائیداد کے تحفظ میں کیا ہو۔اور مذکورہ جرم سے قبل ایسے شخص کو نقصان یا زخم پہنچانے کی نیت نہ رکھتا ہو۔

۲۔کوئی سرکاری ملازم اپنی ڈیوٹی پر دیے گئے اختیار سے زائد پر عمل درآمد کی صورت میں کسی شخص کی موت کے جرم کا سبب بن گیا۔لیکن اسکا یہ اقدام نیک نیتی کے ساتھ قانون کے تقاضے پورے کرنے کیلئے ضروری ہو گیا تھا۔اور اس میں مذکورہ شخص سے دانستہ دشمنی کا کوئی عنصر نہ پایا جاتا تھا۔

۳۔اچانک لڑائی اور جذبات کی گرمی کے نتیجہ میں باہمی تلخ کلامی کے بعد لڑائی کے نتیجہ میں قتل واقع ہوا۔ایسی صورت میں یہ جائزہ لینا ضروری نہ ہے کہ لڑائی کا آغاز کس پارٹی سے ہوا یا کون اسکا فوری سبب بنا۔

۴۔اگر مقتول کی عمر اٹھارہ سال سے زائد ہو اور اسکی موت کسی معاملے میں از خود دلچسپی لینے اور کام کرنے کے نتیجہ میں واقع ہوئی ہو۔

۵۔لیکن اگر مقتول کی عمر اٹھارہ سال سے کم ہو تو ایسی صورت میں ایسے نوجوان کو کسی مذکورہ کام پر آمادہ کرنے والا شخص Abettment اعانت میں قاتل شمار ہوگا۔

۶۔جو شخص ایسی مضرت رسانی کا عمل کرے۔تو اس کی سزا موت یا قید دوام اور جرمانہ کی ہو سکتی ہے۔قتل میں سزا صرف اسی صورت ہوگی اگر لاش برآمد ہو جائے نیز گواہان کی شہادت اور بیانات کے علاوہ مقتول کی بوقت قتل داد فریاد۔یا حیرت زدگی وغیرہ یا اسی قسم کے دیگر الفاظ کا ذکر بھی اہمیت رکھے گا۔اور جرم کی سنگینی کو ثابت کرے گا۔اس طرح قبل از مرگ نزاعی بیان وغیرہ بھی ادخال شہادت ہو کر فیصلہ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

آلہ قتل / ہتھیار

قتل کے جرائم میں ہتھیار بنیادی کردار ادا کرتا ہے جس سے قتل کے بارے میں عمد، شبہ یا خطاء کے احتمال کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔قرآن میں آلہ قتل کی کوئی تعریف موجود نہیں۔لیکن حدیث مبارکہ میں تلوار اور لوہے کا بطور آلہ قتل ذکر موجود ہے۔جیسا کہ ارشاد ہے۔

لا قود الا بالسیف اور لا قود الا بالحدید اور اسی طرح لا قودا الا بالسلاح اس لحاظ سے تلوار، لوہے کی چیز جو مہلک ہو اور مہلک ہتھیار آلہ قتل شمار ہو سکتے ہیں۔ [۱]

چنانچہ آئمہ نے اس سلسلے میں جو تعریف بیان کی ان کے مطابق ہتھیار سے مراد وہ آلہ قتل ہے جسے قتل ہی کے واسطے تیار کیا

---

[۱] (التشریع الجنائی ص ۲۷)

marfat.com
Marfat.com

جائے۔ بشرطیکہ اس میں تیزی ہو۔ لیکن اگر ہتھیار تیزی نہ رکھتا ہو تو اس ہتھیار سے ہونے والے قتل کو امام ابوحنیفہ کے نزدیک شبہ عمد قرار دیا ہے۔[1] امام کے اس مسلک سے ہمیں اتفاق نہ ہے کیونکہ کسی شخص کا قتل ایسے کند آلات یا لوح وغیرہ سے کر دیا جائے جسکی ضرب باعث قتل ہو سکتی ہے۔ تو ایسے ملزم کو کیسے قتل عمد سے باہر کیا جا سکتا ہے لہذا محض ہتھیار کی تیزی سے قتلِ عمد یا خطا یا شبہ عمد میں تفریق نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ وقوعہ کے دیگر عوامل کو بھی اس امر میں مدنظر رکھا جائے گا۔

اسی طرح آلہ قتل سے مراد ایسا ہتھیار ہے جو اجزائے بدن کو پھاڑ ڈالے چنانچہ آلات جنگ، بھاری وزنی چیز، بھاری لکڑی، شیشہ، پتھر یا بانس کا پھرٹا یا تیر وغیرہ۔[2] یہ سب چیزیں آلہ قتل میں شامل ہیں۔ آگ بھی انسانی جلد کو پھاڑ دیتی ہے اس لیے یہ بھی آلہ قتل میں شمار ہوتی ہے۔[3] موجودہ دور میں بندوق، رائفل، مشین گن یا دیگر ہتھیار وغیرہ جو گولی کے زمرے میں آسکتے ہوں یا ایسی کوئی بھی شے جسے انسانی بدن برداشت کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو آلہ قتل میں شامل ہیں۔

[4] ہر ہتھیار اور ہتھیار کے قائم مقام جو چیز اجزائے جسم کو پھاڑ دے جیسے دھار دار لکڑی، تلوار، خنجر، دھاری دار پتھر وغیرہ تمام چیزیں آلہ قتل میں ہتھیار کا درجہ رکھتی ہیں۔ [5] چنانچہ ایسے آلات جو آلہ قتل کے ہتھیار کی صورت نہ رکھتے ہوں عموماً ایسے قتل شبہ عمد کا باعث بن جاتے ہیں۔ مثلاً چھڑی، کوڑا، گھونسہ وغیرہ سے ہلاک ہونے کی صورت میں قتل شبہ عمد شمار ہوگا۔

یہاں چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

۱۔ زہر خورانی کے نتیجہ میں جب مقتول کو دھتورا کھلایا گیا۔ ملزم کا مقصد محض اسے بیہوش کرنا تھا۔ لیکن وہ مر گیا تب بھی قتل عمد شمار ہوگا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ دھتورا کھلانے والے کو علم تھا کہ اس عمل سے موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔

۲۔ لاٹھی بھی آلہ قتل شمار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسکی شدت اور پے در پے ضربات سے قاتل کی نیت مذکورہ فعل کے سرانجام دینے کے حوالے سے سامنے آجاتی ہے۔ چنانچہ ایسی صورت میں اگرچہ آلہ قتل کے حوالے سے قتل عمد شمار نہ کیا گیا۔ اور دفعہ 304 تعزیرات پاکستان میں سزائے عمر قید تجویز ہوئی۔ لیکن اگر ضربات کا تسلسل اور شدت پائی جائے تو قتل عمد شمار ہو سکتا ہے۔

۳۔ اگر ملزم کی صحت ایسی تھی کہ جسم کی کمزوری اور لاغر پن کے نتیجہ میں محض ایک لاٹھی کی ضرب لگانے سے مقتول مر گیا۔ تو ایسی صورت میں کم ضربات کا لحاظ رکھنے کی بجائے نیت کی بنیاد پر قتل عمد شمار کیا جائے گا۔

۴۔ قتل کے جرم کی اصل روح یہ ہے کہ ملزم قتل کرنے کی نیت کے ساتھ مذکورہ فعل جس سے موت واقع ہونے کا یقین تھا سرانجام دیا۔

---

[1] (کتاب الاختیار ص ۱۷۹) [2] (ہدایہ ج ۴ ص ۴۸۴) [3] (فتاوی عالمگیری ج ۹ ص ۲۹۴) [4] (غایۃ الاوطار۔ ج ۴ ص ۳۱۳)

[5] (فتاوی عالمگیری ج ۹ ص ۲۹۴۔ ہدایہ ج ۴ ص ۴۸۴)

marfat.com

Marfat.com

۵۔ تیز دھار آلہ عموماً آلہ قتل شمار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے فوری موت کا وقوع ممکن ہے۔

۶۔ لاٹھی یا سوئی اگر چہ عام حالات میں یہ آلات آلہ قتل شمار نہیں جاتے۔ لیکن جب کسی قاتل نے لاٹھی کا سر پر وار کیا یا سوئی کو زہر آلود کر کے چبھویا۔ جس موت واقع ہوئی۔ تو قتل عمد شمار کیا گیا۔

۷۔ مجمع کے درمیان پتھر مارنے سے کوئی شخص قتل ہو گیا۔ تو قتل عمد شمار نہ ہوگا۔ لیکن کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو گرا کر اس پر بھاری پتھر مارے ایسی صورت کو قتل عمد شمار کیا جائے گا۔

۸۔ اگر قاتل یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائے کہ اس کا مقصد کسی بڑی برائی کا خاتمہ تھا اور ایسی صورت میں مذکورہ قتل کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ ممکن نہ تھا۔ تو قتل پر قصاص نہیں۔ مثلاً دہشت گرد جو بم بلاسٹ کرنا چاہتا تھا۔ اور قتل ہو گیا تو ایسی صورت میں بم کی تباہی کے مقابلے میں مذکورہ قتل وقت کی ضرورت تھا۔ لہذا قتل عمد قرار نہ دیا گیا۔ لیکن اگر عورت اپنے بچوں سمیت خودکشی کرے اور بچے موت کے منہ میں چلے جائیں۔ جبکہ عورت بچالی جائے۔ تو ایسی صورت میں برادری کی طرف سے عورت کا قتل برائی کے خاتمے کا جواز نہیں بن سکتا۔ یہ قتل عمد ہے۔

۹۔ میڈیکل آفیسر نے عمومی پریکٹس سے ہٹ کر مریض کو دوائی دی۔ جس سے وہ مارا گیا۔ تو ایسی صورت میں ڈاکٹر پیشہ ورانہ تساھل اور غفلت کا شکار ہوا۔ چنانچہ قتل شمار کیا جائیگا۔

۱۰۔ غیر نازک حصوں پر ضربات بھی اگر شدت اور تواتر سے ماری جائیں تو قتل عمد شمار کیا جائے گا۔

۱۱۔ الف نے ب کو فائر کر کے قتل کی نیت سے مارا اور وہ مارا گیا تو یہ قتل عمد شمار ہوگا۔ یہاں نیت کا معاملہ قتل کے موجب حالت سے اندازہ لگایا جائے گا۔

۱۲۔ الف جانتا ہو کہ ب ایسی مرض میں مبتلا ہے کہ ایک ہی ضرب سے اس کی جان لے لے گی، اور وہ مارا گیا اب یہاں ضرب کا لحاظ آلہ قتل کی نسبت سے قائم کرنے کی بجائے مذکورہ قاتل کی نیت سے کیا جائے گا۔

۱۳۔ الف نے ب کو چاقو یا تلوار یا کسی نوک دار آلے سے ایسا زخم لگایا جو موت کے لئے کافی ہو تو یہ قتل عمد ہے۔ اس میں چھوٹا چاقو جو جسم کے اندر گھاؤ لگانے کا سبب نہ ہو سے قتل ہونا قتل عمد سے باہر ہوگا۔ بشرطیکہ قاتل کا عمل پے در پے وار کی صورت نہ ہو جو نیت قتل کا ثبوت ہوگا۔

۱۴۔ الف نے ہجوم کے اندر موجود ب کو بندوق بھر کے فائر کیا اور وہ مارا گیا تو قتل عمد شمار ہوگا۔ خواہ یہ کیوں نہ ثابت کیا جائے کہ قتل کے لئے قاتل کی سوچ مذکورہ شخص کے بارے میں قتل کی نہ تھی۔

حرمت خون انسانی اور شریعت اسلامیہ

قتلِ عمد کو شریعت میں بہت بڑا جرم قرار دیا گیا ہے اور قتلِ بے گناہ کو ساری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا ہے اور تخصیص یہ کی گئی کہ ایسا قتل جو کسی قتل کے بدلے میں یا زمین میں فساد پھیلانے کے جرم کے بدلے میں۔ نہ کیا گیا ہو (ان دونوں

marfat.com
Marfat.com

اقسام میں قتل کا حق بھی ولی کو بذریعہ حکومت حاصل ہے از خود قتل کرنے کی اجازت نہ ہے)۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے ایک جان کو بچایا اس نے گویا تمام عالم کو بچایا۔

قتل عمد کا جرم نص قرآنی، احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

قرآن الحکیم ارشاد فرماتا ہے۔

یا ایھا الذین آمنو کتب علیکم القصاص.............. لعلکم تتقون [1]

ترجمہ:۔اے ایمان والو! تمہیں حکم ہے کہ قتل میں برابر کا بدلہ ہے۔آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام۔ عورت کے بدلے عورت اور پھر جس کو اس کے مسلمان بھائی نے مقتول کے قصاص میں سے کچھ معاف کر دیا تو معاف کرنے والوں کو شریعت کے مطابق مطالبہ پر خوش معاملگی سے خون بہا ادا کر دو۔تمہارے رب کی طرف سے یہ تمہارے لئے آسانی ہے اور مہربانی ہے۔پھر اس کے بعد کوئی شخص زیادتی کرے تو اس کو دردناک عذاب ہے۔اے عقل مندو قصاص کے حکم میں تمہاری زندگی ہے تا کہ تم محفوظ رہ سکو۔

حضرت قتادہؓ نے قرآن الحکمت کے ارشاد ، من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً۔ [2] پر فرمایا کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے کہ ایک ارتکاب قتل تمام انسانوں کے قتل کے برابر ہے۔اور ثواب کے اعتبار سے ایک قتل سے بچنا تمام انسانوں کو زندگی بخشتا ہے۔

یہاں قتل کے عمل کو پوری انسانیت سے مربوط کر کے قبیح جرم قرار دیا جس میں مسلم اور غیر مسلم کی تخصیص نہ ہے۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ومن یقتل موٴمناً متعمداًفجزاوٴہ جھنم خلداًفیھاوغضب اللہ علیہ ولعنہ واعدلہ عذاباعظیما۔ [3]

ترجمہ: جو کسی موٴمن کو قصداً قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے اس میں ہمیشہ رہے گا ایسے شخص کیلئے اللہ کا غضب اور لعنت اور سخت عذاب ہے۔

اس آیت کے مطابق عام انسان کے قتل کے بعد موٴمن مسلم کے قتل کو مزید کراہت کا جرم قرار دیا ہے گویہ مسلمانوں کے درمیان قتل کے جرم کی سزا اور جزا کا حکم نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی اللہ کے غضب کا سبب بنتا ہے لہذا قتل میں عمومی سزا کے ساتھ قاضی کو کسی موٴمن مسلمان کے قتل پر شدت سزا کا تصور قائم رکھنا چاہیے۔مزید ارشاد ہے۔

ولا تقتلواالنفس التی حرم اللہ الابالحق ، ذلکم وصکم بہ لعلکم تعقلون.... [4]

ترجمہ۔جس جان کی حرمت اللہ نے قائم کی اس جان کو قتل نہ کرو۔ہاں مگر حق کے ساتھ۔اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تا کہ تم سمجھو

---

[1] (البقرہ:۱۷۸) [2] (المائدہ:۳۲) [3] (النساء:۹۳) [4] (الانعام:۱۵۲)

marfat.com
Marfat.com

اس آیت کے سیاق میں جسم انسانی میں پلنے والی روح (اولاد) کے قتل کا ذکر ہے۔ اسطرح اسقاط حمل یا اسقاط جنین کے معاملات بھی قتلِ انسانی کی طرح حرمت کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ میڈیکل سائنس کے مطابق ماں کے پیٹ میں حمل تین ماہ سے پانچ ماہ کے دوران جنین بن جاتا ہے۔ جس کا اسقاط بھی قتل انسانی شمار ہوتا ہے کیونکہ (نطفہ جب جسم انسانی میں آ جاتا ہے تو اسمیں زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں اور وہ ماں کے پیٹ سے خوراک حاصل کرتا ہے)۔ اسی طرح قصاص کی ایک دوسری صورت پر بھی قرآن نے بحث کی ہے۔ ارشاد ہوا ہے۔

وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس............ ۱

ترجمہ:۔ اور حکم دیا گیا کہ جان کے بدلے جان۔ آنکھ کے بدلے آنکھ۔ کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں مساوات میں قصاص کا حکم ہے۔

گویا اس طرح جان کے بدلے جان کے علاوہ دیگر اہم اعضائے انسانی کے قصاص کا حکم دے کر واضح کر دیا۔ قصاص صرف قتل کے بدلے قتل کر دینے کا نام نہیں ہے بلکہ قصاص سے مراد جسم انسانی پر واقع ہونے والے دیگر جرائم میں بھی ویسا ہی سلوک کرنے کا حکم ہے۔ جیسا کسی نے وارد کیا ہے۔ لیکن قصاص کے اس حکم میں بھی واضح کر دیا کہ قصاص ویسا ہی ہونا چاہیے۔ جیسا کہ نقصان کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدو علیه بمثل ما اعتدیٰ علیکم.... ۲

ترجمہ:۔ پس جو کوئی تم پر زیادتی کرے۔ تو تم بھی اسی کی مثل (اسی قدر) اسی طرح زیادتی کرو۔

اس حکم کا منشاء یہ بھی ہے کہ ایسا قصاص جو بعین ہی لینا ممکن نہ ہو تو وہ قصاص نہ لیا جائے گا۔ بلکہ اس میں اس قصاص کا متبادل دیت (خون بہا) وصول کیا جائے گا۔ کیونکہ اسلام میں زیادتی کرنے سے باز رکھا گیا ہے۔ ایسے زخموں کی تفاصیل آئندہ صفحات میں دی گئی ہیں۔ درج بالا آیات کی موجودگی میں قتل انسانی اور قصاص کے شرعی حکم میں درج ذیل بنیادی نکات احادیث کے مزید حوالہ جات کے ساتھ قابل غور ہیں۔

مختلف احادیث میں بھی خون انسانی کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ قتل کا فیصلہ کرتے ہوئے قاضی ان احادیث اور فقہ کے امور کو مدِ نظر رکھے۔ خون کی حرمت کا آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اول ما یقضی بین الناس یوم القیامة فی الدماء۔ ۳ یعنی قیامت کے روز خون کا فیصلہ سب سے پہلے کیا جائے گا۔ ۴ حضرت براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا لزوال الدنیا اھون علی اللہ من قتل مومن بغیر حق۔ ۵ اللہ کے نزدیک دنیا بھر کا زوال ایک مسلمان کے قتل ناحق کی بہ نسبت زیادہ بے حقیقت ہے۔ ۶

---

۱ (المائدہ: ۴۵) ۲ (البقرہ: ۱۹۴) ۳ (صحیح بخاری ج ۳ ص ۳۱۷) ۴ (سنن ابی ماجہ ج ۲ ص ۸۷۴) ۵ (کتاب الفقہ) ۶ (النساء: ۹۳)

marfat.com
Marfat.com

نیز مومن اللہ کے نزدیک فرشتوں سے زیادہ معزز ہے۔

حضرت ابو ہریرہ اور ابو داؤد سے روایت ہے کہ آنحضرت کا ارشاد ہے لو ان اھل السماء واھل الارض اشتراکوا فی دم مومن ۱؎ اللہ تعالیٰ زمین اور آسمان میں تمام کو جہنم واصل کرے گا۔ اگر وہ تمام ایک مسلمان کے خون ناحق کے مجرم ہوں۔ (ترمذی) (اسی بنیاد پر ایک قتل کے بدلے میں قاتل گروہ کو قتل کرنے کا جواز ملتا ہے۔

حدیث مبارکہ میں آنحضرت ﷺ نے قتل ناحق کے سلسلے میں اس جرم کی قباحت پر سخت نوید فرمائی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کعبہ کا طواف فرماتے ہوئے فرمایا

ما اطیبک وما الطیب ریحک ما اعظم وما اعظم حرمتک والذی نفس محمد ﷺ بیدہ تحرمة من عنداللہ اعظم من حرمتک ما لہ ودمہ۔ ۲؎ (ابن ماجہ)

ترجمہ۔ اے کعبہ تو کتنا پاکیزہ ہے اور تیری خوشبو کتنی اچھی ہے، تو کتنا عظیم ہے اور تیری عزت کتنی ہے لیکن مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کی عزت تیری عزت سے بڑھ کر ہے اور اسی طرح اس کا مال اور خون بھی ہے مزید ارشاد فرمایا کہ قتل عمد شرک کے بعد بڑا ظلم ہے۔ ۳؎ ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا۔ (ترجمہ) جو شخص بھی ظلم سے مارا جائے تو اس کے خون کا ایک حصہ پہلے آدمؑ کی گردن پر ہوتا ہے کیونکہ اسی نے یہ طریقہ رائج کیا۔ (اسی اصول کے حوالے سے ہر وہ شخص ملزم قرار دیا جائیگا۔ جو قتل کے پیچھے سبب بنے گا یہ ABETMENT ہے دفعہ ۱۰۷ تعزیرات پاکستان میں اس کی وضاحت موجود ہے)۔ ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا۔ ولا یزال الرّجل فی فسحة من دینہ ما کم یصیب دماً حراما ۴؎

ترجمہ۔ جب تک کوئی شخص قتل ناحق کا مرتکب نہیں ہوتا ہے وہ اپنے ایمان کی چاردیواری میں رہتا ہے۔ (گویا قاتل ایمان سے خارج تصور ہوگا) اس کی مزید دلیل درج ذیل احادیث سے ثابت ہے۔

ان ھذا الانسان بنیان اللہ ملعون من دم بنیانہ۔ ۵؎

ترجمہ۔ بے شک انسان اللہ کا گھر ہے اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے گھر کو ڈھایا وہ ملعون ہے۔

قصاص کفارہ نہیں۔

درج بالا نصوص کو دیکھنے کے بعد یہ اندازہ لگانا بعید نہیں ہے کہ قتل ناحق ایک انتہائی گھناؤنا اور قبیح فعل ہے۔ حتیٰ کہ جمہور علماء کے نزدیک قصاص بھی قاتل کے جرم کا کفارہ نہیں بن سکتا۔ گویا دانستہ قتل کی توبہ قبول ہی نہیں ہوتی کیونکہ ا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قتلِ ناحق اسلامی معاشرہ اور انسانیت کے حق میں سب سے بڑا جرم ہے۔ اور رب العزت نے

۱؎ (الانعام ۱۵۲) ۲؎ (ابن ماجہ) ۳؎ (ابوداؤد) ۴؎ (صحیح بخاری) ۵؎ (ترمذی نسائی)

marfat.com
Marfat.com

معاشرے میں فساد کا سبب بننے والے ہر عمل کی طرح قتل ناحق کو بھی ناپسند فرمایا۔

۲۔نصوص شرعیہ کے مطابق قتل عمد کے جرم کی سزا جہنم ،اللہ کا غضب اور لعنت اور انتہائی دکھ والا عذاب ہے۔جس میں مومن مسلمان کے قتل پر مزید سخت نوید پائی جاتی ہے۔

۳۔اللہ تعالٰی کے نزدیک مومن کا مقام اس کے فرشتوں سے افضل ہے۔

۴۔اولاد کا قتل اور ماں کے پیٹ میں جنین کا قتل بھی اسی قدر قابل نفرت ہے جس قدر قتل ناحق۔

نوٹ۔میری رائے میں توبہ کا دروازہ ہر اس شخص کے لئے کھلا ہے جو صدق دل سے توبہ کرکے اپنے فعل پر پچھتاوا کرے۔یہاں تک کہ قتل عمد میں بھی مشیت الٰہی توبہ قبول کرے گی۔کیونکہ وہ غفور رحیم ہے لیکن ایسے قاتل جو پچھتاوہ کی بجائے اپنے فعل پر اتراتے ہیں وہ ملعون ہیں کیونکہ انسان اللہ کا گھر ہے اور اللہ کے گھر کو ڈھانے والے کو۔حدیث مبارکہ میں ملعون قرار دیا گیا ہے نیز توبہ کی قبولیت کے حوالے سے قرآن کریم میں اس کی دلیل اس طرح موجود ہے۔

۱۔وھوالذی یقبل التوبه عن عباده۔[1]

ترجمہ۔اور وہی تو ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتی ہے۔اللہ غلطیوں کو معاف فرماتا ہے۔اسی بنیاد پر جن گناہوں کی سزا دنیا میں دے دی جاتی ہے۔وہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

۲۔ان اللہ لا یغفران یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء۔[2]

ترجمہ۔اللہ تعالٰی اس شخص کو نہیں بخشا جس نے شرک کیا۔اس کے علاوہ باقی گناہوں کو جسے وہ چاہے بخش دیتا ہے۔

گویا قرآن وسنت کی درج بالا نصوص قتل عمد کے بارے میں واضح اور غیر مبہم ہیں۔اور توبہ کرنے پر جرم سے معافی جہاں دیگر دلائل سے ثابت ہے وہاں قتل میں قصاص اور دیت کے قوانین وضع کر کے معاشرے کو انسانوں کے اندھے جرائم سے پاک کرنے کا موقع بھی فراہم کیا ہے۔

قتل عمد پر شرعی فیصلے

اسلام میں قتل عمد پر قصاص ہے جس پر تمام آئمہ اور فقہا کا اتفاق اور اجماع پایا جاتا ہے ٥ اسلام کسی آزاد شخص کو ظلم سے قتل کرنے پر قصاص واجب کرتا ہے ٥ البتہ قاتل اگر مقتول کا باپ تو قصاص نہیں ٥ لیکن اگر بیٹا باپ کو قتل کرے تو قصاص لیا جائے گا ٥ اسی طرح زخم کے نتیجہ میں موت واقع ہونے پر بھی قصاص واجب ہوگا ٥ البتہ قصاص اگر ولی معاف کر دیں ۔خواہ وہ تمام دنیا میں سے ایک ولی ہی کیوں نہ ہو۔تو دیت واجب ہوگی۔اور قصاص ساقط ہوگا ٥

شریعت میں قتل عمد میں بنیادی اہمیت نیت اور پھر اس نیت کے لیے مذکورہ شخص کا علم ہونا۔جسکے نتیجہ میں مابعد کسی ایسے

---

[1] (الشوریٰ:۲۵) [2] (النساء:۴۸)

marfat.com
Marfat.com

خطرناک فعل کی نیت کے مطابق عمل جس سے موت واقع ہو ایسے معاملات ہیں جن عوامل کو استغاثہ بذریعہ شہادت ثابت کرنا ضروری ہے مثلاً کسی قاتل کا قتل کے فعل میں ایسا رویہ ثابت ہونا جس سے عام حالات میں قتل واقع نہ ہوسکتا ہو۔ شبہ کا باعث ہوگا اور شبہ قصاص کو ساقط کرتا ہے یعنی اگر میڈیکل رپورٹ سے ظاہر ہو کہ قتل مذکورہ ضرب کی بجائے ذہنی صدمے یا دل کے خوف سے ہوا ہے تو یہ قتل عمد شمار نہ ہوگا o

علاوہ ازیں کسی عورت پر سرزنش جو خصوصی تشدد میں شمار نہ ہوسکتا ہو o یا ایسا نشہ پلایا جائے جو عام حالات میں موت کا باعث نہ ہوسکتا ہو o موت زخم کے تندرست ہونے کے بعد واقع ہو (لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ میڈیکل رپورٹ اس امر کی شہادت دے) کہ مذکورہ زخم مکمل شفایاب ہوگیا تھا o پیٹ کی امراض، یا پیٹ میں زخم کے نتیجے میں یا خون کے ضائع ہونے سے قتل ہونا قتل عمد شمار نہ ہوگا o لیکن اس کے برعکس ایسا زخم جس سے عام حالات میں موت واقع نہیں ہو سکتی لیکن قانونی اور قدرتی ذمہ داری پوری نہ کرنے کے نتیجہ یا طبی سہولیات مہیا نہ ہونے کی صورت میں موت واقع ہو جائے۔ ایسا شخص قتل عمد کا ذمہ دار ہوگا o مثلاً ڈاکٹر علاج کی ذمہ داریاں پوری کرنے میں ناکام رہا ہو o جیل کے حکام قیدی کی جان کی حفاظت کرنے میں کوتاہی کے مرتکب ہوئے ہوں o یا مسلسل ضربات بذریعہ تشدد قتل عمد ہے o لیکن ایک یا دو ضربات قتل عمد نہیں ہے o کیونکہ عام حالات میں ایک یا دو ضربات جو چھڑی وغیرہ یا ایسے ہتھیار سے جو موت کا سبب نہ بن سکتا ہو سے لگائی جائیں تو موت کا باعث ہرگز نہیں ہوسکتیں o لیکن اگر کوئی بھاری چیز کسی دیگر شخص پر پھینکی اور موت واقع ہوئی تو یہ قتل عمد ہوگا o کیونکہ بھاری چیز کی ضرب عام طور پر مہلک ہوتی ہے o [1] لیکن ابوحنیفہ کے قول کے مطابق بھاری چیز سے ہلاکت پر قصاص واجب نہیں ہے گویا ان کے نزدیک یہ قتل عمد شمار نہیں کیا جائے گا o اسی طرح امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایسا لوہا جو بغیر دھار ہو سریا وغیرہ سے وار کو قتل عمد تصور کیا ہے o اور ان آلات سے قتل بھی تلوار، خنجر یا تیز دھار آلے کے زمرے میں کیا جائے گا o کدال یا بیلچہ وغیرہ سے اگر لوہا کی طرف سے مارا گیا تو قتل عمد اور لکڑی کی طرف سے مارا گیا تو شبہ العمد ہوگا o [2]

بعض فقہا روایت پر قیاس کو بنیادی اہمیت دیتے ہیں ان کے نزدیک زخم کا اعتبار کیا جائے گا۔ آلہ قتل کا نہیں o کسی شخص کا گلا گھونٹ دینے کے بعد اگر چھوڑ دیا اور اسنے سانس لی تو قصاص نہیں o لیکن اگر مسلسل گلا دبائے رکھا اور موت واقع ہو گئی تو قصاص ہے o [3] پانی میں ڈبو دینے، پہاڑ یا چھت یا اونچی جگہ سے گرائے جانے کی صورت میں قتل کیا گیا ہو تو ایسے معاملات میں حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک قصاص واجب ہوگا o [4] جبکہ دیگر آئمہ قتل کئے جانے کے ظاہری اور واقعاتی عوامل کو سامنے رکھ کر نتائج سے قتل عمد یا شبہ عمد کی دلیل اختیار کرنے کے حق میں ہیں o اسی طرح کوئی شخص قید

---

[1] (امام یوسف، امام محمد، امام شافعی المغنی ج ۷ ص ۶۳۴)　[2] (ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۵)　[3] (المغنی ج ۷ ص ۶۴۱)　[4] (المغنی ج ۷ ص ۶۴۱)

marfat.com
Marfat.com

کر دیا جائے اور بھوک و پیاس سے مارا جائے تو ہلاکت بسبب بھوک پیاس ہوئی اس لئے ایسے قتل کو قتلِ شبہ عمد کی دلیل تصور کرتے ہوئے خون بہا (دیت) کی ادائیگی کا حکم دیا جائے گا اور قصاص نہ ہوگا ۝ [1] لیکن حنبلی نظریہ میں قصاص لیا جائے گا ۝ [2] زہر کھلانے میں زبردستی اور اکراہ کا فعل قتلِ عمد تصور ہوگا ۝ لیکن فقہا کا کہنا ہے۔ کہ یہ تصور کرنا ممکن نہ ہوگا کہ زہر مقتول نے اپنی مرضی سے کھائی ۝ اور اگر مرضی نہیں تو اپنے ہاتھوں سے لی یا قاتل نے خود زہر کھلائی ہے لہٰذا زہر خورانی کے قتل کو قتل شبہ عمد تصور کیا جائے گا ۝ البتہ زہر کھلانے پر ضمان واجب ہوگا ۝ [3] لیکن زہر کھانے والا زندہ بچ گیا تو اسے بطور سرزنش تعزیر ہوگی۔ پانی میں ڈبونے کے نتیجے میں موت پر قصاص واجب ہوگا ۝ لیکن اگر محض پانی میں گرانے سے اور ڈبکیاں آجانے سے موت واقع ہو تو قصاص کی بجائے دیت ہوگی ۝ لیکن کسی شخص کو دوسرے شخص کے قتل پر مامور کیا جائے تو دیت ہوگی ۝ [4] لیکن بعض فقہا کے نزدیک ایسی صورت میں بھی قصاص ہوگا ۝ [5] موجودہ قانون قصاص و دیت میں مسلمان اور مرتد میں فرق نہیں کیا گیا ۝ حالانکہ شریعت کی رُو سے مسلمان کا خون معصوم یا محفوظ قرار دیا گیا ہے ۝ جبکہ مرتد کا خون معصوم نہیں ہے ۝ جو شریعت میں واجب القتل ہے ۝ ایسے قتل میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ جبکہ معاشرتی ناہمواری کا مسئلہ پیدا کرنے کی بجائے مرتد کی سزا حکومت کے ذریعے دلوائی جائے ۝ اگر مقتول کسی شخص کو کہے کہ اسے قتل کر دے اور وہ مقتول کی ایماء پر قتل کر دے تو بھی قصاص واجب ہوگا ۝ (اسے اعانت جرم کہا جائیگا جو دفعہ 109 کے تحت قابل سزا ہوگا) کیونکہ کسی شخص کو کسی جان کا اختیار کسی دوسرے کے ہاتھ میں دینا بھی خلاف شرع ہے ۝ اور ایسا حکم دینے سے خود کو معصوم ثابت نہ کر سکتا ہے۔ شراب کے نشے میں قتل کر دے تو فقہا کے نزدیک قصاص کا موجب ہوگا ۝ لیکن بعض آئمہ کے نزدیک اگر شراب میں ہوش و حواس کھو بیٹھے ۝ تو قصاص واجب نہ ہوگا دیت ہوگی لیکن اس پر شراب پینے کی حد کا نفاذ بھی ہوگا ۝ اسلام نے شراب کو حرام قرار دیا ہے ۝ جبکہ اس کا کثرت استعمال اس بات کا ثبوت قرار پائے گا کہ ایسا شخص شراب کے ذریعے دانستہ قتل کیا گیا ہے ۝ یا شراب پینے کے نتیجہ میں دیگر شخص کے قتل کا سبب بنا ۝ لہٰذا ہمارے نزدیک اس جرم میں قصاص واجب ہوگا ۝ اور اس قصاص میں شدت ہوگی ۝ کیونکہ دوہرے جرم نے جرم کی شدت میں اضافہ کر دیا ۝ اور قتل عمد میں قابل مواخذہ ہوگا ۝ اگر کسی شخص کو زندہ دفن کر دیا جائے تو قصاص ہے ۝ لیکن ایک قول یہ بھی ہے کہ دفن کرنے والے سے قصاص نہیں لیا جائیگا بلکہ اس کی مددگار برادری سے دیت لی جائے گی ۝ [6] اگر کوئی مقتول زخمی کیا گیا اور زخم کے دوران کچھ عرصہ بعد زیر علاج رہنے کے موت واقع ہوئی تو بھی قصاص ہوگا ۝ [7] اسی طرح سوئی چبھو کر مارنے میں نہ قصاص ہے نہ دیت ۝ البتہ زہر آلود سوئی سے ہلاکت قتل عمد شمار

---

[1] (السراج الوہاج ص ۴۷۸) [2] (السراج الوہاج ص ۴۷۸) [3] (المغنی ج ۷ ص ۶۴۴) [4] (امام زفر اور امام شافعی)

[5] (المغنی ج ۷ ص ۶۴۱) [6] (فتویٰ عالمگیری ص ۳۰۰) [7] (ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۶)

marfat.com

Marfat.com

ہوگا۝ کیونکہ اس میں دانستگی کا عنصر پایا جاتا ہے۝! جادو کے ذریعے مارنے میں فقہ حنبلی میں قصاص کا مستوجب ٹھہرایا گیا۝ ۲ گرم پانی میں ڈال کر ہلاک کیا گیا اور مارا گیا تو قصاص ہے۝ ۳ آگ میں ڈال کر نکالا مگر پھر بھی مر گیا تو بھی قصاص واجب ہوگا۝ ۴

کسی قتل کے جرم میں قاتل کا ذہنی ارادہ اس امر سے بھی اخذ کیا جائے گا کہ اس نے قتل کے لئے کون سا ہتھیار استعمال کیا ۝ جسم کے کس حصے پر وار کیا۝ کس طاقت اور شدت سے وار کیا۝ اور کتنی مقدار یا تعداد میں وار کیئے۝ چنانچہ اگر کسی شخص نے بندوق، کلہاڑی خنجر یا تلوار وغیرہ سے قتل کیا تو تسلیم کیا جائے گا کہ قاتل نے بالارادہ قتل کیا ہے۝ اسی طرح کوئی شخص دوسرے شخص کو شراب پلا کر ایسی جگہ مدہوش حالت میں ڈال دیتا ہے جہاں اس کی موت واقع ہونے کے روشن امکانات ہوں مثلاً ریل کی پٹڑی، نہر کے کنارے وغیرہ تو ثابت ہوگا کہ قاتل قتل کرنے کیلئے ذہنی دلچسپی رکھتا تھا۝ اور اس نے قتل کے لئے یہ طریقہ کار استعمال کیا ہے۝ ۵ مقتول کے جسم پر ایسے آلہ سے پے در پے ضربات لگائے کہ اس کی موت واقع ہو جائے اگرچہ مذکورہ آلہ سے عام حالات میں قتل واقع نہیں ہو سکتا۔ مقتول کی قتل کیلئے آمادگی ظاہر کرے گا۝ اگرچہ ایسی ضربات سے عموماً قتل شبہ عمد ثابت ہوتا ہے۝ لیکن ضربات کا تسلسل ایسے قتل کو قتلِ عمد ثابت کرنے کا باعث ہوگا۝ اسی طرح کسی دیگر جرم کے اقدامات کے دوران راز اخفاء ہونے کے نتیجہ میں قتل کر دینا بھی قتل عمد ہوگا اگرچہ قاتل کا ارادہ قتل کا نہ تھا۝ کوئی چور چوری کی غرض سے گیا لیکن مالک کے جاگ جانے پر پکڑے جانے کے خوف سے مالک کو قتل کر دیا۔ تو بھی قتلِ عمد ہوگا۝ کیونکہ ایسے شخص کی نیت جرم کی تھی اور کسی جرم کی بنیاد پر وقوع پانے والا ہر جرم اپنے اصل کی طرف سزا پائے گا۝ اگرچہ شرعی لحاظ سے ایسا شخص اس سزا کا بھی مستوجب ہوگا جن کے بارے میں قرآن نے زمین پر فساد پھیلانے والوں کی اصطلاح استعمال کی ہے۝ جس کی سزا بھی موت ہے۔ جسم کے نازک حصوں پر ضربات کے نتیجہ میں موت بھی قتل عمد شمار ہوگا۝ بعض اوقات بنائے جرم بھی ذہنی طور پر قتل کی دانستگی کا باعث بن سکتا ہے لیکن وہ قتل عمد نہ ہوگا۝ مثلاً کسی کی آبرو اور عزت خراب کرنے کے بدلہ میں قتل عمد نہ ہوگا۝ اپنے دفاع میں کئے جانے والے قتل کو عمد نہ کہا جائے گا۝ کسی عورت کا اپنے بچوں سمیت ارتکاب خودکشی کے نتیجہ میں بچوں کا مر جانا اور خود کا زندہ بچ رہنا قتل عمد کا مرتکب کہلائے گا۝ اگرچہ خودکشی کی بنا وجہ قتل بنی لیکن خودکشی بجائے خود حرام ہے اور حرام فعل کی صورت میں قتل۔ قتل بہ سبب ہونے کی بجائے قتل عمد ٹھہرایا جائے گا۝ اگر ورثا مقتول شہادات کے ذریعے قتل عمد ثابت کرنے میں ناکام رہیں تو قتل شبہ العمد

ا (السراج الوہاج ص ۴۷۸) ۲ (المغنی ج ۷ ص ۶۴۳) ۳ (فتوی عالمگیری ج ۹ ص ۲۹۹) ۴ (المغنی ج ۷ ص ۶۴۳)
۵ (المغنی ج ۷ ص ۶۴۳)

marfat.com
Marfat.com

میں شمار کیا جائے گا○ زیر تفتیش ملزم پر تشدد کے نتیجہ میں ہونے والے قتل کو بھی قتلِ عمد میں شمار کیا جائے گا○ کیونکہ پولیس کو ملزم پر تشدد کرنے کا کوئی قانونی حق حاصل نہ ہے○ لیکن اگر پولیس کسی ملزم کو گرفتار کرنے کیلئے اس پر فائر کرے اور وہ شخص مارا جائے تو قتل عمد کی بجائے قتل بالسبب شمار ہو گا○ درندے کے آگے ڈال کر ہلاک کرنے میں قصاص لازم نہ ہوگی○ البتہ دیت کے علاوہ اس شخص کو قید میں رکھ کر اس قدر مارا جائے کہ وہ آئندہ کیلئے توبہ کرے○ امام یوسف نے ایسے شخص کو قید میں اس وقت تک رکھنے کا حکم دیا جب تک کہ اس کی موت واقع نہ ہو گئی○ [1] لیکن حنبلی نظریہ اس عمل کی مخالفت کرتا ہے○ [2] حاملہ عورت سے قصاص وضع حمل اور بچے کو دودھ پلانے کے بعد لیا جائیگا○ اسی اصول پر رجم کی سزا کا نفاذ ہوتا ہے○ [3]

قتل عمد میں سزا کے لیے قاتل کی شرائط

قاتل کیلئے شریعت کے مطابق شرط ہے کہ

۱۔ وہ عاقل ہو (قاتل اپنے جرم کے بارے میں جانتا ہو اور اسکا ادراک رکھتا ہو)۔ مجنون، پاگل شخص پر قصاص نہیں۔

۲۔ بالغ ہو (گویا قتل عمد کی سزا کا اطلاق دیوانے یا نابالغ پر نہیں (چلڈرن ایکٹ کی دفعہ ۶۸ اور ۷۱ کے تحت ۱۶ سال سے کم ملزم کو سزائے موت نہیں دی جا سکتی اس کی موت کی سزا کی تعمیل کے لیے اسے ۲۱ سال بورسٹل جیل / اسکول میں رکھا جائے گا)۔ نوٹ: اب قانون نابالغان 2002 نافذ ہو چکا ہے۔ جسکے تحت نابالغ ملزم کو چند تحفظات مزید حاصل ہیں۔ تفصیلات دفعہ 308 اور 328 میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) قتل میں قاتل کا مقصود نیت اور ارادہ واضح ہو۔ اور صرف ارادے میں عمد ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کی حدیث مبارکہ کے مطابق (العمد قود) عمد میں قصاص ہے۔ یہاں یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ قتل کی سزا میں رب العزت نے دو سزائیں تجویز فرمائیں۔ ایک انتہائی یعنی قصاص اور دوسری کم درجہ یعنی دیت۔ لہذا قتل کی سزا کا فیصلہ صادر کرتے ہوئے قاضی کو جرم کے انتہائی سنگینی کا احساس کرنا ہوگا۔ نیز عمد اور شبہ العمد کی حیثیت کو واضح کرنا ہوگا۔

۴۔ قتل کا فعل عمد مطلق ہو اور اس میں شبہ کی گنجائش نہ ہو۔

۵۔ قاتل اپنے فعل میں خود مختار ہو۔ گویا بوجہ اکراہ قتل عمد نہ کہلائے گا۔

قتلِ عمد میں سزا کیلئے مقتول کی شرائط

شریعت نے قاتل کی طرح مقتول کیلئے بھی شرائط بیان کی ہیں۔ اگر مقتول مذکورہ شرائط پوری نہ کرے تو قتل عمد میں قصاص

---

۱ (فتویٰ عالمگیریہ ج ۹ ص ۳۰۰) ۲ (المغنی ج ۷ ص ۶۴۱) ۳ (المغنی ج ۷ ص ۷۳۱)

marfat.com
Marfat.com

واجب نہ ہوگا۔

ا۔مقتول قاتل کا جز و نہ ہو یعنی غلام یا لونڈی کے قتل کے بدلے آقا پر قصاص نہیں ہے جبکہ غلام سے اس کے مالک کے قتل کا قصاص لیا جائے گا۔اسی طرح اولاد کے لیے والد پر قصاص نہیں جیسا کہ یہ دونوں شرائط احادیث سے ثابت ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ والد پر اولاد کا قصاص نہیں ہے اور نہ ہی آقا کو اس کے غلام کے بدلے قتل کیا جائے گا۔

۲۔مرتد کے بدلے مسلمان کو قتل نہ کیا جائے گا کیونکہ مرتد حربی کا خون معصوم الدم نہیں ہے۔لیکن مسلمان پر محض ہتھیار اٹھانے والا کافر بھی زندہ نہ چھوڑا جائیگا۔[1] مرتد وہ شخص ہے جو دین میں داخل ہو کر دین سے انحراف کرے۔

۳۔اگر دو مختلف اشخاص کی طرف سے لگائے گئے زخموں سے موت واقع ہو تو قصاص نہیں ہے دیت ہے۔

نوٹ: اس کا انحصار ڈاکٹری نتائج پر منحصر ہے کہ دونوں کے زخموں سے موت واقع ہوئی یا کسی ایک کا زخم موت کا سبب بنا۔یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ دو یا زیادہ اشخاص بھی قتل کی نیت سے قتل کریں تو دونوں پر قصاص ہے۔[2]

سزا میں مساوات

شریعت نے قتل کی سزا اور جزا کے بارے میں جو اصول وضع کیے انکا یہاں بنظر غائر تجزیہ کیا جاتا ہے۔چنانچہ وکتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس وضع اولئک هم الظلمون۔[3]

ترجمہ۔اور لکھ دیا ہم نے ان پر اس کتاب میں۔کہ جی کے بدلے جی، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ ان کے برابر پھر جس نے معاف کر دیا تو وہ گناہ سے پاک ہو گیا۔اور جو کوئی اسکے موافق حکم نہ کرے جو اللہ نے اتارا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

اس آیت کے حوالے سے واضح ہوتا ہے کہ جراحت کے جرائم میں مساوات، برابری کی سطح پر قائم کی گئی ہے۔جسکے درج ذیل اصول فقہا نے وضع کیے ہیں۔

ا۔مرد کو عورت کے قصاص میں۔۲۔بالغ کو نابالغ کے قصاص میں۔۳۔مسلمان کو ذمی کے قصاص میں۔۴۔تندرست کو غیر صحت مند کے۔۵۔بینا کو نابینا کے قصاص میں۔۶۔صحت مند کو بیمار اور اپاہج کے قصاص میں۔۷۔مرد یا عورت کو مخنث (ہیجڑا) کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔۸۔البتہ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام کا قصاص۔۹۔اسی طرح حالت نزع میں بھی اگر قتل کیا گیا تو بھی قصاص واجب ہوگا۔۱۰۔اسی طرح عورت نے مرد کو قتل کیا تو عورت سے

---

[1] (صحیح مسلم ج۱ ص ۹۹) [2] (السنن الکبری بیہقی) [3] (المائدہ ۴۵)

marfat.com

Marfat.com

قصاص لیا جائیگا۔ ۱ ۱۱۔ایک شخص اگر متعدد قتل کرے تو ایک ہی قتل میں قصاص ہوگا ایسی صورت میں ورثا کیلئے بہتر ہوگا کہ وہ تمام مقتولوں کی دیت حاصل کریں۔ ۲ ۱۲۔اسی طرح کسی جماعت نے ایک شخص کو قتل کیا تو ایسی صورت میں تمام جماعت سے قصاص لیا جائے گا حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے ایسے ہی فیصلے صادر فرمائے۔ ۳

عدالتی فیصلے

مشترکہ نیت اور سازش

۱۔کسی پولیس آفیسر کیطرف سے مشترکہ جرم میں کسی ایک ملزم کی بریت کا نظریہ قائم کیا گیا۔ایسا نظریہ عدالت کیلئے پابندی کا باعث نہ ہوسکتا ہے۔ ۴

۲۔بالاواسطہ باہمی سازش کا ثبوت مشترکہ نیت کو ثابت کرے گا یا اس پر واقعاتی شہادتیں انفرادی مجرمانہ فعل یا بے گناہی کو ثابت کرسکیں گی۔

۳۔یہ عام عقلی ثبوت ہوگا کہ مختلف افراد نے مشترکہ نیت لیے مشترکہ فعل سرانجام دیئے۔چنانچہ دیکھنا ہوگا کہ فعل کس نیت سے سرزد ہوا۔مذکورہ زخموں کی نوعیت کے علاوہ کیا ملزم کو معلوم تھا کہ ان زخموں سے موت واقع ہوگی یا عام حالات میں ایسے زخم موت کا سبب بن سکتے ہیں۔نیز ملزم موقع پر موجود تھا اور عملاً شامل تھا اور سابقہ طے شدہ پروگرام کے حوالے سے غیر جانبدار شہادتوں اور ثبوت کو تسلیم کیا جائیگا۔ ۵

۴۔مشترکہ نیت ثابت کرنے لیے یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ مشترکہ نیت اور ایک جیسی نیت میں واضح فرق ہے۔جسکے لیے مضبوط شہادتوں کی ضرورت ہوگی۔ ۶

۵۔اگر تمام ملزمان مشترکہ تجویز کے عین مطابق آتشیں اسلحہ سے موقع پر فائر کے نتیجہ میں قتل کریں۔تو یہ مشترکہ ذمہ داری تصور ہوگا۔لیکن جہاں گواہ خود زخمی ہو تو وقوعہ کا خود ساختہ ہونا ثابت نہ ہوتا ہے۔ایسے میں سزا دفعہ 149-148 میں مشترکہ ذمہ داری کے حوالے سے مزید سخت ہوگی۔ ۷

۶۔مشترکہ نیت میں یہ بھی ضروری ہے کہ ملزم کسی غیر قانونی اجتماع کا رکن ثابت ہو۔ ۸

۷۔اگر کوئی زخم وجہ موت بن جائے تو وجہ قتل ثابت ہوکر قتل عمد کہلائے گا۔لیکن اگر زخم عام حالات میں قتل کا موجب نہ بن سکتا ہو تو قتل خطا شمار ہوگا۔ ۹

---

۱ (فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۲۹۹۔ہدایہ ج۴ ص۲۶۳۔المغنی ج۷ ص۶۷۹) ۲ (ہدایہ ج۴ ص۵۲۷) ۳ (المغنی ج۷ ص۶۷۱۔فتاویٰ عالمگیری ج۹ ص۲۹۸)

۴ 1995PCRLJ18 ۵ PLD1976SC452-1973SCMR69-1995PCRLJ765 ۶ 1995PCRLJ755-1978SCMR49

۷ 1980PCRLJ532-PLD1976SC452-PLD1977SC507 ۸ 1995PCRLJ2066 ۹ 1980PCRLJ490

marfat.com

Marfat.com

۸۔ کوئی شخص مکہ پیٹ میں مارنے سے اندرونی اعضاء کے زخم کے سبب مر گیا تب بھی قتل خطا شمار ہوگا کیونکہ مکہ سے عمد ثابت نہ ہوتا ہے۔ [1]

۹۔فوری اشتعال

قانون قتل کے جواز کو عمومی مستثنیات کے حوالے سے معاف کرتا ہے۔ مثلاً فوری اشتعال اور مجبوری اگر اس میں غیرت کا معاملہ بھی شامل ہو تو قتل کیلئے قاتل کو تحفظ دیتا ہے۔ کیونکہ یہ معاملات خالصتاً نفسیاتی ہیں اور ایسے معاملے میں معاشرتی اقدار کا خیال رکھنا ممکن نہیں رہتا۔ اس میں تین بنیادی اصول سامنے رکھنے ہونگے۔

۱۔ وجہ اشتعال ۲۔ خود پر قابو نہ رکھ سکنا ۳۔ اشتعال کا جواب اسی مناسبت سے

فوری اشتعال کی عمومی صورتیں اسطرح ہو سکتی ہیں۔

۱۔ کوئی عورت اغواء ہونے کے بعد کسی غیر مرد کو بند کمرے میں جنسی زیادتی سے روکنے یا خوف کے نتیجہ میں مذکورہ شخص کو قتل کر دے۔

۲۔ جب دو میاں بیوی کے درمیان تقسیم جائیداد کی تلخی کئی روز سے جاری تھی۔ یہاں تک کہ عورت کیطرف سے خاوند کو ذہنی اذیت کا تسلسل قائم تھا۔ جس پر خاوند قتل پر مجبور ہو گیا۔

۳۔ کسی شخص کا قاتل کی توہین کرتے ہوئے جوتے سے مارنا نتیجہ میں غصہ پر قاتل نے اپنی جیب میں موجود چھوٹے چاقو کے ذریعے جوابی حملہ کیا اور قتل ہو گیا۔ جبکہ ایسی کوئی شہادت بھی صفحہ مثل پر نہ پائی گئی کہ قاتل قتل کی نیت پر تھا۔

۴۔ قرآن حکیم کی بے حرمتی فوری اور شدید اشتعال کا سبب بن گئی اور نتیجہ میں قتل ہوا۔

درج ذیل صورتوں میں فوری اشتعال کا فائدہ نہیں دیا جا سکتا۔

۱۔ کوئی ملزم اپنی بہن کے غلط تعلقات کو جانتا ہو۔ لیکن وہ اپنے گھر سے کلہاڑا اٹھا کر بہن کے گھر میں داخل ہو کر اپنی بہن اور اسکے محبوب کو قتل کرتا ہے۔ ایسی صورت کو اشتعال محض کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اس پر نتیجہ پر فوری قتل کا اطلاق اس ضمن میں زیادتی شمار ہوگا۔

۲۔ جب بیوی، بہن، بیٹی یا ماں کی عزت اور عفت میں خلل پیدا جائے تو فوری صدمہ یا اشتعال کی صورت میں غیرت پر قتل قرار دیا جا سکتا ہے۔ جسکی سزا دفعہ 304 تعزیرات پاکستان میں دی جائیگی۔

۳۔ کسی طلاق زدہ عورت کے ساتھ سابقہ خاوند کی غیرت کا معاملہ غیر اخلاقی اور غیر قانونی تصور ہوگا۔ اور اسکو غیرت کا معاملہ قرار نہ دیا جا سکے گا۔

---

[1] 1980PCRLJ490

marfat.com
Marfat.com

۴۔ محض گالیاں دینا یا بری باتیں کرنا بھی قتل کا سبب نہیں بن سکتا۔

۵۔ محض شک کی بنیاد کو بھی غیرت میں قتل کیلئے فوری اشتعال کا جواز تصور نہیں کیا جا سکتا۔

اچانک اشتعال کے مقدمات میں خود ساختہ کہانیاں موجود پائی جاتی ہیں۔ لہذا کسی شخص کے موقع پر کھڑے ہونے سے منع کرنے کو فوری اشتعال کے حوالے فائدہ نہیں دیا جا سکتا۔ ا ایسے معاملات میں قانون نے سزا میں تخفیف سے بھی گریز کیا۔ ۲ سخت ناگہانی اور اشتعال طبع کے سبب مجرم کو اپنے پر ضبط کرنے کی قدرت نہ رہی ہو، اور وہ اس شخص کو ہلاک کردے جسکے باعث وہ اشتعال میں آیا ہو۔ وہ اشتعال ایسا نہ ہو جو قانون کی تعمیل میں کیا گیا ہو یا سرکاری ملازمت کے اختیار حاصل شدہ کے مطابق کیا گیا ہو۔ وہ اشتعال طبعی اس حوالے سے نہ ہو کہ جو استحقاق حفاظت خود اختیاری کے نفاذ میں جائز کیا گیا ہو۔

اشتعال ناگہانی

ا۔ سخت ناگہانی اور اشتعال طبع کے سبب مجرم خود پر ضبط کرنے کی قدرت نہ رکھ سکا ہو۔ اور وہ اس شخص کو ہلاک کردے۔ جس کی وجہ اشتعال ہو۔

۲۔ وہ اشتعال ایسا نہ ہو جو قانون کی تعمیل میں کیا گیا ہو۔ یا سرکاری ملازمت کے اختیار میں کیا گیا ہو۔

۳۔ وہ اشتعال طبعی اس حوالے سے نہ ہو۔ جو استحقاق حفاظت خود اختیاری کے نفاذ میں جائز تصور کیا جاتا ہے۔

چنانچہ جہاں پر شدید اور اچانک اشتعال کا عذر جائز طور پر پیش کیا گیا۔ وہاں قتل عمد نہ رہا۔ ۳

۴۔ کسی فوری اشتعال کے نتیجہ میں خود پر قابو نہ رکھ سکے۔ اور قتل کردے جس کی وجہ سے اشتعال واقع ہوا۔ یا

۵۔ وہ فوری اشتعال کے لیے یہ معذرت ہرگز نہ کر سکے گا۔ کہ وہ کسی اور کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ یا

۶۔ یہ اشتعال کسی ملازم سے دوران ڈیوٹی سرزد نہ ہوا۔ یا

۷۔ یہ اشتعال کسی قانونی اقدام یا کسی حقوق کے تحفظ یا حفاظت خود اختیاری میں ہوا ہو۔ یا

۸۔ یہ اشتعال کسی دوسرے شخص کو قتل کے جرم سے روکنے کا باعث ہوا ہو۔ ان تمام صورتوں میں یہ واضح کرنا ضروری نہیں کہ اشتعال فوری قتل کے علاوہ کسی دیگر نتیجہ سے کمتر نتائج کیلئے روکا نہ جا سکتا تھا۔

۹۔ ساٹھ سالہ بوڑھے نے نوجوان عورت کو گالیاں دیں جس کے نتیجہ میں نوجوان مرد نے اس بوڑھے شخص کو جوتوں سے مارا اور وہ مر گیا تو فوری اشتعال کے ضمن میں قتل خطا شمار کیا گیا۔ ۴ اس نوعیت میں بوڑھے شخص کو جوتوں سے مارنا عزت

۱۰۔ اپنی بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ تانگے میں جاتے دیکھ کر اوسان کھو بیٹھنا اور فوری اشتعال میں قتل کا باعث ہونا بھی

ا 1978PCRLJ905-1979SCMR210 ۲ 1978PCRLJ470-1979SCMR35 ۳ (PLD1995QT83)PLD1971LH883

۴ PLD1967SC18-1980PCRLJ357

marfat.com

Marfat.com

نفس کے حوالے سے بھی قابل مواخذہ ٹھہرنا چاہیے۔ قتل عمد قرار نہیں پاتا۔ عموماً اچانک اشتعال اور غیرت کے معاملات میں اوسان خطا ہونے کی صورت میں عدالتیں سزا میں تخفیف کا جائزہ لیتی ہیں۔ ۲

۱۱۔ کھلی لڑائی کی بنیاد پر اچانک قتل دانستگی شمار نہیں ہو سکتا۔ لیکن عدالتوں نے اسے شہادتوں میں ضروری ضوابط کی موجودگی میں فائدہ دینا مناسب تصور کیا ہے۔ ۳ چنانچہ اچانک لڑائی میں ملزم کی طرف سے چھری کا استعمال وجہ قتل بنے تو قتل عمد شمار نہ ہوگا۔ ۴

۱۳۔ حفاظت خود اختیاری

حفاظت خود اختیاری ایک ایسا قانونی حق ہے جو عموماً قتل کے مقدمات میں بہترین دفاع تصور کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ملزم نے دفاع میں خود اختیاری کا جواز نہ بھی پیش کیا ہو۔ تو جج کو شہادت پر گہری گرفت کرتے ہوئے اگر محسوس ہو کہ قتل حفاظت خود اختیاری کا بنتا ہے تو یقیناً فیصلہ اسی بنیاد پر کرنا ہوگا۔ عموماً یہ جواز ابتدائی سماعت میں پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ جواز اپیل میں اٹھانے کی اجازت نہ دی گئی۔ لیکن اکثر عدالتوں نے فوجداری مقدمات میں حفاظت خود اختیاری کا جواز اپیلوں میں بھی اٹھانے کی اجازت دی۔ اور اسی طرح متبادل مقدمہ میں بھی یہ جواز دفاع میں لایا جا سکتا ہے۔
حفاظت خود اختیاری کیلئے اچھی نیت اور درست سوچ کا عمل دخل بھی نہایت اہم ہے۔ حفاظت خود اختیاری محض انسانی جان تک محدود نہیں بلکہ یہ حق حفاظت مال، جائیداد، قبضہ، راستہ، روشنی، پانی، غیر قانونی حراست اور گرفتاری وغیرہ میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر ایسا شخص خود حملہ آور یا جارح ہو تو اسے حق خود اختیاری کے استعمال کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اور نہ ہی جارح کے مقابل مذکورہ فعل سے زائد دفاع کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔
جب ذاتی دفاع کا معاملہ ہو تو قانون حفاظت خود اختیاری کا حق دیتا ہے اس کے لیے ثابت کرنا ہوگا کہ ملزم کی منشا قتل یا زخمی کرنا نہ تھی۔ ۵ چنانچہ کسی قتل میں ملزم نے حق دفاع استعمال کیا تو یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ پہلا اقدام کس کا تھا۔ ۶ جب مقتول کی جائیداد کی خریداری کے معاملے میں مرحوم کے بھائیوں سے محض چاقو کا ایک وار ثابت ہے تو سزا دفعہ 304 میں دی گئی۔ ۷ کسی جگہ پر بدنام شخص کا کھڑا ہونا معیوب تصور کیا جاتا ہے۔ ایسے میں قتل فوری تپش کا سبب قرار دیا جا سکتا ہے۔ ۸ جب قتل کرنا مقصود نہ ہو لیکن حفاظت خود اختیاری میں ایسی صورت پیش آ جائے تو قتل عمد شمار نہ ہوگا۔ ۹

---

۱ PLD1980PCRLJ1061/214-PLD1977Lah153 ۲ 1980PCRLJ232 ۳ 1994PCRLJ1558 ۴
1994PCRLJ2279 ۵ 1994PCRLJ1640 ۶ 1992PSC(CR)480/484 ۷ 1994PSC(CR)694
۸ 1979SCMR210-1980PCRLJ532 ۹ 1994PCRLJ1644-1991MLD179

marfat.com
Marfat.com

۱۴۔ شہادت

قتل کے جرائم میں ثبوت کیلئے یا تو اقرار جرم ضروری ہوگا۔ بصورت دیگر جرم پر شہادات طلب کی جائیں گی۔ جس پر عدالت کو اپنا فیصلہ صادر کرنا ہوگا۔ قتل کے جرم کی تفتیش میں جہاں دیگر شہادت ہائے واقعاتی وچشم دید اہمیت کی حامل ہیں۔ وہاں پر جسم انسانی پر آئے ہوئے زخموں کی نوعیت بھی قابل قدر کردار ادا کرتی ہے۔ جرم کی تفتیش میں زخم کی نوعیت بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ چنانچہ فوجداری مقدمات میں جرم کے ثبوت کیلئے تمام تر ذمہ داری استغاثہ پر عائد ہوتی ہے۔ استغاثہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مقدمہ میں ملزم کے خلاف کوئی دروازہ برائے فرار کھلا نہ چھوڑے چنانچہ کسی جرم کی کہانی کا ہر نقطہ نگاہ سے مکمل اور بلا کم وکاست ہونا ضروری ہے۔ اور ایسے معاملات (Must be) اور (May be) کے درمیان نہیں ہونے چاہئیں۔ چنانچہ ایسے مواقع پر جرم کی سزا تجویز نہیں کی جاسکتی۔ جس میں شہادات مشکوک اور تضاد کا شکار پائی جائیں۔ ایسی تمام صورتوں میں شک کا فائدہ صرف ملزم کو حاصل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ شک کی بنیاد پر سزا کا کوئی تصور موجود نہیں۔ نیز شہادتوں پر صرف تسلیمی (Admissible) حیثیت میں انحصار کیا جاسکتا ہے۔ نیز شہادات میں واقعات کی مطابقت اور روانی پائی جانی چاہیے۔ چنانچہ جب ملزم مناسب دفاع نہ کرسکتا ہو۔ اور مقتولین اسکے والد کی زندگی کے لیے خطرہ بن چکے ہوں۔ تو دفعہ ۱۰۶ تعزیرات کا فائدہ دے کر ملزم بری کر دیے گئے۔ [۱] کوئی ملزم صفائی کی شہادت کے بغیر بھی حق دفاع ثابت کرسکتا ہے۔ [۲] جب وقوعہ کی شہادت متضاد ہوں اور سازش کی شہادت بھی ثابت نہ ہوتو ملزم کی بریت کے خلاف اپیل خارج ہوگئی۔ [۳] ملزم نے دفعہ 342 ضابطہ فوجداری میں اقرار کیا لیکن اقراری بیان کو تفصیلی غور سے عدالت ماتحت نے نہ دیکھا۔ قتل اچانک لڑائی کی بنیاد پر ہوا۔ ایسے ملزم کو 302 سے بری کرتے ہوئے 304 (II تعزیرات پاکستان) میں سزا سنائی گئی۔ [۴] جب سابقہ دشمنی کا ثبوت موجود نہ ہوتو فوری لڑائی کے جواز سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ [۵] جب شہادت اور FIR میں فرق ہوتو شک کی بنیاد پیدا ہوگی۔ [۶] گواہ قاتل کے ہاتھ میں چاقو کا ذکر کرے لیکن چاقو کے وار کی وضاحت نہ کرے اور وقوعہ رات کا ہو جب کہ میڈیکل رپورٹ آلہ قتل کو کوئی ٹھوس چیز بیان کرتی ہوتو چاقو کی بنیاد پر فیصلہ نہ دیا جائیگا۔ [۷] جب آلہ قتل ایسا خطرناک ہتھیار تصور نہ کیا جائے تو قتل عمد میں سزا نہ ہوگی۔ جب تک کہ اس کے تسلسل میں ضربات کا ثبوت نہ پایا جائے۔ [۸] قاتل پر محض گالیاں دینے کا الزام ہو اور مقتول قاتل کی چھاتی پر سوار بھی ہوتو شریک ملزم اگر مقتول کے چوتڑوں پر حملہ کرے اور نتیجہ میں قاتل مقتول کی گرفت سے آزاد ہوکر چھاتی پر چاقو سے وار کرے تو قاتل مستوجب قتل ہوگا۔ [۹]

---

۱ 1994SCMR1161 ۲ 1994SCMR1733/1096 ۳ 1994SCMR406 ۴ 1995SCMR137 ۵ 1995SCMR853

۶ 1994PSC(CR)704 ۷ 1994PSC(CR)700 ۸ 1994PSC(CR)594 ۹ 1994PSC(CR)560

marfat.com

Marfat.com

چنانچہ قتل شبہ عمد میں وجہ قتل میں دانستگی یا عمد نہ پایا جائیگا۔ تو فریق کا حق دفاع وجہ تضاد نہ بن سکے گا۔ ۱

۱۵۔ اچانک لڑائی

تعزیرات میں ایک استثناء اچانک لڑائی کا معاملہ بھی ہے۔ اگر چہ لڑائی (Fight) کی تعریف کوڈ میں بیان نہیں کی گئی۔ لیکن عموماً کم ازکم دو مخالف لوگوں یا پارٹیوں کے درمیان تشدد آمیز تصادم لڑائی کہلاتا ہے۔ اگر چہ اس میں ضروری نہیں کہ کوئی ہتھیار بھی استعمال ہوا ہو۔ لڑائی محض گالی گلوچ بھی ہوسکتی ہے۔ لیکن فوری اشتعال کا آنا ایسے امور میں ضروری تصور نہیں جاسکتا۔ ایسی صورت میں حفاظت خود اختیاری کا معاملہ مخصوص مناسبت سے اٹھایا جاسکتا ہے۔ لہذا ایسے معاملات میں قتل کے لیے نیت کا عمل دخل ثابت نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی جذبات یا فوری اشتعال اس امر میں کوئی اہمیت رکھتا ہے۔ اور اس طرح مشکوک پیدا شدہ حالات کا فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسا فائدہ اسی صورت حاصل ہوگا۔ جب لڑائی کی نسبت فوری جذبات کو ظاہر کیا جائے۔ اور مذکورہ لڑائی کسی سابقہ دشمنی یا نیت کا شاخسانہ نہیں تھا۔ چنانچہ

آزادانہ لڑائی جب کہ قاتل اور مقتول میں دشمنی کا جواز موجود نہ ہو تو بھی قتل عمد شمار نہ ہوگا۔ ۲ اسی طرح قاتل اور مقتول کے درمیان زیادتی کے عمل کی نشاندھی موجود نہ ہو اور اچانک لڑائی کا معاملہ ہو تو سزا میں زیادتی کی بجائے تخفیف کر دی جائیگی۔ ۳ اچانک لڑائی اور جھگڑے میں واضح فرق ہے کیونکہ لڑائی سے مراد زبانی جھگڑا ہے جس میں آلات لڑائی کا اضافہ ہوتا ہے۔ جب کسی شخص نے توہین محسوس کی تو جھگڑے میں اضافے کا سبب بن گیا۔ ۴ اسی طرح واقعات اور لڑائی میں استعمال ہونے والے ہتھیار قتل کی نوعیت کے حوالے سے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ ۵ قاتل نے ہتھیار کا ایک دفعہ استعمال کے بعد دوبارہ استعمال نہ کیا تو بھی قصاص واجب نہ ہوگا اگر ہتھیار خطرناک ثابت نہ ہو۔ ۶

۱۶۔ ایمان وعزت کا معاملہ

اسی طرح ایک بدمعاش نے کسی کی عورت کو پکڑا اور اس عورت نے اپنے شوہر یا بھائی یا باپ کو اس بدمعاش کی زیادتی کو بیان کیا جس بے عزتی پر اشتعال شدید فطری عمل تھا چنانچہ قتل عمد شمار نہ ہوا۔ کس مسلمان کے سامنے قرآن الحکمت کی بے حرمتی یا تذحیق کرنا فوری اشتعال کا سبب ہوسکتا ہے۔ یہ ایمان کا تقاضا ہے۔ اسی طرح دشنام طرازی پر اشتعال کیلئے مذکورہ دشمن کی تعلیم، عمر اور طرز زندگی مدنظر رکھ کر فوری اشتعال کا سبب تسلیم کیا جاسکتا ہے کیونکہ عام حالات میں دشنام طرازی پر اشتعال ممکن نہیں ہے۔ اشتعال انگیزی کو تسلیم کرنے کے لئے یہ اصول سامنے رکھنا ہوگا کہ اگر یہی عمل ایک عام آدمی پر ہو تو وہ کیا نتیجہ پیش کرتا۔ اگر ملزم نے مدافعت کا حق استعمال کیا ہو اور اس سے تجاوز نہیں کیا تو قتل عمد شمار نہ ہوگا۔

---

۱ 1994PCRLJ1640 ۲ 1994PCRLJ1558 ۳ 1994PCRLJ2279 ۴ 1980PCRLJ251-1275 ۵ 1980PCRLJ368

۶ 1980PCRLJ1075 ۷ PLD 1971 LH 883 ـ 1972 PCRLJ (LH) 30 ـ 1968 PCRLJ (LH) 119

marfat.com
Marfat.com

چنانچہ اگر ایک فریق مارتا رہا اور دوسرا فریق مار کھاتا رہے۔ یہ لڑائی کے معنوں میں نہ ہوگا۔ اگر ملزم نے لڑائی کے نتیجہ میں ناجائز فائدہ نہ اٹھایا ہو اور نہ ہی ظالمانہ یا غیر معمولی طرز عمل اختیار کیا ہو تو یہ قتل عمد نہ ہوگا۔ اگر ملزم نے ایک ضرر کے بعد دوسرا ضرر جسمانی نہ پہنچایا ہو تو ثابت کیا جا سکتا ہے کہ یہ قتل عمد نہ تھا۔[1]

مقتول کی رضامندی میں قتل

عموماً اس قسم کے قتل انسانی فطرت کی وحشی جبلت اور بدلے کی آگ میں اندھے ہونے کی صورت میں انسان کے مذکورہ فعل نے خود گزرنے کی ہمت نہ پاتے ہوئے قاتل سے ہم سازش ہو کر اپنی دشمنی کی آگ ٹھنڈی کرنے کیلئے دیگر لوگوں کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ لیکن اس کے لیے قاتل کا محض یہ کہہ دینا کافی نہ ہوگا۔ کہ مذکورہ نے یہ قتل مقتول کی خواہش پوری کرنے کیلئے کیا۔ بلکہ اسے اس امر کو پایہ ثبوت کو پہنچانا ہوگا۔ کہ مذکورہ فعل ہم سازش شخص کی ایماء پر یا مقتول کی خواہش پوری کرنے کیلئے سرانجام ہوا۔ جیسا کہ قاتل نے اقرار کیا کہ اسنے اپنے سوتیلے باپ کو اسکی مرضی سے محض اسلیے قتل کیا کہ اسکا مقصد مذکورہ قتل کی صورت میں دیگر بے گناہ افراد کو پھانسی کی سزا دلوانا تھا۔ اسی طرح اگر میاں بیوی آپس میں اکٹھے مرنے کا معاہدہ کرلیں تو عورت کے قتل ہونے کے بعد اور مرد کے خودکشی کرنے سے قبل پولیس کے پاس گرفتاری کے نتیجہ میں مذکورہ جرم قتل عمد کی بجائے دفعہ 304 تعزیرات پاکستان میں قرار دیا گیا۔ لیکن اگر دو محبوب نابالغ ہوں اور سولہ سال کی عمر میں ایک دوسرے سے علیحدگی کے خوف میں ایک دوسرے کو قتل کرنے کے عہد کے ساتھ ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ جبکہ دوسرا خودکشی نہ کر سکا تو سزا قتل عمد میں قصاص کی بجائے عمر قید ہوئی۔

سرکاری ملازم کا اختیار سے تجاوز

عموماً پاکستان یا ایسے ہی دیگر ترقی پذیر ممالک میں جہاں عوام میں قانون کا شعور موجود نہ ہے۔ یا اس قدر بیدار نہ ہوا ہے کہ لوگ اپنے آئینی حقوق کے حوالے سے تحفظات کا تقاضا کر سکیں۔ عموماً سرکاری ملازمین اپنے اختیارات کا ناجائز اور غلط استعمال کر کے نہ صرف لوگوں کے ذہنی نقصان اور اذیت کا باعث بنتے ہیں بلکہ اکثر اوقات بے شمار قیمتی جانوں کے زیاں کا باعث بھی بن چکے ہیں۔ مثلاً جلوس پر تشدد، لاٹھی چارج اور بلا جواز فائرنگ کے نتیجہ میں بے گناہ جانیں تلف ہو جاتی ہیں۔ جس میں سرکاری اہلکار موقع پر ایسے اقدام کرنے کے قانوناً حقدار نہ تھے لیکن عوام کی خاموشی کے نتیجہ میں خود ساختہ جواز پر خون ناحق کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مذکورہ سرکاری ملازم نے اپنے سرکاری اختیارات سے تجاوز کیا یا جلوس میں موجود لوگوں کے احتجاج سے نپٹنے کیلئے جس قدر طاقت کا استعمال ضروری تھا۔ اس سے تجاوز کیا گیا تو یہ معاملات قتل کے جرم ثابت ہونگے۔ اور ایسی صورت میں پبلک سرونٹ کی حیثیت کا فائدہ حاصل نہ

1- PLD1949 KR 162 - PLD 1968 LH 385 - 1968 PCRLJ 1469 - PLD 1966 LH 263 - 1972 PCRLJ (LH) 1025

marfat.com
Marfat.com

کیا جا سکے گا۔ حالانکہ انتظامی معاملات میں سرکاری اہلکاروں کو پبلک املاک یا انسانوں کے تحفظ میں گولی چلانے وغیرہ کے وسیع تر اختیارات حاصل ہیں اور ایسے قتل میں مذکورہ اہلکاروں کو قانونی تحفظ حاصل ہے۔ اسی طرح اگر کسی غیر قانونی حکم پر عمل پیرا ہو کر بھی کسی غیر کی زندگی سے کھیلا گیا تو قتل کے جرم سے مذکورہ اہلکار نہ بچ سکے گا۔ اس سلسلہ میں ذوالفقار علی بھٹو کا معاملہ ایک بہترین مثال دی جاسکتی ہے۔ نیز پولیس کے زیرِ حراست ٹارچر وغیرہ کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن اگر ٹارچر کے دوران زیرِ حراست شخص قتل ہو گیا تو یہ مذکورہ پولیس اہلکار کیلئے اختیار سے تجاوز سے شاخسانہ پر قتل کا جرم قرار پائے گا۔ کیونکہ قانون کا بہترین اصول یہ ہے کہ جارح کو کسی استثنیٰ کا فائدہ نہیں دیا جا سکتا۔

دفعہ ۳۰۱ ایسے شخص کے علاوہ جس کی موت کا قصد کیا گیا ہو، دوسرے شخص کی موت کا باعث ہونا

(Causing Death of Person Other than the person whose death was intended)

جب کوئی شخص کوئی ایسا کام کرے جس سے اس کا قصد ہو یا وہ علم رکھتا ہو کہ اس سے موت واقع ہونے کا امکان ہے، کسی ایسے شخص کی موت کا باعث بن جائے جس کی موت کا باعث بننے کا نہ تو اسنے قصد کیا اور نہ ہی وہ جانتا ہو کہ اسکے باعث بننے کا امکان ہے۔ تو مجرم کی طرف سے کیا گیا ایسا کوئی فعل قتل عمد کا مستوجب ہوگا۔

تشریحات

یہ بھی قتل عمد کی ایک قسم ہے جس میں اگرچہ قاتل اس شخص کو قتل نہیں کرنا چاہتا جو کہ سامنے آجانے کے باعث قتل ہو جاتا ہے لیکن مجرم اس کا مذکورہ فعل کیونکہ قتل کرنا ہی تھا۔ اگرچہ اصل شخص نشانہ نہ بن سکا۔ یہ بھی قتل عمد شمار ہوگا مثلاً قاتل الف۔ ب کو قتل کرنا چاہتا ہے لیکن جونہی وہ ب پر حملہ آور ہوتا ہے۔ ج درمیان میں آجاتا ہے اور قتل ہو جاتا ہے تو ملزم قتل عمد کا سزاوار ہوگا۔ ملزم اگرچہ موقعہ پر قتل کرنے کی نیت سے مقتول کے گھر میں داخل نہ ہوا تھا۔ لیکن مالکان کے اچانک جاگ اٹھنے سے فائر کیا جس سے قتل ہو گیا تو بھی قتل عمد تصور ہوگا۔ اسی طرح قاتل ایک گھر میں الف کو قتل کرنے کی نیت سے گیا لیکن غلطی اور مغالطے میں ب کو قتل کر دیا۔ الف نے ب کو شربت میں زہر ملا کر دیا لیکن ب کی بجائے شربت ج نے پی لیا۔ تو قتل عمد ہے۔

اگرچہ اس دفعہ میں مذکورہ جرم بظاہر قتل خطاء یا قتل سبب محسوس ہوتا ہے۔ لیکن اس میں قاتل کی نیت بغرض قتل وہ بنیادی وجہ ہے جو اسے قتل عمد کے زمرے میں لا کھڑا کرتا ہے کیونکہ خطاء کی اساس اور بنیاد جائز اور درست فعل پر لاعلمی کی صورت میں ہے۔ نہ کہ کسی جرم یا غلط فعل پر۔ لہذا ایسے جرائم میں خطا کا عنصر موجود نہیں ہے۔ چنانچہ اصول وضع

marfat.com
Marfat.com

ہوا کہ اگر مذکورہ جرم کا ارتکاب بوجہ گناہ ہے تو یہ غیر معتمد ہے اس معاملہ میں بعض فقہا قصد کے ساتھ ادراک اور اختیار کی شرائط بھی لگاتے ہیں کہ مذکورہ مجرم جرم کی نیت کے ساتھ طاقت اور اس کا اختیار بھی رکھتا ہے۔ لہذا اس مسئلہ کی بنیاد رسول ﷺ کا وہ فرمان ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اور ہر انسان کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔

حنفی، حنبلی اور بعض شافعی فقہا قتل اور قتل کے علاوہ دیگر جرائم میں قصد کے علاوہ معین اور غیر معین میں کوئی فرق نہیں کرتے، اس لئے مجرم کا ارتکاب جرم / فعل قتل سے کسی معین شخص کے قتل کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔ اگر اس کا نتیجہ فعل قتل کی صورت میں ظاہر ہو تو وہ بہر حال قتل عمد ہے۔ ۱ چنانچہ یہ اصول اس بنیاد پر قتل عمد کی وجہ قرار پاتا ہے کہ مجرم قتل کے ارادہ اور نیت سے حملہ آور ہوا۔ اگر چہ اس قتل کے فعل کے نتیجہ میں وہ شخص قتل نہ ہوا جس کے قتل کی نیت سے قاتل نے مذکورہ فعل انجام دیا۔ یہی وجہ ہے کہ عورت کو قتل کرنے کی کوشش میں عورت کی گود میں موجود بچہ قتل ہو گیا تو ملزم کو قتل عمد کی سزا دی گئی۔ حالانکہ قاتل عورت کو قتل کرنا چاہتا تھا بچے کو نہیں۔ ۲

تعزیرات پاکستان کی دفعہ 301 قانون ہذا سے مطابقت رکھتی ہے۔ انگلش قانون دانوں نے اس قسم کے قتل کو نیت کی منتقلی (Transmigration) کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ ایسا شخص جب کسی بدنیتی کی بنیاد پر کوئی غلط فعل سرانجام دینے اور قتل کرنے کی نیت سے عمل پیرا ہوتا ہے۔ خواہ اسکا مطلوبہ نتیجہ حاصل نہ ہو اور وہ کسی تیسرے شخص کو زخم پہنچانے یا جان سے مار دینے کا سبب بنے تو وہ اس جرم کا سزایاب ہوگا جسکی اس نے نیت کی۔ چنانچہ اس معاملے میں سزا تک پہنچنے کیلئے ملزم کی بنیادی نیت اور علم کو اہمیت دی جائیگی۔ ایسے جرائم میں دفعہ 301 کے تحت ثبوت کے نتیجہ میں مجرم دفعہ 302 تعزیرات پاکستان میں سزا کا مستحق قرار پائے گا۔

لیکن اگر نوعیت اس حد تک مختلف ہو۔ کہ ملزم کی نیت قتل کی نہ تھی۔ بلکہ محض زخمی کرنا مراد تھا۔ تو ایسے میں دوسرا شخص جو اچانک جھگڑے میں چھڑوانے کیلئے داخل ہوا اور مارا گیا۔ ایسی صورت میں قتل مستوجب سزا قابل قصاص نہ ہوگا۔ کیونکہ ملزم کی نیت قتل کی نہ تھی۔

مشترکہ نیت قتل کی صورت میں تمام قاتل 302/34 تعزیرات پاکستان میں مستوجب سزا ہونگے۔ ایسے جرائم کے ثبوت کیلئے دیکھنا ہوگا۔ کہ

۱۔ وہ شخص جس کے فعل سے جرم سرزد ہوا۔ وہ فعل موت کے وقوع کا باعث تھا۔

۲۔ وہ ایسے شخص کے قتل کا باعث ہوا۔ جسے وہ قتل کرنے کا ارادہ نہ رکھتا تھا۔

---

۱ (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۲۳۳) ۲ PLD1962LH498 - PLD1953LH63

marfat.com
Marfat.com

۳۔ فعل مذکورہ ملزم سے ہی سرزد ہوا۔

جیسا کہ دفعہ ہذا میں ایسا قتل جس میں قاتل کا مذکورہ شخص کو قتل کرنے کی کوئی نیت نہیں ہوتی۔ لیکن قاتل کا نشانہ کسی دیگر شخص کی موت کی وجہ بن جاتا ہے۔ ایسی صورت میں بھی قتل عمد قرار دیا گیا۔ اور یہ صرف اسلیے کہ قاتل اپنے فعل میں قتل عمد کی نیت رکھتا تھا۔ اگرچہ موت کا سبب کوئی اور شخص بن گیا۔ لہذا کسی جرم کی نیت کی بنیاد پر کسی نتیجہ کیلئے عدالت کو وہی فیصلہ کرنا ہوگا۔ جس کی مجرم نے نیت کی۔ چنانچہ جب ملزم کی منشاء مقتول کو قتل کرنے کی نہ تھی۔ لیکن کسی دیگر شخص کے قتل کرنے کی نیت کے ساتھ نشانے کے چوک جانے سے مقتول مارا گیا تو ایسا قتل ناحق قاتل کے خلاف قتل عمد شمار کیا جائے گا۔ کیونکہ قتل کی نیت البتہ قتل عمد کی تھی۔ اور مقتول کی زندگی نے غلطی سے وفا نہ کی۔ اسی طرح اگر نشانہ لگانے والے کی نیت کسی انسان کو قتل کرنا نہ تھی۔ بلکہ کسی شیطانی قوت یا جانور کو مارنا مقصد تھا لیکن نشانہ چونک کر انسان قتل ہوا۔ تو ایسی صورت میں مذکورہ قتل ناحق قتل عمد کی بجائے قتل خطاء شمار ہوگا۔ اور اس میں قصاص کی بجائے قید محض کی حد تک سزا ہوگی۔ اسکی مزید وضاحت دفعہ 302 تعزیرات پاکستان میں مذکور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

دفعہ۳۰۲ قتل عمد کی سزا (Punishment of Qatl-i-amd)

جوکوئی بھی قتل عمد کا ارتکاب کرے۔اسے اس باب کے احکام کے تابع

a۔قصاص کے طور پر سزائے موت دی جائے گی۔

b. مقدمہ کے حقائق وحالات کالحاظ رکھتے ہوئے تعزیر کے طور پر موت یا عمر قید کی سزادی جائے۔اگر دفعہ۳۰۴ میں مصرحہ کسی ایک شکل میں بھی ثبوت مہیا نہ ہو۔یا

c. اتنی مدت کیلئے کسی ایک قسم کی سزائے قید جو۲۵ سال تک ہو سکے گی جب کہ اسلام کے احکامات کے مطابق قصاص کی سزا قابل اطلاق نہ ہو۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔ناقابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔قصاص یا موت/عمر قید۔۔سیشن کورٹ

تشریحات

قتل عمد یا قتل کی دیگر اقسام کو قانون قصاص ودیت کی صورت میں نفاذ کے لئے جو قانونی مباحث مختلف عدالت ہائے عالیہ وعظمی اور شریعت کورٹ نے اپنے مختلف فیصلوں میں پیش کیے اور جن کے نتیجہ میں یہ قانون آج نافذ العمل ہے ان میں دفعات 335-333-331-329-326-325-304A-304-302 کے علاوہ 338 تعزیرات پاکستان کو غیر اسلامی قرار دیا گیا۔اس امر میں اعلی عدالتوں نے اپنے فیصلوں میں تحریر کیا گیا۔

کہ "دفعہ 302 تعزیرات پاکستان اپنی موجودہ شکل میں کتاب وسنت کے خلاف ہے۔اسکو ایسی عبارت میں ڈھالنا ضروری ہے جس میں قتل عمد کی قرآن کی بیان کردہ سزا کا پہلے ذکر ہواور اس میں ورثاء کی طرف سے معاوضہ کے ساتھ صلح یا بلا معاوضہ کی گنجائش موجود ہو۔اور اسکے بعد عدالت کو بطور تعزیر سزائے قید دینے کا اختیار دیا جائے۔اسی طرح دفعہ 304اور A-304 تعزیرات میں جن صورتوں کا ذکر ہے۔وہ بالعموم قتل خطا کے ضمن میں آتی ہیں۔کیونکہ ان میں قرآنی سزا کا ذکر نہیں ہے۔لہذا وہ قرآن وسنت کے خلاف ہیں۔اور سورۃ النسا کی آیت ۹۲ میں مذکور دیت اور دیگر امور کا جائزہ لے کر از سرنو قانون کی تدوین کی جائے۔اسی طرح مندرجہ بالا دیگر ضابطوں میں دفعہ 325 سے لیکر 338 تک کو قصاص، دیت ارش یا مکمل معافی کے ضمن میں بمطابق سورہ مائدہ آیت نمبر ۴۵ اور دیگر احادیث کی روشنی میں از سرنو تدوین کی جائیں۔اسی طرح دفعہ 54اور 55 تعزیرات پاکستان کے علاوہ دیگر دفعات مذکورہ ضابطہ فوجداری بابت اختیارات حکومت وصدر مملکت بھی کتاب وسنت کے خلاف ہیں۔اور انکو بھی سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۳۳ کے تحت از سر نو تدوین کیا جائے"۔

marfat.com

Marfat.com

عدالت ہائے نے مختلف پہلوؤں پر اپنی مکمل رائے ظاہر کرنے کے بعد قانون ہذا کی موجودہ مدون صورت کو قرآن و سنت کے حوالے سے مناسب قرار دیا ہے۔ [1]

دفعہ ہذا میں مذکورہ قصاص کی سزا، سزائے موت جو قتل عمد کے جرم میں نافذ ہوگی۔ اور یہ صرف اس صورت میں نافذ ہوگی جب جرم قتل مطلق ہو۔ چنانچہ جہاں بھی اس امر میں کوئی شبہ یا شک کی بنیاد پیدا ہوگی تو قصاص واجب نہ ہوگا۔ جسکا ذکر اس دفعہ کے ضمن (ب) کے مطابق کی گئی وضاحت کے حوالے سے بطور تعزیر، سزائے موت اور عمر قید کی صورت دی جا سکے گی۔ جس کے لیے دفعہ 304 تعزیرات پاکستان کی شرائط پر ثبوت فراہم کرنا ہوگا۔ اور ضابطہ فوجداری کے حوالے سے سزائے عمر کی قید 25 سال تک ہو سکے گی۔

قتل میں قصاص: شریعت میں قتل کی دو سزائیں بیان ہوئی ہیں۔ اور وہ صرف قصاص اور دیت ہیں یا جان سے کم قصاص کی عدم موجودگی میں دیت، ارش، ضمان یا جرمانہ یا ضبطی جائیداد کی سزائیں نافذ ہوں گی۔ قصاص کی سزا مسلمانوں میں بطور نص قرآنی نافذ ہوئی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

یاایھاالذین آمنواکتب علیکم القصاص فی القتلی ---------- لعلکم تتقون [2]

ترجمہ: (اے ایمان والو! تم پر قصاص (برابری) فرض ہے۔ مقتولوں میں آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ پھر جس کو معاف کر دیا جائے اسکے بھائی کی طرف سے موافق دستور ادا کرنا چاہیے۔ یہ آسانی ہے اور پھر جو زیادتی کرے تو عذاب ہے۔ اور تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔ اے عقلمندو تا کہ تم بچتے رہو۔ اس آیت میں آزاد، غلام اور عورت کی تین اصطلاحیں بیان کر کے معاشرے کے تمام افراد کی اقسام بیان کی گئیں۔ اور اسطرح واضح کیا گیا۔ کہ قاتل و مقتول مختلف جنسوں کے حوالے سے قتل میں بھی برابری کے پیمانے اس طرح تولے جائیں گے۔ جس طرح وہ اقسام انسان عام زندگی میں ایک دوسرے کی برابری رکھتے ہیں۔ علماء و فقہا نے قتل عمد کی دو سزائیں قرآنی نص کی بنیاد پر بیان کی ہیں۔ ایک سزا دنیا میں اور دوسری سزا آخرت میں ہوگی جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ من یقتل مومناً متعمدً فجزا ہ جھنم خالدً افیھا ---------- عذاب علیما [3]

ترجمہ: جس نے کسی مسلمان کا قتل عمد کیا اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس حوالہ سے بظاہر قاتل اپنے جرم قبیحہ کی وجہ سے دنیا و آخرت میں ایک دوہری سزا کا مستحق ہوگا جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے کہ صقر بن عسیٰ کی بیان کردہ حدیث جنہوں نے ثور بن یزید سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ

کل ذنب عسی اللہ ان یغفرہُ الا الرجل یموت کافراً۔ اولرجل یقتل مومنامتعمداً۔

---

[1] PLD1989SC633 - PLD1980FSC1 [2] (البقرہ:۱۷۸) [3] (النساء۹۳)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ: بہت ممکن ہے کہ تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے بغیر اس کے جو حالت کفر میں مرا ہو یا وہ شخص جس نے مسلمان کو قصداً قتل کیا ہو۔ اسی طرح قرآن الحکمت نے واضح کیا ہے۔ کہ رب العزت ہر گناہ معاف کر سکتے مگر مرتد کو ہرگز نہیں۔

قتل عمد درحقیقت ایک جرم قبیحہ اور مستقل گناہ کبیرہ ہے جس میں قاتل کی عبادت بھی قابل قبول نہیں۔ لہذا قاتل اگر قتل کا کفارہ بھی دینا چاہے تو قبول نہیں ہوگا کیونکہ قتل کا کفارہ بھی عبادت ہے اور قاتل کی عبادت قبول نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔[1]

بعض فقہا کے نزدیک قتل عمد کی سزا کا اسی طرح کفارہ نہیں ہے جس طرح قصداً ترك صلواة کا کفارہ نہیں ہے بلکہ قضا واجب ہے۔ اور قضائے قتل یہ ہے کہ اسمیں قصاص لیا جائے۔ یہ دنیا میں اور آخرت میں رہائی کیلئے ضروری ہے۔

ایک حدیث کیمطابق قتل عمد کا کفارہ غلام آزاد کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر جز کے بدلے اس شخص کے اعضا کو جہنم کی آگ سے رہائی بخشے گا۔ آج کے دور میں غلام سے آزادی کا نعم البدل کسی نادار اور غریب خاندان کا اقتصادی تحفظ، یتیم بچوں کی پرورش اور یتیم بیٹیوں کے نکاح اور انہیں بہتر زندگی کیلئے تعاون کی صورت میں ہوسکتا ہے۔

شریعت میں قصاص کی درج بالا مباحث کے بعد جو صورت سامنے آئی وہ درجہ ذیل ہے۔

۱۔ قتل عمد کا قصاص اس کی بہترین جزاء ہے۔

۲۔ قصاص مساوات اور عادلانہ ہونا چاہیے اور اس میں زیادتی کا شائبہ نہ پایا جائے۔

۳۔ قصاص کا حق ورثا کو حاصل ہے۔ جیسا کہ قرآن نے درج بالا آیات میں ارشاد فرمایا ہے۔

۴۔ قتل کی سزا قصاص یعنی ویسا ہی قتل ہے اور اس میں تمام آزاد مسلمان برابر ہیں۔ جبکہ غلام آپس میں برابر ہیں اور عورتیں آپس میں برابر ہیں۔

۵ قصاص کو مسلمانوں کے لئے زندگی قرار دیا ہے۔ تا کہ معاشرتی امن وامان قائم رہ سکے۔

(موجودہ دور کے کم فہم اور ہنود و یہود کے نظریات سے متاثر اور یورپی روشنی سے چندھیائے ہوئے لوگ غور کریں تو یقیناً آج کے دور میں انسانیت کے خون کی ارزانی کا سبب سمجھ میں آجائیگا اور انسان نسل در نسل قتل، بدلے کی آگ اور انصاف سے ناامیدی جیسے نتائج سے محفوظ ہو سکے گا)۔

۶۔ قصاص کا حکم سابقہ ادیان میں بھی دیا گیا۔ یہ کوئی نئی سزا نہیں (یہ سزا گویا ہر دور کے لیے مناسب تصور ہوئی)۔

۷۔ عورت کے قتل پر بعض فقہاء کا اس امر میں اتفاق پایا گیا ہے کہ مرد عورت کو۔ بڑا چھوٹے کو۔ تندرست مریض کو قتل کر

---

[1] (کتاب الفقہ ج ۳ ص ۲)

marfat.com

Marfat.com

دے تو قاتل کی سزا قتل ہوگی۔ کیونکہ حکم قصاص کی متعلقہ آیات قرآنی میں عموم پایا جاتا ہے اور آنحضرت ﷺ نے ایک مسلمان عورت کے قتل میں ایک یہودی کو سزائے موت دی۔ نیز ارشاد فرمایا۔ المسلمون تتکا فا ماؤ ھم

ترجمہ:۔ "تمام مسلمانوں کا خون یکساں قابلِ احترام ہے"۔

لہذا عورت کے مطالبہ قتل کے حق میں مرد برابر ہے۔ اسی طرح قتل سے کم سزا میں بھی عورت اور مرد برابر کا قصاص ہے۔ لیکن امام حنبل کے نزدیک مرد کسی عورت کو قتل کرے تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔ عین ممکن ہے کہ کسی شوہر کے اپنی بیوی کو قتل کرنے کی صورت میں مرد پر قصاص کا عمل درآمد نہ کیا گیا ہو۔

۸۔ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ دونوں غلام کے قتل پر آزاد پر قصاص جاری نہ فرماتے تھے امام شافعی نے اسے روایت کیا اور۔ [1]

۹۔ قصاص کا حکم عام ہے اور اس میں کسی حکومتی عامل کو بھی کوئی رعایت نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عمال حکومت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ بلاوجہ تمہارے خون کو حلال کرلیں اور تمہارے اموال اپنے قبضہ میں کرلیں۔ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے میں ایسے عامل سے ضرور قصاص لوں گا کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی ذات سے قصاص دیا۔ [2]

۱۰۔ عزت و آبرو کا قصاص بھی شرعی طور پر ثابت ہے۔ مثلاً کوئی کسی کو گالی دے تو اس کے بدلے گالی دے لیکن قرآن نے ایسے گناہوں کو معاف کردینا زیادہ بہتر فرمایا ہے۔

۱۱۔ مشترکہ قتل کے الزام میں حضرت عمرؓ نے ایک عورت کے قتل پر تین اشخاص کو سزا از روئے قصاص دلوائی۔

قصاص کا شبہ سے سقوط: یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ کسی بھی جرم میں شبہ مذکورہ سزا کے سقوط کا باعث بنتا ہے۔ اسی اصول پر قصاص کیلیے بھی شبہ اور شک سزا میں سقوط کا باعث بن جاتا ہے۔ قصاص حدود اللہ کی ایک سزا ہے۔ جس کے لیے مخصوص شرائط میں ہی رہتے ہوئے سزا پر عمل درآمد کیا جا سکتا ہے۔ اور ایسے مقدمات میں ٹھوس شہادات جو تزکیہ الشہود پر قائم ہوں۔ کی موجودگی میں قصاص کی سخت ترین سزا کا نفاذ ہوسکتا ہے۔ شریعت میں کسی بھی سزا کا خاتمہ درج ذیل چار صورتوں میں سے کسی ایک کی موجودگی پر ہوسکتا ہے۔ (۱) اکراہ (۲) بے ہوشی یا بدہوشی (۳) جنون (۴) کم عمری (ضعیف العمری بھی تخفیف سزا کو موجب ہے)

فقہا نے مجرم کو جرم کے الزام سے درجہ ذیل حالات میں بری الزمہ قرار دیا ہے۔

(۱) اس صورت میں جبکہ جرم کے کسی رکن میں شبہ موجود ہو۔ مثلاً حجلہ عروسی میں بیوی کی جگہ کوئی اور عورت آ گئی۔ کیونکہ

---

[1] فقہ عمر صفحہ ۲۳۰ [2] (فقہ عمر)

marfat.com
Marfat.com

ایسی صورت میں ارادہ جرم موجود نہیں ہے۔

(۲) جو فعل ملزم کی جانب منسوب کیا جا رہا ہے اسے حرام قرار دینے والی نص کی مطابقت میں اشتباہ ہو۔ مثلاً بغیر گواہوں اور بغیر ولی کے نکاح یا نکاح متعہ وغیرہ۔

(۳) ثبوت جرم میں اشتباہ ہو جیسے دو گواہوں نے کسی شخص کے بارے میں گواہی دی کہ اس نے قتل کیا ہے۔ پھر گواہ منحرف ہو گیا۔ اور گواہی کے علاوہ اثبات جرم کی کوئی دلیل دوسری موجود نہ ہو۔

(۴) ایسی صورت میں جہاں اشتباہ سے حدود یا قصاص ساقط ہو جائے وہاں تعزیری سزا نافذ کی جا سکتی ہے۔

(۵) اگر کوئی شخص اقرار جرم کے بعد اپنے اقرار سے مکر جائے تو بھی حد ساقط ہو جائیگی چنانچہ پولیس کے سامنے مجرم کا اقرار عدالت میں انحراف پر ساقط ہوگا۔ یا عدالت ماتحت میں پہلے اقرار جرم کیا اور پھر عدالت میں انحراف کیا تو اشتباہ کی وجہ سے قابل سزا نہ ہوگا۔ بلکہ اسے تعزیر سزا دی جائیگی۔ ایسا اقرار بذریعہ تشدد تصور کیا جا سکتا ہے۔

شبہات سے حدود ساقط ہوتی ہیں :ا۔ یہ اصول اسلام کے فوجداری نظام کا بنیادی عنصر ہے۔ اور شبہ یہ ہے کہ کوئی شئے ثابت شدہ کی مانند دکھائی جائے۔ حالانکہ وہ ثابت نہ ہو۔ اور اپنی حقیقت کے عدم کے باوجود صورۃً موجود پائی جائے [۱]

قتل کے مقدمات میں سزائے موت جیسی سزا تجویز ہونے کے باعث واقعات مقدمہ اور شہادات و دیگر آمدہ ثبوت کا بغور عمیق تجزیہ نہایت ضروری ہے جب کوئی گواہ نہ تو فائرنگ کرے اور صرف دو زخموں کے بارے میں حتمی شہادت دے رہا ہو۔ سابقہ دشمنی کے باعث محض استغاثہ کی دو شہادات کے ساتھ جبکہ دیگر مطابقت میں شہادت کا وجود نہ ہو تو مقدمہ کا حتمی ثبوت نہ بن سکتا ہے جبکہ 4 ملزمان کی زندگی اور موت کا فیصلہ کرنا مقصود ہو ملزمان کو شک کی بنیاد پر بری کر دیا گیا [۲]

شرعی فیصلے: قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ جو کوئی جان بوجھ کر کسی بے گناہ کو قتل کرتا ہے۔ اس کی سزا قصاص ہے اور اس حکم میں عہد جاہلیت کے ایک رواج کا عملاً قلع قمع کر دیا۔ جو عربوں کے نزدیک نسلی تفاوت پر غرور اور ناز کی صورت میں قائم تھا۔ اس دور میں کسی امیر کے قتل کرنے پر قاتل کو سزا نہ دی جاتی تھی۔ بلکہ کسی رئیس کے قتل کیے جانے پر قاتل کے پورے خاندان کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ بچے اور عورتیں بھی اس قتال سے محفوظ نہیں رہتے تھے۔ اسی طرح غلام، عورت کا آزاد اور مردوں کے مقابلے میں کم تر حیثیت رکھنا وغیرہ۔ یہ ظالمانہ امتیازات صرف عرب کے جاہل معاشرے تک ہی محدود نہ تھے بلکہ اس دور کی بڑی تہذیب یافتہ قومیں بھی اس جاہلیت کے طریقہ کار سے محفوظ نہ تھیں۔ چنانچہ قتل میں قصاص کے عمومی حکم کے بعد شریعت نے کوئی دوسری گنجائش باقی نہ رکھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خاندانوں میں کشیدگی ختم ہو گئی اور کسی ایک شخص کی حماقت، بغض یا عناد کی تخم ریزی کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہو گیا۔ اسی طرح صلح کے قوانین

---

[۱] (المغنی ج ۱۰ ص ۱۵۲) [۲] 2001Pcrlj 918

marfat.com

Marfat.com

نے مختلف گروہوں کو ایک جگہ مل بیٹھنے اور قیمتی جانوں کو موت کے شکنجے سے بچانے کیلئے عملاً کردار ادا کیا۔ قصاص کو اسی حد تک نافذ کرنے اور زیادتی کرنے سے روک کر بہت سے انسانی جسم پر وارد ہونے والے جرائم میں جہاں ویسا ہی قصاص دینا ممکن نہ تھا۔ دیگر تعزیری سزاؤں کے علاوہ دیت اورارش کی صورت میں مناسب قیمت ادا کرنے سے مقتول یا مجروح کے خاندانوں کو محفوظ کر دیا۔

یادرکھنے کا امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے احکام اور نبی پاک ﷺ کی ہدایات سورج، ہوا اور پانی کی طرح قدیم ہونے کے باوجود ہر دور میں حیات آفرین اور روح پرور ہیں۔ اور نہ آئندہ ان پر خزاں کی کیفیت طاری ہونیکی قیامت تک کوئی امید کی جاسکتی ہے۔

شریعت مظلوم یا اسکے وارثوں کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ قتل عمد کی دونوں سزائیں یعنی قصاص ودیت معاف کر دیں۔ البتہ ان سزاؤں کے علاوہ وہ کسی دیگر تعزیری سزا کو معاف کرنے کے مجاز نہ ہیں۔ اور نہ ہی کسی کفارہ کو معاف کر سکتے ہیں۔ اسی طرح حاکم وقت کو بھی سزا معاف کرنے کا حق ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ صرف ایسی سزائیں ہونگی جو بطور تعزیر مجرم کو دی جائینگی۔ [1] مولانا مفتی محمد شفیع نے اپنی تفسیر قرآن میں تحریر کیا ہے کہ "اگر قتل عمد میں قاتل کو پوری معافی دے دی جائے مثلاً اگر مقتول کے وارث صرف اسکے دو بیٹے تھے اور ان دونوں نے اپنا حق معاف کر دیا۔ تو قاتل پر کوئی مطالبہ نہیں رہا۔ لیکن اگر دونوں بیٹوں میں سے ایک نے معاف کیا تو قصاص سے قاتل بری ہو گیا لیکن ایک بیٹے کی حد تک نصف دیت کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ [2]

سزا کے تین راستے: جرائم اور اس پر سزا اور جزاء کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے حدیث مبارکہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے اگر کسی شخص کا خون ہو جائے یا خطرناک حالت میں پایا جائے کہ مر جائے۔ تو تین راستے ہیں۔ جو چوتھا راستہ اختیار کرے اسے روکو! اور وہ تین راستے یہ ہیں۔ ا۔ قاتل کو قتل کرے ۲۔ قاتل کو معاف کر دے ۳۔ دیت یا خون بہا لے کر چھوڑ دے چوتھا راستہ زیادتی ہے اور اس کے لئے وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ [3] قتل عمد پر قصاص ہے یا بعض دیگر حالات میں دیت یا خون بہا۔ اور اسمیں تمام مسلمانوں کا خون برابر ہے۔ اسمیں غلام اور آقا، اعلیٰ اور ادنیٰ کی تفریق نہیں۔ غیر ملکی یا ذمی جن کے خون کی حفاظت مسلمان پر فرض ہے لہٰذا اس کا بھی قصاص ہے لیکن کافر کے مقابلے میں مسلمان سے قصاص نہیں ہے کیونکہ شریعت کے مطابق کافر، مرتد اور مسلمان کا خون برابر نہیں ہے۔

نابالغ اور مجنون: جیسا کہ پہلے قرار دیا جا چکا ہے کہ نابالغ اور مجنون لوگوں پر قصاص نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ لوگ اپنے

---

[1] (التشریع الجنائی الاسلامی۔ ج اول ص ۷۷۵) [2] (تفسیر معارف القرآن ج اول ص ۴۳۶) [3] (سیاست الشرعیہ از ابن تیمیہ)

marfat.com

Marfat.com

فعل میں قابل مواخذہ قرار دیے گئے ہیں۔ لیکن کیونکہ قتل عمد کو رائیگاں نہ جانے دیا جائیگا کے بنیادی اصول پر قتل عمد کی صورت میں نابالغ، جنون زدہ لوگوں کی دیت انکی عاقلہ یعنی رشتہ دار، برادری یا سوسائٹی برداشت کرے گا۔

حد اور تعزیر کا اجتماع: امام ابوحنیفہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل صرف انہی عقوبات پر اکتفا کرتے ہیں اور تعزیر کو لازم قرار نہیں دیتے۔ انکے نزدیک البتہ تعزیر کا نفاذ صرف مصلحت عامہ میں ہوسکتا ہے۔ امام مالک قصاص اور دیت کے ساتھ تعزیر کو لازم خیال کرتے ہیں۔ ا دفعہ ہذا کی ذیلی ضمن نمبر 2-3 قصاص میں سزائے موت نہ دیے جاسکنے کی صورت میں دیگر تعزیری سزاؤں کا ذکر کرتی ہے۔ جنکے بارے شرعی دلائل موجود ہیں۔ فقہا کے نزدیک سزائے حد اور تعزیر کا اجتماع ممنوع قرار نہیں دیا گیا۔ دفعہ مذکورہ بالا میں بھی یہ اضافی سزائیں بحیثیت حق اولامر نافذ ہوسکتی ہیں لیکن ہمارے خیال میں جہاں قصاص او دیت کا مکمل نفاذ ہوجائے تو اس پر تعزیر نہیں ہونی چاہیے۔ (مگر فساد فی الارض کیلئے) کیونکہ یہ عمل ایک فعل جرم پر دو سزاؤں کے مترادف ہوگا۔ لیکن قتل عمد کیونکہ انتہائی سنگین جرم ہے۔ اور اس کی سزا قصاص مقرر ہے لیکن اگر بعض وجوہات کی بنیاد پر اس میں ولی مقتول کے ذریعے تخفیف، معافی یا صلح وغیرہ کے ذریعہ قصاص ساقط کرانے میں کامیابی حاصل ہوجائے تو ایسی صورت میں مصلحت عامہ میں سزائے قید وغیرہ کا نفاذ بطور تعزیر قاضی کی صوابدید پر ہوگا۔ کیونکہ عموماً ایک سے زائد وارثان کی صورت میں کسی ایک وارث کو رقم کا لالچ دے کر بھی یا ہمارے معاشرے میں مقتول کے ورثا کو غیر محفوظ یا خوف میں مبتلا کر کے بھی سزائے موت / قصاص کا خاتمہ کروایا جاتا ہے۔ ایسے ماحول سے ورثاء کو تحفظ دینا اور انہیں اپنی آزادانہ رائے پر فیصلہ میں قصاص لینے میں مدد دینا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

سزا میں برابری: شریعت میں قتل عمد کی سزا قصاص ہے اور ورثا کو حق حاصل ہے کہ چاہے کہ قاتل کو قتل کریں یا معاف کردیں یا دیت (خون بہا) لیکر معاف کردیں۔ کیونکہ دور جاہلیت کی طرح قتل پر قتل اور بدلہ اور روایتی دشمنی کا خاتمہ کرنے کی اور زیادتی سے پرہیز ضروری ہے۔

سیاست الشرعیہ میں امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں جمہور فقہا کے نزدیک قصاص میں مسلمان، حر اور آزاد سب مساوی درجہ رکھتے ہیں۔ لیکن ذمی مسلمانوں کے برابر نہیں۔ اسی طرح ذمی نفو بھی نہیں ہیں جبکہ بعض فقہا کے نزدیک ذمی کفو کا درجہ رکھتا ہے اور بحیثیت کفو مسلمانوں کے برابر ہے۔ لہذا ذمی کے بدلے میں مسلمان قتل کیا جائے گا۔ ۲ لیکن بعض فقہا اسکی مخالفت کرتے ہیں ۳ اسی طرح آزاد اور غلام کے مسئلہ پر بھی نزاع ہے۔ ۴ امام شافعی کے نزدیک آزاد شخص کو غلام کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔ ۵ ان تمام مباحث سے نتیجہ یہ ہے کہ ذمی کفو کا درجہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان میں آباد غیر مسلمانوں کی اکثریتی آبادی کے ذمی کی حیثیت رکھتے ہیں اگر پاکستان کو خالصتاً اسلامی ملک تصور کیا جائے۔

---

۱ (مواہب الجلیل ج۶ ص۲۶۸) ۲ (ہدایہ ج۴ ص۵۶۲) ۳ (المغنی ج۷ ص۶۵۲) ۴ (سیاست الشرعیہ از ابن تیمیہ) ۵ (ہدایہ ج۴ ص۵۶۲)

marfat.com

Marfat.com

جیسا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے لفظ نے اس ملک کو محض اسلامی ملک کی بجائے جمہور اسلامی ملک کا درجہ دے دیا ہے۔ لہذا غیر مسلم ذمی کی حیثیت رکھنے کی بجائے موجودہ صورت میں تمام پاکستانی بحیثیت قوم ایک دوسرے کی جانوں میں برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔ جیسا کہ آئین پاکستان میں اس امر کی تصریح موجود ہے۔ خصوصاً قتل کے معاملات میں یہ برابری نظرانداز نہیں کی جاسکتی۔ ایک جان کے بدلے کئی جانوں سے قصاص لیا جاسکتا ہے۔ اور اس نقطہ نظر سے باقی لوگوں کی جان بخشی نہیں کی جاسکتی ہے کہ ایک جان کے بدلے میں کئی جانوں کا نقصان غلط ہے۔ کیونکہ حدیث مبارکہ ہے جسے حضرت ابوسعیدؓ نے روایت کیا ہے کہ اگر تمام اہل آسمان واہل زمین بھی کسی مسلمان کے خون میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں داخل کرے گا خواہ قاتل کی اعانت ایک لفظ سے ہی کیوں نہ ہوتی ہو۔ [1]

اعانت اور شریکِ جرم: جرائم میں شریک ہم سازش یا معاون لوگوں کو شریعت سزاوار ٹھہراتی ہے اور اعانت یا شریک جرم کی حیثیت سے مجرم کے جرم کی نوعیت کی حد تک برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اہل صنعا کے پانچ یا سات اشخاص نے ایک شخص کو غفلت میں قتل کر دیا تو حضرت عمرؓ نے اس شخص کے بدلے اُن سب کو قتل کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ اگر تمام اہل صنعا بھی اس قتل میں شریک ہوتے تو میں تمام اہل صنعا کو قتل کروادیتا۔ [2] حضرت عمرؓ نے ایک عورت کے قتل پر تین اشخاص کو موت کی سزا دی جواز روئے قصاص تھی۔ [3]

اشتعال اور لڑائی: اگر دو گروہوں میں باہم لڑائی کے دوران کوئی قتل ہو جائے جس میں قصدِ قتل موجود نہ ہو تو قتل عمد نہ ہوگا o جب مقتول خلاف قانون قاتل کے قبضہ میں مداخلت بے جا کا باعث ہو اور قاتل نے اپنا دفاع کیا ہو تو قتل عمد نہیں ہے o جب قتل کا موجب اچانک اشتعال ہو لیکن اگر اشتعال میں کچھ روز گزرنے کے بعد قتل ہو، تو قتل عمد ہوگا o عزت کا بدلہ یا کسی دیگر جان کے بدلے میں قتل بھی قتل عمد ہوگا o دوران لڑائی اچانک مقتول کا سامنے آجانا قتل عمد نہ ہوگا o لیکن اگر کوئی شخص کسی شخص غیر کو مارنے گیا لیکن سامنے کوئی دوسرا شخص آ گیا تو یہ قتل عمد ہوگا o کیونکہ قاتل کی نیت قتل کرنے کی نہ تھی۔ اگرچہ مقصود نہ پا سکا o نابالغ کے حقوق کیلئے قاضی مثل باپ ہے۔ کیونکہ شریعت کا یہی اصول ہے کہ جسکا کوئی سرپرست نہ ہو اسکی جگہ قاضی / حکومت سرپرست کا کردار ادا کریں گے۔ [4] o قتل عمد میں بقول احناف قصاص واجب ہے اور مقتول کا ولی خون بہا کا تقاضا نہیں کرسکتا جب تک قاتل اس پر راضی نہ ہو o لیکن شافعیہ کے نزدیک خون بہا کی وصولی کیلئے اختیار صرف ولی مقتول کو حاصل ہے۔ اس میں قاتل کی مرضی کو دخل نہیں ہے۔ [5] o اگرچہ قتل کے جرم میں جتنے بھی افراد شامل ہوں گے واجب القصاص ہیں۔ لیکن بعض اوقات اگر مجرم کی حمایت غیر دانستہ طور پر کسی دیگر شخص کی ذریعے ہو جائے مثلاً مقتول کو ایک شخص نے خالی ہاتھوں سے پچھلی جانب سے پکڑ لیا اور قاتل نے اسے قتل کیا جس کا

---

[1] (جامع ترمذی ج ۲ ص ۴۳۶) [2] (امام مالک) [3] (فقہ عمر ص ۲۲۸) (السنن الکبری بیہقی) [4] (ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۵) [5] (ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۶)

marfat.com
Marfat.com

پکڑنے والے کو قطعی علم نہ تھا تو پکڑنے والا قصاص کا موجب نہ ہوگا o ایسے شخص کو بمطابق حدیث جسے ابن عمر نے روایت کیا آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق قاتل کو قتل کیا جائے۔ جبکہ پکڑنے والے کو قید میں رکھا جائے گا۔[1] o امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور دیگر فقہا کی رائے ہے کہ اگر کسی شخص نے حالت اکراہ میں کسی کے مجبور کرنے پر یا حاکم کے حکم پر کسی کا قتل ناحق کیا۔ تو قتل کرنے والے پر قصاص اور حکم دینے والے پر سزا ہوگی o اس نسبت سے اختلاف رائے بھی پائی جاتی ہے۔[2] مذھب کی بے حرمتی پر کسی کافر کے قتل میں مسلمان پر قصاص نہیں ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کی حدیث کے مطابق کافر، مرتد اور مسلمان کا خون برابر نہیں ہے o یہاں تک کہ مسلمان پر محض ہتھیار اٹھانے والا کافر بھی اپنا خون باطل کر بیٹھتا ہے۔ اور واجب القتل قرار دیا جاتا ہے۔[3]

قسامہ: کسی لاوارث لاش جسکے لیے عینی شاہد اور گواہ موجود نہ ہوں۔ تو قتل کو رائیگاں نہ جانے دینے کیلئے جس جگہ سے لاش ملتی ہے وہاں کے علاقہ کے لوگوں سے قسم لی جاتی ہے جسے قسامہ کہتے ہیں۔ گواہان کی عدم موجودگی میں مقتول کے ورثاء پر قسامہ ہوگا۔ لیکن اگر وہ قسم بھی نہ اٹھائیں تو خون ناحق کی دیت حکومت پر واجب الادا ہوگی۔ (قسامہ یہ ہے کہ قتل نامعلوم میں اکثر اوقات عام لوگوں سے اور بعض مخصوص حالات میں الزام علیہ سے قسم لی جاتی ہے۔ عموماً قاتل نامعلوم کیلئے جہاں لاش پائی جائے وہاں کے علاقہ کے لوگوں سے قسم لی جاتی ہے)o

بعض صورتوں میں قتل عمد میں بھی شریعت اسلامیہ کی رو سے قصاص نہیں لیا جاتا مثلاً باپ بیٹے کو قتل کردے تو قصاص نہیں o یہی اصول دادا، نانا، بیٹے، پوتے اور نواسے میں ہوگا o اس سلسلہ میں مزید وضاحت دفعہ 307 میں مندرج ہے۔ دیوانے کو اپنے دفاع میں، چور کو حفاظت جان و مال میں، مرتد کے قتل پر مومن کو، بچہ کو بچے کے قتل میں یا مجنون کے قتل کرنے پر، حملہ آور کو اپنے دفاع میں، مالک کو اسکے غلام کے قتل میں قصاص نہ لیا جائے گا o لیکن باپ کے قتل میں بیٹے سے قصاص ہے o عورت کے قتل میں مرد کو، اسی طرح عورت مرد کو قتل کرے o نابالغ کے قتل میں بالغ سے o غیر صحت مند کے مقابلے میں صحت مند سے قصاص ہوگا۔[4]

مصری قانون میں مقتول کے وارثوں کا قاتل کو معاف کر دینا مقررہ سزا پر اثر انداز نہیں ہوگا۔ البتہ اس معافی سے سزا میں تخفیف کا باعث ضرور ہوتا ہے۔ امام مالکؒ کی رائے میں معاف کردیے جانے پر سزائے تعزیر اور دیت کی ادائیگی کا حکم قاضی کو دینا چاہیے۔

مناسب شخص اور نیان: لفظ Reasonable (مناسب) شخص سے مراد عام آدمی نہیں بلکہ اس سے مراد وہ شخص تعلیم یافتہ، وکیل، جج جو شہادت کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ کرنے کے قابل ہو۔ اور نیان یعنی مجرم کی جگہ حلف دے سکتا

---

[1] (ترمذی۔ مشکوٰۃ شریف) [2] (بدایۃ المجتہد ج ۲ ص ۳۲۸) [3] (ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۷) [4] (ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۳)

marfat.com

Marfat.com

ہے۔ جو قانونی پیچیدگیوں کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔ چنانچہ نیان لفظ سنکرت زبان سے مستعار ہے جسکے معنی انصاف تک پہنچنا ہے۔ جس طرح اسلامک لاء میں ان دیکھے قتل میں قسامہ کی بنیاد پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح قانون شہادت 1984 میں حلف پر فیصلہ کے طریقہ کار کو بیان کیا گیا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں بھی یہ طریقہ کار رواج پا رہا ہے اور عدالت سے باہر معاملات کا تصفیہ کیا جاتا ہے[1] پولیس کے نظریہ سے اتفاق کرنا عدالت کیلئے ضروری نہ ہے اور جہاں کہیں کوئی شک کی بنیاد سامنے آئے تو عدالتیں اسکا فائدہ ملزم کو دیں[2] مسلح ہونے کے باوجود ضربات نہ لگائیں بے گناہ قرار دے کر خانہ نمبر 2 میں رکھا گیا۔[3]

سزا (Punishment)

سزا کے تعین اور نفاذ کے لیے رہنما اصول: ہماری سوسائٹی کا یہ المیہ ہے کہ اصل ملزمان کے ساتھ بے گناہوں کے نام بھی پرچہ میں درج کروا دیے جاتے ہیں۔ چنانچہ عدالتوں کو ایک ہی غلط سب میں غلط (Falsus in UNO Falsus in Omnibus) کے اصول کا سختی سے استعمال کرنا چاہیے تا کہ مظلوم سزا سے محفوظ رہ سکے۔[4] سزا کا بنیادی تصور اور غرض و غایت جہاں ایک طرف جرائم کی روک تھام کرنا ہے۔ وہاں ملزم کو قید میں رکھ کر اسکی اصلاح اور اچھا شہری بننے کا موقع فراہم کرنا ہے (اگرچہ آج ہماری جیلیں اس امر میں جرائم کی پرورش کا اڈہ بن چکی ہیں)۔ ملزم کو سزا دیے جانے کیلئے تین نظریات ہیں۔ ۱۔ بحالی یعنی Retributive ۲۔ تادیبی Preventive ۳۔ اصلاحی Reformative لہذا کسی بھی مجرم کو سزا اسکے جرم کی نوعیت اور مقدار کی نسبت سے دی جانی چاہیے تا کہ جیل میں اسکا محاسبہ مذکورہ بالا نظریات کے مطابق ہو سکے o جب کہ جیلوں میں متعین اہلکار مجرم پر تشدد روا رکھنے کو ہی اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں o اسی طرح جرم فی متعین سزا سے زیادہ سزا دینا کسی طور درست نہیں ہے o نیز کسی اہلکار کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ جرم کے ارتکاب پر قانونی طریقہ کار اختیار کرنے کی بجائے مجرم کو خود سزا دینے لگے۔[5] یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ انسان میں بدلے کی آگ کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ جبکہ انصاف کا رویہ ایسا ہونا چاہیے کہ مجرم کو آئندہ اپنے رویہ کو دہرانے کا موقع نہ دیا جائے o اور اس سلسلہ میں جیلوں میں ماہرین نفسیات اور ماہرین قانون کی خدمات ہر وقت قیدیوں کو حاصل رہنا چاہیں o سزا ایک طرف جرم کا شکار ہونیوالے کی دادرسی اور اشک شوئی کا سبب بنے تو دوسری طرف مجرم کے لیے تازیانہ عبرت بنے۔[6] سنگین نوعیت کے جرائم کے ارتکاب میں عدالت کو سزا سناتے ہوئے اسی شدت

۱۔ 2001Pcrlj376 ۲۔ 1995Pcrlj922 ۳۔ 1989ALD26- 2002Pcrlj58 ۴۔ (PLJ1996CRC(Lh)1108)

۵۔ PLD1956PESH60 ۶۔ 1998Pcrlj1946

marfat.com
Marfat.com

اور سنگینی کا اظہار کرنا چاہیے تا کہ مدعی مذکورہ سزا سے تسکین پائے اور مطمئن ہو جائے۔ نہ کہ خود بدلے کی آگ میں جرم کر بیٹھے۔ ۱؎ o سزا اور جزاء میں توازن پیدا کرنا معاشرے کو مزید بگاڑنے سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ ۲؎ o جرائم کی سزائیں ارادہ اور بلا ارادہ اور نیت سے بھی متاثر ہوتی ہیں۔ کیونکہ اس تقسیم اور تخصیص سے جرم کے اعتبار سے انسان کے فطری نتائج سامنے آتے ہیں جن کا بنیادی تعلق نیت اور دانستگی سے ہے o اور اسی طرح اشتباہ (شک) بھی جرائم کی سزاؤں پر اثر انداز ہوتا ہے o مثلاً جن جرائم کا وقت جرم معلوم ہو جائے وہ غیر مشتبہ جرائم ہوں گے o لیکن جن جرائم کے ہونے اور اندراج مقدمہ یا سماعت مقدمہ میں کافی وقت گذر جائے وہ مشتبہ جرائم ہوں گے o کیونکہ انسانی یادداشت میں وقت گزرنے کے ساتھ کمی بیشی فطری امر ہے o اسی طرح اگر گواہ جرم کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے تو امام مالک کے نزدیک سامی یعنی کانوں سے سننے والا، آنکھوں سے دیکھنے والوں کی نسبت جرم کی کیفیت کی وضاحت بیان کرنے سے محروم ہے o دیگر آئمہ کے نزدیک بھی سماعی شہادت کو بصری شہادت کے مقابلے میں درست تسلیم نہ ہوگی o

قتل عمد میں ایسی سزا کا تجویز ہونا۔ اس لحاظ سے بھی ضروری ہے کہ مقتول کے ورثاء یا زخمی اس امر کو محسوس کریں۔ کہ انہیں جرم کا مناسب بدلہ مل چکا ہے۔ اور سزا دینے میں محض تکنیکی مداخلت کو نظر انداز کر دیا جائے۔ تا کہ انصاف کا خون نہ ہو سکے۔ ۳؎ o قتل کیلئے سزا تجویز کرتے ہوئے عدالت کا ایسے راہنما اصولوں کا خیال رکھنا چاہیے کہ جب تزکیۃ الشہود کی بنیاد پر لی گئی۔ شہادات سے جرم ثابت ہو جائے۔ تو کورٹ کیلئے کوئی دوسری رائے باقی نہیں کہ سزائے موت کا حکم نہ سنائے۔ ۴؎ o سزائے قتل کے نفاذ کیلئے قتل عمد برائے قصاص اور حدود میں تزکیۃ الشہود کا اصول سختی سے کاربند کیا جائے گا۔ چنانچہ دفعہ 304 تعزیرات پاکستان کی صورت اقرار قتل کی عدم موجودگی میں شہادت کی آرٹیکل 17 پر کاربند رہنا ہوگا۔ عدالت ایسی صورت میں شہادات پر سختی سے کاربند رہے گی۔ چنانچہ چھ ماہ کے اندر وقوعہ شہادات کو اگر تزکیۃ الشہود کی بنیاد پر قلمبند نہیں کیا گیا۔ تو قتل عمد برائے قصاص کا معاملہ مشکوک تصور ہوگا۔ ۵؎ o جب کوئی فیصلہ کسی قانونی تقاضے کے حوالے سے غیر قانونی نہ ہو اور بہتر بنیادوں پر استوار ہو۔ تو مداخلت نہیں کی جا سکتی ہے۔ ۶؎ o غیر متزلزل اور غیر متضاد شہادت جسکی ملزم کی طرف سے مضبوط تردید نہ لی گئی ہو فیصلہ میں بہترین معاون ثابت ہوتی ہے۔ ۷؎ o سزائے موت بطور تعزیر خلاف قانون ہے۔ بلکہ تعزیر میں صرف سزائے عمر قید ہو سکتی ہے۔ ۸؎

تعزیرات پاکستان میں سزاؤں کی تجویز کے لیے درج ذیل اصول وضع کیے گئے ہیں۔

۱؎ PLD1950LAH854 ۲؎ PLD1960LAH85 ۳؎ (PLD2002SC558) ۴؎ (PLD2002SC558) ۵؎ (PLD2002Pesh65) ۶؎ (PLD1985SC11)(SBLR2002Qt25) ۷؎ (1995SCMR1789) (1992Pcrjl1963) ۸؎ (1994SCMR1847)(PLD1960(Pesh)286)

marfat.com

Marfat.com

(۱) ہر جرم کے لیے انفرادی سزا تجویز ہوگی ٥ (۲) کسی اضافی یا ٹیکنکل نوعیت کے جرم کے لیے بغرض انصاف برائے نام سزا کا تجویز کرنا کافی ہوگا۔ ١ ٥ (۳) بڑی سے بڑی سزا صرف انتہائی جرم اور شدت کی نوعیت واضح ہونے پر دی جاسکتی ہے۔ ٢ ٥ (۴) شریعت میں حدود اللہ کی حد تک سزائیں واضح اور غیر مبہم ہیں جن پر بحث لا حاصل ہے ان معاملات میں قاضی کا صوابدیدی اختیار کم از کم ہے اور اسے دیگر تعزیری سزاؤں میں صوابدیدی اختیارات حاصل ہیں جو جرم کی نوعیت کے مطابق کم وبیش کیے جاسکتے ہیں ٥ (۵) سزائیں ارادہ اور بلا ارادہ نیت کے جواز پر بھی متاثر ہوسکتی ہے کیونکہ اس سے جرم کے فطری نتائج سامنے آتے ہیں کیونکہ نیت یا دانستگی جرم کو تقویت بخشتی ہے جبکہ غیر دانستگی جرم کی نوعیت کو خفیف کرتی ہے ٥ (۶) کسی عدالت کے لیے کسی دیگر عدالت کے فیصلے پر جوں کا توں عمل کرنا واقعات کی نوعیت اور وقوعہ میں تبدیلی کے ساتھ فوجداری مقدمات میں مشکل ہوتا ہے۔ ٣ اسی طرح اشتباہ بھی جرائم میں سزاؤں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ کیونکہ جرم کے عوامل کا معلوم ہونا اشتباہ کو کم کرتا ہے۔ جبکہ معلوم نہ ہونا شبہ پیدا کرنے کا سبب بن جاتا ہے اسی طرح مجرم کا معلوم ہونا یا نہ معلوم ہونا۔ جرم کا ایسے علاقے میں سرزد ہونا جہاں مجروح کی دشمنی ہو۔ کسی شخص سے ہجوم میں جرم کا سرزد ہونا یا جرم کا کسی پبلک شارع عام پر سرزد ہونا جیسے عوامل بھی شبہ کا باعث بنتے ہیں ٥ (۷) اسی طرح شبہ میں گواہان کا جرم کو اپنی آنکھوں کے سامنے سرزد ہوتے دیکھنا یا کانوں کی سماعت سے سننا یا کسی دیگر شخص سے واقعہ کا معلوم ہونا۔ (Here says evidence) وغیرہ امور بھی شبہ کا باعث بنتے ہیں۔ جیسا کہ بعض فقہا بصری شہادت کو اہمیت دیتے ہیں اور سمعی شہادت کو نظر انداز کرتے ہیں۔ حضرت امام مالک جرم کے معاملے میں بعض وجوہات کے ساتھ سمعی شہادت کو بھی اہمیت دیتے ہیں ١ ٥ (۸) مجرم اگر معلوم ہو تو وہ ایک یا ایک سے زائد ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ ایک سے زائد مجرموں کی موجودگی میں بالاتفاق جرم یا بلا اتفاق جرم کی نوعیت میں بھی واضح فرق معلوم کرنا ہوگا گویا شریکِ جرم کے نوعیت جرم کو معلوم کرنے کے لیے واقعات کا اعتبار مختلف انداز میں کرنا ہوگا ٥ (۹) پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کے سرانجام دینے میں بھی کسی کوتاہی کے سبب سرزد جرم میں کوتاہی کی مقدار کی تعین پر سزا تجویز کی جائے گی ٥ (۱۰) باپ بیٹے بیوی یا اسی طرح کے رشتوں کے حوالے سے بھی سزا میں تخفیف یا زیادتی ہوسکتی ہے مثلاً باپ کا بیٹے کو سزا دینا قابل مواخذہ نہیں بلکہ بیٹے کی باپ سے زیادتی قابل مواخذہ ہے ٥ (۱۱) حیوانوں کے ذریعے جرم یا حیوانوں پر جرم کا سرزد ہونا بھی اپنی نوعیت کے اعتبار سے الگ جرائم کی نوعیت پیدا کرتے ہیں ٥ (۱۲) شریعت نے غلام، کافر، اور مسلمان میں جرائم کے حوالے سے سزاؤں کا مختلف تصور پیش کیا ہے مثلاً غلام کو آزاد کی نسبت سے آدھی سزا اسی طرح کافر کو مسلمان کے مقابلے میں زیادہ قابلِ مواخذہ

---

١ (PR1910CR16) ٢ AIR1929ALL919 ٣ PLD1956BJ5

marfat.com
Marfat.com

تصور کیا گیا ہے۔(اگرچہ قرآن ایسے معاملات میں نص عمومی بیان کرتا ہے)o (۱۳) جرم کی نوعیت کا مہلک یا غیر مہلک ہونا اور اسی طرح عمد اور خطا کی صورت میں بھی سزا میں کمی بیشی کی جاتی ہےo (۱۴) دفعہ ۵۴۴ Mandatory ہے عدالت کو چاہیے کہ ڈکیتی کی صورت میں قتل یا زخم وغیرہ پر جرمانہ کی سزا لازمی نافذ کرے o (۱۵) کوئی بھی شخص از خود کسی مجرم کو اسکے جرم کی سزا نہیں دے سکتاo (۱۶) جرم کی تفتیش اور مقدمہ کی کاروائی کو ایسے احسن طریقے سے سرانجام دیا جائے کہ مقدمہ کے نتیجہ میں جرم کی سنگینی نوعیت کے مطابق سزا تجویز ہو سکے تا کہ مظلوم قاضی کی طرف سے دی گئی سزا سے مطمئن نہ ہونے کی صورت میں از خود سزا دینے یا تشدد کرنے پر مجبور نہ ہو جائے۔ گویا سزا اور جرم میں جرم کی نوعیت اور شدت کے اعتبار سے تناسب اور توازن ہو۔

جہاں کہیں شہادات ثابت کریں کہ قتل عمد ہوا۔ سزائے موت دی جائے گی۔ ملزم نے بنک ڈکیتی کی۔ جسکی تمام شہادات سے ثبوت میسر آئے۔ لہذا عدالت عالیہ نے فیصلہ تبدیل نہ کیا گیا۔[1]

ملزم کا جرم لواطت کے بعد دو کمسن بچوں کو تشدد کے ذریعے مارنا تھا۔ اور ملزم کا ماورائے عدالت اقرار جرم کے علاوہ۔ جب ملزم کے ذریعہ لاش کی برآمدگی اور دیگر شہادات معہ ڈاکٹری معائنہ کی موجودگی میں اور عدم دشمنی اور وجہ عناد کے بغیر ملے تو ملزم کے خلاف مضبوط مقدمہ بنتا ہے۔ اسطرح بڑی سزا کا مستحق قرار پاتا ہےo[2] اگر کسی قتل کے مقدمہ میں شہادت اور ثبوت دفعہ 304 آزاد کشمیر پینل کوڈ میں نہ پائے جائیں تو سزا 302 تعزیرات پاکستان میں آئے گی اور دفعہ 302 ت پ میں صرف دو سزائیں ہیں۔ قصاص یا عمر قید بطور تعزیرo[3] جب ہر طرح کے شک وشبہ سے بالاتر شہادات سے قتل عمد ثابت ہو جائے۔ تو سزائے موت (قصاص) کے علاوہ کوئی دیگر سزا تجویز نہیں ہو سکتی۔[4]

سزاؤں میں تبدیلی: اسی طرح جرائم کی سزاؤں میں مخصوص نوعیت کے اعتبار سے بھی تبدیلی واقع ہو سکتی ہےo مثلاً معاشرے کے خلاف اجتماعی جرائم سے جو حق اللہ میں شمار ہوں گے اور جن کے معاف کرنے کا اختیار کسی کو حاصل نہ ہوگا مگر حکومت اس سلسلے میں اپنے اختیارات کو عدالت کی ایماء پر استعمال کر سکے گیo لیکن دوسری قسم جو افراد کے خلاف جرائم شمار ہوں گے وہ حق العباد ہوں گے۔ جن میں قصاص و دیت میں ولی/ورثاء کے اختیارات کے علاوہ تعزیرات کے لیے قاضی کے اختیارات کو اہمیت حاصل ہوگیo

عدالت نے سزائے موت کو سزائے عمر قید میں اسلئے تبدیل کر دیا کہ مدعی فریق نے مجرم یا ورثاء کی ایک عورت کو زخمی کر دیا تھا۔[5]

---

[1] (2002SCMR53)(PLD2001SC458)(2002SCMR391) [2] PLJ2002SC647 [3] 2001Pcrlj1031
[4] (2002SCMR294) [5] (2002SCMR280)

marfat.com

Marfat.com

عدالت نے فیصلہ میں نابالغ ملزم کو بوقت وقوعہ نابالغ ثابت ہونے کے نتیجہ میں زیر دفعہ 299 ہمراہ 306 تعزیرات پاکستان سزائے موت کو سزائے عمر قید میں تبدیل کر دیا اور دفعہ 302 تعزیرات پاکستان میں سزا نہ سنائی گئی۔[1]

سزا کی گنتی: کوئی بھی ملزم 25 سال سے زائد عرصہ کیلئے سزا نہیں دیا جا سکتا چنانچہ ایسے معاملات میں دفعہ 35 ہمراہ 397 ضابطہ فوجداری کو سامنے رکھتے ہوئے عدالت عظمیٰ نے ایسے ملزموں کی تمام سزاؤں کو باہم مشترکہ طور پر گنتی کرنے کا حکم دیا۔[2]

اعلیٰ عدالتی فیصلوں کی پابندی: فیڈرل شریعت کورٹ نے اپنے فیصلہ[3] جسے فیڈرل گورنمنٹ نے روبرو شریعت اپیلٹ بینچ میں چیلنج کیا۔ کو نامنظور کرتے ہوئے فاضل شریعت اپیلٹ بینچ نے قرار دیا۔[4] " کہ دفعہ 302 تعزیرات پاکستان اپنی موجودہ شکل میں کتاب وسنت کے خلاف ہے۔ اس کو ایسی عبارت میں ڈھالنا ضروری ہے۔ جس میں قتل عمد کی قرآن کی بیان کردہ سزا کا پہلے ذکر ہو۔ اور اسمیں ورثا کی طرف سے معاوضہ کے ساتھ صلح یا بلا معاوضہ معافی کی گنجائش موجود ہو۔ اسکے بعد عدالت کو بطور تعزیر سزائے قید دینے کا اختیار دیا جائے۔ اور قصاص، صلح، معافی اور تعزیر چاروں کے ضروری احکام مدون کرنے کیلئے قرآن سنت اور فقہ اسلامی سے استفادہ کیا جائے۔ نتیجۃً مذکورہ دفعات میں تبدیلیاں لائی گئیں۔ اور قانون قصاص ودیت نافذ ہوا۔[5] اور یہ امر واقعہ ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلہ جات جن میں قانونی معاملہ یا کوئی مسلمہ اصول پایا جاتا ہو تو پاکستان بھر کی تمام ماتحت عدالتوں پر پابندی ضروری ہے۔[6]

ایک اصول یہ بھی ہے کہ جرم (دانے) مٹھی سے دوسرے ہاتھ پر ڈالنا۔ (Shifting grain from chuff) کے مصداق عدالتوں سے مقدمات میں محتاط رویہ کا متقاضی ہے۔ تا کہ حقیقی مجرم سزا سے فرار اختیار کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے اور بے گناہ سزا نہ پا سکے۔[7] اعلیٰ عدالتوں نے میکسم Falsus in Uno falsus in omnibus کے اصول کو فوجداری مقدمات میں نظرانداز کر دیا ہے کیونکہ یہ درست نہ ہوگا کہ کسی ساری شہادت کو محض کسی معمولی کمی بیشی سے نظرانداز کر دیا جائے۔[8] کیونکہ قضیہ کو قابل سماعت بنانے کیلئے عموماً اصل حقائق کے گرد نمائشی دیوار کھڑی کی جاتی ہے۔ حالانکہ درمیان کی کہانی واضح اور غیر مبہم ہوتی ہے ایسی صورت میں شہادت کو واقع کے رد کے طور پر پیش کیا جا سکتا۔[9] فوجداری مقدمات میں مخصوص حالات اور واقعات کے حوالے اور تجزیہ سے فیصلہ کیا جاتا ہے۔ عموماً پیش کردہ عدالتی فیصلوں پر انحصار ممکن نہیں ہوتا۔ جب تک وہ واقعات کے حوالے سے پوری طرح مطابقت نہ رکھتے ہوں۔[10]

---

۱ (2002SCMR629) ۲ 2000Pcrlj1905(LRP2002CR291) ۳ PLD1980Fsc-1

۴ (PLD1989SC633) ۵ (1994SCMR1847 PLD1980Pesh-1) ۶ LRP2002CR293

۷ (2001-Pcrlj1305) LD1970SC13- PLD1959PS24 ۸ (2000SCR123) (PLD1978SCAJ146)

۹ 1968SCMR1314 (PLD1977SC413) ۱۰ 2001Pcrlj1073

marfat.com

Marfat.com

سپریم کورٹ نے اپنے فیصلوں میں اکثر قرار دیا ہے کہ سپریم کورٹ کے وضع شدہ اصولوں کی پابندی ماتحت عدالتوں پر لازم آتی ہے۔ [1]

ریکوری اور برآمدگی: موقع سے میسر آنے والے خالی خول اور نقشہ موقع میں بھی شہادات کا رویہ متضاد پایا گیا۔ ایسی صورت میں دفعہ (b)302 کے تحت سزا کو ختم کر کے ملزم کو بری کیا گیا۔ عدالت ماتحت نے شہادات واقعاتی اور دیگر اہم شہادات میں واضح تضاد کے باوجود ملزم کو سزا سنائی تھی۔ جو خلاف قانون قرار دی گئی۔ [2]

ملزم کے خلاف بلا واسطہ شہادت کی بجائے محض واقعاتی شہادت کا مقدمہ تھا ریکوری کیلئے دفعہ 103 ضابطہ فوجداری کے مطابق نہ تھیں جس نے مقدمہ کو مشکوک کر دیا اور ملزم بری ہوا۔ [3]

پستول اور میگزین کی ریکوری کے بارے میں ملزم کے بیانات زیر دفعہ 342 ضابطہ فوجداری میں سوال نہ پوچھا گیا۔ چنانچہ مذکورہ ریکوری قانون میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی اور نہ ہی ملزم کے خلاف اسے بطور الزام شہادت استعمال کیا جا سکتا ہے۔ [4] کیونکہ دفعہ 342 ضابطہ فوجداری میں ملزم کے بیان محض Formaility شمار نہیں کیے جا سکتے ہیں بلکہ نہایت ضروری اور قانونی تقاضا رکھتے ہیں تاکہ ملزم اپنی صفائی میں کسی بھی الزام کی صحت سے انکار کو ثابت کر سکے۔ [5]

محض ریکوری کے گواہ کا رشتہ دار ہونا اسکی شہادت کو ختم نہیں کر سکتا۔ جبکہ دیگر دو گواہان موقع مقتول کے رشتہ دار نہ ہوں۔ اور یہ شہادت میڈیکل شہادت سے بھی مطابقت رکھتی ہو۔ نیز ہر ملزم کا نام FIR میں فوری درج کرایا گیا ہو۔ چنانچہ شریعت کورٹ کا فیصلہ منسوخ کرتے ہوئے سزائے موت کی سزا دی گئی۔ [6]

ریمانڈ: عدالت عظمیٰ نے استغاثہ کی شہادات کا از سر نو تعین کر کے فیصلہ کرنے کا حکم دیا۔ [7]

اختیار سماعت: عدالت کے اختیار سماعت کا معاملہ شروع میں چیلنج کیا جاتا ہے۔ کیونکہ فوجداری معاملات کو دیوانی مقدمات کی طرح ریمانڈ یا قانونی پیچیدگیوں کی اصلاح کیلئے واپس نہیں لوٹایا جا سکتا۔ [8]

سزا پر دیگر عوامل کے اثرات: ملزم بغرض اغوائے عورت گھر میں داخل ہوا۔ لیکن لڑائی میں باپ کی مداخلت پر اُسے قتل کر دیا۔ اغوا کا جرم سوچے سمجھے منصوبے کے باعث تھا۔ لہذا اگرچہ اصل نتیجہ حاصل نہ ہو سکا لیکن دفعہ 301 میں قتل عمد شمار ہوا۔ 1970Pcrlj546 دشمنی اور کینہ کے باعث قتل کیا لیکن پاگل پن کا عذر پیش کرنے کے باوجود مذکورہ عذر

---

1. (PLJ1996CRC(Kr)1234)
2. (1996Pcrjl130)(1999SCMR1138)(1993SCMR585) (1992SCMR2008)(1987PSC717)(1997SCMR449)(1978SCMR38)(1995SCMR550)
3. (SBLR2002BL273)
4. 2001Pcrlj1130-(PLJ1992CR30)
5. PLD1984SC95
6. 2001Pcrlj72
7. (2001Pcrlj524) (2002SCMR492)(2002SCMR334)
8. 1997SCMR334 (PLD1981kar141)

marfat.com

Marfat.com

قابل قبول نہ ہوا۔ قتل عمد قرار دیا گیا ۱؎ مقتول کی پشت پر کلہاڑی سے وار کیا۔ جو کہ ظالمانہ تھا قتل عمد شمار ہوا اور سزائے موت ہوئی ۲؎ مقدمہ کی تفتیش و تجویز میں تین سال کی مدت گزرنے کی دیری کے باوجود ظالمانہ قتل کی بنیاد پر سزائے موت ہوئی ۳؎ کسی دیگر شخص کے زیر اثر (اعانت) مجرم کا عدالت کے احاطے میں دن کی روشنی میں قتل، قتل عمد شمار ہوا ۴؎ غربت کے معاملے میں انتہائی دماغی بوجھ کے باعث سگی بہن کو قتل کیا۔ خاندان کا واحد کفیل ہونے کے باعث رحم کی بنیاد پر عمر قید کی سزا ہوئی ۵؎ عاشق کا محبوبہ کو قتل کرنے کے بعد خودکشی کی بھی کوشش بھی ناکام ہوئی۔ قتل سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نہیں کیا گیا لہذا سزائے موت نہ ہوئی ۶؎ مقتول بیمار آدمی تھا۔ گردن سے ہلا کر گرا دیا۔ تو گرنے سے موت واقع ہوئی، ارادہ قتل نہیں تھا لہذا قتل عمد قرار نہ دیا گیا ۷؎ اچانک جھگڑا جس میں چاقو کے ایک ہی وار کا الزام عائد تھا۔ ملزم نوجوان ہونے کے سبب قتل عمد کی بجائے اچانک اشتعال پر عمر قید کی سزا ہوئی ۸؎ گنڈاسے اور لاٹھیوں سے مسلح افراد کا مویشیوں کی بازیابی کے لئے حملہ آور لوگوں کے مقابلے میں حق دفاع استعمال کرتے ہوئے ہلاکت کو قتل عمد قرار نہ دیا گیا ۹؎ لوہے کی سموں والی لاٹھیوں سے حملہ کیا گیا چنانچہ ہلاکت کے ارادے کو ظاہر کرتا ہے لہذا ایسا قتل بھی قتل عمد شمار ہوگا ۱۰؎ ملزموں کی تعداد ضربات کی تعداد سے زیادہ اور غیر متناسب ہیں۔ لہذا شک کا فائدہ دیا گیا ۱۱؎ جسم کے غیر اہم حصوں پر بھی شدید جسمانی ضرر سے ہلاکت بھی قتل عمد کا جواز بن سکتی ہے۔ ۱۲؎ ملزمان کے خلاف فوری درج ہونے والی FIR میں تفصیل سے مخصوص الزامات موجود نہ ہیں بادی النظر میں قتل شبہ العمد دفعہ 316 تعزیرات پاکستان پایا جاتا ہے ۱۳؎ ملزم کے خلاف پرانی دشمنی ثابت نہ ہوئی اور نہ ہی پرچہ میں نام کا اندراج تھا۔ جو بریت کا سبب بن گیا ۱۴؎ مقتول کے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی ثابت نہ تھی۔ اور نہ ہی مہلک ضرب لگائی گئی۔ قتل عمد شمار نہ ہوا ۱۵؎ ہاتھ میں کلہاڑی ہونے کے باوجود قتل کیلئے استعمال نہ کی دشمنی بھی ثابت نہ ہوئی مقدمہ مشکوک ہو گیا ۱۶؎

جب ملزم کے خلاف وجہ عناد ثابت نہ تھی اور نہ ہی ہتھیار برآمد ہوا ۱۷؎ اور پولیس نے بھی بے گناہ قرار دیا۔ تو مقدمہ مشکوک ہو گیا ۱۸؎

۱؎ 1971Pcrlj1285 ۲؎ 1968Pcrlj205 ۳؎ 1968Pcrlj1437 ۴؎ 1969Pcrlj460 ۵؎ 1970Pcrlj598

۶؎ 1972Pcrlj826 ۷؎ 1971Pcrjl6 ۸؎ PLD1962Pesh232 ۹؎ 1970Pcrlj574 ۱۰؎ 1969Pcrlj1470

۱۱؎ 1972Pcrlj85-1997SCMR320 ۱۲؎ 1971SCMR1971 ۱۳؎ 1983Pcrlj558-1986Pcrlj2585-

NLR1984SCJ166 - PLJ1996CR1151 - PLD1972sc277 (1984SCMR429/521)-1985scmr565

۱۴؎ (1989Pcrlj1059) (NLR1991CRC533) ۱۵؎ 1991Pcrlj1313 ۱۶؎ 2001Pcrlj1707

۱۷؎ (1997MLD1530)(1998Pcrlj968) ۱۸؎ 1987SCMR483 1993SCMR2288 1992SCMR1857

1984SCMR429 1984SCMR521

marfat.com
Marfat.com

عمومی طور پر دفعہ 302(a) تعزیرات پاکستان میں قتل عمد کی سزا موت ہے لیکن اگر عدالت واقعات اور شہادت سے محسوس کرے تو کم تر سزا بھی تجویز ہو سکتی جو کہ عمر قید ہے۔ اور قتل کی سزا موت اسلئے بھی تجویز کی جاتی ہے۔ تا کہ معاشرہ مزید انتشار سے محفوظ رہ سکے ۱؎ کیونکہ اسلامک لاء میں جب جرم ثابت ہو جائے تو پھر رعایت کا جواز نہیں بنتا ۲؎ پستول ملزم اپنے گھر سے لے کر چلا۔ لیکن عذر کہ اس نے قتل اپنے چچا کے زیر اثر کیا، عذر تسلیم نہ ہوا، قتل عمد ہے ۳؎ ملزم کے خلاف وجہ عنا کا معاملہ کمزور اور بالواسطہ تھا ایسے حالات میں بڑی سزا تجویز نہ ہو سکتی ہے دفعہ سزائے عمر قید نہ دی جا سکتی ہے لہذا 20 سال قید کی سزا درست تھی۔ مقدمہ کی سماعت میں قانونی تاخیر کی وجہ سے ضمانت ہوئی ملزم 1/2 7 سال سے زیر حراست تھا ۴؎

فیصلہ میں تضاد: دفعہ ہذا کی ضمن ب اور ج کے مطابق قتل عمد کے مقدمہ میں سزائے موت سے کم سزا تجویز ہو سکتی ہے۔ اگر حالات ایسا تقاضا کریں۔ چنانچہ سزائے موت کو بطور تعزیر سزائے عمر قید میں تبدیل کر دیا گیا۔ کیونکہ دفعہ 302 تعزیرات میں بطور تعزیر سزائے عمر قید بھی تجویز کرتا ہے۔ لیکن سزائے موت کے نفاذ کیلئے دفعہ 377 ضابطہ فوجداری کے تحت ایسی سزا کو دو جج صاحبان کنفرم کریں گے۔ اور دفعہ 378 میں اگر ہر دو جج صاحبان کے درمیان اختلاف پایا جائے تو ایسی صورت میں دفعہ 429 کے تحت تیسرے جج سے رائے لی جائے گی۔ جو حتمی ہوگی۔ ۵؎

کسی ایک شہادت کی بنیاد پر خواہ وہ عینی شہادت ہی کیوں نہ ہو۔ جب تک دیگر شہادات سے مطابقت نہ کھائیں تو بڑی سزا نافذ نہیں ہو سکتی۔ ۶؎ اگر کسی معاملے کو شہادت کے دوران جرح کے سوالات میں واضح نہ کیا جائے تو یقین کر لیا جاتا ہے کہ وہ معاملہ اس حد تک درست ہے۔ ۷؎ جب ضربات جسم کے نازک حصوں پر نہ پائے جاتے ہوں تو قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ارادہ قتل نہ تھا ۸؎ اسی طرح قتل کی وجہ عناد کا نہ ہونا بھی کسی قاتل کو قتل کی سزا سے بری نہیں کر سکتا ۹؎

سزا میں تخفیف / رعایت: سزا کیلئے B-382 ضابطہ فوجداری کی رعایت مجرم کو دینا عدالت کا ذاتی اختیار ہے۔ مجرم کا حق نہیں ہے ۱۰؎ (جبکہ شک کی بنیاد پر عدالتوں کو یہ اختیار ملزم کے حق میں استعمال کرنا چاہیے) عدالتوں نے عموماً اس حق کا استعمال ملزم کے حق میں کیا ۱۱؎

۱؎ PLD1976SC452 ۲؎ (LRP2002CR7) ۳؎ 1971SCMR20 ۴؎ 2001Pcrlj54(PLD1995SC49)

۵؎ (1993SCMR2185)(PLD1960SC(Pk)28)(PLD1961WP.348)(PLD1964WP67)(1995Pcrlj811)

(PLD1961SC230)(1995SCMR1789)(1995Pcrjl510)(SBLR2002Sind628) ۶؎ (1997SCMR174)

(PLD1995SC475)(SBLR2002/628Sind) ۷؎ (SBLR2002Snd628)(1991Pcrlj488) ۸؎ 1982Pcrlj1049

۹؎ (2001Pcrlj524) 1997Pcrlj1539(1993SCMR585)(1997Pcrlj1532)(1992ALD302)

۱۰؎ 1987Pcrlj1728/1982SCMR700 ۱۱؎ 1995Pcrlj704 1999SCMR1190 (1992SCR120)

marfat.com

Marfat.com

ملزم عمر رسیدہ شخص ہونے کے باوجود کمسن بچوں کو جسمانی مساج کے بعد ان سے جنسی فعل کا مرتکب ہوتا تھا۔ اسطرح تین بچوں کے قتل عمد کا مرتکب پایا گیا۔ اگرچہ تمام ورثاء نے اسے معاف کر دیا۔ لیکن عدالت نے دفعہ 302C تعزیرات پاکستان میں ناقابل راضی نامہ ہونے کے سبب سزائے موت کی بجائے عمر قید 20 سال بامشقت کی سزا دی۔ ۱

آزاد کشمیر تعزیرات میں 14 سال تھی لیکن بعد ازاں بحوالہ ایکٹ xxvii 1994 میں 25 سال کر دی گئی۔ اگرچہ دفعہ 5 آئی پی ایل کے تحت سزا قصاص یا سزائے موت ہے لیکن واقعات وشہادات کی رو سے عدالت کم سزا بھی تجویز کر سکتی ہے چنانچہ اگر سزائے عمر قید سنائی جائے تو اسکے معنی تعزیرات کی رو سے واضح ہیں جو سزائے عمر قید 14 سال تک ہے لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ دفعہ 3 کی رو سے یہ سخت ترین سزا ہے۔ لہٰذا اس مقدمہ میں سزائے قید 14 سال ہے اور دفعہ 382/B ضابطہ فوجداری میں ملزم کو جیل میں جوڈیشنل حوالات میں کاٹے گئے دنوں کو سزا میں تخفیف یا رعایت صرف ان صورتوں میں دی جا سکتی ہے اگر ملزم اس رعایت کا مستحق ہو کیونکہ عدالت عظمیٰ نے اس دفعہ کے تحت رعایت کو دیگر عوامل کے ساتھ تجزیہ کے بعد دینے کا فیصلہ دیا ہے۔ لہٰذا ہر مجرم کو خود کو اس قانون کے تحت استحقاق پر سمجھنا درست نہیں ہے ۲ جب سزا کے حکم یا کسی دیگر طریقہ پر قتل کا مقدمہ دہشت گردی کے ضمن میں نہ آتا ہو۔ تو عموماً ملزم سزا میں تخفیف کا حقدار ہو جاتا ہے ۳ مقتولین جن میں ایک ملزم کی بہن اور دوسرا غیر شخص تھا اور ملزم کے گھر سے لاشیں برآمد ہوئی۔ ملزم کا بیان واضح ہے کہ اس نے غیرت میں قتل کیا اگرچہ سزائے قید بحال رکھی گئی۔ لیکن سزائے زیر حراست کی حد تک تخفیف کر دی گئی ۴

مقتول کی بڑی انگلی کو اس شدت سے کچلا گیا کہ اسکی جلد پھٹ کر شریانوں سے خون بہنے لگا۔ اگرچہ اس عمل میں ہڈی قائم رہی لیکن خون بہنے کے نتیجہ میں موت واقع ہوئی۔ اگرچہ انگلی کو زخم غیر جائفہ ہے۔ جسکی تصدیق میڈیکل سرٹیفکیٹ کرتا ہے اور عموماً موت بلاواسطہ واقعہ نہیں ہوئی۔ لیکن موت زخم کا نتیجہ نہ تھی چنانچہ سزا کو دفعہ 302 کی بجائے دفعہ 337/f تعزیرات پاکستان میں تخفیف قرار دیا گیا۔ اسطرح سزائے موت کی بجائے پانچ سال قید بامشقت ہمراہ ضمان برائے ورثا کیلئے کا حکم دیا گیا ۵

ملزم پر اپنی بیوی کو قتل کرنے کا الزام تھا جبکہ ملزم نشہ کا عادی اور پانچ بچوں کا باپ تھا ملزم نے دفعہ 342 ضابطہ فوجداری کے بیان میں تسلیم کیا کہ اسنے قتل کیا ہے چنانچہ سزا میں خصوصی ہمدردی اور مقتولہ کے وارثان کا مقتول کی اولاد ہونے کے حوالے سے قصاص لینے کی بجائے دفعہ 307 تعزیرات پاکستان سزائے عمر قید کو 10 سال اور دیت کی ادائیگی میں بدل دیا گیا ہے ۶

1982SCMR709, 1987Pcrlj1728, PLD1988SC(A.I)134-1992SCR120, ۲ PLJ2001CRC551 ۱

LRP2002(CR)200 ۶ PLJ2001CRC ۵ 2001Pcrlj1141 ۴ 2001Pcrlj887 ۳ PLD1991SC1065,

marfat.com

Marfat.com

سزا کی معافی / صلح: دو مردوں کو دو عورتوں سے اختلاط کی حالت میں ملزم نے چار قتل کر ڈالے تو عورتوں کے شرعی ورثا نے مقتول کو معاف کر دیا مگر مردوں کے ورثا نے معاف نہ کیا مگر غیرت کے معاملے میں ملزم کو معاف کر دیا گیا ۱؎ عدالت کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وارثان نے صلح اپنی آزادانہ مرضی سے کی ہے۔ اور واضح طور پر معاف کر دیا ہے ۲؎

زخم کا اعتبار: جب زخم جسم کے اندر تک گہرائی میں نہ گئے تھے اور نہ ہی کسی ہڈی کو توڑنے کا سبب بنے تو ایسے ملزم کے ساتھ عمومی سلوک کیا جائے گا ۳؎

جسمانی مجبوری: جنون، پاگل پن وغیرہ قتل کا قصاص لینے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ چنانچہ پاگل پن ثابت ہونے پر قاتل کو قتل عمد میں سزائے موت کی بجائے عمر قید دی ۴؎

حق خود اختیاری اور دیگر تحفظات: ہر شخص کو اپنی جان، مال اور عزت کی حفاظت کیلئے دفاع کا حق حاصل ہے۔ لیکن یہ دفاع حق سے تجاوز کا نتیجہ ہرگز نہیں ہونا چاہیے لہذا پانی کے تنازعے پر ملزم نے حق دفاع میں قتل کیا۔ بری ہوا ۵؎ حفاظت خود اختیاری پر قتل میں جہاں ملزم کو اپنی جان و مال جائیداد یا عزت کے معاملے میں دفاع کا حق حاصل ہے وہاں ملزم کا دفاعی پہلو وضاحت سے ریکارڈ پر لانا ضروری ہے نیز اگر ملزم زخمی ہے تو اسکی وضاحت کر دی جائے تو عموماً ایسے ملزمان بری ہو جاتے ہیں جبکہ سزا کی صورت میں معمولی سزا وار قرار پاتے ہیں ۶؎ عورت نے عورت کا قتل کیا، حفاظت خود اختیاری کا عذر اسطرح ثابت ہوا کہ میڈیکل اور واقعاتی شہادات میں تضاد پایا گیا۔ چنانچہ سزا (C)302 میں برقرار رکھی۔ لیکن قاتلہ دودھ پینے والے بچے کی ماں ہے۔ جس کیوجہ سے کم سزا تجویز ہوئی۔ ۷؎ دفعہ 59 ضابطہ فوجداری میں کسی شخص کا ملزم کو گرفتار کرنے کا حق اور پرائیویٹ دفاع کا حق موجود ہے۔ لیکن اپنے دفاع سے تجاوز کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ اگر چہ ایسی صورت میں مقدمہ 302 کی بجائے 304 میں چلایا جائے گا۔ ۸؎

مذہبی معاملات: انسان فطری طور پر مذہبی محبت اور لگاؤ کے زیر اثر ذاتی رشتوں کے حقوق کو بھی پامال کر جاتا ہے۔ یہ اشتعال جنونی کیفیات کا حامل ہوتا ہے۔ لہذا ایسے کسی بھی جرم میں اتنا ثابت کرنا کافی ہے کہ مذکورہ مقتول نے اسکے معاملات میں مداخلت کر کے اشتعال دلایا۔ چنانچہ ایسے مذہبی معاملات کیلئے تعزیرات میں الگ دفعات موجود ہیں۔ مذہب کی بے حرمتی پر قتل میں غیرت و اشتعال کا فائدہ دے کر قتل عمد میں تین سال قید دی گئی ۹؎

۱؎ (1994Pcrlj2480) ۲؎ (PLJ1996CRC(Lh)1554) ۳؎ (PLJ1996CRPesh1187) ۴؎ 1968Pcrlj437
۵؎ 1969Pcrlj74[illegible] ۶؎ 1982SCMR310 1983Pcrlj1101/688 PLJ1982CR420 1981SCMR23/54
۷؎ PLD1984LH[illegible] ۸؎ (LRP2002CR331) PLJ1996CRC(Lh)283 - PLD1986SC422)
۹؎ 1968Pcrlj1[illegible]9

marfat.com

Marfat.com

بریت: ایک ملزم کو سزائے موت اور دوسرے کو سزائے عمر قید عدالت عالیہ نے اپنے فیصلہ میں سزائے موت کو عمر قید اور دیگر ملزموں کی عمر قید کو تبدیل کر کے بری کرنے کا حکم دیا شریعت کورٹ نے بھی عدالت عالیہ کا فیصلہ اس بنیاد پر بحال رکھا۔ کہ واقعات شہادت میں کوئی مطابقت نہ پائی جاتی ہے [۱] ملزمان پر 302 تعزیرات پاکستان کا الزام نہ عائد کیا گیا۔ اور نہ ہی کسی شخص کو کوئی زخم آیا ثابت ہو۔ لہذا 324 تعزیرات پاکستان میں جرم ثابت نہ تھا۔ چنانچہ جن ملزمان پر محض للکارا کا الزام تھا۔ لیکن وہ مقتول کے قتل میں ملوث نہ تھے۔ بری کر دیے گئے [۲] استغاثہ کو اپنا مقدمہ ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہو کر ثابت کرنا چاہیے۔ ورنہ ملزم کی بریت لازم ہوتی ہے [۳]

فوری اشتعال: ملزم کے شدید اشتعال میں آنے کا جواز موجود ہو تو قتل عمد شمار نہ ہوا [۴] طلاق زدہ بیوی کے کسی غیر کے ساتھ مراسم پر اشتعال کو تسلیم نہ کیا گیا۔ کیونکہ اشتعال کا تعلق رشتے اور جذبے کی نفی کے نتیجہ سے ہے اور طلاق زدہ بیوی سے تعلق ختم ہو چکا ہے [۵] اگر چہ غیرت کے معاملے میں قتل پر قتل کی سزا میں تخویف ہو جاتی ہے اسمیں جوڈیشل اقرار کو بھی شامل کر لیا جائے تو بھی ضمانت پر رہائی دی گئی [۶] کیونکہ فوری جوش اور غیرت میں طبعی سزائیں نہیں دی جا سکتیں۔ اور ضمانت میں غیرت اور فوری اشتعال کا فائدہ قتل کے مقدمات میں ایسی صورت ہرگز نہیں دیا جا سکتا۔ کہ وہ مقدمہ کی نوعیت کو ہی بدل دے۔ جب تک یہ معاملہ پایہ ثبوت کو بادی النظر میں نہ پہنچے [۷] غیرت اور فوی جوش کے نتیجہ میں عدالتیں کیونکہ لمبی سزائیں دینے کی قائل نہیں ہیں لہذا ایسی صورت میں اگر یہ امر پایہ ثبوت پر پہنچے کہ غیرت میں فوری جوش میں انسان بے قابو ہو گیا تھا تو ضمانت کی دیگر بے شمار مثالوں کی طرح درج ذیل مثالیں موجود ہیں [۸]

اچانک لڑائی: اچانک لڑائی اور سابقہ دشمنی کی عدم موجودگی میں دفعہ 302 کی بجائے دفعہ 304 تعزیرات پاکستان میں فیصلے کیے جاتے ہیں اور سزا موت یا سزا عمر قید نہیں دی جاتی [۹] شہادت اور ثبوت فراہم کرنا استغاثہ کی ذمہ داری ہے۔ اور ملزم کا غلط بیان استغاثہ کو اسکی ذمہ داریوں سے مستثنیٰ نہیں قرار دے سکتا۔ اور جب قتل کی کوئی وجہ بھی مثل پر موجود نہ ہو۔ اور نہ ہی کوئی فائر کا خول جائے وقوعہ سے میسر آئے تو شک کا فائدہ دیا جائے گا [۱۰] مقتول صرف ایک وار سے قتل ہو گیا۔ جبکہ ملزم کے ساتھی لوگوں پر 13 زخم موجود ہوں۔ کھلے عام اچانک لڑائی میں قتل 302 (C) میں آتا ہے۔ جس میں موت کی سزا نہ دی جا سکتی ہے۔ چنانچہ ملزم کی سزا محض اس لئے سابقہ زیر حراست سزا کے عوض ختم کر دی گئی۔

---

[۱] NLR1994SD29 [۲] (PLD2002QT49) [۳] (PLJ1996CRC(Pesh)118) [۴] 1972Pcrlj116

[۵] 1968SCMR1333-1969Pcrlj1971 [۶] 1995Pcrlj1942 [۷] (1993Pcrlj557) (1994Pcrlj523)

[۸] PLJ1980CRC171-1979Pcrlj92 - 1982Pcrlj28 - 1982SCMR301 - 1982SCMR64/301-

[۹] PLD1993LH129-PLD1993LH489-1993Pcrlj2601-1984SCMR1557 [۱۰] 1984Pcrlj743 [۱۱] 1995Pcrlj1262

marfat.com
Marfat.com

جبکہ 2 ملزمان بھی اس واقعہ میں قتل ہوئے اور دیگر ملزمان کو بھی زخم آئے۔(سزائے موت ختم کر دی گئی) ۱o بلا روک ٹوک لڑائی میں کلہاڑی کی ضرب، ملزم کو بھی جسمانی ضرر۔قتل عمد ثابت نہ ہوا ۲o بلا روک ٹوک لڑائی میں ذاتی دفاع کا حق نہیں دیا جا سکتا ہر شخص اپنے فعل کا خود ذمہ دار ہوتا ہے ۳o 1972SCMR677

غیرت: جب غیرت کا معاملہ دفاع بنے اور ملزم خود پولیس کے پاس پیش ہوا ہو تو سزا عمر قید کی بجائے کم دی گئی۔اور جرم 302 کی بجائے 304 تعزیرات پاکستان میں پایا گیا سزا دفعہ 304 تعزیرات پاکستان میں ہوئی ۴o کسی شخص کو غیرت کی بنیاد پر بھی کسی دیگر شخص کی جان لینے کا اختیار نہ ہے۔فوری اشتعال کی صرف وہ صورت جسمیں انسان اپنے جسم پر اختیار کھو بیٹھتا ہے۔اور اس سے کوئی جرم سرزد ہو سزا سے بچت کیلئے قابل ستائش ہو سکتی ہیں۔اور سزا میں تخفیف کا سبب بنتی ہیں۔۵

مشترکہ ذمہ داری اور نیت: قانون Vicarious Liability انفرادی ذمہ داری کے نظریہ کا قائل ہے اور انفرادی اور مشترکہ ذمہ داری کا عمیق گہرائی سے مطالعہ کا حکم دیتا ہے۔ملزمان کے درمیان سازش میں تمام ملزمان کو برابر کا مجرم قرار دیا گیا ۱۰o شریک جرم کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس کا ساتھی چاقو سے مسلح ہے اور وہ مقتول کو ہلاک کر دے گا تو ایسے شریک جرم پر قتل عمد کی اعانت نہیں ہے۔ڈکیتی میں قتل پر یہ عذر کہ وہ قتل کسی دیگر شخص کے زیر اثر سر انجام ہوا۔ثبوت ناکافی ہے۔سزائے موت سے نہ بچ سکے ۷o جب دوہرا قتل ہوا تو مشترکہ نیت اور مفاد کا معاملہ سامنے آیا۔بعدی النظر میں ملزمان نے اکٹھے اسلحہ سے لیس ہو کر اراضی پر قبضہ کی کوشش کی جس سے مشترکہ نیت ثابت ہوگئی ۸o (واقعات اور مقدمہ کے ریکارڈ سے خصوصی جائزہ کے بعد معلوم ہوا۔کہ قتل کی کوئی وجہ سابقہ دشمنی نہ تھی۔بلکہ محض ٹرک پارک کرنے کی ضد وجہ قتل ہوئی۔ملزم پر صرف ایک چوٹ لگانے کا الزام تھا۔جو سر لگی اگرچہ دوبارہ نہ مارا۔ایسے معاملہ میں مشترکہ نیت کا کوئی دخل نہ ہے بلکہ یہ معاملہ انفرادی نوعیت اور ذمہ داری کا ہے۔لہذا ملزم کو دفعہ 304 تعزیرات پاکستان میں سزا دی گئی۔جب کہ شریک ملزم کو دفعہ 323 میں سزا ہوئی ۹o

---

۱ 2001Pcrlj954(1992SCMR2047) ۲ 1977Pcrlj1257-1971Pcrlj592 ۳ 1972SCMR677 ۴ 1984Pcrlj1129- 1983SCMR268 1983Pcrlj692/927 1984Pcrlj28- 1984Pcrlj1099

۵ (2000Pcrlj139)(1995SCMR1377)(PLD1994SC31) (PLD2002SC558)(1987SCMR1864) (1999SCMR2722)(PLD1996SCI)(1992SCMR2055) (2000Pcrjl175)(1992SCMR2047) (2001SCMR1914)(PLD2001SC96)(2000SCMR338)(2000SCMR1758) (1999SCMR1469)

۶ (PLD1995SC-1) ۷ PLD1966Kar365 ۸ PLD1969LH853 (PLJCRC(AJK)385) ۹ (PLJ1991CRC55(DB))

marfat.com

Marfat.com

محض ملزم کی موجودگی کے باعث جرم میں مشترکہ ذمہ داری کا الزام قرار نہیں دیا جاسکتا۔ جب تک کہ عملاً شریک ہونا ثابت نہ ہو۔[1] اچانک لڑائی میں دفعہ ۳۰۴ نہ لگے گی۔ چنانچہ ملزم نے للکارا مارا کہ پکڑلو مگر خود ضرب نہ لگائی تو عذر قبول نہ ہوا۔[2] عورت کے اکسانے پر قتل مشترکہ ذمہ داری قرار نہ دیا گیا۔[3] چنانچہ جب ملزمان ایک ہی جرم کیلئے باہمی مشورہ پر عمل کریں تو ہر ملزم انفرادی اور اجتماعی طور ذمہ دار ہوتا ہے۔[4] بچے کا قتل ماں نے اپنے ہمراہی ملزم کے ساتھ مل کر کیا۔ فریقین کے مابین دشمنی ثابت نہ ہے۔ شہادات میں مطابقت پائی جاتی ہے۔ بالواسطہ شہادات نہ ملنے کے باعث شریک جرم بری ہوا۔ قاتلہ خود مقتول کی ماں تھی۔ لہذا قصاص میں سزا کی بجائے تعزیر میں سزا عمر قید میں بدل گئی۔[5]

اکراہ اور جبر: ایسا شخص بھی اپنے فعل کا مسئول نہیں ہے جو کہ بھوکا رکھا جائے۔ تشدد کیا جائے یا بوجہ اکراہ کسی فوجداری فعل کرنے پر مجبور کیا جائے تو ایسی صورتوں میں وہ شخص اپنے فعل کا ذمہ دار نہ ہوگا۔

وجہ عناد: عمومی طور پر قتل کے مقدمات میں وجہ عناد کو اس لیے خصوصی اہمیت دی جاتی ہے کہ یہ معاملے کی نیت کو کھول کر واضح کر دیتا ہے۔ چنانچہ جہاں کہیں وجہ عناد قتل کی مضبوط وجہ بن کر سامنے آئے۔ وہاں نیت کا ثبوت بھی واضح ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کسی ملزم کا مسلح ہو کر آنا اور پھر گالیوں کے تبادلے کے نتیجہ میں جرم کا سرزد ہونا محض اشتعال نہ ہوگا۔ بلکہ قتل کی وجہ مذکورہ عناد بن جائے گا۔ جس کی وجہ سے مذکورہ ملزمان مقتول پر مسلح ہو کر قتل کی نیت سے حملہ آور ہوئے۔ اسی طرح محض ہاتھوں سے مارنا اس امر کا ثبوت نہ ہوگا۔ کہ مارنے والے کی نیت قتل کی تھی۔ لیکن اگر مار مذکورہ ایک ایسا رویہ ظاہر کرے کہ جس میں تشدد کا عنصر اور جسمانی اعضاء کی نزاکت کا خیال نہ رکھا گیا ہو۔ تو یہ نیت قتل کا ثبوت بن جائے گی۔ اسی نسبت سے آلات موت نشہ آور اشیاء دیگر جرائم کے نتیجہ میں ہونیوالے قتل کی نسبت سے وجہ عناد کا تعین کیا جاتا ہے۔ اور اکثر اوقات مذکورہ اشیاء یا آلہ قتل جو قتل کی اصل وجوہ بنتا ہے۔ اسکے پس پردہ وجہ عناد ایک بہت اہم کردار کی حیثیت رکھتی ہے۔

عمر: قانون نابالغان Jurenile Justice System xxii of 2000 دفعہ 7 میں تقاضا کرتا ہے کہ کسی بچے کی عمر کے تعین کا معاملہ میڈیکل بورڈ سے حل کروایا جائے۔ دفعہ 5 سندھ چلڈرن ایکٹ xii 1995 بچوں کے خلاف قانونی کارروائی کیلئے ایک طریقے کار کی وضاحت کرتا ہے ایکٹ مذکورہ کمسن بچوں کو جیل بھیجنے سے بھی منع کرتا ہے۔ (ملزم کی عمر 12 سال سکول سرٹیفکیٹ سے واضح ہے) لہذا ضمانت لی گئی۔[6] پیدائش سرٹیفکیٹ کو بلوغت کے حوالے سے سزاوار اختیار سماعت مقدمہ کے سلسلہ میں تسلیم کیا گیا۔[7]

---

۱ 1977SCMR7 ۲ 1982Pcrlj466 ۳ 1995Pcrlj1200 ۴ PLD1994SC65 ۵ (LRP2002CR336)

۶ (1999SCMR99)(1992SCMR1047)(1996SCMR387) ۷ 1983SCMR1001 PLJ1958SC(100)337

marfat.com
Marfat.com

ملزم نابالغ۔ جسکی عمر 15 سال ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ملزم نے اس عمر میں ذہنی بلوغت یا ادراک اور استعداد حاصل کر لی تھی کہ اسے جرم کا اندازہ ہو سکے۔ یہ معاملہ مزید تحقیق کا ہے۔ اور آئندہ کیلئے چھوڑا گیا اور ضمانت منظور ہوئی[1]
کسی بھی مقدمہ میں واقعات یا عمر کے حوالے سے دو نظریے قائم ہو سکتے ہیں اور ملزم کے حق میں نظریہ محض شک کی بنیاد پر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ پولیس نے مقدمہ میں ملزم کی عمر بمطابق سکول سرٹیفکیٹ 19/20 سال ظاہر کی۔ لیکن ملزم نے اپنے بیان 342 ض ف میں اپنی عمر 16 سال بیان کی اور اس سلسلہ میں کالج سرٹیفکیٹ پیش کیا۔ مزید کہا کہ پیدائشی سرٹیفکیٹ میں درج تاریخ میرے بھائی کی ہے۔ جو فوت ہو چکا ہے۔ بچپن میں فوت ہونے کی وجہ سے اور اسکی محبت کے اظہار میں اسکا نام بھی موسوم کیا گیا۔ چنانچہ ملزم کے بیان کو تسلیم کیا گیا[2]
ملزم وقوعہ کے وقت 18 سال سے کم عمر کا تھا لہذا (2)299 کے تحت وہ نابالغ ہے اور دفعہ 308 تعزیرات پاکستان میں آتا ہے لہذا سزائے موت 14 سال بامشقت میں تبدیل کر دی گئی اور دیت کا بھی حکم ہوا۔ سپریم کورٹ نے[3] واضح کیا ہے کہ اگرچہ نابالغ کی تعریف قانون ہذا میں بیان نہیں کی گئی۔ لیکن بالغ کی دفعہ 299 قانون ہذا میں وضاحت کی گئی ہے کہ ایسا شخص جس کی عمر 18 سال ہو چکی ہو جبکہ قصاص نابالغ اور پاگل پر نافذ نہیں ہوتا جیسا کہ دفعہ 306 تعزیرات پاکستان میں وضاحت موجود ہے۔ جس میں قتل عمد کیلئے دفعہ 308 میں دیت کی سزا تجویز ہوئی ہے لہذا اس امر میں کافی ثبوت شہادت کی بنا پر سزا تجویز کی جا سکتی ہے[4] ملزم کمسن ہیں جو میڈیکل سرٹیفکیٹ اور پیدائش سرٹیفکیٹ سے ثابت ہیں اس طرح ملزمان کو انکے جرم میں زیر دفعہ 299 ہمراہ 306 تعزیرات پاکستان دیکھا جائے گا۔ جس میں سزا دیت ہے جو جرم کو ممنوعہ کلاز سے نکال دیتا ہے۔ کسی کمسن کو قتل عمد میں (1)308 کے تحت سزا 14 سال تک دی جا سکتی ہے۔ لہذا ضمانت کیلئے محض دیت ہونے کے باوجود ممنوعہ کلاز کا فائدہ نہیں دیا جا سکتا۔ جبکہ خصوصا ملزمان کمسن ہونے کے باوجود جسمانی اور ذہنی طور پر بالغ محسوس ہوتے ہیں۔ اور قتل کی نوعیت اور جرم کی شدت سے آگاہ ہیں[5] اگرچہ اس کم سنی کے معاملے میں ضمانت کیلئے بعض عدالتوں نے اس امر میں مخالفت کی گئی[6] ملزم ناپختہ ذہن کا مالک، مفروضہ لڑائی کے بدلے قتل عمد میں قصاص کی بجائے قید کی سزا ہوئی۔ سزا میں تخفیف کے معاملات میں کسی مجرم کے زندہ بچ رہنے کی امید نہ ہونے کے سبب سزائے موت . . نادرست نہیں ہے[7] اگرچہ ایسے نابالغ کی سزائے موت سزائے عمر قید میں تبدیل کی گئی[8] البتہ ملزم کی کم عمری کے سبب سے سزا میں تخفیف کی گئی[9]

---

[1] 1986Pcrlj385-1997Pcrlj1635-1996Pcrlj166-1980SCMR784 [2] LRP2002CR86
[3] 1999SCMR2652 [4] 1999SCMR2652 [5] 2001Pcrlj385 [6] (1997Pcrlj1635) (1998Pcrlj24)
[7] 1996Pcrlj166 (PLD1989SCAJ61) [8] PLD1982SC139 [9] (PLD1988SCAJ134)

marfat.com
Marfat.com

ملزم کا سکول سرٹیفکیٹ اور ڈومیسائل سرٹیفکیٹ نابالغ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔ جو کہ ٹرائل کورٹ کے روبرو چیلنج نہ کئے گئے تھے۔ عدالت عالیہ نے قرار دیا کہ جب تک یہ سرٹیفکیٹ بوگس یا جعلی ثابت نہ ہوجائیں تسلیم کئے جائیں گے جسے عدالت عظمٰی نے درست قرار دیا۱۔ ملزم طویل العمر تھا۔ اور سزا ملزم کی متوقع عمر سے زیادہ تھی لیکن عمر کے بقایا اندازہ پر بھی سزا میں تخفیف نہ کی گئی۲۔ عمر کی زیادتی اور بڑھاپا بھی ضمانت کی دلیل نہیں بن سکتا۳۔ ملزم کی عمر 14 سال بیان ہوئی لیکن دوسری گواہی میں متضاد عمر تھی۔ نہ ہی عمر کا ٹیسٹ کروایا گیا ضمانت نامنظور ہوئی۔

قانون سے مفرور: کسی مجرم کا سزا کے خوف سے فرار اگرچہ ایک جرم ہے۔ لیکن پولیس کے خلاف قانون تشدد کے خوف سے ملزم فرار ہوجاتے ہیں۔ جس کے لیے عدالت نے قرار دیا کہ مفروریت کسی جرم میں سزا کی بنیاد قرار نہیں پا سکتی۴۔ ملزموں کے فرار کو بطور تائیدی شہادت جرم میں ثبوت تصور کیا جائے گا۵۔ مفروریت اور قانون سے آنکھ مچولی کسی ملزم کی سزا کا سبب نہیں بن سکتی۔ اگر عدالت اپنی صوابدیدی اختیارات کے استعمال کرنے میں خود کو آزاد نہیں سمجھتی تو اسطرح مفرور بہت سی قانونی مراعات سے محروم رہ سکتا ہے۶۔ اصول یہ ہے کہ قانون سے فرار کسی رعایت کا مستحق نہیں ہوتا۔ نیز ضمانت کے وقت عدالت کو صفحہ مثل پر موجود شہادات اور ریکارڈ پر انحصار کرنا ہوتا ہے۔ جو محض آزمائشی طور پر ہوگا۔ کیونکہ تفصیلی تفتیش موجود نہیں ہوتی۷۔

شناخت: قانون میں کسی بھی جرم میں مجرم کی نشاندھی کیلئے مختلف مجرموں کو جنکی عمریں، قد اور شکل میں مشابہت پائی جا سکے مدعی کی شناخت کیلئے پیش کر کے تفتیش کے مراحل سے گزارا جاتا ہے۔ اور ملزم کی گرفتاری میں بطور مددگار شہادت اہمیت رکھتی ہے۔ شناخت پریڈ گیارہ دن بعد کروائی گئی جس کی وجہ سے اسکی شہادتی حیثیت کمزور ہوگئی جبکہ ملزم کے خلاف کوئی برآمدگی وغیرہ نہ پائی گئی ضمانت لے لی گئی۸۔ کسی ملزم کی شناخت پریڈ کا گواہ اگر کسی قانونی نقص کا باعث ہو تو مذکورہ بیان قابل قبول نہ ہوگا۹۔ شناخت کے گواہان کا عدالت میں متضاد بیان قابل پذیرائی نہیں ہوتا۱۰۔ شناخت پریڈ میں بعض اوقات اور مراحل میں یہ بھی ضروری ہے کہ ملزم کو اس کے نام سے شناخت کیا جائے اور ملزم کے ساتھ گواہ کی دشمنی یا دوستی کو بھی واضح کیا جائے۱۱۔ شناخت پیریڈ میں کسی ملزم کی نشاندھی کر کے باہر کیا گیا۔ صرف اسی صورت کامیاب تصور ہوگا۔ اگر جرم میں ملزم کا کردار بھی واضح کیا جائے۱۲۔ ملزمان کی شناخت پیریڈ کے دوران مجرم کو اس کے

---

۱ (2002SCMR440) ۲ 1983Pcrlj225 ۳ (2002LRP(CR)174) ۴ (PLJ1996CRC(Lh)1249)

۵ PLD1971Pesh182 ۶ 2001Pcrlj370 ۷ (2001Pcrlj1491)(2002LRP(CR)174)

۸ 2001Pcrlj410 - 1998Pcrlj45 - 1987Pcrlj2423 - 1999MLD3253 - 1994Pcrlj508

۹ 1988SCMR557 ۱۰ PLD1967SC307 ۱۱ (1985SCMR721) ۱۲ (1995SCMR127)

marfat.com
Marfat.com

فعل کے حوالے سے شناخت نہ کیا جائے گا۔ایسی شہادت منظور نہ ہوئی ۱ ایسا کوئی مسلمہ اصول نہ ہے کہ شناخت پریڈ میں دیر کی جائے۔ملزم کو بعد میں گرفتار کرنے کے سبب سے شہادت قبول نہ کی جائے گی۔یہ واقعات پر انحصار کرتا ہے۔ کیونکہ قاتل کا فعل کئی حوالوں سے انسانوں کے ذہنوں میں محفوظ ہو سکتا ہے۔لیکن وقت کی دھول میں محو بھی ہو سکتا ہے ۲ ایک عورت کا قتل اور دوسری عورت پر قاتلانہ حملہ۔دفعہ (324)(302) تعزیرات پاکستان کے تحت یہ قتل سازشانہ نہ تھا۔اندھیرے کی شناخت مشکوک تھی۔گواہان کا موقع پر موجود پایا جانا مشکوک ہے۔وجہ عناد بھی تسلیم نہ کی گئی۔ایسے ملزم کو دیت کے بدلے ضمانت پر رہا کیا گیا اور دیت کی اقساط کر دی گئیں۔نیز وقوعہ کے وقت ملزم کمسن تھا ۳ ایف آئی آر ملزم کی شناخت کے بغیر۔جبکہ ملزم وقوعہ سے دو سال 8 ماہ بعد گرفتار ہو۔ایسا ممکن نہیں کہ ایسے گواہ جو ملزم سے چند لمحات کیلئے ملے ہوں شناخت بھی کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ملزم پر ڈنڈا مارنے کا الزام ہے۔ریکوری گواہ بھی مستغیث کے حقیقی بھائی ہیں۔غرض مند گواہی کی بنیاد پر سزا ختم کی گئی ۴ جب ملزم کے خلاف شہادات موجود نہ ہوں یا شناخت پریڈ نہ ہوا اور محض ملزم کی چابی کا جائے وقوعہ سے پایا جانا ثبوت قتل کیلئے کافی مواد نہیں۔اب اگر اقرار جرم کی حد تک دیکھا جائے تو اسمیں زخم آنا میڈیکل رپورٹ سے مطابقت نہیں رکھتا۔چنانچہ ایسے مقدمات میں قصاص کی سزائیں نہیں دی جاسکتیں ۵ ملزم کو ایک ماہ بعد ضمنی میں نامزد کیا گیا۔جبکہ اسکی شناخت پریڈ بھی نہ ہوئی۔چنانچہ ایسی صورت میں چشم دید شہادتوں پر بھی شک پیدا ہوتا ہے۔جن پر تکیہ کر کے سزا نہیں دی جاسکتی ۶

واقعاتی شہادت کے علاوہ پولیس رپورٹس میں ملزم کی نشاندھی پر برآمدگی بھی مکمل ہوئی۔ایسی صورت میں پولیس کی شہادت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔لیکن شناخت پریڈ اس بنیاد پر قابل اعتماد نہیں ہے۔جب ایف آئی آر میں شناخت کی وضاحت موجود نہ تھی اور شناخت پریڈ میں پہلی دفعہ ملزم کو لایا گیا۔چنانچہ قرار دیا گیا کہ ایف آئی آر میں شناخت کا درج ہونا کوئی ضروری نہیں ہے۔نیز جبکہ ملزم نے روبرو مجسٹریٹ اقراری بیان بھی دیا ہو۔جس پر ملزم نے اپنے دستخط بھی ثبت کیے ہوں۔تو فیصلہ بحال رکھا گیا ۷ ڈکیتی ہمراہ قتل کے مقدمہ میں ایف آئی آر میں ملزم کی شناخت درج تھی جو شناخت پریڈ سے ثابت بھی ہوئی۔سامان ڈکیتی بھی برآمد ہوا،یہ تمام شہادات میڈیکل رپورٹ سے بھی ثابت ہیں۔اسطرح ملزم کو غلط سزا دیے جانے کا امکان نہیں ہے۔مجرم کو (B)302 اور 392 میں الگ الگ سزا دی گئی۔جو الگ الگ بھگتنا ہوگی۔

---

۱ PLD1958SCI-1985SCMR1834-1982SCMR129-1995PSC(CR)181-

۲ 1995PSC(CR)146-PLD1988kar539　۳ 1985SCMR1824/1844 (LRP2002SCR89)

۴ LRP2002CR286　۵ PLJ2002CR7　۶ PLJ2001CRC(Pesh)1008　۷ (SBLR202BL165)

۸ (SBLR2002SC9)

marfat.com

Marfat.com

ملزم کی گرفتاری کے پانچ روز بعد شناخت پریڈ کروانا نہ ہی قانونی تقاضا ہے۔ اور نہ ہی کوئی میٹریل شہادت شمار ہو سکتی ہے۔ بلکہ محض ایک تائیدی شہادت ہے۔ جسے دوسری شہادات کے ہمراہ غور کیا جا سکتا ہے ۱؎ جب ملزم کو دیگر ڈمی ملزمان کے ساتھ ایک ہی طرح کے لباس میں اور مشترکہ نشانات کے حوالے سے پیش نہ کیا گیا تو شناخت پریڈ اہمیت کھو بیٹھی ۲؎

عمومی طور پر دہشت گردی کے ملزمان کو شناخت کے بغیر پکڑا نہ جا سکتا ہے کیونکہ بم بلاسٹ کے بعد وہ موقع سے فرار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ایسے معاملات میں قتل کے دیگر معاملات کے برعکس شہادت کا جائزہ لیا جائے گا۔

کسی ملزم کی شناخت 1/2 کلومیٹر سے ٹرک کی روشنی میں ممکن نہیں لہذا شک کی بنیاد پر بری کیا گیا۔ اسی بنیاد پر رات کے وقت یا کمزور روشنی میں کیے جانے والے واقعات میں شک کا فائدہ ملزم کو حاصل رہتا ہے ۳؎

.PLD1996Kar246-68 .1999Pcrlj58 .1995Pcrlj13 . 2001Pcrlj1146-198

1998SCMR1401 .1997MLD1679 .1996SCMR308

شہادت (Witness)

یہ ایک سنہری اصول ہے کہ جہاں کہیں کوئی شہادت شک پیدا کرے جس سے استغاثہ کی سچائی پر شبہ آئے تو مجرم کو اسکا فائدہ ہوتا ہے ۴؎ موقع پر عدم موجودگی (Alibi) کا ثبوت فراہم کرنا بھی ملزم کیلئے ضروری نہیں بلکہ استغاثہ کو اپنا الزام بغیر کسی شک وشبہ کے ثابت کرنا ضروری ہے ۵؎ نہ استغاثہ کے گواہ نہ زخمی لوگ اور نہ ہی چشم دید گواہ عدالت میں پیش ہوئے۔ بلکہ ملزم کے اقبالی بیان پر سزا ہوئی۔ سپریم کورٹ نے پر غور کیلئے کہ دیگر شہادات کی عدم موجودگی میں کیا۔ اقبالی بیان مجرم پر بڑی سزا دینا درست قرار دیا جا سکتا ہے ۶؎ مدعی کو شہادت میں پیش نہ کرنے کی صورت میں محض ایف آئی آر کے ضمنات پر یقین کر کے سزا تجویز نہیں کی جا سکتی ۷؎ غیر شہادتی وقوعہ۔ لاش کی ملزم سے عدم برآمدگی محض ماورائے عدالت اقرار ایک بہت ہی کمزور ہے۔ عدالت ایسے معاملات میں استغاثہ کی کمزور حیثیت کا ساتھ نہیں دے سکتی ۸؎ جب ہر طرح کے شک وشبہ سے بالاتر شہادات سے قتل عمد ثابت ہو جائے۔ تو سزائے موت (قصاص) کے علاوہ کوئی دیگر سزا تجویز نہیں ہوسکتی ۹؎

۱؎ (1982SCMR129)(1985SCMR1824)(PLD1995SCI)(PLD1958SCI) ۲؎ (SBLR2002BL273)

۴؎ (1997SCMR25) ۵؎ (PLD2002SC77)(PLD1982SC429)(PLD1957DC503)(1971SCMR239)

۶؎ (1989SCMR446 - PLD2002SC56) ۷؎ (PLD2002SC56) ۸؎ (PLJ1996CRC(Lh)267)

۹؎ (2002SCMR294)

marfat.com
Marfat.com

مقتول کے رشتہ داروں کی شہادت دیگر آزاد شہادات سے مطابقت کی صورت میں غرض مند شہادت (Intrested witness) قرار نہیں دی جا سکتی۔ ۱؎ مجرم اپنی سزا پوری کرنے کے بعد رہا ہو گیا۔ اور تخویف سزا کیلئے دائر اپیل (Infructous) غیر موثر ہونے کی وجہ سے واپس لی گئی۔ لیکن مقتول کے ورثا کی طرف سے سزا میں اضافہ کی اپیل بھی اس بنا پر خارج ہوئی کہ سزا مکمل کرنے کے بعد ایک ہی جرم میں دوسری بار سزا نہ دی جا سکتی ہے۔ ۲؎ کسی گاڑی، کار یا دیگر چلتی ہوئی وہیکل میں سرچ کیلئے دفعہ 103 ضابطہ فوجداری کے تقاضے پورے کرنا ضروری نہیں ہیں۔ ۳؎ اس طرح اگر کسی ملزم کے دوران حراست اپنی آزادانہ مرضی سے کسی ہتھیار کی برآمدگی کروائی تو بھی دفعہ 103 کے قانونی ضابطے کی پابندی کی ضرورت نہ رہی۔ ۴؎ اسی طرح دفعہ 51 ضابطہ فوجداری میں تلاشی کیلئے بھی پرائیویٹ گواہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ ۵؎ دفعہ 103 ضابطہ فوجداری کی قانونی ضرورت کو پورا کرنا اکثر اوقات ضروری نہیں ہوتا۔ جیسا کہ پہاڑی علاقہ اور صحرائی علاقہ جہاں چند مکانات مختلف جگہوں پر پائے جاتے ہیں۔ اس طرح آزاد کشمیر کے علاقہ یا دیگر ایسے علاقوں میں اس دفعہ کی پابندی نہیں کی جا سکتی۔ ۶؎

عدالت کو شہادات کے بارے میں عقلی دلیل پر زور دینا ہو گا اور اس سلسلہ میں جرم کے ثبوت کیلئے ہر قسم کی شہادت کو ملا کر پڑھنا ہو گا۔ اور کسی بھی شک کا فائدہ صرف مجرم کو دینا ہو گا۔ اور اگر کہیں کہانی خود ساختہ پائی جائے تو ایسی شہادت کو رد کر دینا چاہیے۔ چنانچہ جب کوئی مفرور اپنی فراریت کے بارے میں کوئی ثبوت فراہم کرے تو اس کو بھی دیگر شہادات کے پیمانے اور آئینے میں دیکھا جائے گا۔ کیونکہ اگر کوئی مجرم ہے تو اسے یقینی سزا ملنی چاہیے۔ ۷؎ چشم دید گواہان ناقابل اعتبار ہوں۔ تو ایسی گواہی کی تائید بھی تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ ۸؎ کند ہتھیاروں سے ضربات کا الزام لیکن جسم کے غیر اہم حصوں پر بیان کیا گیا، صرف ایک ضرب مہلک ثابت ہوئی۔ چنانچہ ارادہ قتل ظاہر نہیں ہوتا۔ ۹؎ واقعاتی شہادت اور واقعات مقدمہ میں تضاد سے شک پیدا ہوا۔ مصنوعی شک کا فائدہ ملزم کو نہیں دیا جا سکتا۔ ۱۰؎ گواہوں کو دیکھتے ہی ملزم موقع سے فرار ہو گیا۔ مقتول نے اس کا نام بطور ملزم لیا۔ واقعاتی شہادت کو کافی قرار دیا۔ ۱۱؎ ایک ناقص شہادت سے دوسری ناقص شہادت کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ ۱۲؎ چشم دید شہادت مسترد ہو جائے تو باقی شہادت بھی بے کار تصور ہو گی۔ ۱۳؎ قتل کے مقدمات میں محرک کی شہادت اہم ہے۔ سنگین دشمنی ثابت نہ ہو۔ تو ارادہ قتل کی نفی ہو گی۔ ۱۴؎

۱؎ (2002SCMR350) ۲؎ (2002SCMR403) ۳؎ (PLD1986Fsc183)(PLD1978SC278)

۴؎ (1996SCMR693) ۵؎ (1995SCMR57)(1999SCMR1367)(PLD1996Kar240)

۶؎ (PLD1983SC(AJ)211) ۷؎ LRP2002CR16 (1971SCMR239) ۸؎ 1971Pcrlj850

۹؎ 1972Pcrlj1012 ۱۰؎ PLD1967Pesh119 ۱۱؎ PLD1969DC1891 ۱۲؎ 1976Pcrlj258

۱۳؎ 1970Pcrlj292 ۱۴؎ 1981Pcrlj517

marfat.com
Marfat.com

اگر مناسب شہادت تزکیۃ الشہود کی قصاص اور حدود کے مقدمات میں نہ ملے تو کورٹ تعزیر کی صورت میں نہ صرف سزائے قید بلکہ سزائے موت بھی تجویز کر سکتی ہے ۱۔ کسی شہادت کو محض مقتول کے رشتہ دار ہونے کے سبب نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ بعض ایسے جرائم جو گھر کی چار دیواری میں سرزد ہوتے ہیں۔ ان میں قتل کی عینی شہادات کا تعلق رشتہ داروں کے علاوہ ممکن نہیں ہے ۲۔ استغاثہ نہ تو تمام شہادات پیش کرنے کا مکلف ہے اور نہ ہی یہ تقاضا درست ہے کہ تمام شہادات مطابقت رکھتی ہوں۔ بلکہ اگر ہر شہادت اپنی انفرادی حیثیت میں درست پائی جائیں اور دیگر شہادتوں میں میٹریل مطابقت رکھے۔ تو ایسی شہادات پر سزا ہو سکتی ہے ۳۔ گاؤں میں وقوعہ کے وقت دھندلاہٹ میں وقوعہ میں قاتل و مقتول کے درمیان کا فاصلہ کا صحیح اندازہ کرنا ممکن نہیں گواہان عمومی غرض مند اور آپس میں تعلق دار بھی ہیں۔ لہذا شہادت پر یقین نہ کیا جا سکتا ہے ۴۔ جائے وقوعہ پر اچانک ملنے اور وجہ عناد کی شہادات جھوٹ پر مبنی تھیں ایسی صورت میں کسی ہتھیار کی ریکوری خود ساختہ اور بے معنی ہے ۵۔ پستول اور میگزین کی ریکوری کے بارے میں ملزم کے بیانات زیر دفعہ 342 ضابطہ فوجداری میں سوال نہ پوچھا گیا۔ چنانچہ مذکورہ ریکوری قانون میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی اور نہ ہی ملزم کے خلاف اسے بطور الزام شہادت استعمال کیا جا سکتا ہے ۶۔ کیونکہ دفعہ 342 ضابطہ فوجداری میں ملزم کے بیان محض Formaility شمار نہیں کیے جا سکتے ہیں بلکہ نہایت ضروری اور قانونی تقاضا رکھتے ہیں تا کہ ملزم اپنی صفائی میں کسی بھی الزام کی صحت سے انکار کو ثابت کر سکے ۷۔ جب ملزم کی شناخت پر کوئی شک و شبہ نہ تھا۔ شہادات جسمانی زخموں سمیت دیگر چشم دید شہادات کے حوالے سے قابل تسلیم ہیں ۸۔ اچانک سامنے آنے والے گواہان زندگی کے ہر موڑ پر ممکن ہیں ایسے گواہ عدالت تسلیم کر سکتی ہے لیکن کوشش کرے کہ یہ دیگر شہادت سے مطابقت رکھتے ہوں ۹۔ کسی ڈاکٹری سرٹیفکٹ کو جھٹلانے کا اختیار عدالت کو نہیں ہے ضمانت ہوئی مقدمہ فوری انصاف کی عدالت میں تھا۔ تاوقتیکہ اسکے خلاف ثبوت فراہم کیا جائے ۱۰۔ ڈاکٹری شہادت اور چشم دید گواہ میں تضاد مقدمہ کو مشکوک کر دیتا ہے اور ملزم کو فائدہ حاصل ہوتا ہے ۱۱۔ واقعاتی شہادت غیر یقینی اور بے اعتماد ثابت ہوئی سزا ختم کر دی گئی چشم دید گواہ نہ صرف رشتہ دار تھا۔

۱۔ (1983Pcrlj1418) (2001Pcrlj524) (1997Pcrlj376) ۲۔ (PLD1978SC(AJ)96) (PLD1979SC(AJ)23)
۳۔ (PLD1978SCAJ96) (PLD1979SC(AJ)23)۔ PLD1987SHCAJ47 (1983Pcrlj1418)
۴۔ (PLD1983SCAJ211) PLD1997SC813 (PLD1978SC21) PLD1997SC408 2000SCMR683
۵۔ PLD1978SC21 PLD1997SC813۔ PLD1995SC336۔ PLD1997SC408۔ 2000SCMR683۔
۶۔ 2001Pcrlj773 ۷۔ PLD1984SC95 ۸۔ 2001Pcrlj72 ۹۔ 2001Pcrlj83 (PLD1977SC538) 2001Pcrlj557
۱۰۔ 1995Pcrlj983۔ NLR1996SC5 ۱۱۔ NLR1996CR60۔ 1991PcrljCR60۔ PLD1991Pesh63۔
1991MLD638

marfat.com

Marfat.com

بلکہ تمام مشکوک و شبہات سے پاک ثابت نہ ہوا۔ دفعہ 340 ضابطہ فوجداری میں ملزم کا حلف پر بیان نہ دینا کوئی ضروری امر نہ تھا۔ جب کہ ایسے مقدمات قتل جن میں حدود کے معاملات ہوں گواہوں کیلئے تزکیہ شہود پر پورا اترنا ضروری ہے ۱ محض واقعاتی شہادات پر انحصار کرنا جبکہ پولیس کا مقدمہ ہی فرضی اور خود ساختہ ثابت ہو تو سزا نہیں دی جاسکتی ۲ جب وجہ عناد ثابت ہو استغاثہ دیگر شہادات سے مکمل مطابقت رکھتا ہے۔ ایف آئی آر میں نام کا اندراج اور کارتوس کی برآمدگی تمام عوامل کی موجودگی میں سزائے موت بحال رکھی گئی ۳ قتل کے مقدمات میں منحرف شہادت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اسکے وہ حصے جو استغاثہ کے مددگار ہوں۔ کو ملزم کے خلاف تصور کیا جائے گا ۴ گھر میں قتل کی صورت میں بیوی بہترین قدرتی گواہ ہے۔ جس کی قاتل سے دشمنی بھی ثابت نہ تھی۔ میڈیکل رپورٹ سے مطابقت موجود ہے۔ وجہ عناد بھی ثابت نہ ہوئی چنانچہ سزائے موت کی بجائے عمر قید کی سزا درست تسلیم کی گئی ۵ حقیقی باپ گواہ۔ جس کی گواہی میڈیکل رپورٹ سے متصادم تھی۔ گویا گواہ نے وقوعہ نہ دیکھا تھا۔ اور واقعہ اندھا تھا ملزم بری کیا گیا ۶ مقتول کے رشتہ داررات کے 2 بجے وقوعہ میں اچانک گواہ (وچ ٹکر) بنے جو کہ حقیقی گواہ نہ تھے۔ جبکہ پوسٹ مارٹم میں وجہ موت بیان نہیں کی گئی اور یہ رپورٹ 14 ماہ کے بعد دی گئی۔ ملزم کو غلط ملوث کیے جانے کا شک پیدا ہوتا ہے ۷ عمومی رویہ یہ ہے کہ قتل کے مقدمات میں استغاثہ کی شہادت متصادم ہو جاتی ہے یا پھر اپنے بیانوں سے ٹھوس بنیادوں پر میٹریل انحراف کر جاتی ہے۔ جس سے شہادت کو منحرف (Hostile) قرار دے دیا جاتا ہے۔ لیکن عدالت کو اس منفی معاشرتی رویے کے خلاف شہادت کے دیگر عوامل کا تجزیہ کرنا چاہیے ۸ یہ بھی تسلیم شدہ اصول ہے کہ چشم دید شہادت کو خواہ وہ ڈاکٹری رپورٹ سے مطابقت نہ رکھتی ہے۔ اسکی شہادتی حیثیت کو بلا تحقیق نظر انداز نہ کیا جاسکتا ہے ۹ یہ بات واضح ہے کہ میکسم (Falsus in Uno falsus in omni Bus) فوجداری مقدمات میں شہادات پر لاگو نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ ایک ہی شہادت۔ ایک ملزم کے خلاف وجہ سزا نہ بن سکے اور دوسرے کے خلاف سزا کی وجہ بن جائے۔ نیز شہادت جس پر یقین کیا جائے گا مقدمہ کے دیگر میٹریل شہادات سے متصادم نہ ہو ۱۰ بھائی اور باپ ایسے معاملات جن میں وقوعہ گھر کے اندر وقوع پذیر ہو۔ قدرتی اور درست شہادات ہوتی ہیں ۱۱ اگر شہادت پر مکمل طور پر انحصار نہ کیا جاسکتا ہو اور یہ ثابت نہ ہو کہ گواہ سچا ہے ایسے معاملات میں عدالتوں کو ایسی شہادت کو رد کر دینا چاہیے۔

---

۱ NLR1994SD72 ۲ NLR1994SD78 ۳ (1972SCMR286)1997SCMR866(2001Pcrlj866)

۴ 2001Pcrlj1031(2001MLD1419) ۵ 2001Pcrlj1157 ۶ 2001Pcrlj1184 ۷ 2001Pcrlj1590

۸ 1996SCMR1887-PLD1993SC895-1998SCMR1778-PLD1976SC53

۹ 1972SCMR957 - PLD1974SC65 -(LRP2002CR-1)-1996SCMR678984SCMR56

۱۰ (2000SCMR1758) (LRP2002CR11) ۱۱ (PLJ2002CR409)

marfat.com
Marfat.com

لیکن ایسی گواہی جو دیگر شہادات سے مطابقت رکھے اسے اس کی حد تک قبول کر لینی چاہیے o ا۔ ملزمان وقوعہ کے بعد دو ماہ تک گرفتار نہ ہونے اور موقع سے فرار ہونا جرم کی دلیل بن گیا۔ حالانکہ آرٹیکل 59 قانون شہادت کے مطابق پولیس کی رائے کو قانونی شہادت تصور نہیں کیا جا سکتا جبکہ ایکسپرٹ کی رائے قانون میں اہمیت رکھتی ہے o ۲۔ قتل کے مقدمات میں جرمانہ کی سزا کو غیر قانونی تصور کیا گیا o ۳۔ وجہ عناد کی وضاحت کرنا استغاثہ کیلئے قتل کے مقدمات میں ثابت کرنا ضروری نہیں کیونکہ وجہ عناد ایک شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔ نہ کہ جرم کا ہتھیار ہونے کی o ۴۔ اصول ہے کہ Allegans contraria non est audiendus متضاد شہادت اختیار کرنے والے گواہ کی کسی گواہی کو کوئی اہمیت نہیں دی جا سکتی o ۵۔ جہاں کہیں استغاثہ باہمی دشمنی ثابت نہ کر سکے۔ تو ملزم شک کی بنیاد پر سزائیں تخویف کا حقدار ہو جاتا ہے o ۶۔ ملزم نے اپنے دفاع میں کمسنی کے علاوہ کوئی وجہ بیان نہ کی۔ ملزم کی عمر 16 سال بوقت وقوعہ تھی۔ جو دفعہ 302 تعزیرات پاکستان ہمراہ دفعہ 308 تعزیرات پاکستان کے زمرے میں آتی ہے۔ لہٰذا سزا کم کر کے دس سال کر دی گئی o ۷۔ استغاثہ نے اپنے سابقہ بیانات سے انحراف کرتے ہوئے بیان دیا کہ ملزم کے خلاف شک کے ٹھوس دلائل موجود ہیں۔ چنانچہ نئی انکوائری میں ملزم پر جرم ثابت نہ ہوا ہے۔ ضمانت لی گئی o ۸۔ شہادت سے قتل عمد ثابت ہونے کے بعد سزا صرف موت ہے۔ جو قصاص کی صورت ہوگی۔ اور جب شہادات میں کوئی سقم / یا کمی بیشی کی نشاندہی اس امر میں موجود ہوں تو کم سزا تجویز کی جا سکتی ہے o ۹۔ عورت نے عورت کا قتل کیا، حفاظت خود اختیاری کا عذر اسطرح ثابت ہوا کہ میڈیکل اور واقعاتی شہادات میں تضاد پایا گیا۔ چنانچہ سزا دفعہ (C)302 میں برقرار رکھی۔ لیکن قاتلہ دودھ پینے والے بچے کی ماں ہے۔ جس کیوجہ سے کم سزا تجویز ہوئی o ۱۰۔ اگر زخم کو ملزم کے ذریعہ لگانا ثابت نہ ہو۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ بھی خاموش ہو۔ تو ایسے زخم کیلئے ملزم کو گناہ گار قرار نہیں دیا جا سکتا o ۱۱۔

دن دیہاڑے کے وقوعہ کا شہادات میں ثابت ہونے کے باعث جب شہادت عدم تضاد کی صورت رکھتی ہوں تو ملزم کو سزائے موت دی گئی۔ بحال رکھی گئی o ۱۲۔

چشم دید گواہ: ایسے گواہ جو اتفاقیہ چشم دید ہوں جنہیں عرف عام میں وج ٹکر گواہ کہتے ہیں یا دور کے رشتہ دار ہوں

ا۔ 1998SCMR1823-PLD1970SC13 -2000SCMR7 1997SCMR89-1999SCMR803-PLD1994SC301-

۲۔ 2001Pcrlj9 ۳۔ (2001Pcrlj9) ۴۔ (2002MLD-LH749) ۵۔ 2002MLD(LH)749)

۶۔ (1993SCMR1660)(PLD1996SC122)(MLD2002LH749) ۷۔ (2002MLD-Pesh918)

(PLD1998Pesh101)(PLD1976SC568)(1999MLD2282)(PLD1990SC1172)

۸۔ (1979SCMR30)(1998SCMR474)(1991SCMR111)(1989Pcrlj1126)(LRP2002(CR)377)

(PLD1997SC347)(1986Pcrlj433)(1979SCMR137) ۹۔ (LRP2002CR(SC)365)

۱۰۔ (LRP2002CR331) ۱۱۔ (PLD1991SC923) ۱۲۔ PLD1998SC145-PLD2001CRC(Lh1026)

marfat.com

Marfat.com

عدالت ایسے گواہوں کی بنیاد پر ملزم کو سزا میں احتیاط برتتی ہے۔ ملزمان کو شک کا فائدہ دیتے ہوئے بری کیا گیا۔ ۱؎ عینی شہادات پوسٹ مارٹم رپورٹ سے متصادم ہیں اور ملزم موقع پر موجود نہ ہونے کا بیان دیتا ہے۔ جبکہ جائے برآمدگی ملزم کا گھر بھی نہ ہے۔ ایسے حالات میں شک کا فائدہ دیتے ہوئے بری کیا گیا۔ ۲؎ ملزم کو ایک ماہ بعد ضمنی میں نامزد کیا گیا۔ جبکہ اسکی شناخت پریڈ بھی نہ ہوئی۔ چنانچہ ایسی صورت میں چشم دید شہادتوں پر بھی شک پیدا ہوتا ہے۔ جن پر تکیہ کر کے سزا نہیں دی جا سکتی۔ ۳؎ یہ بھی تسلیم شدہ اصول ہے کہ چشم دید شہادت کو خواہ وہ ڈاکٹری رپورٹ سے مطابقت نہ رکھتی ہے۔ اسکی شہادتی حیثیت کو بلا تحقیق نظر انداز نہ کیا جا سکتا ہے۔ ۴؎ موقع کی چشم دید شہادت جب قدرتی ہو۔ برآمدگی کے گواہ بھی فطری ہوں۔ گواہ کی کوئی ذاتی دشمنی بھی نہ ہو۔ اسکے باوجود مقتول کے مرتے دم شہادت بھی جرم کی وضاحت کرتی ہو۔ ایسی صورت میں سزائے موت کی بجائے سزائے عمر قید دینا نرمی کا برتاؤ ثابت کرتی ہے۔ سزا برقرار رکھی گئی اور تخفیف کی اجازت نہ دی گئی۔ ۵؎

غرض دار شہادت: محض مقتول کے رشتہ دار ہونا غرض دار گواہ شمار نہ ہونگے۔ اگر ان لوگوں کا وقوعہ پر موجود پائے جانا ثابت ہو جائے۔ ۶؎ گاؤں میں وقوعہ کے وقت دھندلاہٹ میں وقوعہ میں قاتل و مقتول کے درمیان کا فاصلہ کا صحیح اندازہ کرنا ممکن نہیں گواہان عمومی غرض مند اور آپس میں تعلق دار بھی ہیں۔ لہذا شہادت پر یقین نہ کیا جا سکتا ہے۔ ۷؎ شہادت کا تجزیہ کرتے ہوئے محض مقتول کے رشتہ دار ہونے کی وجہ سے شہادات منسوخ تصور نہیں ہونگی۔ بلکہ دیگر شہادتوں سے مطابقت کے پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ رشتہ داروں کی شہادتیں اگر غرض مندانہ نہ ہوں تو قابل قبول تصور ہونگی۔ ۸؎

متضاد شہادات: جب انکوائری ٹریبونل نے مقدمہ کی اچھی طرح چھان بین نہ کی اور ملزمان کو صفائی پیش کرنے کا قانونی طور پر موقع فراہم نہیں کیا تو اپیل منظور کرتے ہوئے دوبارہ مقدمہ ریمانڈ کر دیا۔ ملزم کا نام ایف آئی آر میں درج نہ تھا۔ کوئی شناخت پریڈ نہ تھی۔ کوئی میڈیکولیگل سرٹیفکیٹ موجود نہ تھا۔ نہ ہی ریکوری (ہتھیار) تھی۔ ایسی صورت میں محض ایسی شہادت کی بنیاد پر جو چھ ماہ بعد متضاد ثابت ہوئیں۔ کی بنیاد پر سزا نہیں دی جا سکتی۔ ۹؎

۱؎ PLD1963SC17-1983SCMR1316-1984Pcrlj975-1983SCMR1 ۲؎ 2001Pcrlj939 ۳؎

(SBLR202BL165) ۴؎ 1972SCMR957- 984SCMR56 -(LRP2002CR-1)-1996SCMR678 ۵؎

(2001PcrljSC(Aj)268) (1994SCMR6 - 1993SCMR417/1602 - 1992SCMR249/294/120)

(PLD1991SC1065/11/923 - 1994SCMR943) ۶؎ (PLD2002QT49) ۷؎ 2000SCMR683

PLD1997SC813 (PLD1978SC21) PLD1997SC408 ۸؎ 2001Pcrlj268 - 1992SCR249/294 -)

(PLD1988SC(Aj)134) ۹؎ (SBLR2002Qt32) (1988PcrljQt486/490)

marfat.com

Marfat.com

جب دو متبادل بیانات سامنے ہوں اگر چہ انمیں سے ایک سچ ہی کیوں نہ ہو تو شک پیدا ہوگا نیز تین تفتیشی افسروں کی تفتیش سے یہ ثابت ہے کہ مقتول نے خود آلہ قتل (بندوق) ملزم کے حوالے کی۔ تو ایسی صورت میں ملزم کو شک کا فائدہ دیا جائے گا اور یہ خطرناک اقدام جرم بھی اسکی ضمانت کی راہ میں رکاوٹ نہ ہوگا[۱] ڈاکٹری شہادت اور چشم دید گواہ میں تضاد مقدمہ کو مشکوک کر دیتا ہے اور ملزم کو فائدہ حاصل ہوتا ہے[۲]

انحراف شہادت: جب موقع کا شہادتی اپنے بیان سے منحرف ہو گیا اور برآمدگی کی شہادت بھی قابل تسلیم نہ ہو تو سزا قائم نہیں رہ سکتی شریعت کورٹ نے سزا ختم کر دی۔ اور ملزم بری کر دیئے[۳] استغاثہ نے اپنے سابقہ بیانات سے انحراف کرتے ہوئے بیان دیا کہ ملزم کے خلاف شک کے ٹھوس دلائل موجود ہیں۔ چنانچہ نئی انکوائری میں ملزم پر جرم ثابت نہ ہوا ہے۔ ضمانت لی گئی[۴]

عدم موجودگی: وہ شخص جو خود کو ثابت کرنا چاہے کہ وہ جرم میں نہ ہی شریک نہیں تھا اور نہ ہی وقوعہ کے وقت جائے وقوعہ پر موجود تھا۔ یعنی (alibi) ثابت کرنا چاہیے تو اسکا ثبوت فراہم کرنا ملزم پر منحصر ہوگا۔ یا کسی دیگر امر میں قانون کے مطابق ثبوت مہیا کرنا ہوگا[۵]

تزکیہ الشہود: تزکیہ الشہود میں گواہ کی اہلیت کے جائزے کیلئے قرآن و سنت میں کوئی واضح طریقہ کار بیان کیا گیا ہے۔ طریقہ کار کی وضعگی کا دارومدار صاحب عدالت پر ہوگا۔ کہ وہ مذکورہ حالات کے مطابق کونسا طریقہ کار اختیار کرتی ہے لیکن ایک بات واضح ہے کہ تزکیہ الشہود کا عمل روبرو قاضی ہوگا یا نذا کی کے سامنے جسکی تعریف یہ ہے کہ یہ ایسا شخص ہو گا۔ جو پاکباز ہو جسے اس قسم کے جرائم کی نزاکت کے حوالے سے حلف لینے اور انکوائری کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ آیا مقدمہ کی سماعت کے بعد بھی تزکیہ الشہود کرایا جا سکتا ہے تو بظاہر ایسا کرنا درست تسلیم نہیں ہوتا کیونکہ سزا کیلئے دیکھنا ہے کہ یہ حد میں ہوگی یا تعزیر میں۔ تو اسکا بہترین وقت شہادات قلمبند ہونے کے فوراً بعد تک ہو سکتا ہے۔ البتہ یہ عمل مقدمہ کے ریمانڈ ہونے کی صورت میں یا اپیل کے دوران بھی ممکن ہو سکتا ہے[۶]

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اسلام کے نزدیک ہر مسلمان بہترین شاہد / گواہ ہے۔ (المسلمون کلھم عدول) کیونکہ اس سے سچ بولنے کی توقع اور امید وابستہ کی جاسکتی ہے کیونکہ قرآن الحکمت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "تم اللہ کیلئے شہادت دو

---

۱ 1984Pcrlj2913)-990Pcrlj529-1987Pcrlj338 (PLJ1996CRLH980) ۲ NLR1996CR60 ۳ 1991PcrljCR60 -PLD1991Pesh63 -1991MLD638 ۴ NLR1994SD56 ۵ (LRP2002(CR)377)

(1979SCMR137)(1979SCMR30)(1998SCMR474)(1991SCMR111)(1989Pcrlj1126)

(PLD1997SC347)(1986Pcrlj433) ۶ (PLD1982SC429)(PLD1957DC503) ۷ PLJ1990Fsc69

marfat.com

Marfat.com

اور تمہیں تمہارے والدین، اولاد، رشتہ دار اور دوست سچائی کی اس راہ پر چلنے میں رکاوٹ نہ بنیں کم و بیش اسی موضوع پر درجہ ذیل قرآنی حوالہ جات ہیں○[۱] حضرت عمرؓ نے انہی باتوں کی ہدایت حضرت ابوموسیٰ اشعری کو اس طرح دی "شہادت میں اسکے باوجود کیونکہ اس میں شک کی بنیاد رہ جاتی ہے لہذا حدود کے واقعات میں تزکیہ الشہود کرانا ایک اچھی روایت کے طور پر قائم رہنی چاہیے○[۲]

عدالت عظمیٰ کے شرعی بنچ نے دفعہ 7 قانون شہادت کے حوالے سے تزکیہ الشہود کی وضاحت کرتے ہوئے درجہ ذیل اصول وضع فرمائے۔

۱۔ کسی بھی مجرم کے خلاف جرم کی نسبت سے کم از کم دو شہادات لائی جائیں○ ۲۔ ہر دو شہادات کے تضاد پر دونوں کو نظر انداز کر دیا جائے○ ۳۔ حدود کے نفاذ کیلئے تزکیہ الشہود ایک روایتی شرط ہے○ ۴۔ مزا کی ایک یا ایک سے زائد ہونا چاہیں جو گواہ کی سچائی کا اندازہ کر سکیں○ ۵۔ گواہی کے وقت مزا کی کا موجود ہونا ضروری ہے○ ۶۔ مزا کی کے بارے میں بھی اسکے کردار کی معلومات اکٹھی کرنا ضروری ہے○ ۷۔ عدالت کو خود بھی شہادت کے صحیح ہونے کا یقین ہونا چاہیے○ ۸۔ عدالت مزا کی کیلئے سوالات خود تیار کرے تاکہ مزا کی اس سلسلے میں عدالت کو صحیح سچائی فراہم کر سکے○ ۹۔ عدالت مزا کی تیار کردہ رپورٹ کو فراہم کرنے کے بعد بھی چیک کرے○ ۱۰۔ عدالت گواہ پر خود سوال کرے اور سچائی اگلوانے کیلئے ہر حربہ استعمال کرے○[۳] کسی گواہ کی ساری گواہی کو محض تزکیہ الشہود کی بنیاد پر غلط قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ اس کی شہادت کا جو حصہ دیگر شہادات سے مطابقت رکھے اسے تقسیم کر لیا جائے گا○[۴] اگر مناسب شہادت تزکیہ الشہود کی قصاص اور حدود کے مقدمات میں نہ ملے تو کورٹ تعزیر کی صورت میں نہ صرف سزائے قید بلکہ سزائے موت بھی تجویز کر سکتی ہے○[۵]

حلف: قانون شہادت کی دفعہ 163(3) کسی عدالت کو یہ اختیار نہیں دیتا کہ فوجداری مقدمات میں فیصلے حلف یا قرآن پاک اٹھوا کر کئے جائیں اپیل منظور ہوئی○[۶]

اقرار جرم: ملزم اگر جرم کے جملہ کوائف بیان کرے اور تائیدی شہادت بھی موجود ہو تو اقبال جرم سے انحراف بے معنی ہوگا○[۷] ماورائے عدالت اقرار، قانونی شہادت کی رو سے قابل تسلیم نہ ہے ملزم نے بیان حلفی میں کہا ہے کہ وقوعہ کے ساتھ اسکا کوئی تعلق نہ ہے پولیس نے بھی بے گناہ قرار دیا○[۸]

۱۔ (القصص 135، المائدہ 8، الانعام 153) ۲۔ (الجامع ترمذی ج ۲ ص ۳۳ حدیث نمبر ۱۳۲۴ باب الحدود) ۳۔ PLJ1990Fsc77-PLD1986Sc741
۴۔ 2001Pcrlj412 ۵۔ (1983Pcrlj1418) (2001Pcrlj524) (1997Pcrlj376) ۶۔ NLR1991CR391
۷۔ PLJ1996CRCLH1624-1972Pcrlj1259-PLD1958DC111 – PLD1966Pesh255 ۸۔ (PLJ1996CRC1462)

marfat.com
Marfat.com

قانون شہادت کی دفعہ 41 کی رو سے اقرار جرم جو مجرم کی آزادانہ مرضی سے ہو خواہ وہ اقرار عدالتی یا ماورائے عدالت ہو۔ اقرار سے انکار ہو یا اقرار اس پر سزا دی جاسکتی ہے۔ واقعاتی شہادات قتل کے مقدمات میں اپنی نوعیت اور کافی ہونے کی بنیاد پر سزا کا سبب بن سکتی ہے٥؁ اقرار سے انحراف کی صورت میں قتل کی شہادت خواہ اکیلی ہو لیکن دیگر دستاویزی اور میڈیکل رپورٹ سے مطابقت پر ہو اور دشمنی کا پہلو بھی سامنے نہ آئے تو شہادت کافی سمجھی جائے گی٥؁ ماورائے عدالت اقرار کی واقعاتی شہادت میں مطابقت پر تعین کیا جائے گا٥؁

فنی اور اصطلاحی دستاویزات: فنی اور اصطلاحی دستاویزات اور رپورٹس شہادت کا ایک اہم آلہ ہیں۔ اور مقدمات کے فیصلوں میں اہم کردار رکھتی ہیں۔ دستاویز سے مراد اور مفہوم میں وہ تمام بادی اشیاء آتی ہیں۔ جن پر انسانوں کے خیالات تحریر یا کسی اور قسم کے رسمی نشان یا علامت سے ظاہر کیے جاسکیں۔ اسمیں نشانات عارضی اور مستقل کے علاوہ نمونہ جات دستی تصاویر جو مادی شہادت کے زمرے میں آتے ہوں۔ دستاویزات جو کہ غیر ذی روح اشیاء ہوتی ہیں۔ اور ان میں انسانی گواہی بھی شامل ہے۔ نیز دستاویزی فنی اور اصطلاحی شہادات کو ماہرین قانون اور فن مردہ شہادت کا نام بھی دیتے ہیں۔ جبکہ انسانی گواہ کو زندہ گواہ قرار دیا جاتا ہے۔ ملزم نے ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق لاٹھیوں سے قتل کیا۔ جبکہ شہادت میں ہلاکت بوجہ اسہال (بیماری) ہوئی قتل عمد شمار ہوا٥؁ کلہاڑی کی برآمدگی کیمیکل رپورٹ کی عدم موجودگی میں بے معنی ہے۔ عدالتی اقرار 5/6 روز کے بعد بھی مشکوک برآمدگی میں دفعہ 103 کی پابندی کے تحت پرائیوٹ گواہ موجود نہ ہیں۔ ملزم بری ہو گیا٥؁ قانون ایک وقوعہ میں دو FIR کاٹنے کو ضروری تصور نہ کرتا ہے اور نہ ہی ایسا معاملہ محض قیاس پر قائم کیا جاسکتا ہے۔ رٹ خارج ہوئی٥؁ زخمی میڈیکل بورڈ کے سامنے اس لئے پیش ہونے سے گریزاں تھا۔ کہ زخم سادہ تھے۔ اور FIR میں خطرناک ظاہر کیے گئے٥؁ ملزمان پر الزام ہے کہ مقتول کی چھاتی پر سوئے مارے گئے جو ڈاکٹری رپورٹ سے ثابت نہ ہوئے٥؁

وجہ عناد اگرچہ کمزور پہلو ہے لیکن اس پر اتفاق بذریعہ چشم دید گواہ اور میڈیکل رپورٹ سے مطابقت رکھنے کے باعث ہوتا

---

۱ 1992SCMR398 - 1996SCMR188 - 2001Pcrlj412 ۲ 2001Pcrlj412- 2000SCMR7-
1997SCMR89- 1999SCMR803- PLD1994SC301, 1998SCMR1823- PLD1970SC13-
۳ 1996SCMR188-1999SCMR845 ۴ (1992SCM398) 1994SCMR58-1999SCMR2652
۵ PLD1966Pesh225 ۶ 1995SCM635 1998SM279 - PLD1960SC387-PLD1978SC21
- PLD1960SC38-1999SCMR329- 2001Pcrlj436 - PLD1964SC813-1995SCMR1627-
۷ 2001Pcrlj453302/154 ۸ 2000SCMR453 -1993Pcrlj1992- 1989Pcrlj2199 -PLD1987LH300
۹ 2001Pcrlj472 - 2000Pcrlj67 ۱۰ (PLJ1996CRLH1636) 1992MLD1899 1989ALD157/155/565
marfat.com R1996Crimal 301- 1989Pcrlj 1635.-

Marfat.com

ہے سزا بحال رکھی گئی ۱؎

میڈیکل شہادت کے علاوہ خالی خول کی برآمدگی، خون آلود کپڑے اور مٹی کی تجزیاتی رپورٹ کی بنیاد پر سزا ہو سکتی ہے۔ لیکن جب وجہ عناد ثابت نہ ہے فائرنگ کے خول برآمد نہ ہوئے ہیں۔ ایف آئی آر 9 گھنٹے دیر سے درج ہوئی۔ چاندرات میں ملزم کی شناخت کوئی مشکل امر نہیں۔ جبکہ گواہ ہمسایہ تھا۔ میڈیکل رپورٹ دیگر شہادات سے مطابقت رکھتی ہے۔ ملزم کی سزا بحال رہی ۲؎ حقیقی باپ گواہ۔ جس کی گواہی میڈیکل رپورٹ سے متصادم۔ گویا گواہ نے وقوعہ نہ دیکھا تھا۔ اور واقعہ اندھا تھا ملزم بری کیا گیا ۳؎ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق لاش بگڑ چکی تھی اور اس سے تعفن آ رہا تھا۔ ایف آئی آر پانچ گھنٹے دیر سے سوچ سمجھ کر لکھوائی گئی۔ واقعہ بلاشہادت ثابت ہوتا ہے لیکن کیونکہ لڑکی کے ساتھ مقتول کے ناجائز تعلقات ثابت ہیں لہذا فوری اشتعال کی وجہ سے دفعہ 302 تعزیرات پاکستان کی بجائے 302(c) ت پ میں سزا کی نوعیت بدل گئی اور سزائے موت کی بجائے عمر قید ہوئی ۴؎ جب لاش برآمد نہ ہو۔ اور اسلحہ کے استعمال کیلئے آرمز ایکسپرٹ کی رپورٹ بھی موجود نہ ہو۔ محض چند ہڈیاں برآمد ہونے سے جو ثابت نہ کرتی ہیں کہ آیا یہ ہڈیاں مذکر یا مونث کی ہیں۔ ہڈیاں وقوعہ سے تین ماہ بعد پائی گئی ہوں جبکہ آزادانہ شہادات بھی موجود نہ ہو تو غلط ملوث کئے جانے کا نظریہ قائم کیا جا سکتا ہے ۵؎ ایف آئی آر پوسٹ مارٹم رپورٹ سے متصادم۔ چشم دید گواہان جو کہ مقتول کا باپ اور تایا زاد تھا نیز جہاں قتل ہوا وہاں کے رہائشی نہ تھے۔ وقوعہ کی جگہ سے کوئی خول برآمد نہ ہوا۔ ظاہر ہوتا ہے کہ ایف آئی آر سوچ بچار (After thought) کے بعد دیر سے دائر کی گئی شک کی بنیاد پر ملزمان بری ہوئے ۶؎ پوسٹ مارٹم رپورٹ کو دیگر واقعاتی شہادتوں سے تصادم کی صورت میں قابل پذیرائی تصور نہ کیا جا سکتا ہے ۷؎ برآمدگی دفعہ 103 کی خلاف ورزی میں خلاف قانون ہیں ۸؎ اندھا قتل، ملزم کو تفتیش میں معصوم قرار دیا گیا۔ استغاثہ کی شہادات متزلزل ہیں۔ چنانچہ سزا ختم کر دی گئی ۹؎ ملزم کے خلاف مقدمہ دفعہ 302/34 تعزیرات پاکستان میں درج ہوا۔ لیکن فیصلہ دفعہ 316 تعزیرات پاکستان میں کیا گیا۔ چنانچہ دیکھنا ہوگا کہ اس فیصلہ کی رو سے واقعات کی موجودگی میں کونسا جرم عائد کیا جا سکتا ہے۔ یہ درست ہے کہ زخم مذکور جو ملزم سے ملوث کیا گیا ہے۔ سے عام حالات میں موت واقع نہ ہو سکتی ہے۔ لیکن موت واقع ہوئی۔ جیسا کہ دفعہ 315 تعزیرات پاکستان قتل شبہ العمد میں تحریر ہے۔ اس وقوعہ میں کوئی بھی زخم وجہ موت نہ بن سکتا تھا۔ اور ڈاکٹری رپورٹ میں واضح کیا گیا۔ کہ مقتول دل کے عارضے سے فوت ہوا۔ اگرچہ ڈاکٹر نے ابتدائی طور کوئی نظریہ قائم کرنے کی بجائے تھوک اور خون کا معائنہ کیلئے کیمیکل رپورٹ تجزیاتی لیبارٹری سے حاصل کی

۱؎ 1997SCMR1531-1999SCMR251-2000SCMR1038-2001Pcrlj754-PLD1993SC251 ۲؎ 1997SCMR1076 ۳؎ 2001Pcrlj860 ۴؎ 2001Pcrlj1184 ۵؎ LRP2002CR297 ۶؎ PLJ2002CR(LH)4 ۷؎ 2001Pcrlj335 ۸؎ 2001Pcrlj340 ۹؎ 2001Pcrlj340 ۱۰؎ 2001Pcrlj340

marfat.com

Marfat.com

جس میں واضح کیا گیا کہ مریض کو دل کا عارضہ لاحق تھا۔ اور وہ دل کے دورے سے مر گیا۔ جبکہ کوئی بھی زخم وجہ عارضہ دل نہ بن سکا تھا۔ ایسی صورت میں دفعہ 315 ہمراہ 316 قتل شبہ العمد کا جرم ثابت نہ ہوتا ہے۔ چنانچہ سزا کو 316 تعزیرات پاکستان کی بجائے دفعہ 337/L(II) میں فیصلہ کیا گیا۔[۱] ملزم پر الزام کہ اس نے بندوق کا بٹ مارا۔ لیکن زخم کی ڈاکٹر نے تصدیق نہ کی۔ ملزم کے خلاف جرم ثابت نہ ہوا۔[۲] رائفل برآمد شدہ از جائے وقوعہ کے دس ماہ بعد لیبارٹری میں بھیجی گئی۔ شناخت ملزم کا عمل بھی بہت دیر سے کیا گیا جس میں مدعی مقدمہ کچھ واضح کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ شک کی بنیاد پر بریت ہوئی۔[۳] تکنیکی شہادات پر ماہرین کی رائے کو حتمی تصور کیا جائے۔[۴] کسی ڈاکٹری سرٹیفکٹ کو جھٹلانے کا اختیار عدالت کو نہیں ہے ضمانت ہوئی مقدمہ فوری انصاف کی عدالت میں تھا۔ تاوقتیکہ اسکے خلاف ثبوت فراہم کیا جائے۔[۵] اگر زخم کو ملزم کے ذریعہ لگانا ثابت نہ ہو۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ بھی خاموش ہو۔ تو ایسے زخم کیلئے ملزم کو گناہ گار قرار نہیں دیا جا سکتا۔[۶]

نزاعی بیان: قتل اور جراحت کے مقدموں میں مقتول کا نزاعی بیان دیگر گواہان، رشتہ دار، ڈاکٹر وغیرہ کی موجودگی میں نہایت اہم ہوتا ہے۔ کیونکہ حالت نزاع میں سچائی ہونٹوں پر ہوتی ہے۔ بستر مرگ پر مقتول نے نزاعی بیان میں چشم دید گواہوں کے نام بیان کئے۔ لہذا ایسے چشم دید گواہان کے بیان بھی موثر ہیں۔[۷] بستر مرگ کے بیان کو شہادت ایکٹ کی دفعہ ۳۲ کے تحت متصور کیا جانا چاہئے۔ البتہ اسکی سچائی کو بغیر کسی جواز کے تسلیم نہ کیا جائے۔[۸] قریب المرگ شہادت جو کہ دیگر واقعات سے مطابقت رکھتی ہے قابل پذیرائی ہے۔[۹] شہادت مذکورہ قانون کے تقاضوں کے عین مطابق ہو اور موقع کے گواہ موجود نہ بھی ہوں تو بھی قابل پذیرائی ہے۔ مقتول کا قبل از مرگ بیان اگرچہ دو گواہان کی موجودگی میں لیا گیا۔ لیکن مذکورہ شہادت کو بوقت چالان منسلک نہ کیا گیا۔ بلکہ متفرق درخواست کے ساتھ بیان عدالت میں پیش کیا گیا۔ اور ایسے میں جب دیگر شہادات واقعاتی سے بیان مطابقت نہ رکھتا ہو۔ تو شک کی بنیاد پر ایسی درخواست قابل پذیرائی نہ ہے۔[۱۰] اگر مقتول کا موت سے پہلے بیان کسی دیگر شہادت یا کسی قانونی کمی کے سبب متاثرہ بیان شمار نہ ہو تو کسی مجرم کو سزا دینے کیلئے کافی تصور کیا جائے گا۔ لیکن اس امر میں کوئی سخت رویہ اختیار نہ کیا جائے گا۔[۱۱]
موقع کی چشم دید شہادت جب قدرتی ہو۔ برآمدگی کے گواہ بھی فطری ہوں۔ گواہ کی کوئی ذاتی دشمنی بھی نہ ہو۔ اسکے باوجود مقتول کے مرتے دم شہادت بھی جرم کی وضاحت کرتی ہو۔ ایسی صورت میں سزائے موت کی بجائے سزائے عمر قید دینا

---

۱ (LRP2002CR498) ۲ 1989ALD23 ۳ 2001Pcrlj1395 ۴ PLD1969SC293 ۵ 1995Pcrlj983
۶ NLR1996SC5- ۷ (PLD1991SC923) ۸ 1968Pcrlj1961 ۹ 1969Pcrlj674 ۹ NLR1994SD346
۱۰ (PLD1978Lh532) (1999SCMR52) ۱۱ (2001Pcrlj263) (PLD1991SC923)

marfat.com
Marfat.com

نرمی کا برتاؤ ثابت کرتی ہے۔ سزا برقرار رکھی گئی اور تخفیف کی اجازت نہ دی گئی۔[1]

پولیس تفتیش: پولیس کے عدالت کے بار بار کے احکامات کی پیروی کرنے کی بجائے چالان عدالت میں پیش نہ کیا۔ چنانچہ عدالت نے انسپکٹر جنرل آف پولیس کو حکم دیا کہ ایسے اہلکار کے خلاف محکمانہ کاروائی کی جائے اور اسکی رپورٹ رجسٹرار کورٹ کو بھجوائے۔ کیونکہ عدالت عظمیٰ نے قرار دیا۔ کہ چالان زیر دفعہ 173(5) ضابطہ فوجداری ۱۴ دن کے اندر عدالت میں پیش کرنا ضروری ہے[2] اور عدالت کے فیصلہ کی تمام انسپکٹر جنرل آف پولیس کو کاپیاں بھی بھجوائی گئیں[3] جب ملزمان میں سے یہ طے کرنا ہو کہ کون (agressor) ملزم ہے اور یہ بھی درست ہو کہ کسی ملزم کی قانون سے فراریت بھی ضمانت کے معاملے کو دور لے جاتی ہے لیکن اگر پولیس ملزم کو دانستہ گرفتار نہ کرے اور مفرور قرار دے دے تو ایسی صورت میں پولیس کا اپنا فعل بدنتی شمار ہوگا اور ملزم کی فراریت کا جرم ثابت نہ کرتا ہے[4] عدالتیں پولیس کے نظریہ پر جرم کی کیفیت جانچنے میں کیونکہ انحصار نہیں کرسکتیں۔ سوال یہ ہے کہ آیا ملزم جرم میں شریک نہیں تھا۔ اس پہلو کا تجزیہ شہادت پر منحصر ہے لہذا ضمانت منظور ہوئی[5] جب پولیس نے ملزم کو دفعہ 173 ضابطہ فوجداری کی رپورٹ میں خانہ نمبر 2 میں چالان کیا تو بھی اسے ملزم قرار نہ دیا جاسکتا ہے[6] ملزمان وقوعہ کے بعد دو ماہ تک گرفتار نہ ہونے اور موقع سے فرار ہونا جرم کی دلیل بن گیا۔ حالانکہ آرٹیکل 59 قانون شہادت کے مطابق پولیس کی رائے کو قانونی شہادت تصور نہیں کیا جاسکتا جبکہ ایکسپرٹ کی رائے قانون میں اہمیت رکھتی ہے[7]

استغاثہ / چالان: اگر چالان کیس اور استغاثہ کیس دونوں عدالت میں موجود ہوں تو عدالت ہر دو مقدمات کی سماعت مشترکہ (Consolidated) کرے گی لیکن پہلے استغاثہ کیس سماعت کرے گی[8] لیکن اگر چالان اور استغاثہ کیس میں ملزمان الگ الگ ہوں تو دونوں مقدمات کا اشتراک ہوگا۔ اور چالان کیس میں اگر کوئی گواہ رہ گیا ہے تو عدالت ان کو بطور کورٹ گواہ طلب کرے گی[9]

گمنام قتل: جب قاتل ہی مدعی بن کر سامنے آئے تو واقعات مقدمہ میں خون ثابت کرنا مشکل ہوتا ہے۔

اقربا کریں گے میرے خون کا دعویٰ کس پر   وہی قاتل وہی خنجر وہی منصف ٹھہرے[10]

---

[1] (2001PcrljSC(Aj)268) (1994SCMR6 - 1993SCMR417/1602 - 1992SCMR249/294/120)
[2] (PLD1991SC1065/11/923 - 1994SCMR943) (PLD2002SC590) - LRP2002CR537
[3] (PLD1972SC81- 1983SCMR645- PLD1998SC97) (PLJ1996CRCLH985)
[4] PLJ1996CRpesh1238 [5] 1997SCMR32 1999Pcrlj1460 [6] 2001Pcrlj9
[7] (LRP2002CR293) (PLD1995SC66)(PLD1966SC708)
[8] (1994Pcrlj1992) [9] PLD1995SC66-1994Pcrlj717-1997Pcrlj1295 [10] (PLD1994kar517)

marfat.com
Marfat.com

اندھے اور گمنام قتل جسمیں لاوارث لاش، یا قتل کا کوئی عینی شاہد نہ ہو۔تو ایسے وقوعہ جات کی تفتیش سخت احتیاط کا تقاضا کرتی ہے۔ کیونکہ پولیس ایسے میں نہ صرف بے گناہ لوگوں پر تشدد کا باعث بنتی ہے۔ بلکہ اکثر اوقات بلیک میلنگ کے ذریعہ اپنی چاندی بناتی ہے۔اسکی مثال اسطرح ہوتی ہے۔

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے ۱

قتل کی جزا اور سزا کے بارے میں مختلف عدالتوں کے فیصلوں کو شریعت کے اصولوں اور ضوابط کے آئینے میں دیکھنا ہوگا۔ تاکہ اس نازک اور اہم مسئلہ میں جس میں انسانی زندگی اور موت کا فیصلہ مقصود ہوتا ہے۔ایسے میں عدالت کو شریعت کے ان اصولوں کی پاسداری کرنا ہوگی۔لہذا

قتل کی جزاء کے بعد اب ضروری ہے کہ قتل کی شہادت کے لیے شریعت کے نزدیک اصول بیان ہوں آئندہ آنے والے صفحات میں اگرچہ اس امر میں دفعہ ۳۰۴ میں وضاحت درج ہے لیکن قارئین کی مزید آسانی کے لیے یہاں پر مختلف کیفیات کے حوالے سے قتل میں شہادت کے اعتبار کی مثالیں درج کی گئی ہیں۔

(۱) مقتول کے ورثا کی جانب سے اگر دو اشخاص قتل کی شہادت دیں تو قاتل کو حراست میں لیا جائے گا اور گواہ پر جرح کا موقع فراہم کیا جائے گا اور اس سلسلے میں قتل عمد سمیت تمام اقسام قتل برابر ہیں۔

(۲) اگر گواہان میں تضاد ہو اور کہیں کہ فلاں شخص نے نادانستہ طور پر بندوق کے فائر سے قتل کیا ہے یا مقتول اچانک گولی کے سامنے آگیا تو قتل خطاء شمار ہوگا۔اسی طرح اگر دونوں گواہان قتل عمد یا قتل خطاء کے بارے میں واضح نہ ہوں یعنی کہیں کہ فلاں شخص نے قتل کیا بندوق سے لیکن ہمیں قاتل کی نیت کا علم نہیں تو بھی قتل خطاء شمار ہوگا۔اور اگر ایک گواہ واضح طور پر قتل عمد کی بات کرے۔ یعنی فلاں شخص نے بندوق سے دیدہ دانستہ قتل کیا اور دوسرا شخص کہے کہ مقتول اچانک سامنے آگیا تو دونوں کی گواہی پر اعتبار نہ کیا جائے گا اور فیصلہ دیگر شواہد سے کیا جائے گا۔

(۳) اگر گواہان مقتول کے بدن پر واقع ہونے والے زخم میں اختلاف کریں تو شہادت معقول نہ ہوگی۔

(۴) اسی طرح قتل کے وقت اور جگہ میں اختلاف کریں تو بھی گواہی قبول نہ ہوگی۔ مثلاً ایک گواہ کہے کہ مقتول کو فلاں شخص نے صبح نو بجے لاہور شہر کی راوی روڈ پر قتل کیا اور دوسرا شخص کہے کہ فلاں شخص نے صبح کے وقت مقتول کو چوک یتی والا پر قتل کیا تو شہادت کا اعتبار نہ ہوگا۔

(۵) آلہ قتل پر گواہان کے درمیان اتفاق نہ ہونا بھی شہادت کے اعتبار کو مشکوک کردے گا۔

(۶) آلہ قتل میں دونوں گواہان کی لاعلمی شہادات پر انحصار کا باعث ہوسکتی ہے۔لیکن ایک گواہ کی لاعلمی شہادت کو مشکوک

---

۱ PLD1995kar436 (1995MLD1779)

marfat.com
Marfat.com

کردے گی۔

(۷) قاتل کے اقرار کے لیے بھی ضروری شرائط ہیں مثلاً ایک گواہ موقع کی شہادت دے اور دوسرا گواہ قاتل کے اقرار کی گواہی دے تو ایسی گواہی پر انحصار نہ کیا جائے گا لیکن اسی طرح اقرار کے وقت اور جگہ میں اختلاف کی شہادت قبول ہو گی۔

(۸) اگر دو گواہان مشترکہ قتل کے آلہ قتل کے بارے میں واضح نہ کریں کہ کس قاتل نے لاٹھی سے اور کس نے کلہاڑی سے قتل میں حصہ لیا تو بھی شہادت قابل قبول نہ ہو گی۔

(۹) ایک شخص زخمی ہوا اور اس نے گواہی دی کہ اسے فلاں شخص نے زخمی کیا اور بعد ازاں مر گیا۔ بعد ازاں ورثا نے گواہی دی کہ اسے فلاں شخص نے قتل کیا تو دونوں کی شہادت پر اعتبار نہ کیا جائے گا۔

(۱۰) اگر مقتول کے قتل پر شہادت مکمل ہو جائیں تو مقتول کے ورثاء میں سے کوئی غیر حاضر وارث قتل پر دوبارہ شہادت قلمبند نہ کروا سکے گا۔ مگر یہ کہ قاتل معصوم قرار دیا جائے۔

(۱۱) قاتل کی غیر حاضری میں اس کے خلاف شہادات غیر مقبول ہوں گی کیونکہ وہ اپنے خلاف شہادات یا قتل سے انکار کر سکتا ہے۔

(۱۲) دو قاتلوں میں حاضر اور غیر حاضر دونوں پر قتل ثابت ہو جاتا ہے تو حاضر کو سزا ہو گی۔ غیر حاضر کے حاضر آنے کے بعد الگ شہادات کے ذریعے قتل ثابت کرنا ہو گا۔ لیکن اگر قاتل مذکورہ شہادات کو تسلیم کرے اور اقرار کرے۔ تو سابقہ شہادات پر فیصلہ ہو سکتا ہے۔

(۱۳) زخمی خواہ بیمار ہو کر مر گیا۔ لیکن اس کے قتل کا سبب مذکورہ زخم ہی تصور ہوں گے۔

(۱۴) گواہان اگر بالاتفاق شہادت سے ثابت کریں کہ قاتل نے مقتول کو نیزہ، تیر، تلوار، بندوق یا چاقو یا اسی سے متعلق ایسے ہتھیار سے قتل کیا جس سے قتل عمد واقع ہو سکتا ہے تو قتل عمد شمار ہو گا۔ بصورت دیگر قتل خطاء۔

(۱۵) قصاص لینے کے لیے اگر مقتول کے وارث نے کہا کہ وہ مقتول کا اکلوتا وارث ہے لیکن قاتل کہے کہ اس کا کوئی دوسرا وارث بھی ہے۔ تو قصاص میں قاضی کو قاتل کی بات کا اعتبار کرنا ہو گا اور قصاص کے لیے انتظار کرنا ہو گا۔

(۱۶) اگر مقتول غائب ہو اور قاتل کو شہادات کے ذریعے ثابت کر دیا گیا ہو تو اس کا قصاص نہیں ہے۔ دیت ہے جو کہ قتل خطاء کی طرح عاقلہ پر ہو گی۔ لیکن اگر مقتول غائب کچھ عرصہ کے بعد زندہ واپس لوٹ آئے تو عاقلہ دیت واپس لے سکتی ہے اور ولی پر اس کا جرمانہ عائد ہو گا۔ گواہان پر جرمانہ نہ ہو گا۔

(۱۷) اگر گواہان کی قتل عمد کی گواہی کے نتیجہ میں قصاص لے لیا گیا لیکن بعد ازاں شہادت سے انحراف کر گئے تو ایسی صورت میں گواہان سے دیت وصول کی جائے گی۔ (بعض فقہا کے نزدیک قصاص لیا جائے گا)۔

marfat.com
Marfat.com

(۱۸) اگر ایک وارث نے ایک قاتل پر قتل ثابت کیا۔ جبکہ دوسرے وارث نے اس قاتل کے ساتھ کسی اور کو شریک بھی ٹھہرایا تو قصاص ساقط ہو گیا اور دیت واجب ہو گی۔

(۱۹) اسی طرح ایک وارث نے قاتل پر قتل عمد ثابت کیا اور دوسرے نے قتل خطاء ثابت کی تو شہادت مقبول نہ ہو گی۔

(۲۰) بھائی کی طرف سے دیئے گئے گواہان کی نسبت بیٹے کی طرف سے دیئے گئے گواہان کا اعتبار کیا جائے گا۔

(۲۱) اگر ایک بھائی نے دوسرے کی عدم موجودگی میں اپنے باپ کے قتل کے گواہ پیش کئے اور قتل ثابت کر دیا تو بھی قاتل سے قصاص نہیں لیا جائے گا اور دوسرے بھائی کے آنے پر (امام ابوحنیفہ کے نزدیک) دوبارہ گواہ لیے جائیں گے۔

لیکن ہمیں اس سے اتفاق نہیں ہے۔ قصاص کا انتظار کیا جا سکتا ہے۔ لیکن قصاص کے لیے دوبارہ گواہی خلاف منشاء ہے۔ لہذا اگر دوسرا بھائی مذکورہ گواہی پر مطمئن ہو تو دوبارہ گواہی نہیں لی جائے گی۔

(۲۲) باپ کے قتل میں دونوں بیٹے ایک دوسرے پر قتل کا الزام عائد کریں تو باپ کے دیگر ورثاء کی گواہی پر اعتبار کیا جائے گا جس میں مقتول کے بھائی کی گواہی زیادہ اہمیت رکھے گی۔

(۲۳) اگر ورثا نے گواہی دی کہ مقتول فلاں شخص کی طرف سے دیئے گئے زخم سے مارا گیا اور دوسرے گواہوں نے کہا کہ وہ زخم میں اچھا ہو گیا تھا تو زخم پر اعتبار شہادت ہو گا۔ اور زخم کو وجہ قتل تسلیم کیا جائے گا۔

(۲۴) اگر قتل کے گواہ کہیں کہ قتل فلاں جگہ پر فلاں دن ہوا۔ لیکن مدعا علیہ گواہی دے کہ وہ مذکورہ دن وہاں موجود نہ تھا جو کہ جواز (Alibi) ہے۔ تو گواہان کے گواہی پر اعتبار کیا جائے گا اور مدعا علیہ کی گواہی تسلیم نہ ہو گی۔ لیکن اگر مدعا علیہ کی طرف سے مخصوص گواہان کی بجائے عام لوگ گواہی دیں تو ان کی گواہی پر اعتبار کرتے ہوئے مدعا علیہ کو بری کیا جائے گا۔

(۲۵) اگر قاتل اقرار کرے کہ اس نے کسی شخص کو قتل کیا ہے تو ورثا اس سے قصاص لیں گے۔ اسی اصول پر اگر کسی ایک شخص کے دو یا دو سے زیادہ قاتلوں نے قتل کا اقرار کیا تو ورثا ان تمام قاتلوں سے قصاص لے گا۔

(۲۶) لیکن ورثا یا ان میں سے کوئی ایک تمام اقرار کرنے والے قاتلوں میں سے کسی ایک کو قاتل تصور کریں تو وارث اسی شخص واحد سے قصاص لیں گے۔ دیگر قاتل باوجود اقرار کے قاتل شمار نہ ہوں گے۔

(۲۷) مقتول کا کوئی وارث قتل خطاء کا دعویٰ کرے لیکن قاتل کے قتل عمد کے اقرار کے بعد دعویٰ میں تبدیلی بھی نہ کر سکے گا۔ اور قتل عمد میں قصاص کا حقدار بھی نہیں ہو گا۔

(۲۸) اگر قاتل قتلِ خطاء کا اقرار کرے۔ لیکن وارث قتلِ عمد کا دعویٰ کریں تو قاتل کو رعایت دی جائے گی اور قصاص نہ لیا جائے گا۔

marfat.com
Marfat.com

(۲۹) اگر وارث نے دو آدمیوں پر قتل عمد کا دعویٰ کیا۔ قاتلوں میں سے ایک نے قتل عمد کی تصدیق کی جبکہ دوسرے نے قتلِ خطاء کی یعنی بذریعہ لاٹھی مارنے کا اقرار کیا تو دونوں پر دیت ہوگی۔

(۳۰) دو قاتلوں میں سے قتل عمد کا ایک نے اقرار کیا جبکہ دوسرے پر دو گواہوں نے شہادت دی کہ اس نے تنہا قتل کیا ہے تو شہادت قبول نہ ہوگی۔

(۳۱) دو قاتلوں کے خلاف ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ ایک قاتل نے مقتول کا ایک ہاتھ کاٹا اور دوسرے نے دوسرا ہاتھ کاٹا۔ دونوں میں سے ایک قاتل نے اقرار کیا۔ جبکہ دوسرے نے انکار کر دیا۔ تو اقرار کرنے والے سے قصاص ہوگا جبکہ منکر ہو جانے والے کو چھوڑ دیا جائے گا یا دیگر واقعاتی شہادات کا جائزہ لے کر سزا کا تعین ہوگا۔

(۳۲) اگر مدعا علیہ اقرار کرتا ہے کہ اُس نے مقتول کا ایک ہاتھ قصداً کاٹا ہے لیکن پاؤں فلاں شخص نے کاٹا ہے اور مقتول ہاتھ اور پاؤں کاٹنے سے مر گیا ہے لیکن وارث یہ کہے کہ مجرم نے تنہا ہاتھ اور پاؤں کاٹا ہے تو مقتول کے وارث قصاص لے سکتے ہیں۔

نوٹ:۔ درج بالا تمام امثلہ کے اصول کتاب الاختیار۔ فتاویٰ قاضی خان۔ فتاویٰ عالمگیری۔ الہدایہ اور البدائع سے ماخذ ہیں اور کوئی مثال بھی آئمہ اربعہ اور دیگر فقہا کے بیان کردہ اصولوں سے انحراف کا نتیجہ نہ ہیں۔ موجودہ قانون میں قتل کی شہادات سے متعلق نظائر کو دفعہ ۳۰۴ تعزیرات پاکستان میں بیان کیا گیا ہے۔

ضمانت (Bail)

تمام جرائم کو ضمانت کے حوالے سے دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ۱۔ قابل ضمانت ۲۔ نا قابل ضمانت

دفعہ 496 ضابطہ فوجداری وضاحت کرتی ہے کہ جب نا قابل ضمانت جرم / قابل دست اندازی پولیس جرم میں مجرم کو بلا وارنٹ گرفتار کیا جاتا ہے۔ یا کوئی پولیس آفیسر ملزم کو زیر حراست لیتا ہے۔ یا ایسے مجرم کو روبرو عدالت پیش کرتا ہے۔ تو ایسا ملزم اگر مذکورہ جرم پر بواساطت ضمانت رہائی کا طلب گار ہو تو ایسے ملزم کو ضمانت پر رہا کیا جا سکتا ہے۔ اور عدالت ایسے ملزم کو کسی ضامن کی بنیاد پر یا ذاتی مچلکوں کے حوالے سے رہائی کا حکم دے سکتی ہے۔

قابل ضمانت جرائم میں ضمانت ہر شہری کا حق ہے۔ لیکن نا قابل ضمانت جرائم میں یہ حق نہیں۔ بلکہ عدالت کی طرف سے ایک ایسی رعایت ہے جسے عزت کے ساتھ استعمال کیا جائے گا۔[1]

نا قابل ضمانت جرائم: نا قابل ضمانت جرائم کی دو اقسام ہیں۔ ۱۔ امتناعی جرائم ۲۔ غیر امتناعی جرائم

---

[1] (PLD1995SC34 - PLJ1998CRC790 - 2001SCMR14 - PLJ2001CRC1046)

marfat.com
Marfat.com

امتناعی جرائم میں وہ جرائم شامل ہیں جن کی سزا موت یا عمر قید یا دس سال سے زیادہ ہوگی۔ دفعہ 497 ضابطہ فوجداری کی شک نمبر 1 کے حوالے سے ایسے جرائم میں ضمانت نہ لینے کا حکم ہے۔ لیکن بعض استثنایات کے حوالے سے عورت، نابالغ، بوڑھا یا بیمار شخص ضمانت پر رہا کیا جا سکتا ہے۔

غیر امتناعی جرائم میں وہ جرائم شامل ہیں جن کی سزا دس سال سے کم ہوگی۔ ایسے مقدمات میں عموماً ضمانت منظور کر لی جاتی ہے ۵[1]۔

ضمانت کے اصول: شریعت میں قتل عمد کی ضمانت یا مسائل ضمانت پر کوئی واضح بحث موجود نہ ہے۔ لیکن شریعت نے جرائم کی کیفیات کو پرکھنے کے اصول وضوابط ضرور بیان کیے ہیں۔ جن کو مدنظر رکھتے ہوئے مقدمات میں ضمانت بھی لی جا سکتی ہے۔ لیکن قتل عمد جہاں سزا قصاص ہے ضمانت پر رہائی دی جانا قرین مصلحت نہ ہے لیکن جہاں بھی قتل کی سزا دیت ہو گی۔ یعنی سزا کی کیفیت مال میں بدل گئی۔ تو مذکورہ دیت کی مالیت کی حد تک یا اس سے زیادہ کی ضمانت طلب کر کے ضمانت پر رہائی کا حکم صادر کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ قتل عمد پر رہائی اسی صورت ہو سکتی ہے جب ورثاء مقتول صلح یا معافی یا دیت کی وصولی کیلئے تیار ہو جائیں۔ ضمانت پر رہائی درج ذیل وجوہ کی بنیاد پر مانع ہے۔

ا: قاتل کو مقتول کے رشتہ دار اور احباب کے رحم و کرم پر اس وقت نہیں دیا جا سکتا جب تک کہ مقدمہ کا فیصلہ نہ ہو جائے، اس وقت تک قاتل کی زندگی حکومت کے ہاتھوں میں امانت ہے۔

۲: جب تک مقتول کے ورثاء کے وقتی جذبات ٹھنڈے نہ ہو جائیں ضمانت پر رہائی نہ دی جا سکتی ہے۔ درج بالا ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے قاضی ضمانت کی درخواست پر مناسب فیصلہ کرنے کا حق رکھتا ہے۔

اسلامی فوجداری نظام کا دوسرا سنہری اصول جو ضمانت کے فیصلوں میں استعمال ہوگا۔ وہ ہے کہ غلطی سے بہتر معاف کر دینا۔ ہے۔ اور یہ اصول کہ غلط طور پر معاف کر دینا۔ غلط طور پر سزا دینے سے بہتر ہے۔ تمام اقسام جرائم پر منطبق ہیں۔ درج بالا اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے عدالت کو ضمانت پر رہا کرنے میں اعتراض نہ ہونا چاہیے۔ انہیں سنہری اصولوں پر ہی عدالت ہائے نے بہت سے اہم فیصلہ جات صادر فرمائے ہیں جنکی تفصیل جاننے کے لئے مختصر حوالہ جات تحریر خدمات ہیں۔ ا۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قصاص یا حدود کے مقدمات میں ضمانت جائز نہیں۔ لیکن ہدایہ میں تحریر ہے کہ ضمانت لینے میں سخت رویہ اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن دیگر آئمہ کے نزدیک حد قذف اور قصاص کے حکم میں جو کہ بندے کے حقوق پر مبنی جرائم ہیں۔ ضمانت میں سختی روا رکھی جائے۔ ۲[2] ۲۔ مجرم کے خلاف جرم ثابت کرنے کے لیے مدعی کو مجرم کے ساتھ رہنا چاہیے (یہاں ساتھ رہنے سے مراد استغاثہ یا مدعی کی پیروی مقدمہ کرنا مراد ہے) بصورت دیگر مجرم کو

---

[1] (PLD1994SC34) [2] (الہدایہ)

marfat.com

Marfat.com

رہا کر دیا جائے۔ کیونکہ مجرم پر جرم ثابت کرنا مدعی کا فرض ہے۔ ۱ O ۳۔ سزا میں قائم مقام نہیں ہے۔ لیکن سزا کے نفاذ سے قبل۔ لیکن ملزم کی حاضری کی ضمانت لی جاسکتی ہے۔ ۲ O ۴۔ زخمی کرنے۔ قتل کرنے یا ایسی ضرب جس میں قصاص واجب نہیں بلکہ دیت نافذ ہوتی ہے یا ملزم پر تعزیر کا نفاذ ہوتا ہے۔ ایسے مقدمات میں ملزم سے ضمانت طلب کی جائے۔ ۳ O ۵۔ ایسے جرائم جن میں حقوق کا تعلق بندوں کی بجائے اللہ سے ہو۔ ان میں ضمانت پر رہائی جائز نہیں ہے مثلاً شراب خوری، حد زنا۔ حد چوری وغیرہ۔ حدود قصاص میں ضمانت کسی بھی صورت جائز نہیں ہے۔ O ۴

اعلیٰ عدالتوں نے ضمانت کیلئے راہنما اصول وضع کئے جو اس طرح ہیں۔

۱۔ مال مقدمہ کی عدم دستیابی O ۲۔ سابقہ دشمنی ہمراہ مقتول پارٹی / وجہ عناد O ۳۔ کسی دیگر مقدمہ میں بطور گواہ موجودگی ثابت نہ ہو O ۴۔ زخم وجہ مقدمہ سے ملزم کا تعلق نہ ہو O ۵۔ عمر کا لحاظ اور ضعف کا معاملہ بھی وجہ ضمانت بن سکتا ہے O ۶۔ مقدمہ کی سماعت میں بے جا التواء یا تاخیر O ۷۔ پولیس کی بدنیتی O ۸۔ مقدمہ میں قصاص کا سقوط O ۹۔ دیت، معافی، یا صلح البدل کی صورت سزا کی مالیت میں تبدیلی O ۱۰۔ دیگر ملزمان کے ساتھ برابری اور توازن کا سلوک O ۱۱۔ مجرم کے خلاف پولیس کی شہادت اسی طرح قابل پذیرائی ہے۔ جس طرح ایک عام آزاد شخص کی۔ لیکن اگر پولیس ملزم کو ناجائز ملوث کرنے میں بدنیتی رکھتی ہے۔ تو ایسی شہادت پر بھی انحصار نہ کیا جائے گا۔ اور ضمانت منظور ہوگی O ۱۲۔ دفعہ 103 ضابطہ فوجداری کی قانونی پابندی اور ریکوری کے معاملے میں علاقہ کے لوگوں کی گواہی کی پابندی ہر صورت ضروری قرار نہیں دی جاسکتی۔ جب ایسی صورت میں کسی دیگر قانون کی پابندی لازمی قرار پائے O ۱۳۔ کیمیکل رپورٹ کی عدم موجودگی جبکہ ریکوری کسی وہیکل سے ہوتی ہو۔ ضمانت کیلئے اچھی وجہ نہیں بن سکتی O ۱۴۔ ضمانت کیلئے مزید تحقیق اور تفتیش رعایت کا ایک اچھا قانونی پہلو ہے۔ جس پر ضمانت لی جاسکتی ہے۔ لیکن صرف اس پہلو سے ضمانت کو بطور حق حاصل نہیں کیا جاسکتا O ۱۵۔ ضمانت عموماً نامنظور کی جاتی ہے۔ جب اصل مقدمہ کی سماعت شروع ہو جائے۔ یہ نامنظوری اصول معقولیت اور موزونیت کی پریکٹس کے تحت ہوتی ہے O ۱۶۔ اگر ملزم معاملے کو مزید تفتیش اور تحقیق کا معاملہ قرار دلوانے میں کامیاب ہو جائے۔ تو سماعت مقدمہ کا شروع ہو جانا بھی رکاوٹ نہیں بن سکتا۔

سپریم کورٹ نے ایک ضمانت کی درخواست واپس لینے کے بعد دوسری درخواست ضمانت دائر کرنے کے بارے میں قانونی نقطہ کی وضاحت کیلئے (Leavs) گرانٹ کی O ۵ عدالت عظمیٰ نے ایسی پریکٹس کو پسند نہ کیا۔ کہ ایک درخواست ضمانت واپس لے کر دوسرے جج کے سامنے درخواست ضمانت پیش کی جائے۔ بلکہ ایسی صورت میں مذکورہ جج ہی کو اختیار سماعت ہوگا۔ اور وکیل کو پابند بنایا گیا۔ کہ وہ ضمانت کی درخواست میں حقائق کی وضاحت کرے۔

---

۱ (مبسوط سرخسی)　۲ (الہدایہ)　۳ (الہدایہ)　۴ (الاشباہ والنظائر)　۵ (2002SCMR184)

marfat.com

Marfat.com

اگرچہ متبادل درخواست ضمانت دائر کرنے میں کوئی امر مانع نہ ہے۔ ۱
ضمانت کیلئے درخواست ثانی جدید الشیو کی عدم موجودگی میں دائر نہیں ہوسکتی۔ اور نہ ہی کسی دیگر عدالت میں دائر ہوسکتی ہے۔ نیز جدید معاملہ سے مراد وہ معاملہ ہے جو سابقہ درخواست میں موجود نہ پایا جائے۔ لیکن اس سے مراد یہ ہرگز نہیں کہ مذکورہ الشیو غلطی کی بنیاد پر سابقہ درخواست میں اٹھائے جانے سے رہ گیا تھا۔ اگرچہ مذکورہ جواز اس وقت موجود تھا۔ چنانچہ وقوعہ کے موقع پر ملزم کا عدم وجود (Alibi) کا معاملہ سابقہ درخواست میں اٹھایا نہ گیا تو دوسری درخواست میں بھی اٹھانے کی اجازت نہ دی گئی۔ ۲
جب کسی خاص زخم کیلئے جو وجہ مقدمہ ہو ملزم پر الزام نہ ہو۔ ایسی صورت میں مقدمہ مزید تفتیش کا محتاج ہوتا ہے۔ اور ضمانت ضروری ہو جاتی ہے۔ ۳ ملزم کی ضمانت کا لیا جانا قانونی ضرورت اور ملزم کو بلا وجہ حراست میں رکھنا زیادتی ہے نیز شریک جرم کی ضمانت پر قانون (برابری) توازن سامنے رکھنا چاہیے۔
جسٹس افتخار حسین چودھری لاہور ہائی کورٹ نے ایک تفصیلی اور اہم فیصلے میں قرار دیا کہ شریعت کی رو سے ضمانت قتل کے ایسے مقدمات میں جسمیں حدود کے معاملات بھی پائے جاتے ہوں۔ ضمانت کی گنجائش نہ ہے۔ نیز قتل برائے قصاص کے معاملات بھی ناقابل ضمانت ہیں اگر واضح اور قابل تعین حد تک شہادات موجود ہوں اور ایسی صورت جس میں واقعات کے تسلسل میں مزید تحقیقات کی گنجائش پائی جاتی ہوں تو ضمانت کیلئے بہترین وجوہات قرار پاسکتی ہیں۔ لیکن ایسے مقدمات جس میں تعزیز نافذ ہوگی عمومی طور پر قابل ضمانت ہوتے ہیں یہی صورت دیت ارش اور ضمان کے مقدمات میں ہوگی انہوں نے اس سلسلہ میں فتویٰ عالمگیری جلد 5۔ صفحہ 50 کتاب الخفان کا حوالہ دیا۔ چنانچہ کیونکہ زیر تصفیہ مقدمات میں بادی النظر میں سزا ارش جو کہ 3/20 دیت ہوگی۔ اور سزا اگر حکومتی سطح پر نافذ کی جائے وہ بھی تعزیری ہوگی چنانچہ ایسے مقدمات میں ضمانت لی جائے گی۔ اتلاف عضو میں ملزم قصاص کے علاوہ ادائیگی ارش اور 10 سال کی سزا کا مستوجب ہوسکتا ہے جبکہ حدود جن میں زنا۔ شراب اور نشہ وغیرہ وجہ نقصان ہوں کو کفایا کے ضمن میں قابل ضمانت تصور نہ کیا جائے گا۔ ۴
قتل کے معاملات میں اصول یہ ہے کہ عموماً ضمانت نہیں لی جاتی لیکن اگر دیگر ملزمان کے ساتھ مقدمہ کے واقعات کی مطابقت ہو تو برابری کی بنیاد پر ضمانت لی گئی۔ ۵ حالانکہ ایف آئی آر کی فوری اندراج کے ساتھ ساتھ میڈیکل شہادت اور واقعاتی شہادت کے ہمراہ ملزم پر جرم ثابت ہے۔ لیکن ایسے معاملات کو بوقت شہادت

---

۱ (PLD1986SC173)(PLD1984SC341)(1968SCMR924)(2002SCMR184)
۲ (1993SCMR1286)(2001Pcrlj1719)(PLD1986SC173)(SBLR2002Snd526)
۳ (PLJ1996SCE1199) ۴ 1995Pcrlj412 ۵ (2001Pcrlj1420)

marfat.com
Marfat.com

دیکھا جائے گا۔لہذا ضمانت کے وقت ایسے معاملات قابل توجہ نہ ہونے چاہیں ○ ۱

اگر چہ جب چالان عدالت میں جا چکا ہے ایسے میں اعلیٰ عدالتوں میں ضمانت کا لیا جانا عدالت سماعت کیلئے غلط تاثر بھی چھوڑ سکتا ہے۔اصول یہ ہے جہاں معاملہ کی معقولیت اور موزونیت کا جواز حقوق قانونی سے تصادم کرے گا۔تو وہاں حق کا معاملہ اہمیت اختیار کرے گا ○ ۲

عدالت عظمیٰ نے قرار دیا کہ نا قابل ضمانت جرائم میں کوئی شخص بطور حق ضمانت کا اہل نہیں ہو سکتا۔خواہ وہ جرم امتناعی پابندی سے باہر کیوں نہ ہو ○ ۳

نا قابل ضمانت جرائم میں عدالتوں کا یہ عمومی رویہ رہا ہے۔کہ ضمانت پر رہا نہیں کیا جاتا۔لیکن اگر ملزم یہ واضح کرنے میں کامیاب ہو جائے کہ وہ مذکورہ جرم میں غلط طور پر ملوث کیا جا رہا ہے۔یا بظاہر ملزم ایف آئی آر اور ریکارڈ پولیس کے مطابق ملوث نہیں پایا جاتا۔تو ضمانت لے لی جاتی ہے ○ ۴

ضمانت میں بادی النظر میں عدالت میں موجود ریکارڈ کا جائزہ امتحانی اور آزمائشی حیثیت میں لیا جائے گا۔کہ آیا ملزم پر جرم ثابت کیا جا سکتا ہے یا نہیں ○

جب سماعت مقدمہ ہو رہی ہو۔ایسی صورت میں بھی ضمانت کیلئے پیش کردہ شہادات کا اعتبار نہ کیا جائے گا ○ ۵ ان ہی اصولوں پر ضمانت منسوخ کی جائے گی ○ ۶

ضمانت کے وقت شہادت کی اہمیت کے بارے میں کوئی شک نہیں کہ ضمانت کے وقت بھی شہادت کو اہمیت دی جانی چاہیے۔لیکن (Interum) عموی اور ضمانت کا معاملہ عارضی ہوتا ہے۔جبکہ شہادت کا مقدمہ کی آخیر میں فیصلے کے وقت تجزیہ کیا جاتا ہے۔نیز یہ اصول مسلمہ ہے کہ ضمانت کے وقت شہادات کو محض آزمائشی حیثیت سے ملاحظہ اور تجزیہ کیا جائے گا۔جسکے اثرات فیصلہ پر مرتب نہ ہونگے۔ضمانت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ عدالت کا ذاتی اختیار ہے لہذا عدالت کیلئے ضروری ہے کہ ایسے موقع پر استغاثہ کے ریکارڈ اور دفاع میں پیش کیے گئے جواز کے تقابلی جائزہ کے ساتھ ضمانت کا فیصلہ کرے ○ ۷

عدالت کو ضمانت میں تمام ریکارڈ موجودہ روبرو کا آزمائشی حد تک مطالعہ کر کے فیصلہ صادر فرمانا چاہیے اور شہادات کو اس

---

۱ (1997Pcrlj1181)(1977Pcrlj850)(PLD1996SC241-)(1999Pcrlj1323)(2000Pcrlj1171)(1999SCMR1271)
(PLD1989SC633)(1997SCMR445)(1996SCMR555)(1998SCMR496)(1997SCMR1293)-PLD1998SC621
(PLD2001Lah123)(2000SCMR1599)(1999SCMR1794) ۲ (LRP2002CR30) ۳ (2002SCMR442)
۴ (LRP2002CR474)(2000Pcrjl657)(2000Pcrjl917)(1988MLD1730)(2001SCMR36)(2001MLD1922)
(2000Pcrlj1222)(LRP2002CR474) ۵ (PLD1999Kar162)(1999MLD962) ۶ (2000Pcrlj1342)
۷ (1999MLD411)(1996SCMR931)(1992SCMR1418)(1990SCMR307)

marfat.com
Marfat.com

موقع کیلئے اہمیت دینا مناسب نہیں ہے ۰ ۱ اور یہی اصول ضمانت کی درخواست نامنظور کرنے کیلیے ہوگا ۰ ۲ کیونکہ ضمانت کے موقع پر سماعت کے دوران ہونے والی شہادات کو بھی فیصلہ میں اہمیت کیلئے منتقل نہیں کیا جاسکتا ۰ ۳ کیونکہ ضمانت خالصتاً عدالت کا ذاتی اختیار ہے لہذا عدالت کو ضمانت کی درخواست کی سماعت کے وقت استغاثہ اور دفاع میں پیش کیے گئے واقعات اور جوازات کا محض امتحانی انداز سے تجزیہ کرنا چاہیے ۰ ۴

ضمانت کا معاملہ درمیانی نوعیت کا ہے۔جبکہ شہادات کا تجزیہ سماعت کے آخیر میں فیصلہ پر ہوتا ہے۔لیکن شہادت ۰ ۵ کا تجزیہ کرنا اس لیے بھی ضروری ہوتا ہے کہ آمدہ شہادات سے کوئی فریق ناجائز متاثر (Prejudice) نہ ہوجائے۔ لہذا عدالت کو ضمانت کیلئے فیصلہ لکھتے ہوئے واضح کرنا چاہیے کہ شہادات کا تجزیہ محض آزمائشی ہے۔اور اس سے فیصلہ متاثر نہ ہوگا۔

ضمانت کیلئے (Fresh Grounds) سے مراد وہ وجہ بیانیہ ہے جو پہلی ضمانت کی درخواست وقت رہ گئی ہو۔یا دانستہ چھوڑ دی گئی ہو۔اور نئی درخواست میں شامل کی گئی ہو۔جدید وجہ شمار نہ ہوگی ۰ ۶

ضمانت قبل از گرفتاری

ضمانت قبل از گرفتاری زیر دفعہ 498 ضابطہ فوجداری میں قبول کی جاتی ہیں۔ایسے مقدمات اور نوعیت جرم میں جب سیاسی مخالفت یا پولیس کی بدنیتی ہو اور جس کا سبب ملزم کو غلط طور پر مقدمات میں ملوث کرنا ہو۔اور ایسی صورت میں ملزم کی عزت کو دھچکا لگے گا۔تو عدالتیں قبل از گرفتاری ضمانت منظور کرتی ہیں۔قبل از گرفتاری ضمانتوں میں پہلے عارضی یا عبوری ضمانت منظور کی جاتی ہے۔اور بعدازاں اسکی کنفرمیشن کی جاتی ہے۔اور اس دورانی وقفے میں ملزم کو عدالت پابند کرتی ہے کہ وہ پولیس یا تفتیشی ایجنسی کے روبرو پیش ہوکر تفتیش میں شامل ہو۔

پاکستان بننے کے بعد قبل از گرفتاری ضمانت کے لیے FIR کا درج ہونا کوئی قانونی ضرورت نہ تھی۔بلکہ کسی بھی شبہ میں جب کوئی شخص یہ محسوس کرتا کہ اس کو کسی بدنیتی یا دشمنی کی بنیاد پر گرفتار کرلیا جائے گا۔تو عموماً عدالتیں قبل از گرفتاری منظور کر لیا کرتی تھیں۔لیکن ذوالفقار علی بھٹو صاحب (مرحوم) سابق وزیر اعظم پاکستان نے دفعہ 498-A ضابطہ فوجداری کا اضافہ کر کے قانون میں تبدیلی کی۔جس کی بنیاد پر اب کوئی بھی شخص FIR کے اندراج کے بغیر اس قانونی سہولت کو حاصل نہیں کرسکتا اور نہ ہی عدالت میں اصالتاً حاضری کے بغیر قبل از گرفتاری ضمانت کا فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔

---

۱ 2000Pcrlj1227-1999MLD962 ۲ (2000Pcrjl1342) ۳ (PLD1999Kar162) ۴ 1980SCMR203

۵ 1996SCMR931 - 1992SCMR1418 - 1990SCMR307 - 1999MLD411 ۶ (PLJ1996CR(Lh)206)

(PLJ1983SC532)(1984SCMR1418)(PLD1989SC585)(1980SCMR203)(1980SCMR141)

(PLD1986SC163)(PLD1986SC211)(1992SCMR1418)(1990SCMR307)

marfat.com
Marfat.com

قبل از گرفتاری ضمانت کسی بھی شخص کا جو بظاہر جرم میں ملوث نہ پایا جانا ثابت ہو۔ اپنی عزت کو محفوظ رکھنے اور پولیس کے بلاجواز تفتیش سے محفوظ رہنے کیلئے ایک قانونی حق ہے۔ چنانچہ قبل از گرفتاری ضمانت میں اصول یہ ہوگا کہ

ا۔ ملزم یہ ثابت کرے کہ اس کے خلاف الزام کسی سیاسی یا ذاتی عناد یا شہرت کو داغدار کرنے کیلئے بلا قصور عائد کیا گیا ہے۔

۲۔ مدعی کی ملزم کے خلاف بدنیتی اور مجرمانہ ذہنیت کے علاوہ ملزم کو بلاجواز خوف زدہ کرنے اور نقصان پہنچانے کیلئے ملوث کیا گیا ہے۔

۳۔ مذکورہ مقدمہ کی تفتیش میں پولیس نے مدعی کی بدنیتی میں خود کو شامل کر لیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں ملزم کی آزادی، شہرت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

۴۔ ملزم کے خلاف پولیس ریکارڈ میں قائم کی گئی شہادات کسی قانونی ضابطے اور بیان حلفی کی عدم موجودگی میں قابل پذیرائی نہ ہیں۔

اعلیٰ عدالتیں ملزمان کو ایسی تحفظاتی ضمانت ہائے بھی عبوری طور پر منظور کرتی ہیں جسکا مقصد پولیس سے تحفظ فراہم کر کے اصل عدالت اختیار کے روبرو پیش کرنے کے قابل کرنا ہوتا ہے ۵ [1] ایسے ملزمان جو عدالت سے ضمانت منسوخ ہونے کے بعد مفرور ہوں۔ قبل از گرفتاری ضمانت کے مستحق قرار نہیں دیے جا سکتے ۵ [2] قبل از گرفتاری میں متبادل ضمانتوں اور مختلف جج صاحبان کے روبرو پیش کرنے کو بھی خلاف قانون قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ اسطرح مقدمات میں متصادم فیصلے حاصل کرنا قرین مصلحت نہ ہے ۵ [3] اگر پولیس کی بددیانتی ثابت نہ ہو تو قبل گرفتاری ضمانت منظور نہیں ہو سکتی ۵ [4]
قتل جیسے سنگین جرائم میں عدالت ہائے نے ضمانت قبل از گرفتاری سے ہمیشہ گریز کیا ہے۔ کیونکہ قتل کے معاملات حقوق العباد کے ہیں اور ضرورت اس امر کی ہے کہ جب تک تفتیش کسی نتیجہ پر پہنچ کر ملزم کے بارے میں حتمی رائے قائم نہ کرے ضمانت قبل از گرفتاری کا عموماً سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن بعض اوقات ضمانت کی یہ رعایت بھی دی گئی ہے۔ جس کیلئے وجوہات درج ذیل ہیں۔

(۱) ایف آئی آر میں نام نہ ہونا۔ (۲) للکارا یا جھپا کا الزام ہونا۔ (۳) ڈاکٹری شہادت سے عائد کردہ الزام کا ثابت نہ ہونا۔ (۴) چشم دید گواہان کے بیان حلفی (۵) ملزم کا نابالغ ہونا۔ (۶) عورت ہونا۔ (۷) بوڑھا ہونا۔ (۸) بیمار ہونا۔ (۹) رپورٹ میں ناواجب تاخیر۔ (۱۰) سیاسی مخالفت۔ سابقہ دشمنی۔ پارٹی بازی۔ سابقہ مقدمہ بازی بھی ضمانت قبل از گرفتاری کے لئے وجوہ فراہم کرتی ہیں ۵ [5] عدالت عالیہ کے فل بنچ نے اپنے فیصلہ جس میں ضمانت قبل از

---

[1] (1998Pcrlj321/1705 - KLR1997CRC533 - 1997MLD2497 - 1999MLD457) [2] 1998Pcrlj157 -

[3] 1999MLD1203 [4] 2001SCMR1047 [5] 1998Pcrlj757 - 1999MLD1203 PLD1949LH21

marfat.com
Marfat.com

گرفتاری قتل کے مقدمات میں لینے سے روکا گیا ہے اور اس رعایت کے مستحق قرار پانے کے لئے مناسب حالات کی موجودگی ضروری قرار دی ہے۔ مثلاً

ا: مقدمہ جھوٹا محسوس ہوتا ہے۔ اور ملزم کے خلاف الزام مشکوک اور مشتبہ ہو۔

۲: درخواست دہندہ کا سابقہ ریکارڈ بے داغ ہوا۔

۳: مقدمہ سیاسی مخالفت یا پولیس کی ذاتی دشمنی یا پارٹی بازی کی انتقامی کاروائی معلوم ہو۔ پولیس کی طرف سے بے گناہ قرار دیئے جانے پر بھی ضمانت لے لی گی○ [1] وقوعہ دن کی روشنی میں ہوا۔ اور گواہ اور استغاثہ نے ملزم پر الزام لگایا ہو۔ ایسی صورت میں عدم وجود (Alibi) تسلیم نہ ہوگا۔ ضمانت منظور ہوئی○ [2] ایف آئی آر چار ماہ بعد جسکی وضاحت نہ کی گئی۔ جبکہ کوئی چشم دید گواہ نہ پایا گیا اور نہ ہی لاش برآمد ہوئی ضمانت قبل از گرفتاری منظور ہوئی○ [3] درخواست منسوخی ضمانت نامنظور کر دی گئی۔ کیونکہ عدالت قبل از گرفتاری ضمانت کنفرم کر چکی تھی۔ پولیس نے تفتیش کیلئے عمومی رویہ اختیار کرنے کی بجائے ملزم کو پھنسانے کیلئے غیر قانونی ہتھکنڈے استعمال کیے۔ لیکن عدالت نے ان اعتراض کو درست قرار نہ دیا اور ضمانت منسوخ کر دی○ [4] ملزم اس صورت قبل از گرفتاری ضمانت کا مستحق قرار پاتا ہے۔ جب پولیس کی بدنیتی واضح ہو۔ بصورت دیگر عدالت ملزم کی فوری گرفتاری کا حکم صادر کر سکتی ہے○ [5] پولیس نے بعد از تفتیش ملزم کو بے گناہ قرار دے دیا تو ضمانت قبل از گرفتاری منظور ہوئی○ [6] قبل از گرفتاری ضمانت اس بنیاد پر منظور ہوئی کہ کوئی چشم دید گواہ نہ ہے۔ چار پانچ ماہ کے گزرنے کے بعد ایف آئی آر درج ہوئی۔ لاش برآمد نہیں ہوئی۔ ایسی صورت میں جرم صرف 201 ت پ بنتا ہے جس کی سزا سات سال ہے لہذا (D)497 ض ف میں ضمانت منظور ہوئی○ [7] ملزم پر صرف تھپڑ مارنے کا الزام ہے پولیس کی بدنیتی شمار کی جاسکتی ہے قبل از گرفتاری منسوخ نہ ہوسکتی ہے کیونکہ یہ عمومی رویہ ہے کہ استغاثہ قاتل کے تمام خاندان کو FIR میں درج کرا دیتا ہے○ [8] قبل از گرفتاری ضمانت اگر چہ ملزم ایف آئی آر میں نامزد تھا متبادل بیان بابت FIR میں موجود ملزم کو بدنیتی سے نامزد کیا گیا۔ ضمانت منظور ہوئی○ [9] قبل از گرفتاری ضمانت کی درخواست میں پولیس کا ریکارڈ نہ لانا۔ عدالت کی توہین کا جواز ہے۔ اگر چہ ایسے مقدمات میں ضمانت نہ ہوسکتی تھی لیکن پولیس کے رویہ سے عدالت ضمانت پر مجبور بھی ہوسکتی ہے۔ نیز درخواست میں ملزم نے قرار دیا کہ ملزم کے مقتول پارٹی کے خلاف متبادل مخالفانہ مقدمات ہیں۔ اور اس مقدمہ کا اسے علم بھی نہ ہے۔ ضمانت منظور ہوئی○ [10]

---

[1] 1982Pcrlj867/165 [2] (PLD1986SC173 - SBLR2002Sind73) [3] (SBLR2002Sind799)
[4] (LRP200CR2537) [5] (NLR1996SCJ779 - PLJ1996SC795) (1980SCMR93)
[6] (1990SCMR307 [7] 1987Pcrlj1174 [8] (LRP2002CR225)NLR1984CR414-NLR1993CR362
[8] 2001Pcrlj626-PLD1989SC347 [9] (2001Pcrlj683) [10] 2001Pcrlj6941

marfat.com

Marfat.com

ایسے جرائم میں قبل از گرفتاری ضمانت جو مفروری کی بنیاف پر لی گئی تھی منسوخ کر دی گئی۔

ضمانت بعد از گرفتاری

دفعہ 497 ضابطہ فوجداری میں نا قابل ضمانت جرائم میں ضمانت بعد از گرفتاری کے متعلق وضاحت کی گئی ہے۔ چنانچہ اس پر عدالت عالیہ کے روشن فیصلے رہنمائی کیلئے یہاں درج کیے جار ہے ہیں۔

عدالت کا ذاتی اختیار: ضمانت قبل از گرفتاری میں گرفتاری کے فوری بعد ضمانت بعد از گرفتاری منظور ہوئی۔ عدالت عالیہ کے جج نے ڈسکہ کی عدالتوں کے معائنہ کے دوران اس معاملہ میں ملزمان کو از سر نو نوٹس کے ذریعہ طلب کیا۔ ضمانت کی سطح پر یہ فیصلہ کرنا کہ ملزم کسی غیر قانونی اسمبلی میں خالی ہاتھ تھے اور ان پر صرف للکارا کا الزام ہے۔ ضمانت منسوخ کر دی گئی[1] عدالت عالیہ میں از خود نوٹس زیر دفعہ (5)495 ضابطہ فوجداری بابت اختیار عدالت عالیہ کو چیلنج کرتے ہوئے کہا گیا کہ یہ نوٹس بغیر درخواست استغاثہ فریقین جاری نہیں ہو سکتا[2] لیکن اسکے برعکس ایسے ہی حالات میں عدالت نے ضمانت منسوخ فرمائی[3] حقیقت تو یہ ہے کہ ضمانت کے مقدمات میں یہ روایت ہے کہ کیس لاء کو تسلیم کرنا ضروری نہیں ہے۔ ضمانت قانونی بنیاد پر سماعت میں دیر کی وجہ سے لی گئی بلکہ ملزم ایک سال سے حراست میں تھا۔ اور مقدمہ کی سماعت کا ابھی امکان ہے[4] جب پولیس نے دوہرے قتل کے مقدمہ میں ایک ملزم خانہ نمبر 2 میں رکھا تو عدالت نے ضمانت لے لی جس سے کوئی زخم منسوب نہ تھا عدالت عالیہ نے سیشن جج کی اس ضمانت کو منسوخ کر کے ہر دو ملزمان کو برابر کا ذمہ دار قرار دیا[5] کسی مجاز عدالت کی طرف سے ضمانت کو بلاوجہ منسوخ نہیں کیا جا سکتا تاوقتیکہ فیصلہ غلط پہنچا ئی اور حقائق کے برعکس پایہ ثبوت کو نہ پہنچے[6] مقدمہ کے ابتداء ہی میں عدالت قتل کے مقدمات میں جبکہ ایف آئی آر دفعہ 302 تعزیرات پاکستان میں درج ہو عدالت ضمانت پر فیصلہ قبل از سماعت مقدمہ نہیں کر سکتی کہ جرم 302 تعزیرات پاکستان کی بجائے 308 تعزیرات پاکستان میں آتا ہے اور 497 میں ضمانت نہ لی جا سکتی ہے[7]

پولیس کارروائی: ضمانت میں اگرچہ عموماً پولیس رپورٹ پر ہی انحصار کیا جاتا ہے۔ لیکن انصاف کے تقاضے پورے کرنے کیلئے اس سطح پر بھی نہایت احتیاط سے پولیس ریکارڈ کو ہمراہ دفاعی ریکارڈ کا مطالعہ بھی ضروری ہوتا ہے[8] درخواست ضمانت کا فیصلہ کرتے ہوئے معاملات مثل پولیس، ملزم کے عذرات دوران تفتیش اور دیگر متعلقہ حالات و

1 2001Pcrlj295 ٢ 1994SCMR2161 ٣ 1999Pcrlj1218 ٤ 2001Pcrlj570 ۵ 2001Pcrlj1239
٦ NLR1994SD121 ٧ PLD1994SC885-2001Pcrlj935 ٨ (1994Pcrlj924/1020)
(1996SCMR795)(2002LRP(CR)181)(1993SCMR2288)(1992SCMR600)(1994SCMR1728)
(PLD1997SC259)(PLD1992SC287) (PLJ1994SC368)(1993SCMR208)(PLD1997Lah200)

marfat.com
Marfat.com

واقعات کا جائزہ لینا ضروری ہے ۵ ۱؎

اگر چہ ملزم موقع پر مسلح کلاشنکوف تھا اور موقع سے دس خالی خول بھی برآمد ہوئے۔ لیکن تمام خول ہمراہی ملزم کی کلاشنکوف سے فائر ہونے ثابت ہوئے۔ مختلف تفتیشوں میں چالان خانہ نمبر 2 میں ہوا۔ ضمانت (2)497 مزید تحقیق کے تقاضے پر منظور ہوئی۔ جبکہ ملزم کو دفعہ 109 میں ضمنی کے تحت شامل کیا گیا ۵ ۲؎

ملزم کے جسمانی ریمانڈ میں پولیس کے قبضہ میں ہونے کے باوجود دیگر ملزمان کی گرفتاری ممکن نہ ہوئی۔ ملزمہ نے اس دوران حاملہ ہونے کے باعث بچہ جنم دیا۔ جبکہ پہلے ہی اسکے پاس 1/2 2 سالہ بچہ تھا۔ پولیس کی دیگر ملزمان کی گرفتاری میں ناکامی کی بناء پر ملزمہ کو حوالات میں ایک سال سے زائد رکھنا مناسب نہیں ہے ضمانت ہوئی۔ لیکن بعد ازاں منسوخی ضمانت کی درخواست خارج کردی گئی کیونکہ عدالت نے قرار دیا کہ ایسا حکم واپس نہیں ہوسکتا ہے ۵ ۳؎

ایف آئی آر خاموش ہے۔ پولیس نے نام تتیمہ بیان میں داخل کئے۔ لہذا بدنیتی پولیس کی بنیاد پر ضمانت ہوئی ۵ ۴؎ مقتول یا گواہ کو ملزم نے خود قتل نہ کیا شک کی بنیاد پر ضمانت ہوئی ۵ ۵؎ غیر عدالتی اقبالی بیانات کے باوجود ایک گواہ کے بیان حلفی سے ملزم برضمانت رہا ہوا ۵ ۶؎ ایسے ملزمان جنہیں بعد از تفتیش شامل جرم کیا گیا۔ تفتیش کی بنیاد مفروضہ پر ہوسکتی ہے۔ لہذا ضمانت ہوئی ۵ ۷؎ پرچہ میں عدم نامزدگی صرف شبہ میں گرفتار کیا گیا تو ضمانت ہوئی ۵ ۸؎ قتل کے چالان میں خانہ نمبر 2 میں پولیس سے بے گناہ قرار دیئے گئے ملزمان کی ضمانت ہوئی ۵ ۹؎ ایف آئی آر اور ضمنیوں میں دوران تفتیش ملزمان کے نام تبدیل کردیئے۔ ریکارڈ میں مذکورہ ردوبدل کے سبب ضمانت ہوئی ۵ ۱۰؎ ابتدائی طور پر تین ملزمان کے خلاف پرچہ درج ہونے کے بعد تفتیش میں ملزمان کی تعداد میں اضافہ بدنیتی ثابت کرتا ہے۔ ضمانت منظور ہوئی ۵ ۱۱؎ پولیس انسپکٹر کی غیر قانونی فائرنگ پر کانسٹیبل اس لئے بطور شریک جرم پکڑے گئے کہ انہوں نے اپنے افسر کو غیر قانونی اقدام اور اختیار سے تجاوز کرنے سے کیوں نہ روکا۔ اگر چہ نیت مشترکہ قتل کی نہ تھی۔ ضمانت منظور ہوئی ۵ ۱۲؎ اور نہ ہی پولیس کے بے گناہ کہنے سے ملزم کو بے گناہ ٹھہرایا جاسکتا ہے ۵ ۱۳؎

۱؎ 1988Pcrlj54 ۲؎ 2001Pcrlj196 - 1992SCMR1857 - PLD1999LH/74 - PLD1972SC81
1999SCMR1320 1994SCMR2161 1996SCMR112 2001Pcrlj214 1993SCMR1728
۳؎ 2001Pcrlj262 ۴؎ 1994Pcrlj741 - 2002Pcrlj297 - 1994Pcrlj624 ۵؎ 1994Pcrlj371 1994Pcrlj1084
2000Pcrlj103 1989MLD60 2000Pcrlj488 1994Pcrlj2337 ۶؎ 1999Pcrlj727 - 1999Pcrlj140
۷؎ 1991Pcrlj1258 - 1991Pcrlj 197 ۸؎ 2000Pcrlj190 1993Pcrlj607 ۹؎ 1993Pcrlj1517 -
1993Pcrlj1825 1993Pcrlj2370 1993Pcrlj1825 1993Pcrlj1517 PLD1993Lah79 1993Pcrlj88
2002Pcrlj58 1989ALD26 (1995Pcrlj922 ۱۰؎ 1989Pcrlj1593-1989MLD2753 ۱۱؎ (1989MLD2805)
۱۲؎ 1995Pcrlj1136 ۱۳؎ PLD1994SC172 - 1994SCM1147

marfat.com

Marfat.com

اسی طرح خانہ نمبر 2 میں ملزم کا نام دینے سے بھی ضمانت کا جواز نہ بن سکتا ہے ٥۱ ضمانت میں اگرچہ پولیس رپورٹ پر ہی عموماً انحصار کیا جاتا ہے لیکن انصاف کے تقاضے پورے کرنے کیلئے اس سطح پر بھی عدالت اپنی ذاتی انکوائری اور ریکارڈ کے مطالعہ سے ضمانت لے سکتی ہے ٥۲ قتل جیسے مقدمات میں فوری ایف آئی آر درج ہو اور ملزمان کے خلاف الزامات کی پوری وضاحت موجود ہوں ملزمان لاٹھی سے مسلح ہوں۔ اور ملزم سے چوری کا سامان بھی برآمد ہونا ثابت ہو۔ اصل ملزم بندوق سے مسلح جسنے فوری مداخلت کے نتیجہ میں اصل خانہ پر فائر بھی کیا ہو۔ جب اسنے شریک ملزم کو پکڑا ہوا اور دشمنی بھی ثابت نہ ہو۔ تو دفعہ 497 ضابطہ فوجداری میں قابل ضمانت نہیں ہے ٥۳ پولیس کی اضافی ضمنی میں مدعی نے ملزمان کے نام درج کروائے جبکہ دشمنی نہ پائی گئی۔ یہ مقدمہ مداخلت بے جا بخانہ آباد کا ہے۔ دفعہ 164 ضابطہ فوجداری میں بیانات بھی ملزم کے خلاف ہیں۔ دفعہ 460 کی موجودگی میں ضمانت نہ لی گئی ٥۳

متضاد بیانات: ملزم کی عمر 70 سال اور دل کا مریض ہونے کے سبب جبکہ ملزم پر صرف سازش کا الزام تھا ضمانت ہوئی ٥۴ استغاثہ نے اپنے سابقہ بیانات سے انحراف کرتے ہوئے بیان دیا کہ ملزم کے خلاف شک کے ٹھوس دلائل موجود ہیں۔ چنانچہ نئی انکوائری میں ملزم پر جرم ثابت نہ ہوا ہے۔ ضمانت لی گئی ٥۵ تین گواہوں میں سے دو نے استغاثہ کی حمایت نہ کی۔ دفعہ 161 میں ریکارڈ شہادت اور دفعہ 164 کی شہادت میں واضح تضاد پر معاملہ مزید تفتیش کا متقاضی ہے۔ ضمانت منظور ہوئی ٥۶ وقوعہ کی متبادل کہانیاں قتل کو مشکوک بنا دیتی ہیں۔ مزید تحقیقات کی بنیاد پر ضمانت منظور ہوئی ٥۷ واردات ایک اور دو کہانیاں مزید تحقیقات کی محتاج ہیں۔ لہذا ضمانت منظور ہوئی ٥۸

سماعت میں تاخیر: مقدمہ کی سماعت میں دیری پر ملزم کو ضمانت کی رعایت مل سکتی ہے لیکن محض چھ یوم کی سماعت میں دیر وجہ ضمانت قرار نہ دی گئی ٥۹ قتل کے مقدمہ میں فیصلہ کی تاخیر بھی ضمانت کا سبب بنتی ہے جب ملزم کا نام ایف آئی آر میں درج نہ ہے ٥۱۰

---

۱ 2001Pcrlj24-1995SCMR1333

۲ 1994PCRLJ924/1020 1994SCMR1728- 1992SCMR600 - 1993SCMR2288 - 1996SCMR795 - PLD1997Lh200 - 1993SCMR208 - PLJ1994SC368 - PLD1992SC287 - PLD1997SC259 - LRP2002CR181

۳ (PLD2001CRC(Kar)815)

۴ 2001Pcrlj1406 - LRP2002CR302

۵ (1991SCMR111)(1989Pcrlj1126)(LRP2002(CR)377)

۶ (PLD1997SC347)(1986Pcrlj433)(1979SCMR137)(1979SCMR30)(1998SCMR474)(SBLR2002Sind1233)(1999MLD1259)(1993Pcrjl88)(1987Pcrjl1338)(1984Pcrjl2495)

۷ (PLJ2001CR1124)(PLJ2001CR1184)

۸ 1990Pcrlj529 PLJ1999CRC1 NLR1999SD33

۹ 1992Pcrlj2399 -PLJ1999SC49

۱۰ 2001Pcrlj96 PLJ1991CR205

marfat.com

Marfat.com

دوہرے قتل میں ملزم دو سال سے زائد عرصہ سے گرفتار مقدمہ کی سماعت میں تاخیر کے سبب ضمانت ہوئی ہے۱۔ تین سال تک فرد جرم نہ لگی۔ مقدمہ میں تاخیر کے سبب ضمانت ہوئی ہے۲۔ دو سال میں صرف تین شہادتیں قلمبند ہوئیں جبکہ عدالت میں 60 پیشیاں ہوئیں۔ مقدمہ میں تاخیر پر ضمانت منظور ہوئی ہے۳۔ ملزم کی تین پیشیاں بدلوانے میں 45 دن خرچ ہوئے مگر زائد از دو سال تک فیصلہ نہ ہوا ضمانت منظور ہوئی ہے۴۔

پرچہ کے اندراج میں تاخیر: ایف آئی آر وقوعہ سے چار یا پانچ ماہ بعد درج ہوئی۔ دیری کی وجہ بیان نہ کی گئی۔ وقوعہ کا چشم دیدہ گواہ بھی نہ ہے۔ اور لاش بھی برآمد نہ ہوتی ہے۔ تو ضمانت منظور کی گئی ہے۵۔ ایف آئی آر کے اندراج میں چودہ دن کی تاخیر ہے۔ لیکن وجہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ 26 ماہ تک ملزم فرار رہا۔ ضمانت منظور نہ ہوئی ہے۶۔ پرچہ دو دن تاخیر سے۔ سات بچوں کی ماں پر غیر عدالتی اقبال جرم کی شہادت تھی۔ تاخیر کے باعث ضمانت لی گئی۔ عدالت میں اقبال جرم کرنے والی ملزمہ کو محض اسکے دودھ پیتے بچوں کی وجہ سے ضمانت ہوئی ہے۷۔ اگرچہ FIR تاخیر سے درج ہوئی جبکہ تاخیر کی وضاحت بھی نہ تھی۔ نیز ملزم عورت ہے۔ اسطرح ضمانت کیلئے (1)497 ضابطہ فوجداری میں معاملہ میں فال کرتا ہے ہے۸۔ ایف آئی آر کا دیر سے درج ہونا بھی مقدمہ پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اور استغاثہ مشکوک ہو جاتا ہے۔ عموماً لواطت، زنا، اور اغواء کے مقدمات میں خاندانی مجبوری مقدمہ درج کروانے میں حائل رہتی ہے۔ اور ایسی صورت میں یہ تساہل اور تاخیر نظر انداز کی جاسکتی ہے۔ اگر دیگر شہادات اس امر میں متناسب اور سزا دینے کے قابل ہوں ہے۹۔

متبادل مقدمات: وقوعہ کی دونوں پارٹیاں زخمی تھیں اور دونوں نے متبادل مقدمات دائر کئے مخالف پارٹی کی ضمانت پر رہا جرم ممنوعہ کلاز میں نہ آتا ہے۔ برابری کی بنیاد پر ضمانت ہوئی ہے۱۰۔ بالمقابل مقدمات درج کروائے گئے۔ دونوں پارٹیاں چالان ہوئیں لیکن ملزم کی ٹانگیں ٹوٹیں ہونے کے سبب ضمانت منظور ہوئی ہے۱۱۔

ملزم کی طرف سے قتل کے مقدمہ میں متبادل پرچہ درج ہے۔ ملزم موقع پر موجود ہے مگر خالی ہاتھ ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ اسکے خلاف ایسے مقدمہ میں سزا نہ تو موت ہے اور نہ ہی عمر قید وغیرہ۔ ضمانت ہوئی ہے۱۲۔

اقرار: ماورائے عدالت اقرار بطور قانونی شہادت قابل تسلیم نہ ہے ملزم نے بیان حلفی میں کہا ہے کہ وقوعہ کے ساتھ اسکا کوئی تعلق نہ ہے پولیس نے بھی بے گناہ قرار دیا تو مزید تحقیق کا معاملہ ہونے کے سبب ضمانت ہوئے ہے۱۳۔ ایک ملزم کے محض اقرار کی بنیاد پر جبکہ اس کا نام ایف آئی آر میں درج نہ ہو کسی قسم کی برآمدگی بھی ثابت نہ ہے تو ضمانت ہوئی ہے۱۴۔

---

۱ 2000Pcrlj541- 2001Pcrlj874 ۲ PLJ1999CRC740/741 ۳ PLJ1999CR741 ۴ 1999Pcrlj1879

۵ SBLR2002Sind791 ۶ PLJ1996CRCKAN1154-1995SCMR1765 ۷ 1992Pcrlj542- 1989Pcrlj1865

۸ 2001Prclj619 1995SCMR1365 - PLD2001SC107 ۹ 2001Prclj619 ۱۰ 2001Pcrlj216 ۱۱ 994Pcrlj997

۱۲ 2001Pcrlj911-1996SCMR1845 ۱۳ (PLJ1996CR1462) ۱۴ (PLJ1996CR417)

marfat.com

Marfat.com

معصوم جانوں کا قتل بھیانک جرم ہے۔ جو شریک مجرم کے اقرار سے بھی ثابت ہے چالان مکمل ہے ضمانت اسلیے منظور نہ ہوئی کہ دفعہ۔ 265/C کی کاروائی مکمل ہے۔[۱] کسی شریک جرم کا اقرار کسی دیگر ملزم کی سزا کیلیے مناسب تصور نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا ضمانت منظور ہوئی۔ قتل کے وقوعہ کی اکلوتی شہادت کے بیان حلفی کی بنیاد پر ضمانت منظور ہوئی۔[۲]

شہادت: قتل کا پرچہ درج ہونے میں تاخیر اور ملزم کے خلاف چشم دید گواہ موجود نہ ہوں تو ضمانت لی جا سکتی ہے۔[۳] ماں اور بہن کے قتل پر گواہوں کے بیانات حلفی کی بنیاد پر ضمانت ہو گئی۔[۴] بیان حلفی دینے والے گواہان کے مکر جانے کے باوجود ضمانت منسوخ نہ کی گئی۔[۵] پنچایت نے ملزم کو بے گناہ قرار دیا تو عدالت نے ضمانت پر رہا کر دیا۔[۶] چشم دید گواہان اور واقعاتی شہادات میں تضاد کی بنیاد پر ضمانت ہوئی۔[۷] دفعہ 164 کے بیانات میں کسی قانونی سقم یا غیر تسلسل شہادت کی موجودگی ضمانت کے موقع پر کوئی اثر نہیں چھوڑتی۔[۸] ملزم پر الزام ہے کہ اسنے گھر کے اندر پتھر پھینکے جو کسی دیگر تائیدی شہادت سے تصدیق نہ ہوئے ضمانت منظور ہوئی۔[۹] ملزم پر الزام کہ اس نے دیگر مسلح افراد کے ساتھ مل کر وقوعہ کے بعد دیگر ملزمان کو موقع سے فرار میں مدد کیلیے کلاشنکوف کا استعمال کیا۔ موقع سے برآمد 15 خول بھی ملزم کے فعل کی گواہی دیتے ہیں وقوعہ میں تمام ملزمان کی موجودگی باقاعدہ منصوبے کا حصہ تھے۔ ضمانت نامنظور ہوئی۔[۱۰] ان دیکھا وقوعہ مافوق الفطرت لگتا ہو اور ملزم وقوعہ سے کسی چشم دید گواہ کے حوالے منسلک نہ پایا گیا ہے ضمانت ہوئی۔[۱۱] چشم دید گواہ ہی ملزمان ثابت ہوئے ایسے مقدمات میں بوجہ کراہت اور جھوٹی گواہی عورت کی ضمانت بھی نہ لی گئی۔[۱۲] چشم دید گواہ کی عدم موجودگی میں عورت ملزمہ کی ضمانت ہوئی۔[۱۳] چشم دید گواہان کے بیان حلفی پر ملزمان بر ضمانت رہا ہوئے۔[۱۴] اقبال جرم کی شہادت کے باوجود ضمانت کیونکہ وہ ماورائے عدالتی تھی اور قتل کا کوئی چشم دید نہ تھا۔[۱۵] گواہوں نے عدالت میں بیان کے باوجود پولیس کے روبرو بیانات میں قتل نادیدہ کہا گیا ضمانت ہوئی۔[۱۶] مدعی اور چشم دید گواہان کے ملزم کے حق میں بیانات پر ضمانت منظور ہوئی۔[۱۷] باوجودیکہ قتل احاطہ عدالت میں ہوا لیکن عدالت عالیہ نے چشم دید گواہان کے بیان حلفی پر ضمانت لے لی۔[۱۸]

---

۱ 1989SCMR2063 PLD1989SC585, PLJ1996CR1466 ۲ - 1988Pcrlj707 - 1998Pcrlj751

1991SCMR111 - 1979SCMR137 ۳ NLR1981CR444-1988Pcrlj30 ۴ 1986Pcrlj785

۵ 1987Pcrlj221 ۶ 1987Pcrlj1170 ۷ crlj1203 ۱۰۰ ۸ (SBLR2002Sind746)

۹ 1996SCMR1125 1988Pcrlj304 2001Pcrlj185 ۱۰ 2001Pcrlj359 ۱۱ (PLJ1996CR1687)

۱۲ (2001Pcrlj1582) ۱۳ (1989ALD72) ۱۴ 1991SCMR111 NLR1996CR657-1989Pcrlj29 -

NLR1996CRC258 1996SCMR555 ۱۵ 1997SCMR1279 ۱۶ (2002MLD48 1999Pcrlj379

(1989MLD4613 ۱۷ 1989Pcrlj1852302 1989MLD4401 ۱۸ 1983SCMR1165

marfat.com

Marfat.com

محض زبانی شہادات اور میڈیکل رپورٹ میں تضاد کی بنیاد پر ضمانت نہ لی جا سکتی ہے۔ ۱ے

برآمدگی / ریکوری: موقع پر ملزم کا موجود ہونا پایا گیا اگرچہ کسی ہتھیار کی برآمدگی ثابت نہ ہے چنانچہ ہتھیار کی عدم برآمدگی کے باوجود موقع پر موجودگی کی شہادت کی وجہ سے سزا میں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ضمانت نہ ہوئی۔ ۲ے ایسے معاملات میں جبکہ مقتول کو زخم لگانے کا الزام برآمدگی ہتھیار اور پولیس کی تفتیش میں ملزم ثابت کرے تو منظور ضمانت بھی منسوخ کی جا سکتی ہے۔ ۳ے ایف آئی آر کے اندراج کے بعد ضمنی بیان کا معاملہ مقدمہ کی سماعت کے وقت پر اٹھا رکھا جائے گا۔ چنانچہ جب کوئی برآمدگی نہ ہے۔ تو ضمانت ہوگی ۔ ۴ے مغویہ کی برآمدگی کے بعد ابھی مغویہ کی مزید تفتیش اور بیان بقایا ہے چنانچہ ملزم کو ضمانت پر رہا نہ کیا گیا۔ ۵ے دن دیہاڑے کا وقوعہ ملزم کا نام FIR میں درج۔ پستول برآمد چالان مکمل ضمانت منظور نہ ہوئی۔ ۶ے اغواء اور قتل میں عموماً ضمانت نہیں ہوتی اور ایسی صورت میں جبکہ ملزم بڑا ملزم ہو اور بچہ آخری مرتبہ اسی ملزم کے ساتھ دیکھا گیا ہے اور چپل وغیرہ بھی برآمد ہوئی ہے۔ تو ایسے جرم میں ضمانت نامنظور۔ ۷ے

اصول برابری: جب ملزمان کا وقوعہ میں حصہ اور کردار دوسرے شریک ملزمان سے مطابقت رکھتا ہو۔ جو کہ پہلے ہی ضمانت پر رہا ہوں۔ تو شریک جرم کی برابری کی بنیاد پر ملزمان کی ضمانت لی گئی۔ ۸ے قتل کے مقدمہ میں ہائی کورٹ نے عورت کی ضمانت منسوخ کر دی سپریم کورٹ نے عورت کے ساتھ اسکے ساتھی ملزم کی بھی ضمانت منظور کر لی۔ ۹ے ملزمان میں سے ہر ایک پر للکارے کا الزام تھا۔ ایک ملزم کی ضمانت ہونے کی وجہ سے دوسرے کی ضمانت برابری کی بنیاد پر منظور ہوئی۔ ۱۰ے مزید جب ایک جیسے حالات پر دوسرے ساتھی کی ضمانت پر رہا ہوا تو ملزم کی ضمانت بھی برابری کی بنیاد پر لے لی گئی۔ ۱۱ے ملزم سے کوئی زخم منسوب نہ ہے۔ شریک ملزم جو ضمانت پر ہے سے الزام مختلف نہ ہے۔ ایسی صورت مزید تفتیش کا تقاضا کرتی ہے۔ اور برابری کے اصول پر ضمانت کی گئی۔ ۱۲ے ایف آئی آر میں نام کا عدم اندراج ہونے کے باوجود آئندہ پولیس نے اپنی تفتیش کے دوران ضمنیوں میں واضح کیا کہ مدعی کا بیان فوری تحریر ہوا ہو۔ چشم دید گواہان کے بیانات بھی مطابقت رکھتے ہوں۔ لہذا اصول مطابقت اور برابری ثابت نہ ہوتا ہے۔ ملزمان رات کے غیر مانوس وقت میں ہم سازش اور باہمی مشورے سے داخل ہوئے۔ اور بیوی کی عزت مقتول کو قتل اور مدعی کو زخمی کرنے کا سبب بنے ایسی صورت میں ضمانت نہ ہو سکتی ہے۔ ۱۳ے قتل کے معاملات میں اصول یہ ہے کہ عموماً ضمانت نہیں لی جاتی لیکن اگر دیگر ملزم کے ساتھ مقدمہ کے واقعات کی مطابقت ہو تو برابری کی بنیاد پر ضمانت لی گئی۔ ۱۴ے

۱ے 1982SCMR208 ۲ے 2001Pcrlj134) ۳ے 2001Pcrlj5711 ۴ے (PLJ1996CR1092) ۵ے (PLJ1996CR1184)

۶ے 2001Pcrlj38 ۷ے 2000SCMR1945 ۸ے 2001Pcrlj1073-PLD1987SCAJ90 ۹ے 1997SCMR1836

۱۰ے (1995Pcrlj1019) ۱۱ے 1999SCMR1360 ۱۲ے 2001Pcrlj865-(1996Pcrlj1422)-1986SCMR1380

۱۳ے 1997Pcrlj463-(2001Pcrlj926)-PLJ1980SC95 ۱۴ے (2001Pcrlj1420)

marfat.com
Marfat.com

صلح / معافی: بیوی نے مرنے سے پہلے قاتل خاوند کو معاف کر دیا تو قبل از گرفتاری ضمانت منظور ہوئی۔[۱] فریقین کے درمیان صلح ہونے پر اقدام قتل کے مقدمہ میں ضمانت منظور ہوئی۔[۲] مصالحت اور معافی پر سزائے موت ساقط ہوئی۔ اور ضمانت لی گئی۔[۳] مقتول کی بہن کی طرف سے صلح کے نتیجہ میں قصاص ساقط ہوا اور قرار دیا گیا کہ اس جواز پر ملزم کی ضمانت نامنظور نہیں کی جاسکتی کہ دیگر ورثاء نے صلح نہیں کی۔[۴]

شبہ کا فائدہ: اگر مہلک ہتھیار سے قتل نہ کیا ہو، تو شبہ العمد میں قاتل کی ضمانت ہوئی۔[۵] گواہان کے بیان حلفی میں ملزم پر الزام غلط قرار دیا گیا۔[۶] ضمانت میں بھی شبہ کا فائدہ ملزم کو دیا گیا۔[۷] ضرب شدید کسی ملزم سے منسوب نہ تھی۔ شبہ کی بنیاد پر ضمانت منظور ہوئی۔[۸] وقوعہ اندھا اور جرم بلا شہادت ہے لیکن ماورائے عدالت اقبال بیان کے باوجود پر جب ملزم کا نام FIR میں بعد میں درج ہوا ہو تو شک کا سبب بنتا ہے۔ لہذا ضمانت ہوئی۔[۹] رات کا وقوعہ اور ملزم کو کلہاڑیوں سے مسلح دیکھنے کی شہادت کے باوجود جب مقتول کی موت کا سبب فائر آرم ثابت ہوا۔ اور ملزم کا نام بھی ایف آئی آر میں نامزد ہے۔ تو دفعہ 34 تعزیرات پاکستان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ تو ضمانت نامنظور کی گئی۔[۱۰] کسی قتل میں کئی قاتلوں کی فائرنگ کے قیاس میں مقتول کو کس کی گولی لگی کے مفروضہ پر ضمانت کا فائدہ حاصل نہ ہوگا۔[۱۱] محض شک کی بنیاد پر مقتول کو نہ مارنے والے ملزمان کی ضمانت نہ ہوگی۔[۱۲] پولیس کا شک کی بنیاد پر گرفتاری اور فرضی شہادت کی بنیاد پر گرفتاری کیلئے جبکہ ایف آئی آر میں نام درج نہیں تھا۔ لہذا ضمانت ہوئی۔[۱۳] مقتول کو نہ مارا بلکہ گواہان کو مارا شک کی بنیاد پر ضمانت ہوئی۔[۱۴] جب وقوعہ روز روشن ہو۔ سابقہ دشمنی بھی ثابت نہ ہو۔ اور ہتھیار بھی برآمد ہوں اور شناخت میں شک وشبہ نہ ہو۔ ایف آئی آر فوری ہو۔ تو محض غیر موثر فائرنگ کی بیاد پر ضمانت نہیں لی جاسکتی ہے۔[۱۵]

عدم موجودگی: ملزمان موقع پر موجود نہ تھے۔ الزام صرف سازش کا ہے۔ 8 ماہ سے زیر حراست ہیں اور مزید تفتیش کیلئے بھی درکار نہ ہیں۔ مزید تفتیش کے زمرے میں ضمانت ہوئی۔[۱۶]

جب الزام ہو کہ تمام ملزمان نے کلاشنکوف سے فائر کیے اور دو افراد زخمی ہوئے۔ اگر ملزمان کی موجودگی کو مان لیا جائے۔ تو تمام ملزمان زخموں کیلئے اجتماعی طور پر ذمہ دار ہونگے لیکن فوری درج ایف آئی آر میں معمولی سے معمولی تفصیلات کا درج

---

۱ 1978Pcrlj177 ۲ 1982Pcrlj790 ۳ 1988SCMR148 ۴ (1997Pcrlj561 - 1998Pcrlj271) ۵ 1980Pcrlj653
۶ 1982Pcrlj1050 ۷ 1982Pcrlj57-290-1105 ۸ 1987Pcrlj483 ۹ 1999MLD979 1997SCMR1279
1998Pcrlj1311 (1992Pcrlj2578)(2001Pcrlj710) 1996Pcrlj283 1995SCMR932 ۱۰ (PLJ1996CR532)
۱۱ 1999Pcrlj09 (PLD1994SC65) ۱۲ 1993Pcrlj212 (1998Pcrlj633)6 ۱۳ (1993Pcrlj437)
۱۴ 1989Pcrlj843 1989Pcrlj690 1989MLD644- (1909ALD506) -1989Pcrlj693 -1989Pcrlj2458
۱۵ (PLD1996CRC(Lh)850)(1985SCMR195)(PLD1990SC83) ۱۶ (PLJ1996CRC1612)

marfat.com
Marfat.com

ہونا ضروری نہیں۔ کیا یہ ماننے کیلئے کافی ہوگا کہ مدعی زخمی حالت میں ایسی رپورٹ درج کروانے کے قابل تھا۔ ضمانت منظور ہوئی۔ ۱ ملزم معلوم ہونے کے باوجود اگر قانون سے فرار رہے اور بعد ازاں ضمانت کیلئے پیش ہو کر وقوعہ سے غیر حاضری (alibi) کا حوالہ دے کر ضمانت کروانا چاہے۔ جبکہ پولیس نے بارہا بلوانے کی کوشش کی ہو۔ ضمانت نامنظور ہوئی۔ ۲ عدم موجودگی کا جواز مقدمہ کی ابتداء میں ضمانت کیلئے کوئی اہم جواز نہ ہے۔ کیونکہ عدم موجودگی کی سچائی اور یقینی صورت حال کا جائزہ سماعت کے دوران کیا جا سکتا ہے۔ ۳ دوہرے قتل میں تین ماہ بعد کسی ملزم کا عدم موجودگی (ALibi) کا جواز ضمانت کیلئے قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ ۴

عمر: ملزم اگر ۱۶ سال سے کم یا عورت ہو تو قتل کے مقدمہ میں ضمانت ہوئی۔ ۵ بڑھاپے یا شدید بیماری کے باعث ضمانت ہوئی۔ ۶ بوڑھے ملزمان کی عمریں 75 سال تھیں۔ چنانچہ عمر رسیدگی کی بنیاد پر ضمانتیں لی گئیں۔ ۷ 75 سالہ بوڑھے کو بھی جسمانی کمزور تصور نہ کرتے ہوئے ضمانت نہ لی گئی۔ ۸ وہ افراد جو عورتیں ہوں سولہ سال سے کم نابالغ یا مجبور اور بیمار ہوں۔ تو ضمانت کی اہلیت رکھتے ہیں۔ ۹ عمر کا تعین شہادت کا ریکارڈ پر آنے کے بعد ہو سکتا ہے۔ ۱۰ وہ لوگ جو قتل کے مقدمات میں قانون کے مطابق نابالغ تصور ہوں۔ وہ دفعہ 308 تعزیرات پاکستان کی رو سے ضمانت کے مستحق ہونگے کیونکہ مقدمہ مزید تفتیش کا ہوگا۔ ۱۱ عمومی حالات میں بڑھاپا بھی ضمانت کی وجہ بن جاتا ہے۔ ۱۲ قتل کے مقدمات میں بھی کم عمری ضمانت کی وجہ بنتی ہے لیکن یہ ضروری قرار نہ دیا گیا۔ جب سنگینی قسم کی نوعیت جرم پائی جائے۔ ۱۳ محض عمر رسیدگی وجہ ضمانت نہ بن سکتی ہے۔ جبکہ بیماری لاعلاج کا ثبوت موجود نہ ہو۔ ۱۴ ملزم کی کمسنی کا ثبوت سکول سرٹیفکیٹ پیش کیا گیا۔ کمسنی کی بنیاد پر ضمانت ہوئی۔ ۱۵ 16 سال سے کم کی بنیاد پر ایک ملزم کی ضمانت ہوئی مزید کاروائی کی بنیاد پر ضمانت قبول کی گئی۔ ۱۶

شناخت: قانون میں کسی بھی جرم میں مجرم کی نشاندھی کیلئے مختلف مجرموں کو جنکی عمریں، قد اور شکل میں مشابہت پائی جا سکے مدعی کی شناخت کیلئے پیش کر کے تفتیش کے مراحل سے گزارا جاتا ہے۔ اور ملزم کی گرفتاری میں بطور مددگار شہادت

---

۱ (SBLR2002Sind522)(1994Pcrlj541)(1994Pcrlj361)(PLJ1999SC727)(1988Pcrjl1783)
(PLJ1998-CRC802)(1992Pcrlj9)(1996SCMR1125)(1996SCMR1693)(1998SCMR626) ۲ 999SCMR1360-
1976SCMR182-1986Pcrlj117-2001Pcrlj1579 PLD1988SC413-1968SCMR795 ۳ (2001Pcrlj372)
۴ (1997Pcrlj881 - 1997SCMR1829 - 1990Pcrlj1186 - PLD1993Lh500 - 1981SCMR860 - 1975SCMR219)
۵ 1976SCMR7109 ۶ NLR1982CR223 ۷ (1992Pcrlj1549) (MLD20011454) ۸ (1989Pcrlj193)
۹ (PLJ2001CR1046) ۱۰ (1997Law Note1044) ۱۱ (2001Pcrlj546) ۱۲ 1983Pcrlj781 1991Pcrlj1317)
1988Pcrlj276/2275 1992Pcrlj1549 1989MLD4981)(1983Pcrlj745/1700-1984Pcrlj424 1986MLD2616
۱۳ (1987MLD1516 1989Pcrlj690 1981Pcrlj803- NLR1981SL988 - 1978Pcrlj539/725/734-1977Pcrlj393 ۱۴
۱۴ (2001Pcrlj972)-1997SCMR52/27 ۱۵ 2001Pcrlj200 ۱۶ (PLJ1996CRC(Lh)61)

marfat.com
Marfat.com

اہمیت رکھتی ہے۔ شناخت پریڈ گیارہ دن بعد کروائی گئی جس کی وجہ سے اسکی شہادتی حیثیت کمزور ہوگئی جبکہ ملزم کے خلاف کوئی برآمدگی وغیرہ نہ پائی گئی ضمانت لے لی گئی۔[1] کسی ملزم کو محض شناخت پریڈ کے بہانے قید و بند میں رکھنا سزا کے مترادف ہوگا ضمانت منظور ہوئی۔[2] جب وقوعہ روز روشن ہو۔ سابقہ دشمنی بھی ثابت نہ ہو۔ اور ہتھیار بھی برآمد ہوں اور شناخت میں شک و شبہ نہ ہو۔ ایف آئی آر فوری ہو۔ تو محض غیر موثر فائرنگ کی بنیاد پر ضمانت نہیں لی جاسکتی ہے۔[3]

دیت کی ادائیگی: ایک عورت کا قتل اور دوسری عورت پر قاتلانہ حملہ۔ دفعہ (324)(302) تعزیرات پاکستان کے تحت یہ قتل سازشانہ نہ تھا۔ اندھیرے کی شناخت مشکوک تھی۔ گواہان کا موقع پر موجود پایا جانا مشکوک ہے۔ وجہ عناد بھی تسلیم نہ کی گئی۔ ایسے ملزم کو دیت کے بدلے ضمانت پر رہا کیا گیا اور دیت کی اقساط کر دی گئیں۔ نیز وقوعہ کے وقت ملزم کمسن تھا۔[4] پانی میں کرنٹ چھوڑنے کے سبب قتل دفعہ 322 تعزیرات پاکستان میں جسکی سزا میں صرف دیت مل سکتی ہے لہذا ضمانت منظور ہوئی۔[5]

مفرور: عدالت سے مفروریت کی مناسب وضاحت نہ دینے کی بنیاد پر عدالت ضمانت کی اجازت نہیں دیتی۔[6] اگرچہ ایف آئی آر میں ملزم پر الزام یہ تھا کہ مقتول آخری مرتبہ اسکے ساتھ پایا گیا لیکن 3 ماہ کی مفروریت ملزم پر شک کو تقویت دیتی ہے ضمانت نامنظور۔[7] کسی ملزم کے مفرور ٹھہرائے جانے کو ضمانت کی نامنظوری کی وجہ نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔[8] پولیس سے مفرور کو قانون سے مفرور شمار کیا جاتا ہے۔ لہذا ملزم کی ضمانت نہ ہوگی۔[9] لیکن ضمانت کے بعد اگر مفرور ہو جائے تو ضامن کے تاوان میں نرمی کی گئی۔ تین سال کی مفروری کے باوجود مگر ضربات خفیف کا الزام ضمانت لی گئی۔[10] کسی کی مفروری کو شہادت میں دوسرے ملزم کو متاثر نہ کرے گی۔ بعض اوقات ملزم پولیس کے تشدد اور ڈر سے روپوش ہو سکتا ہے۔ ضمانت ہو سکتی ہے۔[11] مفرور چھ ماہ بعد پکڑا گیا۔ ایسی صورت میں سپریم کورٹ کی ہدایات کے مطابق عدالت عالیہ اپنی دانست کا استعمال نہیں کر سکتی۔[12]

عدالت نے قرار دیا کہ اس شخص کی معزوری سے دیگر ملزمان کو تکلیف اٹھانا پڑی۔ نیز ملزم نے خود بخود کو حوالہ پولیس نہ

---

۱ 2001Pcrlj410 - 1998Pcrlj45 - 1987Pcrlj2423 - 1999MLD3253 - 1994Pcrlj508 ۲ NLR1994SD359-

۳ PLJ1993SC338 ۴ (PLD1996CRC(Lh)850)(1985SCMR195)(PLD1990SC83) ۵ LRP2002CR286

۶ 1992Pcrlj 1374 ۷ (2001Pcrlj366) ۸ (1984MLD1411) 1994Pcrlj1335/1336 1977Pcrlj540

-1974Pcrlj487-(1990SCMR315) (PLD1985SC402) -1998scmr190/191- PLD1985sc402

۹ (PLJ1996CRC1187) ۱۰ 2000Pcrlj60-1989pcart2026 ۱۱ LPR2001August- PLD1992PESH125-

PLD2001Lah305 1990SCMR1300 -1980MLD2733 ۱۲ (PLJ1996CRC(Lah)91)

۱۳ (PLJ1996CRC(Lh)431)(PCD1976SC283)(1992SCMR1983)(1994SCMR999)

marfat.com

Marfat.com

کیا۔ لہذا وہ کسی رعایت یا ضمانت کا مستحق نہ ہے۔

حراستی معیاد: دو سال سے زائد زیر حراست کی بنیاد پر ضمانت لی گئی۔ قتل جس انداز سے دو افراد کا کیا گیا اس سے ملزم کو سخت اور خطرناک ملزم قرار دیا گیا۔ چنانچہ (1)497 میں لفظ کریمنل استعمال ہوا ہے۔ لہذا قانونی معیاد ضمانت کی رعایت پر ضمانت پر رہا کیا گیا[۱]۔ مفرور عموماً ضمانت کیلئے غیر مستحق نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ نیز ملزم دو سال سے جیل میں زیر حراست ہے۔ اسی طرح مقدمہ کی سماعت میں التواء کو بھی ملزم کو قصوروار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ چنانچہ قانونی التوا اور معیاد برائے حراست کی بنیاد پر ضمانت منظور ہوئی[۲]۔ کوئی بھی ملزم محض اسلئے ضمانت کے حق سے محروم نہیں رکھا جا سکتا کہ عدالت نے شہادات مکمل نہیں کیں اور سابقہ عدم سزا یافتہ یا عدم ریکارڈ ہونے اور قانونی معیاد حراست زیر دفعہ iii۔ 497 ضابطہ فوجداری کے بنیاد پر ضمانت پر رہا ہونے سے نہیں روکا جا سکتا[۳]۔ مقتول کے زخموں کی حد تک ملزم بے گناہ ہے۔ محض لاٹھی کا وار جس سے موت واقع نہ ہوئی ایک سال سے زائد حراست میں اور مقدمہ نہ چلا ہے جلد فیصلہ ہونے کی توقع نہ ہے۔ ضمانت لی گئی[۴]۔ ایف آئی آر خاموش ہے کہ ملزم مقتول کے ساتھ دیکھا گیا۔ مگر دیگر تائیدی شہادات میں موجود نہ ہیں۔ ملزم ساڑھے تین ماہ سے جیل میں ہے ضمانت ہوئی[۵]۔ قانونی وقت پورا ہو چکا ہے ایک سال سے زائد جیل میں ملزم رہ چکا ہے سابقہ سزا یافتہ نہ ہے ضمانت منظور ہوئی[۶]۔ ملزم خالی ہاتھ بیان ہوا۔ صرف للکار کا الزام تھا جو کہ وقوعہ کے بعد موقع پر اکٹھے لوگوں کو للکارا۔ 9 ماہ سے حوالات میں بند ہونے کے سبب مزید تفتیش کا مقدمہ (2)497 ضابطہ فوجداری میں ضمانت منظور ہوئی[۷]۔ ملزم ساڑھے تین سال سے زیر حراست ہونے کی وجہ سے دفعہ (1)497 ضابطہ فوجداری کی تیسری رعایت کے مطابق ضمانت کے حق دار ہو جاتا ہے لیکن ملزم کے معاملے کو چوتھی رعایت میں دیکھا جائے گا[۸]۔ ملزمان 18 ماہ سے زیر حراست۔ جبکہ ایف آئی آر میں نامزد نہ ہے۔ بلکہ ضمنی بیان میں ملوث کیا گیا۔ ضمانت منظور ہوئی[۹]۔

متفرق رپورٹس: بڑھاپے یا شدید بیماری کے باعث ضمانت ہوئی[۱۰]۔ جرم نادیدہ اور ایف آئی آر کے اندراج میں دو ماہ کی دیری کے علاوہ کیمیکل رپورٹ پانچ یوم کی دیری سے ملی اگر وجہ قتل زہر بھی تصور کی جائے تو اسکی بھی وضاحت نہ ہونے کی وجہ سے شک کی بنیاد پر ضمانت ہوئی[۱۱]۔

---

۱ 2001Pcrlj874 ۲ PLD1985SC182-PLD1985SC402-2001Pcrlj124-1998Pcrlj2066 ۳ (PLJ1996CRC34)

۴ (1992Pcrlj1841)-(1986Pcrlj782(2)) ۵ PLJ1996CRH500 ۶ (PLJ1996CR1996) ۷ (PLJ1996CRLH784)

۸ 2001Pcrlj29 1996Pcrlj1876 1995SCMR343 ۸ 1999SCMR131-1-1997SCMR412-2000SCMR501

2001Pcrlj904) PLD1990SC934 (PLD1995SC49) 1998SCMR228- PLD1972SC81-1997SCMR361

۹ PLJ2002CR(LH)11 ۱۰ NLR1982CR223 ۱۱ (2001Pcrlj1831-1996Pcrlj283-1986Pcrlj1103-1986SCMR)

marfat.com
Marfat.com

جب الزام گولیاں مارنے کا ڈاکٹری شہادت سے تصدیق نہ ہوا تو ضمانت منظور کی گئی۔ ۱ نقشہ موقع اور ڈاکٹری شہادت میں اختلاف برائے زخم تھا۔ جلسے ہوئے زخم مگر نقشہ موقع میں فاصلہ چھ قدم ظاہر ہوا ضمانت منظور ہوئی۔ ۲ موت تشدد یا اتفاقیہ تھی۔ کے سوال پر ڈاکٹری رپورٹ بھی واضح نہ تھی۔ تو ضمانت منظور ہوئی۔ ۳ پوسٹمارٹم کرانے میں دیر پر قیاس کیا جا سکتا لیکن ابتدائی تفتیش میں ملزمان کی نامزدگی کیلئے دیر کے نتیجہ میں مقدمہ مشکوک ہو گیا ضمانت ہوئی۔ ۴ جب ڈاکٹری شہادت واضح نہ ہو کہ قتل اتفاقیہ موت ہے یا تشدد کا نتیجہ تو ضمانت منظور ہوئی۔ جب حادثہ اور قتل میں فرق سامنے نہ آ رہا ہو تو اتفاقیہ گواہوں کی بنیاد پر شک میں ضمانت ہوئی۔ ۵ حالانکہ ایف آئی آر کی فوری اندراج کے ساتھ ساتھ میڈیکل شہادت اور واقعاتی شہادت کے ہمراہ ملزم پر جرم ثابت ہے۔ لیکن ایسے معاملات کو بوقت شہادت دیکھا جائے گا۔ اور ضمانت لے لی جائیگی۔ ۶ ایف آئی آر اور منسلکہ ضمنیوں میں پانچ ملزمان پر مقتول کو زخم لگانے کا الزام۔ لیکن میڈیکو لیگل رپورٹ مقتول پر صرف دو ضربات ظاہر کرتی ہے۔ یہ فیصلہ کرنا ابھی بقایا ہے کہ کس کی ضرب سے قتل ہوا۔ ضمانت منظور ہوئی۔ ۷ یہ بنیادی اصول طے پایا ہے کہ جہاں کسی واقعاتی اور میڈیکل شہادت میں تضاد پایا جائے تو مقدمہ (2)497 میں مزید تفتیش میں آئے گا۔ چنانچہ ضمانت لی جائے گی۔ ۸

مشترکہ نیت: ملزم خالی ہاتھ تھا۔ صرف للکارا مارنے کا الزام۔ نیت مشترک ثابت نہیں تو ضمانت منظور ہوئی۔ ۹ جب کسی شریک سازش ملزم کی ضمانت اس صورت میں لے لی گئی جب وہ موقع واردات پر موجود نہ پایا جانا ثابت ہوا۔ ۱۰ ملزم اگرچہ کلہاڑی سے مسلح تھا لیکن اس پر قتل کی واردات میں کسی زخم کیلئے کوئی الزام نہ تھا مزید مجرمانہ ذمہ داریوں کا تعین کرنا ابھی باقی ہے۔ لہذا ضمانت ہو گئی۔ ۱۱ ایف آئی آر فوری درج ہوئی ملزم بندوق سے مسلح تھا۔ لیکن ہمراہی ملزم نے پستول سے فائر کیا مشترکہ کاوش ثابت ہے ضمانت نامنظور کی گئی۔ ۱۲ لیکن اس کے برعکس مشترکہ نیت پر غیر موثر فائرنگ کا ثبوت بھی ضمانت کی وجہ نہ بن سکی۔ ۱۳ ملزم پر لاٹھی چلانے کے علاوہ جسم پر زخموں کے حوالے سے کوئی الزام نہیں ہے۔ لیکن موقع پر موجودگی کی اور انفرادی ذمہ داری کی بنیاد پر ضمانت منسوخ ہوئی۔ ۱۴ ایسی عورت کی ضمانت بھی ہوئی جو قاتل کو اسکی محبوبہ سے ملانے کا انتظام کرتی تھی۔ ۱۵

---

۱ 1992MLD1856 ۲ 1998Pcrlj728 ۳ (1989Pcrlj2177 ۴ NLR1982CR409 ۵ (1993Pcrlj722)

۶ PLD1989SC633, 1999SCMR1271-PLD1996SC241-1977Pcrlj850, 1997Pcrlj1181)

2000Pcrlj1171, 1999Pcrlj1323 - 1997SCMR445, 1997SCMR1293, 1998SCMR496, 1996SCMR555

PLD2001Lah123, 1999SCMR1794, 2000SCMR1599, PLD1998SC621 ۷ (LRP2002CR30)

۸ (LRP2002CR54) - 1986Pcrlj159 ۹ 1988Pcrlj329/73 ۱۰ (1998Pcrlj1998 - 1994Pcrlj1082)

۱۱ 2001Pcrlj1707 ۱۲ 2001Pcrlj649 - 1996SCMR1654 - 1999SCMR1360 - 1999SCMR1230 1997Pcrlj418

۱۳ 1989SCMR239 1982SCMR84 ۱۴ (PLD1995SC34(PLJ1995CR483)PLJ1996CR983) ۱۵ (1989MLD4674)

marfat.com

Marfat.com

مردوں کی اعانت کرنے والی عورتوں کے ہاتھوں میں کچھ نہیں پایا گیا۔ضمانت محض عورت ہونے کے سبب ہوئی۱۰ ایف آئی آر میں نام کا عدم اندراج ہونے کے باوجود آئندہ پولیس نے اپنی تفتیش کے دوران ضمنیوں میں واضح کیا کہ مدعی کا بیان فوری تحریر ہوا ہو۔چشم دید گواہان کے بیانات بھی مطابقت رکھتے ہوں۔لہٰذا اصول مطابقت اور برابری ثابت نہ ہوتا ہے۔ملزمان رات کے غیر مانوس وقت میں ہم سازش اور باہمی مشورے سے داخل ہوئے۔اور بیوی کی عزت مقتول کو قتل اور مدعی کو زخمی کرنے کا سبب بنے ایسی صورت میں ضمانت نہ ہو سکتی ہے۲۰ ضمانت میں ملزمہ کے 164 ضابطہ فوجداری میں بیانات جو کہ قانون کے مطابق قلمبند ہوئے۔جس میں اس نے خود کو ہمراہ دیگر شریک ملزمان مجرم قرار دیا تو ضمانت نامنظور کردی گئی۳۰ اگرچہ بعض عدالتوں نے ایسے مقدمات میں ضمانت بحال رکھی۴۰ ملزمان کا یک ہی جگہ پر اسلحہ سمیت اکٹھا ہونا انکی جرم میں دلچسپی اور مشترکہ شمولیت کا کافی ثبوت ہے۔اور انفرادی دلچسپی ہے۵۰

اچانک لڑائی: اچانک لڑائی میں جو ملزم خالی ہاتھ تھا۔تو اسکی ضمانت لے لی۶۰

خطرناک ملزم: ایف آئی آر کا فوری اندراج ہونے کے باوجود اور ملزم کی خنجر سے مسلح ہو کر دھمکی دینا جیسے معاملات ضمانت منسوخ ہوئی۷۰

ضربات: ڈنڈے سے شدید چوٹ جس کے نتیجہ میں سر کی ہڈیوں کا فاصلہ پیدا ہوا۔اگرچہ ملزم نے ہتھیار خطرناک کا استعمال نہ کیا لیکن سر پر مارا جس سے موت واقع ہو سکتی تھی ایسی صورت میں ضمانت نہ لی گئی۸۰ ملزم نے خنجر سے زخمی کیا جو کہ زندگی کیلئے خطرناک قرار دی گئیں۔جرم ممنوعہ کلاز میں ہے ضمانت نامنظور۹۰ گواہان کو خفیف ضربات لگانے کا ملزم پر الزام مگر مقتول پر کوئی ضرب نہ لگائی جانے کے باعث ایسے ملزمان کی ضمانت منظور ہوئی۱۰۰ عورت نے خود مہلک ضربات نہ لگائیں۔چنانچہ قتل میں ضمانت ہوئی۱۱۰

مزید تفتیش: قتل میں بازو پکڑنے والے کی ضمانت اس بنیاد پر ہوئی کہ معاملہ میں مزید تحقیقات کی ضرورت ہے۱۲۰ دیکھنا ہوگا کہ ملزم پر جرم میں عملاً شمولیت شامل ہے یا وہ صرف جرم کی وجہ عناد کا سبب بنا ہے۔اس طرح مقدمہ مزید تفتیش

---

۱ (1994Pcrlj1398) ۲ 1997Pcrlj463-(2001Pcrlj926)-PLJ1980 SC95 ۳ PLD1989Q60-
PLD1989kar40.1989Pcrlj831 ۴ 1995SCMR932-1995SCM1178- PLD1994SC86-2001Pcrlj1582.
1982SCMR321 ۵ (PLJ1996CRC(Fes)332) ۶ 1989Pcrlj1558- 1989Pcrlj642- 2001crcj1349
۷ (PLT1996CR1597) ۸ (PLJ1996CR1606) ۹ (PLJ1996CRLH1400) ۱۰ 1992Pcrlj2249
1989Pcrlj2387- 1989Pcrlj482- 1978SCMR7- 1990MLD140- 1990Pcrlj864/1465/691/1540/995-
2002Pcrlj14- 1988Pcrlj1945- PLD1980kar702 -1989Pcrlj2458- 1989Pcrlj693- (1909ALD506)
1989MLD644- 1989Pcrlj690- 1989Pcrlj843 ۱۱ NLR1982CR211 ۱۲ 1987Pcrlj1168/1043

marfat.com
Marfat.com

کا قرار دیا گیا اور ضمانت ہوئی ۱۵ پولیس نے مجرم کو بے گناہ قرار دے کر اخراج کی استدعا کی دیگر ملزمان عدم پتہ ہیں۔ لہذا مقدمہ مزید تفتیش کا تقاضا کرتا ہے۔ ضمانت ہوگئی ۲۵ رات کا وقوعہ ملزم کو ضمنی میں شامل کیا گیا ایک سال سے زائد حوالات میں بند سابقہ عدم سزا یافتہ ہے۔ لہذا معاملہ مزید تحقیق کا متقاضی ہے۔ ضمانت ہوئی ۳۵ ملزم دوہرے قتل میں مسلح بندوق ہے لیکن نہ ہی انہوں نے قتل کیلئے ابھارا اور نہ ہی حصہ لیا جس کی بنیاد پر مقدمہ مزید تفتیش کے زمرے میں آیا۔ ضمانت منظور ہوئی ۴۵ جائے واردات سے کلاشنکوف اور بندوقوں کے سینکڑوں خول دستیاب ہوئے لیکن کوئی زخمی نہ ہوا۔ یہ مقدمہ مزید انکوائری کا طالب ہے ضمانت کی گئی ۵۵ نوجوان لڑکی پر قتل کی سازش کا الزام تھا۔ معاملہ میں مزید تحقیق کی بنیاد پر ضمانت منظور ہوئی ۶۵ مقتول کو پیچھے سے پکڑنے کا الزام جسکی وجہ سے قتل واقع ہوا ایسے میں معاملہ مزید تحقیقات کی ضرورت قرار دے کر سپریم کورٹ نے ضمانت لی ۷۵ جب چھ میں چار ملزمان بے گناہ قرار پائے تو دیگر ملزمان کو بھی مزید تحقیق کے زمرے میں ضمانت پر رہا کیا گیا ۸۵ مقتول کو ایک ہی زخم جو کہ دوسرے شریک جرم نے لگایا ملزم پر زخم لگانے کا الزام نہ ہے بلکہ دیگر ملزمان کے ہمراہ جائے وقوعہ تک پہنچانے کا الزام ہے۔ معاملہ مزید تفتیش کا تقاضا کرتا ہے ضمانت منظور ہوئی ۹۵ جب ملزمان نے کسی دیگر مقدمہ میں جسمانی ریمانڈ پر تھے۔ اور وقوعہ پیش آیا۔ تو ملزمان کی شمولیت مزید کاروائی کا مقدمہ ثابت ہوئی۔ نہ ہی انہیں کسی برآمدگی کیلئے لے جایا گیا۔ جب کسی قتل کے مقدمہ میں متوقع سزا کم از کم دس سال قید 1-497 ضابطہ فوجداری کے تحت کاروائی نہیں ہوتی لیکن 2-497 ضابطہ فوجداری میں دوسرے اصول یعنی مزید تفتیش کی ضرورت کے مصداق آئے گی اور اسطرح یہ ضمانت حق ہوگی۔ رعایت نہیں ہوگی ۱۰۵ کسی کا ماورائے اقرار ضمانت سے انکار کیلئے وجہ نہیں بن سکتی یہ مقدمہ مزید تفتیش کا متقاضی ہے ۱۱۵ ایسے ملزم کو ضمانت پر رہا کیا گیا۔ جس ملزم کیلئے ایسا تعین کرنا ممکن ہو کہ اس سے جرم سرزد نہیں ہوا۔ اور مزید تفتیش کا مقدمہ ہے ۱۲۵ مقتول کا قتل رائفل کی گولی کی بجائے نزدیک کے فاصلے سے گولی سے ہوا۔ یہ مزید تفتیش کا مقدمہ ہے ضمانت لی گئی ۱۳۵

وجہ عناد: فریقین کے مابین دشمنی مسلمہ ہو۔ تو اس اصول پر کہ شاید ناحق پھنسایا گیا ہو۔ ضمانت منظور کی گئی ۱۴۵

غیرت کا معاملہ: اگرچہ غیرت کے معاملے میں قتل پر قتل کی سزا میں تخویف ہو جاتی ہے اسمیں جوڈیشل اقرار کو بھی شامل کر لیا جائے تو بھی ضمانت پر رہائی دی گئی ۱۵۵

---

۱ (1998Pcrlj578) ۲ 2001Pcrlj2065 ۳ 2001Pcrlj239 1999PcrljR590 ۴ PLJ1996CRC435
۵ PLJ1996CR1612 ۶ 1994SCMR393۔ PLJ1996CR924 ۷ (1992Pcrlj554)
۸ 1989MLD644 -1989Pcrlj1906 -2001Pcrlj77 -1994SCMR393-1994Pcrlj2491 ۸ 1994SCMR549-
۹ 1992Pcrlj1493 2001Pcrlj1038 ۱۰ (PLJ1996CRC(Lh)374) ۱۱ (PLJ1996CRC(Lh)322)
۱۲ (PLJ1996CRC(Lh)853) ۱۳ (PLJ1996CRC(Lh)537) ۱۴ 1980Pcrlj458 ۱۵ 1995Pcrlj1942

marfat.com
Marfat.com

کیونکہ فوری جوش اور غیرت میں طبعی سزائیں نہیں دی جاسکتیں۔ اور ضمانت میں غیرت اور فوری اشتعال کا فائدہ قتل کے مقدمات میں ایسی صورت ہرگز نہیں دیا جاسکتا۔ کہ وہ مقدمہ کی نوعیت کو ہی بدل دے۔ جب تک یہ معاملہ پایہ ثبوت کو بادی النظر میں نہ پہنچے [1] غیرت اور فوی جوش کے نتیجہ میں عدالتیں کیونکہ لمبی سزائیں دینے کی قائل نہیں ہیں لہذا ایسی صورت میں اگر یہ امر پایہ ثبوت پر پہنچے کہ غیرت میں فوری جوش میں انسان بے قابو ہوگیا تھا تو ضمانت کی دیگر بے شمار مثالوں کی طرح درج ذیل مثالیں موجود ہیں [2] جوشِ غیرت میں قتل جو کہ ملزم کے گھر میں ہوا ضمانت کی بنیاد بنی [3] غیرت کے سبب بیوی اور اس کے آشناء کے دہرے قتل میں ضمانت قبول ہوئی [4] دو شریک ملزمان کو پولیس نے بے گناہ قرار دیتے ہوئے پرچہ سے نکال دیئے۔ تیسرے ملزم کی قبل از گرفتاری منظور ہوئی۔ یہ مقدمہ بغیر شہادت کا ثابت ہوا چنانچہ چوتھے ملزم کو بھی اصول برابری کے تحت ضمانت پر رہا کیا جائے گا کیونکہ قتل غیرت کی بنیاد پر ہوا۔ یہ معاشرے کی عمومی روایات ہیں کہ غیرت کے معاملے میں فوری اشتعال فطری عمل ہے [5] شک کی بنیاد پر ملزم نے عورت اور مرد کو گھر سے سڑک پر نکال کر سرعام قتل کر دیا ضمانت نامنظور ہوئی [6] لیکن جب ملزم نے اپنی حقیقی بہن کو آشناء کے ساتھ اپنے گھر میں مار ڈالا تو فوری جوش اور غیرت کی بنیاد پر ضمانت منظور ہوئی [7] جب باپ نے غصہ میں اپنی حقیقی بیٹی کو قتل کیا تو بوجہ دیگر ورثا کے معاف کرنے کے ضمانت ہوگئی اسمیں یاد رکھنے کا امر یہ بھی ہے کہ شریعت میں باپ اپنی اولاد کے قتل پر معاف کیا جائے گا [8] ۔22 سالہ نوجوان نے اپنی بہن کو آشناء کے ساتھ ملوث دیکھ کر فوری غیرت میں قتل کر دیا ۔ضمانت ہوگئی [9] اندھیری رات کا قتل تھا۔ علاقہ کا کوئی گواہ چشم دید نہ تھا۔ بلکہ اسکی بجائے دور کے دو گواہ چشم دید پیش کیے۔ لیکن اسکے باوجود معاملہ غیرت کا تھا ضمانت ہوئی [10] قاتل 13 سالہ نوجوان تھا غیر آباد مکان میں مقتول عورت اور غیر مرد کا اکٹھا پایا جانا غیرت کا معاملہ ثابت کرتا ہے۔ ضمانت ہوئی [11] غیرت کے معاملہ سے ہٹ کر جب قاتل کی نیت اور بیان سے زخموں کی نوعیت کا موازنہ نہ کیا گیا تو غیرت کا مسئلہ سامنے نہ آیا لہذا ضمانت نامنظور ہوئی [12] جب ملزم نے اپنے بھائی کو اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستر دیکھا تو قتل پر فوری جوش اور غیرت لازمی امر تھی جس میں ضمانت منظور ہوئی [13]

---

[1] (1994Pcrlj523) (1993Pcrlj557) [2] 1979Pcrlj92 - PLJ1980CRC171 - 1982Pcrlj28

-1982SCMR84/301- PLJ1975CRC362 - PLJ1985CRC422 - 1979Pcrlj442 PLD1994Lah129/392

-1983Pcrlj2373- NLR1980CRC17 - 1986Pcrlj784/783 1982Pcrlj103 - 1987Pcrlj502/530

- 1984SCMR1557 1990Pcrlj1296 - 1994PLDLah129 - 1982SCMR301 PLJ1985CR422 -

1984SCMR1557 - 1993Pcrlj2601 - PLD1993LH489 - PLD1993LH129 [3] 1982SCMR301

[4] 1987Pcrlj530 [5] (PLJ1996CRC1182) (PLD1994LH19) [6] 1997Pcrlj1797 [7] 1997MLD2575

[8] 1995Pcrlj1833 [9] 1995Pcrlj1520 - 1994Pcrlj125 1995Pcrlj1942 - 1995Pcrlj1837 - PLD1994LH129 -

[10] 1995Pcrlj1520 [11] 1994Pcrlj125 [12] 1993Pcrlj557 - 1994Pcrlj523 [13] 1992ALD63058/302

marfat.com

Marfat.com

جب کلہاڑی سے بہن اور آشناء کو قتل کیا تو غیرت کے امکان میں ضمانت ہوئی ١١۔ او ارے عدالت اقرار ایک کمزور شہادت ہے ضمانت لینا پنچایتی طریقہ نہیں بلکہ اسکا انحصار ریکارڈ موجود کے حوالے سے کیا جاتا ہے۔ پولیس پر بدنیتی ثابت نہ ہے ضمانت منظور نہ ہوئی ٢۔ غیرت کی بنیاد پر قتل میں ضمانت درست قرار پائی۔ اس میں زنا کے فعل کے نتیجہ میں قتل ہوا۔ اور زنا کے عمل میں رب العزت کو سب سے زیادہ غیرت آتی ہے۔ لہذا غیرت کو فطری تقاضا قرار دیا گیا۔ حدیث مبارکہ بحوالہ صحیح بخاری کا حوالہ دیا گیا ٣۔ ملزم نے اپنی سالی کو اپنے بھائی کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں دیکھا اور فوری اشتعال کے نتیجہ میں قتل کر دیا۔ چنانچہ ایسی صورت میں فوری اشتعال کو تسلیم نہ کیا گیا۔ اور ضمانت منسوخ ہوئی ٤۔

ہوائی فائرنگ اور للکارا: ہوائی فائر کے الزام کے علاوہ دیگر کوئی الزام نہ تھا۔ ملزمان بھی کالم نمبر 2 میں چالان ہوئے ضمانت ہوگئی ٥۔ ضمانت اس بناء پر لی گئی کہ وقوعہ میں ملزم کا کردار غیر موثر یا صرف ہوائی فائرنگ کی صداقت تھا۔ مقتول پر حملہ نہ کیا تھا ٦۔ ملزم پر صرف للکارنے کا الزام ہے جسے (Proverbial Lalkara) کہا جائے گا اگر چہ سپریم کورٹ کا نظریہ یہ ہے عموماً ایسے معاملات میں ضمانت لے لینی چاہیے بادی النظر میں یہ معاملہ مزید تفتیش کا متقاضی ہے ضمانت لی گئی ٧۔ اگرچہ ملزم پر صرف للکارا کا الزام ہے لیکن اس نے موقع پر اعلان کیا کہ اس نے اپنے بچے کے قتل کا بدلہ لے لیا ہے لیکن بعد کی تفتیش میں شہادات سے ثابت ہوا کہ وہ موقع پر موجود ہی نہ تھا۔ ضمانت منظور ہوئی ٨۔ بوڑھی بیوی عورت پر قتل میں صرف للکارنے کا الزام ہے ضمانت لی گئی ٩۔ للکارے اور مقتول کی آنکھوں میں مرچیں ڈالنے والی عورت کی آٹھ ماہ بعد از گرفتاری ضمانت ہوئی ١٠۔ ملزمان میں سے ہر ایک پر للکارے کا الزام تھا۔ ایک ملزم کی ضمانت ہونے کی وجہ سے دوسرے کی ضمانت برابری کی بنیاد پر منظور ہوئی ١١۔

شریعت کورٹ نے محض ہوائی فائرنگ پر۔ جبکہ زخم میں محض دو سوٹیوں کی ضرب کا الزام بھی دیگر ملزمان پر ہے۔ ابتدائی

---

١ (1990Pcrlj557) ٢ (PLJ1996CRCLH422) PLD1972SC81 (1990SCMR579) ٣ (NLR1994SD438)

٤ (PLJ1996Pesh1758) (سورۃ النساء ۳۴) (1992SCMR2047) (PLD1996BC-1) ٥ 2001Pcrlj719-

1994SCMR393-1983Pcrlj502- 1994SCMR2161-1995SCMR310-1994SCMR393-1983Pcrlj502,

1998SCMR454 -1999Pcrlj890 ٦ (1986SCMR1681 -2000MLD1487-2000MLD1487

(1989SCMR343 ٧ (1987Pcrlj1016 -1996SCMR1654-

-1994Pcrlj1081-1994Pcrlj1400-1994Pcrlj2343-1994Pcrlj726-1995SCMR343

-1989ALD545-2002MLD935-1992ALD626PLJ1996SC1468-PLD1966SC658-PLD1967SC340-1986SCMR1681-

(PLD1966SC658-1993SCMR1992 ٨ (PLJ1996CR942) ٩ 1991Pcrlj148 ١٠ 1994Pcrlj839

١١ (1995Pcrlj1019)

marfat.com

Marfat.com

طور پر اصل ملزم کے ہمراہ جرم کی ذمہ داری کا تعین نہ کیا جاسکتا ہے۔ لہذا ضمانت منسوخ نہ کی گئی ○ جب وقوعہ روز روشن ہو۔ سابقہ دشمنی بھی ثابت نہ ہو۔ اور ہتھیار بھی برآمد ہوں اور شناخت میں شک وشبہ نہ ہو۔ ایف آئی آر فوری ہو۔ تو محض غیر موثر فائرنگ کی بنیاد پر ضمانت نہیں لی جاسکتی ہے ○ ۲

دہشت گردی میں ضمانت: ضمانت کی استدعا منظور نہ ہوسکتی ہے کیونکہ انسداد دہشت گردی کی عدالتیں اپنا الگ طریقہ کار سماعت رکھتی ہیں اس لئے ضمانت کے باب میں تیسری اجازت کا حق استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے ○ ۳ ایسے حالات میں مزید تفتیش کا مقدمہ بنتا ہے ○ ۴

خطرناک بیماری: بوجہ بیماری ضمانت ضروری نہیں کہ بیماری مہلک ہے ○ ۵ بیماری کی بنیاد پر ضمانت یہاں تک کہ ہرنیا اور مرگی میں بھی ضمانت ہوئی ○ ۶ گردہ کے مریض ہونا ضمانت کیلئے کوئی اچھا گراؤنڈ نہیں ہے ضمانت نامنظور ہوئی ○ ۷ اگرچہ گردہ کا علاج جیل میں ممکن نہیں تھا اور موت واقع ہونے کے خدشہ پر ضمانت منظور ہوئی ○ ۸

منسوخی ضمانت: ضمانت منظور کرنے کا طریقہ کار اور تقاضے منسوخی ضمانت سے مختلف ہیں ○ ۹ جب ملزم نے ضمانت کی رعایت کا ناجائز اور غلط فائدہ نہ اٹھایا تو ضمانت منسوخ نہ ہوئی ○ ۱۰ قتل کے مقدمات میں ایک دفعہ ضمانت ہونے کے بعد منسوخی ضمانت عموماً غیر اہم تصور کی جاتی ہے ○ ۱۱ سرکار ہر حال میں منسوخی ضمانت دائر کرنے کیلئے مکمل آزاد ہے ○ ۱۲ لیکن ملزم کی ضمانت برقرار رکھتے ہوئے ہدایت کی گئی کہ وہ تفتیشی ایجنسیوں سے تعاون کرے ○ جب ملزم کا تفتیشی ایجنسیوں سے تعاون غیر ذمہ دارانہ تھا۔ تو ضمانت منظور شدہ واپس ہوئی ○ ۱۳ شادی کرنے کا جواز ضمانت کی سطح پر ضمانت کا سبب نہ بن سکتا ہے۔ حدود کے مقدمات میں ضمانت منسوخ کی گئی ○ ۱۴ سزائے موت یا عمر قید کے مقدمات میں ضمانت کی منسوخی کوئی ضروری جواز نہ بن سکتی ہے ○ ۱۵

ضمانت نابالغان: نابالغ ملزم قانون انصاف نابالغان آرڈیننس 2000 کے تحت آنے کے باوجود ایک سال سے جیل میں ہے ایسی صورت میں ملزم کی ضمانت نہ لی جانا قرین انصاف نہ ہے۔ اور دفعہ 7 اور 10 قانون نابالغان کے منافی ہے۔ خصوصاً جبکہ ملزم پر الزام کے ثبوت کیلئے اور مزید سماعت کیلئے طویل وقت درکار ہوگا۔ ضمانت منظور ہوئی ○ ۱۶

1989Pcrlj1636-1982Pcrlj1232-1996SCR29-2001Pcrlj1073 ۱
(PLD1996CRC(Lh)850) ۲
(PLD1990SC83)(1985SCMR195) ۳
- PLD1995SC49 PLJ1996CRPESH886-1990SCMR1045 ۴
1995SCMR1249- 1994SCMR717 PLD1958SC41-PLD1990PESH156 ۵
(PLJ1996CR1475) ۶
1989MLD49381 ۷ (1994Pcrlj1766)(1994Pcrlj945) ۸
NLR1994CR244 (1999Pcrlj256) ۸ (LRP2002CR69)
1997MLD1553-
1998Pcrlj335 -) ۹ (PLJ1996CR308-PLJ1996CR1092-)PLJ1998CR1296-1999Pcrlj1333-
(1997Pcrlj597 ۱۰ (1997Pcrlj269) ۱۱
(PLJ2001CRC911) ۱۲ (1997Pcrlj179 - PLJ1996CR1595) ۱۳
(PLJ2001CRC193) ۱۴ (PLJ2001CRC164) ۱۵ (2001Pcrlj387) ۱۶
(LRP2002(CR)187)

marfat.com
Marfat.com

قانون نابالغان Jurenile Justice System xxii of 2000 دفعہ 7 میں تقاضا کرتا ہے کہ کسی بچے کی عمر کے تعین کا معاملہ میڈیکل بورڈ سے حل کروایا جائے۔ دفعہ 5 سندھ چلڈرن ایکٹ xii 1995 بچوں کے خلاف قانونی کارروائی کیلئے ایک طریقے کار کی وضاحت کرتا ہے ایکٹ مذکورہ کمسن بچوں کو جیل بھیجنے سے بھی منع کرتا ہے۔ (ملزم کی عمر 12 سال سکول سرٹیفکیٹ سے واضح ہے) لہذا ضمانت لی گئی ؀ا پیدائش سرٹیفکیٹ کو بلوغت کے حوالے سے سزاوار اختیار سماعت مقدمہ کے سلسلہ میں تسلیم کیا گیا؀۲ ملزم نابالغ۔ جسکی عمر 15 سال ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ملزم نے اس عمر میں ذہنی بلوغت یا ادراک اور استعداد حاصل کر لی تھی کہ اسے جرم کا اندازہ ہو سکے۔ یہ معاملہ مزید تحقیق کا ہے۔ اور آئندہ کیلئے چھوڑا گیا اور ضمانت منظور ہوئی؀۳ قانون بالغان بچوں کو فوجداری قوانین میں چند تحفظات فراہم کرتا ہے تاکہ معاشرہ میں انہیں آئندہ بہتر زندگی گزارنے کے قابل بنایا جا سکے۔ لہذا بچوں کے خلاف جرائم میں فیصلہ کرتے ہوئے مذکورہ قانون کے منطقی تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔ لہذا بچہ ہونے کی حیثیت سے 18 سال سے کم عمر مجرموں کو برضمانت رہا کیا جانا قرین انصاف ہے؀۴ دفعہ 2(b) قانون نابالغان بچے کی تعریف اسطرح کرتی ہے۔ کہ بچہ وہ ہے جسکی عمر بوقت جرم 18 سال نہ تھی۔ جب سول سرجن (ڈاکٹر) نے عمر کا تعین 18/17 سال کیا۔ تو ضمانت کا اہل قرار دیا گیا۔ اور نہ ہی ملزم کو ہتھکڑی لگائی گئی؀۵

اپیل (Appeal)

فوجداری اپیل کی بابت ضابطہ فوجداری کے باب ۳۱ کی دفعات 404 تا 442 وضاحت کرتی ہیں۔ چنانچہ قتل کے مقدمات میں سیشن کورٹ کی طرف سے سزا کے حکم کے بعد کوئی بھی ملزم دفعہ 410 ضابطہ فوجداری کے تحت عدالت عالیہ میں اپیل کرنے کا مجاز ہے۔ اور اسکے ہمراہ درخواست زیر دفعہ 426 ضابطہ فوجداری اپنے خلاف سزا کی معطلی تا فیصلہ اپیل بھی گزار سکتا ہے۔ اور عدالت اس امر میں با اختیار ہے کہ جب ملزم کا کردار کسی خطرناک ملزم کا نہ تھا۔ تو سات سال کی سزا میں تخفیف کر کے ساڑھے تین سال کر دی گئی؀۶ اسی طرح عمر قید کی سزا حالات اور واقعات کی نسبت سے ختم کر دی گئی؀۷ یہ بھی قرار دیا گیا کہ کسی بھی جرم میں مذکور بڑی سزا مجرم کو نہ دینی چاہیے۔ اگر چہ عدالت کو کم از کم یا زیادہ سے زیادہ سزا دینے کا مکمل اختیار حاصل ہے؀۸ کسی ملزم کی بریت کے خلاف سرکار کو بذریعہ پبلک پراسیکیوٹر (سرکاری وکیل) زیر دفعہ 417 ضابطہ فوجداری اپیل کرنے کا حق حاصل ہے۔

---

۱ 1983SCMR1001 ۲ PLJ1958SC(100)337 ۳ 1986Pcrlj385 -1997Pcrlj1635 -1996Pcrlj166

۴ 1980SCMR784 ۵ (1970SCMR30) ۶ (SBLR2002Sindh1371) ۷ (PLJ2001CRC256)

۸ (PLJ2001CRC256) ۹ (PLJ2001CRC256)

marfat.com

Marfat.com

لیکن عدالت کو ایسی اپیل کی سماعت میں ملزم کی سزا کے خلاف اپیل کی سماعت کے اصول کے برعکس رویہ اختیار کرنا ہوگا ۰ ا کوئی بھی اپیل حقائق و واقعات اور قانون ہر دو کی بنیاد پر دائر ہو سکتی ہے۔ دفعہ 420 ضابطہ فوجداری کے تحت جیل میں مجرم اپنی سزا کے خلاف جیل حکام کی وساطت سے اپیل دائر کرنے کا مجاز ہے۔ عدالت عظمیٰ نے زیر دفعہ 426 ضابطہ فوجداری اس بنیاد پر سزا معطل کی کہ اس میں ذاتی دفاع کا عذر ثابت کیا گیا تھا ۰ ۲ معطلی کی سزا کیلئے بنیادی اصول یہ ہو گا۔ کہ جب اپیل میں ضمانت کی درخواست دی گئی تو ایسے موقع پر فیصلہ میں ایسا نظریہ قائم کرنا ہوگا۔ جو سزا پر اثر انداز نہ ہو ۰ ۳ یہ بھی قرار دیا گیا کہ دفعہ 428 ضابطہ فوجداری مقدمہ کو ریمانڈ کرنے اور مزید شہادات قلمبند کرنے کا عدالت حکم دے سکتی ہے۔ لیکن یہ حکم اس صورت دیا جا سکتا ہے کہ جب اضافی شہادات ابتدائی سماعت مقدمہ کے دوران موجود نہ پائی گئی ہوں ۰ ۴ اپیل کے دوران صلح اور معافی وغیرہ منظور کی جا سکتی ہے۔ البتہ صلح اور معافی کے کاغذات کی تصدیق کیلئے عدالت عالیہ ماتحت عدالت اختیار سماعت کو کیس ریمانڈ کر سکتی ہے۔ ایک ملزم کو سزائے موت اور دیگر ملزمان کو 324 تعزیرات پاکستان میں 10 سال سزا سنائی گئی۔ ایسے میں مقتول مرحوم کے ورثاء اور زخمی افراد نے اپنے حقوق قصاص کو معاف کر دیا۔ چنانچہ ایسی صورت میں عدالت عالیہ نے علاقہ کے سیشن جج کو انکوائری کا حکم دیا۔ کہ معافی کی اس دستاویزات کی تصدیق کے ہمراہ دیکھے کہ جبراً تو معافی پر مجبور نہیں کیا گیا۔ نابالغ وارثان کو انکی دیت کا حصہ ادا کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ مذکورہ انکوائری کی بنیاد پر اپیل میں صلح منظور کی گئی ۰ ۵

Reasonable شخص (مناسب) سے مراد عام آدمی نہیں بلکہ اس سے مراد وکیل جج جو شہادت کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ کرنے کے قابل ہو۔ اور نیان یعنی مجرم کی جگہ حلف وہ شخص دے سکتا ہے۔ جو قانونی پیچیدگیوں کی سمجھ بوجھ رکھتا ہے نیان لفظ سنکرت زبان سے مستعار ہے جسکے معنی انصاف تک پہنچنا ہے۔ جس طرح اسلامک لاء میں ان دیکھے قتل میں قسامہ کی بنیاد پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ جسے قانون شہادت 1984 میں حلف پر فیصلہ کے طریقہ کار کو بیان کیا گیا ہے جدید ترین ممالک میں بھی یہ طریقہ کار رواج پا رہا ہے اور عدالت سے باہر معاملات کا تصفیہ کیا جاتا ہے ۰ ۶ عمر رسیدہ پچھتر سالہ ملزم صحت کی خرابی کے باعث دس سال عمر قید مکمل کرنے کے بعد باقی سزا دفعہ 426 ضابطہ فوجداری برائے سماعت اپیل میں معطل ہوئی ۰ ۷ مجرم اپنی سزا پوری کرنے کے بعد رہا ہو گیا۔ اور تخفیف سزا کیلئے دائر اپیل (Infructous) غیر موثر ہونے کی وجہ سے واپس لی گئی۔ لیکن مقتول کے ورثا کی طرف سے سزا میں اضافہ کی اپیل بھی اس بنا پر خارج ہوئی کہ سزا مکمل کرنے کے بعد ایک ہی جرم میں دوسری بار سزا نہ دی جا سکتی ہے ۰ ۸

---

۱ (PLD2001Qt47) ۲ (PLJ2001CRC470) ۳ (PLJ2001CRC470) ۴ (NLR2001CRC392)

۵ (PLJ2001CRC(Lh)120) ۶ 2001Pcrlj376 ۷ (2001MLD1454) ۸ (2002SCMR403)

marfat.com

Marfat.com

اپیل میں ضمانت: ملزم کی اپیل کی فوری سماعت ممکن نہ ہے ملزم دو سال سے جیل میں ہے۔ سزا معطل کرتے ہوئے دفعہ 426 ضابطہ فوجداری میں ضمانت پر رہا کیا گیا۱ اپیل کے لیے قانون ملزم کی بعد از سزا ضمانت زیر دفعہ 426 ضابطہ فوجداری جبکہ ملزم سے کوئی زخم منسوب نہ تھا ضمانت لے لی ۲ ڈکیتی کی واردات کے دوران مقتول نے ملزم کی رائفل کھینچنے کی کوشش کی جس پر ملزم نے مقتول (مالک مکان) قتل کر ڈالا۔ اور دیگر افراد کو زخمی کیا۔ جس پر ملزمان کو 302 میں سزائے موت اور 307 اور 397 اور چوری کی (حد) میں سزائے عمر قید وغیرہ ہوئی۔ دوران سماعت ملزمان نے خود کو بے گناہ قرار دیا۔ لیکن دوران سماعت اپیل ملزمان نے صلح کی درخواست دی۔ مقتول کے ورثاء نے معاف کر دیا ہے۔ اور عدالت کے باہر صلح ہو چکی ہے تو معاملہ کی تصدیق کرنے کیلئے ماتحت عدالت کو حکم دیا گیا۔ 4 ورثاء نابالغ تھے۔ جنکی حد تک دیت کی ادائیگی کی نہ صرف تین سال کیلئے اقساط بنائی گئیں بلکہ نابالغ کی رقم کو کسی شیڈول میں بلوغت کی عمر تک محفوظ کر دیا گیا دیت کی رقم کے برابر ضمانت نامہ داخل کرنے پر ملزمان کو رہا کئے جانیکا حکم صادر کیا گیا ۳

---

۱ 2001Pcrlj163 - KLR1994CR87 - 1996Pcrlj1506 - 1995Pcrlj1522 - 1997SCMR1521 - 1991995Pcrlj1522 - 1997SCMR1521 - 1998SCMR80 - 1994Pcrlj2479 - 1995Pcrlj1522 -

1997SCMR1521 - 1998SCMR80 - 1994Pcrlj2479 ۲ (2000Pcrlj912) ۳ (SBLR2002Fsc1)

marfat.com

Marfat.com

دفعہ ۳۰۳: قتل جس کا ارتکاب اکراہ تام یا اکراہ ناقص کے تحت کیا گیا ہو

(Qatl committed under Ikrah-i-tam or Ikrah-i-naqis)

جوکوئی شخص قتل کا۔۔۔۔۔۔

a۔ارتکاب اکراہ تام کے تحت کرے تو اسے اتنی مدت کے لیے جو پچیس سال تک ہو سکے گی۔لیکن دس سال سے کم نہ ہوگی۔سزائے قید دی جائے گی اور اکراہ تام کا باعث ہونے والے شخص کو اس قتل کی نوعیت کے مطابق جو اس کے اکراہ تام کے نتیجہ میں واقع ہو، سزا دی جائے گی، یا

b۔ارتکاب اکراہ ناقص کے تحت کرے تو اسے اس کے ارتکاب کردہ قتل کی نوعیت کے مطابق سزا دی جائے گی اور اکراہ ناقص کا باعث ہونے والے شخص کو اتنی مدت کے لیے جو دس سال تک ہو سکے گی سزائے قید دی جائے گی۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔ناقابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔25 سال (10 سال سے زیادہ)۔۔سیشن کورٹ

تشریحات

دفعہ ہذا میں قتل کی ایسی قسم کا بیان ہے۔جس میں قاتل نے کسی دیگر شخص کے دباؤ یا مجبوری میں محض اکراہ کی حالت میں قتل کیا۔یہ مجبوری اور کراہت یقینی طور پر ایسی ہونی چاہیے کہ اگر قاتل مذکورہ جابر شخص کے حکم پر فعل نہ کر گزرتا تو یقیناً وہ خود قتل کر دیا جاتا۔یا اسکے کسی رشتہ دار کی زندگی کو خطرہ لاحق ہوتا۔یا کسی فعل ناجائز جرم یعنی فعل زناء، لواطت یا دیگر حرام کاری وغیرہ کے کام کے سرانجام دیے جانے کا خطرہ موجود ہوتا۔اس سے پہلے کہ ہم دفعہ ہذا کی مزید وضاحت بیان کریں ضروری ہے کہ ہم اکراہ کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ کریں۔

اکراہ کی تعریف

اکراہ کے لغوی معنی کراہت سے ماخذ ہیں جو محبت و پسندیدگی کا متبادل ہے اور جو کراہت کرنے والے پر قائم ہوتا ہے۔جیسا کہ قرآن میں اس لفظ کا بیان اسطرح کیا گیا ہے۔

(وعسی ان تکرھوا شیاء وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیاء وھو شرلکم)

ترجمہ: ممکن ہے تم کسی چیز سے کراہت کرو لیکن وہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔لیکن کسی چیز سے تم محبت کرو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو۔

marfat.com
Marfat.com

بعض فقہا نے اکراہ کی تعریف یوں کی ہے کہ کوئی انسان کسی فعل کو اس طرح سرانجام دے کہ اس میں اس کی رضامندی بالکل ختم ہو جائے اور اسے کوئی اختیار نہ رہے۔ ایک تعریف یہ ہے کہ اکراہ جابر کا پیدا کردہ وہ فعل ہے جو مجبور سے اس طرح صادر ہو جیسے وہ اس فعل میں دھکیلا گیا ہو۔ ایک تعریف یہ ہے کہ اکراہ کسی کام پر کسی ایسے ناگوار امر کی دھمکی دے دینا ہے۔ جس سے فاعل کی رضا ختم ہو جائے ؀[1] اسلام کا فوجداری نظام ؀[2] اکراہ کی شریعت میں دو اقسام بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ اکراہ تام یا اکراہ ملجئی ۲۔ اکراہ ناقص یا اکراہ غیر ملجئی

اکراہ تام

ایسا اکراہ ہے ؀ جس میں انسان کی رضا ختم اور اختیار فاسد ہو جائے یعنی جس سے طبعی طور پر انسان لاچار ہو جائے جیسے جان سے جانے یا کسی عضو کے اتلاف ہو جانے کا خوف ہو یا خطرہ ہو۔

اکراہ ناقص

ایسا اکراہ ہے ؀ جس میں رضا تو ختم ہو جائے لیکن اختیار فاسد نہ ہو۔ جس میں لاچارگی اور مجبوری لازم نہ آئے۔ جس میں جان سے جانے کا ڈر نہ ہو ؀ لیکن قید اور مار جس سے جان کا خطرہ نہ ہو۔

اکراہ کی شرائط

یا مجبور پر عملاً کوئی زیادتی ہو رہی ہو۔ یا ایسی وعید جس سے بہت نقصان ہوتا ہو اور رضامندی ختم ہو جائے۔ جیسے قتل، شدید ضرب، طویل قید یا حبس چنانچہ برا بھلا کہنا۔ گالی دینا یا تہمت لگانا۔ یا دھمکی دینا اکراہ نہیں ہے۔ ؀ مذکورہ وعید فوری ہو، اگر مجبور اس کام کو نہ کرے تو اس پر مذکورہ وعید پر عمل کر دیا جائے گا ؀ نیز اکراہ کرنے والا اپنی وعید پوری کرنے کی طاقت رکھتا ہو ؀ اور مجبور کو یہ یقین ہو کہ اگر اسنے وہ عمل نہ کیا تو وعید پوری کر دی جائے ؀[3]

اکراہ جن جرائم پر اثر انداز نہیں ہوتا

وہ جرائم قتل، اتلاف عضو اور ضرب مہلک کے جرائم ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ؀[4] ترجمہ: یعنی جس جان کو اللہ نے محفوظ رکھا ہے اسے قتل مت کرو بجز حق کے۔ گویا اکراہ کے باوجود کسی شخص کا قتل یا اتلاف عضو وغیرہ کرنا کا جرم کسی رعایت کا مستحق قرار نہیں پا سکتا ؀ لیکن فقہا کی رائے میں اکراہ سے ہر جرم جائز ہو جاتا ہے یا اس میں اُسے رعایت مل جاتی ہے ؀ چنانچہ قتل کی سزا کے لئے امام مالکؒ اور امام احمدؒ کی رائے ہے کہ مجبور سے قصاص لیا جائے ؀[5] امام شافعی کے نزدیک ایسی صورت میں

---

۱ (البحر الرائق ج ۸ ص ۷۰) ۲ (عبد القادر تسبیہ ص ۴۶۹) ۳ (بدائع الصنائع) ۴ (الانعام ۱۵۲) ۵ (مواہب جلیل ج ۶ ص ۲۴۲)

marfat.com
Marfat.com

مجبور سے دیت لی جائے کیونکہ اکراہ شبہ پیدا کر دیتا ہے اور شبہ قصاص ساقط کرتا ہےo لیکن واضح قول یہ ہے کہ قتل حقیقت میں مجبور کی طرف سے پیدا ہوا ہے۔ لہٰذا حقیقت کے حوالے سے قتل کا اعتبار مجبور پر کرنا ہو گاo لیکن دلیل کی موجودگی میں اکراہ کرنے والا بھی مجرم ہو گاo حالانکہ اکراہ کرنے والا حقیقت میں مجرم نہیں ہوتا بلکہ وہ سبب قتل ہوتا ہےo لہٰذا اگر مجبور پر قصاص کا اطلاق نہ ہو گا تو پھر اکراہ کرنے والا بھی قصاص سے بچ جائے گاo کیونکہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ

عفوت من امتی الخطاء والنسیان وما استکرھو علیه ....

ترجمہ: میں نے اپنی امت سے غلطی اور بھول چوک اور اس گناہ کو معاف کر دیا جس پر انہیں مجبور کیا گیا۔

اکراہ میں جائز جرائم: اکراہ کی صورت میں جو جرائم جائز ہوتے ہیں۔ ان میں مردار خوری، شراب الدم (خون پینا) وغیرہ۔ جیسا کہ قرآن الحکمت میں ارشاد ہے فمن اضطر غیر باغ والا عاد فلا اثم علیهo[1]

ترجمہ۔ جو شخص مضطر ہو جائے اور نہ بے حکمی کرنے والا اور نہ حد سے نکل جانے والا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

اکراہ میں جرم کی اصل سزا کا سقوط

اکراہ اپنے جرم کی اصل سزا کے سقوط کا باعث بنتا ہے۔ مثلاً مے نوشی بھی امام ابو حنیفہؒ کے مطابق اکراہ کی صورت میں جائز ہو جاتی ہے اس سے سزا، مے نوشی ساقط ہو جائے گیo اکراہ تام یا اکراہ ناقص ہر دو صورتوں میں کیونکہ قتل عمد کا ارتکاب نہیں ہوتا بلکہ قاتل کس دباؤ یا مجبوری کے قتل جیسے جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔ لہٰذا اس امر میں قصاص واجب نہ ہو گاo لیکن اگر کوئی قتل کا حکم دینے والا مقتول کا وارث ہو تو ایسی صورت میں قتل عمد شمار ہو گا۔ گویا اکراہ کے حکم میں ضروری ہے کہ قتل کا حکم دینے والا مقتول کے لیے اجنبی ہو۔ اور ایسا رشتہ نہ رکھتا ہو جس سے مقتول سے کوئی مالی منفعت حاصل کرنا مقصود ہوo مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ وہ اس کے باپ یا بیٹے کو قتل کر دے گا اور قتل واقع ہو جائے تو قاتل سے قصاص واجب ہو گا۔ کیونکہ یہاں منفعت مدنظر ہےo امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ اس مسئلہ میں قتل کی نوعیت میں اس قدر فرق پر ہیں کہ باپ نے کسی شخص سے کہا کہ اس کے بیٹے کا سر پھوڑ دے اور اس نے سر پھوڑ دیا لیکن موت سر پھوڑنے کی وجہ سے نہ ہوئی تو قصاص واجب نہ ہو گا۔ حالانکہ اس میں بھی قتل ہوا ہے لیکن سبب قتل پر شبہ ہونے کی وجہ سے قتل عمد شبہ عمد میں بدل گیا اور قصاص واجب نہ رہاo اس کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے کسی کا کوئی عضو کاٹا جائےo اگرچہ سر پھوڑنا قیاس کرتا ہے کہ مذکورہ عمل قتل کے لیے ہی کیا گیا تھا۔ لیکن اس شبہ میں کہ سر پھوڑنے سے قصد قتل ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا قصاص واجب نہ ہواo اسی طرح کوئی شخص کسی دیگر شخص سے کہے کہ اس کی انگلی کاٹ دے اور انگلی کاٹنے کے نتیجہ میں خون بہہ نکلے اور موت واقع ہو جائے۔ اس پر قصاص نہیں دیت ہےo چنانچہ اصول واضح ہوا کہ کسی غیر قانونی حکم کی تعمیل میں

---

[1] (البقرۃ ۲: ۱۷۳)

marfat.com
Marfat.com

بصورت اکراہ سزا میں کمی واقع ہوتی ہے o اسی اصول پر اپنے سے سینئر کے اثر ورسوخ یا حکم میں آکر کیے گئے قتل پر بھی قصاص کی سزا نہیں ہونی چاہیے o قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔ ترجمہ: جس نے ایمان کے بعد کفر کیا سوائے اس کے جو مجبور کیا گیا ہو جبکہ وہ ایمان پر مطمئن ہو لیکن اگر شرح صدر سے کفر کیا ہو تو اللہ کی طرف سے غضب اور دردناک عذاب ہے۔ حدیث مبارکہ میں آنحضرت ﷺ کے فرمان میں حضرت عمارؓ بن یاسر کا واقعہ اس ضمن میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے جنہیں کفار پکڑ کر لے گئے اور انہیں شرک باللہ پر مجبور کیا انہوں نے انکار کیا کافروں نے انہیں پکڑ کر پانی میں غوطہ دے دیا یہاں تک کہ آپ کی جان نکلنے لگی تو آپ نے ان کے مطالبے کو پورا کر دیا پھر آپ روتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے ان کے آنسو پونچھے اور فرمایا تمہیں کافروں نے پانی میں غوطہ دے کر تم سے یہ مطالبہ کیا کہ تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراؤ چنانچہ تم نے ایسا ہی کیا اگر آئندہ بھی تمہیں وہ مجبور کریں تو تم یہی کرنا o [1] اسی طرح حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے ایک شخص کو اگر تم نے بھوکا رکھا یا مار دیا۔ یا باندھ کر ڈال دیا تو وہ اپنے آپ کا مالک نہ رہا o [2] ارشاد نبوی ﷺ ہے میری امت کی بھول چوک اور ایسے کام پر جس کیلئے اسے مجبور کیا گیا ہو پرشش نہ ہوگی o [3] درج بالا حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ شرک جیسے ظالم فعل کو بھی حالت اکراہ میں قابل مواخذہ قرار نہیں دیا گیا کیونکہ دین میں لا اکراہ فی الدین کے فلسفہ کے عین مطابق زندگی میں کسی سطح پر بھی اکراہ کو پسندیدہ فعل نہیں قرار دیا گیا o یہ اصول مسلمان کی عزت، خون اور مال کے حوالے سے بھی نافذ ہے۔ لیکن رخصت سے مواخذہ ساقط نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کی حرمت ساقط ہوگی o لہذا کسی دیگر مسلمان کی حرمت کیلئے اپنی ذات پر حرمت کو ترجیح دینا ہوگی o [4] کیونکہ شریعت کے اصول کے مطابق قتل میں اکراہ قتل عمد نہیں رہتا لیکن دیت واجب ہوگی o اور بطور تعزیری سزا بحیثیت اولی الامر حکومت خود تجویز کرتی ہے۔ جو کہ اس دفعہ میں بیان ہے قاضی سزائے تعزیر دیتے ہوئے حالات و واقعات کا تجزیہ کر کے مناسب سزا تجویز کرے گی جو دیت کے علاوہ ہوگی کیونکہ دیت شرعی سزا ہے جو قصاص کا نعم البدل نہیں ہو سکتی لہذا دیت کے ہمراہ تعزیر واجب ہوگی۔

اس دفعہ سے واضح ہے کہ اکراہ تام اور اکراہ ناقص میں شرعی سزا بھی دی جائے گی جیسا کہ پچھلے صفحات پر فقہا کی آراء کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اکراہ تام سے مراد ایسا حکم کراہت ہے جس کو سرانجام دینے کی خواہش یا نیت موجود نہ ہو۔ لیکن خوف کے نتیجہ میں مذکورہ شخص جرم اعانت یا شمولیت کیلئے مجبور کر دیا جائے۔ یا مذکورہ شخص کو کسی جرم کے نہ کرنے کی صورت میں خود اسے، خاندان کے افراد (بیوی بچے) یا دیگر نزدیکی رشتوں کی موت کا خوف دلایا جائے یا مذکورہ افراد کے جسم کے کسی عضو کو مستقل علیحدہ کرنے، معطل کرنے یا تلف کرنے کا خوف دلایا جائے۔ یا مذکورہ افراد کے ساتھ بدفعلی، لواطت یا زنا کے جبراً ارتکاب کرنے کا خوف دلایا جائے o [5]

---

[1] (متفق علیہ) [2] (فقہ عمر) [3] (صحیح مسلم) [4] (بدائع الصنائع ۴۳۸) [5] PLD1997LH110

marfat.com

Marfat.com

دفعہ ۳۰۴ قتل عمد مستوجب قصاص کا ثبوت (Proof of Qatl-i-amd liable to Qisas)

(1) قتل عمد مستوجب قصاص کا ثبوت مندرجہ ذیل صوتوں میں سے کسی میں ہوگا۔ یعنی

a۔ ملزم اس جرم کی سماعت کرنے کی مجاز کسی عدالت کے روبرو اس جرم کے ارتکاب کا رضا کارانہ اور سچا اقبال کرے۔

b۔ بذریعہ شہادت جیسا کہ قانون شہادت 1984ء[1] کے آرٹیکل 17 میں قرار دیا گیا ہے۔

(2) ذیلی دفعہ (1) کے احکام کا مناسب تبدیلیوں کے ساتھ کسی ضرر مستوجب قصاص پر اطلاق ہوگا۔

تشریحات

دفعہ ہذا قتل عمد کیلئے جس کی سزا قصاص ہوگی۔ کے بارے میں ثبوت کی بات کرتا ہے۔ جسکے ثبوت کیلئے پہلی صورت ضمنی دفعہ الف کے تحت ملزم کی طرف سے سچا بلا جبر وا کراہ روبرو عدالت رضا کارانہ اقرار ہوگا۔ جب کہ ذیلی دفعہ ب کے تحت قانون شہادت مجریہ 1984 کے آرٹیکل 17 کے تحت ملزم کے خلاف آمدہ شہادت ہوگی۔ اور اسی امر کا اطلاق قتل کے علاوہ ضرر یا زخم کے معاملات میں ہوگا۔ لہذا ان تینوں صورتوں کی الگ الگ وضاحتیں درج ذیل سطور میں دی جارہی ہیں۔

اس دفعہ کے تحت قتل عمد مستوجب قصاص کیلئے دوصورتیں واضح کی گئی ہیں۔

ا۔ ملزم کا از خود آزادانہ مرضی سے مذکورہ جرم کا ارتکاب کرنا۔ جس میں کوئی مجبوری یا اکراہ یا پولیس کا تشدد وغیرہ کے اثرات شامل نہ پائے جائیں۔ کیونکہ عموماً عدالتوں میں مجرم پولیس کے تشدد کے زیر اثر آزادانہ بیان دینے کی بجائے پولیس کے تشدد سے جان چھڑانے کیلئے غلط اور مجبوری کے تحت بیان دے دیتے ہیں۔ لیکن بعد میں مذکورہ بیان سے انحراف کے مرتکب ہوتے ہیں۔ چنانچہ دفعہ ہذا میں اس بات کا عدالت کو خاص خیال رکھنا ہوگا۔ کہ مجرم کا دفعہ 164 ضابطہ فوجداری میں بیان کسی تشدد کے زیر اثر نہ ہو۔ بلکہ سچا اور حقیقی رضا کارانہ ہو۔ اس امر کیلئے عدالت کو ملزم کے ساتھ ایک دوستانہ ماحول فراہم کرنا ہوگا۔ تاکہ مجرم کو بیان دیتے ہوئے یہ یقین ہو جائے کہ وہ بیان دینے کے بعد پولیس کی زیر حراست مزید تشدد کا سبب نہ بنایا جائے گا۔ اور عدالت کو مذکورہ بیان مقدمہ کی سماعت تک خفیہ رکھنے کا بھی مجرم کو یقین دلانا ہوگا۔ اسی دفعہ کے تحت دوسرا طریقہ برائے قصاص کے ثبوت کیلئے قانون شہادت کی دفعہ 17 میں مذکور طریقہ کار کو اپنے طریقہ سماعت میں استعمال کرنا ہوگا۔ جو قانون مذکور میں گواہوں کی تعداد کے مطابق شہادات قلمبند کرنے اور

[1] (فرمان صدر نمبر 10 مجریہ 1984۔)

marfat.com
Marfat.com

حدود یا دیگر قوانین میں گواہوں کی اہلیت اور تعداد پر وضاحت بیان کرتا ہے۔ جس کی تفصیل ہم آئندہ سطور میں وضاحت سے بیان کر رہے ہیں۔ اسی دفعہ کی ذیلی دفعہ 2 کسی بھی زخم یا ضرر کے بارے میں جس پر قصاص واجب ہو سکے۔ انہی اصولوں اور ضابطوں کی پیروی کرنے کا حکم دیتی ہے۔ لہذا اس پر تفصیلی بحث میں پہلے شریعت کے حوالہ جات اور بعد ازاں عدالتی فیصلوں کی تفصیلات درجہ ذیل ہیں۔

دفعہ ۳۰۴ (۱) الف کی رو سے رضا کارانہ اور سچا اقبال کرنے سے مراد ملزم خود اپنے جرم میں آزادانہ بلا جبر و اکراہ اپنی مرضی سے اقرار کرے یہ اقرار صریح اور معنوی ہونا چاہیے۔

صریح اقرار: یہ ہے کہ ملزم اقرار کرے کہ میں نے فلاں شخص کا قتل خود کیا ہے یا میں فلاں شخص کا قاتل ہوں یا فلاں شخص کا قتل مجھ پر ہے۔

اقرار معنوی: یہ ایسا اقرار ہے جو اپنے کسی فعل میں سے کسی بات کے اقرار بن جائے مثلاً کوئی شخص دوسرے پر الزام لگائے کہ تم نے فلاں شخص کو قتل کیا اور ملزم نے جواب میں "حق" کہا تو اس کے معنی ہوئے کہ اس نے اقرار معنوی کیا ہے اسی طرح کوئی شخص یہ کہے کہ مجھے اس الزام کیلئے سوچنے کا موقع دیا جائے تو بھی یہ اقرار معنوی ہوگا۔

قتل کے الزام میں اقرار صحیح یا اقرار مطلق کرنا ہوگا۔ اقرار معنوی دلالت نہ کرے گا۔ اقرار کرنے والا عاقل ہو جبکہ پاگل، ناداں یا مجنون کا اقرار تسلیم نہ کیا جائے گا۔ جبکہ دیگر کوئی شرائط نہیں۔ اقرار آزاد، غلام، تندرست، بیمار، غیر مسلم، مورد الزام یا غیر ملزم، بالغ یا نابالغ تمام کا تسلیم ہوگا۔ لیکن اس کے لیے یہ ضروری اور اہم ہے کہ اقرار کرنے والا اپنی رضا اور خوشی سے اقرار کرے اور اس پر کسی صورت میں اکراہ یا جبر کا بمطابق تشریحات دفعہ ۳۰۳ کا اطلاق نہ پایا جاتا ہو۔ چنانچہ فقہا نے اقرار کے لیے بالتفصیل درج ذیل شرائط بیان کی ہیں۔

شرائط اقرار

۱۔ اقرار کرنے والا عاقل ہو پاگل یا نادان بچے کا اقرار صحیح نہ ہوگا۔

۲۔ اقرار کرنے والے کا بالغ ہونا ضروری نہیں ہے۔ لیکن نابالغ کا اقرار محض انتہائی ضرورت کے تحت قبول کیا جائے گا۔ لیکن نابالغ مجور کا اقرار تسلیم نہ ہوگا نابالغ مجور وہ ہے (جسے مال کے تصرف سے روک دیا گیا ہو)۔

۳۔ اقرار کرنے والے کے لیے آزاد ہونا ضروری نہیں ہے غلام کا اقرار بھی قبول کیا جائے گا۔

۴۔ بیمار کا اقرار بھی قبول ہوگا بلکہ مرض کی شدت اقرار کی مزید تصدیق کا باعث ہوگی۔

۵۔ اقرار کرنے والے کے لیے مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے۔

۶۔ بعض فقہا کے نزدیک اس ملزم جس پر الزام عائد ہو، کا اقرار قبول نہیں کیا جائے گا۔ لیکن یہ قول درست نہیں کیونکہ اقرار

marfat.com

Marfat.com

خود اپنی ذات کے خلاف گواہی ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی لہٰذا درج ذیل آیت کی موجودگی میں ملزم کا اقرار بھی قابل قبول ہوگا ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو تم انصاف کو قائم کرنے والے بنو، اللہ کے واسطے گواہ بنو۔ خواہ یہ گواہی تمہاری اپنی ذات کے خلاف ہو۔

۷۔ اقرار بلا جبر و اکراہ اور اپنی آزادانہ مرضی سے ہو۔

۸۔ مدہوش آدمی کا اقرار بھی بصورت خاص قبول ہو سکتا ہے لیکن اس میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں۔

۹۔ وقت نزع کا اقرار نہایت اہم ہے کیونکہ وقت نزاع یہ تصور کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص جھوٹ نہیں بولتا۔ (سچ مرنے والے کے ہونٹوں پر ہوتا ہے)

۱۰۔ گونگے کا اقرار اشارہ کے ذریعہ یا تحریر پر دو طریقوں سے قابل قبول ہوگا۔ جس کو قاضی کی زبان ان اشاروں کو بیان کرے گی اور تحریر کیا جائے گا۔

اقرار کی مثالیں

ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں نے الف کو قصداً بندوق ماری۔ تو یہ اقرار ہے لیکن اگر یہ کہے کہ بندوق تو میں نے ماری ہے لیکن ب کس کی ضرب سے مرا۔ اقرار لاعلمی ہے۔ قصاص نہ ہوگا ٥ چنانچہ ایسے اقرار مطلق سے جن میں خطاء واضح نہ ہو شبہ پیدا کرتا ہے اور قصاص ساقط ہوتا ہے ٥ چنانچہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے فلاں شخص کو تلوار ماری ہے اور اس کو مار ڈالا تو یہ قتل خطاء شمار ہوگا ٥ [1] لیکن دو گواہوں کی مجمل شہادت سے خواہ اس میں ارادہ یا خطاء کا ذکر نہ کیا گیا ہے۔ تب بھی قتل عمد ہوگا ٥ [2] قاتل کا صرف اتنا کہہ دینا کہ یہ مقدر تھا قتل عمد شمار ہوگا ٥ [3] لیکن اگر اقرار قتل کے بعد یہ کہہ دے کہ میرا ارادہ قتل کرنے کا نہ تھا تو قصاص ساقط ہو جائے گا ٥ اسی طرح واضح اقرار قتل کے بعد دیگر اشخاص کو جرم قتل میں شامل کرنا غلط ہوگا ٥ جب ملزم کا اقرار جرم سے انکار پر ہو تو یہ اقرار نہیں بلکہ فراریت یا بریت کا بیان تصور کیا جائے گا ٥ کیونکہ ملزم کا خود کو بری الذمہ قرار دینا، قرار تصور نہ ہوگا ٥ اقرار سے انحراف کرنے پر بڑی سزا میں ملوث کیا جا سکتا ہے ٥ لیکن ایسے اقرار کو دیگر شہادات سے متوازی دیکھا جائے گا ٥ لیکن کسی شریک جرم کا اقرار اگرچہ سزایاب ہونے کیلئے کافی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ایک معاون شہادت کی حیثیت ضرور رکھے گا ٥ شریک مجرم کی شہادت اقرار محض ایک کمزور شہادت ہے ٥ اسلامک قانون میں اقرار آزادانہ ہو۔ اور کسی تشدد یا مجبوری یا اکراہ کا عمل نہ ہو تو درست تسلیم کیا جائے گا ٥ اقرار کروانے میں دیر کو شہادت کیلئے مخدوش تصور کیا جا سکتا ہے ٥ کسی مجسٹریٹ کا اقرار لینے میں تساہل یا قانونی سقم کسی

---

[1] (قول امام ابو یوسف، فتویٰ قاضی خان، امام محمد) [2] (ہدایہ) [3] (کتاب الاختیار حصہ ۲۰۰)

marfat.com
Marfat.com

آزادانہ اقرار کی حیثیت کو نہیں بدل سکتا۔ اگر شریک جرم کی شہادت دیگر شہادات سے مطابقت نہ رکھتی ہو تو ایسی شہادت دوسرے شریک جرم کے بیان کو متاثر نہیں کر سکتی۔[1]

اقرار لینے کیلئے سوالات

اقرار اگر آزادانہ ہو۔ تو سزا کیلئے بہترین شہادت تصور کی جا سکتی ہے۔ عدالت کو ہائی کورٹ کی ہدایات کے مطابق ترتیب دیئے گئے دیگر سوالات کے علاوہ اقرار لینے کیلئے تین سوالات نہایت ضروری ہیں۔

i. ملزم کو کہا جائے کہ وہ اقرار کیوں کرنا چاہتا ہے۔

ii. عموماً دیہات کی روایات کے مطابق ملزم کے پاس کسی عورت کو بھیجا جاتا ہے کہ وہ اقرار جرم کر لے تاکہ دیگر ملوث افراد کو تحفظ حاصل ہو سکے وغیرہ۔ اور عورت کے احترام میں ملزم ایسا کر لیتا ہے۔ تو اس امر کا بھی سوال کیا جا سکتا ہے۔ کہ کیا تمہیں کسی عورت کیطرف سے محبت، خوف یا اکراہ سے اقرار کیلئے مجبور کیا گیا ہے؟

iii. ملزم کے شناخت کو ریکارڈ میں لایا جائے گا۔ اور نشان انگوٹھا اور دستخط کے علاوہ دیگر دو عدد جسمانی ذاتی شناخت کا اضافہ کیا جائے گا۔

یہاں اقرار کے لیے عدالت عالیہ کی ہدایت کے مطابق چند سوالات ترتیب دیے گئے ہیں۔ جو اقرار کو ریکارڈ کرنے کیلئے مجسٹریٹ کا ملزم سے کرنا ضروری ہیں۔

i. آپ پولیس کے زیر حراست کب تک رہے؟

ii. آپ کو اقرار کیلئے کسی پریشر، دباؤ یا مجبوری میں تو نہیں ڈالا گیا ہے؟

iii. آپ کو اقرار کیلئے خوفزدہ کیا گیا ہے؟

iv. کیا آپ کو سلطانی گواہ بنایا گیا ہے؟

v. کیا آپ کو اقراری شہادت کیلئے کسی طرف سے ترغیب دی گئی؟

vi. آپ یہ اقرار کیوں کرنا چاہتے ہیں؟

اقرار لینے کا طریقہ کار

i. اقرار کے وقت ملزم کی ہتھکڑیاں کھول دی جائیں گی۔

ii. پولیس کو عدالت سے باہر نکال دیا جائے گا۔

iii. ملزم کو اکیلا بیٹھ کر سوچنے کیلئے وقت دیا جائے گا۔

---

1. (PLJ2000SC771 - 2000SCMR785)

marfat.com

Marfat.com

iv. ملزم کو کہا جائیگا کہ وہ اقرار کیلئے مجبور نہیں کیا جارہا۔ کیونکہ یہ بیان اس کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور اس میں سزا بھی ہو سکتی ہے۔

v. ملزم کو یقین دلایا جائے کہ خواہ اقرار کرے یا نہ۔ ملزم کو اب پولیس کے حوالے نہ کیا جائے گا[1] اقرار لینے میں تاخیر کی وجوہات اور نتائج بھی قانون میں نہایت اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ ایک ماہ تک پولیس کی حراست میں رہنے کے بعد اقرار بوجہ تشدد قابل تسلیم نہ ہوگا[2] لہذا جب تک ثابت نہ ہو کہ اقرار دباؤ اور تشدد کا نتیجہ نہ ہے۔ تو تسلیم کرنے سے انکار نہ کیا جائے[3] اقرار کو تاخیر سے کروانے کیلئے وجہ بیان کرنا ہوگی ورنہ اسکی شہادتی حیثیت ثابت نہ ہوگی[4] چنانچہ تاخیر سے اقرار کیلئے کوئی واضح اصول نہیں لیکن قاضی اس کے اثرات کو نظر انداز نہیں کر سکتا[5] اسی طرح اقرار سابقہ سے انحراف بھی دیگر شہادات کی موجودگی میں سزا کو متاثر کر سکتا ہے[6] اقرار کے دوران کسی بھی ٹیکنیکل کمی یا غیر تناسب صورت حال کو نظر انداز کر دیا جائے گا[7] ماورائے عدالت اقرار کے بعد شریک مجرم کا انکاری بیان بھی شہادت میں مذکورہ اعتراز حیثیت کو کم کر دیتا ہے[8] اگر اقرار کی شہادت پر دوران سماعت اعتراض نہ کیا گیا ہو۔ خواہ مذکورہ اقرار پولیس کے تشدد کا نتیجہ ہی کیوں نہ ہو تو ایسی شہادت کو بادی النظر میں درست تسلیم کیا جا سکتا ہے[9] ماورائے عدالت اقرار ایک کمزور شہادت ہوتی ہے[10]

شہادت

آرٹیکل ۱۷ قانون شہادت: اس دفعہ کی ذیلی دفعہ (ب) میں مذکورہ شہادت ۱۹۸۴ء کا آرٹیکل ۱۷ گواہوں کی اہلیت اور تعداد اس طرح ہے کہ۔

۱۔ شہادت دینے کے لئے کسی شخص کی اہلیت اور کسی مقدمہ میں مطلوبہ گواہوں کی تعداد احکام اسلام کے مطابق متعین کی جائے گی۔ جس طرح قرآن پاک اور سنت میں اس کا تعین کیا گیا ہے۔

۲۔ تاوقتیکہ نفاذ حدود سے متعلق کسی قانون یا کسی دیگر قانون میں بصورت دیگر قرار نہ دیا گیا ہو۔

(الف) مالیاتی یا آئندہ وجوب سے متعلق معاملات میں اگر ان کو ضبط تحریر میں لایا جائے دستاویز پر دو مردوں کی یا ایک مرد

---

۱ PLD1958Lh599 - PLD1987Fsc43 ۲ (1981SCMR597) ۳ PLJ1996SC805 - PLD1977Kar760 - 1995SCMR1615 ۴ PLD1977Kar760 ۵ PLJ2000SC419 - 1999SCMR1818

۶ 2000SCMR785 ۷ 1992SCMR1983 ۸ 2000SCMR1634 ۹ (PLD1976SC21) (1991SCMR2300) (1988SCMR819) (1993Pcrlj1632) (PLD1993Kar13) (1985MLD110) (PLD1981Kar537) (1987MLD55) (1989Pcrlj545) (PLD1996Kar465) (1992ALD269) (PLD1967Lah1138) ۱۰ (NLR1993CR362 - NLR1984CR414)

marfat.com

Marfat.com

اور دو عورتوں کی گواہی ہوگی۔ (تا کہ اگر ضروری ہو تو ایک دوسری کو یاد دہانی کرا سکے اور شہادت پیش کی جائے)

ب) تمام دیگر معاملات میں عدالت ایک مرد یا ایک عورت یا ایسی دیگر شہادت قبول کر سکے گی یا اس پر عمل کر سکے گی۔ جس طرح کہ مقدمہ کے حالات تقاضا کریں۔

لیکن قتل کے مقدمات پر اس امر پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ کسی وارث کی گواہی مورث کے زخمی ہونے کی صورت میں قابل قبول نہ ہوگی o کیونکہ وارث مذکورہ گواہی سے مفاد حاصل کر سکتا ہے اور لالچ کی بناء پر وہ درست گواہی دینے سے گریزاں ہوگا o اسی طرح شہادت کو درست تسلیم کرنے کی ایک شرط یہ بھی ہوگی کہ ایک دوسرے کے بیان کو جھٹلایا نہ جائے گا o ورثاء میں سے کوئی وارث خواہ فاسق ہی کیوں نہ ہو کسی ایک وارث کی بابت مجرم کے معاف کر دینے کا اقرار کرے خواہ اس وارث کا یقین کیا ہو، یا نہ کیا ہو، قصاص باطل ہوگا لیکن اس امر میں دو معتبر گواہان کی شہادت درکار ہوگی o اگر وارث کو ترکہ سے ملنے کی بوجہ قرض کی امید نہ ہو، تو گواہی تسلیم کی جائے گی o یا وارث کی گواہی زخمی مورث کے تندرست ہو جانے پر قابل قبول ہوگی o وارث کی گواہی کا مطلب ایسے وارث کی گواہی جو مورث کی جڑ یا شاخ میں سے نہ ہو o کیونکہ ایسی گواہی تو سرے سے ناقابل قبول ہے o اگر مقتول کا کوئی وارث اپنا قصاص معاف کرے تو اس معافی کو ثابت کرنے کے لیے یا اپنے حصے کی دیت معاف کرنے کے لیے دو معتبر گواہوں کی شہادت پیش کرے کیونکہ قصاص کی معافی ناقص دلیل پر نہیں ہو سکتی o اگر چہ دیت کی معافی کیونکہ مالی معاملہ ہے۔ لہذا اسکی معافی ناقص دلیل یعنی محض ایک شخص کی گواہی اور قسم کھا لینے سے بھی ممکن ہوگی o کسی فاسق وارث کی کسی دوسرے وارث کے معافی قصاص کے بارے میں شہادت بابت اقرار معافی ہرگز معتبر تصور نہ کی جائے گی o لیکن دیت کے سلسلے میں ایسی گواہی قابل قبول ہو سکتی ہے۔ جبکہ قصاص سے ساقط ہو گیا o اگر قصاص کے گواہان اپنے بیان سے پھر جائیں تو وہ ادائیگی دیت کے ضامن ہونگے o لیکن ان پر قصاص عائد نہ ہوگی۔ کیونکہ ان کا شریک قتل ہونا ثابت نہیں ہے۔

قتل کے مقدمات میں عموماً دو عادل گواہوں کی شہادت سے قتل عمد پر جرم ثابت ہوگا۔ اور قتل خطاء یا قتل شبہ عمد پر بھی یہی شہادت ہوگی۔

شہادت قلمبند ہونے کے دوران مجرم کو قید رکھا جائے گا۔ لیکن قتل خطاء کی شہادت کے دوران قید رکھنا ضروری نہیں اگر زخمی بیمار ہو کر مر گیا تو اس کی موت کا سبب زخموں کو قرار دیا جائے گا۔ اگر گواہوں نے بھی گواہی دی کہ فلاں شخص نے بندوق سے فلاں آدمی کو مار ڈالا تو قتل عمد ہوگا۔ (یہی حکم تلوار یا نیزہ کیلئے ہے) o اگر گواہ قتل خطاء کی گواہی دیں تو مقبول تصور ہو گی o اگر ایک گواہ قتل عمد کی اور دوسرا قتل خطاء کی گواہی دے تو شہادت قبول نہ ہوگی o اگر گواہان قتل کے وقت اور جگہ میں اختلاف ہو تو شہادت درست نہ ہوگی o اگر ایک گواہ آلہ قتل سے لاعلمی کا اظہار کر دے تو شہادت قبول نہیں o اگر گواہان قاتل کے اقرار کے وقت یا جگہ میں اختلاف کریں تو شہادت قبول کر لی جائیگی۔

marfat.com

Marfat.com

اگر گواہان قصاص لینے کے بعد اپنی گواہی سے پھر گئے تو گواہان سے دیت لی جائیگی اگر مدعی نے دو اشخاص پر قتل کا دعوی کیا کچھ گواہوں نے ایک شخص کو اور دیگر نے دوسرے شخص پر قتل کی شہادت دی تو سب کی گواہی غلط ہوگی۔

احادیث اور فقہ میں اصول شہادت: احادیث مبارکہ میں گواہی اور شہادت کیلئے درج ذیل اصول وضع ہیں۔

۱۔ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا (البینتہ علی المدعی والیمین علی من انکر) دلیل مدعی کے ذمہ ہے اور قسم انکار کرنے والے پر ہے۔[۱]

۲۔ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی لالچ میں جھوٹی قسم کھائے اور اس کے جب کسی مسلمان کا مال لے لے، تو قیامت کے دن اللہ اس سے غضب ناک ہوگا۔ جس کی دلیل قرآن میں اس طرح ہے (ان الذین یشترون بعھد اللہ و ایمانھم ثمناً قلیلا) تحقیق وہ لوگ جو خریدتے ہیں اللہ کے عہد اور قسموں کے ساتھ قیمت تھوڑی۔۔۔۔۔۔۔اسے آخری آیت تک پڑھا جائے۔[۲]

۳۔ام سلمہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص خوب تقریر کرنے والا اپنی چرب زبانی سے مجھ سے اپنے مسلمان بھائی کے حق میں غلط فیصلہ لے لے اس کے لئے میں آگ کا حکم دے رہا ہوں۔[۳]

۴۔زیدؓ بن خالد سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں بہترین گواہ وہ ہیں جو گواہی کیلئے کہے جانے سے پہلے اپنی گواہی دے دیتے ہیں۔[۴]

۵۔ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے ایک قوم پر قسم ڈالی اور اٹھانے والے کیلئے قرعہ ڈالا۔[۵]

۶۔عمرو بن شعیبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدعی پر گواہی اور مدعا علیہ پر قسم رکھی ہے۔

۷۔جابر بن عبداللہ نے روایت کی ہے ایک جانور کے متعلق دونوں فریقوں نے دعوی کیا کہ جانور اس کا ہے اور گواہی دی چنانچہ آپ نے اس کے حق میں فیصلہ دیا جس کے قبضہ میں تھے۔[۶]

۸۔ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جانور کے متعلق جھگڑے میں فریقین گواہ نہ لائے تو آپ ﷺ نے قسم کھانے کیلئے فریقین میں قرعہ ڈالا۔[۷]

۹۔خریم بن نائیل نے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شرک کے مترادف ہے۔

۱۰۔حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا، مرد، عورت، حدزدہ مرد، عورت اور بھائی کے خلاف کینہ رکھنے والے کی گواہی منظور نہیں ہے۔[۸]

۱۱۔ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے جنگل میں رہنے والوں کی گواہی بستی والوں پر جائز قرار نہ دی۔[۹]

---

۱ (متفق علیہ) ۲ (متفق علیہ) ۳ (متفق علیہ) ۴ (رواہ مسلم) ۵ (صحیح بخاری) ۶ (شرح السنتہ) ۷ (ابوداؤد۔ابن ماجہ)
۸ (ابوداؤد) ۹ (ابن ماجہ)

marfat.com
Marfat.com

۶۔ ملزم کو اس وقت تک حراست میں نہ لیا جائے جب تک کہ گواہوں کی گواہی نہ ہو جائے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک صرف ایک گواہ عادل کی گواہی پر بھی ملزم کو قید کیا جا سکتا ہے ۝ ۱

۷۔ وکالت کے ساتھ عدالت میں پیش ہونے کے لیے مدعا علیہ مقدمات حدود و قصاص کے علاوہ آزاد ہے۔ کیونکہ بوقت ثبوت اور حکم حدود قصاص میں اصالتاً پیش ہونا ضروری ہے۔ تعزیری مقدمات میں وکالتاً پیش ہونا جائز ہے خواہ موکل حاضر ہو یا غائب ۝ ۲

۸۔ اسی طرح حدود و قصاص میں وکیل کا اقرار بھی ناجائز ہے بعض کے نزدیک یہ اقرار استحساناً جائز ہے ۝ ۳

۹۔ صرف حدود کے مقدمات میں شہادت کو چھپانا جائز ہے۔ (لیکن قصاص میں نہیں) کیونکہ حدود کے جرائم میں عیب پوشی بھی نیکی ہے ۝ ۴

۱۰۔ لیکن ایک بار گواہی دے کر انحراف کرنا غلط ہے۔ حدود و قصاص کے مقدمات میں دو مردوں کی گواہی قبول ہے لیکن زنا کے مقدمات میں چار مردوں کی گواہی معتبر ہے۔ عورت کی گواہی قبول نہیں ہے ۝ ۵

۱۱۔ گواہوں کے معیار پر عدالت کو اس وقت تک اعتبار کرنا ہوگا جب تک کہ فریق ثانی اعتراض نہ کرے۔ کیونکہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کے حق میں عادل ہیں۔ قذف کے مجرم کی گواہی کسی صورت قبول نہیں ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ گواہان کے معیار کی تحقیقات قاضی از خود بھی کروائے ۝ ۶

۱۲۔ گواہ کا معیار تزکیۃ الشہود یہ ہے کہ گناہ کبیرہ سے پاک اور گناہ صغیرہ سے محفوظ رہنے والا ہو۔ اس کی نیکی اس کی برائی پر غالب ہو۔ اور اس میں غلطی کرنے کا معیار اس کے صحیح اقدام پر غالب ہو ۝ ۷

۱۳۔ گواہ کے لیے شرط ہے کہ عاقل۔ بالغ۔ آزاد۔ بولنے والا۔ دیکھنے والا ہو۔ اور قذف کا سزا یافتہ مجرم نہ ہو۔ گواہی دیتے ہوئے اپنے نفع و نقصان کا خیال نہ کرے۔ صرف اللہ کے لیے دے۔ واقعہ کے بارے میں مکمل واقف ہو (البدائع) اگر پہلے گواہ کی گواہی پر دوسرا شخص صرف اتنا کہے کہ جو کچھ اس شخص نے کہا ہے وہ درست ہے تو گواہی قبول ہوگی ۝ ۸

۱۴۔ باپ کی گواہی بیٹے۔ پوتے کے حق میں۔ بیٹے کی گواہی باپ دادا کے حق میں۔ میاں بیوی کی گواہی ایک دوسرے کے حق میں۔ آقا کی گواہی غلام کے حق میں اور شریک کی گواہی قبول نہ ہوگی۔ ذمی کی گواہی مسلمان کے حق میں جائز نہیں ہے ۝ ۹

۱۵۔ مخنث۔ نوحہ گر۔ مغنی۔ دائمی شرابی۔ مرغ باز۔ گناہ کبیرہ کا مرتکب۔ حمام میں ننگا ہونے والا۔ سود خور۔ جواری۔

---

۱ (الہدایہ) ۲ (البدائع) ۳ (المحیط) ۴ (الہدایہ) ۵ (الہدایہ) ۶ (الہدایہ) ۷ (الہدایہ) ۸ (الہدایہ) ۹ (الہدایہ)

marfat.com

Marfat.com

راستے میں پیشاب کرنے والا۔ یا راستے میں کھانا کھانے والا۔ بزرگان کو برا بھلا کہنے والے کی گواہی قبول نہ ہوگی ⭘[1]

۱۶۔ اگر گواہ اپنی گواہی سے انحراف کا مرتکب ہو تو قاضی کے فیصلے سے پہلے رجوع کرنے پہ تاوان نہیں ہے لیکن فیصلے کے بعد رجوع کرے تو قاضی فیصلہ منسوخ نہ کر سکے گا۔ لیکن اگر گواہ کے بارے میں قاضی کے فیصلہ کے بعد بھی معلوم ہو جائے کہ گواہ غلام ہے یا قذف کا مجرم ہے تو قاضی کا فیصلہ بھی منسوخ ہو جائے گا ⭘[2]

۱۷۔ جو گواہ اپنی گواہی سے انحراف کا موجب ہو اس کو تعزیر بلا تاوان ہوگی۔ اور اس قدر ہوگی جس قدر نقصان ہوا ہے ⭘[3]

۱۸۔ ایک دفعہ جھوٹی گواہی دینے والے مجرم کی گواہی اس کی توبہ تک قبول نہ کی جائے ⭘[4]

۱۹۔ نسوانی معاملات میں جو کہ ولادت بکارت یا ایسے معاملات اور مقامات۔ جن تک مرد کی رسائی نہ ہو۔ یا واقف نہ ہوں تو عورت کی گواہی قبول ہوگی ⭘[5]

۲۰۔ قاضی کا مقدمہ کے بارے میں ذاتی علم رکھنا فیصلہ کے لیے حجت نہیں۔ اگرچہ از روئے قیاس وہ قابل اعتبار ہوگا ⭘[6]

۲۱۔ قاضی مجرم کے اقرار کا گواہ تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ یہ شہادت قبول ہوگی ⭘[7]

۲۲۔ عورت کا فیصلہ (بطور قاضی) حدود و قصاص کے مقدمات کے علاوہ دیگر تمام معاملات میں جائز ہے ⭘[8]

۲۳۔ قاضی کے لیے مجتہد یا وکیل کا مشورہ تسلیم کرنا ضروری نہیں ہے ⭘[9]

۲۴۔ جرائم میں مصالحت صرف حدود کے جرائم میں جائز نہیں۔ دیگر جرائم مال۔ منافع۔ عمداً یا خطأ ہونے والے جرائم میں صلح جائز ہے ⭘[10]

۲۵۔ جبراً اقرار یا صلح بھی مجرم پر جائز نہیں ہے اور ایسا اقرار باطل ہوگا ⭘[11]

۲۶۔ اگر قصاص کی بجائے عمر قید کی سزا سنائی گئی ہو۔ تو ولی اور ورثا کی جانب سے معافی کا معاملہ ختم ہو جائے گا۔ اور اب اس معاملہ کا دفعہ ۳۴۵ ضابطہ فوجداری میں حکومت کی مرضی پر عمل درآمد ہوگا ⭘[12]

تزکیہ الشہود

عدالت کا کسی گواہ یا گواہوں کے بارے میں تحقیق کرنا کہ وہ عادل ہیں یا غیر عادل، مقبول الشہادات ہیں یا غیر مقبول، اپنے کردار و عمل کے اعتبار سے کیسے لوگ ہیں تزکیہ کہلاتا ہے۔ اور یہ عدالت کی ذمہ داری ہے۔

قرآن الحکمت میں ارشاد باری تعالی ہے۔ یا ایھا الذین آمنو کونو قوامین بالقسط شھداء

(ترجمہ) اے ایمان والو جب انصاف کیلئے جاؤ تو اللہ کیلئے شہادت دو خواہ یہ تمہارے، تمہارے والدین اور تمہارے

---

[1] (قدوری) [2] (قدوری) [3] (السراج الوہاج) [4] (الحمادیہ) [5] (الھدایہ) [6] (الکافی) [7] (مجلہ) [8] (ہدایہ) [9] (محیط)

[10] (قدوری) [11] (قاضی خان) [12] PLD1991SC202

marfat.com

Marfat.com

نزدیکی رشتہ دار، امیر یا غریب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تمہارے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرتے ہو۔[1] قرآن کی درج بالا آیت اور اسی طرح دیگر آیات[2] میں اللہ تعالی نے سچائی کی شہادت دینے کیلئے انسانوں کو پابند کیا ہے۔ ریٹائرڈ جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن نے اپنی کتاب اسلامی قانون شہادت میں تزکیہ الشہود کے بارے میں درج ذیل اصولوں کی وضاحت کی ہے۔

۱۔ تکمیل شہادت کے بعد اگر عدالت کو گواہان کا عادل ہونا معلوم ہو تو وہ بلا کسی مزید تحقیق کے شہادت مذکورہ کی روشنی میں فیصلہ کرنے کی مجاز ہوگی۔ اسی طرح اگر عدالت کو گواہان کا فسق اور دروغ گو ہونا ثابت ہو تو شہادت مسترد کر دی جائے گی۔

۲۔ اگر گواہ کے بارے میں عدالت کو علم نہ ہو۔ مگر فریق مخالف نے گواہان پر جرح کے بعد ان کو غیر عادل اور غیر مقبول الشہادت ثابت کر دیا۔ تو عدالت ایسی شہادت مسترد کر دے گی۔

۳۔ حدود و قصاص کے مقدمات میں تزکیہ الشہود لازم ہوگا۔ خواہ مشہود علیہ کے عادل ہونے پر معترض نہ ہو۔

۴۔ حدود و قصاص کے سوا دیگر مقدمات جن میں تعزیرات اور مالی حقوق وغیرہ شامل ہیں۔ میں تزکیہ الشہود صرف اسی صورت میں کیا جائے گا۔ اگر مخالف فریق اس کا تقاضہ کرے۔

۵۔ جب گواہ عدالت میں شہادت دے چکے۔ تو عدالت مشہود علیہ اس شاہد کے عادل ہونے کے بارے میں سوال کرے گی۔

۶۔ اگر مشہود علیہ اسکے عادل (قابل اعتبار) ہونے کا اقرار کرے تو کسی تزکیہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن قاضی اگر ضروری خیال کرے تو تزکیہ کر سکتا ہے۔

۷۔ اسی طرح مشہود علیہ کی جانب سے شاہد کے بارے میں یہ کہنا کہ گواہ عادل ہے جائز ہے۔ جب کہ وہ خود اسکا اہل ہو۔ کیونکہ مشہود علیہ کی جانب سے شاہد کی تعدیل مذکی کی تعدیل کی جگہ ہے۔ لیکن اسکا یہ اقرار کرنا کہ گواہ عادل ہے لازماً اسکی ذات پر مدعی کے حق کے وجوب کا اقرار نہ ہوگا۔

۸۔ لیکن اگر مشہود علیہ شاہد پر کوئی عیب لگائے۔ تو عدالت پر واجب ہوگا کہ وہ اس عیب کے بارے میں تزکیہ کرے۔ البتہ حدود و قصاص میں تزکیہ بہر حال ضروری ہے۔ خواہ مشہود علیہ کوئی عیب لگائے یا نہ لگائے۔[3]

۹۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک صرف حدود اور قصاص کے مقدمات میں گواہوں کا تزکیہ ضروری ہے۔ دیگر مقدمات میں نہیں۔ لیکن صاحبین کے قول کے مطابق تمام مقدمات میں گواہوں کا تزکیہ کرنا ضروری ہے۔

---

۱ (النساء ۱۳۵) ۲ (سورۃ المائدہ ۸) (الحج ۳۰) ۳ (اسلام کا قانون شہادت از سید متین ہاشمی)

marfat.com

Marfat.com

۱۰۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے شہادت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم سورج کو دیکھ رہے ہو؟ سائل نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ تب آپ نے ارشاد فرمایا اس طرح کسی واقعہ کو دیکھ لینا تو شہادت ضرور دینا۔ درج بالا تمام مباحث کو ۱۰ میں زیر بحث لایا گیا ہے۔

جرم قصاص کا ثبوت

درج بالا اصولوں کے علاوہ درج ذیل اصول بھی قتل کے معاملات میں شہادات پر یقین کرنے کیلئے ضروری ہوگے۔ وہ امور جن سے جرم قصاص ثابت ہوگا۔ امام ابو حنیفہؒ، امام شافعی اور امام احمدؒ فرماتے ہیں۔ کہ قتل یا جراحت رسانی کیلئے مجرم کا اقرار یا دو اشخاص کی شہادت ضروری ہے جیسا کہ قرآن الحکمت میں مرقوم ہے (واستشھد واشھدین من رجالکم ۲ ؏ ترجمہ۔ اپنوں میں سے دو معتبر اشخاص کی گواہی لو۔ امام زہری کے نزدیک حدود قصاص میں عورتوں کی گواہی قبول نہ کی جائے ۞ جبکہ دیگر فقہا نے دو گواہوں یعنی مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کو بھی تسلیم کیا ہے ۞ لیکن یکسر عورتوں کی گواہی کو حدود قصاص میں تسلیم نہیں کیا جائے گا ۞ کیونکہ قرآن الحکمت میں فان لم یکونا رجلین فرجل وامراتن ترضون من الشھداء ۞ ۳ ترجمہ۔ اگر دو مرد گواہ دستیاب نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن پر تمہیں اطمینان ہو شہادت دیں ۞ فقہا کے نزدیک دونوں عورتوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے قصاص اور دیت واجب نہیں لیکن تاوان عائد ہوگا ۞ لیکن اگر دو عورتیں یا ایک مرد اور دو عورتیں یہ گواہی دیں کہ مجروح یا مقتول کی سر کی ہڈی ٹوٹ گئی تو جرم ثابت ہوگا ۞ کیونکہ سر کی ہڈی ٹوٹنے تک تو جرم میڈیکل رپورٹ سے ہی ثابت ہو چکا ہے ۞ صحت شہادت کی بنیاد اس پر ہے کہ جرم کی مکمل تصریح کی جائے ۞ چنانچہ گواہ کو واضح طور کہنا چاہیے کہ فلاں شخص اس تلوار کے زخم سے مر گیا ۞ یا اسے اس تلوار کے وار سے قتل کر دیا ۞ جادو کر کے ہلاک کرنا بھی قتل عمد میں شمار کیا جائے گا بشرطیکہ جادوگر خود اس کا اقرار کرے۔

قصاص کے وجوب کی شرائط: قصاص کب واجب ہوتا ہے۔ اس کی شرائط یہ ہیں۔

۱۔ قاتل عاقل و بالغ ہو۔

۲۔ مقتول کا خون دائمی محفوظ ہو، یعنی مرتد یا حربی نہ ہو۔

۳۔ قتل قصداً ہو۔

۴۔ آزاد کے بدلے آزاد

۵۔ غلام کے بدلے غلام ۞ ۴

۶۔ مرد عورت کے بدلے اور عورت کے بدلے مرد ۞ ۵

---

۱ (PLD2002Pesh65) ۲ (البقرہ ۲۸۲) ۳ (البقرہ ۲۸۲) ۴ (قرآن) ۵ (قرآن)

marfat.com
Marfat.com

۷۔ مسلمان ذمی اور معاہدہ والے کے بدلے اور ذمی معاہدہ والے کے بدلے مسلمان ؀[۱]

۸۔ قاتل قتل کا اقرار کرے یا اس کا قتل کرنا گواہوں سے ثابت ہو ؀[۲]

۹۔ مقتول کے ورثاء بالغ ہوں۔

۱۰۔ مقتول کے ورثاء قصاص پر موجود ہوں۔

۱۱۔ قاتل سزا کے بعد یا پہلے مجنوں ہو تو قصاص ساقط ہوگا۔

۱۲۔ بچوں کے قتل میں قصاص نہیں بلکہ بچوں کے قتل میں قتل عمد بھی قتل خطاء ہے۔ نہ ہی بچے پر کفارہ ہے۔ نہ ہی وہ وارثت میں خارج ہوگا۔

۱۳۔ جان کنی کی حالت میں قتل کر دینا بھی موجب قصاص ہوگا ؀[۳]

۱۴۔ اگر ایک قتل می ایک جماعت شامل ہو تو پوری جماعت سے قصاص ہوگا ؀[۴]

۱۵۔ لڑکے کے قتل پر باپ پر قصاص نہیں لیکن باپ کے قتل میں لڑکے پر قصاص ہے ؀[۵]

۱۶۔ اگر مقتول کے ورثاء میں قاتل کی اولاد ہو تو قصاص ساقط ہوگا ؀[۶]

۱۷۔ اگر کوئی زخمی ہونے کے بعد چند روز میں مر گیا تو قصاص واجب ہوگا۔

۱۸۔ قتل عمد کا واضح اقرار نہ ہو یا مجمل اقرار قتل پر قصاص نہیں ہے ؀[۷]

گواہ کیلئے شریعت میں شرائط: گواہ کیلئے شریعت میں شرائط یہ ہیں کہ گواہ عادل، معتبر اور حق پسند ہوں مسلمان عاقل اور بالغ ہوں، بدکار نہ ہوں، بدعتی اور مکار نہ ہوں، بدکلام اور صغیرہ گناہوں سے کنارہ کش ہوں، اندھے کا قول اور بہرے کی عقل تسلیم کی جائے گی۔ لیکن موجودہ دور جو کہ انتہائی نامساعد اور مذہبی لحاظ سے انحطاط پذیر ہے۔ اس لیے شرائط گواہ کا عادل بالغ اور عاقل ہونا کافی ہے بصورت دیگر جرائم کی سزائیں نافذ کرنے میں مشکلات ہوں گی۔ شہادت کے بعد گواہ اپنے قول سے پھر جائیں تو ان سے قصاص لیا جائے۔ کیونکہ ان کی شہادت سے ایک شخص کی جان گئی۔

قسامت: قانون شہادت میں قسامہ یا قسامت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ لغت کے اعتبار سے قسامت سے مراد قسم لینا ہے۔ چنانچہ ایسے مقدمات قتل میں جہاں شہادت موجود نہ ہو یا بعض ایسے عوامل جنمیں قسم کی ضرورت پیش آسکتی ہے ؀ مثلاً جب کسی قتل کے مدعیوں نے کسی بھی شخص پر قتل کا الزام عائد نہ کیا اور یہ بھی ثابت ہو کہ مذکورہ شخص طبعی موت نہیں مرا تو ایسی صورت میں مذکورہ علاقہ کے پچاس لوگوں سے قسم لی جائیگی۔ اور قتل نامعلوم کی دیت علاقہ پر مشترکہ طور

---

[۱] (مشکوٰۃ) [۲] (بدائع الصنائع) [۳] (کتاب الاختیار ۱۹۳) [۴] (کتاب الاختیار ۱۹۴) [۵] (مشکوٰۃ شریف) [۶] (فتاوی قاضی خان)

[۷] (فتوی قاضی خان)

marfat.com

Marfat.com

پر عائد ہوگی۔ اور یہ اسلیے کہ خون ناحق رائیگاں نہ جائے۔ اور علاقہ لوگ ایک دوسرے کے جان و مال کے تحفظ میں اپنا کردار ادا کریں۔

قسامہ کی صورت میں بھی قتل عمد پر قصاص اور قتل خطاء پر دیت ہوگی۔ اگر بیٹا اپنے باپ پر الزام عائد کرے کہ اسے اس کے باپ نے زخمی کیا ہے تو اس کے ورثاء سے قسم لی جائے گی اور باپ سے خون بہا وصول کیا جائے گا۔ یہ اصول ہے کہ ولی مقتول علاقہ کے جن لوگوں سے قسم لینا چاہے اپنی طرف سے نامزد کرے کیونکہ گواہی کی شرائط کا ان میں پایا جانا ضروری نہ ہوگا[۱] امام شافعی کے نزدیک قسامت کے بعد دیت واجب نہیں رہتی[۲] ایسی صورت میں جس نے قسم اٹھانے سے انکار کیا اسے قید کر دیا جائے گا۔ قسامت بچہ اور مجنون پر نہیں۔ اور اسی طرح عورت پر بھی۔ جس مکان میں مقتول پایا جائے تو گھر کے افراد پر قسامت ہے قید کی قسامت و دیت بیت المال پر ہوگی۔ قسامہ میں مقتول کے ورثاء کے سامنے علاقہ کے لوگ قسم کھا کر کہیں گے کہ فلاں شخص کو مارا یا زخمی کیا ہے۔ اسی طرح قصاص معاف کرنے کیلئے دو معتبر گواہوں کی شہادت لازم ہوگی۔ لیکن مذکورہ وارث کے اپنے حق میں معافی کیلئے شہادات کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ اقرار ہوگا۔ اسی طرح وارث کی اپنے مورث کے حق میں گواہی پر تاوان ہے قصاص نہیں ہے۔ کیونکہ وہ گواہی اس کے اپنے حق میں ہوگی۔

گواہی تین قسم کی ہے۔

۱۔ ایک وہ جہاں صرف مردوں کی گواہی معتبر ہوگی۔ مثلاً حدود و قصاص

۲۔ دوسری وہ جہاں صرف عورتوں کی گواہی معتبر ہوگی۔ مثلاً عورتوں کے راز جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہو سکتی۔ یعنی ولادت یا عورت کے باکرہ یا شیبہ ہونا۔ یا طلاق کی عدت کا پورا ہونا وغیرہ۔

۳۔ تیسری قسم میں مرد و عورت دونوں کی گواہی معتبر ہوگی۔ مثلاً مالی معاملات اور قرآن کی آیت[۳] کے مطابق کسی مالی معاملے میں گواہوں کی تعداد دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں کافی ہیں۔ تیسری قسم کی شہادت کی وضاحت نہ ہے[۴]

قبولیت کی شرائط: قبولیت شہادت کیلئے دس شرطیں ہیں۔

۱۔ گواہ کا آزاد ہونا ۲۔ مسلمان ہونا ۳۔ بالغ ہونا ۴۔ متقی ہونا ۵۔ واقعہ سے واقف ہونا
۶۔ گواہی میں گواہ کا نفع نہ ہونا ۷۔ گواہ سے دفع ضرر نہ ہونا ۸۔ گواہ غلط گواہی اور بے مروتی میں مشہود نہ ہو
۹۔ گواہ مشہود کا بیٹا یا غلام نہ ہو ۱۰۔ گواہ مشہود علیہ کا دشمن نہ ہو
۱۱۔ البتہ کفار کے معاملے میں یا غیر مسلم کے معاملے میں غیر مسلم کی گواہی قابل قبول ہوگی[۵]

---

۱ (ہدایہ ج ۴ ص ۶۳۵) ۲ (ہدایہ ج ۴ ص ۶۳۵) ۳ (سورۃ البقرۃ ۲۸۲) ۴ (تفسیر نعیمی از مفتی احمد یار خان گجراتی ج ۳ ص ۲۱۷) ۵ (تفسیر کبیر)

marfat.com
Marfat.com

گواہ کا وقوعہ کو دیکھنا ہر معاملے میں شرط نہیں ہے۔ مثلاً نکاح، طلاق، اوقاف، نسب، تبرکات وغیرہ جسمیں محض شہرت یا علامت پر گواہی دی جاسکتی ہے ○ زنا کے معاملات میں گواہی کو چھپانا افضل ہے۔ لہذا گواہ اس معاملے میں آزاد ہے کہ گواہی دے یا نہ دے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ جو کوئی مسلمان کی پردہ پوشی کرے۔ رب العزت اسکی دنیا و آخرت میں پردہ داری فرمائے گا۔ چوری کے مقدمات میں مال لینے کی گواہی ضروری ہے تا کہ مال والے کا حق نہ مارا جائے۔ اگر کسی معاملے میں زیادہ گواہ ہوں۔ تو گواہی فرض کفایہ ہے۔ لیکن اگر دو ہی گواہ ہوں۔ تو ان پر گواہی فرض عین ہے ○[1] دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے لہذا عورتوں کی گواہی ایک ہی مجلس میں لی جائے گی۔ دو عورتوں کی گواہی بوجہ نسیان ہے۔ اور قرآن نے دلیل دی ہے کہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری یاد کرائے ○[2] صحیح بخاری کی کتاب الشہادات فتح الباری شرح بخاری کی باب الشہادۃ النساء میں ایک حدیث ابو سعیدؓ حذری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ کیا ایک عورت کی گواہی ایک مرد کے نصف کے برابر نہیں ہے؟ عورتوں نے کہا کہ جی ہاں! کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ یہ عورت کے عقل میں کمی کے باعث ہے۔ ○ حضرت امام شافعی اپنی والدہ کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ اور ایک عورت مکہ کے قاضی کے پاس گواہی دینے لگی تو قاضی نے امتحاناً ان دونوں کو علیحدہ کرنا چاہا۔ تو امام شافعی کی والدہ محترمہ نے کہا۔ کہ آپ کو یہ حق حاصل نہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اگر ایک بھول جائے تو دوسرے اُسے یاد دلادے ○[3] مطبوعہ لاہور 1981 قتل خطاء میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے ساتھ یا ہر اس قتل میں جس میں قصاص نہ ہو جائز ہے۔ لیکن جن میں قصاص ہو انمیں جائز نہ ہے ○[4] مرتد ہونے کی گواہی ایک مرد اور دو عورتوں کی قبول ہوگی۔ مگر ایسی گواہی پر قتل کی سزا نہ ہوگی۔ کیونکہ ایک شخص کی شہادت سے قتل ثابت نہیں ہوتا۔ شہادت پر شہادت اور عورتوں کی شہادت مردوں سے مل کر بھی قتل ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن دیگر تعزیری سزا دے سکے گا۔ ذمی کے خلاف گواہی میں بھی ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قتل کی سزا نہ دلوا سکے گی اگر ذمی عہد شکنی سے انکار کرتا ہو۔ تو اصول یہ ہے کہ ان معاملات میں عورتوں کے ساتھ مرد کی گواہی محب قرار پائے گی۔ جو شبہ کے باوجود ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن جو معاملات شبہ سے ساقط ہوتے ہیں۔ ان میں محب قرار نہیں پاسکتی ○○[5]

اسی طرح علامہ امام زھری فرماتے ہیں۔ حدود و قصاص کا دار و مدار شبہات پر چھوڑ دینا یا ساقط کر دینا ہے جبکہ عورتوں کی شہادت بذات خود شبہ سے خالی نہیں ہے۔ جو کہ بھول، غفلت اور نقصان عقل دین کی وجہ سے ہے ○[6]

قانون شہادت دفعہ 17 دو عورتوں کو یکجا نہ کرنے کے بارے میں آیت قرآنی (282:2) کی وجہ علت نسیان ہے۔

---

۱ (تفسیر معالم القرآن از محمد علی الصدیقی کاندھلوی پارہ سوئم ص ۳۷۶ ۔ ۳۷۷) ۲ (صحیح بخاری) ۳ (فتح الباری ص ۲۶۷ ج ۵) ۴ (کتاب المبسوط ج ۲۶ ۔ ۲۵ ص ۱۲۵ بیروت) ۵ (شرح السیر الکبیر ج اول ص ۲۸۷) ۶ (بدائع الصنائع ج ۶ ص ۲۷۹ بیروت)

marfat.com

Marfat.com

جب مالی معاملات میں یہ علت موجود ہے۔ تو غیر مالی اور فوجداری مقدمات میں بھی علت ضروری ہے۔ چنانچہ تمام مقدمات میں دو عورتوں کا بیان مکمل ہو کر ایک مرد کے برابر سمجھا جائے گا۔[1] قتل خطاء یا ایسے قتل جن میں قصاص نہ ہو بلکہ دیت واجب ہو تو اسکا موجب مال ہے۔ ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قبول ہوگی۔[2] حمام میں ہونے والے قتل کیلئے بھی جسمیں دیت لازم آتی ہو۔ عورتوں کی گواہی قبول ہوگی تا کہ قتل رائیگاں نہ جائے۔[3]

اسلام میں گواہی کے درجات: صبحی محمصانی کی کتاب فلسفہ شریعت اسلام میں گواہی کے درج ذیل درجے بیان ہوئے ہیں۔

۱۔ چار مردوں کی گواہی: زنا مستوجب حد میں ہے۔ بحوالہ آیت قرآنی[4] والذین یرمون المحصنت ھم الفسقون ○

۲۔ تین اشخاص کی گواہی: امام احمد بن حنبل نے کہا ہے۔ کہ اگر ایسا شخص مفلس ہونے کا دعوی کرے جسکا مال دار ہونا مشہور ہو ایسے مفلس کو ثابت کرنے کیلئے تین گواہ درکار ہیں۔ (مفلسی کے معاملات میں پاکستان میں ایسا ضروری تصور نہیں کیا گیا)۔

۳۔ دو مردوں کی گواہی: زنا کے علاوہ دیگر تمام حدود و قصاص میں دو مرد گواہ لازم ہیں۔

۴۔ دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی: بحوالہ آیات قرآنی[5] ایسی گواہی مقدمات مال میں قابل قبول ہوتی ہے۔ مثلاً خرید و فروخت، قرضہ، غصب، واجبات، نکاح، طلاق وغیرہ۔

۵۔ ایک مرد کی گواہی اور قسم: ایسی گواہی مذاہب حنفی، مالکی اور اوزاعی مذاہب میں قابل قبول نہیں ہے۔ لیکن مذہب اھل الظاہر کے نزدیک ایسی گواہی زنا کے علاوہ قبول ہے۔ جو حقوق العباد پر مبنی ہونگے۔ اور اسکی روایت موطا امام مالک، صحیح مسلم اور احمد بن حنبل سے، دار قطنی نے بھی کی ہے۔ جسکے مطابق حضرت صدیقؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے بھی ایسے فیصلے کیے۔

۶۔ تنہا عورت کی گواہی: تنہا عورت کی گواہی صرف ان معاملات میں جائز ہے جہاں مرد نہیں دیکھ سکتے۔ یا مطلع نہیں ہو سکتے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں وارد ہے۔ کہ ایسے معاملات میں ان چیزوں کے متعلق جنہیں مرد معلوم نہیں کر سکتے تنہا عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی۔ مثلاً بچہ پیدا ہونے اور نسوانی معاملات وغیرہ۔ (ایسے معاملات کیلئے ماہر خواتین سے رائے لی جاسکتی ہے)۔

۷۔ ایک مرد کی گواہی: اگر مدعی کی قسم سے تائید ہو جائے تو ایک مرد کی گواہی معاملات مال میں قبول ہوگی۔ لیکن جمہور علماء کا اسپر اتفاق نہ ہے۔ لیکن لڑکوں کے معاملے میں معلم کی گواہی، نقصان کے ثبوت میں واقف کار کی گواہی، گواہ کے

---

[1] (NLR1986SD557) [2] (شرح المجلۃ از سلیم رستم باز لبنانی ج ۱۵ ص ۱۰۰۳) [3] (رد المختار ج ۵ ص ۴۹۸) [4] (النور: ۴) [5] (البقرہ: ۲۸۲)

marfat.com
Marfat.com

عادل ہونے کیلئے فروخت شدہ چیز کے عیب میں گواہی، ایک مرد کی ہی کافی ہوگی۔ اور ترجمان کا قول ہر حال میں تسلیم کیا جائے گا۔

شہادات عدم قبولیت: جو شہادات قابل قبول نہ ہونگی۔ ہدایہ میں درج فہرست کے مطابق اسطرح ہیں۔

خواتین کی شہادت سزائے موت قید یا تاریانہ میں نامقبول ہے گی ٥ کافروں، مشرکوں اور غیر مسلموں کی شہادات بھی مسلمانوں کے خلاف نا قابل ادخال ہیں ٥ پیشہ ور ناچنے، گانے، بٹیر اور کبوتر باز، قمار باز لوگوں کی شہادت بھی قبول نہیں ٥ عمداً نماز اور زکوٰۃ ترک کرنے والوں کی گواہی، سود خور، شراب نوش، نشہ کرنے والے اشخاص کی گواہی بھی مردود ہے ٥ یہاں تک کہ تہمت طراز، جھوٹی قسمیں کھانے والے، جھوٹ بولنے والے، ہیجڑے اور اندھے کی شہادت بھی قبول نہ ہوگی ٥ صحابہ اکرام کو برا بھلا کہنے والے اور جانب دار گواہوں کی شہادت بھی قابل قبول نہیں ٥ قریبی تعلق دار، زوجین کی شہادت، باپ، بیٹے دادے، پوتے کی شہادات ایک دوسرے کے حق میں طرف داروں کے شبہ کی بنیاد پر قابل قبول نہ ہوگی ٥ یہاں تک کہ تجارتی کاروبار میں شریک اور ملازم اور حاکم کی شہادت، کارخانہ دار اور مزدور کی شہادت ایک دوسرے کے حق میں مقبول نہیں ہیں۔

شریعت کورٹ آزاد کشمیر نے اپنے فیصلوں میں درج ذیل نتائج اخذ کیے ہیں ٥[1] قصاص اور حدود کے مقدمات میں جہاں مرد گواہ موجود ہوں۔ عورت کی گواہی نہ لی جائے گی۔ لیکن اگر استغاثہ پیش کرے تو بیان قلمبند ہو سکتے ہیں۔ (کیونکہ شرع میں عورتوں کا کثرت سے باہر نکلنا معیوب ہے) ٥[2]

جسٹس ریٹائرڈ زیڈ۔ اے چرمہ نے اپنے مضمون شہادت کے اطلاق میں فوجداری جرائم کی شہادات پر سیر حاصل کی ہے۔ جو سندھ، بلوچستان لاء رپورٹس نے سال 2002 کے ریفرنس صفحہ نمبر 65 پر شائع کیا ہے۔ جس کی وضاحت میں جانے کی بجائے ہم یہاں انکے مضمون سے پیراگراف مناسب جگہوں پر استعمال کریں گے۔ انہوں نے اپنے مضمون میں جرائم کیلئے مقدمات میں درج ذیل اقسام کی شہادات کا ذکر کیا ہے ٥[3]

۱۔ چشم دید گواہ	۲۔ ریکوری شہادت	۳۔ میڈیکل / ایکسپرٹ شہادت	۴۔ پولیس آفیسر کی شہادت
۵۔ نزاعی شہادت	۶۔ واقعاتی / حادثاتی شہادت	۷۔ ملزم کا بیان	۸۔ دفاعی شہادت

قرآئنی یا واقعاتی شہادت

واقعاتی شہادت، پولیس رپورٹس، ملزم کی نشاندھی پر برآمدگی بھی مکمل ہو۔ ایسی صورت میں پولیس کی شہادت کو نظر انداز

---

[1] (NLR1986SD557) [2] (NLR1986SD520) [3] (Aplication of Evidence by Justice (R)Z.A Charma) (SBLR2002Ref65)

marfat.com

Marfat.com

نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن شناخت پریڈ اس بنیاد پر قابل اعتماد نہیں ہے۔ جب ایف آئی آر میں شناخت کی وضاحت موجود نہ تھی اور شناخت پریڈ میں پہلی دفعہ ملزم کو لایا گیا۔ قرار دیا گیا۔ کہ ایف آئی آر میں شناخت کا درج ہونا کوئی ضروری نہیں ہے۔ نیز جبکہ ملزم نے روبرو مجسٹریٹ اقراری بیان بھی دیا ہو۔ جس پر ملزم نے اپنے دستخط بھی ثبت کیے ہوں۔ تو فیصلہ بحال رکھا گیا○ [۱] تین گواہوں کی شہادت میں عدم تضاد بھی ماورائے عدالت اقرار کو جو کہ شہادات سے مکمل اتفاق ثابت کرتا ہے کیلئے اصول یہ ہوگا۔ کہ ایک کمزور شہادت کسی دیگر کمزور شہادت کو تقویت نہیں دے سکتی○ [۲] یہ شہادت عینی شہادت کے برعکس ایسی دیگر شہادات پر مبنی ہوتی ہے۔ جو ایسے واقعات یا واقعات سے متعلقہ امور پر مبنی ہوتی ہے۔ جس سے معینہ امر واقعہ کی صحت کے سوا کوئی اور نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا ہو۔ لہذا کسی مجرم کی سزا کیلئے واقعاتی شہادت کو ملزم کی بے گناہی کے برعکس ثابت کرنا ہوگا○ [۳] اسکا بنیادی اصول یہ ہے کہ حقائق جرم اسقدر واضح اور ملزم کی بے گناہی کے برعکس ہوں کہ اسکی مزید وضاحت کی ضرورت نہ رہے○ [۴] یہ بھی ضروری امر ہے کہ واقعات کی تمام کڑیاں ایک دوسرے سے متواتر ملی ہوں۔ جیسا کہ مقتول کی گھڑی، موٹر سائیکل وغیرہ ملزم سے برآمد ہوئی ہوں۔ تو سزا بحال رکھی گئی○ [۵] اس طرح اگر یہ ثابت ہو کہ ملزم مقتول کے ہمراہ آخری مرتبہ دیکھا گیا۔ تو پولیس ایسے ملزم کو فوری گرفتار کرے گی○ [۶] لیکن جب آخری دفعہ دیکھے جانیکی شہادت دیگر شہادات سے عدم مطابقت پر ہوگی۔ تو سزا بحال نہ رہے گی○ [۷] اس طرح آخری دیکھے جانے کی شہادت کا تقابل قتل کے وقت، جگہ وغیرہ سے کروایا جائیگا۔ تاکہ ملزم بے گناہ ثابت ہوسکے○ [۸] اور جب آخری دیکھی جانے والی شہادت دیگر شہادات سے مطابقت نہ رکھے۔ نیز مقتول کی لاش سکول کے روم سے لٹکی ہوئی برآمد ہو۔ تو دیکھنا ہوگا کہ یہ کسی ایسے شخص کا جرم ہے جسکی تمام حسیات ختم ہو کر متشدد ہوگئیں اور اس نے ایسا جرم کر دیا○ [۹] یہ بھی قانون ہے کہ آخری دفعہ دیکھی جانے والی شہادت کی ہی بنیاد پر جرم ثابت نہیں کیا جاسکتا○ [۱۰] چنانچہ جب بچہ ملزم کے ساتھ آخری مرتبہ دیکھا گیا تو اغواء اور قتل کا مقدمہ ثابت ہوگیا○ [۱۱] اور جب ملزم کی نشاندھی پر لاش برآمد ہوئی اور آلہ ہتھیار بھی برآمد ہوا تو ملزم گناہ گار ثابت ہوا○ [۱۲] اس طرح زیورات کی برآمدگی بھی ملزم کی گناہ گاری کا ثبوت بن گیا○ [۱۳]

میڈیکل شہادت

جب کوئی میڈیکل آفیسر شہادت دے تو تسلیم کی جائے گی۔ لیکن اگر چشم دید/واقعاتی شہادت سے میڈیکل شہادت

---

[۱] (SBLR2002SC9) [۲] NLR2000CR519-2000SCMR1634 [۳] (PLD1984SC445) [۴] (PLD1954Lh710)
(1969SCMR388)(1969Pcrlj956)(PLD1970SC56) [۵] (PLJ1999SC729) [۶] (PLD1991SC434)
[۷] (1991SCMR1601) [۸] (NLR1988CR230) [۹] (PLD1959SC269) [۱۰] (PLJ1999SC901)
[۱۱] (PLD1964SC67)(1997SCMR1416) [۱۲] (PLD1958SC290) [۱۳] (PLD1958SC313)

marfat.com
Marfat.com

تضاد کرے تو میڈیکل شہادت کی بنیاد پر سزا نہ ہوگی ۰[۱] لیکن ڈاکٹر کو یہ اختیار حاصل نہ ہے کہ وہ کسی معاملے میں اپنی ذاتی نظریہ اور رائے بیان کرتا پھرے۔ اور جب میڈیکل رپورٹ کا اندازہ کسی واقعاتی شہادت سے مختلف پایا گیا۔ اور موت کا وقت گواہوں سے مطابقت برقرار نہ رکھ سکا۔ تو ایسی شہادت تسلیم نہ کی گئی ۰[۲] یہ بھی اصول ہے کہ میڈیکل رپورٹ میں ملزم کا نام درج نہ کیا جا سکتا ہے ۰[۳] جب آزاد شہادت موجود نہ ہو تو واقعاتی شہادات بے معنی ہو جاتی ہیں ۰[۴] ایسی صورت میں جب گواہان کے بیانات مشکوک ہوں۔ تو میڈیکل رپورٹ کی مطابقت بے معنی ہو جاتی ہیں ۰[۵] لہذا جب میڈیکل رپورٹ دیگر شہادات سے متصادم ہو۔ تو عدالت عالیہ نے سزا ختم کر کے ملزم کو بری کر دیا ۰[۶] جب پوسٹمارٹم نہ کیا گیا تو قتل عمد اور قتل خطاء کو الگ طور پر واضح کرنا ممکن نہ رہا ۰[۷] میڈیکل رپورٹ از خود شناخت ملزمان پر روشنی نہ ڈال سکتی ہے ۰[۸] میڈیکل رپورٹ ملزم پر جرم ثابت نہ کر سکتی ہے۔ بلکہ شہادت سے تقابل کا سبب بن سکتی ہے ۰[۹] البتہ پوسٹ مارٹم نہ ہونے کا فرق قتل عمد اور قتل خطاء میں فرق واضح کرنے کے نتائج پر اثر انداز ہو سکتا ہے ۰[۱۰]

موقع پر فوری پائی جانے والی شہادات نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہیں اور ایسے وقت میں جائزہ لینا ہوگا۔ کہ یہ شہادات مقتول کے ساتھ رشتہ داری یا ذاتی دلچسپی رکھتی ہیں (Interested) جن کا جائزہ اسطرح ہوگا۔ کہ کہیں یہ لوگ ملزم کو بے گناہ پھنسانے کیلئے اکٹھے تو نہیں ہوئے ۰ اور اسی طرح منحرف گواہ (Hostile) اگر اپنے سابقہ بیان سے انحراف کرے تو ایسے گواہ پر جرح کا حق اس فریق کو حاصل ہوگا۔ جسکی طرف سے گواہی میں شہادت کے بعد انحراف کا باعث ہوا ہے ۰[۱۱] چنانچہ عدالت عظمیٰ نے اپنے ایک فیصلہ میں واضح کیا۔ کہ دلچسپی رکھنے والے گواہ صرف اس صورت تسلیم ہونگے اگر ثابت ہو کہ مذکورہ گواہان کی قاتل کے ساتھ عناد ہے۔ محض قاتل کو غلط سزا دلوانے کے لئے اکٹھے نہ ہوئے ہیں ۰ ورنہ ذاتی رشتہ دار درست احباب بھی اسی طرح بہترین گواہ ہیں۔ جس طرح کوئی غیر شخص ہو سکتا ہے ۰ عدالت عظمیٰ نے اپنے ایک جدید فیصلہ میں فرمایا ہے کہ ہر غرض مند شہادت کو نظر انداز کرنا غلط ہوگا۔ جب تک کے ملزم کے خلاف دشمنی ثابت نہ ہو ۰[۱۲] یہ گواہ ایسے ہونگے جنکا بنیادی مقصد ملزم کو غلط طور پر جرم میں ملوث کرنا ہے ۰ اگرچہ ایسا کوئی ضابطہ موجود نہیں کہ دلچسپی رکھنے والے گواہان کو بلا جواز تسلیم ہی نہ کیا جائے ۰ لہذا ایسی شہادات اگر ایک گواہ سے مطابقت نہ رکھتی ہوں۔ تو دیگر حالات و واقعات سے مطابقت پر قابل تسلیم ہونگیں ۰ یہاں تک اکیلی شہادت پر بھی انحصار کرتے ہوئے سزا دی جائے گا ۰[۱۳]

---

۱ 1996Pcrlj1207 - PLD2001SC107　۲ (2002Pcrjl113)　۳ (PLJ1993SC132 - PLD1993SC251)

۴ (1999SCMR172)　۵ (1995SCMR896)　۶ (1980SCMR279)　۷ (1998SCMR1778)

۸ (PLD1976SC695)　۹ (PLJ1997SC1948) (PLJ1997SC946)　۱۰ (PLJ1999SC86)

۱۱ (قانون شہادت دفعہ 154)　۱۲ (1995SCMR179) (2002SCMR99)　۱۳ (2001SCMR1999)

marfat.com

Marfat.com

چنانچہ قرار دیا گیا کہ محض مقتول کے رشتہ داری شہادت کی اہمیت کو کم نہ کر سکے گی ۰[1] یہ بھی فیصلہ شدہ اصول تصور کیا گیا کہ دلچسپی رکھنے والے گواہ صرف وہ لوگ شمار ہونگے۔ جو ملزم کے خلاف کوئی بنائے مخاصمت رکھتے ہوں۔ اور ملزم کو سزا دلوانا چاہتے ہوں ۰ محض مقتول کی رشتہ داری اس زمرے میں رکاوٹ کا سبب نہ بنے گی ۰[2] اور عموماً ایسے غرض مند رشتہ دار گواہان کو رد نہ کیا گیا ہے ۰[3] اور اسطرح اعلی عدالتوں کے فیصلوں میں سابقہ نظریہ باطل قرار پایا جسمیں ایسے گواہان کو اہمیت نہ دی جاتی تھی ۰[4]

منحرف گواہ: منحرف گواہ وہ ہوگا۔ جو اپنے بیانات زیر دفعہ 161 اور 164 ضابطہ فوجداری سے استغاثہ کے خلاف اپنے سابقہ بیان سے انحراف یا ایف آئی آر سے انحراف کرے ۰ یہ بھی واضح کیا گیا کہ ہر گواہی کو غیر ضروری یا غیر سنجیدہ تصور کرتے ہوئے محض ایک لفظ سے ختم کرنے کی بجائے مٹھی سے غلہ گرانے کیطرح معاملہ میں احتیاط کرنا چاہیے ۰ فوجداری ضابطہ تقاضا کرتا ہے کہ ہر گواہ کو حالات اور واقعات کے حوالے سے مناسب وزن دینا چاہیے ۰ چنانچہ اگر ایک طرف کسی گواہ کو دشمنی کی بنا پر غلط ثابت کیا جا رہا ہو۔ تو دوسری سمت کو بھی مناسب تحفظات حاصل ہونگے ۰[5] اسی طرح عدالت عظمی نے اپنے ایک فیصلہ میں قرار دیا کہ بظاہر گواہ غرض مند محسوس ہوتے ہیں۔ اور انکا رویہ بھی معاندانہ ثابت ہے۔ لیکن محض ایک وجہ شہادت کو نظر انداز کرنے کا سبب نہیں بن سکتی۔ چنانچہ ایسے گواہوں کی شہادت محتاط رویوں کی محتاج ہوتی ہے ۰[6] چنانچہ منحرف گواہ کی گواہی کو اس اصول قانون کے تحت مکمل نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جب گواہ متضاد رویہ اختیار کرے تو عدالت کو اسکے لہجہ سے اندازہ کرنا ہوگا۔ کہ اسکا انحراف آزادانہ ہے یا مجبوری اور اکراہ کا ۰[7]

نابالغ کی شہادت: قانون شہادت کے آرٹیکل 3 کے تحت کہ بچے کی شہادت جسمیں جرم کے بارے میں کافی حلف اور صحت موجود ہو تو سزا کیلئے ایسی شہادت پر انحصار کیا جا سکتا ہے ۰[8] چنانچہ جب نابالغ بچہ شہادت دیتے ہوئے نہ ہی ہچکچا رہا تھا اور نہ ہی شہادت میں کوئی جھول محسوس ہو۔ تو اسکی شہادت پر انحصار کیا گیا ۰[9] اسی طرح 9 سال کی عمر کے بچہ کی شہادت دیگر شہادتوں سے مطابقت رکھتی تھیں۔ تو قتل میں سزا کیلئے مناسب تصور کی گئی ۰[10] اس طرح چھ سال کے بچے کی شہادت بھی قتل کے مقدمہ میں سزا کیلئے تسلیم کی گئی۔ جب بچہ اپنے بیان میں اعتماد ظاہر کر رہا تھا ۰[11] سات اور آٹھ سالہ بچے کی شہادت جب مخالف وکیل کی جانب سے جرح پر بھی متزلزل نہ ہوئی تو شہادت قبول کی گئی ۰[12]

---

[1] (2000SCMR383) [2] (PLD2002SC99) [3] (2000SCMR163) [4] (PLD1960SC387)
[5] (PLD1965SC188)(1997SCMR1284) [6] (PLD1977SC413)(2002Pcrjl113) [7] PLD1977SC413
[8] 1996SCMR678 [9] (1995SCMR1615) (PLJ1996SC805) (PLD1974Pesh113)
[10] (1969SCMR600) [11] (PLJ1998SC634) [12] (1998SCMR852)

marfat.com
Marfat.com

لیکن عدالتوں نے اس پر بھی اظہار کیا۔ کہ بچے کی شہادت پر عموماً اسلئے انحصار نہ کرنا چاہیے ٥ کہ بچہ دیگر شخص کے اثر یا خوف / محبت سے متاثر ہو کر بھی شہادت دینے پر مجبور ہو سکتا ہے۔ اور اسکی یاداشت کا غلط استعمال بھی کیا جا سکتا ہے۔ لہذا یہ ایک نہایت نازک مسئلہ ہے۔ اور جب تک دیگر شہادتیں مطابقت نہ رکھتی ہوں۔ تو بچے کی شہادت کو تسلیم نہ کیا جائے گا ٥ [1] اسکی بچہ کی شہادت کیلئے عدالت اس نابالغ پر سوالات کر کے اسکے شعور کا جائزہ لے گی ٥ [2] جبکہ سوالات کیلئے قانون شہادت میں کوئی خاص طریقہ تجویز نہیں کیا۔ چنانچہ عدالت پر منحصر ہے کہ وہ اس سلسلہ میں کونسے سوالات کر کے اپنا اطمینان حاصل کر سکتی ہے ٥ [3]

اچانک شہادت: وقوعہ میں اچانک سامنے آجانے والے اشخاص جو وقوعہ کو بچشم خود دیکھتے ہوں۔ اگرچہ انکا مذکورہ جگہ علاقہ سے کوئی تعلق واسطہ نہ ہو تو ایسی شہادتیں قانون میں (Chance Wittness) کہلاتی ہیں ٥ چنانچہ جب گواہ نے کہا کہ وہ مقتول سے ملاقات کیلئے موجود تھا۔ تو ایسی شہادت کو چشم دید گواہ تسلیم نہ کیا گیا ٥ [4] نیز کسی شہادت کی جب تک وضاحت سامنے نہ آجائے کہ وہ موقع پر کس کام کیلئے موجود تھا تو ایسی صورت میں دیگر شہادات سے متضاد بھی ہوں۔ تو محض کمزور شہادت شمار ہوگی۔ تو ایسی شہادت پر یقین نہیں کیا جا سکتا ٥ [5] جب دیگر کسی شہادت سے مطابقت موجود نہ ہو۔ تو ایسی شہادتیں کمزور تصور ہوتی ہیں ٥ [6] اس طرح جب اچانک موقع کے گواہ کا نام ایف آئی آر میں درج ہو۔ تو ایسی ٹھوس شہادت چشم دید پر انحصار کر کے سزا درست قرار دی گئی۔ اور سزا میں ترمیم نہ کی گئی ٥ [7] کوئی ایسا گواہ جو وقوعہ کے علاقہ میں گائے خریدنے گیا ہوا تھا۔ اور جس نے نہ ہی بیوپاری سے ملاقات کی اور نہ ہی گائے خریدی تو ایسے مرج ٹکر گواہ کو درست تسلیم نہ کیا گیا ٥ [8] لیکن ایسا شخص جو مذکورہ علاقے میں عموماً آتا جاتا ہو۔ ایسے گواہ تسلیم کئے جائیں گے ٥ [9]

دفعہ 103 ضابطہ فوجداری: اگر دفعہ 103 ضابطہ فوجداری واضح کرتا ہے کہ پولیس آفیسر جو تلاشی کیلئے گیا ہے۔ وہ افسر سرچ وارنٹ کے ساتھ علاقہ کے معززین یا علاقہ کے گواہ ہمراہ ریکوری میں شامل کرے ٥ لیکن جب اس طریقہ کار سے انحراف کیا جائے گا۔ تو عدالت کیلئے فیصلہ میں توازن رکھنا ہوگا ٥ لیکن پولیس کا رویہ اس کے برعکس ہے اور قانون کے مطابق عموماً ایسا نہیں کیا جاتا اور اسکی وجہ یہ بیان کی جا رہی ہے۔ کہ ڈر اور خوف سے موقع پر کسی نے گواہی دینا پسند نہیں کیا۔ یہ معاشرتی اور سماجی پہلو اپنی جگہ درست۔

---

[1] (PLD1995SC-1) [2] (1979SCMR186) [3] (1976SCMR338) [4] (1976Pcrlj65)
[5] (1997SCMR89) [6] (1995SCMR896) [7] (1971SCMR655) [8] (PLD1963SC17)
[9] (1978SCMR114) (PLD1971Kar239)

marfat.com

Marfat.com

لیکن ایسی تلاش کی شہادات بذریعہ پولیس کو دیگر واقعاتی شہادات سے مطابقت پر قابل یقین تصور کیا جائے گا۔ کیونکہ پولیس کو کسی گھر یا چار دیواری کی تلاشی میں شتر بے مہار نہیں کیا جا سکتا۔[1] سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ یہ کتنی بدقسمتی ہے کہ غیر غرض مند گواہ موقع سے حاصل کرنے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو چکے ہیں۔ چنانچہ قتل کے مقدمات میں عدالت پبلک گواہ پیش کرنے کیلئے استغاثہ کو مجبور کرنے سے قاصر ہے۔[2] حالانکہ اسلام سچائی کی گواہی دینے کی تلقین کرتا ہے۔ اور گواہی چھپانے والے کیلئے سخت عذاب کی نوید دیتا ہے۔ لیکن پولیس کا غیر اخلاقی اور غیر تحفظانہ رویہ لوگوں کو ایسے معاملات میں موقع سے فرار پر مجبور کر دیتا ہے۔ کیونکہ قانونی تحفظات کی عدم موجودگی گواہ کو دشمنی مول لینے کے عذاب میں داخل ہونے سے منع کرتی ہے۔ اسطرح بے شمار جرائم پرورش پاتے رہتے ہیں۔

پولیس آفیسر نے بس کی تلاشی کے دوران چرس برآمد کی۔ ایسی صورت میں پولیس کی اکلوتی شہادت کو برآمدگی کے ساتھ ملا کر جرم میں سزائے محض ایک ہی شہادت کی بنیاد پر سنائی گئی۔ ایسے ہی دیگر مقدمات میں سپریم کورٹ نے بھی سزا بحال رکھی۔ اور قرار دیا کہ ایسا کوئی قانون نہیں ہے کہ ایک شہادت کی بنیاد پر سزا نہیں ہوسکتی۔ اور اس طرح عدالت نے قرار دیا کہ کسی شہادت کی حیثیت اور ماہیت کو دیکھا اور پرکھا جائے گا۔ تعداد کو نہیں دیکھا جائے گا۔ (لیکن ایسے اصول اور معاملات قصاص ودیت وحدود کے معاملات سے ہٹ کر تعزیر کیلئے استعمال ہونگے)۔[3]

عموماً تصور کیا جاتا ہے کہ پولیس کی شہادت استغاثہ کے حق میں ہوتی ہے۔ اور اس امر کیلئے وہ غلط گواہی دینے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ لیکن ایسی سوچ قابل تسلیم نہ ہے۔ اور یہ کسی بھی قانونی ضابطے کے خلاف ہے۔ چنانچہ عدالتوں نے پولیس کی گواہی کو اسی قدر اہمیت دی گئی جتنی کسی دیگر آزاد شہادت کو دی جاسکتی ہے۔ نیز قرار دیا گیا کہ دو پولیس گواہان جنہوں نے ملزم کے قبضہ سے غیر لائینسس شدہ ہتھیار برآمد کئے جو اس نے قتل کیلئے استعمال کئے۔ تو ایسی ریکوری کی شہادات پر انحصار کیا جاسکتا ہے۔ اور سزا سنائی گئی۔[4]

شریک جرم کی شہادت: دفعہ 109 کی رو سے اگر شریک جرم اقرار جرم کرے۔ اور معافی کے بعد سلطانی گواہ بن جائے۔ اور دیگر مجرموں کے خلاف شہادت دے تو ایسا شخص (Approver) معین کہلاتا ہے۔ ایک شریک جرم کی شہادت کو دوسرے شریک جرم کے بیان کی توثیق کیلئے پیش کی جاسکتی ہے۔[5] اگرچہ ایسی گواہی کو تسلیم کرنے کیلئے عدالت احتیاط اور تامل کرے گی۔[6] قانون شہادت آرٹیکل 42 کی رو سے شریک جرم کا اقرار دوسرے ملزم کیلئے محض تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ شریک جرم کو دوہرے جرم کا مجرم قرار دیا جاتا ہے۔

---

[1] (1995SCMR1793) [2] (PLD2002SC99) [3] (2000SCMR785) [4] (2000SCMR169)

[5] (2001Pcrlj1548) (1986SCMR1482) (2000SCMR194) (2001SCMR199) (PLD1958SC315)

[6] (PLD1955Lh201)

marfat.com

Marfat.com

ایک اسلیے کہ اس نے جرم میں شرکت کی اور دوسرا اس نے اپنے شریک جرم کو دھوکا بھی دیا۔ لہذا آرٹیکل 129 قانون شہادت کے تحت کسی شریک جرم کی گواہی اس وقت تک قابل پذیرائی تصور نہ ہوگی جب تک کہ میٹریل شہادت سے مطابقت نہ رکھتی ہو۔

ایکسپرٹ شہادت: ہینڈ رائیٹنگ ایکسپرٹ کے تجربے اور سرٹیفکیٹ کے اجراء کے باوجود عدالت کو تحریر مذکور کا تقابلی جائزہ خود بھی لینا ہوگا۔ اور اس سلسلہ میں محدب عدسہ کا استعمال یا اپنی تجرباتی سوچ سے کام لینا ہوگا۔ اس سلسلہ میں آرٹیکل 84 قانون شہادت واضح کرتا ہے۔ کہ متضاد دستخطوں کا ٹیسٹ ماہر سے کروایا جائے۔ اور یہی اصول فنگر پرنٹس کے بارے میں ہوگا۔[1]

ڈاکٹر کی غفلت: قانون کسی بھی جرم میں کسی بھی شخص کی پیشہ وارانہ غفلت جرم میں اسکی انفرادی نوعیت اور ذمہ داری کیلئے معاف نہیں کرتا۔ لہذا ڈاکٹر کی کوتاہی بھی پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کے حوالے سے قابل مواخذہ ہے۔[2] بعض اوقات واقعاتی اور میڈیکل شہادات میں تضادات پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایسے معاملات میں دیکھنا ہوگا کہ کس شہادت کو قابل پذیرائی تصور کیا جائے۔ عموماً ایسے تضادات پر مجسٹریٹ صاحبان غلط نتیجہ اخذ کر کے ملزم کو بری کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک مقدمہ میں قرار دیا گیا کہ جب واقعاتی چشم دید شہادات میں تضاد نہ پایا جائے اور ان کے معیار میں کوئی خامی نہ ہو۔ تو ڈاکٹری رپورٹ کو درخور اعتنا تصور نہ کیا جائے گا۔ ایسی صورت میں یہ رپورٹ غیر اہم تصور ہوگی۔[3] ایک اور مقدمہ میں قرار دیا گیا کہ ڈاکٹر کے پاس کوئی اتھارٹی نہ ہے کہ وہ اپنے نظریات کسی میڈیکل سرٹیفکیٹ یا شہادت کے بارے میں قائم کرے اور انکا اظہار کرے۔ کہ کونسا ہتھیار جرم کے دوران استعمال ہوا۔[4]

متضاد شہادات: عدالت عظمیٰ نے قرار دیا کہ شہادت میں تضاد کیلئے صرف ٹھوس نوعیت اور میٹریل معاملات کو زیر نظر رکھا جائے گا۔ اور عمومی تضادات کو اہمیت نہ دی جائے گی۔[5] (مثلاً آیا خون کا دھبہ گھر کے اندر تھا یا باہر۔ کیا موقع پر پبلک کے لوگ اکٹھے ہوئے تھے یا نہیں۔ ایسی متضاد معاملات کو عدالت نے معمولی قرار دیا اور اسے وقت کے ساتھ سماعت میں دیر ہو جانے کی بنیاد پر یادداشت کیوجہ قرار دیا گیا۔[6] چنانچہ ان فیصلوں میں سے ایک سنہری اصول قانون وضع ہوا کہ وقوعہ سے متعلق معمولی نوعیت کے متضاد بیان قابل پذیرائی تصور نہ ہونگے۔ اور اس میں سماعت میں دیر ہونے کے اثرات کو بھی نظر انداز نہ کیا جاسکے گا۔

---

۱ (1993CLC1779 - PLD1992Lah366) ۲ (SBLR2002Sind765 - PLD1997Kar566)
۳ (1996SCMR1887) (1998SCMR1778) (PLD1976SC53) ۴ (PLD2001SC107)
۵ (1995SCMR1793 - PLD1993Fsc25) ۶ (1995SCMR1793)

marfat.com

Marfat.com

حالت نزاع کا بیان: قانون شہادت کی دفعہ 46 نزاعی بیان کو بنیادی اہمیت دیتا ہے اور اسکا بنیادی اصول یہ ہوگا۔ کہ "سچ مرنے والے کے ہونٹوں پر ہوتا ہے" چنانچہ نزاعی بیان کیلئے پولیس ڈاکٹر کے مشورہ سے اور قریبی رشتہ داروں کی موجودگی میں یا گواہان جیسی بھی صورت ہو مذکورہ بیان سچ قرار دیا جا سکے۔ اور شہادت میں پیش کیا جا سکے ٥ ا مرحوم کی جانب سے FIR درج کروانے کے معاملے میں آرٹیکل 46 قانون شہادت کے حوالے سے حالات کا تجزیہ کیا جائے گا ٥ ۲ نزاعی بیان کو سپریم کورٹ نے بنیادی اہمیت دی ہے۔ اور اہم شہادت قرار دیا ہے ٥ ۳

سوالات جرح شہادت: سوالات جرح شہادت وہ سوالات ہوتے ہیں۔ جو گواہ سے پیش کنندہ فریق کے سوالات کے بعد اسکا فریق مخالف کرتا ہے۔ بیان ابتدائی اور سوالات جرح، واقعات متعلقہ تک محدود ہونے چاہیں۔ مگر یہ بھی ضروری نہیں کہ انہی واقعات تک محدود رہیں۔ جو بیان ابتدائی میں پوچھے گئے ہوں۔ بیان ابتدائی سے پہلے قانون شہادت کے مطابق جرح نہیں کی جا سکتی۔ اسی طرح سوال مکررہ پر بھی جرح ہو سکتی ہے۔ دفعہ 139 قانون شہادت کے مطابق ایسے شخص پر جرح نہیں کی جا سکتی۔ جو محض کسی رپورٹ کو عدالت میں پیش کرنے کا گواہ ہو۔ اسی طرح منحرف گواہ پر بھی عدالت سے گواہ کو منحرف قرار دلوا کر عدالت میں فریق پیش کنندہ خود جرح کا مجاز ہے۔ عدالت عالیہ کے مختلف فیصلوں میں قرار دیا گیا ہے۔ کہ انکشاف صداقت کیلئے جرح لازمی امر ہے۔ اور زبانی شہادت اسوقت تک قابل قبول نہ ہوگی۔ جب تک فریق ثانی کو جرح کا موقع حاصل نہ ہو جائے۔ اور اگر باوجود موقع دیے جانے کے جرح نہ کی جائے تو وہ بیان قابل اوخال شہادت سمجھا جائے گا۔ جرح کا حق ایک بنیادی اور قانونی حق ہے۔ اور آرٹیکل 133 قانون شہادت اسکی وضاحت کرتا ہے۔ کسی گواہ کی ریکارڈ سمیت دوبارہ طلبی زیر دفعہ 540 ضابطہ فوجداری قانونی حق ہے ٥ ۴

شہادت کے تعین کے اصول: قتل کے معاملات میں عام اصول ہے کہ مدعی کے ساتھ تعلق یا ملزم کے ساتھ عدم دشمنی ہی محض سچائی کی دلیل نہ ہوگی۔ بلکہ اصول یہ ہوگا کہ کسی شہادت کا حقیقت سے کتنی قربت ہے۔ واقعاتی طور پر دیگر گواہوں سے کتنی مطابقت ہے۔ جو کہ گواہی کی سچائی کو ذہن میں ثابت کرنے کا باعث ہو۔ اگر ایسی صورت سامنے ہو تو پھر ملزم کے خلاف سخت دشمنی بھی گواہی کی سچائی سے انکار کا موجب نہ ہوگی ٥ ۵

ا۔ قتل کی شہادت جب تک تمام شبہات سے بالاتر پیش نہ ہو۔ قابل قبول نہ ہوگی ٥ ٦

۲۔ قتل کے گواہان مقتول کے رشتہ دار ہیں۔ لیکن انکی وقوعہ کی جگہ پر موجودگی قدرتی اور حقیقی محسوس ہوتی ہے۔ برآمدگی

ا (1995Pcrlj17 - 1994SCMR1852) ۲ (1989Pcrlj1048) ۳ (PLD1992SC211)

(PLD1991SC923)(1994SCMR1852)(1989Pcrlj1107) ۴ (LRP2002CR543)(PLD1980SC14 -

(PLD1967SC167 ۵ (PLJ1991CRC(LH)21) ٦ (PLJ1991CRC(Pesh)21)

marfat.com

Marfat.com

ثابت ہے۔ مقتول کے زمین پر گرنے کے بعد دوسرا وار کرنا قتل کی پہلے سے نیت ثابت کرنے کیلئے کافی ہے ○ لے

۳۔ قتل میں قانون نے ہمیشہ واقعاتی شہادات کو ثبوت کیلئے بنیادی اہمیت دی ہے۔ چنانچہ یہ شہادات ہر قسم کے شک سے بالاتر ہونی چاہیے۔ کیونکہ انسانی زندگی کا کچھ نعم البدل نہیں اور یہاں انسانی زندگی کے سوال کا معاملہ ہے۔

۴۔ مقتول کو پہلے قتل کیا گیا۔ اور بعد میں اسے آگ لگادی۔ اس نے نہ ہی آگ بجھانے کی کوشش کی اور نہ ہی مقتولہ کی مدد کی۔ یہ واقعات کافی ثبوت ہے ○ ۲

۵۔ بلاواسطہ شہادت ہی ثبوت کیلئے صرف ضروری نہ ہے۔ بلکہ بالواسطہ شہادت کو بھی موقع کے مطابق اہمیت حاصل ہو سکتی ہے۔ اسطرح عدالت کی سوچ کے راستے انصاف کیلئے مسدود نہیں ہوتے۔ ملزم کے طریقہ کار اور قتل کے وقت کئے جانے والے اعمال۔ بھی واقعاتی شہادت کو ثبوت تک پہنچانے میں کارآمد ہو سکتے ہیں۔

۶۔ ملزم کا اپنی بیوی (مقتولہ) پر الزام کہ وہ کالے رنگ کی تھی۔ اور اسنے اسکے لئے کوئی بچہ پیدا نہ کیا۔ واقعاتی شہادت نفرت کو ثابت کرتی ہے ○ ۳

۷۔ قتل میں جب دو ملزم ہوں اور الزام کہ دونوں نے فائر کیا۔ لیکن ڈاکٹر کی رائے ہے کہ ایک ہی فائر ہوا۔ جسکا نشان زخم موجود ہے۔ تو شک کی بنیاد پیدا کرتا ہے ○ ۴

۸۔ جب ملزمان نے بے رحمی سے دو بھائی اور انکے چچازاد کو قتل کر دیا۔ تو سزا میں تخویف کی کوئی وجہ نہ رہی ○ ۵

۹۔ قتل میں جب وقوعہ کا چشم دید گواہ نہ تھا۔ موقع سے کسی جرم کا ثبوت بھی نہ پایا گیا ہو۔ محض ملزم کا موقع سے فوری فرار ہونا اسکے جرم کی دلیل نہیں بن سکتا۔ ایسی صورت میں مقدمہ بغیر شہادت کا ہوگا۔ اور یہ کہنا کہ گواہان موقع پر موجود تھے۔ مشکوک ہوگا ○ ۶

۱۰۔ عینی شاہد مقتول کے نزدیکی رشتہ دار تھے۔ لیکن ملزم سے کوئی دشمنی یا غلط ملوث کرنے کا کوئی ثبوت نہ ہے۔ چنانچہ دیگر شہادات میں مطابقت دیکھنا ضروری نہیں ہے ○ ۷

۱۱۔ ایف آئی آر ابتدائی تفتیش کے بعد وقوعہ سے اگلے دن درج ہوئی۔ ایسی FIR تسلیم نہ کی جاسکتی ہے ○ ۸

۱۲۔ کوئی عورت اپنے شوہر کو اسکے بھائی، کرایہ دار اور دوست کی موجودگی میں قتل نہ کرسکتی ہے۔ کیونکہ اگر اُسے خاوند کو قتل کرنا ہے۔ تو وہ کسی بھی وقت مذکورہ لوگوں کی عدم موجودگی میں بھی قتل کرسکتی ہے۔ یہ الزام غیر فطری ہے ○ ۹

۱۳۔ بنیادی الزام پر ضروری ہے۔ کہ ایسی شہادات پیش کی جائیں۔ جو نہایت قابل اعتماد ذریعہ سے حاصل ہوں۔ اور

لے (PLJ1991GC.LH43)(PLJ1991CRC43) ۲ (PLJ1991LH.CRC35) ۳ (PLJ1991LH.CRC35)
۴ (PLJ1991Pesh6) ۵ (PLJ1991CRC.LH21) ۶ (PLJ1991CRC.LH183)
۷ (PLJ1991CRC.LH343) ۸ (PLJ1991CRC.LH267(DB)) ۹ (PLJ1991CRC-LH264)

marfat.com
Marfat.com

جنکی صداقت کو کسی بھی صورت میں رد نہ کیا جا سکے ۰ [۱]

۱۴۔عینی شہادات مقتول کے نزدیک ترین رشتہ دار ہیں۔لیکن انہیں (Interested Witnesses) غرض دار شہادت قرار نہیں دیا جا سکتا۔جبکہ دیگر ثبوت بھی عینی شہادات کے طابع ہوں ۰ [۲]

۱۵۔ملزم کا دفاع میں بیان کہ ملزم اپنی محبوبہ کو اسکے گھر اکیلے رات کے وقت چھوڑنے گیا تھا۔جہاں اس کے ساتھ زیادتی کی گئی۔ایسی واقعاتی شہادت قابل اعتماد نہ ہے۔کیونکہ کوئی بھی شخص اپنی محبوبہ کو اسکے والدین کے گھر رات کے وقت اکیلا چھوڑنے نہیں جا سکتا۔ایسی صورت میں عموماً کوئی نزدیکی رشتہ دار خاتون کا ہمراہ ہونا سچائی کا موجب ہو سکتا ہے۔چنانچہ کسی دیگر خاتون کی ہمراہی نہ ہونا واقعاتی شہادت کو جھوٹا ثابت کرتی ہے ۰ [۳]

۱۶۔ایسی صورت میں دفاعی شہادت ہرگز تسلیم نہیں کی جا سکتی۔جب کہ ملزم نے اپنے ہاتھ پر لگنے والے زخم کو پولیس کے سامنے بیان نہ کیا۔چار یوم تک غائب رہا۔نیز ڈاکٹر کی رپورٹ بھی اس زخم کو وقوعہ کے روز کے حوالے سے تسلیم نہ کرتی ہے ۰ [۴]

۱۷۔اگر کوئی فیصلہ سے قبل اپنی گواہی سے رجوع کرے گا۔قاضی اس شہادت پر فیصلہ نہ کرے گا شہادت میں عمداً تاخیر شبہ کا باعث ہو سکتی ہے ۰ [۵]

۱۸۔آنحضرت ﷺ کی حدیث کے مطابق جس مسلمان نے اپنے بھائی کے عیب کو ڈھانپا اور پھر تاخیر کے بعد شہادت دے ڈالی تو گویا اس نے کسی دشمنی یا انتقام کے نتیجہ میں ایسا کیا ہے۔

نوٹ: نظام عدل و انصاف میں گواہان کی اہلیت کو پرکھنے کے لیے ایک الگ ادارے کے قیام کی ضرورت ناگزیر ہے۔ ملزم کے اقرار میں اگر زیادہ الزام دوسرے ملزم پر عائد کرے تو قابل قبول نہ ہوگا ۰ [۶]

۱۹۔اقرار جرم چار دفعہ کروایا جانا ضروری ۰ [۷] دھوکہ فریب سے اقرار جرم تسلیم نہ کیا جائے گا۔ملزم بری ہوگا ۰ [۸]

۲۰۔شہادات استغاثہ مسترد کی جائے تو ملزم کا بیان یا تو پورا تسلیم کیا جائے یا سارا مسترد کر دیا جائے ۰ [۹]

۲۱۔جرم تب ثابت ہوگا۔جب ملزم آزادانہ اقرار کرے یا شک وشبہ سے بالاتر شہادت موجود ہو ۰ [۱۰]

۲۲۔ملزم کو محض اس کے بیان پر جوش غیرت کا فائدہ نہ دیا جائیگا۔بلکہ اس کیلئے اسے ثبوت دینا ہوگا ۰ [۱۱]

۲۳۔جب ایک گواہ ایک بات میں جھوٹا ہو جائے تو اس کی ساری شہادت مسترد ہوگی ۰ [۱۲]

۲۴۔جب مقتول قاتل سے عزت کے تحفظ میں مارا جائے تو جوش غیرت کا جواز تسلیم کیا جائیگا۔اور قتل عمد شمار نہ ہوگا۔

---

۱ (PLJ1991CR-Kar222) ۲ (PLJ1991GC(Pesh)91DB) ۳ (PLJ1991CRC.LH178)
۴ (PLJ1991CRC-LH178) ۵ PLD1963SC17 ۶ 1986FSC398 ۷ PLJ1986FSC274
۸ 1984Pcrlj2255/180 ۹ 1987SCMR1499 ۱۰ 1986AK114 ۱۱ 1987Pcrlj217 ۱۲ 1986Pcrlj215/976

marfat.com
Marfat.com

۲۵۔ جب ہتھیار پر انسانی خون نہ پایا جائے تو برآمدگی کی شہادت مسترد ہوگی۔ بندوق وغیرہ جن سے فاصلہ سے قتل ممکن ہو اس ضمن میں نہیں o [1]

۲۶۔ جب گواہان چشم دید مقتول کے رشتہ دار ہوں اور بنائے قتل ملزمان کی عورت سے مقتول کے ناجائز تعلقات ہوں تو ایسے میں گواہان کو قاتل کا دشمن تصور کرتے ہوئے شہادت کی نفی کردی جائے گی o [2]

۲۷۔ مدعی مقدمہ کو شہادت کا موقع دیے بغیر ملزمان کو بری کرنا غلط ہوگا۔

۲۸۔ جب شہادت کا ایک حصہ ناقص قرار دیا جائے تو دوسرے حصے کی تصدیق وتائید نہ کرے گا۔

۲۹۔ کسی مقدمہ میں کسی گواہ کو دوبارہ طلب نہ کیا جاسکے گا o [3]

۳۰۔ شہادت چشم دید مسترد ہو جانے کی صورت میں ملزم کا بیان سالم ماننا ہوگا۔ اور اس کو شک کا فائدہ دیا جائے گا o [4]

۳۱۔ چشم دید شہادت جانبداری پر مبنی ہو تو کسی غیر جانب دار شہادت کی تائید اور تصدیق کے بغیر ملزم سزایاب نہ ہوگا o [5]

۳۲۔ ملزم کو قسم اٹھانے کے بعد شہادت دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

۳۳۔ شہادت صفائی کے بعد تردید کیلئے نئے گواہ پیش نہ کیے جاسکیں گے۔

۳۴۔ مقتول کے رشتہ دار برآمدگی کے گواہان نہیں ہو سکتے لہذا برآمدگی مسترد ہو جائیگی o [6]

۳۵۔ گواہان کے تضاد پر ملزم بری ہوں گے۔ (دیت حکومت پر ہوگی) o [7]

۳۶۔ جب قاتل اور مقتول دونوں زخمی ہوں، تو مقتول کے کپڑوں کا خون ثابت نہ ہو تو ان کپڑوں پر خون کو قاتل کا خون تصور کیا جائے گا o [8]

۳۷۔ ملزم پر صرف ایک چوٹ لگانے کا الزام تھا۔ جو سر لگی اگرچہ دوبارہ نہ مارا۔ ایسے معاملہ میں مشترکہ نیت کا کوئی دخل نہ ہے بلکہ یہ معاملہ انفرادی نوعیت اور ذمہ داری کا ہے۔ لہذا ملزم کو دفعہ 304 تعزیرات پاکستان میں سزا دی گئی۔ جب کہ شریک ملزم کو دفعہ 323 میں سزا ہوئی o [9]

۳۸۔ دفعہ 59 ضابطہ فوجداری میں کسی شخص کا ملزم کو گرفتار کرنے کا حق اور پرائیویٹ دفاع کا حق موجود ہے۔ لیکن اپنے دفاع سے تجاوز کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ ایسی صورت میں مقدمہ 302 کی بجائے 304 میں چلایا جائے گا o [10]

---

[1] 1986Pcrlj1769-749 [2] 1986Pcrlj583 [3] 1986Pcrlj539 [4] NLR1986CR70

[5] 1986NLR-CR192/213 [6] 1986Pcrlj769 [7] 1986Pcrlj838 [8] 1986PLD(D B)LH511

[9] (PLJ1991CRC55(DB)) [10] (PLJ1996CRC(Lh)283 - PLD1986SC422)

marfat.com

Marfat.com

دفعہ ۳۰۵ ولی (Wali)

کسی قتل کی صورت میں ولی ۔۔۔۔۔۔

a۔ شخص متضرر کے شخصی قانون کے مطابق اس کے ورثاء ہوں گے اور

۲۔ اگر کوئی وارث نہ ہو تو حکومت ہوگی۔

تشریحات

دفعہ ہذا میں مقتول کے ورثاء اور شخص متضرر کے ورثاء اور انکی ولی کی حیثیت کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کے مطابق کسی مقتول یا مضروب کے وہ ورثاء جو حقوق وراثت کے حوالے سے یا علاقائی شخصی قوانین کے حوالے سے وارثان حقیقی قرار پاتے ہیں۔ مقتول کے قصاص لینے یا قاتل کے ساتھ مقتول کے قتل کے بدلے صلح یا قتل کی معافی کرنے کے ذمہ دار ہونگے۔ ان میں وارثان سے مراد قانون وراثت کے تحت متوفی یا مقتول کے مال متروکہ میں حصہ داران شامل ہیں۔ خواہ وہ بالغ ہوں یا نابالغ۔ البتہ قصاص کی صورت میں ولی نامزد کا نا صرف بالغ ہونا ضروری ہے۔ بلکہ اس کی عمر کا 21 سال ہونا بھی ضروری ہے۔

عربی لغت میں ولایت کا لفظ حمایت، نصرت قرابت کے معنی مین استعمال ہوتا ہے۔ اور ولی وہ شخص جو سرپرستی کرنے والا حمایت کرنے والا یا قرابت دار ہو۔ اس دفعہ میں ولی مقتول یا مضروب کے ورثاء کو ولی قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن الحکمت میں ارشاد ہے۔ من قتل مظلوما فقد جعلنا لولیه سلطانا○[1]

ترجمہ۔ اگر کوئی ظلم سے قتل ہو تو اسکے ولی کو قاتل پر اختیار دیا گیا ہے۔ یہاں ولی کو ہم نے سلطان عطا کیا کے لفظوں کے معنی واضح ہیں کہ دوسرے لفظوں میں ولی کو قتل کے بدلہ کے لیے سلطان بنایا گیا ہے۔ یہاں سلطان سے مراد وہ محبت اور تعلق بھی ہے جس کی بناء پر وہ قصاص کے مطالبہ کے حق رکھتا ہے۔ یہی وہ اصول ہے جس کی بنیاد پر شریعت میں انگریزی قانون کے برعکس ولی کو حکومت وقت کی بجائے مدعی قرار دیا گیا جسے قصاص یا خون بہا حاصل کرنے کا حق ہے۔

ولی کو شریعت اسلامیہ یہ اجازت دیتی ہے کہ وہ سزائے قصاص کی بجائے دیت حاصل کرے اس رعایت کو ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بنی اسرائیل میں صرف قصاص تھا لیکن دیت یا خون بہا کا قانون نہیں تھا چنانچہ حکم ہوا۔ (فاتباع باالمعروف واداء الیه با احسان) ترجمہ: دستور کی پیروی کرو اور خوش اسلوبی سے خون بہا ادا کر دیا کرو اور ساتھ ہی بیان ہوا کہ (ذالک تخفیف من ربکم ورحمته)

[1] (بنی اسرائیل ۳۳)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ: یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لیے رعایت ہے۔ گویا دیت کے حکم کو رعایت ورحمت قرار دیا گیا ۱۔
قرآن پاک نے ایسی صورت بیان کرتے ہوئے فرمایا (فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم) ۲۔ ترجمہ: جو کوئی تم پر زیادتی کرے۔ تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرو۔ اس حکم کے مطابق قصاص کا حکم ہوا۔ اور دیت کو اس پر تخفیف قرار دے کر باعث رحمت اور اخوت قرار دیا گیا۔ نیز اسی طرح کی زیادتی سے زیادہ جرم کی سزا کیساتھ کم سے کم سزا کی حد مقرر کردی۔

حدیث مبارکہ سے مزید وضاحت ملتی ہے۔ عمرو بن شعیب نے اپنے جد امجد سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''جو شخص جان بوجھ کر قتل کرے اسے مقتول کے وارثوں کے حوالے کردو۔ اگر چاہیں تو قتل کردیں اور چاہیں تو دیت قبول کرلیں ۳۔

اسی دفعہ کی ضمن ب اس طرف وضاحت کرتی ہے کہ ایسا شخص جس کے کوئی وارث نہ ہوں۔ تو ایسے لاوارث شخص کی قصاص کیلئے حکومت بطور وارث حق ادا کرے گی۔ چنانچہ قصاص میں اگر ورثا مقتول موجود نہ ہوں تو حکومت ولی ہوگی۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ انا ولی من لا ولی لہ

ترجمہ: ''جس کا کوئی ولی نہیں اس کا میں ولی ہوں'' ۴۔

حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک لفظ ولی سے مراد وارث ہے اور اس کے لئے عورت اور مرد کی تفریق نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن الحکمت نے والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض ۵۔ یعنی مسلمان مرد اور مسلمان عورت ایک دوسرے کے ولی ہیں جبکہ مالکیہ کے نزدیک ولی کا مرد ہونا ضروری کیونکہ رب العزت نے بنی اسرائیل کی آیت میں ولی کو بصیغہ مذکر استعمال کیا ہے ۶۔ امام مالک کہتے ہیں کہ سلطان سے مراد حکم الٰہی ہے اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سلطان سے حجت (ثبوت یا دلیل) مراد ہے۔ ایسی حجت سے ولی بطور حاکم مراد ہے۔ جو قاتل پر اس کے قصاص کیلئے سلطان قرار دیا گیا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قتل کرنیوالوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ مقتول کے مقدم ترین رشتہ داروں یا اس کے بعد کے رشتہ داروں کا حق پورا ادا کریں۔ خواہ وہ عورت ہو۔ اسے حق ہے کہ وہ قتل کردے، معاف کردے یا دیت وصول کرے ۷۔

قصاص وصول کرنے کے حوالے سے وارث یا ولی کی دو اقسام ہوگی۔

۱۔ وہ فرد واحد ہوگا ۲۔ یا بصورت جماعت ہونگے

۱ (متفق علیہ) ۲ (البقرہ ۱۹۴) ۳ (جامع ترمذی ج ۱ ص ۴۲۱) ۴ (صحیح بخاری ج ۴ ص ۳۱۷) ۵ (التوبہ ۷۱)
۶ (کتاب الفقہ ج ۵ ص ۴۸۷) ۷ (کتاب الفقہ)

marfat.com
Marfat.com

اگر وہ فرد واحد ہو تو بالغ ہوگا یا نابالغ چنانچہ اگر وہ ہے تو اسے قصاص کا حق حاصل ہے۔ اور اگر وہ نابالغ ہے تو اس امر میں فقہا کے درمیان اختلاف رائے موجود ہیں۔ بعض کے نزدیک قصاص کے لیے نابالغ کے جوان ہونے کا انتظار کیا جائے۔ جبکہ بعض کا خیال ہے کہ قاضی قصاص وصول کر سکے گا۔ اور بعض فقہا باپ اور دادا کو اختیار دیتے ہیں کہ وہ جان یا جان سے کمتر کسی قصاص کو وصول کریں جو نابالغ کے حق میں واجب ہوا ہے۔ اور یہ اختیار اس لئے ہے کہ وہ اس نابالغ کو پرورش نگہداشت اور مفاد و مصلحت کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اور یہی اکثریت اور جمہور نظریہ ہے۔ اس میں ابن ملجم لعنۃ اللہ علیہ کے واقع کی روایت کو دیکھا جائے گا۔ جب ابن ملجم نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو زخمی کر کے ہلاک کر دیا۔ حضرت حسنؓ نے قصاص میں اسے قتل کیا۔ حالانکہ اس وقت سیدنا علیؓ کے ورثاء میں بہت سے نابالغ تھے۔ اس پر صحابہ کرامؓ نے بھی دلیل کیا ہے اور امام ابو حنیفہؒ نے بھی اسی روایت پر قول کیا ہے ○ اس طرح نابالغ کا قصاص موخر نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ نابالغ ہونے کی حیثیت سے ولی قصاص کا فیصلہ نہیں کر سکتا ○ دوسری صورت یعنی بصورت جماعت یا ایک سے زائد افراد کی صورت میں تمام ورثاء اس قصاص کے حقدار ہوں گے ○ لیکن قصاص تمام افراد با جماعت مشترکہ طور پر لیں گے ○ اور قصاص پر عمل درآمد حکومت کے نمائندہ کے ذریعہ ہوگا ○ اگر جماعت میں تمام افراد بالغ ہوں تو قصاص لے سکیں گے ○ لیکن اگر ان میں سے کچھ بالغ اور کچھ نابالغ ہوں تو قصاص کے لیے نابالغ کے والد اور دادا قصاص لیں گے ○ قصاص کے لینے کے لیے باپ یا دادا نہ ہوں تو حکومت بطور ولی نابالغ قصاص لے گی ○ حکومت قصاص پر مصالحت تو کرا سکتی ہے لیکن قصاص معاف نہیں کرا سکتی ○ اگر کوئی ایک فریق ورثاء مین سے قصاص معاف کر دے یا دیت پر رضامند ہو جائے تو قصاص ساقط ہو جائے گا ○ اور دیگر ورثاء یا ولی دیت کے حق دار ہونگے قصاص وراثت میں منتقل ہوتا ہے ○ لیکن قاتل کی موت قصاص کو ساقط کر دیتی ہے ○ قصاص کے مستحقین کی ترتیب میں مقتول کا لڑکا، پوتا، مقتول کا باپ، دادا، مقتول کا حقیقی بھائی، پدری بھائی، مقتول کا حقیقی چچا، پدری چچا ترتیب ہوگی ○ نابالغ لڑکے کا بالغ بھائی قصاص میں ولی نہیں ہو سکتا ○ اگر مقتول کا ایک ہی وارث ہو تو وہ قاتل سے قاضی کے فیصلہ کے بغیر قصاص لے سکتا ہے ○ [1] کے اس نظریہ سے ہمیں اختلاف ہے کہ قاضی کے فیصلہ کے بغیر قاتل کا قصاص ممکن ہے کیونکہ قاضی کے فیصلہ سے قبل مجرم محض ملزم ہوتا ہے۔ خواہ ہی معلوم ہی کیوں نہ ہو ○

یہاں ایک خاکہ کے ذریعے وارثان اور ولی قصاص کی وضاحت کی جا رہی ہے۔ تا کہ اوپر دی گئی سطور میں دی گئی ساری بحث کو آسانی سے سمجھا جا سکے۔

---

[1] (صاحب محیط علامہ سرخی)

marfat.com
Marfat.com

خاکہ

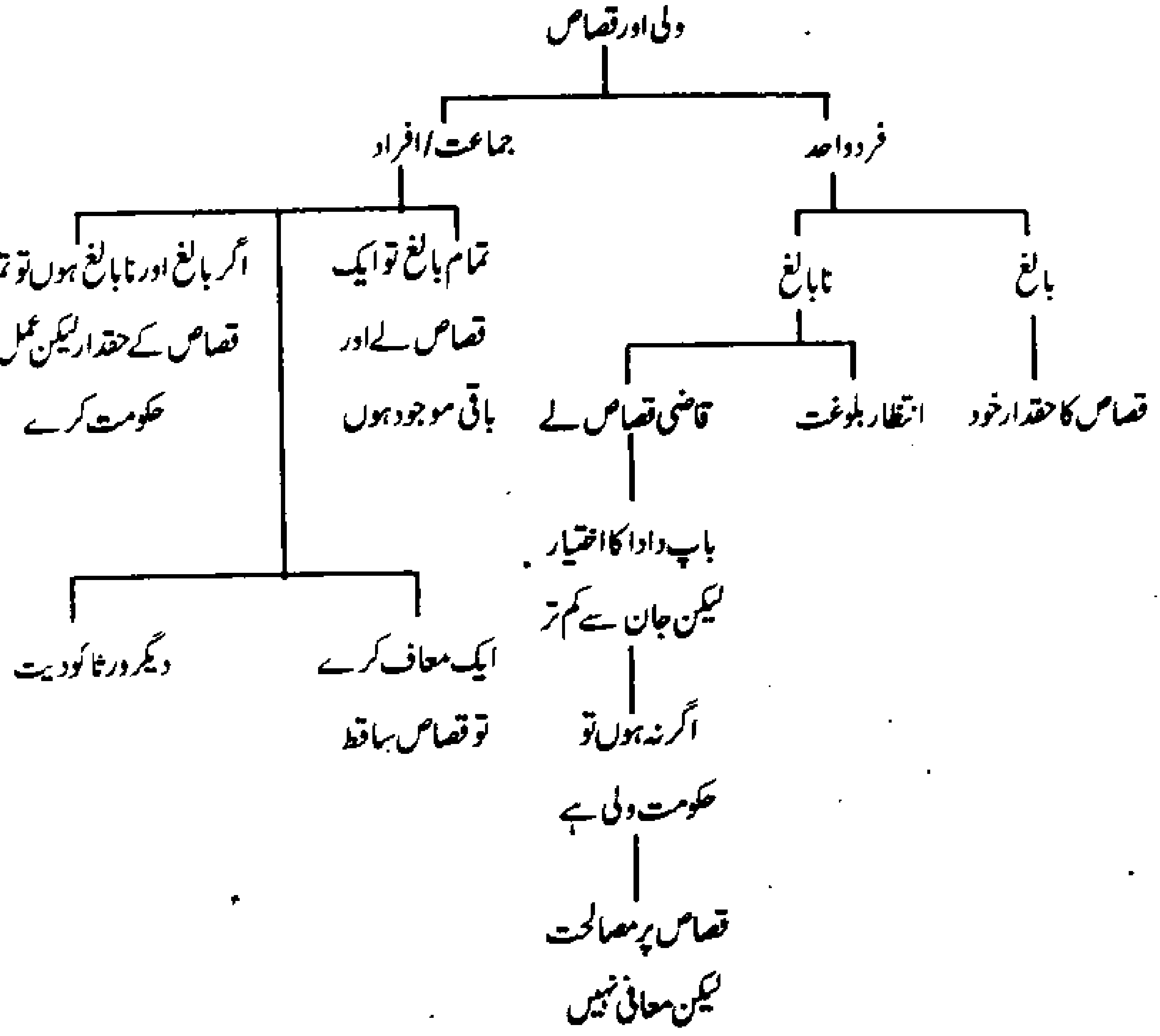

ولی مقتول کو قصاص کا حق دینے سے شریعت کی منشا یہ ہے کہ نفس کی اصلاح ہو○ نزاع کی جگہ صلح لے لے○ امن وسلامتی برقرار رہے○ جرائم میں کمی واقع ہو○ لوگوں کا باہمی احترام قانون کے حق میں زیادہ ہو اور انتقامی جذبات کا خاتمہ ہو○ اور لوگوں کو جانی اور مالی تحفظ حاصل ہو○ قصاص کا حق تقسیم کو قبول نہیں کرتا○ لیکن معاف کر دینے کا حق تقسیم قبول کرتا ہے○

اسی دفعہ کے ضمن (ب) میں درج اصول کہ اگر وارث نہ ہوں تو ولی حکومت ہوگی۔ نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد پر مبنی ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ انا ولی من لا ولی له (جس کا کوئی ولی نہیں اس کا میں ولی ہوں) اور اس اصول اور بنیاد پر اگر قتل کا قصاص لینے کے لئے موقع پر ولی حاضر نہ ہو سکے تو قصاص لینے کیلئے حکومت اپنا نمائندہ مقرر کرے گی۔ اور مذکورہ نمائندہ قصاص لے گا۔ اسی طرح اگر قصاص لینے کی اہلیت ولی میں نہ ہو تو بھی حکومت کا نمائندہ قصاص لے گا۔ جو قصاص لینے کیلئے خاص طور پر تربیت دیا جائے گا۔ حکمران بحیثیت ولی خون بہا پر مصالحت کا اختیار تو رکھتا ہے لیکن قتل کو معاف کر دینے کا مجاز نہ ہے۔ کیونکہ قصاص مسلمان کا حق ہے۔ حاکم پر مقتول کی میراث کا تو حق ہے لیکن مقتول کے ولی کو اس کی نیابت کے حق میں معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اس اصول کی بنیاد سیدنا حضرت عمرؓ کی

marfat.com
Marfat.com

شہادت کا واقعہ ہے جس میں ہرمزان ہاتھ میں خنجر لئے باہر نکلا تو عبداللہ بن عمرؓ کو گمان گزرا کہ یہی سیدنا حضرت عمرؓ کا قاتل ہے۔ چنانچہ آپؓ نے اسے فوری قتل کر دیا۔ مقدمہ سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کے پاس آیا تو سیدنا علیؓ نے مشورہ دیا کہ قصاص میں عبداللہؓ کو قتل کیا جائے لیکن سیدنا حضرت عثمانؓ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں ایسے شخص کو قتل کیسے کردوں جس کے باپ کو کل قتل کیا گیا ہے۔ مقتول اس زمین والوں میں سے ہے اور میں اس کا ولی ہوں۔ میں اسکو معاف کرتا ہوں۔ اور اس کا خون بہا ادا کرتا ہوں۔ اس واقعہ میں مذکورہ قتل خطاء میں ہوا تھا۔ لہذا قصاص واجب نہ تھا۔ نیز مقتول کے ورثاء نہ تھے لہذا حکومت کے خلیفہ کی حیثیت سے آپ ولی ہوئے اور خطاء کو آپ نے معاف فرما کر خون بہا اپنے پاس سے ادا کیا۔ لیکن اگر خلیفہ بحیثیت حکومت ہو تو اسے قتل کا قصاص معاف کر دینے کا حق نہیں ہے۔ اور وہ نابالغ کے قصاص کے حق کو حاصل کرنے کا تو حق رکھتے ہیں لیکن معاف کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ مذکورہ بالا واقعہ میں سیدنا عمرؓ کا قتل، قتل عمد تھا۔ جبکہ ہرمزان کا قتل، قتل خطاء یا شبہ تھا۔ لہذا حضرت سیدنا عثمانؓ کا مذکورہ فیصلہ درست تھا۔

ذمیوں کے حقوق کی طرح پاکستان میں رہنے والے غیر مسلموں کا خون کیونکہ معصوم الدم نہیں ہیں۔ لہذا ان کے ولی کو قصاص کا حق حاصل نہیں ہے ٥ لیکن دیت واجب ہوگی ٥ اسی طرح حکومت ان مسلمانوں کی ولی بھی نہیں ہوگی ٥ جو کفار ممالک میں قیام کرتے ہیں۔ انکا قتل قصاص سے بری ہے۔ جس کی بنیاد اس اصول پر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انا بری من کل مسلم بین ظہرانی المشرکین ترجمہ۔ میں کسی ایسے مسلمان کی حفاظت سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان رہتا ہے ٥ حکومت اسلامی ان کا قصاص نہیں دلا سکتی ٥ لیکن سفارت کار کے تحفظ کیلئے حکومت کو خود ولی کا کردار ادا کرتے ہوئے مذکورہ حکومت کو پابند کرنا چاہیے۔ یا بین الاقوامی قوانین کے مطابق عمل کرایا جائے۔

ولی کی تعریف جو مختلف عدالتوں نے کی اس میں (ولی سے مراد) وہ بالغ اور عاقل شخص ہے جو مقتول کے ورثاء میں سے ہو۔ اور قصاص کے معاملات کو طے کرنے کی اہلیت رکھتا ہو ٥ [1] چنانچہ ولی نے اپنا حق قصاص بغیر کسی معاوضہ کے ختم کر دیا۔ لیکن نابالغ کے ولی نے نابالغ وارث کے حق قصاص کو صلح البدل کے ذریعے دیت کی مالیت پر طے کیا۔ چنانچہ ایسی معافی اور صلح کو تسلیم کیا گیا ٥ [2] ولی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ولی ایک ہی وقت میں اگر قاتل اور مقتول کا وارث ہو تو ایسی صورت میں قصاص ساقط ہو گیا۔ اور قتل عمد مستوجب قصاص نہ رہا۔ اسکی مثال دفعہ 306 اور دفعہ 308 قانون ہذا میں واضح ہے ٥ [3] دفعہ ہذا 305 بھی کی وضاحت میں قرار دیا گیا کہ ایسے قتل میں جب ولی نہ ہو تو قصاص حکومت لے گی۔ جبکہ دفعہ 308 وضاحت کرتی ہے کہ اگر ملزم نابالغ یا مجنون ہو تو ایسی صورت میں دیت کی ادائیگی

---

[1] (1997SCMR1307) [2] (1997MLD1875) [3] (PLJ1993CRC373)

marfat.com
Marfat.com

مذکورہ قاتل کی جائیداد سے ہوگی۔ یا اسکے ورثاء ادا کرنے کے پابند ہونگے۔ اسی طرح دفعہ 310 واضح کرتی ہے کہ جب حکومت ولی ہو تو جرم میں صلح بھی کرا سکتی ہے۔ اسی طرح دفعہ 313 اور 314 میں حکومت کی بحیثیت ولی مزید ذمہ داریوں کی وضاحت کرتی ہے۔ سپریم کورٹ نے ایسے معاملات میں واضح کیا ہے کہ جب قاتل نابالغ ہو تو دیت کی ادائیگی کیلئے (Source) کا تعین کیا جائے گا۔ اور اگر قاتل کی جائیداد نہ ہو تو انشورنس کمپنی اس کی ادائیگی کرے گی۔ یا حکومت بحیثیت ولی اگر مقتول کا قصاص لینے کا حق رکھتی ہے۔ تو قاتل کے ولی کی حیثیت سے دیت کی ادائیگی کی بھی ذمہ دار ہوگی ۱۔ چنانچہ اسی اصول پر عدالت عالیہ نے نہ صرف ملزم کو بری کر دیا۔ بلکہ قصاص کی عدم موجودگی میں دیت کی ادائیگی کیلئے حکومت کو انتظام کرنے کا حکم دیا ۲۔ ان فیصلوں کی بنیاد شرعی اصول پر ہے جس کے مطابق قاتل کا ولی اسکی عاقلہ یا قبیلہ ہے۔ اور عدم موجودگی میں بیت المال بطور عاقلہ ہے۔ جو دیت کی ادائیگی کی ذمہ دار ہوگی۔ کیونکہ بیت المال مسلمانوں کا اجتماعی خزانہ ہے۔ لہذا ہوم سیکرٹری کے ذریعے دیت کی ادائیگی کے انتظام کا حکم دیا گیا ۳۔ اسی طرح قاتل خود نہ ہی مقتول کا وارث ہو سکتا ہے۔ اور نہ ولی۔ ایسی صورت میں دیت کی وصولی کا بھی حقدار نہیں ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ کہ القاتل لا یرث (قاتل وارث نہیں ہو سکتا) ۴۔ یہ بھی اصول ہے کہ ولی کا تعین اسی صورت ہوگا۔ جب قاتل پر قتل ثابت ہوگا۔ اور دیت یا قصاص کی ادائیگی کیلئے ولی کی ضرورت ہوگی ۵۔ عدالت نے ایسے مقدمہ میں جب قاتل یتیم تھا۔ اور اسکی کوئی جائیداد نہ تھی۔ جہاں سے دیت کی ادائیگی ممکن ہو سکتی۔ ایسی صورت میں عدالت نے نا صرف دیت کی ادائیگی معاف کر دی۔ بلکہ قاتل کو بوجہ ادائیگی دیت رہا کر دیا۔ اور حکومت کو ادائیگی دیت کیلئے حکم دیا ۶۔ مقتولہ ملزم کی بیوی تھی۔ جبکہ مقتول کی بیٹی جو کہ ملزم کی بھی بیٹی تھی۔ مقتولہ کی ولی تھی۔ ایسی صورت میں قتل عمد دفعہ 306 تعزیرات پاکستان کے تحت قصاص کا موجب نہ تھا۔ لہذا دفعہ 302 کی سزا قابل عمل نہ تھی۔ لہذا سزا ختم کر کے ماتحت عدالت ٹرائل کو حکم دیا گیا کہ اس پر قانون کے مطابق فیصلہ ثانی صادر کیا جائے ۷۔

---

۱ (1999SCMR2652) ۲ (PLJ2001CRC886) ۳ (PLJ2001CRC886) (بدائع الصنائع)

۴ (PLD1992Pesh187 - 1992Pcrlj1960 - 1993Pcrlj68 - PLJ2001Lh(CRC)5)

۵ (PLD1992Pesh187 - 2000SCMR338 - 1998SCMR1781) ۶ (PLJ2000SC44)

۷ (PLD1994SC885) (MLD2002Kar451)

marfat.com

Marfat.com

دفعہ ۳۰۶ قتل عمد جو مستوجب قصاص نہ ہو (Qatl-i-amd not liable to Qisas)

قتل عمد مندرجہ ذیل صورتوں میں قصاص کا مستوجب نہ ہوگا، یعنی

a: جب کوئی مجرم نابالغ یا فاتر العقل ہو۔

مگر شرط یہ ہے کہ جب کوئی مستوجب قصاص شخص جرم کے ارتکاب میں کسی ایسے شخص کو جو مستوجب قصاص نہ ہو۔ اس نیت سے اپنے ساتھ شامل کرلے کہ وہ خود قصاص سے بچ سکے۔ تو وہ قصاص سے مستثنیٰ نہیں کیا جائے گا۔

b: جب کوئی مجرم اپنی اولاد یا اولاد کی اولاد، خواہ اس کا تعلق نیچے کی کسی پشت سے ہو، کی موت کا باعث بنے اور

c: جب شخص متضرر کا کوئی ولی، مجرم کی براہ راست اولاد ہو خواہ اس کا تعلق نیچے کی کسی پشت سے ہو۔

تشریحات

دفعہ ہذا وضاحت کرتا ہے کہ قتل عمد پر قصاص ایسے اشخاص یا مجرموں پر نافذ نہیں کیا جا سکتا جو نابالغ ہوں، مجنون ہوں یا فاتر العقل ہوں لیکن ضعیف العمری بھی بعض حالتوں میں قصاص سے استثنا کی وجہ قرار دی جا سکتی ہے۔ ذیلی دفعہ (الف) میں جو شرط بنیاد بنائی گئی ہے۔ اسکے تحت صرف مجنون، نابالغ اور فاتر العقل ہی قصاص سے مستثنا ہیں۔ لیکن کوئی شریک جرم ملزم اپنے ہمراہی کی اس حیثیت کا فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ اگر دو آدمی مل کر کسی شخص کو قتل کریں اور ان میں سے ایک شخص نابالغ ہے جس پر قصاص واجب نہیں ہے۔ تو اس طرح دوسرے مجرم پر قصاص کی سزا نافذ کی جائیگی۔ جبکہ نابالغ پر دیت ہوگی۔ اور اس بہانے یا طریقے سے دوسرے بالغ اور عاقل پر قصاص ساقط نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایسے نابالغ یا فاتر العقل کے شریک جرم پر بحیثیت بالغ، عاقل ہونے کے قتل واجب القصاص ہوگا۔ اس طرح ضمن (ب) میں باپ دادا یا اسی طرح کسی قدر بلند درجہ پر بحیثیت والد اپنی کسی قدر نیچے اولاد کے قتل پر واجب القصاص نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح ضمن ج کی رو سے ایسا شخص بھی مستوجب قصاص نہ ہوگا۔ جب وہ قاتل، مقتول کا کوئی ولی یا قاتل کی براہ راست اولاد میں ہو اور یہ تعلق کتنا ہی نیچے تک موجود نہ پایا جاتا ہو۔ مثلاً بیٹا، بیٹی، نواسہ، پوتا وغیرہ۔ اس دفعہ کے حوالے سے شریعت نے اس طرح وضاحت کی ہے۔ کہ

اور جرم کا مواخذہ اس سے ہے جو اسکا ارتکاب کرے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے۔ جسے عمرو بن احوص نے روایت کیا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا۔" آگاہ ہو جاؤ جو قصور کرے گا وہ اپنی

marfat.com
Marfat.com

ہی ذات پر کرے گا۔ باپ کے قصور میں بیٹا نہیں پکڑا جائے گا۔ اور بیٹے کے قصور میں باپ کو سزا نہیں ہے ٥ "اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے فرمایا" آگاہ ہو جاؤ ماں کے قصور میں بیٹا نہیں پکڑا جائے گا۔ اور بیٹے کے قصور میں ماں نہیں پکڑی جائے گی" ٥ اسی طرح ایک شخص نے کہا کہ میرے ساتھ جرم میں میرا بیٹا بھی شامل تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا" تیرے قصور میں تیرا بیٹا نہیں پکڑا جائے گا۔ اور اسکے قصور میں تو نہیں پکڑا جائے گا" ٥ [1]

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نابالغ کے ہاتھ سے قتل عمد بھی قتل خطاء ہے۔ لیکن دیت کے سلسلے میں خاموشی ہے۔ اسی طرح دفعہ ہذا کا ضمن (b) بھی احادیث سے ثابت ہے اور اس قول پر بنیادی اصول آنحضرت ﷺ کی اس حدیث سے وضع کیا گیا ہے جس کی روایت عمرو بن شعیبؒ نے اپنے جد سے کی۔ جنہوں نے سراقہ بن مالک سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ بیٹے سے باپ کا قصاص لیتے۔ لیکن باپ سے بیٹے کا قصاص نہ لیتے تھے ٥ اسی طرح ایک حدیث میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ مساجد میں حدود کا نفاذ نہ کرو اور باپ سے اس کی اولاد کا قصاص نہ لیا جائے (گویا اگر باپ سے تادیباً قتل ہو جائے تو اس پر قصاص واجب نہ ہوگا) ٥ ان صورتوں کے علاوہ شریعت میں مزید ن وضاحتیں بھی اسی ضمن سے متعلق موجود ہیں۔ جن کی بنیاد پر قاتل سے قصاص نہ لیا جائے گا۔ نیز اسی طرح مالک ے غلام کے قتل کا قصاص واجب نہ ہوگا ٥ مرتد اور فسادی کے قتل کا قصاص نہ ہوگا کیونکہ قصاص کے لئے ضروری شرائط ں ایک شرط یہ بھی ہے کہ مقتول کا خون معصوم بھی ہو اور محفوظ بھی جبکہ مرتد اور فسادی کا خون محفوظ نہیں ہے ٥ اسی طرح ی مقتول کے کہنے پر قاتل کا اسے قتل کر دینا وغیرہ (مزید تفصیل خودکشی کے دفعہ میں ملاحظہ کریں) ٥ لیکن اس امر میں ،دات پر انحصار قاضی کو نہایت احتیاط سے کرنا ہوگا۔ کیونکہ ایسے قتل پر بھی قصاص واجب نہیں ہے ٥ اسی طرح اگر ۔اص کے گواہ رجوع کر لیں تو قصاص واجب نہ رہا۔ ذیلی دفعہ (ج) کی وضاحت اس طرح ہے کہ عورت کو اس کے سا ،مد نے قتل کر دیا اور عورت کی اولاد اسکی ولی اور وارث ہے ایسی صورت میں وہ اپنے باپ سے قصاص نہ لے سکیں ے [2] اسی طرح اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو قتل کر دیتی ہے۔ تو اب شوہر کے قصاص لینے کا حق اس کی اولاد کو حاصل ہے۔ جو س عورت کی بھی اولاد ہے۔ لہٰذا اولاد اپنی والدہ سے قصاص نہیں لے سکتی۔ اسطرح قصاص ساقط ہو گیا ٥ اس ے علاوہ ایسا ولی ہی قصاص لے سکتا ہے۔ جو معلوم ہو۔ کیونکہ مشتبہ ولی کو قصاص کا حق حاصل نہیں ہے ٥ اگرچہ قانون ہذا ضمن الف، ب اور ج میں مندرج صورتوں کے علاوہ دیگر قانونی صورتوں کا ذکر نہیں کیا گیا ٥ عدم وجود قصاص پر مسٹر سٹس (ر) قربان صادق اکرام نے اپنے ایک مضمون قانون قصاص و دیت اور اسکا اطلاق میں اسطرح واضح کیا ہے کہ قصاص پاگل یا نابالغ پر نہیں۔ مزید تفصیلات کیلئے مذکورہ مضمون ملاحظہ ہو ٥ [3]

---

[1] (سنن ابن ماجہ ج۲ ص ۸۹۰) [2] (1994PSC(CR)812) [3] (PLJ1994Ref.)

marfat.com
Marfat.com

شرعی فیصلے: دیگر ایسی صورتیں بھی موجود ہیں جن میں قصاص یا تو ساقط ہو جاتا ہے یا واجب نہیں رہتا۔ ایسے دیگر شرعی معاملات کی وضاحت درج ذیل ہے۔

کافر کے بدلے مسلمان سے قصاص نہ ہے۔ (یہ ایک امر واقع ہے کہ پاکستان جیسے اسلامی جمہوری ملک میں تمام شہری (مسلمان اور غیر مسلم) بحیثیت شہری ایک دوسرے کے ساتھ حقوق میں برابری کا درجہ رکھتے ہیں۔ اسطرح قتل کے معاملات میں آئین کی رو سے وہ ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ لیکن ایک صورت ایسی بھی ہوسکتی ہے۔ جس میں کافر کے قتل کے بدلے مسلمان سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ اور وہ مذہبی مداخلت یا مذہبی اشتعال انگیزی ہے۔ جس کی بنیاد پر مسلمان معصوم الدم قرار پائے گا۔ اور کافر کا مسلمان سے قصاص نہ لیا جائے گا) ○ قصاص کے حکم کے بعد قصاص لینے سے پہلے قاتل مجنون ہو جائے لیکن اگر قصاص کیلئے قاتل کو مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دینے کے بعد قصاص سے پہلے پاگل ہو جائے تو قصاص واجب نہ ہوگا ○ [1] دائمی پاگل پر قصاص ساقط ہے لیکن اگر قتل وقفہ جنون کے دوران کیا گیا۔ تو قصاص واجب ہے ○ [2] اگر قاتل قصاص سے پہلے فوت ہو جائے تو قصاص ساقط ہے۔ گویا قصاص وراثت میں منتقل نہیں ہوتا ○ لڑکے کے قتل پر باپ یا ماں پر قصاص واجب نہیں ہے۔ کیونکہ ماں باپ سے اولاد کے قتل کا قصاص آنحضرت نے معاف فرمایا ہے ○ [3] اور یہی حکم دادا، نانا، پرنانا کیلئے ہے۔ چنانچہ ایسی صورتوں میں قصاص ساقط لیکن دیت برادری پر ہے ○ اگر مقتول کے ورثاء میں قاتل کی اولاد یا اس کی اولاد کی اولاد ہو تو قصاص باطل ہے ○ [4] اگر باپ سے بطور سرزنش بیٹے کا قتل ہو گیا۔ تو قصاص نہیں ہے۔ لیکن بعض فقہا نے جن میں امام شافعی، امام احمد بن حنبل شامل ہیں کے مسلک کے مطابق اگر بیٹے کو ذبح کر کے قتل کیا گیا۔ تو اس تشدد آمیز سلوک کیلئے باپ پر قصاص واجب ہو گا۔ لیکن جب مقتول کے وارث اور ولی کی حیثیت حاصل کرنے والا شخص باپ کا بھی وارث ہو تو پدری حرمت اور عظمت کی وجہ سے قصاص ساقط ہو جائے گا ○ [5] امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا نظریہ ہے کہ جو وہ شخص (کافر) جو عارضی طور پر کسی مسلم ملک میں پناہ گزین ہو اور اسے واپس لوٹنا ہو تو ایسے شخص (متامن) شخص کے قتل کے قصاص میں قاتل مسلمان پر قصاص نہیں ○ [6] دارالکفر میں مسلمان کے قتل پر بعض فقہا قصاص لازم قرار دیتے ہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہ اس نظریے کے خلاف ہیں ○ [7] نیز حدیث مبارکہ ہے کہ میں دارالکفر میں کسی مسلمان کے خون کا محافظ نہیں ہوں۔ اگر کوئی باپ، دادا کے قتل کے قصاص کا وارث ہو اور باپ دادا، نانا، نانی وغیرہ اس شخص کی قاتل ہوں تو قصاص ساقط ہے ○ [8] داماد کے قتل پر بشرط قاتل کی بیٹی نکاح میں ہو۔ سسر سے قصاص ساقط ہوگا ○

---

[1] (کتاب الاختیار ص ۱۹۱) [2] (1992PSC(CR)314) [3] (ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۳)۔ [4] (فتاوی قاضی خان)(1994PSC(CR)812)
[5] (المغنی ج ۷ ص ۲۶۶) [6] (المغنی ج ۷ ص ۶۵۲)(ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۳) [7] (المغنی ج ۷ ص ۶۴۵) [8] (ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۳)

marfat.com
Marfat.com

قتل کے مجمل اقرار پر قصاص ساقط ہے اور مجمل اقرار یہ ہے کہ ملزم صریح اقرار نہ کرے اور محض اشارتاً یا معنوی اقرار کرے جس سے اقرار کی لفظی حقیقت کھل کر واضح نہ ہو سکے o چھری بار بار مارنے سے قتل پر قصاص ہے۔ لیکن اگر چھری چھوٹی ہو جو قتل کا ہتھیار ثابت نہ ہو سکے۔ تو قصاص نہیں ہے دیت نافذ ہوگی o کوڑے کی متواتر چوٹ کا بھی قصاص نہیں۔ (اس امر میں اس حد تک اختلاف کیا جائے گا کہ ضربات کی شدت کیا ہے۔ اور ضربات کا تسلسل غصہ اور قتل کی نیت کا ثبوت ہوگی۔ جس سے ارادہ ظاہر ہوگا۔ نیز جسم کے کن حصوں پر ضربات لگائی گئی ہیں) یعنی وجہ ثبوت اور قصاص کا باعث ہو سکے گا o دانت کاٹنے سے موت پر قصاص نہیں دیت ہے o مجنون پر قصاص نہیں۔ لیکن اس کے مال میں دیت واجب ہوگی o [1] لیکن کسی دیوانے کو اپنے دفاع میں قتل پر قصاص نہیں۔ بلکہ دیت ہے۔ یہی مسلک امام مالک کا ہے اور یہی حکم بچہ اور جانور کے لیے بھی ہے o [2] درندے کے آگے ڈال کر ہلاک کرنے کی صورت میں جب مذکورہ مقتول اس چیز پر قادر ہو کہ بھاگ کر جان بچا سکے۔ تو قصاص نہیں دیت ہے۔ لیکن اگر پنجرے میں بند کر کے یا محبوس کر کے درندے کے آگے ڈالا جائے تو قتل کی نیت ثابت ہوئی۔ اور قتل عمد قرار پایا o [3] سوئی چبھونے سے موت پر قصاص نہیں ہے۔ (بشرطیکہ سوئی زہر آلود نہ ہو) اور یہی حکم زہر سے ہلاکت پر ہے o [4] کیونکہ زہر کے نہ کھانے پر مقتول قادر تھا o آگ میں ڈال کر ہلاک کرنے والے پر قصاص ہے۔ لیکن بعض فقہا کے نزدیک اگر تندور میں ڈالا جائے جس سے مقتول کے باہر نکلنے کا جواز موجود ہو۔ تو ایسی صورت میں قصاص نہیں دیت ہوگی۔ (لیکن ہمارے نزدیک ایسی کوئی بھی صورت جو آگ میں ڈالنے کے نتیجہ میں قتل پر منتج ہو اس میں قصاص سخت واجب ہوگا) o [5] گرم یا سرد پانی ڈال کر ہلاک کرنے میں قصاص نہیں ہے۔ اسی طرح پانی میں ڈبونے پر جب کہ معلوم ہو کہ مقتول تیر کر واپس آ سکتا ہے۔ تو قصاص نہیں لیکن اگر ہاتھ پاؤں باندھ کر پانی میں ڈبویا جائے تو قاتل پر اگرچہ قصاص نہیں۔ لیکن دیت مغلظہ ہوگی o [6] دھوپ میں باندھ دینے سے موت پر قصاص نہیں ہے o حفظ ماتقدم میں قتل پر مواخذہ نہیں۔ خواہ ایسی حالت میں لڑکا باپ کو قتل کر دے o [7] اگر مقتول کا کوئی وارث نہ ہو تو دیت بیت المال میں جمع ہوگی۔ (اس میں حکومت قصاص بھی لے سکتی ہے) اسی اصول پر ایسے قاتل کی دیت کی ادائیگی بھی بیت المال کرے گی جس کا کوئی وارث نہ ہو اور نہ ہی کوئی جائیداد ہو o [8] مقتول کے ورثاء میں سے کوئی شخص معاف کر دے تو قصاص ساقط ہوگا۔ اور دیگر ورثا دیت کے حقدار ہونگے o اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ جبراً زنا کرے یا اغلام بازی ہمراہ لڑکا کرے اور وہ عورت یا لڑکا اسے بامر مجبوری قتل کر ڈالے تو قصاص واجب نہ ہے o [9] چور کے قاتل پر قصاص نہیں کیونکہ جان و مال و عزت پر قتل کا حق اکراہ میں جائز کیا گیا ہے۔

اور حدیث مبارکہ ہے کہ تم اپنے مال پر قتال کرو o [10]

---

[1] (فتاوی عالمگیری ج ۹ ص ۲۹۶) [2] (ہدایہ ج ۴ ص ۵۲۲) [3] (فتاوی عالمگیری ج ۹ ص ۲۹۵) [4] (فتاوی عالمگیری ج ۹ ص ۳۰۰) [5] (فتاوی عالمگیری ج ۹ ص ۳۰۰)
[6] (فتاوی عالمگیری ج ۹ ص ۲۹۹) [7] (الہدایہ) [8] (1999SCMR2652-PLJ2001CR886) [9] (کتاب الاختیار ص ۳۲۰) [10] (ہدایہ ج ۴ ص ۵۲۲)

marfat.com

Marfat.com

عدالتی فیصلے: شرعی ضوابط کی طرح ملکی عدالتوں نے اس دفعہ کے تحت جو فیصلے صادر فرمائے وہ درج ذیل ہیں۔
کوئی عدالت ایسی سزا نافذ کرنے کی اجازت نہیں دیتی جسکی اجازت Statute نہ دیتا ہو۔ اسکے لیے Corum non-judice کا اصول کارفرما ہوتا ہے ۱ تعزیرات پاکستان میں وضاحت کی گئی ہے کہ کسی نابالغ کو قتل کے جرم 302 تعزیرات پاکستان قتل عمد میں بڑی سزا یعنی سزائے موت یا قصاص دینے کی بجائے دفعہ 308 تعزیرات پاکستان میں سزا دی جائے گی۔ البتہ جو ملزمان کم عمری کے باوجود ذہنی بلوغت حاصل کر جائیں تو بطور تعزیز 14 سال تک قید کے مستحق قرار پائیں گے ۲ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں واضح کیا ہے کہ اگرچہ نابالغ کی تعریف کیلئے قانون ہذا وضاحت سے بیان نہیں کرتا۔ لیکن بالغ کی دفعہ 299 قانون ہذا میں وضاحت کی گئی ہے کہ ایسا شخص جس کی عمر 18 سال ہو چکی ہو۔ چنانچہ نابالغ وہ شخص ہوگا جسکی عمر 18 سال سے کم ہو۔ جبکہ قصاص نابالغ اور پاگل پر نافذ نہیں ہوتا جیسا کہ دفعہ 306 میں وضاحت موجود ہے۔ جس کی وجہ قتل عمد میں سزا کی بجائے دفعہ 308 میں دیت کی سزا تجویز ہوئی ہے لہذا اس امر میں کافی ثبوت اور شہادت کی بنا پر سزا تجویز کی جاسکتی ہے ۳ ملزم کمسن اور نابالغ ہیں جو میڈیکل سرٹیفکیٹ اور پیدائش سرٹیفکیٹ سے ثابت ہیں۔ اس طرح ملزمان کو زیر دفعہ 299 اور دفعہ 306 میں سزا کیلئے دیکھا جائے گا۔ جس میں سزا دیت ہے جو جرم کو ممنوعہ کلاز سے نکال دیتا ہے لیکن کسی کمسن کو قتل عمد میں دفعہ (1)308 کے تحت سزا 14 سال تک دی جاسکتی ہے۔ لہذا سزا محض دیت ہونے کے باوجود ممنوعہ کلاز کا فائدہ نہیں دیا جاسکتا۔ جبکہ خصوصاً ملزمان کمسن ہونے کے باوجود جسمانی اور ذہنی طور پر بالغ محسوس ہوتے ہیں۔ اور قتل کی نوعیت اور جرم کی شدت سے آگاہ ہوں ۴ اگرچہ اس امر میں بعض عدالتوں نے مخالف نظریہ قائم کیا ۵ دفعہ 306 کے تحت قتل عمد کی سزا قصاص نہ ہے ۶ ملزم پر اپنی بیوی کو قتل کرنے کا الزام ہے۔ ملزم نشہ کا عادی ہے اور پانچ بچوں کا باپ ہے۔ ملزم نے دفعہ 342 ضابطہ فوجداری میں تسلیم کیا کہ وہ اپنی بیوی کے قتل میں شامل تھا۔ چنانچہ سزا میں خصوصی ہمدردی کے پہلوؤں پر سزائے عمر قید کو ۱۰ سال قید اور دیت کی ادائیگی کے حکم سے بدل دیا گیا۔ نیز دو قانونی ورثاء نے قاتل کو معاف کر دیا ۷ عدالت نے اپنے فیصلہ میں نابالغ ملزم کو بوقت وقوعہ نابالغ ثابت ہونے کے نتیجہ میں زیر دفعہ 299 ہمراہ 306 تعزیرات پاکستان سزائے موت کو سزائے عمر قید میں تبدیل کر دیا اور دفعہ 302 تعزیرات پاکستان میں سزا نہ سنائی گئی ۸ عدالت نے اس امر پر حیرانی کا اظہار کیا کہ قتل عمد جس میں بہت سے ملزمان نے مل کر ہم سازش ہو کر قتل کیا ہے اور ایک سے زائد اشخاص قتل کیے ہوں۔

۱ (1994PSC(CR)812) ۲ PLD1991Lah347-1996Pcrlj166-2001Pcrlj1355 ۳ 1999SCMR/2652
۴ 2001Pcrlj385 ۵ 1996Pcrlj166 (1997Pcrlj1635) (1998Pcrlj24) ۶ 2000Pcrlj60-PLD1991Lah347-2001Pcrlj1355
۷ LRP2002(CR)200 ۸ (2002SCMR629)

marfat.com
Marfat.com

ایسے میں اگر کوئی ایک یا زائد قاتل دفعہ 308 یا دفعہ 306 تعزیرات پاکستان میں تو بھی سزا میں تخفیف اس بنیاد پر نہ ہوگی o اعدالت عظمی نے ایسے معاملے کی مزید وضاحت کیلئے کہ آیا مجرم 308-(c)306 میں مستوجب قصاص نہ ہونے کے باوجود دفعہ 302 میں سزایاب کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اپیل میں اجازت دی o ۲

دفعہ ۳۰۷: وہ صورتیں جن میں قتل عمد کے لیے قصاص نافذ نہیں کیا جائے گا

(Cases in which Qisas for Qatl-i-amd shall not be enforced)

1. مندرجہ ذیل صورتوں میں قتل عمد کے لیے قصاص نافذ نہیں کیا جائے گا، یعنی۔۔۔

a. جب کہ مجرم قصاص کے نفاذ سے پہلے وفات پا جائے۔

b. جب کوئی ولی، رضا کارانہ طور پر اور بغیر دباؤ کے عدالت کے اطمینان کی حد تک، دفعہ 309 کے تحت قصاص کے حق سے دستبردار ہو جائے یا دفعہ 310 کے تحت صلح کر لے اور

c. جب کہ قصاص کا حق مقتول کے ولی کی موت کے نتیجہ میں خود قاتل کی طرف یا ایسے شخص کی طرف منتقل ہو جائے جو مجرم کے خلاف قصاص کا دعوی نہ کر سکتا ہو۔

2. جب عدالت مطمئن ہو کہ دفعہ 309 کے تحت رضا کارانہ طور پر ولی قصاص کے حق سے دست بردار ہو گیا ہے یا دفعہ 310 کے تحت قصاص کے بارے تصفیہ کر لیا ہے جو کسی جبر و دباؤ سے مبرّا ہے تو عدالت ولی اور دوسرے افراد جن کو عدالت مناسب اور ضروری تصور کرے سے حلفیہ بیان لے گی۔ اور اپنی رائے بھی درج کرے گی کہ وہ ترک حق اور راضی نامہ، جیسی بھی صورت ہو، سے مطمئن ہے۔ مذکورہ حلف نامہ اور راضی نامہ رضا کارانہ طور پر ہے، کسی جبر و دباؤ کا نتیجہ نہیں ہے۔

تمثیلیں

ا۔ الف اپنے بیٹے "ب" کے ماموں "ض" کو مار ڈالتا ہے۔ "ض" کا "د" کے سوا کوئی اور ولی نہیں جو "الف" کی بیوی ہے۔ "د" کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ "الف" سے قصاص لے لیکن اگر "ہ" مر جاتی ہے تو قصاص کا حق اس کے بیٹے "ب" کو ورثے میں مل جائے گا۔ جو کہ مجرم "الف" کا بھی بیٹا ہے۔ "ب" اپنے باپ کے خلاف قصاص کا دعوی نہیں کر سکتا۔ لہذا قصاص کا نفاذ نہیں ہو سکتا۔

ا۔ 2001Pcrlj1023 ۲۔ (PLJ2001SC1459)

marfat.com

Marfat.com

۲۔"ب" اپنے شوہر " الف" کے بھائی "ض" کو مار ڈالتی ہے۔"ض" کا "الف" کے علاوہ کوئی وارث نہیں یہاں " الف" اپنی بیوی "ب" سے قصاص کا مطالبہ کر سکتا ہے۔لیکن اگر "الف" مر جاتا ہے تو قصاص کا حق اس کے بیٹے "د" کو ورثے میں مل جائے گا۔جو "ب" کا بھی بیٹا ہے،قصاص کا نفاذ "ب" کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

تشریحات

دفعہ ۳۰۶ تعزیرات پاکستان اور دفعہ ۳۰۷ تعزیرات پاکستان میں مذکور اقسام قتل عمد ہی ہیں۔جن میں قصاص کی سزا کا حکم دیا گیا ہے۔لیکن بوجوہ قصاص لیا نہیں جا سکتا اور اسمیں یہ فرق ہے کہ دفعہ ۳۰۶ تعزیرات پاکستان قصاص کے فیصلے سے پیشتر بھی مجرم پر نافذ نہیں ہو سکتا۔دفعہ ۳۰۶ تعزیرات پاکستان میں ایسے امور کا ذکر ہے جسمیں قاضی قتل عمد میں قاتل کو بوجہ نابالغ، فاتر العقل ہونے کے باعث اپنے حکم میں قصاص کی سزا نہیں سنا سکتا۔اور نہ ہی ضمن ب اور ج کے مطابق مذکورہ رشتہ داری معلوم ہونے کے سبب قاتل کے خلاف مطلوبہ سزا کا اعلان کر سکتا ہے۔اگر چہ قتل عمد پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے۔
لیکن دفعہ ۳۰۷ میں ان عوامل کا ذکر کیا گیا ہے۔کہ جب قصاص کی سزا سنائے جانے کے بعد ایسے عوامل کے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔جن میں قصاص پر عمل درآمد ممکن نہیں رہا۔چنانچہ ضمن الف کے مطابق مجرم کے وفات پانے کی صورت میں قصاص کا نفاذ نہیں ہو سکتا۔کیونکہ قصاص وراثت میں منتقل ہو کر اس کی اولاد سے نہیں لیا جا سکتا ہے۔کیونکہ قصاص لینے کے لیے ضروری امر یہ ہے کہ قصاص اس شخص سے لیا جائے جس نے قتل کیا ہو۔قصاص ملکیت اور مال کا تصور نہیں رکھتا۔ لہذا قصاص وراثت میں بھی منتقل نہیں ہو سکتا ہے۔لیکن امام شافعیؒ کے مطابق قاتل کے قصاص سے قبل مر جانے کی صورت میں دیت واجب ہوگی۔جو اس قاتل کی جائیداد میں سے واجب الوصول ہوگی۔کیونکہ دیت قصاص کے حق کا بدل ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مجرم سے قصاص لینے سے قبل موت واقع ہونے پر دیت بھی جاتی رہے گی۔کیونکہ اصول یہ ہے کہ جس چیز کا قصاص لیا جاتا ہے وہ ہی نہ رہا۔تو اس کا بدل کیسے لیا جا سکتا ہے۔نیز بدل کا تعلق صلح یا معافی سے ہے چنانچہ جب قصاص قائم تھا۔تو اسکا بدل وصول نہیں کیا گیا۔تو قصاص کا حق ادا کرنے والا ہی جب زندہ نہ رہا تو ولی کو دیت کے حق سے بھی محروم ہونا پڑے گا۔کیونکہ دیت کا تعلق قصاص کی معافی یا صلح کی صورت میں ہے۔قصاص کی موت کی صورت میں نہیں۔

ضمن ب کے مطابق جب ولی رضا کارانہ طور پر قصاص سے دستبردار ہو جائے یعنی معاف کر دے تو قصاص نافذ نہیں ہوتا۔لیکن جس کے لئے ضروری ہے کہ مذکورہ ولی ثابت کرے کہ

۱۔وہ قصاص کا حق دار ہے (بالغ کے قصاص کے حق کو اس کے باپ دادا نافذ تو کر سکتے ہیں معاف نہیں کر سکتے)۔

۲۔دستبردار ہونے والا بالغ اور عاقل ہو گویا جنونی اور نابالغ معافی دینے کا حق نہیں رکھتے۔

۳۔اور یہ کہ وہ آزادانہ مرضی سے معافی دے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۔ اور کہے کہ میں نے معاف کیا میں نے قصاص ساقط کیا یا میں نے بخش دیا۔ یا میں نے بری الذمہ کر دیا۔ عفو یا دستبرداری کی صورت میں شریعت کے مطابق دیت بھی نہ ہوگی۔ قرآن الحکمت کے نزدیک معاف کر دینا ایک بلند پایہ فعل ہے۔ ارشاد ربانی ہے جس نے ایک جان کو زندگی دی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخشی ٥ توریت کے برعکس اسلام میں معاف کر دینے یا ادائیگی دیت پر جان بخشی کر دینے کی رعایت ایک اضافی صفت ہے ٥ کیونکہ قتل کے بدلے قتل کا حکم توریت میں بھی ہے جبکہ انجیل مقدس کے مطابق مجرم کو صرف معاف کر دینا ہے ٥ اور اسلام کی طرح قصاص پر دیت کی صورت میں بدل صلح وصول کرنے کا حکم نہیں ہے ٥ اس لحاظ سے بھی اسلام کو ان دو مذاہب پر فوقیت اور سبقت حاصل ہے ٥ معاف یا دستبرداری پر دیت واجب نہیں ہے ٥ لیکن صلح سے تحت دیت واجب ہوتی ہے ٥ چنانچہ اگر ایک سے زائد ولی ہوں تو ایک ولی کی طرف سے معافی پر بھی قصاص ساقط ہو جائے گا ٥ اگر ایک ولی اپنا حصہ معاف کر دے تو دیگر ولی دیت حاصل کریں گے ٥ جبکہ معاف کرنے والا اپنا حصہ ختم کر دے گا ٥ اگر ایک ولی معاف کر دے اور دوسرا ولی قتل کر دے تو دوسرے ولی پر قتل عمد کا قصاص واجب ہوگا ٥ کیونکہ ایک ولی کی جانب سے معاف کر دینے پر مقتول کا خون دیگر ولیوں پر حرام ہو گیا ٥ لہذا اگر قتل کر دیا تو یہ قتل عمد کا مرتکب ٹھہرے گا ٥ اگر مقتول کے قتل سے پیشتر مقتول کا ولی خون معاف کر دے تو یہ معافی صحیح نہ ہوگی ٥ کیونکہ مقتول کی موت سے قبل وہ بحیثیت ولی کوئی اختیار نہ رکھتا تھا ٥ کیونکہ مقتول اپنی زندگی میں خود مالک تھا۔ اسی طرح مقتول کی طرف سے مرنے سے قبل اپنی جان کی معافی قابل مواخذہ نہ ہوگی ٥

تاریخی روایات: اس سلسلے میں چند تاریخی روایات درج ذیل ہیں۔

الف) حضرت عمرؓ کے سامنے قتل عمد کا مجرم پیش ہوا۔ آپ نے بعد تحقیق قصاص کا فیصلہ صادر فرمایا۔ تب مقتول کے ورثاء میں سے ایک وارث نے حق قصاص میں سے اپنا حق معاف کر دیا۔ مگر حضرت عمرؓ نے اسے قابل اعتناء نہ سمجھا اور مجرم کی سزائے موت بحال رکھا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ قاتل کا نفس مقتول کے تمام ورثاء کے اختیار ہے۔ اب اگر ایک ایک شخص اپنا حق معاف کرتا ہے تو دوسرے اس شخص کے معاف کر دینے کے بعد قصاص کے حق دار نہ رہے۔ چنانچہ انہوں نے مشورہ دیا کہ قاتل سے مقتول کے ورثاء کو دیت دلوائی جائے۔ اور معاف کرنے والے کی دیت اس میں سے وضع کی جائے۔ اور حضرت عمرؓ نے اس بات سے اتفاق کیا ٥ [1]

ب) ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو ہم بستر دیکھا اور اپنی بیوی کو قتل کر دیا۔ مقدمہ میں مقتولہ کا بھائی آیا اور اس نے از راہ غیرت عرض کیا کہ میں اپنی بہن کا قصاص اور دیت دونوں میں کسی کو روا نہیں رکھتا ہوں۔ میرا حصہ قاتل کے

---

[1] (فقہ عمرؓ روایت از امام شافعی ۳۲۳)

marfat.com

Marfat.com

لئے صدقہ ہے۔ اس پر آپ نے دیگر ورثاء کو دیت دلوائی اور بھائی کا حصہ وضع کر دیا اور قاتل کو رہا کر دیا ۱o

ج) ایک شخص نے اپنی بیوی کے بھائی کو قتل کر دیا۔ مقتول کے وارث کی یہ اکلوتی بہن تھی۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی کا خون معاف کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے قاتل کو بری کر دیا o ۲

د) دفعہ ہذا کے ضمن ج کی تفصیلات اس دفعہ کی ذیلی تمثیلوں میں بیان کر دی گئی ہیں۔ ان امور میں کیونکہ قصاص نافذ نہیں ہوتا۔ تو شریعت ملزم کو دیت یا دیگر تعزیری سزا دے سکتی ہے۔ جسکی مزید وضاحت دفعہ 308 میں ملاحظہ کریں جو دفعہ ہذا سمیت دفعہ 306 تعزیرات پاکستان کے امور کا قصاص کے علاوہ سزا پر احاطہ کرتی ہے۔ نیز عفو اور صلح کے مزید احکامات کی تفصیل کیلئے دفعہ ۳۰۹ اور دفعہ ۳۱۰ کے حاشیہ کو ملاحظہ فرمائیں۔

قصاص کے وجوب کی شرائط: امام احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک قصاص واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ مقتول مسلمان ہو۔ (آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ مجھے یہ حکم ہے کہ میں کافر لوگوں سے جنگ کروں جب تک کہ وہ لاالہ الااللہ نہ کہیں) o ۳ مقتول کو جان کی امان ملی ہو (یعنی ذمی ہو یا معاہدہ والا ہو، ایسے لوگوں یعنی مشرکوں میں سے اگر کوئی تمہاری پناہ چاہے تو اُسے پناہ دو تا کہ وہ اللہ کا ارشاد سنے) o ۴ دین بدلنے والا واجب القتل ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ (من بدل دینه فقتلوه) ترجمہ: جو دین بدلے اسے قتل کر دو o ۵ نابالغ اور جنون زدہ پر قصاص ساقط ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے (رفع القلم من ثلاث) تین اشخاص سے قصاص نہیں۔ (۱) ہمہ وقتی جنون (۲) نابالغ (۳) نشہ کی حالت o ۶ لیکن بعض فقہا کے نزدیک نشہ کرنے والے پر قصاص عاید ہوگا کیونکہ نشہ کرنے سے وہ بجا آوری کا مکلف رہتا ہے۔ نیز نشہ خود ایک جرم ہے اور کسی جرم کی حالت میں کوئی دوسرا جرم مواخذہ میں سختی کا سبب بن جاتا ہے۔ رعایت کا نہیں o کافر کے قتل کا قصاص مسلمان سے نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے (لا یقتل مسلم بکافر) ترجمہ۔ مسلم کافر کے قتل کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس میں قصاص نہیں o قصاص کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ یہ ہم پلہ کیلئے ہے اور کافر معصوم الدم نہیں نیز بیٹے کے قتل کر دینے پر باپ سے قصاص نہیں o نبی اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے (لاقتال للا بن ابیه) بیٹے کے قتل پر باپ سے قصاص نہ لیا جائے o اسی حکم میں ماں۔ دادا۔ دادی۔ اور نانا، نانی شامل ہیں o ۷ اور اس میں علت یہ ہے کہ باپ اپنے بیٹے کی زندگی وجود کا سبب اور ذریعہ ہے اور بیٹے کے قتل میں قصاص بمعنی بیٹے کے باپ کا قتل ہوگا o جو اس اصول پر کہ قصاص کا پہلا حق مقتول کو اور دوسرا ورثاء مقتول یا قائم مقام ورثاء کو حاصل ہوتا ہے o لہذا ایسے معاملات میں قصاص قابل مواخذہ نہیں ٹھہرتا o بعض اوقات بیٹا باپ سے حق قصاص طلب نہیں کر سکتا o

---

۱ (فقہ عمرؓ روایت امام بیہقی) ۲ (فقہ عمرؓ) ۳ (صحیح بخاری / مسلم) ۴ (توبہ: ۶) ۵ (صحیح مسلم) ۶ (صحیح بخاری) ۷ (ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۳)

marfat.com
Marfat.com

مثلاً بیوی کے قتل کے جرم میں ماں کا بیٹا ہونے اور وارث ہونے کے باوجود باپ سے قصاص طلب نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قاتل باپ سے قصاص کا حق بیٹے کو حاصل نہ ہےo اگر چہ باپ یا ماں کے قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ لیکن اسمیں درج بالا اصول میں قصاص نہ ہوگاo [1] (المغنی ج ۷ ص ۶۶۶) قصاص کا حق وراثت میں منتقل ہوتا رہتا ہےo لیکن قاتل کی موت پر قصاص ساقط ہو جاتا ہےo گویا قاتل کی وراثت نہیںo جیسا کہ جرم کیلئے کوئی دیگر شخص مکفول نہیں ہے۔ ہر شخص کو اپنے فعل کی سزا خود برداشت کرنا ہےo [2] مجنون پر قصاص نہیں اسکے مال سے دیت واجب ہے یہی اصول اس ملزم پر ہوگا جو سزا کے بعد دیوانہ ہو گیاo [3] زہر مجبور کر کے کھلایا تب بھی قصاص نہیں بلکہ دیت مددگار عاقلہ پر ہےo [4] چور کے قاتل پر قصاص نہیں ہوتا۔ جیسا کہ یہ حق خود اختیاری اور تحفظ مال میں جائز ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنے مال کی حفاظت کیلئے قتال کرo [5] حاملہ عورت سے وضع حمل اور بچے کو دودھ پلانے کی عمر گزرنے کے بعد قصاص لیا جائے گاo حملہ آور کو حق دفاع میں قتل کرنا کی صورت میں نہ قصاص نہ دیت نہ تاوانo [6] غلط گواہی کی بنیاد پر ملزم کو بے گناہ سزائے موت دلانا قتل بالسبب ہوگاo [7] اگر نابالغ کو نابالغ قتل کرے تو قصاص نہیں دیت ہےo [8] قصاص سے پہلے ملزم مر جائے تو قصاص نہیں رہتاo [9] لیکن امام شافعی ایسی صورت میں ورثاء قاتل پر دیت جاری کرتے ہیںo [10]

عدالتی فیصلے: محض مستغیث کی اکلوتی شہادت اگر چہ واضح اور غیر مبہم ہی کیوں نہ ہو سزا کی وجہ نہیں بن سکتی۔ تاوقتیکہ اس پر دیگر شہادات مطابقت میں جرم زیر دفعہ 307 کو ثابت نہ کر دیںo [11] جب ایک سے زیادہ ولی ہوں۔ اور انمیں سے کوئی ایک بھی قصاص معاف کر دے تو قصاص نافذ نہ ہوگاo [12] جب مقتولہ قاتل کی بیوی تھی۔ اور مقتولہ کی بیٹی اسکی ولی تھی۔ جو قاتل کی بھی بیٹی تھی۔ لہذا ایسی صورت میں 302 میں قصاص پر عمل درآمد ممکن نہ رہا۔ اور دفعہ 307 میں قصاص کا حکم ہواo ٹرائل کورٹ کو جدید فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیاo [13] ایسے مقدمات جن میں قتل عمد پر قصاص کا نفاذ نہیں ہوتا سپریم کورٹ نے وضاحت کی ہےo [14] قتل کے مقدمات میں مجرم کی ذہنی آمادگی بنیادی کردار ہوتی ہے۔ جسکی عام حالات میں مخصوص پیمانے پر پیمائش نہ کی جا سکتی ہے۔ ایسے معاملات میں تجزیہ کرنے کا طریقہ کار عدالتوں نے وضع کیا ہےo [15]

---

[1] (المغنی ج ۷ ص ۶۶۶) [2] (حدیث) [3] (فتاویٰ عالمگیری ج ۹ ص ۲۹۶) [4] (فتاویٰ عالمگیری ج ۹ ص ۳۰۰) [5] (ہدایہ جلد ۴ ص ۵۶۹)
[6] (ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۸) [7] (المغنی ج ۷ ص ۶۴۵) [8] (فتاویٰ عالمگیری ج ۹ ص ۲۹۶) [9] (امام ابوحنیفہ) [10] (ہدایہ ج ۴ ص ۵۷۳)
[11] (NLR1994CR715) [12] (PLD1998Lah60) [13] (2002MLD451) [14] (1997SCMR1307)
[15] (1995Pcrlj689)

marfat.com

Marfat.com

عدالت عظمی نے ہائی کورٹ کی جانب سے سزا کو ختم کرنے کے بارے میں ریکارڈ پر موجود مواد میں جائزہ لینے کیلیے اپیل کی اجازت دی۔[1] کیونکہ قرار دیا گیا کہ محض مقتول کا رشتہ دار ہونا اس بات کیلیے کافی نہیں کہ وہ Intrested گواہ تھا۔ چنانچہ گواہ کا اس اصول پر جائزہ لینا ہوگا۔ کہ سچ سامنے آسکے۔ اسکے لیے عدالت کو اپنی مٹھی سے دانے ایک ایک کر کے گرانے ہونگے۔[2] جرم کے ثبوت کیلیے گواہوں کی تعداد نہیں بلکہ معیار کا جائزہ لینا ہوگا۔[3] سابقہ وجہ عناد ثابت نہ تھی۔ مدعی کی ٹانگ پر زخم بھی بری ہونے والے ملزم پر تھے۔ میڈیکل رپورٹ بھی استغاثہ سے مطابقت نہ رکھتی تھی۔ ملزم پر ٹھوس آلہ (Blunt weapon) سے چوٹ لگانا قرار دیا گیا تھا۔ وجہ عناد بھی ثابت نہ تھی۔ چنانچہ دفعہ 307 کو دفعہ 308 میں تبدیل کرنے کو درست قرار دیا گیا۔[4]

---

[1] (2002SCMR1586) [2] (1993SCMR1614 - 1999SCMR610) (1998MLD1107)
[3] (2002SCMR1586 - PLD1973SC418 - PLD1976SC300 - 1999SCMR223) [4] (2002SCMR606)

marfat.com
Marfat.com

دفعہ ۳۰۸: ایسے قتل عمد کی سزا وغیرہ جو مستوجب قصاص نہ ہو

(Punishment in Qalt-i-amd not liable to qisas)

ا۔ جب کہ کوئی مجرم دفعہ 306 کے تحت ایسے قتل عمد کا مرتکب ہو جو مستوجب قصاص نہ ہو یا دفعہ 307 کی شق (ج) کے تحت قصاص قابل نفاذ نہ ہو، تو وہ دیت کا مستوجب ہوگا۔

مگر شرط یہ ہے کہ جب مجرم نابالغ یا فاتر العقل ہو، دیت یا تو اس کی جائیداد سے یا ایسے شخص کی طرف سے واجب الادا ہوگی۔ جس طرح کہ عدالت متعین کرے۔

مزید شرط یہ ہے کہ جب قتل عمد کا ارتکاب کرتے وقت مجرم نے نابالغ ہوتے ہوئے کافی شعور حاصل کر لیا تھا یا فاتر العقل ہوتے ہوئے صحیح العقلی کے اس وقفے میں تھا کہ اپنے فعل کے نتائج کو سمجھنے کے قابل تھا تو اسے تعزیر کے طور پر کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لیے دی جا سکے گی جو چودہ سال تک ہو سکتی ہے۔

مزید شرط یہ ہے کہ جب دفعہ 307 کی شک (ج) کے تحت قصاص قابل نفاذ نہ ہو تو مجرم صرف دیت کا مستوجب ہوگا۔ اگر مجرم کے علاوہ کوئی ولی موجود ہو۔ اور اگر مجرم کے علاوہ کوئی ولی نہ ہو۔ تو اسے تعزیر کے طور پر کسی بھی قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جا سکے گی۔ جو 14 سال تک ہو سکتی ہے۔

۲۔ ذیلی دفعہ (ا) میں شامل کسی امر کے باوجود عدالت مقدمہ کے حقائق اور حالات کا لحاظ رکھتے ہوئے دیت کی سزا کے علاوہ مجرم کو تعزیر کے طور پر کسی بھی قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دے سکے گی۔ جو چودہ سال تک ہو سکتی ہے۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔ وارنٹ۔۔ ناقابل ضمانت۔۔ قابل مصالحت۔۔ دیت اور ۱۴ سال۔۔ سیشن کورٹ

تشریحات

اس دفعہ اور اس کی ذیلی دفعات میں ایسے تمام عوامل کا ذکر کیا گیا ہے جن کی موجودگی میں قصاص واجب نہ ہوگا۔ قبل ازیں دفعہ 306 اور دفعہ 307 میں نابالغ، فاتر العقل، ملزمان کے علاوہ رشتہ داری کے نتیجہ میں مقتول کے ولی کا قاتل سے ایسا رشتہ سامنے آتا ہے۔ جس سے قصاص ممکن نہ رہے وغیرہ۔ امور پر بحث ہو چکی ہے۔ اب اس دفعہ میں مذکورہ تمام امور پر یہ دیکھنا ہے کہ جب ایسے معاملات میں قصاص ممکن نہ ہو۔ تو قتل عمد کا خون رائیگاں ہوگا یا عدالت اپنے عدل پر مقتول کے

marfat.com
Marfat.com

ورثا کو کوئی متبادل تحفظات فراہم کرسکتی ہے۔ نیز عدالت ملزمان کو قصاص کے بدلے میں تعزیری سزا دے سکتی ہے وغیرہ۔
چنانچہ دفعہ ہذا اپنے ذیلی ضمن نمبر 1 میں وضاحت کرتی ہے کہ ایسے مجرموں کو دیت کی سزا ہوگی۔ اور اس میں نابالغ اور فاتر العقل مجرم کی دیت کی وصولی اسکی جائیداد یا کسی دیگر شخص سے ہوگی جو قاتل کا قریبی رشتہ دار ہوگا۔ یا اس سلسلہ میں عدالت ایسے شخص کو حکماً ادائیگی کا پابند کرے گی۔ لیکن اگر مخصوص حالات ایسے ہوں تو دیت کی ادائیگی بھی مجرم سے نہ ہو سکے تو اسے تعزیر دی جائے گی۔ کیونکہ اصول یہ ہے کہ کسی بھی شخص کے جرم کا بوجھ کوئی دوسرا شخص نہیں اٹھائے گا۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی جائیداد یا اپنی برادری کے ذریعے دیت کی ادائیگی بھی نہ کرسکتا ہو۔ نیز پاگل شخص کی جائیداد نہ ہو تو ایسی صورت میں کیونکہ عدالت کسی دیگر شخص کا تعین کرے گی۔ لہٰذا دیکھنا ہوگا کہ شریعت اس امر میں ہماری کیا راہنمائی کرتی ہے۔ جیسا کہ قرآن الحکمت میں ارشاد ہے۔ لا تزر وازرة وزر اخرى (ترجمہ۔ نہیں کوئی بوجھ اٹھاتا مگر اپنا) اسی طرح مزید ارشاد فرمایا۔ ہر نفس جو کماتا ہے اس کی ذمہ داری اسی پر ہے چنانچہ کسی عاقل اور بالغ کو اس امر میں معافی نہیں ہے کہ وہ قصاص سے بھی بچ جائے۔ اور دیت کی ادائیگی بھی نہ کر پائے۔ لیکن نابالغ فاتر العقل کی دیت کے لئے عدالت کو اس لئے اختیار دیا گیا ہے کہ وہ حالات وواقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے مقتول کے ورثا کو دیت کی ادائیگی کروائیں۔ اور اگر مجرم ورثاء مقتول کو دیت کی ادائیگی نہ کرسکے تو مناسب تعزیر دیں۔ کیونکہ شریعت نے قتل عمد کی دو ہی سزائیں تجویز کی ہیں۔ ایک قصاص اور دوسرا دیت۔ چنانچہ قاضی مفاد عامہ میں تعزیر کا نفاذ کرے۔ قتل عمد کی دیت عدالت کی صوابدید پر قاتل کی عاقلہ پر بھی ڈالی جاسکتی ہے جیسا کہ واقعات سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک قاتلہ کی برادری کو ایک غلام یا لونڈی کی سزا میں ادائیگی کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اسی طرح سیدنا حضرت عمرؓ نے ایک قاتل کی دیت اس کی برادری پر ڈالی۔ اور صحابہ اکرمؓ نے اس حکم پر اعتراض نہ کیا۔ غرہ کی حدیث کا مختلف کتب احادیث میں یوں بیان ہے کہ حمل بن مالک کی دو بیویوں میں سے ایک نے دوسرے کے پیٹ میں نیزہ گھونپا کہ اس کا حمل ضائع ہوگیا۔ اور بعد ازاں حاملہ ماری گئی۔ آنحضرت ﷺ نے ایک غرہ سزا کا اعلان فرمایا اور قاتلہ کی برادری کو ادائیگی کا حکم دیا۔ قاتلہ کے رشتہ داروں نے احتجاج کیا کہ کیا ہم اس کی دیت دیں۔ جو نہ رویا یا چیخا۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ کاہنوں کی طرح باتیں نہ کرو۔

چنانچہ یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا کہ ایسا مجرم جو صاحب جائیداد نہ ہو تو عاقلہ سے دیت دلوائے ورنہ تعزیر کیلئے سزا بھگتے اور عدالت کیلئے ایسی صورت میں عاقلہ کے علاوہ بیت المال سے دیت کی ادائیگی کے اسباب بھی بنائے جاسکتے ہیں۔ ایک وضاحت جو یہاں نہایت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ پاگل جنونی اور فاتر العقل پر جب قصاص نافذ نہیں ہوسکتا تو دیت اسکی عاقلہ پر ہے۔ لیکن ایسے معاملات کا عدالت تجزیہ لینے کے بعد فیصلہ کرے گی۔ کہ مذکورہ شخص جنون کی کن کیفیات کا حامل ہے۔ اسکا پاگل پن عارضی ہے کسی بیماری کے نتیجہ میں ہے یا خود ساختہ ہے۔ یا وہ پاگل ذہنی امراض سے مجبور ہو کر کسی لمحے

marfat.com
Marfat.com

میں (Free zone) میں چلا جاتا ہے۔ یا (Doual personality) دوہری شخصیت کے پاگل پن کا شکار ہے۔ لہذا اہم قانون کی اس وضاحت تک پہنچنے کیلئے پاگل پن کے اقسام کا جائزہ لینا ضروری تصور کرتے ہیں۔

فاتر العقل / جنونی: فاتر العقل یا جنونی اس شخص کو کہتے ہیں جس کی عقل زائل ہو چکی ہو۔ یا اس میں خلل واقع ہو چکا ہو۔ یا عقل کمزور ہو چکی ہو۔ یہ صورت حال کسی بیماری یا نفسیاتی کیفیت کی بنیاد پر بھی ہو سکتی ہے۔ اس کی کئی اقسام ہیں۔

۱۔ جنون مطلق: یہ جنون کی ایسی کیفیت ہے جو مسلسل قائم رہے اور کسی بھی وقت میں اس جنونی کیفیت میں کمی واقع نہ ہو۔

۲۔ جنون منقطع: یہ جنون ہمیشہ اور مسلسل نہیں رہتا۔ ایسا مریض کبھی جنونی کیفیات کا شکار ہوتا ہے اور کبھی یہ کیفیات ختم ہو جاتی ہیں۔

۳۔ جنون جزوی: اس کیفیت میں فاتر العقل شخص بعض واقعات اور حالات پر اپنی مجنونی حالت اختیار کر لیتا ہے۔ لیکن عام معاملات میں اس کا ادراک قائم رہتا ہے۔

۴۔ مرگی: یہ بھی جنونیت کی ایک قسم ہے۔ یہ اعصابی بیماری اپنے حملہ کے دوران مریض کا شعور اور اختیار ختم کر دیتی ہے۔ اسکی کیفیت اگرچہ عارضی لیکن جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔

۵۔ شیزوفرینا: یہ ایک ایسی ذہنی مرض ہے جس میں مریض اپنی ذات میں خود کو دیگر تمام لوگوں سے اعلیٰ تصور کرنے لگتا ہے اور ایسی صورت میں کسی شخص کی بات کو برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں رہتا۔

۶۔ دوہری شخصیت: بعض اوقات انسان ایسی مرض کا شکار ہو جاتا ہے جب وہ اپنے اندر ایک دوہری شخصیت کو محسوس کرنے لگ جاتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ اسکا ظاہری کردار نہایت شریف اور مہذب شخص کا ہو۔ لیکن اسکی دوسری شخصیت اسکے برعکس ظالم اور جابر شخص کی ہو۔ اور ایسا شخص اگر دوسری شخصیت میں گرفتار ہو جائے۔ تو کوئی بھی خطرناک ترین عمل کرنے سے گریزاں نہیں ہوتا۔ لیکن عام طور پر ایسی کیفیات زیادہ دیر قائم نہیں رہتی۔

۸۔ خالی الذہن ہونا: یہ بھی ایک ذہنی بیماری ہے جس میں انسان اپنی ظاہری حالت سے ایسے حالات میں چلا جاتا ہے۔ جہاں پر اسکے ذہن سے ہر بات مٹ جاتی ہے۔ اور وہ خود کو دنیا اور مافیا سے بے خبر تصور کرتا ہے۔ جسے Free zone بھی کہا جاتا ہے۔

۹۔ بیوقوفی اور ذہن میں غلط خیالات کا تسلط اور کم فہمی بھی فاتر العقل ہونے کی اقسام ہیں۔ ان تمام صورتوں میں جنون مطلق صرف ایک ایسی کیفیت ہے جس میں جرائم پر مجرم مسئول نہیں ہے۔ دیگر ساری کیفیات میں مریض کے صحت مند وقفوں کے دوران کیے گئے افعال پر مجرم اپنے جرم کیلئے مسئول ہے۔ اور اس کی یہ مسئولیت اس پر جرم کی کیفیت میں شریعت کے مطابق نرمی کا سبب نہیں بن سکتی۔ چنانچہ اگر کسی مجرم نے کوئی فعل اس وقفہ صحت کے دوران کیا تو وہ اس جرم کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ جو کہ قتل عمد میں قصاص ہے لیکن بعض فقہاء کے نزدیک ایسے مریض اشخاص کے افعال پر قصاص

marfat.com

Marfat.com

یا حد نہیں ہے بلکہ تعزیر ہے۔ موجودہ قوانین میں بھی فقہا نے ایسے جرائم میں تعزیری سزا کا موجب ٹھہرایا ہے۔ ہمارے نزدیک تعزیری سزا کے ساتھ دیت بھی دینا ہوگی۔ جو اس کی عاقلہ پر ہوگی۔ کیونکہ ایسے مریض کے تمام افعال کی نگرانی اس کی برادری اور رشتہ داروں پر لازم آتی ہے۔ جس میں کوتاہی کی صورت ذمہ داری اسکی عاقلہ پر واجب ہے یا پھر عدالت ایسے ذمہ دار اشخاص کا خود تعین کرے گی جو مذکورہ جرم کی ادائیگی کیلئے ذمہ دار ہوگا۔ اور دیت کی ادائیگی کا پابند ہو گا کیونکہ محض اس بنیاد پر کہ مذکورہ شخص مریض تھا۔ معصوم خون کو رائیگاں نہیں جانے دیا جا سکتا۔ جس کی مزید وضاحت اس دفعہ کی ذیلی ضمن (۲) میں کردی گئی ہے۔ جہاں تعزیری سزا کا ذکر 14 سال سزا کی صورت میں موجود ہے۔

اسی طرح ضمن (۱) میں شرط (۳) پر بھی فقہا کا اجماع ہے کہ ایسے مجرم جن کو قصاص ورثے میں ملا اور جس سے قصاص لیا جاتا ہے وہ مجرم اس کا باپ یا ماں ہو تو کیونکہ بیٹے کیلئے ماں اور باپ سے قصاص لینا منع ہے۔ لہٰذا اب اس مجرم کو اس کے جرم سے بری نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اسے مذکورہ جرم پر تعزیری سزا کا نفاذ کیا جائے گا۔ جو قاضی کی صوابدید پر حالات و واقعات کے مطابق ہوگا۔ لیکن مذکورہ تعزیر قصاص یا دیت کی مذکورہ سزا کی حد سے تجاوز نہ کر سکے گی۔ لہٰذا چودہ سال کی سزا جو انگلش قانون کی ماخذ ہے کا نفاذ بطور ملکی قانون ہو سکے گا۔

شریعت میں کسی بھی سزا کا خاتمہ درج ذیل چار صورتوں میں سے کسی ایک کی موجودگی پر ہو سکتا ہے۔

(۱) اکراہ (۲) بے ہوشی یا مدہوشی (۳) جنون (۴) کم عمری (ضعیف العمری بھی تخفیف سزا کی موجب ہے)

فقہا نے مجرم کو الزام جرم سے درجہ ذیل حالات میں شبہ کی بنیاد پر بری قرار دیا ہے۔

(۱) اس صورت میں جبکہ جرم کے کسی رکن میں شبہ موجود ہو۔ مثلاً حجلہ عروسی میں بیوی کی جگہ کوئی اور عورت آ گئی۔ کیونکہ ایسی صورت میں ارادہ جرم موجود نہیں ہے۔

(۲) جو فعل ملزم کی جانب منسوب کیا جا رہا ہے اسے حرام قرار دینے والی نص کی مطابقت میں اشتباہ ہو۔ مثلاً بغیر گواہوں اور بغیر ولی کے نکاح یا نکاح متعہ وغیرہ۔

(۳) ثبوت جرم میں اشتباہ ہو۔ جیسے دو گواہوں نے کسی شخص کے بارے میں گواہی دی کہ اس نے قتل کیا ہے۔ پھر گواہ منحرف ہو گیا۔ اور گواہی کے علاوہ اثبات جرم کی کوئی دلیل دوسری موجود نہ ہو۔

(۴) ایسی صورت میں جہاں اشتباہ سے حدود یا قصاص ساقط ہو جائے وہاں تعزیری سزا نافذ کی جا سکتی ہے۔

(۵) اگر کوئی شخص اقرار جرم کے بعد اپنے اقرار سے مکر جائے تو بھی حد ساقط ہو جائیگی چنانچہ پولیس کے سامنے مجرم کا زیر دفعہ 161 ضابطہ فوجداری میں جرم کا اقرار عدالت میں انحراف پر ساقط ہوگا۔ یا عدالت میں پہلے اقرار جرم کیا اور پھر عدالت میں انحراف کیا تو اشتباہ کی وجہ سے قابل سزا نہ ہوگا۔ بلکہ اسے تعزیری سزا دی جائیگی۔ ایسا اقرار بذریعہ تشدد تصور کیا جا سکتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

عدالتی فیصلے

ضمانت (Bail): مقدمہ کی ابتداء ہی میں عدالت قتل کے مقدمات میں جبکہ ایف آئی آر دفعہ 302 تعزیرات پاکستان میں ہو یہ فیصلہ قبل از سماعت مقدمہ نہیں کرسکتی کہ جرم دفعہ 302 کی بجائے دفعہ 308 میں آتا ہے۔اور اسطرح کسی طبی مجبوری یا عمر اور دیگر امور مندرجہ کو بنیاد بنانا قبل از وقت ہوگا تاوقتیکہ اسکے ٹھوس ثبوت عدالت کے سامنے موجود نہ ہوں لہذا قبل از وقت زیر دفعہ 497 ضابطہ فوجداری میں ضمانت نہ لی جاسکتی ہے○[1] قانون نابالغان 2000 کی دفعہ 7/A کی رو سے نابالغ قاتل چند سہولیات کا مستحق قرار پاتا ہے۔جبکہ پولیس نے نابالغ کی عمر کے تعین کیلئے پیدائشی سرٹیفکیٹ، میٹرک کا تعلیمی سرٹیفکیٹ اور ڈاکٹروں کے بورڈ کی رپورٹ جن سے قاتل نابالغ قرار پایا ہے کی مخالفت نہیں کی ہے۔ چنانچہ ایسے ملزم کو (2)497 ضابطہ فوجداری کے تحت مزید تحقیق کا فائدہ دیتے ہوئے ضمانت لی گئی○[2] ملزم کمسن ہیں جو میڈیکل سرٹیفکیٹ اور پیدائش سرٹیفکیٹ سے ثابت ہیں اس طرح ملزمان کے جرم کا زیر دفعہ 299 اور 306 تعزیرات پاکستان کے حوالے سے جائزہ لیا جائے گا۔جس میں سزا دیت ہے جو جرم کو ممنوعہ کلاز سے نکال دیتا ہے لیکن کسی کمسن کو قتل عمد میں (1)308 کے تحت سزا 14 سال تک دی جاسکتی ہے۔لہذا سزا محض دیت ہونے کے باوجود ملزم کو ممنوعہ کلاز کا فائدہ نہیں دیا جاسکتا۔جبکہ خصوصاً ملزمان کمسن ہونے کے باوجود جسمانی اور ذہنی طور پر بالغ محسوس ہوتے ہیں۔اور قتل کی نوعیت اور جرم کی شدت سے آگاہ ہوں۔ضمانت نہ لی گئی○[3] دفعہ 308 ضابطہ فوجداری کے مطابق۔نابالغ جو ذہنی بلوغت حاصل کرچکا ہو۔قتل کے مقدمات میں ایسے ملزم کی سزا 14 سال بطور تعزیر دی جاسکتی ہے۔اور اسطرح کے معاملات ٹرائل کورٹس طے کرتی ہیں۔ضمانت میں ایسے معاملات عموماً زیر غور نہیں لائے جاتے۔ ملزم کی عمر 12 سال ہے جو سکول سرٹیفکیٹ سے واضح ہے) لہذا ضمانت لی گئی○[4] ملزم نابالغ جسکی عمر 15 سال ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ملزم نے اس عمر میں ذہنی بلوغت یا ادراک اور استعداد حاصل کرلی تھی کہ اسے جرم کا اندازہ ہو سکے۔یہ معاملہ مزید تحقیق کا ہے۔اور آئندہ سماعت کیلئے چھوڑا گیا اور ضمانت منظور ہوئی○[5] اس کم سنی کے معاملے میں ضمانت کیلئے بعض عدالتوں نے دیگر شواہد کی موجودگی میں مخالفت کی ہے○[6]

سزا (Punishment)

ملزم پر اپنی بیوی کو قتل کرنے کا الزام ہے۔ملزم نشہ کا عادی ہے اور پانچ بچوں کا باپ ہے۔ملزم نے دفعہ 342 ضابطہ

---

[1] PLD1994SC885-2001Pcrlj935 [2] LRP2002CR503 - 2002SCMR440 - 2000SCMR79 -)

[3] (2000Pcrlj634 (2001Pcrlj1141) [4] 1983SCMR1001 [5] (1986Pcrlj385)(1997Pcrlj1635)

[6] (1996Pcrlj166) (1980SCMR784) [7] 1996Pcrlj166 (1997Pcrlj1635) (1998Pcrlj24)

marfat.com

Marfat.com

فوجداری میں تسلیم کیا کہ وہ اپنی بیوی کے قتل میں شامل تھا۔ لیکن اگرچہ نشہ کی عادت ایک الگ جرم ہے لہذا ملزم دوہرے جرم کا مرتکب ہوا۔ اور کسی رعایت کا مستحق قرار نہ دیا جا سکتا تھا۔ لیکن کثیر الاولاد ہونے اور مذکورہ معصوم بچوں کے سرپرست کی حیثیت سے سزا میں خصوصی ہمدردی کے پہلوؤں پر سزائے عمر قید کو ۱۰ سال اور دیت کی ادائیگی کا حکم دیا گیا۔ نیز دو قانونی ورثاء نے قتل کو معاف کر دیا۝[1] ملزم کے خلاف بلا واسطہ شہادت کی بجائے محض واقعاتی شہادت کا مقدمہ تھا۔ ریکوری دفعہ 103 ضابطہ فوجداری میں مذکورہ طریقہ کار کے مطابق نہ تھی جس نے مقدمہ کو مشکوک کر دیا اور ملزم بری ہوا۝[2] عدالت نے فیصلہ میں نابالغ ملزم کو بوقت وقوعہ موجود ثابت ہونے کے نتیجہ میں زیر دفعہ 299 ہمراہ 306 تعزیرات پاکستان سزائے موت کو سزائے عمر قید میں تبدیل کر دیا اور دفعہ 302 تعزیرات پاکستان میں سزا نہ سنائی گئی۝[3] دفعہ 302 تعزیرات پاکستان کے مقدمات میں اگر دفعہ 308 اور دفعہ 306 تعزیرات پاکستان کے واضح عنوان سامنے آئیں تو ایسی صورت میں عدالت فیصلہ کرتے ہوئے مذکورہ دفعات 306-(c)307-308 تعزیرات پاکستان کو مشترکہ طور پر پڑھے گی۔ اور اپنا فیصلہ صادر فرمائے گی۝ جب مقدمہ میں قصاص معاف کیے جانے کا کوئی پہلو واضح نہ ہو۔ یا معافی بمطابق قانونی زیر دفعہ 308 کے تمام پہلوؤں کے جائزہ پر قائم نہ ہو۔ تو فیصلہ دفعہ (c)302 تعزیرات میں کیا جائے گا۝[4] طبی ناسمجھی یا قانونی ناسمجھی میں فرق ہے ہر شخص جو ذہنی مرض میں مبتلا ہے۔ پاگل پن کے زمرے میں آ کر کسی جرم کے سرزد ہونے کے مکلف ہونے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ کسی بھی جرم کے فیصلہ میں قانونی پاگل پن کو دیکھا جائے گا۔ طبی پاگل پن کو اہمیت نہ دی جائے گی۔ کیونکہ قانون طبی ناسمجھی کو ہر حال میں قانونی ناسمجھی شمار نہیں کرتا۔ جب تک کہ طبی ناسمجھی کی مستقل حالت ثابت نہ ہو جائے۝[5] اگر وقوعہ کے فعل کے دوران قاتل ایسی کیفیت میں تھا کہ وہ حالات اور واقعات کے سمجھنے کے ادراک سے عاری ہو چکا تھا۔ تو دفعہ 84 تعزیرات پاکستان میں رعایت کا مستحق قرار پائے گا۔

دفعہ 308/306 تعزیرات پاکستان میں وضاحت کی گئی ہے کہ کسی نابالغ کو قتل کے جرم دفعہ 302 تعزیرات پاکستان قتل عمد میں بڑی سزا یعنی سزائے موت یا قصاص نہیں دی جا سکتی البتہ جو ملزمان کم عمری کے باوجود ذہنی بلوغت حاصل کر جائیں تو بطور تعزیر 14 سال تک قید دی جاتی ہے۔ نابالغ کے ہاتھوں قتل عمد بھی قتل خطاء کے مصداق ہے۔ حضرت عمرؓ نے اسے قتل خطاء فرمایا۔ اور دیت کے سلسلے میں بھی خاموشی اختیار فرمائی۝ وقوعہ دن کے وقت کا تھا۔ اور ہتھیار قتل لاٹھی وغیرہ ہے جس سے قتل کرنے کی نیت ثابت نہ ہوئی۔ اگرچہ وجہ عناد ثابت ہوئی۔ لہذا عدالت عالیہ دفعہ 302 تعزیرات

---

[1] LRP2002(CR)200 [2] 2001Pcrlj1130-(PLJ1992CR30) [3] (2002SCMR629) [4] (NLR1993CR203)

[5] (PLD1952Lah502)(PLD1953FC93)(PLD1962DC467)(PLD2002SC92)(1953Pcrlj382)

marfat.com
Marfat.com

پاکستان میں سزا دینے کی بجائے 308 تعزیرات پاکستان میں سزا منتقل کر کے دیت کی رقم میں اضافہ کر دیا۔ کیونکہ ملزم قتل عمد کے باوجود مستوجب قصاص نہ تھا۔ جسے عدالت عظمی نے اپنے فیصلہ میں برقرار رکھا۔[۱] مقتولین جن میں ایک ملزم کی بہن اور دوسرا غیر شخص تھا۔ قتل کرنے کا الزام تھا اور ملزم کے گھر سے لاشیں بھی برآمد ہوئیں۔ ملزم کا بیان واضح تھا کہ اس نے غیرت میں قتل کیا اگرچہ سزا دی گئی بحال رکھی گئی۔ لیکن سزائے زیر حراست کی حد تک بھی تخفیف کر دیا گیا۔ نیز مقتول کے رشتہ داری کے سبب قتل عمد پر قصاص کیلئے مستوجب نہ ہوا۔[۲] ایسے ملزم خصوصی رعایت کے مستحق قرار پائیں گے۔[۳] ملزم وقوعہ کے وقت 18 سال سے کم عمر کا تھا لہذا (2)299 کے تحت وہ نابالغ ہے اور جرم دفعہ 308 تعزیرات پاکستان میں قابل سماعت ہوگا۔ لہذا سزائے موت کو 14 سال قید بامشقت میں تبدیل کر دیا گیا۔ اور دیت کا بھی حکم ہوا۔ مقتولہ ملزم کی بیوی تھی۔ جبکہ مقتول کی بیٹی جو کہ ملزم کی بھی بیٹی تھی۔ مقتولہ کی ولی تھی۔ ایسی صورت میں قتل عمد دفعہ 306 تعزیرات پاکستان کے تحت قصاص کا موجب نہ تھا۔ لہذا دفعہ 302 تعزیرات پاکستان کی سزا قابل عمل درآمد نہ تھی۔ لہذا سزائے موت ختم کر کے عدالت سماعت کو حکم دیا گیا کہ اس پر قانون کے مطابق فیصلہ ثانی صادر کیا جائے۔[۴] عدالت پابند ہے کہ جب کسی ملزم کو قتل یا زخم کے حوالے سے سزا سنائے تو مقتول کے ورثا اور زخمی کیلئے دیت یا معاوضے کا حکم کرے بصورت دیگر اپنے فیصلہ میں مذکورہ دیت یا معاوضہ نہ دلانے کی وجہ بیان کرے۔[۵] دفاعی شہادت نے بیان کیا کہ استغاثہ نے ملزم کو بے گناہ ملوث کیا ہے۔ جسے استغاثہ جھٹلانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ ملزمان کو بری کر دیا گیا۔[۶] ملزم نے اپنے دفاع میں کمسنی کے علاوہ اور کوئی وجہ بیان نہ کی۔ ملزم کی عمر 16 سال بوقت وقوعہ تھی۔ جو دفعہ 302 تعزیرات پاکستان کو تبدیل کر کے دفعہ 308 تعزیرات پاکستان کے زمرے میں لے آتی ہے۔ لہذا سزا کم کر کے دس سال کر دی گئی۔[۷] عدالت نے اس امر پر حیرانی کا اظہار کیا کہ قتل عمد جس میں بہت سے ملزمان نے مل کر ہم سازش ہو کر قتل کیا ہے اور ایک سے زائد اشخاص قتل کئے ہوں۔ ایسے میں اگر کوئی ایک یا زائد قتل دفعہ 308 یا دفعہ 306 تعزیرات پاکستان میں بھی آتے ہوں تو بھی سزا میں تخفیف اس بنیاد پر نہ ہوگی۔[۸] دفعہ 5 سندھ چلڈرن ایکٹ xii1995 بچوں کے خلاف قانونی کارروائی کے ایک طریقے کار کی وضاحت کرتا ہے ایکٹ کمسن بچوں کو جیل بھیجنے سے بھی منع کرتا ہے۔ (ملزم کی عمر 12 سال جو سکول سرٹیفکیٹ سے واضح ہے) لہذا ضمانت لی گئی۔[۹] پیدائش سرٹیفکیٹ کو بلوغت کی وضاحت کیلئے اس سلسلہ میں تسلیم کیا گیا۔[۱۰] حالت جنون یا پاگل پن وغیرہ کی وجوہات قتل کا قصاص لینے

---

۱ (2002SCMR606) ۲ 2001Pcrlj1141 ۳ PLD1991Lah347-1996Pcrlj166-2001Pcrlj1355
۴ (MLD2002Kar451) (PLD1994SC885) ۵ (1995SCMR176) ۶ (1998Pcrlj679)
۷ (2002MLD-Pesh918)(PLD1990SC1172)(1999MLD2282)(PLD1976SC568)
(PLD1998Pesh101) ۸ 2001Pcrlj1023 ۹ 1983SCMR1001 ۱۰ PLJ1958SC(100)337

marfat.com

Marfat.com

میں رکاوٹ بنتی ہے۔ چنانچہ پاگل پن ثابت ہونے پر قاتل کو قتل عمد میں سزائے موت کی بجائے عمر قید دی گئی ۔١
قانون نابالغان Juvenile Justice System xxii of 2000 کی دفعہ 7 تقاضا کرتی ہے کہ کسی بچے کی عمر کے تعین کا معاملہ میڈیکل بورڈ سے حل کروایا جائے۔ دفعہ 5 سندھ چلڈرن ایکٹ xii 1995 بچوں کے خلاف قانونی کارروائی کیلئے ایک مخصوص طریقے کار کی وضاحت کرتا ہے ایکٹ مذکورہ کمسن بچوں کو جیل بھیجنے سے بھی منع کرتا ہے۔ پیدائش سرٹیفکیٹ کو بلوغت کے حوالے سے سزا اور اختیار سماعت مقدمہ کے سلسلہ میں تسلیم کیا گیا ۔٢ کسی بھی مقدمہ میں واقعات مقدمہ یا عمر کے حوالے سے دو نظریے قائم ہو سکتے ہیں اور ملزم کے حق میں نظریہ محض شک کی بنیاد پر تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ پولیس نے مقدمہ میں ملزم کی عمر بمطابق سکول سرٹیفکیٹ 19/20 سال ظاہر کی۔ لیکن ملزم نے اپنے بیان دفعہ 342 ضابطہ فوجداری میں اپنی عمر 16 سال بیان کی اور اس سلسلہ میں کالج سرٹیفکیٹ پیش کیا۔ مزید کہا کہ پیدائشی سرٹیفکیٹ میں درج تاریخ میرے حقیقی بھائی کی ہے۔ جو فوت ہو چکا ہے۔ بچپن میں ہی فوت ہونے کی وجہ سے اور اسکے بعد میری پیدائش پر اور اسکی محبت کے اظہار میں اسکے نام سے موسوم کیا گیا۔ چنانچہ ملزم کے بیان کو تسلیم کیا گیا ۔٣ ملزم وقوعہ کے وقت 18 سال سے کم عمر کا تھا لہذا دفعہ (2)299 تعزیرات پاکستان کے تحت وہ نابالغ ہے اور دفعہ 308 تعزیرات پاکستان میں قابل سماعت ہے لہذا سزائے موت 14 سال بامشقت میں تبدیل کر دی گئی اور دیت کا بھی حکم ہوا۔ سپریم کورٹ نے واضح کیا ہے کہ اگرچہ نابالغ کی تعریف قانون ہذا میں بیان نہیں کی گئی۔ لیکن بالغ کی دفعہ 299 قانون ہذا میں وضاحت کی گئی ہے کہ ایسا شخص جس کی عمر 18 سال ہو چکی ہو جبکہ قصاص نابالغ اور پاگل پر نافذ نہیں ہوتا جیسا کہ دفعہ 306 تعزیرات پاکستان میں وضاحت موجود ہے۔ جس میں قتل عمد کیلئے دفعہ 308 میں دیت کی سزا تجویز ہوئی ہے نیز اس امر میں کافی ثبوت شہادت کی بنا پر سزا تجویز کی جا سکتی ہے ۔٤

عدالت عظمی نے ایسے معاملے کی مزید وضاحت کیلئے کہ آیا مجرم دفعہ 308-(c)306 میں مستوجب قصاص نہ ہونے کے باوجود دفعہ 302 میں سزا کیا جا سکتا ہے۔ اپیل کی اجازت دی سابقہ وجہ عناد ثابت نہ تھی۔ مدعی کی ٹانگ پر زخم بھی بری ہونے والے ملزم پر تھے۔ میڈیکل رپورٹ بھی استغاثہ سے مطابقت نہ رکھتی تھی۔ ملزم پر ٹھوس آلہ (Blunt weapon) سے چوٹ لگانا قرار دیا گیا تھا۔ وجہ عناد بھی ثابت نہ تھی۔ چنانچہ دفعہ 307 کو دفعہ 308 میں تبدیل کرنے کو درست قرار دیا گیا ۔٥

---

١ 1968Pcrlj437 ٢ PLJ1958SC(100)337 ٣ LRP2002CR86 ٤ 1999SCMR2652
٥ (PLJ2001SC1459) (2002SCMR606)

marfat.com
Marfat.com

دفعہ 309 قتل عمد میں عفو قصاص (Waiver-afw of qisas in qatl-i-amd)

1. قتل عمد کے مقدمہ میں کوئی بالغ ذی فہم ولی کسی بھی وقت اور بغیر کسی معاوضے کے اپنے قصاص کے حق کو معاف کر سکے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ قصاص کا حق معاف نہیں کیا جاسکے گا۔

a. جب کہ حکومت ولی ہو یا

b. جب کہ قصاص کا حق کسی نابالغ یا فاترالعقل کو حاصل ہو۔

2. جبکہ شخص متضرر کے ایک سے زیادہ ولی ہوں تو ان میں سے کوئی بھی اپنے قصاص کے حق کو معاف کر سکے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ وہ ولی جو قصاص کے حق کو معاف نہیں کرتا دیت میں اپنے حصہ کا حقدار ہوگا۔

3. جبکہ ایک سے زیادہ اشخاص متضرر ہوں تو ایک شخص متضرر کے ولی کا قصاص کے حق کو معاف کرنا دوسرے شخص متضرر کے ولی کے قصاص کے حق پر اثر انداز نہیں ہوگا۔

4. جبکہ ایک سے زیادہ مجرم ہوں تو ایک مجرم کے خلاف قصاص کا حق معاف کرنے سے دوسرے مجرم کے خلاف قصاص کا حق متاثر نہیں ہوگا۔

تشریحات

دفعہ ہذا قصاص کی معافی اور معافی کے بعد مجرم پر ساقط ہونے کے علاوہ ایسی صورتوں کی وضاحت کرتا ہے۔ جسکی رو سے اگر مقتول کی ولی حکومت خود ہو یا ولی نابالغ یا فاترالعقل ہو۔ تو قصاص معاف نہیں کیا جائے گا۔ اس طرح دفعہ مذکور کے ضمن نمبر 2 وضاحت کرتا ہے کہ اگر مقتول کے ایک سے زائد ولی ہوں تو ان میں سے اگر کوئی ایک ولی بھی حق قصاص کو معاف کر دے تو دیگر ولی قصاص لینے کے قابل نہیں رہتے۔ انہیں ایسی صورت میں دیت لینا پڑتی ہے۔ اور ضمن نمبر 3 ایسی صورت کی وضاحت کرتا ہے۔ جسمیں مقتول کی تعداد اگر ایک سے زیادہ ہو تو کسی ایک مقتول کے ولی کی طرف سے معافی دیگر مقتولین کے ولی اور وارثوں کے حق کو تلف نہیں کر سکتی۔ نیز دفعہ کا ضمن نمبر 4 ایسی صورت کی وضاحت کرتا ہے۔ اگر مجرم ایک سے زائد ہوں۔ تو ایک کے خلاف معافی سے دوسرے ملزمان سے قصاص ساقط نہیں ہو سکتا۔ اس تناظر میں مزید مباحث سے پہلے شریعت میں جائزہ لیا جائے گا۔ چنانچہ

marfat.com
Marfat.com

قرآن الحکمت میں ارشاد ہے۔ فمن عفی له من اخیه شیئی فاتباع بالمعروف واداء الیه باحسان (ترجمہ۔ یعنی جس کسی شخص کے لئے اسکے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کر دیا جائے (قصاص) اور پھر بھلائی کے ساتھ اسکا پیچھا کیا جائے۔ اس مال پر جس پر مصالحت کی گئی تو ادائیگی بحسن وخوبی ہونی چاہیے)۔

حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ کسی شخص کو قتل کیا جائے۔ تو اسکے ورثاء کو دو پسندیدہ باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے۔ کہ ان میں سے جو چاہیں اختیار کرلیں۔ ۱۔ قصاص ۲۔ قاتل سے دیت (دفعہ ہذا کی رو سے جو قتل عمد پر معافی کی بحث کرتا ہے۔ اور یہاں دیت سے مراد ورثاء کا اختیار صلح ہے۔ اور یہ رقم دیت مقررہ نہیں بلکہ صلح البدل ہے۔ جو فریقین کی باہمی رضامندی پر پائی جائے گی)۔

قرآن پاک کا ارشاد ہے۔ وجزاء سیئته ۔ سیته مثلها عفا واصلح فاجره علی اللهه انه لا یحب الظلمین (ترجمہ:۔ اور برائی کا بدلہ تو ویسی ہی برائی ہے۔ لیکن جو معاف کر دے اور یا صلح کرلے تو اس کا ثواب ہے۔ بیشک اللہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔

اس دفعہ میں مذکورہ وہ معاملات زیر بحث ہیں جنکا تعلق مجرم کو معاف کر دینے سے ہے اور ایسے معاملات قصاص واجب ہو جانے اور سزا کے سنائے جانے کے بعد کے ہیں۔ لیکن اگر ملزم فیصلہ سے پہلے ہی جرم کے اقرار پر معافی کا خواستگار ہو تو یہ عمل فیصلہ صادر ہونے سے پہلے بھی روبرو عدالت طے کیا جا سکتا ہے۔ اور ایسے میں معاف کر دینے کی درخواست جو بیان حلفی روبرو عدالت سماعت پیش کی جائے گی۔ لیکن عدالت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اس سلسلے میں مناسب چھان بین کرے۔ اور شک کی وجہ سے معافی کی درخواست نامنظور کرے۔ اس امر میں ضروری ہے کہ معافی کسی جبر یا اکراہ کا نتیجہ نہ ہو۔ اور ورثاء یہ واضح کریں کہ انہوں نے صدق دل سے معاف کر دیا ہے۔

چنانچہ مقتول کے ورثا قاتل کے ساتھ قصاص لینے کی بجائے مال کی کسی مخصوص مقدار پر مصالحت کرلیں (جسکا ذکر دفعہ 310 میں مذکور ہے) یا معاف کر دیں۔ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ فمن عفی له من اخیه شنی ۔ اور جس شخص کے لیے اسکے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کر دیا جائے) تو ایسی صورت میں قصاص ساقط ہو جاتا ہے۔

معافی اور درگذر کے شرعی پہلو: معافی اور درگزر کے بارے میں فقہا کا درج ذیل امور پر اتفاق ہے کہ اگر ورثاء فہم وعقل کے مالک ہوں اور بالغ ہوں تو قصاص فوری واجب ہوگا ٥ لیکن اگر ورثاء میں سے بعض قصاص معاف کر دیں تو دیگر ورثاء بھی قصاص نہ لے سکیں گے ٥ بلکہ دیت کے حق دار ہوں گے ٥ اگر ورثاء میں کوئی ایک قصاص کی بجائے دیت لینے پر رضامند ہو تو باقی ورثاء بھی دیت کے حق دار ہوں گے ٥ اس کیلئے شرط صرف یہ ہے کہ قصاص کو معاف کرنے والے ایک ہی درجہ میں ہوں اور دیگر ورثاء کے برابر ہوں ٥ امام مالک کے نزدیک ایک جیسے ورثاء میں دونوں بھائی ہیں۔ اور ایک معاف کر دے تو قصاص ساقط ہو جائے گا ٥ لیکن اگر ایک بیٹا اور ایک بھائی ہو تو بھائی کے کہنے پر قصاص

marfat.com
Marfat.com

معاف نہیں ہوگا ٥ کیونکہ وہ مقتول کے بلاواسطہ وارث نہیں ہے ٥ لہذا پوتے سے زیادہ مقدم بیٹا ہوگا ٥ مختلف قرابت داروں میں صلبی رشتہ دار زیادہ حقدار ہوں گے ٥ تصفیہ کیلئے بیٹی یا پوتی کو اختیار نہیں ہے کیونکہ امام مالکؒ کے نزدیک تصفیہ کا حق صرف مرد کو حاصل ہے ٥ چنانچہ مردوں کے فیصلہ کے برعکس بیٹی نے تصفیہ کرلیا اور معاف کر دیا تو بیٹی کی معافی تسلیم نہ کی جائے گی ٥ لیکن امام شافعی، امام حنیفہ، اور امام زفر اس بات پر متفق ہیں کہ قصاص کے ساقط کرنے یا خون بہا میں سے اپنا حق چھوڑنے کیلئے تمام وارث برابر ہیں ٥ اور ہر ایک کی بات کو سنا اور تسلیم کیا جائے گا ٥ اسی طرح کوئی مقتول اپنی زندگی میں ہی اپنا قصاص خود معاف کر دے تو بھی قصاص معاف نہ ہوگا۔ کیونکہ کوئی شخص حق واجب ہونے سے پہلے ساقط نہیں کر سکتا ٥ لیکن اگر کسی مقتول نے زخمی حالت میں اپنا خون معاف کر دیا تو ورثاء اب خون کے حقدار نہ رہیں گے ٥ کیونکہ حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک قرآن پاک کی آیت فمن تصدق بہٖ فھو کفارۃ (جس شخص نے خون بہا صدقہ میں دے دیا۔ وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور اس پر ایک حدیث مبارکہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا من تصدق بدم فمادونها هوا کفارة له من یوم ان ولدالی یوم بموت) جس نے اپنے خون کا صدقہ دے دیا وہ اس کی پیدائش سے موت تک کے دن کا کفارہ ہوگا ٥

معاف کرنے کیلئے ضروری ہے کہ معاف کرنے والا بحیثیت وارث ولایت کا حق دار ہو ٥ عاقل و بالغ ہو یہ اقرار کرے کہ میں نے معاف کر دیا ٥ میں نے ساقط کر دیا ٥ میں نے بری الذمہ کر دیا ٥ یا میں نے بخش دیا ٥ یا اسی قسم کے مفہوم کو ادا کرے ٥ معاف کرنے کی صورت میں قصاص ساقط ہو جاتا ہے ٥ دیت واجب نہ ہوگی ٥ اور معاف کر دینے کے بعد قاتل کو قتل کرنا موجب قصاص ہوگا ٥ جیسا کہ قرآن الحکمت میں ارشاد ہے کہ فمن اعتدی بعد ذالک فلہ عذاب الیم (پس اس کے بعد جس نے زیادتی کی تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے) ٥ اگر دو قاتل ہوں تو ایک کو معاف کر دینے سے دوسرا قاتل قصاص سے محفوظ نہ رہے گا ٥ اور دو مقتولوں میں سے ایک کا ولی معاف کر دے تو دوسرے قتل میں قصاص نافذ ہوگا ٥ مثلاً ایک شخص کے ہاتھوں دو انسانوں کا قتل ہو گیا تو اب اس قاتل کی جان دونوں مقتولوں کے ورثاء کے ہاتھ میں ہے کسی ایک مقتول کے ورثاء کے معاف کر دینے سے دوسرے مقتول کا قصاص ساقط نہ ہوگا ٥ اگرچہ دونوں مقتولوں کا قصاص ایک ہی ہوگا ٥ مقتول کی موت سے قبل ولی قتل کا قصاص معاف کرنے کا حق نہیں رکھتا ٥ کیونکہ جس بات کا بھی ولی کو حق ہی حاصل نہیں ہوا وہ کیونکر معاف کیا جا سکتا ہے ٥

قصاص لینے سے معاف کر دینا بہتر ہے ٥ اگر دو مقتول ہوں جن کا ایک ہی وارث ہو جو کہ ایک مقتول کا خون معاف کر دے تو دوسرے کا بھی قصاص نہیں لے سکتا ٥ اگر ایک وارث نے خون معاف کر دیا اور دوسرے وارث نے قاتل کو معاف کر دیا تو وہ قتل کرنے پر قصاص واجب ہوگا ٥ اگر دو قاتلوں نے ایک ہی مقتول کو قتل کر دیا۔ ورثاء نے ایک قاتل کو معاف کر دیا تو دوسرے سے قصاص لے سکتے ہیں ٥ اگر دو ورثاء میں سے ایک حاضر اور دوسرا غائب ہو اور حاضر وارث

marfat.com

Marfat.com

نے بذریعہ گواہان یہ ثابت کیا ہو کہ غائب۔ نے قتل کا قصاص معاف کر دیا ہے تو حاضر مال بصورت دیت لے سکتا ہے o غائب وارث کے حوالے سے جائزہ لینا ہوگا۔ کہ غائب وارث کے معاف کرنے کی دیگر ورثا تصدیق کریں۔ یا قاتل ایسے غائب وارث کے معاف کرنے کیلئے در گواہ پیش کرے اور ایسے گواہ پیش کرنے کیلئے قاضی کو مناسب مہلت دینا ہو گی اور اسوقت تک قصاص موخر کرنا ہوگا o [1] بعض فقہا کے نزدیک معاف کرنے میں میاں بیوی ایک دوسرے کے وارث شمار نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ انکے نزدیک رشتہ سبب (نکاح کا رشتہ) موت کے باعث منقطع ہو جاتا ہے لیکن یہ نظریہ باطل ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ریثم جنابی کی بیوی کو خاوند کی دیت سے وارث بنانے کا حکم دیا o [2]

عدالت کو معافی کے بعد تعزیری سزا دینے کا اختیار حاصل ہے جیسا کہ پچھلے صفحات پر دفعہ ۳۰۸ میں مرقوم ہے لیکن حکومت ولی نابالغ کے حق کو معاف کرنے کا حق نہیں رکھتی۔ اسی طرح جیسے ولی نابالغ کے حق کو اس کے والدین یا دیگر بالغ ورثاء معاف نہیں کر سکتے۔ حکومت کسی لاوارث کے حق قصاص کو بھی معاف کرنے کا حق نہیں رکھتی o لیکن بعض فقہا کے نزدیک لاوارث کے حق قصاص پر بھی عدالت اپنا صوابدیدی اختیار رکھتی ہے o لیکن بطور تعزیر قید دوام جاری کرے گی یا دیت کی وصولی کا حکم دے گی۔ جو خزانہ زکوۃ میں داخل کیا جائے گا o اور اس کی مثال حضرت عمرؓ کے قتل میں عبداللہ کے قتل کر دینے پر مقتول لاوارث کا قصاص حضرت عثمانؓ نے نہ لیا اور دیت ادا کی o فقہا کا یہ قول بھی ہے کہ حکمران کو قصاص لینے کا اختیار اسی وقت ہے جبکہ ورثاء، ولی یا اولاد نہ ہو o امام ابو یوسف کا خیال ہے کہ اگر مقتول دارالسلام میں سے ہے تو سلطان کو قصاص وصول کرنے کا اختیار نہیں ہے o اور اس کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ اپنے ملک میں مقتول کا کوئی نہ کوئی وارث ضرور ہوگا۔ یہ الگ بات ہے کہ معلوم نہ ہو۔ لہذا ولی کی ولایت کا قائم ہونا حکومت کی ولایت پر مانع ہے o امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی یہ دلیل ہے کہ یہاں حکومت کے معاملے میں ایسا مقتول قرار دیا گیا ہے۔ جس کا وارث یا ولی معلوم ہی نہیں o لہذا اس کا ولی سلطان ہوگا o کیونکہ نبی کریم ﷺ کا واضح ارشاد ہے کہ جس کا کوئی ولی نہیں اس کا ولی میں ہوں o امام ابو یوسف کے قول کو اس حدیث کے حوالے سے زیادہ تقویت حاصل ہے۔ ولی نابالغ کے معاملے میں مزید تفصیلات دفعہ ۳۱۳ میں ملاحظہ ہوں۔ اسی طرح فاتر العقل کے معاملات کو دفعہ ۳۰۸ کے حاشیے میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

اس دفعہ کی ضمن ۲ میں بھی واضح ہے کہ اگر الف نے ب کو قتل کر دیا اور ب کے ورثاء میں د۔ ہ۔ و۔ ز (۴) ورثاء یا ولی ہوں اور قتل کے قصاص کے دعوے دار ہیں۔ لیکن ان چاروں ورثاء میں سے "د" نے اپنا حق قصاص معاف کر دیا اب قصاص ساقط ہو گیا اور دیت واجب ہوگی۔ جس میں سے د۔ ہ۔ ر۔ دیت کے حقدار بقدر حصہ وراثت ہوں گے۔ اور "د" کی

[1] (فتاوی عالمگیری ج ۹ ص ۳۲۸) [2] (ہدایہ ج ۴ ص ۵۷۲)

marfat.com
Marfat.com

دیت کا حصہ قاتل کو لوٹا دیا جائے گا۔

دفعہ ہذا قتل عمد میں سزائے قصاص کے بعد ولی اور وارثان کی طرف سے قصاص کی معافی کے بارے میں وضاحت کرتا ہے۔ لہذا قتل کے مقدمات میں ولی اور وارثان کو قصاص کی معافی کا حق صرف اس صورت حاصل ہے ○ اگر وہ بالغ اور عاقل ہوں ○ اور قصاص اور قتل کے سلسلے میں شعور اور ادراک رکھتے ہوں ○ یہی وجہ ہے کہ ولی کی عمر کو بلوغت کی عمر 18 سال کے برعکس 21 سال سے زائد تجویز کیا گیا ہے ○ معافی ایک یا ایک سے زائد وارثان دے سکتے ہیں ○ لیکن دیگر ارکان حق قصاص کی بجائے دیت کی وصولی کے حقدار ہونگے ○ کیونکہ کسی ایک بھی وارث کے معاف کر دینے پر قصاص ساقط ہو گیا۔ اور دیت نافذ ہوگی ○ تیسری صورت یہ ہے کہ اگر مقتول ایک سے زیادہ ہوں۔ تو ایک قتل میں معافی دوسرے قتل کے ورثاء پر اثر انداز نہ ہوگی ○ اسی طرح ایک سے زیادہ مجرموں کی صورت میں ایک مجرم کی معافی دوسرے مجرموں کے قتل کو معاف نہ کر سکیں گی۔ اس دفعہ کی ضمن ۳ میں مذکور معاملہ کی نوعیت یہ ہے کہ اگر مقتول تعداد میں ایک سے زیادہ یعنی الف۔ ب دو یا اس سے زائد ہوں جنہیں ایک شخص قاتل ج نے قتل کیا۔ اب ج کا قصاص الف، ب کے ورثاء کا حق ہے۔ الف کے ورثاء میں سے کوئی ایک وارث قتل کا قصاص معاف کر دیتا ہے تو الف کا قصاص ساقط ہو گیا۔ لیکن ب کا قصاص واجب ہوگا۔ اور نافذ کیا جائیگا۔ کیونکہ ایک مقتول ے قصاص میں اس کے اپنے ورثاء شریک ہیں لیکن دوسرے مقتول کے ورثاء کے ساتھ شریک شمار نہیں کیے جا سکتے۔ لیکن اگر دونوں مقتولین کے ورثاء مشترک ہوں تو قصاص ساقط ہو جائے گا۔ اسی دفعہ کی ضمن ۴ کی مثال کے مطابق الف، ب، اور ج نے اعانت جرم اور اشتراک جرم میں "د" کو قتل کر دیا۔ "د" کے ورثاء اور اولیاء الف، ب ج سے قصاص کا حق رکھتے ہیں۔ "د" کے ورثاء میں سے کسی نے قصاص کو الف سے معاف کر دیا تو صرف اسے قصاص ساقط ہوگا۔ ب اور ج سے قصاص ساقط نہ ہوگا۔

شرعی فیصلے: درج ذیل اصول شریعت میں معافی کے احکامات کے لیے فقہی طور پر وضع کیے گئے ہیں۔

خون کو دوسرے خون کے عوض معاف کر دیا جانا جائز ہے ○[1] ورثاء کا قاتل کو معاف کرنا قصاص لینے سے بہتر ہے[2] تمام یا بعض ورثاء کے معاف کرنے سے قصاص ساقط ہوتی ہے۔ لیکن مدعا علیہ کو سزا سے بری نہیں کیا جا سکے گا۔ تعزیری سزا واجب ہوگی ○[3] زخمی اور اس کے وارث مرنے سے پہلے معاف کر سکتے ہیں ○ اگر زخمی نے زخم یا کاٹنے پر ملزم کو معاف کر دیا لیکن پھر اس زخم سے وہ مر گیا تو قاتل پر دیت واجب ہوگی۔ اور اگر انکو مع انکے نتائج کے معاف کر دیا جائے تو کچھ واجب نہ ہوگا ○[4] مقتول کے دو وارث ہوں ان میں سے ایک معاف کر دے تو دوسرے وارث کو نصف دیت ملے گی ○[5] نابالغ وارث کے ولی یا وصی اسکی طرف سے معاف نہیں کر سکتے ○[6]

---

[1] (کتاب الاختیار) [2] (الاشباہ النظائر) [3] (سراجیہ) [4] (السراجیہ) [5] (الکافی) [6] (محیط السرخسی)

marfat.com

Marfat.com

o وصی کی مصالحت جائز ہے لیکن معافی اور قصاص میں جائز نہیں o زخمی کے ہلاک ہونے سے پہلے اسکا ولی معاف کر دے تو استحصاناً جائز ہے o [1] اور یہ قول امام ابوحنیفہ کا ہے لیکن دیگر آئمہ کا اس سے اختلاف ہے کیونکہ زخمی کی ہلاکت سے قبل اس کے ورثاء بحیثیت ولی قانونی حیثیت کے حامل ہرگز نہیں ہو سکتے o دو مقتولوں کے قاتل میں سے اگر ایک مقتول کے قاتل کا قصاص معاف بھی کر دیں تو دوسرے قتل میں قصاص واجب ہوگا o اگر دونوں مقتولوں کا وارث ایک ہو اور وہ ایک قتل کا قصاص معاف بھی کر دیں تو دوسرے قتل میں وہ قصاص کا حقدار نہ رہے گا o اگر دو اشخاص نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا اور مقتول کے ورثاء نے ایک قاتل کو معاف کر دیا۔ تو دوسرے قاتل سے قصاص معاف نہ ہوگا o مقتول کے ورثاء سے جبراً قصاص معاف کروالیا جائے تو جائز ہے o [2] ہمیں اس نظریہ سے اختلاف ہے کیونکہ دین میں جبر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ لہذا جبر یا اکراہ کے کسی فعل کے لیے اگر قاتل مسئول نہیں ہے تو مقتول کے ورثاء بھی مسئول نہیں ہیں۔ اور ایسی صورت میں قصاص ساقط نہ ہوگا۔ بلکہ مذکورہ جبر پر جبر کرنے والوں پر تعزیری سزا واجب ہوگی o اگر قاتل یہ کہے کہ وارث غائب نے اسے قتل میں قصاص معاف کر دیا ہے اور اس کو دو گواہوں کی شہادت سے ثابت کیا تو معافی جائز ہے o [3] اگر قاتل یہ کہے کہ وارث نے اسے معاف کر دیا ہے اور وہ اسوقت یہاں موجود نہیں ہے تو قاضی کو قصاص لینے میں مناسب توقف کر کے غائب وارث کو حاضر ہونے کا موقع فراہم کرنا ضروری ہے o [4]

عدالتی فیصلے: اعلی عدالتوں نے نفاذ قانون قصاص و دیت سے قبل بھی معافی اور صلح کی بنیادوں پر قابل قدر فیصلے تحریر فرمائے ہیں۔

جب چار ملزمان کو سزائے موت ہوئی۔ مقتول کے ورثاء نے رقوم معاوضہ لے کر ملزمان کو معاف کر دینے کا اقرار سپریم کورٹ کے روبرو داخل کیا۔ تو سزائے موت عمر قید میں بدلی گئی o [5] سپریم کورٹ میں راضی نامہ کے باوجود بیوی کے قاتل کی سزائے موت اس لیے برقرار رکھی گئی کہ شرائط راضی نامہ معقول اور تسلی بخش نہ تھیں۔ اور مقتول کے ورثاء کو قاتل نے معقول معاوضہ نہ دیا o [6] گواہان کی طرف سے ملزم کے حق میں بیانات پر ضمانت ہوئی۔ لیکن گواہان نے بعد میں اپنے بیانات کو دھوکہ اور دھونس کے ذریعے لینا قرار دیا۔ لیکن گواہان کے ان بیانات کو تسلیم نہ کیا گیا اور ضمانت برقرار رہی o [7] جب بچے کو اس کا چچا اٹھا کر لے گیا اور دفعہ ۳۶۳ میں سزا تجویز ہوئی تو راضی نامہ کے سبب بسر کردہ سزا کو کافی قرار دے کر رہائی ہوئی o [8]

---

[1] (محیط) [2] (الحیط) [3] (المبسوط) [4] (الحیط) [5] (1988SCMR148) [6] (1988SCMR126)
[7] (1987SCLJ221) [8] (1987Pcrlj521)

marfat.com
Marfat.com

اختیار صلح: عدالتوں نے صلح کے بارے مین جو راہنما اصول وضع کئے ہیں انمیں قتل عمد میں اگر ورثاء مقتول بغیر معاوضہ (دیت) معاف کر دیں یا کوئی صلح فریقین کے درمیان طے پا جاتی ہے تو عدالت کے سامنے درخواست برائے صلح یا معافی جیسی بھی صورت ہو دائر کی جائے گی ○ اور عدالت مجرم کو دفعہ 310 میں سزا کو جائز مانے گی ○ ایسی ہی صورت عدالت اپیل کے سامنے بھی تجویز ہو سکتی ہے ○ لیکن اگر صلح یا معافی کی صورت فیصلہ کے بعد سامنے آتی ہے تو زیر دفعہ (1)338E تعزیرات پاکستان ہمراہ 345 ضابطہ فوجداری۔ بابت جرائم قصاص و دیت۔ عدالت ابتدائی سماعت (Trial Court) ایسے تمام معاملات میں غور کرنے کے بعد دفعہ 310 میں تعزیری سزا دے سکتی ہے اور صلح کے جائز اور درست ہونے کی صورت میں بری بھی کر سکتی ہے ○

معافی یا صلح کے بارے میں سپریم کورٹ نے درج ذیل اصول وضع کیے ہیں۔

۱۔ قتل عمد کے معاملات میں اگر ورثا نے بغیر معاوضہ کے معاف کر دیا۔ اور دوران سماعت درخواست روبرو عدالت اختیار کو دائر کی گئی۔ تو عدالت معافی کے معاملے میں تمام امور کا جائزہ لے گی کہ ایسی صورت میں معافی کے بعد تعزیری سزا کا دفعہ 310 تعزیرات پاکستان میں نفاذ کرے۔

۲۔ قتل عمد میں اگر قصاص کا حق بغیر معاوضہ کے معاف کیا۔ اور مقتول کے ورثا نے دفعہ 309 اور 310 تعزیرات پاکستان کے حوالے سے صلح یا معافی دی۔ جو دوران سماعت اپیل درخواست معافی دائر کی گئی۔ جو اپیلیٹ کورٹ کو مذکورہ درخواست کے فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ کہ وہ دفعہ 310 تعزیرات پاکستان میں تعزیری سزا کا نفاذ کرے۔

۳۔ دفعہ 345 ضابطہ فوجداری کی موجودگی میں ایسے تمام معاملات عفو یا صلح کیلئے دفعات 309 اور 310 تعزیرات پاکستان کی موجودگی میں قتل یا زخم کے مقدمات میں جو باب XVI تعزیرات پاکستان میں مذکور ہیں۔ عدالت اختیار کی اجازت کے بغیر قابل قبول نہ ہونگے۔

۴۔ اگر سوال پیدا ہو کہ کیا کوئی شخص مقتول کا وارث ہے یا نہیں تو ایسے معاملات کی چھان بین کرنا بھی اسی عدالت کے اختیار میں ہوگا۔ جو معافی یا صلح کی درخواست سماعت کرنے کا اختیار رکھتی ہو۔

۵۔ معافی کے معاملے میں سماعت کیلئے مجرم اور ورثاء مقتول یا مجروح خود فریق مقدمہ ہونگے۔ جو دفعہ (1)338-E تعزیرات پاکستان کے تحت فریق مقدمہ ہونگے○ ۱ اسی طرح اگر ورثا میں سے کسی وارث پر شک ہونے کی صورت میں مجوزہ صلح یا معافی کی درخواست عدالت مجاز سماعت کرے گی جو جس سطح پر اس قسم کی درخواست صلح و معافی سماعت کرنے کی مجاز ہے۔ اور وہی عدالت اس معاملے کا بھی فیصلہ کرے گی۔ صلح اور معافی کے معاملات میں مجرم اور ورثا

---

۱ (PLD1996SC178)

marfat.com

Marfat.com

مقتول فریقین تصور ہونگے ۱۔ قتل کے مجرم کو اپیل کی سماعت کے دوران مقتول کے ورثا نے اللہ کے نام پر معاف کر دیا۔ وارثان نے اپنے بیانات روبرو عدالت اپیل قلمبند کروائے۔ سرکار کے وکیل نے بھی اعتراض نہ کیا۔ چنانچہ صلح کی بنیاد پر مجرم بری ہو گیا ۲۔ دفعہ 309 کے تحت جب ایک ولی نے معاف کر دیا لیکن یہ نہ دیکھا گیا کہ مذکورہ ولی اصل وارث نہ تھا۔ جس کے نتیجہ میں سزا قصاص معاف نہ ہو سکتی تھی۔ جبکہ دفعہ 311 میں تو زیادہ سے زیادہ سزا دس سال بطور تعزیر نافذ ہو سکتی ہے۔ لہذا ایسے امور کا جائزہ لینے کیلئے سپریم کورٹ نے اپیل کی اجازت دی گئی ۳۔ عدالت معافی قبول کرنے کے بعد تعزیری سزا دے سکتی ہے ۴۔ ایک دفعہ معافی قبول ہو جانے کے بعد یا صلح منظور ہونے کے بعد عدالت کیلئے کوئی جواز نہیں کہ ملزم کو بری نہ کرے ۵۔ ایسے معاملات جن میں دفعہ 309 اور 310 میں حق قصاص معدوم اور ساقط ہو گیا تو کم تر سزا دی گئی ۶۔ دفعہ 309 میں معافی اور دفعہ 310 میں صلح کے معاملات اس وقت تک پذیرائی حاصل نہ کر پائیں گے جب تک مذکورہ معافی یا صلح کی عدالت توثیق نہ کر دے۔ چنانچہ جب مقتول کے اکلوتے وارث کے دستخط مذکورہ درخواست صلح پر نہ تھے۔ تو عدالت عالیہ نے قرار دیا کہ عدالت سماعت ماتحت کو یہ اختیار نہ تھا کہ محض درخواست آ جانے کے بعد دفعہ 302 تعزیرات پاکستان سے ملزم کو بری کر دیا جاتا۔ جب تک کہ مقتول کے ورثا کے تصدیقی بیانات قلمبند ہونے کی صورت میں پایہ ثبوت کو نہ پہنچ جاتی ۷۔ دفعہ (1)309 تعزیرات پاکستان قرار دیتی ہے کہ جب کوئی عاقل اور بالغ ولی معاف کر دے تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ بریت کا جواز نہیں ہے ۸۔ دو مقتولوں میں سے ایک مقتول کے ورثا نے معاف کر دیا۔ لیکن دوسرے مقتول کے ورثا نے معاف نہ کیا ایسی صورت میں صلح / معافی کی منظوری پر بریت کو خلاف قانون قرار دیا گیا ۹۔ کسی ایک ولی کے قصاص معاف کر دینے سے دیگر ولی دیت میں حصہ دار ہونگے معافی کا حق ذاتی حق ہے۔ لہذا نابالغ کے حق کو گارڈین معاف نہیں کر سکتا ۱۰۔ دفعہ 309 تعزیرات پاکستان معافی اور ادائیگی دیت کے بعد کسی ایسی نئی صورت کی وضاحت نہیں کرتی جسمیں قصاص کی سزا کو بحال کیا جا سکے۔ لیکن دفعہ (C)302 میں 25 سال قید کی سزا ہو سکتی ہے ۱۱۔ مقتول کے ورثا نے اللہ کے نام پر معاف کر دیا۔ تاکہ فریقین آئندہ زندگی امن اور سکون سے گزر بسر کر سکیں۔ ملزم کو بری کر دیا گیا ۱۲۔ جب ورثاء نے قاتل کو معاف کر دیا تو ریکارڈ پر ایسا مزید کوئی جواز نہ تھا۔

۱۔ (2001Pcrlj64-PLD1996SC178) ۲۔ (1993Pcrlj166) (1996MLD916) (PLJ2001CRC(Kar)203)

۳۔ (1994SCMR1327) ۴۔ (NLR1996SD6971 - 1997Pcrlj247) ۵۔ (PLD1995Lh610)

۶۔ (1991PSC473(9)) ۷۔ (NLR1996SD697 - 1997Pcrlj247) ۸۔ (2002Pcrlj401)

۹۔ (1993SCMR1574) ۱۰۔ (NLR1993CR203 - 1993Pcrlj1327) ۱۱۔ (NLR1993CR203)

۱۲۔ (1997Pcrlj99)

marfat.com
Marfat.com

کہ ملزم کو سزا تعزیری دفعہ 311 میں دی جائے لہذا ملزم کو بری کر دیا گیا ؀ا سزائے موت (قصاص صرف دفعہ 309 اور 310 کے تحت ختم کی جا سکتی ہے۔ لیکن اسکے لیے ورثاء سے اجازت لینا عدالت کیلئے ضروری ہے اور ایسی صورت میں دفعہ (6)345 ضابطہ فوجداری صلح منظور ہونے پر بری کر سکتی ہے ؀۲ جب قتل کے مقدمہ میں ملزم کو قصاص کی بجائے تعزیری سزا سنائی گئی ہو۔ تو ورثا نہ ہی معاف کر سکتے ہیں۔ اور نہ بدل صلح کر سکتے ہیں البتہ عدالت کی اجازت سے تمام ورثا مشترکہ طور پر ایسا کرنے کا حق رکھتے ہیں ؀۳ ملزم کا قتل کے مقدمہ میں عفو یا صلح کی صورت میں از خود بریت ہونا ضروری نہیں۔ کیونکہ معافی صرف قصاص کو ختم کر سکتی ہے۔ اور اسکی بریت ایسی صورت ہو سکتی ہے۔ جب عدالت دفعہ 345 ضابطہ فوجداری ایسا چاہے۔ کہ بریت جائز ہے۔ ورنہ تعزیرہ سزا نافذ کر سکتی ہے ؀۴

صلح اور معافی کے معاملات قانون کی نظر میں مختلف ہیں۔ معافی میں ورثا بغیر معاوضہ کے معافی کرتے ہیں۔ جبکہ صلح کی صورت میں ملزم سے دیت یا معاوضہ لیا جاتا ہے۔ جو دیت کی مقررہ مقدار سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے۔ جسے بدل الصلح کہا جاتا ہے۔ اس طرح نابالغ اور فاترالعقل ولی کی حد تک معافی نہیں ہو سکتا اور یہ معاملات حکومت کی مرضی سے ہوتے ہیں۔ ایسے میں حکومت صلح کر سکتی ہے ؀۵ صلح کی منظوری عدالت زیر دفعہ 345 ضابطہ فوجداری کرے گی جس کے لیے ورثا مقتول سے درخواست لے گی۔ عدالت کو اسکے باوجود اختیار ہے کہ وہ تعزیری سزا دے۔ جو دفعہ 311 تعزیرات پاکستان میں نافذ ہوگی اور اگر تمام ورثا صلح میں شامل نہ ہوں۔ تو ایسی صورت میں تعزیر کا نفاذ ضرورت ہوگی۔

عدالت نے سابقہ دشمنی کی عدم موجودگی کی بنیاد موجود ہونے کے سبب جبکہ ملزم نے اپنے حقیقی بھائی کو قتل میں آٹھ شدید زخم لگائے لیکن معافی کے سبب عدالت نے قصاص کا حق معاف ہونے کے باوجود دیت کا حکم تا ادائیگی دیت / معاوضہ بیوہ و نابالغان دیا۔ اور تا ادائیگی دیت سزا میں رہنے کا حکم دیا ؀۶ ورثاء نے بغیر معاوضہ کے معافی دے دی۔ مقدمہ کی چھان بین کے بعد عدالت نے فساد فی الارض کا جرم قرار دیتے ہوئے دفعہ 311 تعزیرات پاکستان میں سابقہ کردار کے حوالے سے سزا تعزیر سنائی۔ لیکن عدالت عالیہ نے فیصلہ غلط قرار دیتے ہوئے معافی کی بنیاد پر ملزم بری کر دیا ؀۷ قصاص کا حق ذات خاص سے تعلق رکھتا ہے۔ جو صرف بالغ اور صاحب عقل کے ذریعہ استعمال ہو سکتا ہے۔ لہذا نابالغ ولی مذکورہ حق کو معاف کرنے کا حق نہیں رکھتا اور عدالت ایسے معاہدے پر عمل درآمد نہیں کروا سکتی ؀۸ قتل کے مقدمہ میں صلح یا معافی کی ایک منشاء یہ بھی ہوتی ہے کہ مابین فریقین مزید دشمنی کی بنا ختم ہو سکے چنانچہ دفعہ 309 میں فریقین کے درمیان معافی کے بعد عدالت نے تسلی کی کہ مذکورہ معافی کسی خوف یا تشدد یا جبر و اکراہ کا نتیجہ تو نہیں ہے۔

؀ا (1997MLD2710) ؀۲ (1997SCMR1307) ؀۳ (1997SCMR1307) ؀۴ (2002Pcrlj40 -)

؀۵ (2002Pcrlj312) ؀۶ (1993SCMR1574) ؀۷ (2001Pcrlj130) ؀۸ (2001Pcrlj1636) ؀۹ (PLJ2002Qt1556)

marfat.com
Marfat.com

لہذا مجرم کو فوری رہا کیے جانے کا حکم ہوا۔ جبکہ نابالغ کے ولی کو دیت کی رقم کیلئے سکیم کا اعلان کرنے کا کہا گیا۱ قرار دیا گیا کہ جب ملزم نے جرم نابالغی میں 16 سال سے کم عمر میں کیا۔ تو اسے دفعہ (A)302 میں سزا تجویز نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی اس پر قصاص نافذ ہو سکتا ہے۔ لہذا سزا ختم کر دی گئی۲ جب عدالت کے روبرو صلح نامہ پیش کر کے اس پر تائیدی بیانات بھی قلمبند ہو گئے۔ تو عدالت کیلئے کوئی جواز باقی نہیں رہتا کہ وہ مذکورہ صلح نامہ کو قبول نہ کرے۔ لیکن جہاں پہلے ہی ملزم اپنی بہن کے قتل میں صلح کی بنیاد پر بری ہو گیا تھا۔ اور اب اس نے دوسرا جرم کر ڈالا۔ تو فساد فی الارض کا اصول سامنے آئے گا۔ اور ایسے مجرم کو تعزیری سزا دی جائے گی۔ چنانچہ دفعہ 311 میں 14 سال سزا بطور تعزیر سنائی گئی۳ صلح کے بعد تعزیری سزا کا تعلق ملزم نے کردار سے ہے۔ جبکہ قبل ازیں ملزم کے خلاف مقتول کی لڑکی اغواء کا مقدمہ بھی قائم تھا۔ اور مقتول مذکورہ مقدمہ میں صلح کی اجازت نہ دے رہا تھا۔ جسکی بنیاد پر مقتول کا قتل کر دیا گیا۔ لیکن بعد میں مقتول کے ورثا نے عدالت سے باہر صلح کر لی۔ سرکار کو مذکورہ صلح پر اعتراض نہ ہے۔ لیکن عدالت کا نظریہ ہے قتل انتہائی غلط طریقہ پر ہوا۔ چنانچہ دفعہ 311 کے تحت تعزیری سزا ضروری ہے۔ جسے سپریم کورٹ نے 14 سال سزا دی اور معاوضے کی رقم بھی ستر ہزار سے اڑھائی لاکھ کر دی گئی۴

دفعہ ۳۱۰ قتل عمد میں قصاص کی صلح کرنا

(Compounding of qisas (Sulah) in qatli-i-amd)

۱۔ قتل عمد کے مقدمہ میں کوئی بالغ ذی فہم کسی بھی وقت بدل الصلح کو قبول کرتے ہوئے اپنے قصاص کے حق پر صلح کر سکے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ صرف کسی عورت کو نکاح میں دے دینا جائز بدل صلح نہیں ہوگا۔

۲۔ جبکہ کوئی ولی نابالغ یا فاتر العقل ہو، تو مذکورہ نابالغ یا فاتر العقل کا ولی مذکورہ نابالغ یا فاتر العقل ولی کی جانب سے قصاص کے حق کی بابت صلح کر سکے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ بدل صلح کی مالیت دیت کی مالیت سے کم نہیں ہوگی۔

۳۔ جبکہ حکومت ولی ہو، وہ قصاص کے حق کی بابت صلح کر سکے گی۔ مگر شرط یہ ہے کہ بدل صلح کی مالیت دیت کی مالیت سے کم نہیں ہوگی۔

---

۱ (LRP2002CRC114) ۲ (PLJ2000CRC(Qt)1357) ۳ (1996SCMR906) ۴ (2002SCMR1308)

marfat.com
Marfat.com

۴۔ جب بدل صلح کا تعین نہ کیا گیا ہو یا وہ کوئی ایسی جائیداد یا حق ہو جس کا شریعت کے تحت رقم کی شکل میں تعین نہ ہو سکتا ہو تو یہ سمجھا جائے گا کہ قصاص کے حق کی بابت صلح ہو گئی ہے اور مجرم دیت کا مستوجب ہو گا۔

۵۔ بدل صلح کی ادائیگی یا حوالگی کے مطالبہ پر یا ملتوی شدہ تاریخ پر کی جا سکے گی جیسا کہ مجرم اور ولی کے درمیان طے ہو جائے۔

(نوٹ: اس دفعہ میں بدل صلح سے باہمی رضامندی سے شریعت کے مطابق مجرم کی جانب سے ولی کو نقدی یا فیس یا منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کی صورت میں ادائیگی کیا جانیوالا یا دیا جانیوالا معاوضہ مراد ہے)

تشریحات

دفعہ ہذا قصاص کے بدلے صلح کے معاملات پر بحث کرتا ہے۔ جسمیں قتل عمد پر صلح کی جہاں اجازت دیتا ہے۔ وہاں شرائط کے ذریعہ فریقین کے حقوق کا تحفظ بھی کرتا ہے۔ چنانچہ بدل صلح رقم کی صورت میں قرار دیتا ہے۔ کسی عورت کے نکاح کو بدل صلح تصور نہیں کرتا۔ اسی طرح بدل صلح کو دیت کی تعین کردہ رقم سے کم پر بھی جائز تصور نہیں کیا لیا۔ نیز بدل صلح کا تعین نہ ہونے کی صورت میں شریعت کی نافذ کر دہ دیت کی رقم پر بدل صلح کا تعین کیا جائے گا۔ ان تمام امور کا ہم فرداً فرداً جائزہ لیں گے۔ بدل صلح میں کسی عورت کے نکاح کو جائز نہ قرار دے کر حکومت نے قانون ہذا کے نفاذ کے نتیجہ میں قبائلی علاقوں کی وہ تمام مذموم اور جہالت زدہ رسومات کو ختم کر دیا ہے۔ جنکے نتیجہ میں معاشرتی طور پر عورتوں کو بدل زر خیال کیا جاتا ہے۔ عموماً اس نظریہ کی بنیاد پر حق مہر کی رقم پر لڑکی کے والدین اپنا حق تصور کرتے ہیں۔ اور اسی بنیاد پر اپنی طرف سے کسی زیادتی کے ازالہ کیلئے عورتوں کو بصورت نکاح، بصورت سفارش پیش کرتے ہیں۔ یہ مجرمانہ نظریات آج تک کسی بھی قانونی بندش کے باوجود ختم نہیں ہو سکے۔ اس سلسلے کی ایک کڑی میانوالی کے ایک مشہور مقدمہ میں قتل کے بدلے میں معصوم لڑکیوں تک کو بدل صلح میں مقتول کے ورثا کے حوالے کرنے کے واقعات جنم لے رہے ہیں۔ اگرچہ حکومت کی فوری مداخلت سے مذکورہ واقعہ میں معصوم عورتوں کو مذکورہ لوگوں کے چنگل سے آزاد کرا لیا گیا۔ ہمارے ملک میں خانہ بدوش قومیں جسمیں چنگڑ، میراثی شامل ہیں۔ قتل کے معاملات میں لڑکیوں کی شادیاں مقتول کے ورثاء سے کرنے کے قائل ہیں۔ اور انکے درمیان کوئی فیصلہ آج تک عدالتوں میں نہیں لایا گیا۔ بلکہ یہ فیصلے انکے نمبردار سرانجام دیتے ہیں۔

صلح البدل کی بنیاد درحقیقت اس اصول پر ہے کہ قصاص کیونکہ جان کا بدل ہے۔ لہٰذا کسی قتل کا بدلہ جان کے علاوہ نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر قتل عمد میں کوئی وارث یا ولی اپنے حق قصاص کو ترک کر دے تو جان کا بدل رقم ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کا بدل کوئی دوسری جان نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ہمارے معاشرے کی رسومات میں قتل کے قصاص یا بدل کے طور پر عورت کا نکاح

marfat.com

Marfat.com

غلط ہوگا۔ لیکن اگر چہ عورت سے قصاص لینا مقصود ہو۔ تو مذکورہ عورت سے نکاح کر لینا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی عورت کے ہاتھوں زخمی ہوا۔ اور اس مجروح نے اس عورت سے شادی کر لی اور قصاص نہ لیا۔ اور بعد ازاں وہ شخص مارا گیا تو اس کی جان کا قصاص عورت کا مہر ہوگا۔ اور اس عورت سے ایسی صورت میں قصاص نہیں لیا جائیگا۔ اسی طرح اگر کوئی مرد اپنی عورت کو زخمی کر دے تو عورت اپنے قصاص میں خلع کی طلبگار ہو تو قصاص ساقط ہو جانے پر مالیت خلع بن جائے گی۔ لیکن قتل کی صورت میں دیت یا قصاص واجب ہوگا۔ صلح کے احکامات کی شرعی حیثیت قرآن میں واضح ہے۔ جس میں حق تعالی کا ارشاد ہے۔ فمن عفی لہ من اخیہ شئی فاتباع بالمعروف واداء الیہ باحسان ۞[1] ترجمہ۔ پس اگر کسی کو اس کا بھائی معاف کر دے تو بھلائی کے ساتھ مال وصول کرے اور دینے والا اچھے انداز سے ادا کرے۔ صلح کیلئے ضروری نہیں کہ صلح صرف دیت کی مقدار پر ہو اس کیلئے مقتول کے وارث اور ولی پر منحصر ہے کہ وہ قصاص کے بدلے صلح کی کیا مقدار تعین کرتا ہے۔ لہذا صلح کیلئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بدل صلح زیادہ ہو یا تھوڑا۔ دیت کی جنس میں ہو یا غیر جنس میں۔ فوری واجب الادا ہو یا معیاد پر، لیکن اگر دیت پر صلح ہو تو پھر جرم میں واجب دیت سے زائد پر صلح غلط ہے۔ اور نہ ہی دیت سے کم پر صلح کی جائے گی۔ چنانچہ دیگر ضمنات اسقاط کی طرح صلح کی صورت میں قصاص ساقط ہو جائے گا۔ صلح کے بعد قاتل کا قتل واجب القصاص ہوگا۔ اور ایک ولی صلح کرے تو دیگر ولی دیت کے حق دار ہوں گے۔ صلح یا معافی شریعت کے مطابق قاتل پر احسان ہے کیونکہ قصاص کا نعم البدل دیت نہیں ہو سکتی اور اگر معاف کر دیں تو یہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ جو پیدا ہونے سے مرنے تک کے گناہوں کی معافی کا سبب ہے۔
صلح میں معاوضے کے کم یا زیادہ ہونے کی کوئی نص احادیث یا قرآن میں موجود نہیں ہے۔ لہذا فقہا کے نزدیک صلح کیلئے دیت کی مالیت کی حد بھی مقرر نہیں ہے۔ دفعہ ہذا کے ضمن نمبر ۳ کے مطابق حکومت کو دیت کے بدلے صلح کا حق دیا گیا ہے۔ لیکن بعض فقہا کے نزدیک لاوارث پر قصاص کی صلح کیلئے حکومت کو مسئول تصور نہیں کیا جاتا۔ لیکن عام خیال یہی ہے کہ حکومت بھی قصاص کے بدلے صلح کر سکتی ہے۔ تفصیل پچھلے دفعہ ۳۰۹ کے ضمن میں ملاحظہ ہو۔ دفعہ ہذا کے ضمن ۴، ۵ میں واضح کیا گیا ہے کہ بدل صلح میں مالیت / دیت کا تعین یا کسی ایسی جائیداد پر صلح جس کی مالیت کا تعین نہ ہو سکے یا ادائیگی اور حصول کیلئے وقت یا معیاد کا تعین فریقین کی باہمی رضامندی پر ہے۔
چنانچہ درج ذیل اصول مصالحت اور بدل صلح کیلئے وضع کیے گئے ہیں۔

۱۔ اگر قاتل اور ورثا مقتول کے درمیان قصاص پر صلح ہو جائے تو قصاص ساقط اور دیت واجب ہوتی ہے۔

۲۔ اگر مقتول کے ورثاء میں سے کسی ایک نے صلح کر لی تو قصاص ساقط جبکہ بقیہ ورثاء کو دیت ان کے حصہ کی حد تک ملے

---

[1] (البقرہ)

marfat.com
Marfat.com

گی۔

۳۔ اگر مقتول کے دو ورثاء میں سے ایک۔ نے ۵۰ ہزار پر صلح کرلی جس کے نتیجہ میں ایسا شخص نصف یعنی ۲۵ ہزار کا وارث ہوا۔ جبکہ دوسرا شخص آدھی دیت کا حق دار ہوگا۔ اور صلح کی رقم نصف یعنی 25 ہزار سے کوئی تعلق نہ رہا۔

۴۔ اگر نابالغ لڑکا کسی عضو کے قصاص کا مالک ہے تو اس کا باپ مجرم سے مال پر صلح کرسکتا ہے۔

۵۔ صلح پر دیت کیلئے قاتل کی رضامندی ضروری ہے۔ (بعض فقہا کے نزدیک قاتل کی رضامندی ضروری نہیں)

۶۔ قتل عمد میں صلح میں وقت کا تعین نہ ہو تو دیت یا صلح کا مال فوری واجب الادا ہوگا۔ جبکہ قتل خطاء میں ادائیگی دیت تین سال پر محیط ہوسکتا ہے۔

۷۔ جان کے نقصان یا زخمی کئے جانے پر دو صورتوں میں عمداً یا خطاء پر صلح ہوسکتی ہے۔ جبکہ قصداً یا عمداً قتل پر دیت سے زیادہ پر بھی صلح ہوسکتی ہے۔ جو بدل صلح ہے۔

۸۔ قتل عمد میں صلح کی صورت میں مال کی ادائیگی عاقلہ کی بجائے مجرم پر ہے۔ قتل خطاء میں دیت سے زیادہ پر صلح جائز نہیں ہے۔[1]

۹۔ خون کے بدلے میں خون یعنی قتل کے بدلے قتل معاف کردینے پر صلح جائز ہے۔[2]

۱۰۔ قتل کا قصاص لینے سے بہتر قصاص معاف کرنا ہے۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

۱۱۔ ورثاء کے معاف کردینے سے قصاص ساقط ہوجاتا ہے۔ لیکن ظلم سے بری نہیں ہوسکتا جس کے لیے فساد فی الارض میں قاضی تعزیری سزا دے گا۔

۱۲۔ وصی مصالحت کراسکتا ہے۔ لیکن قصاص معاف نہیں کرسکتا۔ یہ صرف ولی کا حق ہے۔

مال کی ادائیگی کا وقت: مصالحت کے نتیجہ میں مال کی فوری ادائیگی ہوگی۔ کیونکہ یہ مال مثل مال عقد کا نتیجہ ہے۔ لیکن اگر معیاد طے کرلی جائے تو بمطابق معیاد ادائیگی ہوگی۔ ایسی دیت پر جو قتل عمد کی نہ ہو۔ تین سال تک کی اقساط عدالت بناسکتی ہے۔ لیکن قتل عمد میں نہیں۔ جسکی دیت مغلظہ ہے۔

اس دفعہ میں بدل صلح سے باہمی رضامندی سے شریعت کے مطابق مجرم کی جانب سے ولی کو نقدی یا فیس یا منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کی صورت میں ادا کیا جانے والا یا دیا جانے والا معاوضہ مراد ہے۔

عدالتوں کے صلح میں راہنما اصول: دفعہ 309-310 تعزیرات پاکستان صلح کی صورت میں قصاص کے خاتمے کیلئے معاملات اور جو اصول اعلیٰ عدالتوں نے وضع کیے ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں۔

---

[1] (فتویٰ قاضی خان) [2] (فتویٰ قاضی خان)

marfat.com
Marfat.com

یہ ہدایات سپریم کورٹ کے اعلیٰ ترین بنچ مسٹر جسٹس ضیاء محمود مرزا، جسٹس محمد منیر خان، جسٹس محمد بشیر جہانگیری پر مشتمل تھا۔ جس نے درج ذیل ہدایات جاری فرمائیں۔

۱۔ قتل عمد کی صورت میں اگر قصاص بغیر معاوضہ کے ختم ہو جائے یا فریقین صلح پر آمادہ ہوں اور درخواست برائے صلح گزاریں تو ٹرائل کورٹ کی ڈیوٹی ہے کہ وہ دفعہ 310 تعزیرات پاکستان کے تحت تمام معاملات اور سزا کا بغور جائزہ لے۔

۲۔ اگر قتل عمد میں دفعہ 309 اور 310 تعزیرات پاکستان کے معاملات دوران سماعت اپیل وقوع پذیر ہوں تو صلح اور قصاص کے خاتمے کے معاملات کی سماعت مذکور اپیلیٹ کورٹ کرے گی۔

۳۔ قتل عمد کے علاوہ معاملات (Homicide) یا Hurt کے سامنے آئیں اور دفعہ (1)338-E تعزیرات پاکستان اور دفعہ 345 ضابطہ فوجداری اور یہ معاملات خواہ روبرو ٹرائل کورٹ پیش ہوں۔ یا اپیلیٹ کورٹ کے سماعت کے دوران پیش آئیں انکی درخواست اجازت صرف ٹرائل کورٹ کو دی جائے گی۔ جو اس سلسلہ میں سماعت کا اختیار رکھے گی۔

۴۔ ایسے معاملات جسمیں مقتول کے وارثان کے معاملات زیر بحث ہوں۔ یہ معاملات اس عدالت کے روبرو سماعت ہونگے۔ جو سماعت کی اہل قرار پاتی ہے۔

۵۔ اگر قصاص کے خاتمہ یا صلح کے معاملات طے کرنا ہونگے تو وارثان اور ملزمان مذکورہ درخواست بطور فریقین پارٹی تصور ہونگے اور دفعہ (338-E(i تعزیرات پاکستان کے تحت کاروائی ہوگی۔[1]

عدالتوں نے صلح کے بارے میں جو راہنما اصول قائم کیے ہیں ان میں قتل عمد میں اگر ورثاء مقتول بغیر معاوضہ (دیت) معاف کر دیں۔ یا کوئی صلح فریقین کے درمیان ہو جائے تو عدالت کے سامنے ایک درخواست برائے صلح یا معافی جیسی بھی صورت ہو دائر کی جائے گی اور عدالت مجرم کا دفعہ 310 میں سزا کیلیے جائزہ لے گی۔ ایسی ہی صورت عدالت اپیل کے سامنے ہوگی۔ لیکن اگر صلح یا معافی کی صورت فیصلہ کے بعد سامنے آتی ہے تو زیر دفعہ (338E(1 تعزیرات پاکستان ہمراہ 345 ضابطہ فوجداری پر عمل کیا جائے گا۔ بابت جرائم قصاص و دیت میں عدالت ابتدائی سماعت (Trial Court) ایسے تمام معاملات میں غور کرنے کے بعد دفعہ 310 میں تعزیری سزا بھی دے سکتی ہے اور صلح کے جائز اور درست ہونے کی صورت میں بری بھی کر سکتی ہے۔

اسی طرح اگر ورثا میں سے کسی وارث کی شناخت پر شک ہونے کی صورت میں وہ عدالت مجاز جو جس سطح پر اس قسم کی

---

[1] (PLD1996SC178)(PLJ1996Pesh(CRC)1964)

marfat.com
Marfat.com

درخواست صلح و معافی سماعت کرنے کی مجاز ہے کو ایک درخواست دیں گے۔ کیونکہ وہی عدالت اس معاملے کا بھی فیصلہ کرے گی۔ صلح اور معافی کے معاملات میں مجرم اور ورثا مقتول آپس میں فریقین تصور ہونگے ٥ ؎۱

صلح اور معافی کیلئے دیگر اصول قانونی و شرعی اسطرح ہیں۔

۱۔ قصاص معاف ہوسکتا ہے اگر مقتول کے ورثا اس پر راضی ہوں۔

۲۔ قصاص پر صلح بھی ہوسکتی ہے لیکن صلح میں ورثا کو اچھے طریقے سے خون بہا (دیت) ادا کردینے سے ہوگی۔

۳۔ قصاص پر صلح یا معافی کا راستہ رب العزت کی اس امت پر خاص عنایت ہے۔

۴۔ معافی یا صلح کے بعد قاتل کو قتل کرنا زیادتی ہے جس پر قصاص واجب ہے اور اس قصاص کو دردناک عذاب سے تعبیر کیا گیا ہے اور آخرت کے عذاب کی بھی نوید ہے ٥ لیکن ایسے جرائم جسمیں صلح کی اجازت عدالت دیتی ہے اس وقت قابل صلح ہونگے جب مقدمہ عدالت میں زیر تجویز آئے گا۔ کیونکہ جرائم 324 اور 337 تعزیرات پاکستان وغیرہ ٹیبل نمبر 2 میں (2)345 ض ف میں شامل ہے لہذا عدالت سے باہر یا چالان داخل کرنے سے پہلے کوئی بھی صلح خلاف قانون تصور ہوگی ٥ ؎۲ دفعہ 308 تعزیرات پاکستان کے تحت قانونی ورثاء مقتول صلح کرسکتے ہیں اگر انمیں کوئی نابالغ ہے تو اسکی طرف سے اسکے ولی کو حق حاصل ہے کہ وہ صلح کرے۔ عموماً ایسے واقعات میں فریقین نزدیکی رشتہ دار ہوں صلح کرلی جاتی ہے ٥ ؎۳ ایف آئی آر صرف اس بنیاد پر ختم کردی گئی کہ جرائم قابل صلح تھے۔ جو استغاثہ اور پولیس نے صلح کرادیئے اور چالان کو روبرو عدالت پیش نہ کیا گیا جبکہ صلح عدالت کے روبرو نہ ہوئی تھی۔ واضح ہوا کہ جرائم مذکور میں صلح صرف عدالت کی اجازت سے ممکن ہے۔ لہذا پولیس کے روبرو صلح کو غیر قانونی قرار دیا گیا۔ اور ایف آئی آر بحال ہوکر از سرنو سماعت مقدمہ کی گئی ٥ ؎۴ اپیل کے دوران صلح اور معافی وغیرہ منظور کی جاسکتی ہے۔ البتہ صلح اور معافی کے کاغذات کی تصدیق کیلئے عدالت عالیہ اپنی ماتحت عدالت سماعت کو کیس ریمانڈ کرسکتی ہے ٥ ایسے ہی مقدمہ میں ایک ملزم کو سزائے موت اور دیگر ملزمان کو 324 تعزیرات پاکستان میں 10 سال سزا سنائی گئی۔ ایسے میں مقتول مرحوم کے ورثاء اور زخمی افراد نے اپنے حقوق قصاص کو معاف کردیا۔ چنانچہ ایسی صورت میں عدالت عالیہ نے علاقہ کے سیشن جج کو انکوائری کا حکم دیا۔ اور حکم دیا کہ معافی کی ان دستاویزات کی تصدیق اور جانچ پڑتال کے ہمراہ دیکھے کہ کیا جبراً تو معافی پر مجبور نہیں کیا گیا۔ نیز نابالغ وارثان کو انکی دیت کا حصہ ادا کردیا گیا ہے یا نہیں۔ چنانچہ مذکورہ انکوائری کی بنیاد پر اپیل میں صلح منظور کی گئی ٥ ؎۵ سزا کے بعد صلح کیلئے باپ اور دیگر ورثا مقتول نے اللہ کے نام پر قصاص معاف کردیا۔

؎۱ (2001Pcrlj64-PLD1996SC178) ؎۲ 2001Pcrlj241- 1938CRCJ39 - AIR1937MAD825

؎۳ (2001Pcrlj1804) ؎۴ (2001Pcrlj241) ؎۵ (PLJ2001CRC(Lh)120)

marfat.com

Marfat.com

چنانچہ سزا ختم کردی گئی اور ملزم بری ہوا[1]۔ جرم کے ثبوت کے بعد صلح کی نوبت آئے گی۔[2] سزا کے سنائے جانے کے بعد قصاص میں صلح یا معافی کے معاملات عدالت میں سماعت ہونگے۔ کیونکہ قصاص کے حق کے بغیر اس دفعہ پر عمل درآمد نہیں ہوسکتا۔[3] قصاص کے صلح کے نتیجہ میں ساقط ہونے پر عدالت تعزیری سزا نافذ کرسکتی ہے۔[4] قصاص میں صلح یا جرم میں صلح کی دو مختلف صورتیں ہیں۔[5] قصاص میں صلح حق العباد ہے اور جرم میں صلح حق حکومت ہے۔ ڈکیتی کی واردات کے دوران مقتول نے ملزم کی رائفل کھینچنے کی کوشش کی جس پر ملزم نے مقتول (مالک مکان) قتل کرڈالا۔ اور دیگر افراد کو زخمی کیا۔ جس پر ملزمان کو 302 میں سزائے موت اور 307 اور 397 اور چوری کی (حد) میں سزائے عمر قید وغیرہ ہوئی۔ دوران سماعت ملزمان نے خود کو بے گناہ قرار دیا۔ لیکن دوران سماعت اپیل ملزمان نے صلح کی درخواست دی۔ مقتول کے ورثاء نے معاف کردیا ہے۔ اور عدالت کے باہر صلح ہوچکی ہے تو معاملہ کی تصدیق کرنے کیلئے ماتحت عدالت کو حکم دیا گیا۔ 4 ورثاء نابالغ تھے۔ جنکی حدتک دیت کی ادائیگی کی نہ صرف تین سال کیلئے اقساط بنائی گئیں۔ بلکہ نابالغ کی رقم کو کسی شیڈول بنک میں بلوغت کی عمر تک محفوظ کردیا گیا۔ دیت کی رقم کے برابر ضمانت نامہ داخل کرنے پر ملزمان کو رہا کئے جانیکا حکم صادر کیا گیا۔[6]

اگر سزائے موت کا حکم سنایا جاچکا ہو تو عدالت ولی کی اجازت کے بغیر مذکورہ سزا میں ردو بدل نہ کرسکتی ہے۔ جو دفعہ 309 میں معافی اور دفعہ 310 کی صورت میں صلح کے ذریعہ ہوگی۔[7] عدالت کے روبرو ورثاء نے بیان حلفی داخل کیے کہ انہوں نے قاتل کو معاف کردیا ہے۔ اور درخواست زیر دفعہ 345 ضابطہ فوجداری دی تو ملزم کی سزا ختم کردی گئی۔[8] البتہ قصاص کے خاتمے پر عدالت تعزیری سزا دے سکتی ہے۔[9]

بدل صلح سے مراد قتل کا وہ معاوضہ جس پر قاتل اور ورثا باہم رضامند ہوں۔ یہ بدل صلح رقم یا جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کی صورت میں ہوسکتی ہے۔ مگر عدالت اسکا نعم البدل نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ بدل صلح میں قاتل کی دو عورتوں کو مقتول کے ورثا نے شادی کی اور دو لاکھ روپے معاوضہ بھی وصول کیا۔ چنانچہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے روبرو نہ صرف اقرار کیا گیا۔ اور صلح مذکورہ کو تسلیم کیا گیا۔ بلکہ سپریم کورٹ نے بھی ایسے معاملے کو تسلیم کیا۔ اور ملزم کو بری کرنے کا حکم دیا۔[10] لیکن اب قانون اور معاشرہ میں انقلابی تبدیلی آچکی ہے۔ اور ایسے ہی ایک معاملے میں جسمیں سال 2002 میں میانوالی کے ایک دیہات میں بعض معصوم اور نابالغ عورتوں کو بھی بطور معاوضہ مقتول کے ورثا کے حوالے کردیا گیا تھا۔ تو سپریم کورٹ نے اس معاملے میں از خود نوٹس لے کر نہ صرف ان معصوم نابالغ لڑکیوں کو رہائی دلوائی بلکہ مذکورہ معاہدہ کالعدم قرار دیا گیا

---

1. (1994PSC(CRC)212)　2. (PLD1992Pesh187)　3. (1992Pcrlj1960)　4. (PLD1992Pesh176)
5. (1992Pcrlj1960)　6. (SBLR2002Fsc1)　7. (1997SCMR1307)　8. (2002MLD447)
9. (PLD1992Pesh176)　10. (1992SCMR1283)

marfat.com
Marfat.com

نابالغ کے حقوق کے تحفظ کیلئے عدالتوں کا فرض ہے کہ دیت کی رقم کو نابالغ کے جوان ہونے تک محفوظ کیا جائے[1] صلح یا معافی کی بنیاد پر معاہدہ مابین ورثا مقتول اور قاتل میں ایسی صورت میں بھی ممکن ہے۔ جب عملاً قصاص نافذ نہ ہو سکتا ہو۔ البتہ ولی کی شناخت کرنا عدالت کیلئے انتہائی ضروری ہوگا۔ تا کہ کسی نابالغ کے حقوق متاثر نہ ہو سکیں[2] بالغ اور عاقل ولی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ بدل صلح حاصل کر کے قصاص کا حق معاف کر سکتا ہے[3] عدالت نے سابقہ دشمنی کی عدم موجودگی کی بنیاد موجود ہونے کے سبب جبکہ ملزم نے اپنے حقیقی بھائی کو قتل میں آٹھ شدید زخم لگائے لیکن معافی کے سبب عدالت نے قصاص کا حق معاف ہونے کے باوجود دیت بیوہ و نابالغان کو ادا کرنے کا حکم دیا اور ادائیگی دیت سزا میں رہنے کا بھی حکم دیا[4]

دفعہ ۳۱۱ قتل عمد میں حق قصاص باہمی رضامندی یا دست برداری کے بعد تعزیر

(Ta'zir after waiver or compounding of right of qisas in qatl-i-amd)

باوجود اس کے کہ کوئی شے جو دفعہ 309 یا دفعہ 310 میں شامل ہو جہاں تمام "ولیان" قصاص کے حق سے دست بردار یا رضامند نہ ہوں یا اصول فساد فی الارض کے مدنظر عدالت واقعات اور حالات مقدمہ میں اپنی صوابدید اختیار کرتے ہوئے مجرم کو جس کے خلاف حق قصاص سے دست برداری یا باہمی رضامندی ہوئی 14 سال تک کی سزا تعزیری کی شکل میں دے سکتی ہے۔

(نوٹ: اس دفعہ کی اغراض (فساد فی الارض) میں تصور ہونگیں۔ اگر مجرم کا سابقہ طرز عمل، یا آیا وہ پہلے سزا یاب ہو چکا ہے، یا وحشیانہ اور دہشت انگیز طریقہ جس میں جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ جو ضمیر عامہ کیلئے شرمناک ہے، یا مجرم کو جماعت یعنی لوگوں کیلئے ایک امکانی خطرہ خیال کیا جاتا ہے)۔

(دفعہ ہذا کے مقصد کیلئے "فساد فی الارض" میں شامل ہے۔ مجرم کا سابقہ چال چلن جیسا کہ سابقہ سزا یافتہ ہونا، عادی یا پیشہ ور مجرم ہونا اور وحشیانہ طرز عمل اختیار کرتا رہا ہو)۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔ناقابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔۱۴/۱۰ سال قید۔۔سیشن کورٹ

تشریحات

دفعہ ہذا ان مقدمات کا احاطہ کرتا ہے۔ جن میں قصاص کسی ایک وارث یا ولی کے معاف کرنے سے ساقط ہو گیا۔ لیکن

(2001Pcrlj130)[4] (PLD1991SC202)[3] (1993SCMR1574)[2] (PLD1991SC202)[1]

marfat.com
Marfat.com

تمام ورثاء نے صلح یا معافی نہ کی۔ اور اس طرح دیگر ورثاء دیت کے حقدار قرار پائے۔ چنانچہ ایسی صورت اگر دفعہ 309 میں معافی کے ذریعہ اور دفعہ 310 میں صلح کی صورت پائی جائے جس میں قصاص ساقط ہو تو ایسی صورت میں دفعہ 311 پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ اور اس دفعہ پر عمل درآمد بھی اسی صورت ممکن ہے۔ جب عدالت معافی یا صلح جیسی بھی صورت ہو کیلئے دفعہ 345 ضابطہ فوجداری میں اسکی اجازت دیتی ہے۔ اور اسمیں تعزیر کا نفاذ ہوگا۔ قبل ازیں کہ اس دفعہ میں مذکور مندرجات زیر بحث لائے جائیں۔ ضروری ہے کہ تعزیر کے بارے میں شرعی احکامات کا جائزہ لیا جائے۔

تعزیری سزا: کیونکہ قانون قصاص و دیت جو خالصتاً حدود کی طرح شرعی سزا ہے۔ پر نفاذ یا عمل درآمد شریعت کے ضوابط میں حقوق العباد کی حیثیت سے کیا جاتا ہے۔ لیکن اب دفعہ ہذا میں تعزیر مذکورہ بالا سزاؤں سے ہٹ کر حکومتی یا عدالتی سزا کے طور پر سامنے آتی ہے۔ لہٰذا ضروری تصور کیا جاتا ہے کہ تعزیر سے متعلق وضاحت طلب بحث کو یہاں لایا جائے۔ چنانچہ تعزیر وہ سزائیں ہیں۔ جن کے بارے میں قرآن، سنت میں واضح نص نہ ہو اور جو مختلف بیان کردہ جرائم پر حکومت یا قاضی کی صوابدید پر دی جاسکتی ہیں۔ قرآن الحکمت میں کچھ جرائم تو وہ ہیں جن کی حدود کا تعین کر دیا ہے۔ لیکن بے شمار ایسے جرائم بیان کئے گئے جو قاضی کے صوابدیدی اختیارات میں دیے گئے ہیں۔ لیکن ممانعت اور پابندی اس امر میں یہ ہے کہ تعزیر نافذ کرتے ہوئے حد سے تجاوز نہ کیا جائے۔ تعزیراتی جرائم تین قسم کے ہیں۔

۱۔ مردار، خون، خنزیر کھانا، سودی تجارت، زکوۃ نہ دینا، احکامات عدت کی خلاف ورزی وغیرہ۔

۲۔ ناپ تول کے قوانین، امانت اور خیانت، رشوت، جواء، صفائر (Gambling) اور مراینہ (Racing)، گھوڑ دوڑ وغیرہ۔

۳۔ ٹریفک کے قوانین، مفاد عامہ، بیماریوں کے تدارک کیلئے قوانین، بدکاری کے اڈے، زنا اور فحاشی سرعام روکنے کے قوانین، مے کشی اور مے کشیدہ وغیرہ کے جرائم ہیں[1]

تعزیر میں عدالت کا اختیار: شریعت نے حکومت کو چند اختیارات تفویض کئے ہیں۔ جن کی رو سے حدود کی مقررہ نصوص کے علاوہ بعض افعال کو جائز قرار دے کر ناجائز افعال کے کرنے اور جائز افعال کے نہ کرنے پر تعزیرات مقرر کرے۔ اور اس میں سزاؤں کی زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم حد مقرر کرے۔ لیکن اگر وہ سزائیں یا وہ قانون شریعت کے عام اصولوں یا روح کے منافی ہوگا۔ تو مذکور قانون باطل قرار دیا جائے گا۔ اور اس پر عمل نہ کیا جائے گا۔
اسی طرح شریعت نے بعض معاملات میں عدالت کو بھی اختیار دیا ہے کہ وہ جرائم کا فیصلہ کرتے ہوئے تعزیری سزائیں سنائیں۔ اور بعض عدالتوں کو بعض سزاؤں میں کمی کر دینے کا بھی اختیار دیا گیا ہے۔ لیکن شریعت کے عام اصولوں سے

---

[1] (اسلام کا فوجداری قانون از عبدالقادر شہید)

marfat.com
Marfat.com

تجاوز کر کے عدالتیں نہ تو تخفیف کر سکتی ہیں اور نہ اس میں زیادتی کر سکتی ہیں۔ جیسا کہ قرآن الحکمت میں ارشاد ہے کہ فمن اعتدیٰ بعد ذالک فلھم عذاب الیم۔ (ترجمہ۔ پس جس نے بدلہ لینے کے بعد زیادتی کی اس کے لیے عذاب سخت ہے)۔ اور یہ حکم عام ہے اور قتل میں صرف ولی تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ عمومی زندگی میں خصوصاً اور عدل میں عموماً اس اصول پر عمل پیرا ہونا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔ لہذا عدالتوں کو شریعت کے مطابق ایسے قوانین پر عمل نہیں کرنا چاہیے جن سے انکے فیصلے غیر شرعی ہو جاتے ہوں۔ تعزیراتی جرائم میں شریعت نے جو سزائیں مقرر کی ہیں اگرچہ وہ لازم اور واجب ہیں۔ لیکن ان کے ساتھ اگر مفاد عامہ متقاضی ہوں تو قاضی سزا کو یا جرم کو معاف کر دے یا اس میں زیادتی کر دے۔ لیکن وہ سزا ان جرائم میں حدود کی متعین سزاؤں سے زائد نہ ہو گی۔ چنانچہ قصاص اور دیت کے قوانین جو کہ مقررہ سزاؤں میں شامل ہیں۔ اس وقت تک ان کا اجراء لازمی ہے۔ جب تک ولی اپنا قصاص خود لے لے یا معاف یا صلح کرے اور فقہا کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ ولی الامر یا عدالت کسی ایسے فعل کو حلال نہیں کر سکتا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہو۔ چنانچہ جن سزاؤں پر شریعت نے منع کیا ہو اس پر تعزیری سزا نہیں دی جا سکتی لیکن مفاد عامہ میں جنکا بنیادی تقاضا یہ ہوتا ہے کہ مفاد عامہ کے تحفظ اور نظم عمومی کی حفاظت کیلئے امت کی جانب سے مقررہ نمائندہ تعزیراتی سزاؤں کو جاری کرے گا ٥[1] یہ ایک حقیقت ہے کہ اس دفعہ میں مذکورہ سزاؤں کا اطلاق بطور تعزیر اگرچہ قرآن وسنت کی واضح نص پر اضافہ محسوس ہوتا ہے لیکن یہاں عدالت کی صوابدید سے مراد یہی ہے کہ اگر عدالت مناسب تصور کرے ٥ کیونکہ موجودہ معاشرے میں ایسے عوامل روزمرہ ہیں کہ لوگ قصاص کے خاتمہ کیلئے دباؤ اور دھمکیوں سے بھی مقتول کے ورثاء کو دیت پر راضی کر سکتے ہیں ٥ لہذا عدالت صلح اور معافی کی صورت میں دیت کے ہمراہ تعزیری سزا دے سکتی ہے ٥ کیونکہ قصاص اس جرم کی سب سے بڑی سزا ہے ٥ جس سے زائد سزا نہیں دی جا سکتی ٥ لیکن دیت قصاص کا نعم البدل نہیں بلکہ قصاص پر رعایت ہے اور یہ رعایت اپنے ساتھ مفاد عامہ میں تعزیری سزا کی موجب بھی ہو سکتی ہے ٥ درحقیقت قاضی کو معاشرتی انصاف دلانے میں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے تا کہ نفرت اور بدلے کی آگ مزید نقصان نہ کر سکے ٥ ایسی صورت بھی جرم واجب التعزیر ہو گا ٥ قصاص معاف کر دیا جائے اور دیت بھی وصول نہ کی جائے تو قاضی تعزیری سزا دے گا ٥ اسی طرح عادی، سابقہ سزایاب یا پیشہ ور مجرم کو قاضی اس لئے تعزیری سزا دے گا۔ تا کہ وہ دیت کو معمولی تصور کرتے ہوئے مزید جرم کرنے سے روکا جا سکے ٥ اسی طرح انتہائی مالدار شخص جس کے لیے رقم دیت محض آٹے میں نمک کے مصداق ہو اور مذکورہ دیت کو تادیب تصور نہ کرے تو تعزیری سزا دی جائے ٥ تا کہ مقتول کے قتل کا ازالہ ممکن ہو ٥ اس دفعہ میں تعزیری سزا کا زیادہ سے زیادہ تعین دس سال اور چودہ سال کیا گیا ہے۔ جس پر عدالت سزا

---

[1] (شرح فتح القدیر ص ۱۱۲۔۱۱۳۔۱۴۰۔۱۴۱)

marfat.com

Marfat.com

میں کمی بھی کر سکتی ہے۔ گویا قاضی جرم کی نوعیت پر سزا کا اطلاق کرے گا○

تعزیرات کیلئے شرعی اصول

چنانچہ اس دفعہ کے تحت تعزیرات کا تعین کرتے ہوئے درج ذیل شرعی اصول قاضی کے لیے راہنمائی کا باعث ہوں گے۔
جس جرم کی سزا مقرر نہ ہو اس کے ارتکاب پر تعزیر واجب ہوگی○ تعزیر دو اقسام کی ہوگی۔ ایک اللہ کا حق اور دوسرے بندے کا حق۔ اللہ کے حق پر تعزیر کا قائم کرنا قاضی کے لیے واجب اور چھوڑنا ناجائز نہیں ہے○ اللہ کے حق پر سزا صرف اسی صورت میں معاف ہو سکتی ہے جب مجرم سزا سے پہلے ہی جرم سے باز آجائے یا معافی مانگ لے○ حق اللہ میں دیگر گواہان کے ساتھ مدعی کی گواہی بھی قبول ہوگی○ دوران جرم مجرم کو ہر مسلمان تعزیر دے سکتا ہے۔ لیکن جرم کے ارتکاب کے بعد صرف حاکم تعزیر دے○ ابندے کا حق صرف دعوی کے ذریعے ہو سکتا ہے اور اس کی سزا یا جزا صرف حاکم یا قاضی دے سکتا ہے○ ۲ تعزیر میں مدعی کی طرف سے معافی، گواہی یا قسم جائز ہے○ (فتوی قاضی خان) تعزیر شبہ پر بھی قائم ہو سکتی ہے۔ جس طرح مال ثابت کرنے کا طریقہ ہے لیکن انکار کی صورت میں مدعا علیہ پر قسم عائد ہوتی ہے۔ اگر قسم نہ کھائے تو تعزیر واجب ہوتی ہے○ بندے کے حق کو بندہ معاف کر سکتا ہے۔ قاضی/حکومت یا امام معاف نہیں کر سکتا۔ لیکن خدا کے حق کو امام معاف کر سکتا ہے○ تعزیر کے جرائم میں گواہی دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں سے ثابت ہو جائے گی○ تعزیر مدعا علیہ کے مرتبے کے مطابق ہونی چاہیے مثلاً شرفاء علما اور سادات کی تعزیر یہ ہے کہ قاضی ان کو طلب کرے اور مخاصمت کرے۔ متوسط آدمی یا اہل بازار کو قاضی طلب کر کے قید کرے۔ اور نیچے درجے کے آدمی کی تعزیر قاضی قید کرے اور کوڑے کی سزا دے○ ۳ فقہا کے اس نظریہ سے طبقاتی سزا کی حد تک اختلاف ہے کیونکہ میرے نزدیک یہ فقہی دلیل درست نہیں کہ عوام الناس میں درجہ بندی کر کے سزا دی جائے بلکہ قاضی کو سزا میں انصاف اور عدل ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ چاہے انصاف کے لیے کسی بھی طاقت سے ٹکرانا پڑے۔ میرے نزدیک طاقت ور کمزور ہے۔ مظلوم کے سامنے اور طاقتور مظلوم کے سامنے انصاف لینے کے لئے برابر ہے۔ اس طرح کہ طاقت ور کو سزا اسی نسبت سے زیادہ دی جائے کہ وہ اپنی طاقت کے نشے میں مزید جرائم سے توبہ کرنے پر مجبور ہو جائے○ تعزیر کے حد کے درجہ تک نہ پہنچنا چاہیے نیز تعزیر میں کم از کم تین کوڑے اور زیادہ سے زیادہ ۳۹ کوڑے ہیں○ ۴ جیسا کہ شراب کی حد 40 کوڑے ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک ہر جرم کی تعزیر کو مذکورہ جرم کی حد سے نہ بڑھنا چاہیے لہذا اگر قتل کی سزا میں تعزیر کا نفاذ ہوگا۔ تو دیت منعیہ سے کم یہ ہوگا۔ اس طرح زنا میں 100 کوڑے کے مقابلے میں 99 کوڑے تک اور قذف میں 80 کوڑوں سے کم پر تعزیر کا حکم دیا جا سکتا ہے○ تعزیری سزا میں مقدار کا تعین قاضی کی صوابدید پر ہے۔

---

۱ (البحر الرائق) ۲ (فتح القدیر) ۳ (الشامیہ) ۴ (الہدایہ)

marfat.com
Marfat.com

جو جرم کی نوعیت پر منحصر ہوگا○ کوڑے، رنے کے بعد امام قید بھی کرسکتا ہے۔ اور جلاوطن بھی اور علم فقہ میں جلاوطنی سے مراد قید ہی ہے○ تعزیر کی کم از کم مقدار اس قدر ضرور ہونی چاہیے جس سے مجرم اپنے جرم سے باز آجائے○ [1] یہ دفعہ اپنی اغراض کے لیے "فساد فی الارض" کے عموم میں شامل ہے○ مجرم کا سابقہ طرز عمل، یا آیا وہ پہلے سزایاب ہو چکا ہے یا وحشیانہ اور دہشت انگیز طریقہ جس میں جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے جو ضمیر عامہ کے لیے شرمناک ہے یا مجرم کو جماعت یعنی لوگوں کے لیے ایک امکانی خطرہ خیال کیا جاتا ہے○

عدالتی فیصلے: قصاص اور دیت ارش اور زمان کے علاوہ عدالت کی طرف سے نافذ کردہ سزا کو تعزیر کیا جاتا ہے۔ عدالت ایسی سزا کو عدالتی ذہن سے تجویز کرے گی۔ اور اس سلسلہ میں عدالت کو وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ کیونکہ معافی کے بعد تعزیر کا نفاذ مجرم کے خلاف عوامل کا تجزیہ کرنے کے بعد نافذ کی جاتی ہے۔ اور یہ بدل الصلح کے بعد ہوتی ہے○ [2] اسلامک قوانین میں مصالحت کا اصول کسی مجاز عدالت کی اجازت کے بغیر تسلیمی تصور نہ ہوگا۔ کیونکہ اس سلسلہ میں دفعہ 311 تعزیرات پاکستان کو دفعہ (7)(2)345 ضابطہ فوجداری سے الگ کر کے نہ پڑھا جا سکتا ہے۔ ہر دو دفعات ایک دوسرے سے منسلک ہیں○ [3] ایسی برائیاں جنکا ذکر قرآن پاک میں وضاحت سے موجود نہ ہو۔ قاضی کو اختیار ہے کہ وہ ایسے جرائم اور انکی سزا کی وضاحت کرے قرآن اس سلسلے میں ایسے جرائم کا ذکر کرتا ہے۔ جن کی سزائیں تجویز نہیں ہیں۔ اور اس سلسلہ میں عوام کو محفوظ رکھنے کیلئے مقننہ کی اور حکومت کی ذمہ داری ہے۔ بحوالہ قرآن الحکیم○ [4] میں عورتوں کو تادیبا سزا دینے اور○ [5] میں فساد فی الارض کرنے والوں کی تعزیری سزا کا ذکر موجود ہے۔ اسلامی مملکت میں دو سزائیں رائج ہو سکتی ہیں۔ حدود اور تعزیر جبکہ تعزیری سزائیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی خلاف ورزی کرنے پر نافذ ہو سکتی ہیں۔ اگر کوئی بھی معاملہ حدود اور قصاص وغیرہ کا عدالت میں نہ آیا ہو۔ تو ولی اپنے طور پر معافی کا حق رکھتا ہے۔ لیکن اگر ایسا نہیں اور معاملہ عدالت میں آگیا۔ تو اب عدالت کی اجازت کے بغیر معافی نہیں ہو سکتی۔ فقہا کا اس امر میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ کہ مجروح خود یا ولی مقتول معافی دے سکتے ہیں۔ لیکن حقوق اللہ کے بارے میں تعزیر سے قاضی کو باز نہیں رکھا جا سکتا○ [6] قصاص اور دیت کا حق ورثاء نے چھوڑ دیا ایسی صورت میں دفعہ (c)302 تعزیرات پاکستان کے تحت سزا دینا غیر قانونی ہے لہذا سزا نہ دی گئی جو دو عدد گواہان کی گواہی کے بعد ملزم نے درخواست دی کہ باقی گواہان واجبی تھے۔ جس کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ لہذا دیت پر رہائی ہوئی○ اور نابالغ کے حصہ کو کسی بچت سکیم میں جمع کروانے کا حکم ہوا○ نیز دیت کی ادائیگی کا حکم دیا گیا۔ اور تا ادائیگی جیل میں رکھنے کا حکم ہوا○

---

[1] (الہدایہ) [2] (PLD1991Lah347) [3] (PLJ1996CRC(Qt)1300) [4] (سورۃ النساء ۳۴) [5] (المائدہ ۳۳)

[6] (امام السلطانیہ ... ص ۲۰) - PLJ1996CRC1300 - 1994SCMR1262 - 1992Pcrlj443 - 1992Pcrlj1960 - (PLD1981Fsc145

marfat.com

Marfat.com

اسکے علاوہ 14 سال قید کی سزا بھی تعزیر میں سنائی گئی o درحقیقت مجرم کے حقیقی بھائی نے ایک بے گناہ خاتون کو نہایت بے دردی سے قتل کیا۔لہذا صلح کا اثر قبول نہ کیا گیا o[1] خاوند نے اپنی بیوی کو تیل چھڑک کر آگ لگا کر موت کے منہ میں دھکیل دیا۔ملزم نے جرم کی صورت سے انکار کر دیا۔چنانچہ قرار دیا گیا کہ صلح صرف اس شخص سے ہو سکتی ہے جس پر جرم ثابت ہو۔مقتولہ کے نزاعی (مرنے سے پہلے) بیان کو غلط تصور نہیں کیا جا سکتا۔صلح منظور نہ کی گئی o[2] اسلامک قوانین میں مصالحت کا اصول کسی مجاز عدالت کی اجازت کے بغیر تسلیمی تصور نہ ہوگا کیونکہ اس سلسلہ میں دفعہ 311 تعزیرات پاکستان کو دفعہ 345(2) ضابطہ فوجداری سے الگ کر کے نہ پڑھا جا سکتا ہے ہر دو دفعات ایک دوسرے سے منسلک ہیں o[3] قتل عمد کے ملزم کے ساتھ صلح میں ولی کے پاس صلح کے لیے دو راستے ہیں۔(ایک عفو (معاف کرنا) دوسرا بدل صلح حاصل کرنا) دونوں صورتوں میں حق قصاص ختم ہوتا ہے۔مجرم کی بریت دفعہ 345 ضابطہ فوجداری میں ہوتی ہے۔ایسی بریت عدالت کی رضامندی کی محتاج ہوتی ہے۔یا دوسری دفعہ 311 تعزیرات پاکستان صلح کے باوجود عدالت کو سزائے تعزیر کا اختیار دیتی ہے۔چنانچہ ایسی تمام صورتوں میں جب معاملہ قتل کے علاوہ زنا،لواطت وغیرہ کا ہو یا ڈکیتی وغیرہ جو فساد فی الارض ہے۔تو دفعہ 311 تعزیرات پاکستان میں تعزیری سزا ہو سکتی ہے۔اس سلسلہ میں دفعہ 345(2) ضابطہ فوجداری کے تحت قتل عمد میں صلح کی اجازت نہیں دی جا سکتی o[4]

قتل کے مقدمہ میں جب کچھ ورثاء صلح کریں اور دیگر انکار کریں تو عدالت کو تعزیر کا نفاذ کرتے ہوئے "فساد فی الارض" کے اصول کو مدنظر رکھنا ہوگا۔جس میں ملزم کا سابقہ کردار یا سزا یافتہ ہونا یا پیشہ ور ملزم ہونا وغیرہ پر غور کرنا ہوگا o[5]

عدالتوں نے صلح کے بارے میں جو راہنما اصول قائم کئے ہیں انمیں قتل عمد میں اگر ورثاء مقتول بغیر معاوضہ (دیت) معاف کر دیں یا کوئی ایسی صلح فریقین کے درمیان آئے۔تو عدالت کے سامنے درخواست برائے صلح یا معافی جیسی بھی صورت ہو۔دائر کی جائے گی اور عدالت اختیار مجرم کا دفعہ 310 تعزیرات پاکستان میں جائزہ لے گی o ایسی ہی صورت اپیلیٹ کورٹ کے سامنے ہوگی۔لیکن اگر صلح یا معافی کی صورت فیصلہ کے بعد سامنے آتی ہے تو زیر دفعہ 338E(1) تعزیرات پاکستان ہمراہ 345 ضابطہ فوجداری۔بابت جرائم قصاص و دیت۔عدالت ابتدائی سماعت (Trial Court) ایسے تمام معاملات میں غور کرنے کے بعد دفعہ 311 تعزیرات پاکستان میں تعزیری سزا دے سکتی ہے اور صلح کے جائز اور درست ہونے کی صورت میں دفعہ 310 میں بری بھی کر سکتی ہے o اسی طرح اگر

---

[1] (LRP2002LH267) [2] (LRP2002CR216) [3] PLJ1996CRCQ1300 [4] (PLJ2001CRC(LH)551)

[5] (1999SCMR403)(1999Pcrlj2064)(1999SCMR933)(PLJ2001CR(Pesh)156)

marfat.com
Marfat.com

ورثا میں سے کسی وارث پر شک ہونے کی صورت میں وہ عدالت مجاز جو اس سطح پر اس قسم کی درخواست صلح و معافی سماعت کرنے کی مجاز ہو تو وہی عدالت اس معاملے کا بھی فیصلہ کرے گی۔ صلح اور معافی کے معاملات میں مجرم اور ورثا مقتول فریقین تصور ہونگے o[1] مجرم اور مقتول کے ورثا کے درمیان صلح ہو جانے کے باوجود عدالت کو آنکھیں بند کر کے مذکورہ صلح کو تسلیم نہ کر لینا چاہیے o چنانچہ عدالت کو اس موقع پر بھی تمام حالات و واقعات کا تجزیہ کرنا چاہیے۔ جسکی موجودگی میں صلح ہوئی۔ عدالت کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ کیا موجودہ صورت دفعہ 311 تعزیرات پاکستان کے زمرے میں آتی ہے یا نہیں۔ اور باوجود صلح کے ملزم کسی تعزیر کا مستحق قرار پاتا ہے یا نہیں o[2] زنا اور سیاہ کاری میں قتل میں صلح کی درخواست کے باوجود عدالت نے قرار دیا کہ سیاہ کاری کا الزام ثابت نہ ہوا۔ اور غیرت کے حوالے سے قتل ثابت نہ ہوا۔ ایسی صورت میں قتل عمد (فساد فی الارض) دفعہ 311 تعزیرات پاکستان میں قابل سزا ٹھہراتے ہوئے ۱۴ سال تعزیری سزائے قید ہوئی o[3] قتل اور قصاص کے معاملات میں صلح کی اجازت عدالت سے حاصل کرنا دفعہ 345 کے تحت قانون کی بنیادی (Mandatory) ابتدائی ضرورت ہے۔ چنانچہ جب بھی دفعہ 311 تعزیرات پاکستان کی صورت واضح ہو۔ تو عدالت کیلئے ضروری ہوگا۔ کہ ایسے مقدمات میں صلح کے باوجود تعزیری سزا کا نفاذ کرے o[4] صلح کا مقصد دشمنی کا خاتمہ کرنا بھی ہے ایسی صورت میں تعزیر کا نفاذ ضروری نہیں ہے o[5] لیکن جب صلح کے باوجود معاملہ فساد فی الارض کا ہو تو ایسی صورت میں دفعہ 311 میں تعزیر نافذ کی گئی کیونکہ ملزم کو دفعہ 342 میں بیان میں اپنی صفائی کی وضاحت کرنا تھی۔ لیکن اس نے ایسا نہ کیا۔ تو تعزیر کا نفاذ ضروری سمجھا گیا o[6] قصاص کی معافی یا صلح کے حقوق قابل تفہیم قابل وراثت یا قابل منتقلی نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ حقوق صرف ورثاء پر ہی محدود ہیں۔ ایسے معاملات کو دفعہ 311 تعزیرات پاکستان اور دفعہ (7)(2)345 ضابطہ فوجداری میں ملا کر پڑھنا ہونگے o[7] دفعہ 311 تعزیرات پاکستان اس وقت تعزیر کے نفاذ کا حکم دیتا ہے جب قتل عمد یا قصاص میں سزا معافی یا صلح کے بعد تعزیر کی صورت اختیار کرے o[8] اگرچہ مقتول کے ورثا میں باپ کے علاوہ بہن اور بھائی بھی شامل تھے لیکن باپ کی موجودگی میں قصاص کی معافی کا حق کسی دیگر وارث کو نہ جاتا ہے۔ چنانچہ ایسی صلح جو باپ کی موجودگی میں اسکی اولاد نے کی۔ خلاف قانون قرار پائی اور دفعہ 311 تعزیرات پاکستان کے تحت مجرم وہ ہے جس سے جرم سرزد ہوا ہو۔ چنانچہ معافی یا صلح کرنے کا سوال سزا کے سنائے جانے کے بعد پیدا ہوگا o[9] قتل کے مقدمہ میں جب کچھ ورثاء صلح کریں اور دیگر انکار کریں تو عدالت کو تعزیر کا نفاذ کرتے ہوئے فساد فی الارض

---

[1] (2001Pcrlj64-PLD1996SC178) [2] (PLJ2001CRC(LH)551) [3] (PLD2001Lah212)
[4] (PLD2002QT42)(PLD1996QT56) [5] (SBLR2002Qt122)(PLD2001Lh212)(PLD1996Qt56)
[6] (NLR1992UC443) [7] (PLD1992Pesh187) (PLD1995Lh604) (PLD1996Qt56)
[8] (PLD1996Qt56) [9] (1992MLD2368) (PLD1992Pesh187)

marfat.com
Marfat.com

کے اصول کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ جسمیں ملزم کا سابقہ کردار یا سزایافتہ ہونا یا پیشہ ور ملزم ہونا وغیرہ پر غور کرنا ہوگا۞ا زنا اور سیاہ کاری میں قتل میں صلح کی درخواست ہے، باوجود عدالت نے قرار دیا کہ سیاہ کاری کا الزام ثابت نہ ہوا۔ جو کہ خود ساختہ ثابت ہو۔ اور غیرت کے حوالے سے قتل ثابت نہ ہوا۔ ایسی صورت میں قتل عمد (فساد فی الارض) دفعہ 311 تعزیرات پاکستان میں قابل سزا نہ ٹھہراتے ہوئے ۱۴ سال تعزیری سزائے قید ہوئی۞۲ مجرم اور مقتول کے ورثا کے درمیان صلح ہو جانے کے باوجود عدالت کو آنکھیں بند کر کے مذکورہ صلح کو تسلیم نہ کر لینا چاہیے۔ چنانچہ عدالت کو اس موقع پر بھی تمام حالات و واقعات کا تجزیہ کرنا چاہیے۔ جسکی موجودگی میں صلح ہوئی۔ عدالت کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ کیا موجودہ صورت 311 تعزیرات پاکستان کے زمرے میں آتی ہے یا نہیں۔ اور باوجود صلح کے ملزم کسی تعزیر کا مستحق قرار پاتا ہے یا نہیں۞۳ مقتول کے عاقل اور بالغ ولی نے اپنے حقوق قصاص معاف کر دیے جبکہ نابالغ ولی مقتول کو دیت دی گئی۔ عدالت نے صلح منظور کر لی۔ اور ملزم کو عوام الناس اور نابالغ ولیوں کے بہترین مفاد میں بری کر دیا گیا۞۴ بدل صلح یا دیت کی ادائیگی کے بعد ملزم کو اسکے جرم قتل میں قصاص کی سزا میں معافی حاصل ہوئی۔ لیکن تعزیری سزا کا نفاذ ضروری تصور کیا گیا۞۵ دیت کی عدم ادائیگی کی بنیاد پر سزا بڑھائی نہ جائے گی۔ بلکہ اسکو ضمانت پر رہا کر کے ادائیگی کیلئے تین سال تک معیاد دی جائے گی۞۶ مجرم اور مقتول کے ورثا کے درمیان صلح ہو جانے کے باوجود عدالت کو آنکھیں بند کر کے مذکورہ صلح کو تسلیم نہ کر لینا چاہیے۔ چنانچہ عدالت کو اس موقع پر بھی تمام حالات و واقعات کا تجزیہ کرنا چاہیے۔ جسکی موجودگی میں صلح ہوئی۔ عدالت کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ کیا موجودہ صورت دفعہ 311 تعزیرات پاکستان کے زمرے میں آتی ہے یا نہیں۔ اور باوجود صلح کے ملزم کسی تعزیر کا مستحق قرار پاتا ہے یا نہیں۞۷ ملزم عمر رسیدہ شخص ہونے کے باوجود کمسن بچوں کو جسمانی مساج کے بعد ان سے جنسی فعل کا مرتکب ہوتا تھا۔ اسطرح تین بچوں کے قتل عمد کا مرتکب پایا گیا۔ اگرچہ تمام ورثاء نے اسے معاف کر دیا۔ لیکن عدالت نے دفعہ 302C تعزیرات پاکستان میں ناقابل راضی نامہ ہونے کے سبب سزائے موت کی بجائے عمر قید 20 سال بامشقت بطور تعزیری سزا دی۞۸ عدالت نے سابقہ دشمنی کی عدم موجودگی کی بنیاد ثابت نہ ہونے کے سبب جبکہ ملزم نے اپنے حقیقی بھائی کو قتل میں آٹھ شدید زخم لگائے لیکن معافی کے سبب عدالت نے قصاص کا حق معاف ہونے کے باوجود دیت کا بیوہ و نابالغان کو ادا کرنے کا حکم دیا۔ اور ادائیگی دیت سزا میں رہنے کا حکم دیا۞۹ ورثاء نے بغیر معاوضہ کے معافی دے دی۔ مقدمہ کی چھان بین کے بعد عدالت نے فساد فی الارض کا جرم قرار دیتے

---

۱ (PLJ2001CR(Pesh)156) (1999SCMR933) (1999Pcrlj2064) (1999SCMR403)
۲ (PLD2001Lah212) (PLD1996QT56) (PLD2002QT42) ۳ (PLJ2001CRC551)
۴ (1991MLD1875) ۵ (PLD1993Lah60) ۶ (اخبار آواز 5-6/2002) ۷ (PLJ2001CRC(LH)551)
۸ PLJ2001CRC(LH)551 ۹ (2001Pcrlj130)

marfat.com
Marfat.com

ہوئے دفعہ 311 تعزیرات پاکستان میں سابقہ کردار کے حوالے سے سزا تعزیر سنائی۔ لیکن عدالت عالیہ نے فیصلہ غلط قرار دیتے ہوئے معافی کی بنیاد پر ملزم بری کر دیا ۱۔ جب عدالت کے روبرو صلح نامہ پیش کر کے اسپر تائیدی بیانات بھی قلمبند ہو گئے۔ تو عدالت کیلئے کوئی جواز باقی نہیں رہتا کہ وہ مذکورہ صلح نامہ کو قبول نہ کرے۔ لیکن جہاں پہلے ہی ملزم اپنی بہن کے قتل میں صلح کی بنیاد پر بری ہو گیا تھا۔ اور اب اس نے دوسرا جرم کر ڈالا۔ تو فساد فی الارض کا اصول سامنے آئے گا۔ اور ایسے مجرم کو تعزیری سزا دی جائے گی۔ چنانچہ دفعہ 311 میں 14 سال سزا بطور تعزیر سنائی گئی ۲۔ تمام ولیوں نے قصاص معاف نہ کیا۔ جبکہ کچھ ولیوں نے قصاص معاف کر دیا۔ چنانچہ 302 میں سزا ختم کر دی گئی۔ اور دفعہ 311 میں دس سال سزا کے ساتھ دیت کا حکم ہوا۔ جو ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ کی صورت میں ہو گی ۳۔ ورثاء مقتول کی طرف سے معافی کے بعد یہ ضروری نہیں کہ مجرم کو تعزیری سزا بھی دی جائے۔ لیکن دیکھنا ہوگا۔ کہ مجرم کا سابقہ کردار، دھمکی یا فساد فی الارض میں کوئی معاملہ بھی تعزیری سزا دلوانے کا سبب بن سکتا ہے ۴۔ صلح کے بعد تعزیری سزا کا تعلق ملزم نے کردار سے ہے۔ جبکہ قبل ازیں ملزم کے خلاف مقتول کی لڑکی اغواء کا مقدمہ بھی قائم تھا۔ اور مقتول مذکورہ مقدمہ میں صلح کی اجازت نہ دے رہا تھا۔ جسکی بنیاد پر مقتول کا قتل کر دیا گیا۔ لیکن بعد میں مقتول کے ورثا نے عدالت سے باہر صلح کر لی۔ سرکار کو مذکورہ صلح پر اعتراض نہ ہے۔ لیکن عدالت کا نظریہ ہے قتل انتہائی غلط طریقہ پر ہوا۔ چنانچہ دفعہ 311 کے تحت تعزیری سزا ضروری ہے۔ جسے سپریم کورٹ نے 14 سال سزا دی اور معاوضے کی رقم بھی ستر ہزار سے اڑھائی لاکھ کر دی گئی ۵۔

دفعہ 311 قصاص و دیت در حقیقت دفعہ 309 اور 310 کے تحت ایسے قتل عمد کے مقدمات میں تعزیر کا حکم دیتا ہے۔ جو معافی یا صلح کی صورت میں قابل قصاص نہ رہیں۔ جبکہ یہ دفعہ ایسے مقدمات میں جہاں عملاً قصاص نافذ نہ کیا جا سکتا ہو۔ جو صورتیں دفعہ 306 اور 307 میں بیان کی گئی ہیں۔ پر قابل عمل نہیں ہے۔ اور نہ ہی ایسی صورتوں میں دفعہ 311 کے تحت تعزیر کا نفاذ کیا جا سکتا ہے ۶۔

---

۱ (2001Pcrlj1636) ۲ (1996SCMR906) ۳ (1994Pcrlj1587) ۴ (1991MLD1864)

۵ (2002SCMR1308) ۶ (Law Note1993Pesh424)

marfat.com

Marfat.com

دفعہ ۳۱۲ قصاص کی معافی یا صلح کے بعد قتل عمد

(Qatl-i-amd after waiver or compounidng of qisas)

جب کوئی ولی کسی ایسے مجرم کے قتل عمد کا ارتکاب کرے جس کے خلاف حق قصاص دفعہ 309 کے تحت معاف کیا جا چکا ہے یا دفعہ 310 کے تحت اس کی بابت صلح کی جا چکی ہو، تو مذکورہ ولی کو۔۔۔۔

a. قصاص کی سزا دی جائے گی، اگر مجرم کے خلاف حق قصاص خود اس نے معاف کیا ہو یا صلح کی ہو یا اسے کسی دوسرے ولی کے ذریعے مذکورہ معافی یا صلح کے بارے میں علم تھا یا

b. دیت کی سزا دی جائے گی، اگر وہ مذکورہ معافی یا صلح کے بارے میں کوئی علم نہیں رکھتا تھا۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔نا قابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔قصاص ادیت۔۔سیشن کورٹ

تشریحات

دفعہ ہذا کسی شخص کے قتل میں قاتل کی سزائے قصاص بصورت معافی یا صلح کے ساقط ہو جانے کے بعد کسی ولی یا وارث یا کسی دیگر شخص کی طرف سے قتل کرنے کی صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوئے واضح کرتا ہے کہ اگر ولی مذکور کو قصاص کی معافی یا صلح کا علم تھا اور اسکے باوجود قاتل کو قتل کرتا ہے۔ تو ایسے شخص نے قتل عمد کیا۔ جسکی سزا قصاص ہے۔ اگر چہ اگر معاف یا صلح نہ ہوئی ہوتی تو قتل مذکور کو بدلے کی آگ قرار دیا جاتا۔ اور مواخذہ میں کچھ کمی واقع ہوتی۔ لیکن ضمن نمبر a کی صورت میں قصاص سزا ہوگی۔ اور ضمن نمبر b کی صورت میں جب مذکورہ شخص کو معلوم نہ تھا۔ کہ صلح یا معافی ہو چکی ہے۔ تو قتل خطاء میں دیت کا مستوجب قرار دیا گیا ہے۔

زیادتی شریعت میں منع ہے۔ جیسا کہ قرآن الحکمت میں ارشاد ہے فمن اعتدی بعد ذالک فلھم عذاب الیم (ترجمہ۔ پس جس نے زیادتی کی اس کے لیے دردناک عذاب ہے) یہاں آیت مذکورہ میں زیادتی سے مراد یہی ہے کہ پہلے اپنا قصاص معاف کر دیا یا بدل الصلح پر قصاص ساقط کر دیا اور پھر دنیاوی طمع اور طیش میں یا کسی دیگر شیطانی وسوسے پر قاتل کو قتل کر دیا تو ولی مذکورہ قتل عمد کا مرتکب تصور کیا جائے گا۔ اور کسی رعایت کا مستحق نہ ہوگا۔

دفعہ ہذا ایسے قتل کے بارے میں وضاحت کرتی ہے۔ جو کسی ایسے قاتل کا مقتول کے ورثا میں سے کسی شخص یا ولی نے بدلے کی غرض سے کیا جبکہ اسکو معلوم تھا کہ مذکورہ قاتل کا قصاص صلح یا معافی یا آپس میں کسی معاہدے کی رو سے ساقط کیا جا چکا ہے o اسطرح ایسا قتل قتل عمد میں شمار کیا جائے گا o اور موجب قصاص ہوگا o لیکن اس دفعہ کی ذیل ضمن (ب) اس امر کی نشاندھی کرتی ہے کہ اگر مذکورہ قتل غلط فہمی سے اور صلح یا معافی کا علم ہونے کے بغیر ہو تو اسکو قتل خطاء شمار کیا جائے گا o

marfat.com

Marfat.com

اور اسکی سزا دیت ہوگی o دفعہ ہذا اس امر کی بھی نشاندہی کرتی ہے کہ قتل کی سزا کا نفاذ حکومت کی عدم موجودگی میں خلاف قانون ہے o اور ایسا کوئی بھی فعل قابل سزا و قابل مواخذہ ہے o کیونکہ کسی شخص کو اپنے قاتل سے بدلہ لینے کا اس وقت تک حق حاصل نہیں جب تک وہ عدالت سے سزایاب نہ ٹھہرایا جائے o لیکن ایسی صورت میں بھی بدلہ وہ خود نہ لے سکتا ہے o بلکہ بدلہ کیلئے عدالت کے حکم پر حکومت عمل پیرا ہوگی یا حکومت کی موجودگی میں قصاص دلوایا جائے گا o اور ایسی صورت میں تو کسی ولی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ قصاص معاف کر دینے یا صلح ہو جانے کی صورت میں قاتل کے قتل کا باعث بنیں o یا عدالت کے فیصلے سے قبل قاتل کو قتل کرتے پھریں اور نقص امن پیدا کریں o قصاص ولی کا حق ضرور ہے o لیکن یہ حق تمام ورثاء کا اجتماعی حق ہے o اور انکا یہ حق عدالت کے فیصلہ کے بعد پیدا ہوتا ہے o اور اس حق کا نفاذ ولی کی موجودگی میں حکومت کا نمائندہ سرانجام دے گا o یا حکومت کے نمائندے کی موجودگی میں ولی اپنے ہاتھوں سے لے گا o اور اگر تمام ورثاء میں سے کوئی ولی بھی اپنا حق قصاص معاف کر دے تو تمام ورثاء حق قصاص سے محروم رہ جائیں گے o ایسی حالت میں قاتل کا قتل کر دینے والا ولی خود مسئول ہوگا o لیکن اگر قاتل عدالت سے ثابت ہو گیا اور ولی اکیلا ہوا اور اس نے موقع پا کر قاتل کو قتل کر دیا تو مسئول نہ ہوگا o لیکن اسے مفاد عامہ میں سزا ہوگی o

ضمن (ب) کے بارے میں ہمارے نزدیک موجودہ دور میں جب کہ قاتل تفتیش اور پیروی مقدمہ کی کاروائیوں میں حوالات میں رہتا ہے o اور اس پر حفاظت کے انتظامات بھی ہوں o اور ذرائع رسل و رسائل کے تحت خبروں کی ترسیل آسان ہو یہ عمل قابل پذیرائی نہ ہوگا کہ کسی وارث یا ولی کو قاتل کی صلح کا علم نہ ہو o لیکن یہ ایک امر مشاہدہ ہے کہ ایسا کسی خاص دلیل اور شہادت سے ثابت ہو سکتا ہے۔ تو ایسی صورت میں دیت کی سزا فعل غیر علم کی بنیاد اور فوری طیش کے نتیجہ پر منتج ہوگا o اس سلسلے میں ایک مشہور روایت موجود ہے کہ خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر فاروقؓ کو شہید کر دیا گیا تو ہرمزان خنجر لئے باہر نکلا جس پر عبداللہ بن عمر کو گمان گزرا کہ یہی سیدنا عمرؓ کا قاتل ہے چنانچہ آپ نے اسے قتل کر دیا o مقدمہ سیدنا عثمانؓ کے سامنے پیش ہوا۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے عبداللہ کو قتل کر دینے کا مشورہ دیا o لیکن سیدنا عثمانؓ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ میں اس آدمی کو کیسے قتل کر دوں جس کے باپ کو کل قتل کر دیا گیا ہو o میں ایسا نہیں کروں گا۔ لیکن یہ شخص اس زمین والوں میں سے ہے اور میں اس کا ولی ہوں۔ اس کو معاف کرتا ہوں اور اس کا خون بہا ادا کروں گا o اور آپ نے خون بہا زکوۃ فنڈ سے ادا کیا o اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ولی کا قاتل کے بارے میں کوئی بھی علم نہ رکھنا قتل خطاء یا نسیان میں شمار ہوگا o اور اس پر قصاص واجب نہ ہوگا۔ لیکن دیت دلوائی جائے گی o جس پر ادائیگی کے احکامات وہی ہوں گے جو قتل خطاء کے ضمن میں آئندہ دفعات میں تحریر کئے جائیں گے o لہذا اس دفعہ کی ذیلی ضمن نمبر 1 قتل عمد سے متعلق ہے جسکے لیے ضروری وضاحتیں دفعہ 300 اور 302 میں ملاحظہ ہوں o جبکہ ضمن نمبر 2 قتل خطاء سے متعلق احکامات کی وضاحت کرتی ہے جسکے لیے ضروری تفصیلات 318 اور 319 میں ملاحظہ فرمائیں o

marfat.com

Marfat.com

دفعہ ۳۱۳ قتل عمد میں قصاص کا حق (Right of qisas in qatl-i-amd)

1. جبکہ صرف ایک ولی ہو تو قتل عمد میں وہ اکیلا قصاص کا حقدار ہے لیکن اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو قصاص کا حق حاصل ہے۔

2. اگر شخص متضرر کا۔۔۔۔۔۔

a. کوئی ولی نہ ہو تو حکومت کو قصاص کا حق حاصل ہوگا۔

b. کسی نابالغ یا فاتر العقل کے علاوہ دوسرا ولی نہ ہو یا ولی میں سے ایک نابالغ یا فاتر العقل ہو تو باپ یا اگر وہ زندہ نہ ہو تو مذکورہ ولی کے دادا کو اس کی جانب سے قصاص کا حق حاصل ہوگا۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر نابالغ یا فاتر العقل ولی کا باپ یا دادا خواہ اس کا تعلق کسی بھی پشت سے ہو، زندہ نہ ہو اور عدالت کی جانب کسی کو نگران بھی مقرر نہیں کیا گیا ہو تو حکومت کو اس کی جانب سے قصاص کا حق حاصل ہوگا۔

تشریحات

قتل عمد میں قصاص کا حق مقتول کو حاصل ہے۔ جبکہ زخم کے قصاص کا حق شخص متضرر کو حاصل ہے اور جب عدالت سزا سنا دے تو اب قصاص حاصل کرنے کا حق جو ولی کو حاصل ہے اسکی نوعیت کی وضاحت اور ولی کی عدم موجودگی میں قصاص کا حق کسی شخص یا ادارے میں منتقل ہوگا کی وضاحت کی گئی ہے چنانچہ اس دفعہ میں قصاص کون لے گا کے بارے میں بیان ہے۔ ضمن نمبر 1 کی رو سے اگر ولی صرف ایک ہو۔ تو وہ خود لیکن اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ہر ایک کو اگرچہ قصاص کا حق حاصل ہے لیکن قصاص ایک ہی دفعہ لیا جا سکتا ہے۔ لہذا یا تو تمام ولی کسی ایک کے حق میں قصاص منتقل کریں گے بصورت دیگر تمام ولیوں کی موجودگی میں قصاص وقت مقررہ پر بذریعہ عدالت حاصل کر لیا جائے گا۔

ولی کو یہ حق قرآن الحکمت نے عطا کیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا[1] (ترجمہ۔ جس کو ظلم سے قتل کیا گیا ہو اس کا ولی اس کے قتل کا سلطان ہے (یا بدلے لینے والا ہے۔ اور قصاص کا حق وصول کرنیوالا)۔ ولی کی حیثیت اور نوعیت کے بارے میں فقہا کا نظریہ ہے کہ ولی بالغ اور نابالغ ہو سکتا ہے۔ اس طرح معلوم اور نا معلوم بھی۔ چنانچہ اگر بالغ ہو تو وہ یا تو فرد واحد ہوگا یا جماعت۔ اگر فرد واحد ہو تو قصاص ولی

[1] (بنی اسرائیل نمبر ۳۳)

marfat.com
Marfat.com

خود لے گا۔ یا معاف یا صلح کرے گا۔ لیکن اگر جماعت ہو تو ان کا حق قصاص بھی وراثت کی طرح ہوگا۔ جس میں تمام ولی برابر نہیں ہیں۔ کیونکہ قصاص کا سب سے بڑا اور فوقیت کا حق مقتول کی اولاد اور لڑکوں کو حاصل ہوگا۔ اور یہ فوقیت وراثت کے اصول پر دیگر رشتہ داروں پر آگے بڑھے گی۔ قصاص کی حق دار جماعت میں سے کوئی ایک یہ حق وصول کرے گا تو یہ قصاص سب کی طرف سے تصور کیا جائے گا۔ لیکن طریقہ یہ ہے کہ تمام ولی بوقت قصاص موقع پر موجود ہوں۔ کیونکہ اگر تمام ولی موجود نہ پائے گئے تو کوئی ایک ولی بھی عدم موجودگی میں قصاص کے نفاذ کے بعد اگر کہہ دے کہ میں قصاص کو معاف کرنا چاہتا تھا۔ تو مذکورہ قتل قصاص لینے والوں پر قصاص کا موجب بن سکتا ہے۔ لہذا ایسے معاملات میں احتیاط کرنا نہایت ضروری ہے۔

اگر ولی نابالغ ہو تو بعض فقہا کا قول ہے کہ ولی کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے۔ لیکن بعض فقہا کے نزدیک نابالغ کا قصاص قاضی وصول کرے گا۔ اس کا باپ یا دادا، وہ قصاص وصول کریں گے یہ اختیار اس لیے ہے کہ وہ نابالغ کی نگہداشت اور مفادات و مصلحت کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

اگر ولی موجود نہ ہو تو آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق کہ آپ نے فرمایا انا ولی من لا ولی (ترجمہ۔ میں اس کا ولی ہوں جسکا کوئی ولی نہیں) یہاں ولی کے بارے میں امام ابو یوسف کا قول ہے کہ دار السلام میں ولی نامعلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن ولی کا نہ ہونا تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ہر ذی روح کا کوئی نہ کوئی وارث ضرور ہوتا ہے جو اس کا ولی ہوگا۔ لہذا اس امر میں قاضی کو قصاص کے نفاذ بارے فیصلہ صادر کرتے ہوئے ولی کے بارے میں تحقیق کرنا ضروری ہے۔ نیز یہ کہ آنحضرت ﷺ کی درج بالا حدیث میں مذکورہ ولی نامعلوم نہیں ہے بلکہ ولی نہ ہونا مراد ہے۔ اور ایسی صورت میں قصاص کا حق حکومت یا قاضی کو ہے۔ نیز اس دفعہ میں وصی کے بارے میں تفصیل موجود نہ ہے۔ جس کے بارے شرعی حکم یہ ہے کہ وصی کو جان کا قصاص لینے کا حق نہ ہے۔ البتہ وصی جان سے کمتر قصاص لینے کا حقدار ہے۔ کیونکہ وصی نابالغ کے مفاد میں اس قدر شفقت نہیں رکھتا۔ کہ جان لینے سے معاملات وصی کا حق ٹھہرائے جا سکیں۔ لہذا جان کا قصاص لینے کا حق بھی نہیں رکھتا۔ قصاص لینے کے حقدار افراد کی نوعیت کو سمجھنے کیلئے درج ذیل خاکہ رہنمائی کر سکتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

خاکہ

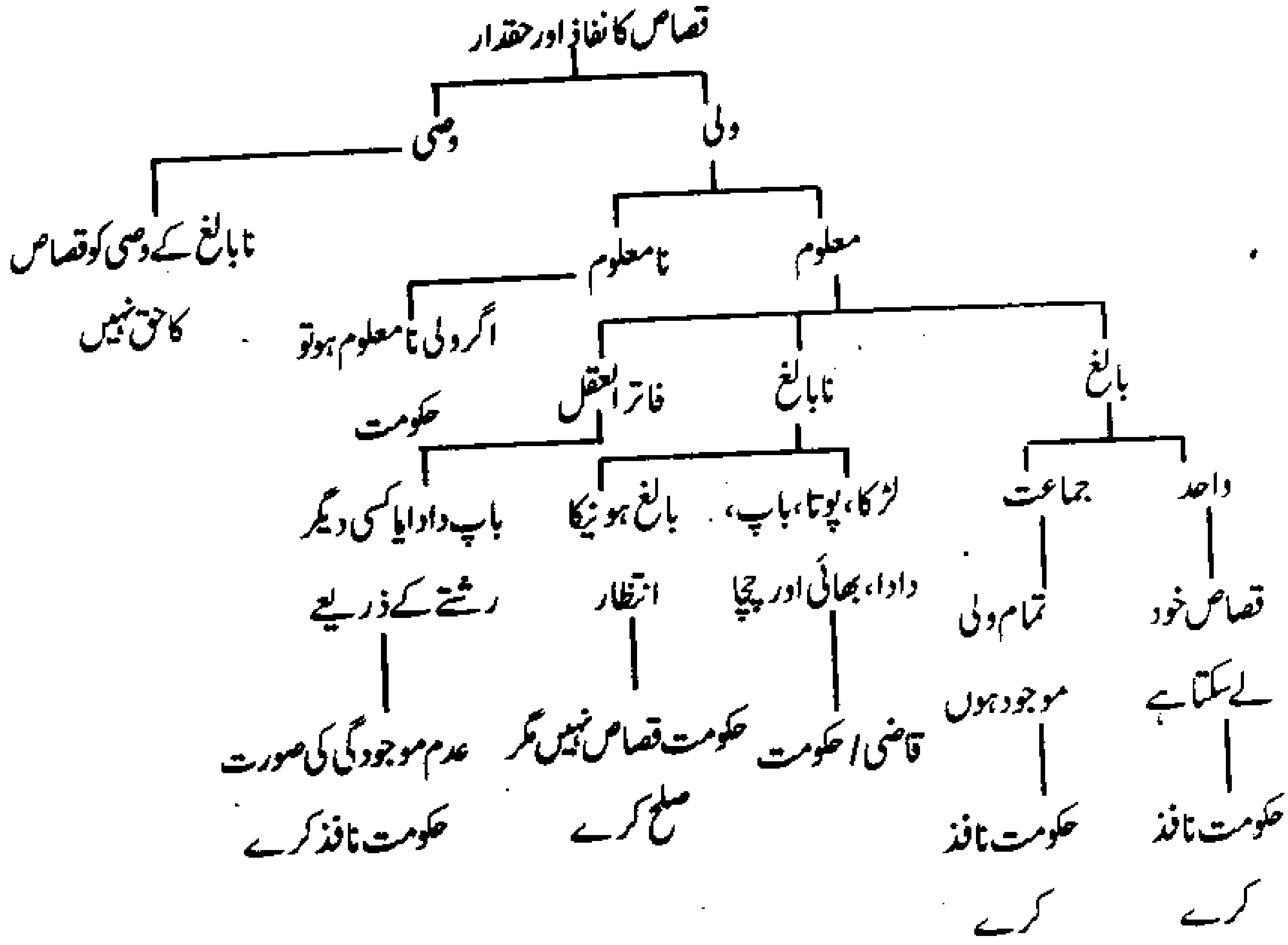

قصاص کے حق میں شرعی اصول: چنانچہ قصاص کے حق لیے درج ذیل شرعی اور فقہی اصول مرتب ہوئے ہیں۔ جنکو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

قصاص مقتول کے وارثوں کا حق ہے۔ (لیکن دیت کی صورت میں مال کی تقسیم سے پہلے مقتول کا قرض ادا ہوگا۔ اور بعد ازاں مال وراثت میں تقسیم ہوگا○ [1] قصاص کے مستحق لوگوں کی رشتہ میں فوقیت کے لحاظ سے ترتیب میں مقتول کا لڑکا یا لڑکے، پوتا، باپ، دادا، حقیقی بھائی، پدری بھائی، پدری چچا، حقیقی چچا وغیرہ اور اسی نسبت سے یہی ترتیب تثلیث میں بھی ہو گی○ [2] چنانچہ باپ کے قصاص کیلئے بیٹا اور بیٹے کے حق قصاص لینے کیلئے باپ سے بڑھ کر کوئی حق دار نہیں ہے۔ اور اسی نسبت سے رشتہ داروں کے درمیان فوقیت کو نظر میں رکھنا ہوگا○ اگر ورثہ میں بعض بالغ اور نابالغ ہوں تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک قصاص کا حق بالغ کو ہے لیکن اگر نابالغ ورثا کے ساتھ باپ شریک ہو تو نابالغ کا قصاص لے سکتا ہے○ [3] اگر تمام وارث بالغ ہوں تو قصاص لینے کا حق تمام بالغوں کی موجودگی میں ہوگا۔ جہاں سب کو جمع ہونا چاہیے○ [4] لیکن تمام بالغوں کی موجودگی میں یا تو حکومت قصاص نافذ کرے گی یا رشتہ داروں میں بلحاظ فوقیت سب سے بہتر حق رکھنے والا وارث قصاص نافذ کرے گا○ اگر تمام وارث نابالغ ہوں تو قاضی کے حکم سے حکومت قصاص لے گی○ [5] حکومت قصاص کو معاف نہیں کرسکتی دیت میں تبدیل کرسکتی ہے○ [6]

---

[1] (فتوی قاضی خان) [2] (الحمادیہ) [3] (محیط السرخسی) [4] (قاضی خان) [5] (محیط السرخی) [6] (الحمادیہ)

marfat.com
Marfat.com

نوٹ۔ دیت پر فیصلہ کرتے ہوئے حکومت کو نابالغ کے مفادات کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ اور قتل العمد اور سبہ العمد یا قتل خطاء میں فرق پر دیت حاصل کرنا ہوگی۔ تاکہ نابالغ کے حقوق کا تحفظ ممکن ہو سکے ○ قصاص بذریعہ وکیل نہیں ہو سکتا کیونکہ وکیل ولی نہیں ہو سکتا○[1] فاترالعقل یا نابالغ کا قصاص اس کا باپ لے سکتا ہے○[2] وصی جان کا قصاص نہیں لے سکتا لیکن جان اور اعضائے جسم کے قصاص پر صلح کر سکتا ہے○[3] نابالغ وارث کا بڑا بھائی قصاص میں اس کا ولی نہیں ہو سکتا○[4] لاوارث کا قصاص حکومت یا قاضی لے سکتا ہے کیونکہ جس کا کوئی ولی نہیں اس کا ولی سلطان ہے○[5] قاضی کے فیصلے سے پہلے قصاص نہیں لیا جا سکتا کیونکہ ایسی صورت میں فتنہ اور فساد پیدا ہونا کا خطرہ ہے۔ اگرچہ فقہا نے مقتول کے اکلوتے وارث کو قاضی کے فیصلے کے بغیر بھی قصاص کا حق دیا ہے۔ اور اعلانیہ کسی دوسرے شخص کے ذریعے بھی قتل بغرض قصاص کو درست قرار دیا ہے۔ لیکن موجودہ دور میں اور آج کے مسائل سے بھرپور دور میں ایسا کرنا نفرتوں کو فروغ دینے کا باعث ہوگا۔ لہٰذا انتقام اور عدل میں فرق کیا جائے گا اور ایسی مداخلت کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ جب دیت کی ادائیگی کو نابالغان کے درمیان ادائیگی کا مسئلہ ہو۔ تو عدالت کو چاہیے کہ مذکورہ دیت کی ادائیگی مابین نابالغان کیلئے عدالت میں انتظام کرے۔ یا مناسب ہدایات دے○[6] عدالت نے قتل عمد میں بھی بدل صلح میں دیت کی مجوزہ رقم پر صلح کو تسلیم کیا۔ لیکن اسمیں قاتل کے مالی حالات کو مدنظر رکھا گیا○[7]

دفعہ ۳۱۴ قتل عمد میں قصاص کی تعمیل (Exeuction of qisas in qatl-i-amd)

(۱) قتل عمد میں قصاص کی تعمیل کسی سرکاری عہدیدار کے ذریعے سزایاب کو سزائے موت دیتے ہوئے کی جائے گی یا جیسا کہ عدالت ہدایت کرے۔

(۲) قصاص کی تعمیل اس وقت تک نہ ہوگی تاوقتیکہ تمام ولی تعمیل کے وقت یا تو ذاتی طور پر یا اپنے نمائندوں کے ذریعے موجود نہ ہوں جنہیں ان کی جانب سے تحریری طور پر مجاز کیا گیا ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ جبکہ کوئی ولی یا اس کا کوئی نمائندہ قصاص کی تعمیل کی تاریخ، وقت اور جگہ کے بارے میں جس طرح عدالت کی طرف سے توثیق کر دی گئی ہو۔ مطلع کئے جانے کے بعد اس تاریخ میں اور جگہ پر خود موجود ہونے سے قاصر رہے تو کوئی افسر جسے عدالت نے مجاز کیا ہو قصاص کی تعمیل کی اجازت دے گا اور حکومت مذکورہ ولی کی غیر موجودگی میں قصاص کی تعمیل کرائے گی۔

---

[1] (قاضی خان) [2] (الھدایہ) [3] (الھدایہ) [4] (المحیط) [5] (کتاب الاختیار) [6] (NLR1991SCJ283)
[7] (PLD1991SC202)

marfat.com
Marfat.com

(۳) اگر سزایاب ایسی عورت ہو جو حاملہ ہو تو عدالت ایک مجاز طبی افسر کے مشورے سے قصاص کی تعمیل بچے کی پیدائش کے بعد دو سال کے عرصہ کیلئے ملتوی کر دے گی اور اس عرصہ کے دوران اسے عدالت کے اطمینان کی حد تک ضمانت مہیا کرنے پر ضمانت پر رہا کیا جاسکے گا یا اگر اسے اسی طرح رہا نہ کیا جائے تو اس سے ایسا سلوک کیا جائے گا۔ گویا اسے قید محض کی سزا دی گئی ہو۔

تشریحات

دفعہ ہذا قصاص کی تعمیل یا عمل درآمد کے معاملات پر بحث کرتا ہے چنانچہ قصاص پر عمل درآمد کیلئے جو طریقہ کار اختیار کیا جائے گا۔ وہ قاضی کا صوابدیدی اختیار ہے جیسا کہ سال 2001 کے مشہور 100 بچوں کے قاتل کے مجرم کو اللہ بخش رانجھا ایڈیشنل سیشن جج لاہور کی عدالت نے قاتل کو اسکے جرم قبیحہ کی سزا اور قصاص میں مینار پاکستان سے گرا کر موت کے حوالے کرنے کے علاوہ اسکے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا۔ جس پر مختلف مکاتب فکر نے ایسی سزا کے نفاذ کو ناممکن اور غیر شرعی قرار دیا۔ اور اسی بنیاد پر اسکی اپیل اعلیٰ عدالتوں میں ابھی بحث تھی کہ مذکورہ قاتل نے جیل میں خودکشی کر لی۔ چنانچہ اس امر میں کوئی وضاحتی فیصلہ تا حال منظر عام پر نہ آسکا ہے۔ چنانچہ طریقہ کار قصاص پر آئندہ سطور میں مثبت بحث موجود ہے۔ اس دفعہ کی ضمن نمبر 2۔ قصاص کی سزا کے نفاذ کے وقت تمام ورثا اور ولیوں کی موقع پر موجودگی کا ذکر کرتی ہے۔ اور قرار دیتی ہے کہ اگر باوجود اطلاع یابی کے کوئی وارث موقع پر موجود نہ ہو تو حکومت کا مجاز افسر قصاص پر عمل درآمد کا حکم دے سکتا ہے۔ اسی طرح کسی ولی کی عدم موجودگی میں نمائندہ کے ذریعہ عمل درآمد کے معاملات کو واضح کرتی ہے ایسے تمام امور کا تعلق عدالت کی بجائے قصاص پر عمل درآمد کرتے ہوئے موقع پر موجود مجاز افسر کا اختیار ہوگا۔ اسی طرح ضمن نمبر 3 میں ایسی عورت پر قصاص کے نفاذ کو موخر کرنے کا کہا گیا ہے جو حاملہ ہو۔ ایسی صورت میں وضع حمل کے بعد یا بچے کو دودھ پلانے تک قصاص نہ لیا جائے گا۔ ایسے معاملات میں یہ خیال رکھنا ہوگا کہ مذکورہ عورت ایک دفعہ وضع حمل کے بعد دوبارہ حاملہ نہ ہو جائے۔ اور اسطرح قصاص آئندہ کے وضع حمل تک موخر ہو جائے۔ ان تمام امور کا جائزہ ہم تفصیل کے ساتھ آئندہ سطور میں لے رہے ہیں۔

قصاص لینے کا طریقہ کار

اس دفعہ میں قصاص لینے کے طریقہ کار کی وضاحت نہیں کی گئی جس کے لیے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ لاقود الا بالسیف (قصاص نہیں مگر تلوار سے) چنانچہ قتل میں قصاص جان کو تلوار کے ذریعے لینا چاہیے ○ حالانکہ قصاص سے مراد ویسی ہی سزا ہے جس طرح مقتول کو قتل کیا گیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے قصاص میں بھی قاتل پر مہربانی کا رویہ قائم رکھا کیونکہ جلد موت لانے کا بہترین سبب تلوار سے قتل ہے۔ موجودہ دور میں گولی کے ذریعہ موت بھی قصاص کا فوری

marfat.com
Marfat.com

سبب بن سکتی ہے۔لیکن تلوار کے ذریعہ ہی شرعی طریقہ قصاص ہے ٥ دیگر تمام طریقہ کارہائے قصاص غیر شرعی ہیں وہ خواہ پھانسی ہو، آگ میں جلانے سے ہو، بجلی کے جھٹکے ہوں، کثرت شراب یا بدفعلی سے ہو یا گولی مارنے سے ہو۔قصاص کا شرعی طریقہ صرف تلوار سے قصاص ہے ٥ قرآن الحکمت میں قصاص کے بارے میں حکم ہے کہ ذالک ومن عاقب بمثل ماعوقب ٥ [1] ترجمہ: یہ بات خدا کے ہاں پسندیدہ ہے کہ کوئی بدلہ لے ویسا ہی جیسا اس کو اذیت دی گئی۔اور اسی آیت پر بنیاد کرتے ہوئے امام مالک کے نزدیک قاتل کو اسی طرح قتل کرنا چاہیے جس طرح مقتول کو قتل کیا گیا ٥ خواہ اس نے آگ میں جلا کر ہلاک کیا یا پانی میں ڈبو کر ٥ چنانچہ ان کے بقول آگ میں جلانے کی سزا کی ممانعت جو آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہے قصاص اس سے مستثنیٰ ہوگا ٥ جبکہ حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی کو آگ میں جلانے کی سزا دے یہ سزا صرف اسی ذات کو زیبا ہے جس نے آگ کو پیدا کیا ٥ اسی طرح امام مالک کا یہ نظریہ باطل قرار پاتا ہے ٥ امام شافعی کا قول ہے کہ قرآن کی درج بالا آیات کے مطابق تو قصاص اسی طور پر لیا جائے گا جس طریقہ پر ہلاک کیا گیا مثلاً اگر پتھر سے مارا تو پتھر سے مارا جائے۔لیکن اگر ولی مقتول اس طرح کا مطالبہ نہ کریں تو پھر حدیث مبارکہ کے مطابق تلوار سے قصاص لیا جائے ٥ لیکن قصاص غیر شرعی طریقے سے نہ لینے پر اتفاق ہے ٥ جو کہ شراب کے ذریعے، بدفعلی کے ذریعے پانی میں ڈبونے یا آگ میں جلانے وغیرہ کے ہیں ٥ امام ابوحنیفہ بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ قصاص تلوار سے لیا جائے ٥ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر ہاتھ کا قصاص ہے تو ہاتھ کاٹا جائے ٥ اور اگر مقتول کی موت واقع ہوگئی تو گردن کاٹی جائے ٥ لیکن پہلے ہاتھ اور پھر گردن کاٹ کر زیادتی نہ کی جائے گی ٥ چنانچہ یہ واضح ہے کہ ولی کو قصاص حاصل کرنے کے کسی غیر شرعی طریقے سے قصاص حاصل کرنے کے مطالبے پر بھی غیر شرعی قصاص ہرگز نہیں لیا جائے گا ٥

دفعہ مذکور کے ضمن (ب) کے مطابق اگرچہ ولی اپنی جگہ پر نائب بغرض وصولی قصاص مقرر کرسکتا ہے ٥ جس کے لیے اسے تحریری طور پر اختیار نامہ دینا ہوگا ٥ لیکن شرعاً یہ ضروری ہے کہ ولی خود قصاص کے وقت موجود ہو یا خود قصاص لے ٥ اس کی وجہ یہ ہے کہ قصاص بذریعہ نائب سے وصولی پر ولی خود بعد ازاں انکاری بھی ہوسکتا ہے ٥ تو ایسی صورت میں نائب (مامور) پر قتل کی سزا واجب ہو جائے گی ٥ جبکہ ولی کی اصالتاً موجودگی قتل کے قصاص کی وصولی کا عملی ثبوت بن جائے گی ٥ لہذا ضروری ہے کہ عدالت اس سلسلے میں ولی کی حتمی موجودگی یا اس سلسلے میں جو بھی کاروائی تسلی کیلئے مناسب تصور کرے اور ایسے اقدام کرے جن سے کسی قانونی پیچیدگی کی صورت قتل ایسے معاملات میں مزید جانوں کے اتلاف کا سبب نہ بن سکے ٥ اور اپنی صوابدید پر اختیار بجائے ولی کسی افسر مجاز کو قصاص کی تعمیل کرانے کا حکم صادر کرے ٥

---

[1] (الحج:۶۰)

marfat.com
Marfat.com

دفعہ مذکور کی ضمن (۳) کے مطابق شریعت عورت پر قصاص کے نفاذ کیلئے مذکورہ رعایت کرتی ہے ○ کہ بچے کی پیدائش کے بعد دو سال کے وقفہ تک قصاص نہ لے گی ○ لیکن ایسے عوامل اور شواہد موجود ہیں جن کے مطابق عورت ایک حمل سے فارغ ہونے کے بعد دوسری مرتبہ حاملہ ہوگی ○ لہذا ایسے معاملات میں حکومت کو ایسے اقدامات کرنے ہوں گے کہ وہ ایسے ماحول میں رکھی جائے جہاں اس کے ازسرنو حاملہ ہونے کے امکانات نہ ہوں ○ اسی معاملے میں عدالت عورت کی ضمانت لیتے ہوئے بھی مناسب اقدامات کا حکم دے گی ○ تمام آئمہ کا اس امر میں اتفاق ہے کہ حاملہ عورت کو قصاص جان یا اعضاء میں قید میں ڈالا جائے ○ اور قصاص کو بچے کے دودھ پلانے تک التوا کیا جائے ○ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سزا کی حقدار صرف عورت ہے بچہ نہیں ○ چنانچہ ایسی صورت میں اگر کوئی شخص اپنے قصاص میں عورت کو حمل کے دوران قتل کردے تو یہ دوہرا قتل شمار ہوگا ○ اور اس بچے کا قصاص بھی اس پر واجب ہوگا ○ اگر قتل کے بعد بچہ مرا ہوا نکلا تو قاتل کو اس کا غرامہ ادا کرنا ہوگا ○[۱] چنانچہ اگر قصاص کے حکم کی تعمیل کے بعد ثابت ہوا کہ عورت حاملہ تھی اور قصاص قاضی کی مرضی سے لیا گیا تو مذکورہ بچے کے قتل کی ذمہ داری حکومت یا قاضی پر عائد ہوگی ○ چنانچہ ایسی عورت جس کا یقین ہو کہ عورت حاملہ ہوسکتی ہے ○ تو قاضی کو اس پر حکم جاری کرنے سے پیشتر اس امر کا یقین کرلینا چاہیے کہ وہ حاملہ تو نہیں ○ لیکن اگر عورت اپنی سزا میں التوا کی غرض سے خود کو حاملہ قرار دے ○ تو اس کے بیان پر اس سے قسم لی جائے گی ○ نیز اگر عورت اپنا حمل چھپائے تو یہ حرام ہے کیونکہ قرآن پاک میں حکم ہے کہ " عورتوں کو یہ حلال نہیں کہ ان کے رحموں میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ رکھا ہے وہ اسے چھپائیں ○[۲] لیکن اگر عورت حائضہ عمر سے نکل چکی ہو تو اس کے حمل کے اقرار کو تسلیم نہ کیا جائے ○[۳] عورت سے اقرار حمل کے لیے حلف لیا جائے گا اور اس کا حلف تسلیم کیا جائے گا ○[۴] موجودہ سائنسی دور میں حاملہ ہونے کے ثبوت کو حاصل کرنا ناممکن نہیں لہذا اس امر میں سائنسی نتائج پر یقین کرنا ہوگا ○

قصاص کی تعمیل: قصاص کی تعمیل کے لیے فقہا کے نزدیک درج ذیل اصول اہم ہیں۔

وارثوں کو قصاص لینے کا حق حاصل ہے۔ جیسا کہ فرمایا اگر کوئی ظلم سے قتل ہو تو ہم نے اس کے ولیوں کو قاتل کو قتل کرنے کا اختیار دیا ہے ○[۵] قصاص لینے کے لیے تمام وارثوں کا موجود ہونا ضروری ہے (امام محمد نے فرمایا مجھے خوف ہے کہ کسی غیر حاضر ولی نے قصاص معاف کردیا ہو اور قاتل مارا جائے۔ لہذا ضروری ہے کہ تمام ولی موجود ہوں ○[۶] قصاص معاف کردینا زیادہ مقبول ہے جیسا کہ قرآن کا ارشاد ہے۔ وان تعفو ھوا قرب للتقوی ولا تینسو الفضل بینکم ترجمہ: اگر تم معاف کردو تو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور تم اپنے درمیان فضیلت کو مت بھولو ○[۷] امام شافعی کے نزدیک نابالغ وارث کے بالغ ہونے تک قصاص وصول کرنا غلط ہے ○[۸] باپ یا دادا نابالغ بیٹے یا پوتے کی طرف

---

۱ (بحوالہ حدیث غرامہ) ۲ (البقرۃ ۲۲۸) ۳ (کتاب الفقہ) ۴ (کتاب الفقہ) ۵ (بنی اسرائیل) ۶ (بدائع الصنائع) ۷ (البقرہ)
۸ ([illegible])

marfat.com
Marfat.com

سے قصاص لے سکتے ہیں۔ اور یہ اصول ولایت پر دلیل ہے۔ جیسا کہ نکاح میں ولایت جائز ہے اسی طرح نابالغ کا قصاص بھی ولایت کے اصول پر جائز ہے ٥ وصی کو صرف مال وصول کرنے کا اختیار ہوسکتا ہے۔ قصاص وصول کرنے کا نہیں لہذا وصی قصاص نہیں لے سکتا ٥ احکومت کو اس صورت میں قصاص لینے کا حق حاصل ہے جب وراثت میں ملکیت موجود نہ ہو لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک مقتول اگر دارالسلام میں ہو تو اس کا کوئی نہ کوئی ولی ضرور موجود ہوگا۔ اگرچہ وہ نا معلوم ہو۔ لہذا سلطان کو قصاص کا حق نہ ہوگا۔ بلکہ اس معاملہ میں قاضی کو تعمیل میں انتظار کرنا ہوگا ٥ قصاص صرف تلوار کے ذریعے قتل کر کے لیا جائے گا۔ کیونکہ آنحضرت کا ارشاد گرامی ہے۔ "لاقود الا لسیف" یعنی قصاص صرف تلوار سے ہے ٥ ۲ قصاص کو نائب کے ذریعے لیا جا سکتا ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ قصاص لینے والا خود اسکی قدرت نہ رکھتا ہو۔ لیکن شرط یہ ہے۔ قصاص لینے والا اپنے نائب کے ساتھ موجود ہو۔ اس لحاظ سے دفعہ ہذا میں نائب کا تصور نامکمل ہے ٥ امام محمد کا قول ہے کہ اگر وارثان اپنے مقتول کے دو قاتل قرار دیں۔ ایک قاتل حاضر ہوا۔ اور دوسرا غیر حاضر اور شہادات دونوں پر مکمل ہوں۔ تو حاضر پر قصاص کو مکمل کر لیا جائے گا۔ جبکہ غیر حاضر پر گواہان تسلیم نہ ہوں گے اور اس پر قصاص کا حکم نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ وہ حاضر ہو کر اپنی صفائی میں انکار قتل کر سکتا ہے ٥ ۳ اگر مقتول کے بھائی نے قتل کے گواہ پیش کرتے ہوئے واضح کیا کہ مقتول کا کوئی وارث نہیں لیکن قاتل کہے کہ اس کا کوئی دوسرا وارث اور بھی ہے تو قصاص موخر کر دیا جائیگا۔ اور قاتل کے قول کی تحقیقات کی جائیں گی ٥ ۴ اگر گواہان کے کہنے پر کوئی شخص قتل خطا کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا اور دیت واجب ہو کر وصول ہوگئی لیکن مقتول زندہ مل گیا تو دیت واپس لوٹائی جائے گی ٥ ۵ اگر دو قاتلوں نے اقرار کیا کہ مقتول کو انہوں نے قتل کیا تو وارث قصاص لے سکتا ہے ٥ ۶ لیکن اگر مقتول کا وارث صرف ایک شخص کو قاتل کہے تو قصاص صرف اسی قاتل سے لیا جائے گا ٥ ۷ مسٹر جسٹس میاں قربان صادق اکرام نے اپنے مضمون قانون قصاص و دیت اور اسکا اطلاق میں تحریر کیا ہے کہ اگر قاتل نے مقتول کو فائر کے ذریعے قتل کیا۔ تو عدالت کو قصاص میں سزا کے لیے وضاحت کرنا ہوگی۔ کہ مقتول کو بھی فائر آرم سے قتل کیا جائے چنانچہ سزا عدالت عالیہ سے توثیق پانے کے بعد نافذ کی جائے گی اور قصاص کا یہ نفاذ ولی کی موجودگی میں یا بذریعہ ولی ہوگا ٥ اعلی عدالتوں نے قرار دیا ہے کہ قصاص کا نفاذ دفعہ ہذا میں حکومتی ادارے کے ذریعہ کیا جائے گا ٥ ۸

قصاص کے مقدمات میں قاتل کی حفاظت حکومت کا فرض ہے ٥ قصاص کے لیے حکومت کو قصاص کے ماہرین کی تربیت کرنا ہوگی۔ جو ولی کے قصاص نہ لے سکنے کی صورت میں قصاص کے حکم پر عمل درآمد کرے گا ٥ قصاص عضو کی صورت

---

۱ (بدائع الصنائع) ۲ (متفق علیہ) ۳ (المحیط برہانی) ۴ (المحیط البرہانی) ۵ (کتاب الاختیار) ۶ (الھدایہ) ۷ (المبسوط)

۸ (PLD1996SC1)

marfat.com

Marfat.com

میں مجرم کی جان کا تحفظ بنیادی ضرورت ہے۔ اس لیے میڈیکل ایڈ موقع پر ہونا ضروری ہے ○ قصاص میں معافی کی تلقین صرف ان صورتوں میں کی جائے جب مجرم کا سابقہ رویہ اور آئیندہ کے لیے معاشرتی ماحول میں صحت مند کردار بننے کا موقع ہو۔ لیکن ولی کو اس امر میں مجبور نہ کیا جائے ○ قصاص میں معافی کی صورت میں دیت کا تعین قاضی کی صوابدید پر کیا جاسکتا ہے ○ قصاص عضو میں دیت کے لیے حتمی رجوع کے لیے کوشش کی جائے ○ قصاص / قتل کا جرم توبہ یا معافی کے قابل نہیں لیکن اگر ورثا / مدعی خود معاف کر دے ○ افتراء اور بہتان میں قصاص نہیں ہے لیکن شریعت میں اس پر حدود و تعزیرات کا نفاذ ہوگا ○ قصاص میں عام یا خاص میں فرق نہیں ہے۔ تمام انسانوں کا قصاص برابر ہے یہاں تک کہ حکومت کا اعلیٰ ترین عہدہ دار بھی قصاص میں عام رعیت کے برابر ہے ○ قصاص کو بھی اچھے طریقے سے لینے کا حکم ہے۔ اگر کوئی شخص آگ میں جلانے یا پانی میں ڈبونے سے ہلاک کیا گیا یا زہر خوانی سے ہلاک کیا گیا تو اسے اسی طریقے سے ہلاک کرنے کی بجائے عام طریقہ قصاص یعنی تلوار سے قصاص لیا جائے ○ قتل میں شامل مجرم کی امداد کرنے والے شخص کو قتل کی بجائے قید دوام کی سزا دی جائے مگر یہ کہ اس کا جرم قتل کے ماسواء ہو ○ قتل کے جرم میں شریک تمام مجرموں کو برابر سزا دی جائے ○ دیت کی طرف رجوع سے قبل مجرم کے ورثا کو مقتول کے ورثا سے معافی مانگنا ہوگی ○ اشتباہ کی صورت میں قصاص ساقط ہو جاتا ہے۔ اور دیت لازم ہو جاتی ہے۔

دفعہ ۳۱۵ قتل شبہ العمد (Qatl Shibh-i-amd)

جو کوئی کسی شخص کو جسمانی یا ذہنی طور پر ضرر پہنچانے کے ارادے سے کسی ایسے ہتھیار یا فعل کے ذریعے اس کی یا کسی دوسرے شخص کی موت کا باعث ہو جائے جس سے عام حالات میں موت واقع ہونے کا امکان نہیں ہوتا تو کہا جائے گا کہ اس نے قتل شبہ العمد کا ارتکاب کیا ہے۔

تمثیل: الف نے ض کو زخمی کرنے کیلئے اس پر چھری یا پتھر سے حملہ کیا جو عام حالات میں موت کا باعث نہیں بنتے۔ ض اس چوٹ کے نتیجے میں مر جاتا ہے الف قتل شبہ العمد کا مجرم ہوگا۔

تشریحات

قانون کی دفعہ ہذا قتل میں شبہ العمد کی وضاحت کرتی ہے۔ ایسا قتل جو عمد کے قریب تر ہونے کے باوجود قاتل کے فعل کی نسبت سے، یا استعمال کیے گئے ہتھیار کی نسبت سے شبہ پیدا کرے، یا شبہ کا باعث بن جائے۔ تو ایسا قتل شبہ العمد ہوگا۔ جیسا کہ ایسا ہتھیار جو قتل کے ہتھیار کی صورت نہ رکھتا ہو۔ سے قتل کیے جانے پر عمد کا شبہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ مذکورہ ہتھیار جرم کی نوعیت کو باعتبار سزا، انتہائی سزا کا موجب ہونے سے باہر نکال لائے گی۔

marfat.com
Marfat.com

قتل کی اقسام: شریعت نے قتل عمد کے علاوہ قتل کی دیگر صورتوں کو بالتفصیل بیان کیا ہے۔ اور فقہا نے اس پر سیر حاصل نظریات بیان کر دیے ہیں۔ جو رہنمائی کیلئے درج ذیل ہیں۔

قرآن الحکمت کے ارشاد کے مطابق قتل ناحق کی صرف دو قسمیں ہیں۔

۱۔قتل عمد و من یقتل مومنا متعمدا فجزائوہ جھنم (ترجمہ۔ اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر دے تو اسکی سزا جہنم ہے ۱۵

۲۔قتل خطاء وما کان لمومن ان یقتل مومنا الا خطاء (ترجمہ: مومن کیلئے نہیں ہے مگر کسی مومن کا قتل خطا سے کیا گیا) ۲۵

امام شافعی کے مطابق قتل میں پانچ قسمیں ہیں۔(۱) واجب (۲) حرام (۳) مکروہ (۴) مستحب (۵) مباح ۳۵

۱: قتل واجب: کسی مرتد کا جو کہ توبہ نہ کرے، حربی جو اسلام نہ لائے اور جزیہ نہ دے کا قتل قتل واجب ہوگا۔

۲: قتل حرام: کسی بے قصور کا ناحق خون کر دیا جائے۔ (اس میں قتل عمد شامل ہوگا)

۳: قتل مکروہ: اپنے قریبی کافر کو قتل کر دے جو اللہ اور اس کے رسول کے حق میں بدزبانی کرتا ہو۔ (ذہنی منافرت عموماً قتل کے نتائج کا سبب بنتی ہیں)۔

۴: قتل مستحب: کافر قرابت دار کو جو بدزبانی کرتا ہو۔ (ہمارے معاشرے میں غیر مذاہب لوگوں کی بابت سے بدکلامی جو مذہب میں وجہ اشتعال ثابت ہو)۔

۵: قتل مباح: حاکم کسی قیدی کو قتل کیے جانے سے پہلے قتل کر دے۔ پولیس اور جیلوں میں تشدد کے ذریعے ایسے واقعات عام ہیں۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک قتل کی پانچ صورتیں یہ ہیں (۱) قتل عمد (۲) شبہ العمد (۳) قتل خطاء، (۴) قتل مشابہ بہ قتل خطاء (۵) غرض مندانہ قتل ۴۵

بعض فقہا قتل ناحق کی یہ پانچ قسمیں بیان کرتے ہیں: (۱) قتل عمد (۲) قتل شبہ العمد (۳) (قتل خطاء) (۴) قائم مقام خطاء (۵) قتل بسبب ۵۵

کتاب ہذا میں قتل کی جن اقسام کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ انمیں قتل عمد کے علاوہ (جسکی وضاحت اور مباحث دفعہ 300 اور 302 میں بیان ہو چکی ہے) قتل شبہ العمد دفعہ ھذا میں قتل خطاء دفعہ 318 قتل بالسبب دفعہ 321 میں مذکور ہیں۔ چنانچہ یہاں بالتفصیل بحث صرف قتل شبہ العمد پر کی جائے گی۔ دیگر اقسام قتل کیلئے مذکورہ دفعات میں وضاحت کی جا

---

۱ (النساء:۹۳) ۲ (النساء:۹۲) ۳ (کتاب الاختیار ص ۱۷۷) ۴ (کتاب فقہ۔۵۱) ۵ (کتاب الاختیار ۱۷۷)(ہدایہ ج ۴ ص ۵۵۸)

marfat.com

Marfat.com

رہی ہے۔

قتل شبہ العمد کی تعریف : قتل شبہ العمد کی تعریف یہ ہے۔ کہ ہتھیار یا ہتھیار جیسی کسی شے کے علاوہ کسی اور طرح کی ضرب پہنچانے سے خواہ عام حالات میں اس سے موت واقع نہ ہوتی ہو۔ مثلاً موٹا ڈنڈا یا لکڑی یا پتھر وغیرہ سے ایسا قتل شبہ کا باعث ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ الا ان قتیل خطاء العمد قتیل السوط والعصا و فیه ماته من الابل ۔ (ترجمہ۔ روایت کیا نعمان بن بشیر نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ! یاد رہے کہ کوڑے یا چوب دستی کی ضرب سے خطاء ہلاک کرنا بھی قتل عمد ہے ۱ مزید ارشاد پاک ہے کہ کل شئی خطا الا السیف و فی کل خطاء ارش۔ (ترجمہ۔ سوا تلوار کے (ہتھیار) کے ہر چیز خطاء ہے۔ اور ہر خطاء کی دیت (ارش) ہے) ۲ امام مالک قتل شبہ العمد کی بجائے محض قتل خطاء کو تسلیم کرتے ہیں ۳ امام شافعی قتل شبہ العمد کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کوئی شخص کسی دوسرے کو ایسی چیز سے مارے جس سے عموماً موت واقع نہ ہوتی ہو۔ لیکن مقتول اس ضرب سے مر گیا۔ تو یہ قتل شبہ عمد ہے ۴ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کو چھوٹی چھڑی ماری یا چھوٹا پتھر مارا یا اسکے جسم میں کوئی چیز چبھو ماری یا اور کوئی ایسا عمل کیا جس کے کرنے سے آدمی عام طور پر مرتا نہیں۔ لیکن وہ مر گیا تو قصاص لازم نہیں آئے گا ۵ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک قتل مشابہ قتل عمد وہ قتل ہے جس میں ایسے آلہ سے ضرب لگائی جائے جس سے بالعموم موت واقع نہیں ہوتی ہو۔ مثلاً چھوٹا سا عصا، اگر اس کی پے در پے ضربات نہ پہنچائی جائیں تو وہ شبہ عمد ہوگا ۶ امام ابوحنیفہ کے نزدیک قتل شبہ العمد ایسا قتل ہے جو حقد اور ارادہ کے ساتھ ایسی چیز مارنے سے وقوع پذیر ہو جو ہتھیار نہیں اور نہ ہی وہ چیز قائم مقام ہتھیار ہے اور عموماً اس سے موت واقع نہ ہوتی ہو۔ کم و بیش ایسی ہی تعریف امام ابو یوسف اور امام محمدؒ نے کی ہے ۷ کیونکہ ایسے آلہ سے سزا یا تادیب بھی کی جاسکتی ہے ایک تعریف یہ بھی ہے کہ کوئی شخص سوٹی، لاٹھی، پتھر وغیرہ سے قتل کا ارادہ کرے جس کے ذریعے سے بظاہر قتل واقع نہیں ہوتا لیکن متواتر استعمال سے قتل واقع ہو جائے تو یہ شبہ العمد ہے ۸ لیکن اگر اس طرح ضرب مارنے سے قتل سے کم تر نتائج حاصل ہوں۔ تو اس میں شبہ العمد کی بجائے عمد تصور کیا جائے گا۔ ایسی صورت میں اگر نقصان قصاص تک پہنچ گیا تو قصاص واجب ہوگا بصورت دیگر جرمانہ یا تعزیر کی سزا ہوگی۔ چنانچہ ایسے تمام افعال جس میں مقتول کے قتل کا ارادہ ظاہر نہ ہوتا ہو یا وہ نہ جانتا ہو کہ اس کے مذکورہ عمل سے کسی کی موت واقع ہو سکتی ہے تو وہ شبہ العمد ہوگا مثلاً ایسے واقعات جس میں کسی شخص کو زخمی کئے جانے کی صورت میں خون زیادہ بہہ جانے سے موت واقع

---

۱ (مشکوٰۃ شریف) ۲ (ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۰) ۳ (المدونۃ الکبریٰ ج ۱۶ ص ۱۰۸) ۴ (الاقناع ج ۲ ص ۱۵۴) ۵ (المغنی ج ۷ ص ۶۵۰)

۶ (کتاب الاختیار) ۷ (کتاب الاختیار ج ۳ ص ۱۵۷) ۸ (فتاویٰ قاضی خان)

marfat.com
Marfat.com

ہو جائے وغیرہ o مثلاً کسی اٹھارہ سالہ لڑکے نے ۱۲ سالہ لڑکی سے اس کی مرضی کے خلاف زنا کیا جس کے نتیجہ میں اس کی اندام نہانی زخمی ہوگئی اور جس کے صدمہ سے وہ مرگئی o یا کوئی شخص ڈانگ سوٹا لگنے سے مقعد (anus) پھٹ جانے اور خون جاری ہونے سے مرگیا o کسی بوڑھے ۷۰ سالہ شخص کے سینے پر ڈانگ لگی اور وہ خون بہنے یا دل پر زخم ہو جانے سے مرگیا شبہ العمد کی مثالیں ہیں o

گویا اگر ملزم دیدہ و دانستہ قتل کا ارتکاب نہ کرے بلکہ مقتول غلطی یا غلط فہمی سے مارا گیا o ایسے تمام زخموں پر جنکا سبب موت نہ بن سکتی ہو۔ لیکن موت واقع ہوگئی شبہ العمد ہوں گے o اگر کوئی دشمنی کی وجہ عناد نہ ہو لیکن فوری اشتعال وجہ قتل بن گیا شبہ العمد ہے o چرواہا بھیڑیں چرا رہا ہے ایک شخص کا کتا اچانک آ گیا۔ کتے سے بھیڑوں کو بچانے کیلئے کتے پر چرواہے نے پتھر پھینکا۔ جس کی وجہ سے کتے کے مالک نے چرواہے پر غصہ سے وار کیا اور وہ ہلاک ہو گیا o پولیس کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ تشدد کا کوئی ایسا طریقہ روا رکھے جس سے ملزم کی ہلاکت ہو جائے۔ تو مذکورہ فعل خطاء شبہ العمد ہے o جیسا کہ اس ضمن میں فقہا نے ایک قسم قتل خطاء شبہ العمد بھی بیان کی ہے جس کی بنیاد اس حدیث مبارکہ پر ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے۔ الاان فی قتل الخطاء شبه العمد ماکان فی السوط والعصا فرمایا کہ قتل میں جو قتل خطا شبہ العمد ہے وہ کوڑے چھڑی سے مارنے پر ہے o یہ قسم قتل اگرچہ قتل خطا ہوتی ہے لیکن یہ خطاء بھی شبہ العمد میں شمار ہوگا o کیونکہ اس میں اعتدال نہ رکھا گیا اگرچہ اس کی سزا قصاص نہیں ہے o امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل شبہ عمد کے وجود کے قائل ہیں o قتل خطاء شبہ العمد کے قائل نہیں o دیگر جمہور علماء بھی تین اقسام کے قائل ہیں۔ جو قتل عمد قتل شبہ العمد اور قتل خطاء ہیں o اور قتل خطاء شبہ العمد کی نفی کرتے ہیں o یہی وجہ ہے کہ قانون ہذا میں فقہا کی بیان کردہ دیگر اقسام کو غیر ضروری تصور کرتے ہوئے نظر انداز کر دیا گیا ہے o

عدالتی فیصلے: ملزمان کے خلاف فوری درج ہونے والی FIR میں مخصوص الزامات موجود ہیں بادی النظر میں قتل شبہ العمد دفعہ 316 تعزیرات پاکستان پایا جاتا ہے۔ جس میں سزا قصاص نہیں دیت ہے o [1]

قتل میں زخموں کا تعین کرنے کیلئے عدالت کے سامنے جو حقائق رکھے گئے۔ ان کے مطابق زخم عام حالات میں موت کا سبب بننے کیلئے کافی نہ تھے۔ ایسے میں موت کا ثبوت 315 میں پایا جاتا ہے کیونکہ کوئی بھی زخم ایسا نہ تھا۔ جسے فوری موت کا سبب قرار دیا جا سکے۔ اس نظریے کے مقابلے میں بھی کوئی دوسری مخالفت موجود نہ تھی۔ البتہ خون کی رپورٹ سے ثابت ہے کہ ملزم دل کا مریض تھا۔ چنانچہ زخم سادہ ثابت ہوا۔ جو دفعہ 316-315 کی بجائے دفعہ 2-337 میں ظاہر

---

[1] 1983Pcrlj558 1986Pcrlj2585 1985SCMR565 PLD1972SC277 (1984SCMR429/521) PLJ1996CRCLH1151 NLR1984SCJ166

marfat.com
Marfat.com

ہوتا ہے۔ایسی صورت میں ملزم کی سزا قبل ازیں زیر حراست قید کے عوض ختم کر دی گئی o [1]

دفعہ ۳۱۶ قتل شبہ العمد کیلئے سزا (Punishment for qatl shibh-i-amd)

جو کوئی قتل شبہ العمد کا ارتکاب کرے وہ دیت کا مستوجب ہوگا اور بطور تعزیر اسے کسی بھی قسم کی اتنی مدت کیلئے سزائے قید بھی دی جاسکے گی جو چودہ سال تک ہو سکتی ہے۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔نا قابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔دیت اور ۱۴ سال قید۔۔سیشن کورٹ

تشریحات

دفعہ ہذا میں قتل شبہ العمد کی سزا بمطابق شریعت دیت قرار دی گئی۔اور اسکے علاوہ بطور تعزیر 14 سال تک کی سزا کا مستوجب بھی ٹھہرایا گیا ہے۔قتل شبہ العمد جیسا کہ دفعہ 315 قانون ہذا میں بیان کیا گیا ہے قتل عمد کے قریب تر ہے۔ لہذا اگر شبہ کی بنیاد پر قصاص تو واجب نہ رہا۔لیکن آنحضرت ﷺ کی احادیث مبارکہ کے حوالے سے دیت واجب ہوئی۔ اور شریعت نے اس دیت کو قتل عمد کی دیت کی طرح مغلظہ قرار دیا ہے۔اور اس میں تعزیری اضافی سزا کو کفارہ جرم تصور کیا جائے گا۔

قتل شبہ العمد کو شافعیہ، حنابلہ اور حنیفہ کے مطابق معصیت قرار دیا گیا ہے کیونکہ قتل قاتل کے ہاتھ سے ہوا۔گو کہ ارادہ محض چوٹ کا تھا۔اس پر کفارہ بھی واجب ہے اور جس آلے سے قتل ہوا اس حوالے سے قتل خطا قرار دیا جائے گا۔جس پر ارشاد نبوی کے مطابق (اگر کسی نے غلطی سے مسلمان کو قتل کیا تو اس پر ایک غلام آزاد کرنا ہے)۔جو بصورت کفارہ ہے تعزیر الگ سزا ہوگی۔

امام شافعی کا قول ہے کہ قتل کی تین اقسام قتل عمد، قتل خطاء اور قتل شبہ العمد میں سے صرف قتل عمد میں قصاص واجب ہے اور کیونکہ قتل خطاء اور شبہ العمد پر قصاص نہیں ہے لہذا دیت واجب ہوگی جس کی مقدار ۱۰۰ اسو اونٹ ہے۔اس میں قصاص نہ ہونے کی دلیل آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث ہے کہ جسے امام احمد نے عمرو بن شعیب سے منقول کیا۔جنہوں نے اپنے باپ دادا سے سنا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے (ترجمہ) وہ قتل جو قتل عمد سے مشابہ ہو اس کا خون بہا قتل عمد کی طرح گراں قدر ہوگا۔اس میں مجرم کو قتل نہیں کیا جائے گا۔کیونکہ شیطان چھپ کو لوگوں میں در آتا ہے اور بغیر کسی عداوت کے اور بغیر وجہ عناد کے قتل ہو جاتا ہے o [2] امام مالک کے نزدیک قتل کی دو ہی قسمیں ہیں۔قتل عمد اور قتل خطاء جبکہ وہ شبہ العمد کو قتل عمد شمار کرتے ہیں۔عمرو بن شعیب ہی سے روایت ہے کہ شبہ العمد کی دیت مغلظہ ہے جیسا کہ عمد کی دیت ہے۔

---

[1] (LRP2002CRC479) [2] (کتاب الفقہ ۵۱۳)

marfat.com
Marfat.com

کیونکہ اس کے صاحب جرم کو قتل نہ کیا جائے گا۔

قتل شبہ العمد کے دیگر مسائل کی نوعیت درج ذیل ہے۔

(الف) قتل شبہ العمد بھی قتل عمد کی طرح شدید گناہ ہے۔

(ب) اسکی دیت بھی قتل عمد کی طرح مغلظہ ہے جو مددگار برادری پر ہے۔

(ج) قاتل پر کفارہ واجب ہے اور یہ ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہے۔ یا پھر موجودہ دور کے حوالے سے پے در پے دو ماہ کے روزے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ یہی کفارہ قتل خطاء میں ہے[۱]

(د) قتل عمد کی طرح میراث سے قاتل محروم ہے۔

شبہ العمد کی دیت

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ شبہ العمد میں قتل عمد کی طرح دیت مغلظہ ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے۔ الا ان قتيل الخطاء شبه العمد، قتيل السوط او العصا فيه ماة من الا بل منها اربعون في بطو نها اولادها (ترجمہ: غلطی کا قتل، قتل عمد کے مشابہ ہے مثلاً کوڑے یا سوٹی کے زخم سے کوئی مر جائے تو اس کا خون بہا ایک سو شتر (اونٹ) جن میں سے ۴۰ اونٹنیاں حاملہ ہوں[۲] درج بالا احادیث میں دیت کی مقدار بظاہر قتل عمد اور قتل شبہ العمد میں ایک جیسی ہے لیکن قتل عمد کی دیت قاتل پر واجب ہے جبکہ شبہ العمد کی دیت قاتل کی عاقلہ برادری پر مغلظہ ہے یہ اس لیے کہ قصاص تو شبہ کے باعث ساقط ہو گیا لیکن قتل عمد پایا جانے کی وجہ سے دیت واجب ہو گی اور شبہ کی بنیاد پر یہ قتل خطا بھی ہے لہذا اس کی دیت تخفیف جرم کے باعث برادری (عاقلہ) پر ہے کیونکہ مجرم دانستہ اس جرم میں شریک نہیں ہوا کیونکہ یہ قتل خطا کی مثل ہے لہذا اس میں کفارہ واجب ہے جبکہ قتل عمد میں کفارہ واجب نہیں ہے اور یہ کفارہ توبہ کیلئے بھی اور شکر ادا کرنے کے باعث بھی واجب ہے دیت مغلظہ کے بارے میں ایک اور وضاحت نہایت ضروری ہے کہ قتل عمد میں قصاص کی جگہ پر دیت مغلظہ ہے جس میں ۱۰۰ اونٹوں کی دیت میں ۴۰ اونٹنیاں حاملہ کی شرط کے علاوہ ۴ سالہ اور ۵ سالہ اونٹوں کی شرط موجود ہے یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ دیت خطاء جس میں صرف ۱۰۰ اونٹوں میں کسی شرط سے دیت کو مغلظہ نہ کرنے سے دیت کی دونوں اقسام قتل میں نوعیت یکسر مختلف ہو جاتی ہے اور حکومت کی تعین کردہ دیت کی مقدار ایک لاکھ بہتر ہزار روپے 30630 گرام چاندی کی قیمت جو کہ صرف دیت قتل خطاء کیلئے ہے کا تعین جب قتل عمد یا شبہ العمد میں قاضی کر کرنا مطلوب ہو گا تو اس رقم میں دونوں دیتوں میں ۱۰۰ اونٹوں کی مختلف اقسام کی نسبت سے اضافہ کرنا ضروری ہو گا مثلاً ہمارے نزدیک دیت مغلظہ

---

۱ (ہدایہ ج ۴ ص ۵۸۴) ۲ (متفق علیہ)

marfat.com
Marfat.com

یعنی دیت قتل شبہ عمد کے لیے تعین شدہ دیت میں ۴۰ اونٹوں کی مالیت کا اضافہ کیا جائے گا اور اس طرح تقریباً 1/3 حصہ دیت کا مزید اضافہ سرکاری دیت میں کیا جانا ضروری اور قرین قیاس ہوگا۔ چنانچہ اصول مغلظہ یہ ہوگا کہ

(i) عام دیت ایک لاکھ چھتر ہزار 30630 گرام چاندی کی قیمت صرف قتل خطاء کی دیت ہے۔

(ii) قتل خطاء کی دیت عاقلہ پر ہے جو تین سال میں ادا ہوگی۔

(iii) قتل عمد اور قتل شبہ العمد کی دیت کی رقم قتل خطاء کی دیت سے کہیں زیادہ مقرر ہوگی جس کا فیصلہ قاضی کرے گا۔ جو احادیث مبارکہ کے حوالے سے حاملہ اونٹنیوں کی قیمت کی نسبت سے عام دیت سے زیادہ پر تعین ہوگی۔

(iv) قتل شبہ العمد کی دیت اگرچہ عاقلہ پر ہے لیکن اس کی رقم قتل خطاء سے کہیں زیادہ ہے جو عاقلہ پر ہوگی جس کی ادائیگی تین سال پر مقدم حالات کے مطابق محیط ہو سکتی ہے۔

(v) قتل عمد کی سزا صرف قصاص ہے دیت نہیں لیکن اگر قصاص ساقط ہو تو دیت مغلظہ ہے جس کی فوری ادائیگی قاتل پر ہوگی اور دیت مغلظہ یہ ہے کہ اصل دیت میں ۴۰ اونٹنیوں کے حاملہ کی مالیت کی حد تک اضافہ کیا جائے۔

نوٹ:۔ یاد رہے کہ رقم میں اضافہ کرتے وقت یہ خیال سامنے رہے کہ حاملہ اونٹنیاں حاصل کرنا عام اونٹ کی نسبت مشکل ہے۔ اور انکی قیمت کا تعین عام اونٹ سے زیادہ کیا جاتا ہے۔

(vii) یہ بھی واضح ہو کہ قاضی کو دیت پر فیصلہ کرتے ہوئے خیال رکھنا چاہیے کہ قتل خطاء کی سزا میں رب العزت نے قرآن الحکمت میں واضح کی ہے کہ وہ قاتل ایک مسلمان غلام کو آزاد کرے اور خون بہا بھی مقتول کے ورثا کو ادا کرے اور اگر غلام نہ ہو تو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھے۔ گویا دیت مغلظہ کا تعین کرتے ہوئے سزا میں دو ماہ کے لگاتار روزے یا غلام کا آزاد کرنا بھی ان اونٹنیوں سے زائد بطور تعزیر نافذ کرے تاکہ قتل میں قصاص سے بچ جانے کے بعد قاتل دیت مغلظہ کو اس قدر آسان نہ سمجھ لے کہ خون ناحق کی اہمیت بھی سامنے نہ رہے اور مزید جرائم کا مرتکب ہوتا رہے۔ دیگر قواعد کے مطابق (۱) قتل شبہ العمد کی دیت فوری واجب الادا ہوگی۔ اگر بحوالہ ضمن نمبر 1 کے قتل کو عمد کے قریب تر پایا گیا۔ لیکن ضمن نمبر 2 کے تحت اگر خطاء کے نزدیک محسوس کیا گیا تو قاضی اپنی صوابدید پر وقت میں مناسب اضافہ کر سکتا ہے۔

(۲) اس جرم میں دیت کی ادائیگی تک بر ضمانت رہا نہ کیا جائے کیونکہ دیت کی ادائیگی مغلظہ کراہت ہے اور مکروہ امر میں دیت کی ادائیگی میں ایک حد سے آگے نہ جانا چاہیے۔ اور قتل خطاء کی طرح تین سال کی انتہائی معیاد نہ دی جانی چاہیے۔

(۳) قاضی تعزیری سزا کے طور پر انتہائی مناسب اور واقعات کی نسبت سے تعزیر نافذ کر سکتا ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ دیت کی ادائیگی کے بعد تعزیری سزا نہ دی جائے۔

(۴) قاتل مقتول کی میراث سے محروم ہوگا۔ اور ایسی صورت میں میراث دیگر ورثاء میں تقسیم کر دی جائیگی۔ اور نہ ہی وصیت کا مجاز ہے۔ چنانچہ دیت کی ادائیگی بذریعہ عاقلہ کے باوجود قاتل کا وارثت اور وصیت کے حقوق سے محروم ہونا بھی

marfat.com

Marfat.com

ایک اضافی سزا کے طور اللہ کی طرف سے نافذ سزا ہے۔

شبہ العمد قتل کا ثبوت اور اس کی سزا

۱: کسی شخص کے خلاف دو گواہان کی شہادت قتل پر ملزم کو گرفتار کیا جائے گا اور گواہوں پر جرح کا حق ملزم کو حاصل ہو جائیگا ۱

۲: اگر گواہان کہیں کہ فلاں ملزم نے مقتول کو زخمی کیا (ہتھیار سے) اور وہ زخم سے مر گیا تو قصاص واجب ہوگا۔ میڈیکل رپورٹ پر انحصار گواہان کے بیان کے بعد کیا جائے گا۔

۳: اگر زخمی بیمار ہو گیا اور اس دوران مر گیا تو موت کا سبب زخم ہوں گے۔ بیماری نہیں۔

۴: اگر گواہان نے قتل کی گواہی میں ہتھیار کے ذریعے زخمی ہو کر مرنے کی شہادت دی تو قتل عمد شمار کیا جائے گا ۲

۵: اگر گواہان قتل خطاء کی گواہی دیں تو تسلیم کی جائے گی ۳

۶: گواہان اگر قتل عمد اور قتل خطاء میں واضح فرق کا اظہار نہ کر سکیں تو شبہ میں دیت دلوائی جائے گی ۴

۷: اگر ایک گواہ قتل عمد کی اور دوسرا قتل خطاء کی گواہی دے تو کسی کی گواہی قبول نہ کی جائے۔ اسی طرح ایک گواہ قتل خطاء کی شہادت اور دوسرا قتل خطاء کے اقرار کی شہادت دے تو بھی گواہی قبول نہ ہوگی ۵

۸: اگر گواہ قتل کے وقت اور جگہ میں اختلاف کریں تو گواہی قبول نہ ہوگی۔ مثلاً گواہ کہیں کہ الف نے ب کو بروز بدھ لاہور میں قتل کر دیا اور دوسرا گواہی دے کہ "ا" نے "ب" کو بروز بدھ شاہدرہ میں قتل کر دیا تو دونوں کی گواہی قابل پذیرائی نہ ہوگی ۶

۹: اگر مقتول کے بدن میں زخم کی جگہ کے حوالے سے گواہ اختلاف کریں تو بھی گواہی قبول نہ ہوگی ۷ اسی طرح آلہ قتل کے اختلاف پر بھی شہادت قبول نہ ہوگی۔

۱۰: اگر گواہ آلہ قتل سے لاعلمی کا اظہار کرے تو شہادت قبول نہیں لیکن اگر دونوں ہی آلہ قتل سے لاعلمی ظاہر کریں تو شہادت تو قبول ہوگی لیکن قصاص کی بجائے شبہ میں دیت دلوائی جائے گی ۸

۱۱: اگر گواہ قاتل کے اقرار کے وقت جگہ میں اختلاف بھی کریں تو شہادت قبول ہوگی ۹ لیکن شبہ میں قصاص نافذ نہ ہوگا

۱۲: اگر گواہان یہ کہیں کہ مقتول کو دو قاتلوں نے زخمی کیا لیکن یہ نہیں جانتے کہ کس نے لاٹھی سے اور کس نے چھری سے قتل کیا تو شہادت قبول نہ ہوگی۔ یہ شبہ العمد ہوگا ۱۰ (المبسوط)

۱۳: اگر زخمی شخص نے گواہی دی کہ اسے فلاں شخص نے زخمی کیا ہے لیکن اس کے مرنے کے بعد وارثوں نے کسی اور شخص کو قتل کا مجرم ٹھہرایا تو گواہی تسلیم نہ ہوگی ۱۱

---

۱ (المبسوط) ۲ (المحیط برہانی) ۳ (المحیط) ۴ (المحیط) ۵ (المبسوط) ۶ (الہدایہ) ۷ (المبسوط) ۸ (کتاب الاختیار) ۹ (السراجیہ) ۱۱ (الظہیریہ)

marfat.com

Marfat.com

۱۴:۱ اگر گواہوں نے قتل عمد کی گواہی دی اور قصاص لے لیا پھر گواہی سے منحرف ہو گئے تو دیت لی جائے گی۔ لیکن اس سے ہمیں اتفاق نہیں ہے کیونکہ قتل عمد میں قصاص کی بنیاد گواہوں کی گواہی ہے جو انحراف کرنے کی صورت میں ایسے گواہان در حقیقت قتل عمد کے مرتکب ہوئے ہیں اور امام علی کے قول کے مطابق واجب القتل ہوں گے لیکن یہ معاملہ قتل خطاء میں دیت کی واپسی کا موجب ہو گا۔ [1]

۱۵:۱، اگر مقتول کے دو لڑکوں میں ایک نے ایک شخص کی نسبت کہا کہ اس نے قصداً قتل کر دیا اور دوسرے بیٹے نے خطاء کی گواہی دی تو قصاص شبہ کی بنیاد پر ساقط اور دیت واجب ہو گی۔ [2]

۱۶۔ اگر مقتول کا ایک بھائی اور لڑکا ہو تو لڑکے کے گواہوں کا اعتبار کیا جائے گا۔ بھائی کے گواہوں کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ [3] لیکن اگر دونوں لڑکوں نے اپنے باپ کے قتل کا الزام ایک دوسرے پر عائد کیا تو مقتول کے بھائی کی شہادت کا اعتبار کیا جائے گا۔ [4] امام ابو حنیفہ نے اس مسئلہ پر کوئی قول پیش نہیں کیا۔ جبکہ صاحبین کا اس پر اتفاق ہے۔

۱۷۔ اگر ملزم قتل کی جگہ پر اپنی غیر موجودگی کو عام لوگوں کے ذریعے ثابت کرے تو قبول ہو گی ورنہ نہیں۔ [5]

۱۸۔ لیکن اگر مقتول کے ورثا دونوں قاتلوں میں سے ایک کو اپنا قاتل قرار دیں تو صرف ایک سے قصاص لیا جائے گا۔

۱۹۔ اگر قاتل قتل عمد کا اقرار کرتا ہے اور مقتول کے ورثہ قتل خطاء کے مدعی ہیں تو ان کو کچھ نہیں ملے گا۔ اگر مقتول کے وارث نے قتل خطاء کے دعویٰ کے بعد گواہی پر قتل عمد کا دعویٰ کیا تو قاتل پر صرف دیت واجب ہو گی۔ [6]

۲۰۔ قاتل قتل خطاء کا اقرار کرے جبکہ مقتول کے وارث قتل عمد کا دعویٰ کریں۔ تو قاتل کے اقرار پر صرف دیت واجب ہو گی۔ [7]

۲۱۔ اگر ایک شخص نے قتل کا اقرار کیا اور مقتول کے وارث نے اس کی تصدیق پر قصاص لیا۔ پھر دوسرا شخص اس مقتول کے قتل کا اقرار کرے تو اس صورت میں وہ اس سے بھی قتل کا قصاص لے سکتا ہے۔ یہ قول امام ابو یوسف کا ہے۔ [8]

۲۲۔ اگر ایک شخص نے دو آدمیوں پر قتل عمد کا دعویٰ کیا ان میں سے ایک نے عمد کی تصدیق کی جبکہ دوسرے نے خطاء قتل کا اقرار کیا تو دونوں پر دیت واجب ہو گی۔ یہ قول امام محمد کا ہے۔ [9]

۲۳۔ اگر ایک شخص نے دو آدمیوں پر قتل عمد کا دعویٰ کیا ان میں سے ایک نے اقرار کیا اور دوسرے کے متعلق گواہان نے شہادت دی کہ اس نے تنہا قتل کیا ہے تو شہادت قبول نہ ہو گی۔ [10]

۲۴۔ آزاد کشمیر کی عدالت عالیہ نے قرار دیا کہ زیر دفعہ 5,3 اسلامک پینل لاء کے تحت عدالت ماتحت نے دیت کی

---

۱ (البدائع الصنائع) ۲ (المبسوط) ۳ (کتاب الاختیار) ۴ (المحیط) ۵ (کتاب الاختیار) ۶ (فتویٰ قاضی خان) ۷ (المبسوط)
۸ (المحیط) ۹ (المحیط) ۱۰ (کتاب الاختیار)

marfat.com
Marfat.com

ادائیگی کے حکم کی بجائے دس سال قید کی سزا کا حکم دیا ہے۔ جسکے لیے عدالت نے کوئی وجہ بیان نہیں کی۔ چنانچہ عدالت نے قتل کے بنیادی مجرم کو دانستہ قتل پر سزا چودہ سال کرنے کے علاوہ دیت کی ادائیگی کا بھی حکم دیا۔ جسکی مالیت 1991ء میں -/1,75,000 روپے بنتی تھی ٥ ۱؎

اعلیٰ عدالت کے فیصلے

ضمانت (Bail): سپریم کورٹ نے شبہ میں ضمانت کیلئے فائدہ ملزم کے حق میں دیا۔ اور ضمانت لینے کا حکم فرمایا۔ مزید کہا گیا ایسی صورت میں انتہائی سزا کا خیال رکھنا ضروری نہیں ہے ٥ ۲؎ قتل فائر کا نتیجہ تھا۔ لیکن لاٹھی مارنے والے شریک جرم کی ضمانت لی گئی۔ کیونکہ اس کی نیت قتل عمد کو شبہ العمد میں بدل رہی تھی ٥ ۳؎ شبہ العمد میں دیت کے نفاذ کی بنیاد پر لاہور ہائی کورٹ نے جرم اعتنائی شق کے باوجود ضمانت لے لی ٥ ۴؎ (موقع پر عدم موجودگی یعنی Alibi) کی گواہی کم و بیش 100 افراد نے تفتیشی افسر کے سامنے دی کہ ملزم موقع / وقوعہ پر موجود نہ تھا۔ بلکہ ملزم اپنے بہنوئی کے علاج کے لیے ہسپتال گیا ہوا تھا۔ اور موقع پر عدم وجود کی شہادت دیگر دستاویزی شہادت سے بھی ثابت ہونے کی وجہ سے ملزم کو تفتیشی ایجنسیوں نے بھی بے گناہ قرار دیا۔ مقدمہ مزید تفتیش کا ہے ضمانت ہوئی ٥ ۵؎ قبل از گرفتاری ضمانت کی درخواست میں پولیس کا ریکارڈ نہ لانا۔ عدالت کی توہین کا جواز ہے اور شبہ کا سبب بھی بنتا ہے۔ اگرچہ ضمانت نہ ہوسکتی تھی لیکن قرار دیا گیا کہ پولیس کے رویہ سے عدالت ضمانت پر مجبور بھی ہوسکتی ہے۔ نیز درخواست میں ملزم نے اقرار کیا کہ ملزم کے مقتول پارٹی کے خلاف متبادل مخالفانہ مقدمات درج ہیں۔ جبکہ اس مقدمہ کا اسے علم بھی نہ ہے ضمانت منظور ہوئی ٥ ۶؎ اگرچہ ملزم 4 سال تک عدالت سے مفرور رہا اور اسکے خلاف مقتول کے قتل کا بلا واسطہ الزام تھا۔ ضمانت منظور ہوئی ٥ ۷؎ ملزم پر الزام کہ وہ ہوائی فائرنگ کرتا رہا۔ اور للکارا مارتا رہا ایسا فعل شبہ کی بنیاد پیدا کرتا ہے لہذا ضمانت لے لی گئی ٥ ۸؎ ملزمان کلاشنکوف سے مسلح ہونے کے باوجود محض ٹھوس (Blunt) زخموں کا سبب بنے جو قتل کے ہتھیار سے لگائے گئے ثابت نہ ہوتے ہیں۔ تو ضمانت ہوئی ٥ ۹؎ ملزم کے خلاف شہادات مناسب نہ تھیں لہذا شبہ نے سزائے موت ساقط کر دی / نہ دی جاسکتی تھی۔ لہذا سزائے موت کے علاوہ سزا دی گئی ٥ ۱۰؎

۱؎ (1991Pcrlj566) ۲؎ PLD1972SC277 ۳؎ PLD1997CR111 ۴؎ NLR1999(CR)248

۵؎ (1975SCMR219) (1984Pcrlj767) (PLJ1990CRC-LH220) ۶؎ 2001Pcrlj6941

۷؎ PLD1985SC182 - PLD1985SC402 - 1998SCMR190 ۸؎ 1996SCMR1654

۹؎ (2001Pcrlj701) (1999Pcrlj890) (1998SCMR454) (1996SCMR1125) ۱۰؎ (2001Pcrlj652)

(1980Pcrlj59)(1994Pcrlj1044)(1994Pcrlj1009)(MLD1993(CR)394)(1997SCR206)

(1982Pcrlj(Lah)1986)(1981Pcrlj(Lah)144)

marfat.com
Marfat.com

ملزم سے کوئی زخم منسوب نہ ہے۔شریک ملزم جو ضمانت پر ہے سے الزام مختلف نہ ہے۔لہذا برابری کی بنیاد پر ایسی صورت شبہ میں مزید تفتیش کا تقاضا کرتی ہے۔ضمانت لی گئی منسوخ نہ ہوئی ۱؎ معاملہ زنا کے الزام میں کاروکاری کا تھا اور عورت کو زنا کے اقدام پر قتل کی گیا لیکن شام کے دھندلکے میں فائرنگ کے حوالے سے ملزموں کی نشاندھی/وضاحت نہ تھی کہ کس نے فائرنگ کی۔نیز میڈیکل شہادت جب تک کسی دیگر شہادت سے مطابقت نہ رکھے تو قبول نہ ہوگی ۲؎ عدم ادائیگی دیت کی صورت میں ملزم قید تھا۔لیکن دفعہ 331 تعزیرات پاکستان کے تحت ضمانت کا حقدار تھا۔چنانچہ دیت کی مالیت کے برابر ضمانت داخل کرنے پر رہا کر دیا گیا ۳؎ پستول جو ملزم کے چچا کا تھا۔حادثاتی طور پر ملزم کے ہاتھوں میں آکر چل گیا۔چنانچہ یہ قتل خطاء قرار دیا گیا۔اور زیر حراست سزا کو تعزیر تصور کرتے ہوئے دیت کی ادائیگی پر ملزم کو بری کر دیا گیا ۴؎ سابقہ دشمنی ثابت نہ تھی۔مقتول اور قاتل کے درمیان سخت کلامی ہوئی۔اور بدقسمتی سے وقوعہ ہوگی۔لہذا واقعات کے مطابق یہ قتل عمد پر شبہ ہے۔اور یہ 302 میں سزا نہیں دیا جا سکتا۔نیز فریقین کے درمیان صلح بھی ہو چکی ہے جسمیں بعض ورثا نے قتل معاف کر دیا ہے۔چنانچہ سابقہ زیر حراست سزا کو تعزیر قرار دیتے ہوئے دیت کی ادائیگی پر ملزم کو بری کرنے کا حکم دیا گیا ۵؎ جب کسی واقعاتی شہادت سے اغواء اور قتل ثابت نہ ہوتا ہو۔اسی طرح ریکوری بھی ثابت نہ ہو۔ اور شناخت کی شہادت بھی کمزور ہو تو ایسی صور میں ایسا قتل شبہ العمد بھی نہ بنتا ہے۔لہذا ملزم کو بری کر دینا چاہیے ۶؎

سزا **(Punishment)**: باہمی لڑائی میں ایک طرف چار قتل اور دوسری جانب دو قتل۔چالان شدہ ملزمان کے علاوہ کوئی غیر جانبدار گواہ پیش نہ ہوا۔ چنانچہ محض قیاس اور شہادت پر پھانسی نہیں دی جا سکتی ۷؎ صرف للکارنے کا الزام ۔خالی ہاتھ۔نیت مشترک ثابت نہ ہے۔بری کیا گیا ۸؎ بیوی کے قتل پر غیرت کا عذر تسلیم کیا گیا۔زیر حراست سزا بسر کردہ کافی قرار دی گئی ۹؎ جرم کا ثابت کرنا استغاثہ کا کام ہے ملزم صفائی کی شہادت دے یا نہ دے ۱۰؎ شریعت میں ثبوت استغاثہ پر لیکن قسم ملزم پر ہے۔شہادت چشم دید مشکوک ہوں۔تو ملزم کا عذر جوش غیرت ماننا پڑے گا ۱۱؎ جائے واردات کے قریبی عینی شاہد گواہوں کی عدم موجودگی میں رشتہ داروں کی گواہی مشکوک قرار دی گئی۔ملزم بری کیا گیا ۱۲؎ شریعت کا اصول ہے کہ نابالغ کا قتل عمد بھی قتل خطاء ہے چنانچہ ملزم ۱۳/۱۴ سال مقتول کے قاتل کے گھر میں مداخلت کے بعد قتل کیا گیا۔عدالت عالیہ نے سزائے موت کی بجائے عمر قید کی سزا سنائی ۱۳؎ ماں اور بہن کے قتل کے الزام پر گواہوں کے بیان حلفی کی بنیاد پر ضمانت لی جنہوں نے شبہ کی گواہی دی ۱۴؎

۱؎ 1986SCMR1380-(1996Pcrlj1422)-2001Pcrlj865 ۲؎ (SBLR2002SIND1375) (1999SCMR20/103)

۳؎ (PLJ1995CR405) ۴؎ (1998Pcrlj1781) ۵؎ (PLJ2000CR1205) ۶؎ (PLJ2000CRC286) (1991Pcrlj857)

۷؎ (1976 Pcrlj 434) ۸؎ (1988Pcrlj188) ۹؎ (1988Pcrlj192) ۱۰؎ (1988Pcrlj19) ۱۱؎ (PLD1988CR14)

۱۲؎ PLD1988CR181 ۱۳؎ (1988SCMR108) ۱۴؎ PLD-1986CR7850

marfat.com
Marfat.com

دن دہاڑے قتل لیکن موقع کے گواہ موجود نہیں ہیں شبہ کا سبب بنا۔ ملزم بری ہوا۔ ۱؎ جب بیوی اور اس کے یار کا دوہرا قتل ہوا۔ تو غیرت میں ضمانت لے لی گئی۔ ۲؎ اسلامک پینل لاء آزاد کشمیر کی دفعہ 307 تعزیرات پاکستان ہمراہ 417 ضابطہ فوجداری اپیل میں قرار دیا گیا کہ ملزم پر بندوق سے فائر کا الزام ہے۔ جبکہ اس سے ریکوری سوٹی ہوئی جس کا استعمال بھی ثابت نہ ہے۔ خالی خول اس بندوق سے فائر ہوئے۔ جو مرکزی ملزم سے برآمد ہوئی۔ لہذا حکومتی اپیل خارج ہوئی۔ ۳؎ دن دیہاڑے کا وقوعہ شہادات میں ثابت ہونے کے باعث عدم تضاد کی صورت میں شبہ کے عدم وجود پر سزائے موت دی گئی بحال رکھی گئی۔ ۴؎ مقتول صرف ایک وار سے قتل ہو گیا۔ جبکہ ملزم کے ساتھی لوگوں پر 13 زخم موجود ہوں۔ کھلے عام لڑائی میں قتل 302 (C) میں آتا ہے جس میں موت کی سزا نہ دی جا سکتی ہے۔ چنانچہ ملزم کی سزا محض اس لئے سابقہ زیر حراست سزا کے عوض ختم کر دی گئی کہ ملزمان کے ساتھی بھی اس واقعہ میں قتل ہوئے اور دیگر ملزمان کو بھی زخم آئے۔ اور زخموں کو نوعیت پر اختلاف شبہ کا سبب بنتا ہے۔ (سزائے موت ختم کر دی گئی) ۵؎ ملزم کے خلاف مقدمہ دفعہ 302/34 تعزیرات پاکستان میں درج ہوا۔ لیکن فیصلہ دفعہ 316 تعزیرات پاکستان میں کیا گیا۔ چنانچہ دیکھنا ہوگا کہ اس فیصلہ کی رو سے واقعات کی موجودگی میں کونسا جرم عائد کیا جا سکتا ہے۔ یہ درست ہے کہ زخم مذکور جن میں ملزم سے ملوث کیا گیا ہے۔ سے عام حالات میں موت واقع نہ ہو سکتی ہے۔ لیکن موت واقع ہوئی۔ جیسا کہ دفعہ 315 قتل شبہ العمد میں تحریر ہے۔ اس وقوعہ میں کوئی بھی زخم وجہ موت نہ بن سکتا تھا۔ اور ڈاکٹری رپورٹ میں واضح کیا گیا۔ کہ مقتول دل کے عارضے سے فوت ہوا۔ اگرچہ ڈاکٹر نے ابتدائی طور کوئی نظریہ قائم کرنے کی بجائے تھوک اور خون کا معائنہ کیلئے کیمیکل رپورٹ تجزیاتی لیبارٹری سے حاصل کی۔ جس میں واضح کیا گیا کہ مریض کو دل کا عارضہ لاحق تھا۔ اور وہ دل کے دورے سے مر گیا۔ جبکہ کوئی بھی زخم وجہ عارضہ دل نہ بن سکا تھا۔ ایسی صورت میں دفعہ 315 ہمراہ 316 قتل شبہ العمد کا جرم ثابت نہ ہوتا ہے۔ چنانچہ سزا کو 316 تعزیرات پاکستان کی بجائے دفعہ 337/L(II) میں فیصلہ کیا گیا۔ ۶؎ جب ملزم کی منشا قتل کی نہ تھی اور جرم محض دفعہ 316 تعزیرات پاکستان میں جاتا ہے لیکن جب یہ ثابت ہوا کہ تمام ملزم مسلح تھے اور مخصوص زخم وجہ موت بھی بن گیا ہے تو ضمانت نہ ہوئی۔ ۷؎ جب انکوائری ٹریبونل نے مقدمہ کی اچھی طرح چھان بین نہ کی اور ملزمان کو صفائی پیش کرنے کا قانونی طور پر موقع فراہم نہیں کیا تو اپیل منظور کرتے ہوئے دوبارہ مقدمہ ریمانڈ کر دیا۔ ملزم کا نام ایف آئی آر میں درج نہ تھا۔ کوئی شناخت پریڈ نہ ہوئی تھی۔ کوئی میڈیکولیگل سرٹیفکیٹ نہ تھا۔ نہ ہی ریکوری (ہتھیار) تھی۔ ایسی صورت میں محض ایسی شہادت کی بنیاد پر جو چھ ماہ بعد متضاد ثابت ہوئیں۔

۱؎ (PLD 1985 -CR 197) ۲؎ (PLD-1987CR 502) ۳؎ 2001Pcrlj524

۴؎ PLD1998SC145-PLD2001CRC(Lah)1026 ۵؎ 2001Pcrlj954(1992SCMR2047)

۶؎ (LRP2002CR498) ۷؎ 1979SCMR92 - 1981SCMR/1092- 1985Pcrlj3019 1985Pcrlj1626

marfat.com

Marfat.com

چنانچہ ایسی متضاد شہادت کی بنیاد پر سزا نہیں دی جا سکتی ۱۰ چچا کا پستول حادثاتی طور پر قاتل کے ہاتھ میں آ گیا جو مقتول کے ہاتھ میں چل گیا۔ جس سے مقتول کی موت واقع ہوئی۔ قاتل کو سزا دفعہ 319 میں دی گئی دفعہ 316 میں تبدیل کر دی گئی۔ ملزم نے دفعہ 331 تعزیرات پاکستان کے تحت دیت کی ادائیگی پر خود کو رہا کرا لیا ۲ استغاثہ قاتل کی نیت کو عمد میں ثابت کرنے میں قاصر رہا ہے۔ اور نہ ہی شبہ العمد ثابت کرنے میں کامیاب ہوئے۔ چنانچہ دفعہ 316 کی بجائے دفعہ (1)337-A تعزیرات پاکستان میں سزا ہوئی۔ اور زیر حراست قید کے عوض بری کر دیا گیا ۳ ملزم کو 316 تعزیرات میں سزا ہوئی اور دیت کی ادائیگی بھی ورثا کو ہوئی لیکن سوال اٹھایا گیا۔ کہ مذکورہ جرم دفعہ 316 تعزیرات میں تھا یا دفعہ 302 تعزیرات میں یا وقوعہ فوری اشتعال اور لڑائی کا تھا۔ فریقین کے درمیان صلح بھی تسلیمی ہے لہذا دیت کی ادائیگی تین سال میں دینے کا حکم ہو کیونکہ قتل عمد ثابت نہ ہوا تھا ۴ کسی اکلوتے گواہ کی گواہی جو منحرف بھی ہو جائے تو بغیر کسی دیگر گواہی سے مطابقت کے سزا نہیں دی جا سکتی ۵ قتل کے عینی شاہد گواہ مقتول کی بیٹی تھی۔ قتل گھر میں ہوا لہذا وہ بہترین شہادت تھی۔ جب کہ سوال کہ علاقے کا گواہ کوئی نہ تھا بلا جواز ہے۔ رپورٹ بھی بروقت تھی لیکن ہتھیار کی نسبت سے قتل شبہ العمد تھا۔ دفعہ 316 میں دیت کی سزا بحال رکھی گئی ۶ قتل میں زخموں کا تعین کرنے کیلئے عدالت کے سامنے جو حقائق رکھے گئے۔ ان کے مطابق زخم عام حالات میں موت کا سبب بننے کیلئے کافی نہ تھے۔ ایسے میں موت کا ثبوت 315 میں پایا جاتا ہے کیونکہ کوئی بھی زخم ایسا نہ تھا۔ جسے فوری موت کا سبب قرار دیا جا سکے۔ اس نظریے کے مقابلے میں بھی کوئی دوسری مخالفت موجود نہ تھی۔ البتہ خون کی رپورٹ سے ثابت ہے کہ ملزم دل کا مریض تھا۔ چنانچہ زخم سادہ ثابت ہوا۔ جو 316-315 کی بجائے دفعہ 337A-2 میں ظاہر ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ملزم کی سزا قبل ازیں زیر حراست قید کے عوض ختم کر دی گئی ۷ عدالت عظمی نے اجازت اپیل منظور کی جس میں سوال یہ تھا کہ اگر مجرم انتہائی غریب ہو۔ اور دیت ادا کرنے کے قابل نہ ہو۔ تو اسے تا ادائیگی دیت قید میں رکھنا اسلام کی منشاء ہے یا نہیں۔ چنانچہ مجرم کو کما کر دیت ادا کرنے کیلئے ضمانت پر رہا کیا جانا مناسب ہے یا نہیں ۸ آزاد کشمیر کی عدالت نے قرار دیا کہ کسی جرم میں کم سزا تجویز کرنے کیلئے وجہ ریکارڈ پر لائے۔ ایسے مقدمات میں جب قتل کی وجہ عناد سامنے نہ آئے تو 10 سال کی سزا کو دیت میں تبدیل کر دینا چاہیے ۹ اپیل کی اجازت عدالت عظمی نے اس بنیاد پر دی۔ کہ

۱۔ خون بہا کا نظریہ اسلام میں فوجداری جوابدہی کیلئے کیا ہے۔

۲۔ دفعہ 299 ہمراہ دفعہ 323 کی رو سے کیا دیت تمام ملزمان سے مشترکہ وصول کی جائے گی۔ یا بمطابق حکومت کی

---

۱ (SBLR2002Qt32)(1986PcrljQt486/490) ۲ (PLJ2000CRC1205) ۳ (1995Pcrlj1807)
۴ (PLJ2000CRC(Qt)286) ۵ (2002Pcrlj259) ۶ (2002Pcrlj388) ۷ (LRP2002CRC479)
۸ (1994SCMR1621) ۹ (NLR1991SD465)

marfat.com
Marfat.com

اعلان کردہ دیت کے مطابق پر ملزم سے الگ الگ وصول ہوگی۔

۳۔ کیا دفعہ 316 کے تحت بطور تعزیر بھی سزا دینے کی مجاز ہے۔ نیز دفعہ 316 میں سزائے تعزیر نافذ کرنے کا کیا اصول ہوگا؟

دفعہ ۳۱۷ قتل کا ارتکاب کرنیوالا شخص وراثت سے محروم کردیا جائے گا

(Person committing qatl debarred from succession)

جب کہ کوئی شخص جس نے قتل عمد یا قتل شبہ العمد کا ارتکاب کیا ہو کوئی، وارث یا کسی وصیت کے تحت منتفع ہوتو وہ شخص متضرر کی جائیداد کی وراثت سے بطور وارث یا منتفع محروم کردیا جائے گا۔

تشریحات

دفعہ ہذا قرار دیتی ہے کہ قتل عمد یا شبہ العمد کا قاتل مقتول کی وراثت یا وصیت کے ذریعہ نفع کا باعث ہونے کے باوجود محروم کردیا جائے گا○ شریعت نے بھی قتل عمد اور قتل شبہ العمد کا ارتکاب کرنے والے مجرم کو شخص متضرر کی جائیداد کی وارثت سے محروم قرار دیا ہے○ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قاتل اگر اپنے مورث کو قتل کردے تو نہ صرف وہ ایک جرم خون ناحق کا مرتکب ہوتا ہے○ بلکہ عین ممکن ہے کہ مذکورہ قاتل نے جائیداد کے حصول ہی کیلئے یہ قتل کیا ہو○ لہذا جس مال کو حاصل کرنے کی لیے خلاف قانون اور خلاف شریعت طریقہ اختیار کیا جائے۔ وہ مال ایسے شخص پر حرام ہو جاتا ہے○ قرآن الحکمت کے حکم کے مطابق اگرچہ ہم دعا کرتے ہیں کہ ربنا لا تواخذنا ان سینا او آخطانا (اے پروردگار تو ہمارا مواخذہ نہ کر کہ اگر ہم سے بھول ہو جائے یا ہم خطا کر بیٹھیں) اس لحاظ سے خطاء قابل مواخذہ نہیں ہے○ لیکن خون ناحق کی عظمت اس قدر ہے کہ اس معصیت کی کسی بھی صورت میں بھول نہیں ہے○ اور اس طرح خون ناحق خواہ قتل خطاء ہی کیوں نہ ہو۔ جرم قابل مواخذہ ٹھہرایا گیا○ اور اس میں بھی دیت کی ادائیگی واجب ٹھہری○ اور اس میں بھی قاتل وراثت سے محروم ٹھہرا○ چنانچہ اگر قتل خطاء میں وارثت باقی نہیں رہتی۔ تو قتل عمد اور شبہ العمد تو مذکورہ قتل سے شدت میں بدرجہ اتم زیادہ اور خطرناک ہیں○ آئمہ اکرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ مسلمان کی جان کو قصداً ہلاک کرنے والے پر تین باتیں عائد ہوتی ہیں۔ (اول) گناہ عظیم (فجز اجہنم) (دوم) تاوان کا ادا کرنا (القصاص فی القتلی) (العمد قود) اور (سوم) قاتل ورثہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ (لامیراث لقاتل) آنحضرت ﷺ کا حکم کہ قاتل ورثہ کا حقدار نہیں ہے مزید ارشاد ہے القاتل لا یرث (قاتل وارث نہیں ہے)○ حکم عمومی ہے اور اسمیں قتل پر تخفیف نہیں ہے لہذا اس حدیث کے

---

1. (2002SCMR1676)

marfat.com
Marfat.com

اصول پر قتل خواہ کسی قسم کا ہو میراث سے محرومی کا باعث ہوگا ٥ اسی طرح وصیت کے حق کیلئے بھی قتل ناجائز ہے ٥ لہذا وصیت پر بھی عمل درآمد قاتل کے حق میں نہ ہو سکتا ہے ٥ نیز کفارہ بھی دینا ہوگا۔ لیکن بعض فقہا کے نزدیک قتل عمد میں کفارہ واجب نہیں ہوتا ہے ٥

دفعہ ۳۱۸ قتل خطاء (Qatl-i-khata)

جو کوئی کسی شخص کی موت کا باعث بنے یا اسے ضرر پہنچانے کے ارادے کے بغیر کسی فعل کی غلطی سے یا کسی امر واقعہ کی غلطی سے مذکورہ شخص کی موت کا باعث ہو جائے تو وہ قتل خطاء کا مرتکب کہلائے گا۔

(الف) الف ایک ہرن کا نشانہ باندھتا ہے لیکن نشانہ خطاء ہو جاتا ہے۔ اور ساتھ کھڑے ض کو مار ڈالتا ہے الف قتل خطاء کا مجرم ہے۔

(ب) الف ایک شے کو سور سمجھتے ہوئے گولی مارتا ہے لیکن وہ انسان نکلتا ہے الف قتل خطاء کا مجرم ہے۔

تشریحات

دفعہ ہذا پر مزید مباحث زیر تحریر لانے سے پہلے ضروری ہے کہ خطاء کی تعریف کا جائزہ لیا جائے۔

خطاء کی تعریف

شریعت میں خطاء کی تعریف یا معنی بے احتیاطی، خودسری، کسی فعل کی زیادتی یا کمی، غور کی کمی، بے نیازی یا شرعی اور قانونی احکامات کا لحاظ نہ کرنا ہدایت پر عمل نہ کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ اور قتل خطاء یہ ہے کہ کسی انسان کا قتل مذکورہ بالا بے احتیاطی یا عدم دلچسپی کے باعث سرانجام پذیر ہو فقہا نے خطاء کی دو اقسام بیان کی ہیں۔

۱۔ خطاء فی القصد ۲۔ خطاء بالفعل

خطاء فی القصد یہ ہے کہ شخص مذکور نے قصد اور ارادہ میں خطاء اور غلطی کی۔ مثلاً اگر کسی شخص نے بندوق سے شکار پر فائر کیا۔ مگر اتفاق سے آدمی کو لگا وغیرہ۔

اور خطاء بالفعل یہ ہے کہ کسی شخص نے نشانہ پر گولی فائر کی۔ مگر نشانہ خطا ہونے کے سبب کسی شخص کو لگا اسمیں قاتل کی کسی آدمی کو مارنے کی دانستگی موجود نہ تھی۔

امام مالک کے نزدیک قتل خطاء کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً

۱۔ مقتول کے قتل کا ارادہ نہ تھا۔ تو اس پر دیت اور کفارہ لازم ہے۔

۲۔ کھیل یا مذاق میں ضرب لگنے سے موت واقع ہوگئی یا تادیب کی خاطر مارا بشرطیکہ آلہ ہتھیار نہ ہو اور محض تادیب کیلئے

marfat.com

Marfat.com

ہی استعمال ہوتا ہو۔ تو قصاص واجب نہ ہوگا۔[1]

۳۔ امام شافعی قتل خطاء کی تعریف میں فرماتے ہیں۔ کہ اگر کسی شخص نے درخت پر مارا لیکن وہ کسی آدمی کو لگا۔ جس سے اسکی موت واقع ہوگئی تو قتل خطاء کہلائے گی۔

۴۔ امام احمد بن حنبل کا قول ہے کہ قتل خطاء وہ قتل ہے جس میں قصد اور ارادہ موجود نہ ہو۔ مگر اتفاق سے اس فعل کی وجہ سے کوئی شخص قتل ہوگیا٥ یا کسی شخص نے دارالحرب میں کسی شخص کو کافر سمجھتے ہوئے قتل کردیا وغیرہ٥ قتل خطاء کی مثالیں ہیں٥ موجودہ دور میں قتل خطاء میں بھی ہتھیار کا اعتبار نہ کرنا ہوگا٥ کیونکہ ہتھیار کا نشانہ خطاء ہو جانے سے بوجہ ہتھیار قتل خطاء قتل عمد قرار نہیں دیا جاسکتا٥ چنانچہ ایسے مقدمات میں عدالت کا کام یہ ہے کہ مذکورہ فعل بے احتیاطی یا خطاء کی تحقیق کرے اور واقعہ میں اگر محسوس کرے کہ مذکورہ فعل بے احتیاطی یا خطاء کی بجائے بالارادہ ہے تو قتل خطاء کی بجائے قتل عمد تصور کرے٥ اسطرح دیت ساقط ہوگی اور قصاص واجب ہوگا۔

قرآن الحکمت میں ارشاد ہے وماكان المومن يقتل مومنا خطا عليما حكميا٥[2]

ترجمہ: کسی مومن کے شایان شان نہیں کہ کسی مومن کو قتل کرے۔ بجز اس کے کہ غلطی سے ایسا ہو جائے اور جو غلطی سے قتل کرے تو یہ ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور خون بہا اس کے عزیزوں کو ادا کرے۔ سوائے اس کے کہ ورثاء مقتولین معاف کردیں۔ اگر وہ مومن دشمنوں میں ہو تو ایک مسلم غلام آزاد کرنا واجب ہے٥ اگر معاہدہ والی قوم ہو تو خون بہا واجب ہے اور غلام بھی آزاد کرے اور جس کو یہ میسر نہ ہو اس پر دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنا واجب ہے٥ یہ توبہ اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ بڑا حکمت والا اور علم والا ہے٥

دو گروہوں کی آپس میں لڑائی کے نتیجہ میں کسی کی موت واقع ہونا٥ مجمع کے افراد کی ایک دوسرے پر پتھر لگنے سے موت واقع ہو٥ یا کسی شخص کو اس قدر مارنا کہ پسلیاں ٹوٹ جائیں٥ اور موت واقع ہوگئی٥ رات کی لڑائی میں اینٹ لگنے سے موت واقع ہوگئی٥ شخص کے پیٹ میں لات لگنے سے موت واقع ہوگئی٥ اسی طرح بندوق کا بٹ لگنے سے موت واقع ہونا کسی جانور کو کھلا چھوڑ دینے سے مذکورہ جانور کی موت کا سبب بن جائے وغیرہ قتل خطا کی مثالیں ہیں٥

چنانچہ یہ امر واضح ہوا کہ جہاں قاتل کو علم نہ ہو کہ وہ جو فعل سرانجام دے رہا ہے اس سے موت واقع ہو جائے گی٥ اور نہ ہی مذکورہ فعل قتل کرنے کی نیت سے ہو تو قتل خطاء کہلائے گا٥ اچانک سرزد ہونے والے حادثات٥ جس کے لیے ذہن پہلے سے تیار نہ ہو اور فوری اثر قبول کرنے کے نتیجہ میں سرزد ہوں٥ تو بھی وہ قتل خطاء تصور ہوں گے٥ مثلاً غیرت کے سبب٥ بہ امر اکراہ یا اپنے دفاع میں ہونے والے قتل یا چادر اور چاردیواری کے تحفظ میں نقصان یا قتل قابل مواخذہ نہیں

---

[1] (القصاص الادیات ص ۲۶۲) [2] (النساء: ۹۲)

marfat.com
Marfat.com

ہیں ٥ اور قابل قصاص و دیت نہیں ہیں ٥ مثلاً جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت کا ارشاد ہے اگر کوئی شخص اپنے مال و جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا تو شہید اور اگر قتل کر دے تو مقتول واجب جہنم ہے ٥ یعنی وہ معصوم الدم نہیں ہے ٥ مزید روایت ہے کہ گر کوئی شخص بغیر اجازت تیرے گھر میں جھانکے اور تو اس کو اس طرح کنکری مارے کہ اس کی آنکھ نکل گئی تو کوئی گناہ نہیں ہے ٥ [1] قتل مشابہ بہ قتل خطاء بھی فقہا کے نزدیک قتل خطا کی ایک اور قسم ہے ٥ جس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص بندوق تلوار یا خنجر اُٹھائے ہوئے جا رہا تھا کہ اچانک میکانکی خرابی سے بندوق چل جائے ٥ یا تلوار ہاتھ سے گر جائے ٥ یا خنجر لگ جائے یا کوئی کپڑا کسی دوسرے شخص پر گرے اور کپڑا مقتول کی گردن کو لپیٹ لے ٥ (آج کے میکانکی دور میں ایسا دیکھا گیا ہے کہ موٹر سائیکل کے پہیے میں کپڑا آ گیا اور گردن میں لپٹا ہوا کپڑا یا دوپٹہ گردن دبانے کا نتیجہ ثابت ہوا ٥ اور موت واقع ہوئی تو یہ شبہ بہ قتل خطاء شمار ہو گیا اس قسم کے قتل میں وہ شخص جو اسلحہ کی قسم میں ہتھیار بند ہو اور جان چلی جائے تو مسئول ہو گا ٥ اور قتل خطا میں دیت کا سزاوار ہو گا ٥ لیکن کپڑے کی وجہ سے کوئی شخص مسئول نہیں ہو گا۔ کیونکہ کپڑا بظاہر ایسی چیز نہیں ہے۔ جس سے موت واقع ہونے کا امکان ہو ٥ اسی طرح کسی شخص کے جانور کو کھلا چھوڑنا جو عام حالات میں ہلاکت کا سبب نہیں ہو گا ٥ اچانک دوڑ پڑنے یا ڈر یا خوف زدہ ہونے سے نقصان کا سبب ہوں تو اس کے مالک پر جرمانہ عاید ہو گا ٥ لیکن وہ قتل میں مسئول نہیں ہو گا۔ راستے میں کام کے سلسلے میں گڑھا کھودنے کے نتیجہ میں اس میں گر کر موت واقع ہونا ٥ یا ترقیاتی کاموں کے دوران مناسب اشارے نہ لگانا ٥ لوہے کے راڈ یا تنصیبات سے ٹکرا کر ہلاکت کا باعث ہونا ٥ جیسی تمام تر ذمہ داری اس محکمہ پر ہو گی اور وہ محکمہ قتل میں اگرچہ مسئول نہ ہو گا لیکن جرمانہ کا مستحق ہو گا ٥ لیکن کسی ادارے کا مناسب اشاروں اور اپنی خطرناک تنصیبات پر احتیاطی تدابیر نہ کرنے پر قتل کا ادارہ مذکور مسئول ہو گا ٥ راستے میں تیل یا کوڑا کرکٹ پھینکنے سے جہاں پر پھسل کر انسانی جان کو کوئی تکلیف کا اندیشہ ہو سکتا ہو تو مذکورہ شخص یا ادارہ مسئول ہو گا ٥ ایسے تمام عوامل میں قتل خطاء کے ضمن میں قاتل دیت کا مستوجب ہو گا ٥ اسکی مثال اسطرح بھی ہے کہ ایک شخص نے الف پر فائر کیا۔ لیکن ساتھ کھڑا ہوا ب بھی الف کو مارے جانے والے فائر سے مر گیا تو الف کے جرم میں قتل عمد پر قصاص اور ب کے جرم قتل پر قتل خطاء ہو گا ٥ اور دیت واجب الادا ہو گی ٥ اسطرح چور جو رات کے وقت چوری کرنے آیا اور قتل ہو گیا میں بھی قصاص عائد نہیں ہو گی۔ کیونکہ حفظ مال و جان اور عزت کا تحفظ کرنا قانون اور شریعت میں جائز ہے ٥

---

[1] (رواہ المسلم / مشکوٰۃ مترجم)

marfat.com
Marfat.com

دفعہ ۳۱۹ قتل خطاء کی سزا (Punishment for Qatl-i-khata)

جو کوئی قتل خطاء کا ارتکاب کرے دیت کا مستوجب ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ جبکہ قتل خطاء کا ارتکاب کسی نا عاقبت اندیشانہ یا غفلت کے فعل کا باعث ہوا ہو۔ سوائے بے احتیاطی یا غفلت سے گاڑی چلانے کے تو مجرم کو دیت کے علاوہ بطور تعزیر کسی بھی قسم کی سزائے قید اتنی مدت کیلئے دی جاسکے گی جو پانچ سال تک ہو سکتی ہے۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔قابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔دیت اور ۵ سال قید۔۔سیشن کورٹ

تشریحات

اس دفعہ میں قتل خطاء کی سزا دیت قرار دی گئی ہے۔ اور اسی ضمن میں قلت خطاء ہی میں ان عوامل کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ جن میں ناعاقبت اندیشانہ غفلت کے افعال بھی شامل ہیں۔ اسمیں اگرچہ غفلت سے یا بے احتیاطی سے گاڑی چلانا کے عوامل بھی شامل ہیں۔ لیکن یہاں گاڑی چلانے کے علاوہ دیگر عوامل کو اس دفعہ میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اور ایسے تمام جرائم میں دیت کے علاوہ پانچ سال تک کی قید کی سزا بھی تجویز کی گئی ہے۔ جبکہ تیز رفتاری اور غفلت سے گاڑی چلانے جیسے امور دفعہ 320 میں مذکور ہیں۔ یہاں ہم دیت کے بارے میں اجمالی جائیزہ لیں گے۔ کیونکہ دیت کے دیگر معاملات کا ذکر دفعہ 323 میں وضاحت سے کیا گیا ہے۔ دیت عربی زبان کا لفظ ہے یہ لفظ "ودی" سے ماخذ ہے ودی کی "د" کو ہٹا کر آخر میں ت کے اضافہ سے لفظ دیت بنتا ہے۔ اس لفظ کے لغوی معنی بہنا اور دیت سے مراد کسی بہنے والی چیز یعنی خون کا بدل مراد ہے جسے اردو میں خون بہا بھی کہا گیا ہے چنانچہ دیت سے مراد قتل خطاء یا شبہ العمد (قتل عمد کے سوائے) کی صورت میں انسانی خون کے ضیاع کے نتیجہ میں قاتل پر مقتول کے ورثاء کے خون بہا کی ادائیگی کو دیت کہا جاتا ہے۔ (اگرچہ قصاص پر صلح بدل یا معافی کی صورت بھی دیت نافذ رہتی ہے۔ جن امور کا ذکر سابقہ دفعات میں وضاحت سے کر دیا گیا ہے)۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں قصاص تو تھا لیکن دیت (خون بہا) کا رواج نہ تھا چنانچہ حکم ہوا کہ فاتباع بالمعروف واداالیہ باحسان (ترجمہ: دستور کی پیروی کرتے ہوئے خوش اسلوبی سے خون بہا ادا کر دیا کرو)۔ اور مزید ارشاد ہوکہ ذالک تخفیف من ربکم ورحمتہ (ترجمہ: اس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے نرمی / رحمت ہے)۔ چنانچہ درج بالا روایت کی دلیل یہ ہے کہ دیت کی ادائیگی جو ایک نرمی اور مہربانی کے صلے میں واجب ہوئی۔ اس نرمی کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا جانا چاہیے۔ لہذا ضروری ہے کہ ایسا قانون وضع کیا

marfat.com
Marfat.com

جائے جو اس حقیقت کی اصل روح کی عکاسی کر سکے۔ جس کے مطابق قتل عمد اور قتل خطاء کی دیت کے ضمن میں اونٹوں کی اقسام کا فرق بیان کر کے جرم کی شدت اور نرمی میں فرق میں امتیاز پیدا کر دیا گیا ہے جس کی تفصیل دیت کے تعین کے دفعہ 323 میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

اس رعایت کا دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ دیت کی نرمی نے اس امر کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا کہ وہ عناصر جو اسلامی قانون کو ظالمانہ قرار دیتے ہیں انہیں یہ جان لینا چاہیے کہ اسلام نے قصاص اور دیت کے قانون کو نافذ کر کے جہاں ایک طرف ظلم و جبر کے خاتمے کی عملی کوشش کی وہاں مظلوم کو ظالم کے برابر لا کھڑا کیا۔ اور معافی اور صلح کے احکامات اور دیت کے قوانین کے ذریعے اسلام نے خود کو ایک دوسرے پر احسان کرنے اور احسان کی اہمیت واضح کرتے ہوئے شریعت کو محبت اور فلاح معاشرہ کا قانون ہونا ثابت کیا ہے۔ کیونکہ یہ تو ایک حقیقت ہے کہ اول ما یقضی بین الناس یوم القیامة فی الدماء (قیامت کے دن سب سے پہلے خون ناحق کا فیصلہ ہوگا)[۱] تو دنیا میں بھی ضروری ہے کہ قتل جیسے جرم کو عدل میں ضروری اہمیت دی جائے۔ اسی طرح شریعت نے دیت کی ادائیگی کیلئے قتل خطاء میں عاقلہ کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے اور اس طرح قانون کے ذریعے عاقلہ کو بھی ایک معاشرتی ذمہ داری پوری کرنے کا حکم دیا۔ اور پورے معاشرہ کو ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک کر دیا ہے چنانچہ جہاں قرآن الحکمت میں دیت کے سلسلہ میں واضح نص موجود کہ (جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دے تو مومن ایک غلام آزاد کرے اور دیت میت کے ورثاء کو دی جائے)

۲

اسی طرح حدیث کے ذریعے دیت کی ادائیگی کی ذمہ داری قتل خطاء میں عاقلہ پر ڈال دی ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ

دیته وجهت بنفس القتل الخطاء او شبه العمد تتحمله العاقله[۳]

ترجمہ۔ قتل خطاء اور شبہ العمد میں دیت کی ادائیگی عاقلہ پر ہے۔

شریعت کے مطابق دیت کی عاقلہ سے مراد قاتل کا قبیلہ، برادری، سوسائٹی یا ہم پیشہ لوگوں کی ایسوسی ایشن ہو سکتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے دور میں اکثر قتل خطاء کے مقدمات قصاص میں قتل نہیں کیا بلکہ دیت عاقلہ پر عائد فرمائی اور اس کی وجہ شاید یہی ہے کہ دیت اگرچہ قتل انسانی کے مقابلے میں مقدار حوالے سے بہت کم ہے۔ کیونکہ جان کا بدل قیمت نہیں ہو سکتی اور دیت جان کا بدل نہیں لیکن عام حالات میں قاتل کیلئے دیت کی مقرر کردہ رقم کا یکمشت ادا کرنا۔ یا ایسے ہی حالات میں خطاء کی بنیاد پر دیت کی ادائیگی ممکن نہیں رہتی اسطرح دیت کی رقم بہت زیادہ ہے اور وہ شخص جس نے دانستہ قتل نہیں کیا اور خطاء سے ایسا واقعہ ہو گیا ہے تو پھر یقیناً معاشرتی زندگی میں انصاف یہی ہے کہ قتل انسانی کی دیت بھی

---

۱ (متفق علیہ) ۲ (النساء: ۹۲) ۳ (مشکوٰۃ شریف)

marfat.com

Marfat.com

ادا ہو جائے اور خون انسانی کی حرمت بھی رائیگاں نہ جائے۔ اور قتل خطاء کے مرتکب شخص کو بھی زیادہ زیر بار نہ ہونا پڑے۔ نیز یہ کہ سوسائٹی کے افراد ایک دوسرے سے ہمدردی اور دکھ بانٹنے میں ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہو جائیں۔ اسلام کسی جان پر اس کے بوجھ سے زیادہ بوجھ ڈالنا پسند نہیں کرتا لیکن ساتھ ہی انسانی جان کی حرمت اور خون کو ناقابل معافی جرم تصور کرتا ہے یہی باعث ہے کہ قتل خطاء کی دیت عاقلہ میں بانٹ دی گئی۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ کے دور تک تو عاقلہ کی تعریف میں صرف اس کی برادری شامل تھی لیکن حضرت عمر کے دور میں جب حکومت اسلامیہ کو وسعت حاصل ہوئی تو عاقلہ کو اہمیت حاصل ہوئی اور عاقلہ کی ایک قسم اہل دیوان بھی تھی۔ اور اہل دیوان سے مراد فوج کا وہ جوان جو عاقل اور بالغ ہوں اور وہ وظائف لیتے ہوں تو ان کی دیت ان کے وظائف میں سے دی جاتی جو کہ ان کے وظائف سے منہا کر لی جاتی تھی۔[۱]

چنانچہ موجودہ دور میں بھی اہل دیوان میں وہ سب لوگ شامل ہوں گے جو حکومت کے ملازم ہیں فوج یا پولیس کے ملازم بصورت دیگر مختلف اداروں میں ملازمت کے عوض تنخواہیں وصول کرتے ہیں ان میں وہ پرائیویٹ ادارے بھی شامل ہوں گے جو اپنے مفادات اجتماعی اور فلاحی کے لیے اجتماعی فنڈز اکٹھے کرتے ہیں اور پھر فنڈز اراکین کی فلاح و بہبود پر خرچ کرتے ہیں ان میں وہ ادارے بھی شامل ہیں جو مختلف النوع لوگوں کو کسی اجتماعی مفاد کیلئے سرمایہ کاری کی ترغیب دیتے ہیں اور وہ ہم پیشہ لوگ بھی بطور ایک برادری یا مشترکہ مسائل اور مفادات کے حامل ہونے کے باعث اہل دیوان شمار ہو سکتے ہیں۔ جنمیں مذکورہ اداروں کی ایسوی ایشن شامل ہیں اور اسی طرح رشتہ دار بھی کیے جاسکتے ہیں۔ امام شافعی کے نزدیک عاقلہ صرف نسبی قبیلہ ہو سکتا ہے لیکن حضرت عمر کے اہل دیوان پر اجماع امت ہے لہذا عاقلہ آنحضرتؐ کے دور کی طرح محض قرابت داروں تک محدود نہ رہی ہے۔ اور حضرت عمر کا اہل دیوان حضور ﷺ کے نظریہ عاقلہ سے متصادم نہ رہا۔ اس امر پر بھی امت کا اتفاق ہے کہ دیت عورتوں، بچوں، دیوانوں یا غلاموں کی عاقلہ پر نہ ڈالی جائے گی۔ موجودہ دور میں مختلف فلاحی ادارے، انشورنس کمپنیاں بطور عاقلہ کردار ادا کر سکتی ہیں۔

بیت المال یا بیت الزکواۃ بھی بعض صورتوں میں عاقلہ ہو سکتی ہے۔ جس کی مثال وہ لوگ ہیں جن کا کوئی قرابت دار موجود نہ ہو جن کے قاتل معلوم نہ ہوں۔ اور قسامہ دے دیا جائے کہ قاتل کے بارے میں گواہ نہیں ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کے قتل میں اس کی برادری کی قسامہ پر بیت الزکواۃ سے رقم ادا کر دی اسی طرح کوئی ایسا ذمی جو اسلام لے آئے اور اس کا اپنی برداری سے تعلق نہ رہے لیکن امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک اس کی جائیداد اس کی عاقلہ ہو گی۔ لیکن اگر جائیداد نہ ہو تو عاقلہ بیت المال ہو گی۔ عاقلہ سے دیت تحمل اور برداشت سے حاصل کی جائے گی۔ یعنی آسان

---

[۱] (بدائع الصنائع: ۵۹۴)

marfat.com
Marfat.com

اقساط کرتے یا جیسے آسانی ہو ادائیگی قتل خطاء میں تین سالوں میں محیط ہو سکتی ہے۔ اگر عاقلہ نہ ہو تو پھر جمہور مسلمانوں سے مدد لی جائے گی۔ بصورت دیگر بیت المال سے حاصل کی جائے گی اس ضمن میں حضرت عمر کی شہادت کے بعد عبیداللہ بن عمر کی دیت حضرت عثمان کے حکم سے بیت المال سے حاصل کر کے ادا کی گئی تھی۔

دیت کی عاقلہ پر مالیت یا حصے کے بارے میں امام احمد بن حنبل کا یہ قول فوقیت رکھتا ہے کہ عاقلہ پر ذمہ داری اور حق دار کا تعین عدالت کا صوابدیدی اختیار ہے اور عدالت کو قاتل کی جائیداد اور حثیت کو دیکھنے کے بعد ہی عاقلہ پر یہ ذمہ داری عائد کرنا چاہیے کیونکہ جو شخص خود ہی دیت کی ادائیگی باآسانی ادا کرنے کا اہل ہے اس کی عاقلہ اس کا مال ہی تصور ہو گا۔

ایک اور قول بھی ہے کہ دیت مذکور عاقلہ سے دو یا تین روپے سے زیادہ وصولی نہ کی جائے۔ یا عاقلہ پر جس قدر آسان تقسیم ہو سکے لہذا قاتل کی مدد کے اصول پر عاقلہ سے زیادتی بھی نہ کی جائے گی۔ اور مجرم بھی دیگر عاقلہ کے اراکین کی طرح ایک رکن کی طرح دیت میں حصہ دار ہو گا۔ لیکن بعض فقہا کا قول ہے 1/3 دیت مجرم پر واجب ہو گی۔ اور بقیہ عاقلہ میں تقسیم ہو گی لیکن امام احمد بن حنبل کا قول درست معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ تمام عوامل ظاہر کرتے ہیں کہ دیت کی ادائیگی کیلئے قاضی کا صوابدیدی اختیار اور مجرم کے ذاتی حالات و واقعات کا تجزیہ بنیادی کردار ادا کرے گا۔

دیت کی ادائیگی کے لیے متفق علیہ قول یہی ہے کہ وہ تین سالوں پر محیط ہو گی۔ جیسا کہ قانون ہذا میں بھی یہی معیاد مقرر کی گئی ہے۔ لیکن اگر تمام عطیات کم عرصہ یا فوری ادا ہو سکیں تو اس میں عجلت سے کام لیا جائے گا۔ یہ حق معجّل ہے اور اس کا بوجھ اولاً قاتل کے مال سے عجلت میں ادا کر دیا جائے گا۔ بصورت دیگر اس کی ادائیگی میں عجلت سے کام لیا جائے معجّل ہونا دیت کی صفت ہے اسی طرح اگر مختلف مجرم ایک ہی قتل کریں تو اس ایک دیت کی تقسیم تمام ملزمان پر ہو گی۔ اور بعض فقہا اسمیں تمام ملزمان کو دیت کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔ جیسے ایک کے قتل میں تمام شرکاء سے قصاص ہے۔ اسی طرح ایک قتل خطاء میں تمام شرکاء پر دیت جاری ہو گی۔

امام اعظم بھی شبہ العمد اور قتل خطاء میں دیت کو باہمی تعاون سے ادائیگی کے حق میں ہیں ○[1] حنفی مسلک کے محقق امام برہان الدین مرغینانی فرماتے ہیں کہ مزدور پیشہ مدد میں عاقلہ ہیں ○[2]

جہاں قاتل معلوم نہ ہو تو دیت حکومت ادا کرے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے کہ سہیل بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن اسہیل اور محیصہ بن مسعود محنت مزدوری کے لیے خیبر گئے۔ ایک دن محیصہ جو عبداللہ کو ملنے آئے تو عبداللہ کو خون میں لت پت پایا۔ محیصہ عبداللہ کے قتل کے بعد مدینہ آیا تو مقتول کے بیٹوں نے محیصہ پر قتل کا الزام عائد کیا۔ اور اسطرح آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ سنایا۔ یہ قتل بے نام تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اگر خون بہا

---

[1] (کتاب ہدایہ ج ۴ ص ۵۵۵)   [2] (ہدایہ جلد ۴ ص ۵۵۶)

marfat.com
Marfat.com

کے طلب گار ہو تو قسم اٹھاؤ۔ انہوں نے بتایا کہ ہم نے واقعہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اس علاقے کے یہودی پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے۔ مقتول کے ولیوں نے کہا کہ ہمیں کافروں کی قسم کا اعتبار نہیں۔ بالآخر آنحضرتؐ نے سعد بن عبید کی روایت کے مطابق صدقہ اور زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے سو اونٹ دے کر اس کی دیت ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مکروہ ہوگا کہ اگر خون ناحق رائیگاں جائے۔ اور نامعلوم شہادت پر قصاص لیا جائے۔ اس حدیث کے حوالے سے حکومت اسلامی ایسے مقتول کی دیت زکوٰۃ کے فنڈز سے ادا کر سکتی ہے ٥ [1] اسی اصول پر اگر انسانی حقوق اور فلاحی ادارے جیلوں میں ایسے قیدیوں کی دیت کا انتظام کر کے اور حکومت بیت المال یا زکوٰۃ سے فنڈز حاصل کر کے قتل خطاء اور قتل شبہ العمد کے قیدیوں کی رہائی کے اسباب پیدا کریں تو پاکستان نہ صرف ایک معاشرتی، فلاحی مملکت کے روپ میں سامنے آئے گا بلکہ ملک کے اندر سے بے شمار معاشرتی بگاڑ اور جرائم اپنی موت آپ مر جائیں گے۔

عدالتی فیصلے: مختلف عدالتوں نے درج بالا فیصلوں کے حوالے سے درج ذیل اصولوں کو بنیادی اہمیت دی۔

دفعہ ھذا میں فیصلے کرتے ہوئے ملزم کی نیت اور ارادے کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے ٥ اگر یہ ظاہر ہو کہ ملزم عمداً مقتول کی ہلاکت نہ چاہتا تھا۔ خواہ نتیجہ میں موت واقع ہوا تو یہ قتل شبہ العمد یا قتل خطا میں شمار ہوگا ٥ وہ فعل جس سے موت واقع ہو سکتی ہے لیکن اس نیت سے نہ ہو کہ موت واقع ہو جائے۔ تو قتل پر شبہ العمد کا اطلاق ہوگا ٥ شدید اشتعال اور اچانک ماحول پیدا ہونے کی بنا پر قتل میں سزائے قید محض بھی دی جا سکتی ہے۔ لیکن شریعت نے اس امر کی نفی ہے۔ یہاں عدالتوں کو صرف اس قدر چھوٹ ہے کہ وہ قتل عمد میں قصاص کی بجائے شبہ العمد میں دیت سے رجوع کریں ٥ قاضی کو فیصلہ سناتے ہوئے دیکھنا ہوگا۔ کہ ملزم کی ذات خاندانی پس منظر۔ ہلاکت کی اصل بنیاد شدید اور اچانک اشتعال کا باعث ہونے کی وجہ۔ ہتھیار جو استعمال کیا گیا ہو۔ ضربات کی مقدار اور شدت، ملزم کی عمر۔ عورت وغیرہ سے رشتہ۔ وقوعہ کے وقت کا تعین۔ یعنی رات یا دن۔ ملزم کا عذر وغیرہ عوامل زیر غور لانا ہوں گے ٥ نوجوانوں نے طالب علم کی کمر میں چھری ماردی ارادہ قتل ثابت نہ ہوتا ہے۔ نیز چوٹ ایسی جگہ لگائی گئی جس پر عموماً موت واقع نہیں ہوتی۔ دفعہ ۳۰۴ تعزیرات پاکستان میں محض قید کی سزا ہوئی۔ یہ قتل خطاء نہیں لیکن شبہ العمد ہے ٥ [2] پیٹ پر واحد ضرب جو خانگی تنازعہ میں اچانک لڑائی میں لگی۔ قاتل دفعہ ۳۰۴ سابقہ تعزیرات کا مجرم ہے ٥ [3] جسکی موجودہ نوعیت قتل خطاء شمار ہوگی اور ایسے میں دیت کی ادائیگی اور لڑائی پر تعزیری سزا ہوگی ٥ جسم کے غیر اہم حصوں پر چاقو سے ضربات دفعہ ۳۰۲ کی بجائے دفعہ ۳۰۴ ہے کیونکہ ارادہ ثابت نہیں۔ اور مذکورہ چاقو بھی اگر عام ہو۔ جو بغرض قتل بطور ہتھیار استعمال نہ کیا جاتا ہو۔ تو قتل شبہ العمد یا قتل خطاء ہوگا۔ اور سزا دیت ہوگی ٥ [4] فریقین میں اچانک لڑائی قتل عمد نہیں۔ قتل شبہ العمد یا قتل خطاء ہے ٥ [5] وجہ قتل

---

[1] (صحیح بخاری)(عمدۃ الاحکام ص ۱۳۵) [2] (1988Pcrlj7) [3] (1988Pcrlj۲۱۲/۲۰۹) [4] (PLD1987CR440) [5] (PLD1987CR485)

marfat.com

Marfat.com

ثابت نہ ہوتو شبہ پر قتل عمد نہیں قتل خطاء ثابت ہوتی ہے۔ سزا عمر قید ہوئی ۱ ضربات کی شدت اور تعداد کو غیرت اور فوری اشتعال کا سبب تصور کیا جا سکتا ہے ۲ فائرنگ کرنے والے کو اس لیے بری کر دیا گیا کہ لاش پر گولی کا نشان نہیں تھا۔ جو شبہ کا باعث بنا ۳ شادی کی تقریب میں اشتعال پر خنجر لگا لیکن قتل کی نیت ثابت نہ ہوئی ۴ چشم دید گواہان کی عدم موجودگی میں بیٹی اور بیوی کے قتل سے بری ہوا ۵ ضربات ملزمان سے کم تھیں۔ ملزم خود بھی زخمی۔ ڈاکٹری شہادت سے چشم دید گواہان کا اختلاف ملزم بری ہوا ۶ ہاتھ خالی ملزم کا قتل میں ثبوت زخموں کے اعتبار سے نہیں۔ بری ہوا ۷ قتل میں بازو پکڑنے والے کی ضمانت۔ مشترکہ سازش ثابت نہ ہوئی ۸ ضرب شدید تھی لیکن کسی ملزم سے ایف آئی آر میں منسوب نہیں ہے۔ تو ہر ملزم شک کی بنیاد پر قتل کا ملزم نہ ٹھہرایا گیا۔ اور بڑی سزا نہ سنائی گئی ۹ ملزم کو مقتول نے بید سے پیٹا اور جسمانی تکلیف پہنچائی۔ ملزم کو لڑائی میں برتری حاصل نہ ہوئی تو اس نے خود کو بچانے کے لیے حق دفاع میں چاقو کے وار کیے اور اپنی حدود سے تجاوز نہ کیا۔ اور نیت قتل واضح نہ ہوئی ۱۰ ملزم مقتول کو سزا کے طور پر پیٹ رہا تھا۔ لیکن ضربات کی زیادتی سے موت واقع ہوگی۔ چنانچہ غیر ارادی طور ہلاکت قتل خطاء ثابت ہوئی ۱۱ ملزمان نے ہوائی فائرنگ کی۔ جس سے بالا خانہ میں بیٹھی عورت ہلاک ہوئی۔ ارادہ موجود نہیں۔ قتل خطاء ثابت ہوا ۱۲ ملزم کے گھر کے سامنے جھگڑا ہوا۔ مقتول نے گندی زبان استعمال کی۔ شدید اشتعال کی حالت میں مقتول کا قتل شبہ العمد یا خطاء کو ثابت کرتا ہے ۱۳ انتہائی نازیبا الفاظ کی بنا پر شدید اشتعال کی حالت میں مقتول کی ہلاکت پر صرف جرمانہ نہیں قید کی سزا بھی ہونا چاہیے۔ کیونکہ قتل ہوا اگرچہ حد سے تجاوز نہ پایا گیا ۱۴ ملزم نے اپنے باپ کو اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری پر قتل کر دیا۔ قرار پایا کہ باپ نے کیونکہ اپنے مقدس رشتہ کا خود خون کیا ہے اور ایسا کردار اخلاقی طور پر جائز نہیں ہے۔ لہذا ملزم کو تین سال کی قید کا حکم ہوا ۱۵

ضمانت (Bail): قتل شبہ العمد اور قتل خطاء یا اس سے متعلقہ جرائم میں شریعت نے قصاص معاف فرمایا ہے لیکن کیونکہ عدالت کو قتل عمد اور قتل شبہ العمد میں شہادات تک پہنچنے سے پیشتر یہ فیصلہ کرنا ممکن نہیں کہ مذکورہ قتل شبہ العمد سے متعلقہ ہے۔ لہذا ایسے قتل جس میں عمد پر شبہ پایا جائے ضمانت کے لیے وہی اصول مدنظر رکھنا ہوگا۔ جو قتل عمد کے لیے ملحوظ ہوگا لیکن واضح دلائل کی موجودگی میں ضمانت بعد از گرفتاری میں ضمانت پر رہائی کے احکامات جاری کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن جہاں پر یہ امر واضح دلیل بن جائے کہ قتل مذکور قتل خطاء یا قتل بالسبب ہے جس پر انسانی عقل کو کنٹرول حاصل

---

۱ PLD1987CR137 ۲ (PLD1978SC114) ۳ (PLD1985CR88) ۴ (1987SCMR268)
۵ (1986SCMR507) ۶ (PLD1987CR83) ۷ (PLD1984CR1703) ۸ (PLD1987CR1043)
۹ (PLD1987CR483) ۱۰ (1968Pcrlj 602) ۱۱ (1969SCMR419) ۱۲ (PLD1967Pesh45)
۱۳ (PLD1972(Lh)DB860) ۱۴ (1969Pcrlj199DB) ۱۵ (1972Pcrlj76DB)

marfat.com
Marfat.com

نہ تھا اور ایسے قتل کی سزا کسی بھی صورت قصاص نہیں ہو سکتی تو ایسی صورت کا تعین کرنے کے بعد قاضی دیت کی مالیت کے برابر یا اس سے زیادہ کی ضمانت قبول کر کے ضمانت پر رہا کرنے کا حکم جاری کر سکتا ہے۔ یہاں قاضی کو یہ خیال ضرور رکھنا چاہیے کہ ایسی ضمانت مدعی / ولی وغیرہ کی صوابدید یا موجودگی میں کی جائے۔ ان اصولوں اور ان کے علاوہ جن حالات و واقعات پر ضمانت ہو سکتی ہے ان پر قتل خطاء میں اعلیٰ عدالتوں نے ضمانت کیلئے جو فیصلے صادر فرمائے ان کی نظائر درج ذیل ہیں۔

کم عمری اور نابالغی کی حالت میں قتل عمد بھی قتل خطاء شمار ہوگا O [۱] یہاں اگرچہ کم عمری ضمانت کا سبب بنی۔ لیکن یہ خیال رہے کہ کسی نابالغ کو اس رعایت سے قتل کرنے کا لائسنس نہیں دیا جا سکتا O [۲] عورت ہونے کا بھی ضمانت میں فائدہ دیا جائے گا۔ کیونکہ حضرت علیؓ کے قول کے مطابق عورت کو قید نہ کیا جائے کہ اس سے فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اعلیٰ عدالتوں نے بھی عورت کو ضمانت میں رعائت دی ہے O [۳] بڑھاپے اور بیماری پر بھی عدالتیں ضمانت لیتی ہیں لیکن ثابت کرنا ہوگا O [۴] شریعت نے بھی بڑھاپے اور شدید بیماری میں سزا کو موخر کیا ہے اور سزا میں نرمی بھی کی ہے O پرچہ میں ملزم کا نام نہ ہونے پر شبہ قائم ہوتا ہے اور شبہ کی بنیاد پر قتل۔ عمد نہیں رہتا۔ اور شریعت نے شبہ پر قصاص ساقط کیا ہے۔ اور دیت کے حکم پر عمل ہوتا ہے اور جب سزا مال میں بدل جائے تو ضمانت لے لینی چاہیے O [۵] پولیس نے ملزم بے گناہ قرار دیا ہے موجودہ قانون میں ضمانت لی گئی ہے۔ لیکن شریعت میں ولی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اگر ولی کی تشفی موجود نہ ہو تو پولیس کی تفتیش پر ضمانت ہرگز نہ لینی چاہیے۔ قبل ازیں پولیس نے بے گناہ لکھا تو ضمانت لی گئی O [۶] چالان یا سماعت میں تاخیر پر بھی عدالتیں بوجہ شک ضمانت لے لیتی ہیں O [۷] چنانچہ تفتیش مزید کی بنیاد ضمانت لی گئی۔ شریعت اس قسم کی تاخیر کی سختی سے نفی کرتی ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں شبہ کی گنجائش قوی ہوتی ہے O [۸] مقدمہ کی سماعت میں غیر معمولی دیر ہو رہی ہو تو قید میں بند رکھنا غلط ہے۔ کیونکہ مذکورہ التواء شبہ پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے O [۹] جس ملزم پر مہلک ضرب کا الزام نہ ہو۔ یا ضرب نہ لگائے۔ اور نیت ثابت نہ ہو تو وہ قتل شبہ العمد یا خطاء ہوتا ہے O [۱۰] گواہوں کے بیان حلفی پر ضمانت یا ولی کی طرف سے یا صلح کی صورت میں ضمانت لی جا سکتی ہے O [۱۱] جوش غیرت کے نتیجہ میں قتل پر ضمانت لی گئی قتل ملزم کے گھر ہوا O [۱۲] ملزم کی ذاتی دشمنی ثابت نہ ہو۔ نیز ضرب کا بھی الزام نہ ہو۔ تو ضمانت قبول کرنی چاہیے O [۱۳] فریقین کی باہمی مصالحت پر اقدام قتل میں ضمانت لی گئی O [۱۴]

---

۱ (PLJ1974CR520) ۲ (PLJ1978CR424) ۳ (1979SCMR320) ۴ (1980SCMR269) ۵ (1974Pcrlj598)
(1978SCMR360) ۶ (1978SCMR360) ۷ (PLJ1975CR(Lh)169) ۸ (1977PLDBJ20)(PLJ1967Lh127)
۹ (PLJ1976LH786)(1980SCMR190/193) ۱۰ (NLR1981(KR)CR569)(1980Pcrlj397)(NLR1987LH55)
۱۱ (1982SCMR301) ۱۲ (1982Pcrlj694) ۱۳ (1982Pcrlj579)

marfat.com
Marfat.com

ملزم نے اپنی حق دفاع استعمال کیا اور حفاظت خود اختیاری میں قتل ہوا تو ضمانت لے لی ۱؎ قاضی کو ضمانت کے لیے اور حراست کا حکم دینے سے قبل غور کرنا ہوگا کہ اگر قتل عمد کا ارتکاب نہیں تو خطاء اور شبہ العمد میں نوعیت قتل کسی حد تک ضمانت کی اجازت دیتی ہے اور اگر کسی امر میں واقعاتی طور پر ثابت ہو کہ اس مقدمہ کی نوعیت مالی ادائیگی تک ہوگی تو متوقع مالی ادائیگی سے زیادہ کے تعین کے مطابق ضمانت طلب کر کے رہائی کا حکم صادر کر دینا چاہیے چنانچہ قانون ہذا میں اگرچہ قتل کی تمام اقسام کو نا قابل ضمانت قرار دیا گیا ہے لیکن قاضی جہاں دیگر نا قابل ضمانت مقدمات میں ضمانت کے لیے جواز مدنظر رکھے گا۔ وہاں اس اصول کو بھی مدنظر رکھے کہ بصورت تعین دیت کی صورت میں ضمانت پر رہائی کی رعایت ملزم کو دی جائے۔ نوٹ (دیگر مسائل دیت دفعہ ۳۲۳ میں ملاحظہ ہوں) شادی کی تقریب میں ہوائی فائرنگ کے نتیجہ میں مقتول کو چھرا لگا قرار دیا گیا کہ مذکورہ موت ملزم کی بلا احتیاط فائرنگ کا نتیجہ تھی۔ لیکن کیونکہ موت ملزم کی غلطی کے نتیجہ میں ہوئی۔ لہذا دفعہ 319 میں سزاوار قرار دیا گیا۔ دفعہ 302 میں سزا نہ دی جاسکتی تھی۔ قتل خطاء قرار دے کر 5 سال قید کی سزا سنائی گئی ۲؎ وقوعہ میں ایک عورت ہلاک اور دوسرے عورت زخمی ہوئی۔ مقدمہ 302-324 تعزیرات پاکستان میں درج ہوا۔ لیکن ملزم کا عذر کہ فائرنگ نادانستگی میں حادثاتی طور پر ہوئی۔ لیکن عدالت نے اسے (Pre Planned) قتل قرار دیا۔ تفتیش نے وقوعہ کو حادثاتی قرار دیا۔ جسے دوسری جانب سے چیلنج نہیں کیا گیا۔ لہذا سزا دفعہ 319 میں درست قرار دے کر بحال رکھی گئی ۳؎ دیت قانونی وارثان میں تقسیم کی جائے گی۔ ملزم کا والد عدم ادائیگی دیت کی صورت میں قید میں تھا۔ نے کہا کہ وہ مزدور پیشہ جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ اسے رقم اکٹھی کرنے کیلئے موقع فراہم کیا جائے۔ اس میں دونوں فریقین کا مفاد تھا۔ لہذا ضمانت پر رہا کیا گیا۔ اور تین سال میں دیت کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ۴؎ پستول جو ملزم کے چچا کا تھا۔ حادثاتی طور پر ملزم کے ہاتھوں میں آ کر چل گیا۔ چنانچہ یہ قتل خطاء قرار دیا گیا۔ اور زیر حراست سزا کو تعزیر تصور کرتے ہوئے دیت کی ادائیگی پر ملزم کو بری کر دیا گیا ۵؎ دفعہ 302 کے تحت قتل عمد میں بریت میں ایک عذر اور جواز عمومی یہ ہوسکتا ہے کہ قتل عمد سے بری ہونے والا قتل خطاء میں دفعہ 319 کا ملزم نہ ہو۔ چنانچہ ضروری ہے کہ مقدمہ کے واقعات کا مزید جائزہ لیتے ہوئے اور شہادات کا تعین کرتے ہوئے دفعہ 319 میں سماعت کے بعد جائزہ لے ۶؎ جب ڈاکٹر نے چوٹ کو موت کا سبب قرار نہ دیا۔ تو عدالت نے مذکورہ قتل کو خطاء میں شمار کیا اور دفعہ 302 سے سزا دفعہ 319 میں منتقل کر کے تعزیری سزا دی گئی ۷؎ چشم دید گواہان کی کوئی دشمنی ثابت نہیں ہے اور واقعاتی شہادت میڈیکل رپورٹ سے بھی مطابقت رکھتی ہے چنانچہ دیت اور تعزیری سزا دی گئی ۸؎

۱؎ (1984PCRLJ1434) ۲؎ (LRP2002CRC311) ۳؎ (LRP2002CRC286) ۴؎ (2001Pcrlj721)
۵؎ (PLJ2000CR1205) ۶؎ (1997Pcrlj1771) ۷؎ (PLD1993Lh293) ۸؎ (1992Pcrlj1583)

marfat.com
Marfat.com

عدالت نے دفعہ 319 کے ضابطے کو نظر انداز کیا۔ کیونکہ دفعہ 319 کا دفعہ 302 سے کوئی تعلق نہ ہے۔ بلکہ ایک الگ دفعہ ہے نیز وہ مجسٹریٹ جسکے اختیارات دفعہ 30 ضابطہ فوجداری میں بڑھا دیے گئے وہ سزائے موت کے علاوہ کے مقدمات سماعت کرسکتا ہے[1] بمطابق نوٹس SRO-619/(1)/91 مورخہ 01-07-91 ملزم دفعہ 319 میں سزا یاب ہونے کے بعد اس لیے جیل میں بند رکھا گیا۔ وہ دیت کی رقم بمطابق نوٹیفکیشن حکومت پاکستان مبلغ 20 لاکھ روپے ورثا مقتول کو ادا کرے۔ لیکن وہ مالی طور پر کمزور تھا۔ دن دیہاڑے قتل۔ لیکن موقع کا کوئی موجود نہ ہو۔ اور گھر بھی مقتول کا بڑی تنگ آبادی میں واقع ہو۔ ایک ملزم بارہ سال کا بچہ جبکہ دوسرا سولہ یا سترہ سال۔ عدالت نے بچے کو دس سال دوسرے کو عمر قید کی سزا سنائی۔ جبکہ دفعہ 83 کی رو سے 12 سال سے کم عمر کے بچے کو سزا نہ دی جا سکتی ہے۔ جبکہ قتل بھی دانستہ نہ تھا۔ کیونکہ بچے کبوتر کو اڑانے کیلئے اینٹ اور پتھر مقتول کے گھر میں پھینک رہے تھے۔ جو ایک اینٹ مقتول کے سینے پر گی۔ قتل خطا 318 اور 319 میں سزا ہوا ہے۔ جہاں اسکی زیادہ سے زیادہ سزا پانچ سال ہمراہ دیت بنتی ہے[2]

دفعہ ۳۲۰ تیز یا لاپرواہی سے گاڑی چلانے کے باعث قتل خطاء کی سزا

(Punishment for Qatl-i-khata by rash and negligent driving)

جو کوئی تیز رفتاری یا غفلت سے گاڑی چلانے کے باعث قتل خطاء کا مرتکب ہو تو اسے مقدمہ کے حقائق اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے دیت کے علاوہ کسی بھی قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جاسکے جو دس سال تک ہو سکتی ہے۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔قابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔دیت یا ۱۰ سال قید۔۔سیشن کورٹ

تشریحات

دفعہ ہذا کی رو سے تیز اور لاپرواہی سے ڈرائیونگ کے نتیجہ میں ہونے والے قتل کو قتل خطاء قرار دیا گیا ہے۔ اور اسکی سزا دیت کے علاوہ قید بھی بطور تعزیر رکھی گئی ہے۔ اس دفعہ میں مذکور تیز اور لاپرواہی سے ایسی ڈرائیونگ مراد ہے جو مناسب احتیاط اور اصولوں کے مطابق نہ کی گئی ہو (اصولوں سے مراد ٹریفک قوانین کے مطابق لاپرواہی اس میں بنیادی الزام ہے جو حدود سے باہر ہو کر گاڑی چلانے میں پائی جائے لہذا اس جرم کے دو بنیادی عوامل اور دو حصے ہیں ایک جرم تو تیزی اور لاپرواہی اور قانونی حدود سے تجاوز کر کے ڈرائیونگ کرنا جبکہ دوسرا جرم اس مذکورہ فعل کے نتیجے میں خون ناحق کا باعث بننا۔ جو قتل خطاء میں اس لئے شمار کیا جائے گا۔ کیونکہ اس قتل ناحق کا ڈرائیونگ کی ذاتی نیت توجہ یا مرضی قتل کرنا نہ

---

1 (2002Pcrlj432) 2 (2001Pcrlj403)

marfat.com
Marfat.com

تھی (یہاں یہ بھی واضح ہونا چاہیے کہ دانستہ گاڑی کے نیچے کچلنا قتل عمد میں شمار ہوگا) چنانچہ اس جرم میں بھی قتل خطاء کی سزا شریعت کے مطابق دیت کی ادائیگی ہوگی۔ اور اس دیت کی ادئیگی کے لیے وہی ضوابط اور اصول پیش نظر رہیں گے جو قتل خطاء کے باعث شمار ہونگے۔ دیگر قتل جو بس یا گاڑی پر سوار کسی شخص کے گر جانے یا دوران سفر دروازے سے عجلت میں اترنے یا دوران سفر کسی چیز کے لگنے پر ہوں گے ان کے لیے ڈرائیور مسئول نہ ہوگا۔ چنانچہ اس دفعہ کے تحت موت ڈرائیور کے بلاواسطہ عمل کا نتیجہ ضرور ہونا چاہیے۔ اسی طرح ڈرائیونگ کے دوران قتل ہونے کی مزید دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔

(۱) تیز رفتاری (۲) بریک کا وقت پر نہ لگنا یا کوئی دیگر میکانکی خرابی

اس سلسلے میں فقہا کا نظریہ یہ ہے کہ اگر ڈرائیور قانون کے مطابق چلے اور حد سے زیادہ تیز رفتاری نہ کرے تو انسانی فعل میں کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ڈرائیور کوئی مناسب تدبیر نہ کر سکے بصورت دیگر جہاں انسانی ذہن اور کوشش ختم ہو جائے اس کے لیے ڈرائیور کو مسول نہ کیا جائے گا۔ مثلاً آمنے سامنے کے حادثات جس میں دو مختلف ذہن مورد جرم ہو سکتے ہیں میں واقعاتی تجزیہ پر فیصلہ قاضی کو صادر کرنا ہوگا۔ اسی طرح رات میں ہونے والے حادثات میں بھی قاضی کو حالات واقعات کے مطابق تجزیہ کے بعد قاتل کو مسئول کرنا ہوگا۔ اسی طرح سڑک یا شارع عام جو صرف ٹریفک کے لیے ہے۔ پیدل شخص اچانک سامنے آجائے تو ڈرائیور مسئول نہ ٹھہرے گا۔ اس معاملے میں اگر چہ وہ قتل کے لیے مسئول نہ رہا لیکن دیگر جرائم ٹریفک کے لئے سزادار ہوگا۔ لیکن اگر سڑک کے کنارے چلتے ہوئے شخص کو کچل دیا تو قاتل سزاوار ہوگا۔ کیونکہ اصول یہ ہے کہ پیدل چلنے والے سے ڈرائیور کی ذمہ داری زیادہ ہے کیونکہ ذمہ داری کا تعلق درحقیقت اسی نسبت سے ہے کہ کون شخص زیادہ ہتھیار اوزار یا گاڑی استعمال کر رہا ہے نیز یہ کہ اندرون شہر کے حادثہ میں قتل، شاہراہ پر ہونے والے قتل سے زیادہ قابل مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ شاہراہ پر گاڑی والے کو حقوق کی جو برتری حاصل ہے وہی برتری پیدل چلنے والے یا سست رفتار گاڑی کو شہر میں حاصل ہے۔

سزا کے اصول

چنانچہ اس دفعہ کے تحت درج ذیل اصول مدنظر رکھے جائیں گے۔

(۱) تیز یا لا پرواہی کے نتیجہ میں خون ناحق قتل خطاء ہے جس کی دیت ادا کرنا ہوگی۔

(۲) شریعت کے مطابق دیت کی ادائیگی کے بعد ڈرائیور کو قتل خطاء میں مزید کوئی سزا نہ دی جائے لیکن اگر ٹریفک کے دیگر قوانین کی خلاف ورزی کا مرتکب پایا جائے تو تعزیری سزا دی جائے

(۳) سڑک پر مناسب اشارے نہ لگانے یا سڑک کی توڑ پھوڑ پر مناسب ہدایات کی عدم موجودگی پر ہونے والے نقصانات اور حادثات میں موت کی ذمہ داری ڈرائیور کے علاوہ مذکورہ اور متعلقہ ادارہ یا شخص پر ڈالی جائے گی جو مشترکہ

marfat.com
Marfat.com

امانت جرم کے فعل میں شریک تصور ہوں گے۔

(۴) اس قتل کی دیت کی ادائیگی بھی تین سال پر محیط ہوگی۔ یا قاضی اپنی صوبدید پر مناسب احکامات نافذ کرے۔

(۵) حادثات کی صورت میں ڈرائیور کو مناسب ضمانت پر فوری رہا کرنے کا حکم دیا جانا چاہیے۔

(۵) اس قتل خطاء کی دیت کی ادائیگی بھی عاملہ پر ہوگی۔ جس کی تفصیل دفعہ ۳۱۹ اور ۳۲۳ میں ملاحظہ فرمادیں

(۶) ڈرائیور کی عاملہ انکی ایسوسی ایشن۔ ڈرائیور کے عصبی رشتہ داریا باہمی مفاد کا کوئی ادارہ کرے گا جیسا کہ حنفی مسلک کے محقق امام برہان الدین نے فرمایا کہ مزدور پیشہ مددگار عاقلہ ہیں o[1]

(۷) جہاں قاتل معلوم نہ ہو اور ڈرائیور بھاگنے میں کامیاب ہو جائے یا ثابت نہ ہو سکے تو حدیث مبارکہ کے مطابق خون ناحق رائیگاں نہ جانے دیا جائے گا۔ اور دیت کی ادائیگی زکوٰۃ فنڈز سے کی جائے گی o[2]

(۸) سڑک پر اچانک سامنے آنے والے شخص کے قتل پر ڈرائیور مسول نہیں ہے اسی طرح گاڑی کی چھت پر بیٹھنے یا چلنے کے دوران کسی شے سے قتل ہو جانے کے لیے بھی ڈرائیور مسئول نہیں ہے۔

(۹) شارع عام سڑک پر حادثہ کی نوعیت اس لحاظ سے عام میلہ یا پُر ہجوم جگہ کے مقابلے زیادہ قابل مواخذہ نہ ہوگی کیونکہ محض تیز رفتاری کوئی جرم نہیں ہے بلکہ جرم لاپرواہی سے تیز رفتاری میں ہے۔ پُر ہجوم جگہ پر تیز رفتاری کے لیے ڈرائیور زیادہ سخت جرم کا مرتکب قرار پائے گا۔

(۱۰) دیگر تمام حالات و واقعات کے مطابق قاضی اپنے صوابدید اختیارات کے مطابق فیصلہ کرے گا۔ کوتاہی اور تیز رفتاری ڈرائیونگ میں ویگن کی بریکیں ناکام ہو جانے ایک شخص کی موت واقع ہوگئی جس میں چھ سال سزا ہوئی اگرچہ صفائی نے ثابت کرنے کی کوشش کی بریک ناکام ہوئیں۔ لیکن موقع پر گواہاں نے تیز رفتار یا اور کوتاہی ثابت کی o[3]

قانونی فیصلے

۱:۔ عام حالات میں کسی گاڑی کے نیچے آ کر کچلے جانے کے جرم میں دفعہ ۳۰۴ الف عائد ہوتی ہے لیکن بازار اور پر ہجوم جگہ پر کوئی گاڑی کسی شخص کو کچل دے تو اسے ۳۰۴ کے تحت عمر قید کی سزا ہوئی o[4]

۲:۔ آرڈی نینس کی دفعہ ھذا ۳۲۰۱ میں یہ بات وضع کردی گئی ہے کہ محض تیز رفتاری قابل سزا نہیں ہے بلکہ لاپرواہی اور بے احتیاطی سے ڈرائیونگ اور تیز رفتاری قابل سزا جرم ہے۔ جو قانون ہذا میں دفعہ 320 کے علاوہ ڈراویئنگ قانون میں بھی قابل مواخذہ ہے o[5]

۳:۔ اگر ڈرائیور نے گاڑی ایکسیڈنٹ کے فوراً بعد روک لی۔ تو اسے لاپرواہی کا ذمہ دار نہ ٹھہرایا جائے گا o[6]

---

[1] (ہدایہ جلد ۴ ۵۵) [2] (عمدۃ الاحکام ۱۴۵) [3] (2001Pcrlj706) (PLD1978ka380) [4] (AIR1941LH459)

[5] (1975Pcrlj813-825-515) [6] (1977Pcrlj138)

marfat.com

Marfat.com

۴:۔اگر کوئی لڑکا سڑک عبور کرتا ہوا کچلا گیا تو لاپرواہی ثابت نہ ہونے پر ڈرائیور بری ہوا۔موجودہ قانون کی رو سے دیت عاقلہ پر ہوگی۔ا

۵:۔اگر ریل کا حادثہ پھاٹک بند نہ کرنے کے سبب ہوا تو ریلوے ہرجانہ ادا کرے۔۲

۶:۔اگر بس ڈرائیور نے کسی شخص کو کچل دیا تو مالک پر ۹۰ ہزار جرمانہ ہوا۔۳

۷:۔مدعی کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور وہ چھ ماہ تک ہسپتال رہا تو بھاری ہرجانہ دلوایا گیا۔۴

۸:۔اگر بچہ ہلاک ہوا تو بقیہ عمر کا حساب لگا کر متوقع آمدنی کے قیاس پر ہرجانہ ہوا۔۵

۹:۔روڈ ایکسیڈنٹ کا ہرجانہ مالک اور ڈریور ہر دو پر ڈالا گیا۔۶

۱۰:۔سڑک پر ہائی وے کی طرف سے رکاوٹ تھی لیکن اسکے متعلق اشارہ یا ہدایات نہ دیں گئی تھیں۔تاکہ یہ اشارہ دور سے آنے والی گاڑیوں کو نظر آتا چنانچہ محکمہ پر بھاری ہرجانہ ہوا۔۷

۱۱:۔ایکسیڈنٹ میں موت کا ذمہ دار کنڈیکٹر یا ڈرائیور کو نہیں بنایا جاسکتا جب بس کے فٹ بورڈ پر کوئی مسافر زبردستی سفر کرے۔تو کنڈیکٹر اپنی ذمہ داری پوری کرنے کے باوجود مسافر کی نہیں کی۔۸ جب ڈرائیور نے دانستہ پختہ سڑک ہونے کے باوجود کچا راستہ اختیار کیا اور اپنے ہمراہ کسی شخص کو بٹھالیا جو ڈرائیونگ میں مشکل ثابت ہو تو ایسی صورت میں 17افراد کی موت کو بھی اس دفعہ 320 کی بجائے ان حالات کا ذمہ دار قرار دیا جائے گا۔اور قتل عمد میں سزا ہوگی۔۹

ضمانت **(Bail)**: تیز رفتاری اور لاپرواہی کے ساتھ حادثہ کی صورت میں کیونکہ قتل خطاء یا قتل بالسبب شمار ہوا ہے جس کی دیت کا تعین موجود ہے۔لہٰذا اگر بادی النظر میں ڈرائیور بے قصور معلوم ہو تو فوری ضمانت پر رہا کیا جائے لیکن دیگر صورتوں میں بھی اگر ایسا حادثہ قتل عمد معلوم نہ ہو تو بھی ضمانت اس لیے لے لینی چاہیے تاکہ ملزم اپنے دفاع کے لے مناسب اقدام کر سکے۔ایسے ملزمان کو ادائیگی دیت تک بطور سزا قید نہیں رکھا جاسکتا کیونکہ ایسے ملزم کی سزا واضح طور پر دیت ہے تعزیری سزا قاضی دے سکتا ہے لیکن اس کے امکانات موجودہ دفعہ میں بہت کم ہیں ایسے مقدمات میں رقم کی ادائیگی عاقلہ پر ہے۔اور عاقلہ سے ادائیگی کے لیے ملزم کا ضمانت پر رہا کیا جانا قرین مصلحت ہے۔ جب ملزم نے تیز رفتاری سے کسی شخص کو ہلاک کیا تو باوجود یہ کہ اس کے پاس ڈرائیونگ لائسنس نہ تھا ضمانت دفعہ ۳۰۴ الف قرار دے کر لی گئی۔۱۰ یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ اگر ملزم کے خلاف شرعی اعمال کے بغیر بوجہ تیز رفتاری کسی شخص کی ہلاکت

ا (1984Pcrlj1154) ۲ (PLD1981KAR667774) ۳ (PLD1977KAR542-685) ۴ (PLD1976Kar560)

۵ (PLD1981KAR561) ۶ (PLD1963PESH70)(PLD1980KAR271) ۷ (PLD1964LH736)

۸ (PLJ1991-4c(LH)360) ۹ (PLJ1994CRC(KAR)176) ۱۰ (1986- PCRKH 787)

marfat.com
Marfat.com

کا باعث بنا ہو تو شریعت میں ایسے تمام اقسام قتل کے لئے ضمانت لے لی جائے گی کیونکہ یہ قتل خطاء میں شمار ہوگا۔ لیکن خیال کیا جائے گا کہ مذکورہ ڈرائیور شراب یا حالت نشہ میں نہ ہو ۵ جب ایک راہ گیر سڑک عبور کرتے ہوئے مارا گیا تو کار چلانے والا بری کر دیا گیا کیونکہ اس میں ڈرائیور کی جانب سے بے احتیاطی اور غفلت ثابت نہ تھی ۵[۱] اگر چہ تعزیرات پاکستان کے تحت شاہراہ پر موٹر ایکسیڈنٹ میں ہلاک کرنے والے ڈرائیور پر دفعہ ۳۰۴ الف عائد ہوتی ہے۔ (جو موجودہ قانون کے مطابق دفعہ 320 ہے) جبکہ پُر ہجوم جگہ پر تیز رفتاری اور بے تحاشا گاڑی چلانے سے ہلاکت پر ۳۰۴ ت پ عائد ہوتی ہے ۵[۲] لیکن شریعت کی رو سے میں ہر دو صورتوں میں قتل خطاء شمار ہوگا۔ لیکن فقہانے قاضی کی صوابدید پر حالات کی نزاکت کے مطابق فیصلہ میں شدت کا نظریہ پیش کیا جس کا ذکر سابقہ صفحات پر آچکا ہے ۵ بس کا حادثہ کے فوراً بعد رُک جانا غفلت کی عملاً نفی شمار ہوگا ۵[۳] تیز رفتاری غفلت کی عدم موجودگی میں نا قابل سزا جرم نہیں ہے ۵[۴] شہادات نے ثابت کر دیا کہ کار کے نیچے ایک عورت کو ہلاک کرنے والے ڈرائیور نے اسی طرح ہر دو مرتبہ پہلے بھی آدمیوں کو ہلاک کیا ہے تو قتل خطاء شمار نہ ہوگا۔ قتل عمد قرار دیا جائے گا ۵ اگر چہ حادثات کی بنیادی وجہ بے احتیاطی ہوتی ہے چنانچہ ضروری ہے کہ بے احتیاطی کو دوسرے انہونے واقعات سے فرق کیا جائے ۵ حادثہ (ایکسیڈنٹ) قانونی لفظ نہیں ہے بلکہ قانون کی زبان میں غیر ارادی اور غیر متوقع وقوع کو حادثہ قرار دیا جائے گا۔ جس کے نتیجہ میں کوئی شخص یا اشخاص زخمی ہوں یا مر جائیں اور اس کی کوئی وجہ موجود نہ ہو لیکن اکثریت کے نزدیک ایکسیڈنٹ بے احتیاطی کے نتیجہ میں ہونے والے واقعہ کو کہتے ہیں ۵[۵] رات کے وقت آہستہ ڈرائیونگ کے باوجود سڑک کی مرمت کرنے والے جو کہ سڑک کے کنارے سوئے۔ ہوئے حادثہ میں ہلاک ہوئے۔ تو دفعہ 304 الف قرار دیا گیا ۵[۶] سڑک سے اتر کو بس کنارے پر موجود درخت سے جا ٹکرائی یہ بے احتیاطی شمار ہوگا۔ لیکن اگر ڈرائیور اس کی وجہ بیان کرے جو اس کے کنٹرول سے باہر ہو تو اسے بے احتیاطی کا ملزم قرار نہ دیا گیا ۵[۷] محض تیز رفتاری سے بے احتیاط تیز رفتاری کا جرم ثابت نہیں ہوتا ۵[۸] یہ درست ہے کہ راہ گیر کو حادثہ کے واقعات سے بری الازمہ نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن محض راہ گیر کی غلطی سے ہونے والے حادثہ سے ڈرائیور کو اس لے معاف نہیں کیا جائے گا۔ کہ خطرناک ہتھیار یا وہیکل کا استعمال بہر طور ڈرائیور کر رہا ہے جس کو کنٹرول کرنا اس کا فرض ہے چنانچہ دن کی روشنی میں اس بس کے ڈرائیور کو معاف نہ کیا گیا جو راہ گیر کو کچل دینے کا باعث ہوا ۵[۹] دفعہ 320 کے الزام میں ملزم کو جملہ شہادات ریکارڈ کی بنیاد پر مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کسی دیوانی مقدمہ کے بیانات کو فوجداری مقدمہ میں جواز نہیں بنایا جا سکتا۔ اور ملزم کی بریت کا معاملہ خلاف قانون یا پنچائتی نوعیت کا نہ رہا۔ لہذا اپیل

---

۱ (1995 PLD LHR 608) ۲ (1941AIR(Lh)459) ۳ (1977Pcrlj138) ۴ (1980Pcrlj103)
۵ (AIR1903AC433) ۶ (AIR1944SIND124) ۷ (AIR1934M209) ۸ (PLD1965PESH104DB)
۹ (AIR1935NA9200)

marfat.com
Marfat.com

بریت خارج کی گئی ٥؎ عدالت عالیہ کے جج نے قرار دیا کہ قتل کا متبادل لفظ ڈکشنری میں نہیں ہے جبکہ قتل (Murder) سے مراد قتل عمد ہے جو کہ قتل خطا سے مختلف ہے۔ انہوں نے یہ بھی قرار دیا کہ جب قتل کار کے اندر ہوا نہ کہ سڑک پر تو دفعہ 320 کی ضروریات بھی پوری نہیں کرتا۔ چنانچہ عدالت عظمیٰ نے قرار دیا کہ قتل کے دوسرے معنی (Homicide) بھی ہیں۔ جسکی دو اقسام ہیں۔ جو Culpahle Homocide اور Amount to murder ہے۔ جسکی سابقہ صورت 302-304 تھی۔ جبکہ موجودہ صورت (a) 302 تعزیرات پاکستان ہے اور دفعہ 320 ہے ٥؎ ایک ہی وقوعہ پر دو مختلف نظریات پائے جائیں تو باوجود اسکے کہ وقوعہ دن دیہاڑے کا ہے۔ اور وقوعہ دونوں فریق تسلیم کرتے ہیں۔ اور جب عینی شاہد بھی دونوں طرف سے علاقائی ہوں۔ اور ڈاکٹری رپورٹس بھی واقعاتی شہادات سے مطابقت رکھتی ہوں۔ اپیلانٹ کا یہ بیان کہ ملزم نے ساتھ لین دین کے جھگڑے میں مقتول نے ملزم پر اپنے ہتھیار سے حملہ کیا کا معاملہ ڈاکٹری رپورٹ میں چوٹ کے نشانات سے مطابقت نہ رکھتا ہے۔ لہذا اپیل منظور ہوئی ٥؎ بس کے حادثوں میں خواہ کتنے ہی ہلاک یا زخمی ہوں۔ قابل ضمانت ہوں گے ٥؎ علاوہ ازیں ایکسیڈنٹ کے معاملات میں کیونکہ دیت ہی سزا ہے یا قتل خطاء میں بھی دیت ہی سزا ہے لہذا ضمانت کا لیا جانا قرین مصلحت ہے۔

سزا (Punishment): ملزم شہادات سے ثابت ہے کہ ٹریکٹر کے تیز رفتاری اور غفلت سے نہ چلا رہا تھا۔ اور زخم بھی فوری موت کا سبب ثابت نہ ہوا۔ حقیات میں وقوعہ بغیر شہادت کے تھا۔ وقوعہ کی شہادات استغاثہ دینے میں مکمل ناکام رہا۔ لہذا ملزم بری ہوا ٥؎ تفتیش میں وقوعہ کا را ایکسیڈنٹ کو غلط طور پر غلط شہادتوں سے ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ اور نہ ہی شناخت پریڈ کروائی گئی۔ لہذا ملزم کو بری کیا گیا ٥؎ مقتول شہادات کی رو سے بس کے فرنٹ وئیل سے ٹکرانے کے باعث قتل ہوا۔ جبکہ دفاع میں کہا گیا کہ مقتول تیز رفتاری اور غفلت سے موٹر سائیکل چلا رہا تھا جبکہ بس کے تیز رفتاری کے چلانے کی شہادات موجود نہ تھیں۔ لیکن اسکے باوجود قاتل کو 319 میں غفلت کا شکار قرار دیا گیا۔ سزا بحال رکھی گئی۔ جو دو سال اور دیت کی ادائیگی پر محیط تھی ٥؎ تیز رفتاری اور غفلت سے ڈرائیونگ میں سزا اس وقت ہو سکتی ہے۔ جب شہادات سے دفعہ 320 کے تحت یہ ثابت ہو جائے ٥؎ گاڑی کے اندر بیٹھے شخص کی موت دفعہ 320 میں قابل سزا نہ ہوگی ٥؎ گھوڑ سواری کے معاملے میں اس امر کو سمجھنا ہوگا کہ اسکی تیز رفتاری یا غفلت کو کار کی تیز رفتاری کے مقابلے میں نہ رکھا جائے گا۔ کیونکہ ایسے میں گاڑی کو بریک نہ لگ سکتی تھی ٥؎ تیز رفتاری اور غفلت کے قتل کو عام حالات میں اس طرح تجزیہ کرنا ہوگا۔ کہ غفلت اور تیز رفتاری سے مراد ایک عام شخص جس رفتار اور شعور سے ڈرائیونگ کرتا ہے۔

۱؎ (2001Pcrlj143) ۲؎ (PLJ2001SC687) ۳؎ (LRP2002CRC325) ۴؎ (1983PCRLJ2039)
۵؎ (1995Pcrlj1152) ۶؎ (1991PcrljNote182)(PLD1994Kar122)(1989Pcrlj1344)(1995Pcrlj68)
۷؎ (1987Pcrlj643) ۸؎ (1994Pcrlj2329) ۹؎ (1995MLD1775) ۱۰؎ (1995MLD1775) ۱۱؎ (PLD1965Pesh104)

marfat.com

Marfat.com

اس کے برعکس رویہ تیز رفتاری شمار ہوگا۔ چنانچہ کسی بھی امر میں مناسب دیکھ بھال اور حفاظتی اقدامات کرنا غفلت کے برعکس جواز ہوسکتا ہے ۞ ! چنانچہ کسی ڈرائیور کو کسی شخص کو زخم دینا یا قتل کر دینا غفلت اور لاپرواہی کی ڈرائیونگ سے ملزم پر ثابت نہ ہو تع ہے۔ اور دفعہ ہذا میں ملوث نہیں کیا جاسکتا ۞ ۲ ڈرائیونگ کے معنی دفعہ 320 کے حوالے سے محدود ہیں۔ لہذا جانوروں کے معاملے میں دفعہ ہذا کوئی وضاحت نہیں کرتی ۞ ۳ تیز رفتاری قانون میں مانع نہیں بلکہ غفلت اور لاپرواہی سے تیز رفتاری ڈرائیونگ منع کی گئی ہے ۞ ۴ کسی ڈرائیور کا 20 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گاڑی چلانے کو تیز رفتاری نہیں کہا جاسکتا لیکن شہادت یہ ہے کہ بڑی سڑک (ہائی وے) پر مقتول مخالف سمت سے آرہا تھا۔ اور حادثہ کا شکار ہوا ۞ ۵ ٹرک ڈرائیور نے غفلت اور لاپرواہی کے علاوہ تیز رفتاری سے ٹرک کو پیچھے کی طرف لے گیا۔ چنانچہ ملزم کو درست سزا ہوئی۔ لیکن ۹ ماہ تک زیر حراست سزا کے بدلے تعزیری سزا ختم کر دی گئی ۞ ۶ جیپ نے رکشہ کو ٹکر دے ماری اور کنٹرول سے باہر ہو کر نزدیکی گزرنے والے شخص کو دے ماری جسکے نتیجہ میں موت واقع ہوئی۔ اور سات سال سزا ہوئی۔ جسے اپیل میں تخفیف کر دی گئی ۞ ۷ عدالت عظمی نے اجازت اپیل منظور کی اور اس معاملے کی تحقیق کیلئے کہ آیا مجرم کا جرم بھی دیگر دو مجرموں کی طرح برابری پر ہے جنکی سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیا یا اسکی سزائے موت بحال رکھنا درست ہے ۞ ۸ عدالت نے ملزم کو دیت کی ادائیگی کا حکم دیا۔ اور ملزم کو بمطابق قانون دفعہ 320 ادائیگی کی ہدایت کی گئی۔ ملزم گاڑی چلا رہا تھا۔ لیکن غفلت اور تیز رفتاری کیلیے کوئی ثبوت نہ تھا۔ اگرچہ اپیل منظور ہوئی اور ملزم کو تین سال میں بالاقساط ادائیگی دیت کا حکم ہوا ۞ ۹

ا (PLD1959Lah655) ۲ (1995Pcrlj608) ۳ (1995MLD1775) ۴ (PLD1997Pesh13)

۵ (PLJ1975CRC600 - PLD1975Kar723) ۶ (PLD1982SC280) ۷ (PLD1982Lah171)

۸ (1996SCMR686) ۹ (2002SCMR1181)

marfat.com
Marfat.com

دفعہ ۳۲۱ قتل بالسّبب (Qatl-bis-sabab)

جو کوئی کسی شخص کو ہلاک کرنے یا نقصان پہنچانے کی نیت کے بغیر کوئی ایسا غیر قانونی فعل کرے جو کسی دوسرے شخص کی موت کا باعث بن جاتا ہے تو وہ قتل بالسبب کا مرتکب کہلائے گا۔

تمثیل: الف غیر قانونی طور پر شاہراہ عام پر ایک گڑھا کھودتا ہے لیکن اس کا ارادہ کسی شخص کو نقصان پہنچانے یا ہلاک کرنے کا نہیں ہے ب وہاں سے گذرتے ہوئے اس میں گر پڑتا ہے اور مر جاتا ہے۔ الف قتل بالسبب کا مرتکب ہوا ہے۔

تشریحات

قتل خطاء کی وہ قسم ہے جس میں قتل کرنے والا کسی شخص کی موت کے لئے ذہنی کوشش کی بجائے محض اتفاقاً کوئی ایسا فعل کرے جو کہ قانونی نہ ہو اور نہ ہی اس کے اپنے اختیار میں ہو اور اس عمل یا فعل کے نتیجہ میں کوئی شخص مارا جائے تو یہ قتل کیونکہ مذکورہ فعل کے باعث یا سبب سے ہوا ہے لہذا اس کو قتل بالسبب کہا گیا ہے۔

اس کی مثالیں اسطرح ہیں کہ کوئی شخص چھلانگ لگائے اور اسکے نیچے اچانک کوئی شخص آجائے اور وہ ایسی جگہ ہو جو شارع عام ہو۔ غیر قانونی فعل سے اور چھلانگ کے سبب ہونے والا قتل اس دفعہ شامل ہوگا۔ راستہ چلتے کا ہتھیار گرانے کے سبب قتل۔ سواری کے جانور کو مناسب کنٹرول نہ کرنے کے سبب قتل۔ مکان کے شیڈ یا پرنالہ وغیرہ کے سگنے کے سبب قتل۔ کنواں شارع عام پر کھودنے کے سبب قتل۔ مسجد میں بے جا تصرفات کے سبب قتل۔ جانور کو چونکا دینے کے سبب قتل۔ دیوار وغیرہ گرانے کے سبب قتل۔ ایسی اقسام کے جرائم اس باب میں شامل ہوں گے یا فعل بالا غیر قانونی گڑھا کھودنے اور اس میں گر کر ہلاک ہونے کے سبب قتل۔ ان کے علاوہ لڑائی کی نیت کے بغیر دو گروہوں کے ایک دوسرے پر پتھراؤ کے سبب قتل۔ محکمہ شاہرات کی جانب سے مناسب حفاظتی اشارے نہ لگانے کے سبب قتل۔ ٹھیکیدار کی جانب سے شارع عام پر گڑھے کھود کر مناسب حفاظتی تدابیر نہ کرنے کے سبب قتل۔ یا پھسلنے والی چیز یا چھلکوں کے سڑک پر گرانے پر پھسلنے کے سبب قتل وغیرہ۔ اگرچہ قتل جو فوری صدمہ یا اشتعال انگیزی کے نتیجہ میں ہوں بھی قتل بالسبب ہوگا لیکن اس ضمن میں شہادات سے ثابت کرنا ہوگا۔

(i) کہ قاتل کسی ایسی طاقت کے زیر اثر تھا جس پر اس کا اپنا اختیار نہ تھا۔

(ii) اشتعال کی بنیاد انتہائی فوری اور شدید تھی کہ وہ شخص اس واقعہ کے نتیجہ میں اپنا کنٹرول اور اختیار ختم کر بیٹھا۔ یاد رکھیے اشتعال کا عمل خالصتاً نفسیاتی معاملہ ہے جس کی تحقیق میں جانا عدالت کی ذمہ داری ہے۔ اس امر میں زیر غور معاملہ یہ بھی

marfat.com
Marfat.com

ہے کہ مذکورہ اشتعال اور وقوعہ کے درمیان کیا اتنا وقفہ میسر آیا۔ جس میں مذکورہ اشتعال کو ٹھنڈا ہونے کا اور غور کا موقع ملا۔ کیونکہ اشتعال میں عموماً وہی ہتھیار استعمال ہوتا ہے جو اس کے ہاتھ میں موجود ہو یا موقع سے میسر آ گیا لیکن درج ذیل صورتوں میں قاتل کو بری الزمہ از قتل عمد نہ کیا جائے گا۔

(i) قتل ہونے والا قاتل کا حقیقی بھائی ہو۔

(ii) اگر باہمی لڑائی میں ہلاک کیا تو قاتل غیر مسلح نہ ہو۔

(iii) ملزم نے خود کو وقوعہ سے پیشتر مسلح کر لیا ہو۔

اشتعال کا جواز صرف اسی صورت میں قابل قبول ہوگا اگر مقتول ہی فوری اشتعال کا سبب بنا ہو○ مثلاً الف نے ب کو اپنی بیوی سے ہم بستر دیکھا تو فوری اشتعال کے نتیجہ میں اپنی بیوی ب یا دونوں کو قتل کر دیا○ الف کی بیوی ب نے سارے کو بتایا کہ اسے ج نے جس بے جا میں رکھ کر اس سے زیادتی کی ہے اور الف نے فوری طور پر اپنی بیوی ب کی بات کا یقین کر لیا اور ج کے گھر گیا اور اسے قتل کر دیا○ لیکن اگر الف۔ ب کے ہمراہ فوری طور پر نہ گیا اور وہ اپنی بیوی ب کی بات کا یقین کرنے اور سوچ بچار میں لگ گیا تو یہ فوری اشتعال کا سبب نہ ہوگا؛ (اسی طرح الف نے ب کی طرف جوتا دکھایا جس پر اشتعال میں آ کر ب نے الف پر کوئی بھاری چیز پھینکی تو وہ ہلاک ہو گیا○ یا الف نے ب کی بیوی سے کوئی چیز طلب کی لیکن ذاتی ناچاقی کے سبب ب کی بیوی نے الف کے خاوند کو مذکورہ چیز دینے کی بجائے الف کے خاوند کی طرف تھوک دیا یا اسی طرح کا کوئی تضحیک آمیز اشارہ کیا تو الف نے ب کو قتل کر دیا○ الف نے ب کو صرف اس لئے قتل کر دیا جب ب کی بیوی ج آشنا سے ملنے گئی○ کسی شخص نے مسلمان کے سامنے قرآن کی توہین کی اور مذکورہ نے اس شخص کو قتل کر دیا○ عورت بصورت بہن، بیٹی، ماں کی صورت میں اپنے بھائی، باپ، خاوند یا بیٹے کے زیر حفاظت ہو۔ اور کوئی شخص اس کی عفت میں خلل ڈالنے کا باعث بنے○ یا وہ خود کسی دیگر شخص کے ساتھ ملوث پائی جائے○ ایسے تمام عوامل اگرچہ قتل بالسبب میں شمار ہوں گے لیکن آنحضرت ﷺ کی حدیث کے مطابق جرم قتل میں مسئول نہ ہوں گے○ [۱] اسی طرح حفاظت خود اختیاری یا اپنے مال جان کی حفاظت میں حملہ آور قتل کر دے تو بھی حفاظت خود اختیاری اور تحفظ چار دیواری کے سبب قتل بالسبب کے لئے مسئول نہ ہوگا○ جیسا کہ حدیث شریف میں اللہ کے نبی کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے جان یا مال کے در پے ہو تو اگر اپنی جان یا مال بچاتے ہوئے مارا گیا۔ تو شہید ہے لیکن اگر زندہ بچ گیا اور مذکورہ شخص کو قتل کر دیا تو مسئول نہیں ہے○ [۲] اس کی مثالیں یہ ہیں کہ ملزم پر مقتول اور اس کی پارٹی حملہ آور ہوئی اور لاٹھی سے ملزم پر وار کیا جسے ملزم نے قاتل سے پکڑ کر مقتول پر وار کر دیا اور مقتول ہلاک ہو○ اچور پکڑا گیا اور اسے شدید مار پڑی

[۱] (مشکوٰۃ مترجم ۳۳۵۷) [۲] (مشکوٰۃ شریف)

marfat.com
Marfat.com

اور وہ ہلاک ہو ○ اخطرناک غنڈہ حملہ آور ہوا قاتل نے اپنے دفاع کے لئے مذکورہ غنڈہ سے اس کا ہتھیار چھین کر اسے مارا ○

قتل عمد اور قتل بالسبب میں فرق: قتل عمد اور قتل بالسبب میں فرق یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر نیت کے کسی شخص کو زخمی کرتا ہے اور وہ شخص مر جاتا ہے تو ایسی فوجداری ذمہ داری دفعہ 321 میں جائے گی۔ جو دفعہ 300 میں قتل عمد کی تعریف سے مطابقت نہیں کھاتی ○ اب اگر کوئی شخص کسی دیگر شخص کو اپنے وہیکل سے ٹکر مار کر 100 گز تک گھسیٹتا چلا جاتا ہے تو یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ موت کی وجہ دفعہ 321 میں قرار دی جائے گی۔ حالانکہ اسکا فعل ثابت کرتا ہے کہ اس سے قتل عمد کیا ہے ○ ۲ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو قتل کرنے کی نیت کے بغیر کوئی ایسا غیر قانونی فعل کرے۔ جس سے موت واقع ہو تو یہ قتل بالسبب ہوگا۔ اس سلسلہ میں تفصیل کیلئے ○ ۲ میں ڈاکٹر تنزیل الرحمان کی کتاب کا حوالہ دیں۔ قانون ہذا کی دفعات 321,302,300 میں قتل عمد اور قتل بالسبب کا ذکر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اگر کوئی شخص بغیر نیت کے کسی شخص کو زخمی کرتا ہے اور وہ شخص مر جاتا ہے تو ایسی فوجداری ذمہ داری دفعہ 321 میں جائے گا۔ جو دفعہ 300 میں قتل عمد کی تعریف سے مطابقت نہیں کھاتی۔ اب اگر کوئی شخص کسی دیگر شخص کو اپنے وہیکل سے ٹکر مار کر 100 گز تک گھسیٹتا چلا جاتا ہے تو یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ موت کی وجہ حادثہ تھا جو قتل بالسبب دفعہ 321 میں قرار دیا جاسکتا ہے۔ حالانکہ اسکا فعل ثابت کرتا ہے کہ اس سے قتل عمد کیا ہے ○ ۳ جب ایک شخص درخت پر پھل اتارنے کیلئے چڑھا اور گر کر مر گیا۔ تو آزاد کشمیر کی پنچایت نے اسے حادثاتی واقعہ قرار دیا۔ لیکن ایسا قرار دینا بھی عدالت کیلئے لمحہ فکریہ ہوگا۔ کہ کہیں اصل واقعات اور حالات کو چھپایا تو نہیں جارہا ○ ۴ ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن نے اپنی کتاب حدود و قصاص اور دیت کے صفحہ نمبر 332 پر قتل کی ایک قسم قائم مقام خطاء کا بھی ذکر کیا ہے۔ جس میں نہ تو قتل کا ارادہ ہے۔ اور نہ کسی شے کو قتل کرنے کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ایک شخص سونے کی حالت میں کسی پر گر جائے۔ اور دوسرے شخص کی موت واقع ہو جائے۔ اس لیے ایسے قتل کو حکماً قتل خطاء کہا جائے گا۔ اور اسکی دیت سادہ اور قاتل پر کفارہ ہوگا۔ قتل بالسبب یہ ہے کہ اسکا کوئی فعل غیر ارادی طور پر کسی کے قتل کا سبب ہو جائے۔ مثلاً ایک شخص کنواں کھودے اور دوسرا شخص اس میں گر کر ہلاک ہو جائے۔ اس قتل میں بھی دیت عاقلہ پر لیکن کفارہ نہیں۔ انہوں نے علامہ کاسانی کی بدائع الصنائع کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ قتل قائم مقام خطاء کی دو قسمیں ہیں۔ اول وہ جو ہر وجہ سے قتل خطاء کے معنی میں ہے۔ اور دوم یہ کہ وہ قتل جو بعض وجہ سے قتل خطاء کے معنی میں ہو۔ یعنی قتل کا سبب بن گیا ہو۔ چنانچہ فقہا کے مختلف الاوراء نظریات کے باوجود قتل بالسبب کو ایک مستقل قسم قرار دیا گیا ہے۔ جن کی جزو وہ تفاصیل کتاب جنایات میں مذکور ہیں ○ ۵

---

۱ 2001Pcrlj1548 ۲ 2001Pcrlj1557 ۳ 2001Pcrlj1548 ۴ (1991Pcrlj2007) ۵ (2001Pcrlj1548)

marfat.com

Marfat.com

دفعہ ۳۲۲ قتل بالسبب کی سزا (Punishment for Qatl-bis-sabab)

جو کوئی قتل بالسبب کا ارتکاب کرے وہ دیت کا مستوجب ہوگا۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔ناقابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔دیت۔۔سیشن کورٹ

تشریحات

دفعہ ہذا میں قتل بالسبب کو قابل تعزیر قرار نہیں دیا گیا۔لیکن اسکے برعکس دیت اور اسکی بنیاد پر شیڈول دوم میں ناقابل ضمانت قرار دیا گیا ہے۔حالانکہ دفعہ 319 اور 320 میں قتل خطاء کے افعال اور تیز رفتاری سے ہلاکت کو قابل ضمانت جرم قرار دیا گیا ہے۔اگرچہ قتل بالسبب قتل خطاء کی ایک قسم ہے اور اس کی بھی وہی دیت ہوگی جو دیگر قتل خطاء کے سلسلے میں بیان ہے یا بمطابق دفعہ ۳۲۳ تعین کیا جائے گا۔لیکن مستثنیات مثلاً حفاظت خود اختیاری اور فوری اشتعال کے بارے میں ملکی قوانین کے مطابق تعزیری سزا کا تعین کیا جائے گا۔یا قابل مواخذہ تصور نہ کرتے ہوئے قیدی کر دیا جائے۔

قتل بالسبب کی تعریف: احناف کے نزدیک قتل بالسبب اقسام قتل میں پانچویں قسم ہے یعنی قتل کسی سبب سے واقع ہوا ہو۔جیسے کسی شخص نے اپنی ملکیت میں گڑھا کھود کر یا راستے میں بھاری پتھر ڈال دیا۔جس سے ٹکرانے پر شخص متضرر ہلاک ہوا وغیرہ۔قتل بالسبب میں ایسی صورت نہ شبہ العمد کی ہے اور نہ ہی خطاء کی۔بلکہ اتفاق ہے کہ اس میں فاعل کا ارادہ اور فعل کو خالصتاً کوئی دخل نہیں ہے۔اس لیے اس صورت کو بعض فقہا نے قائم مقام الخطاء بھی قرار دیا ہے o[1] مالکی قتل بالسبب کو تسلیم نہیں کرتے اور یہی مسلک امام شافعی اور امام احمد حنبل کا ہے۔جو اسے قتل خطاء سے تعبیر کرتے ہیں

سزا کے اصول: قتل بالسبب میں سزا کا نفاذ کرتے ہوئے درج ذیل بنیادی اصول مدنظر رکھنے ہوں گے۔کہ قتل شہادات کی موجودگی میں کن نتائج کا حامل ہے۔

فقہا نے قتل بالسبب کی دو اقسام بیان کی ہیں۔

ایک قسم تو یہ ہے کہ قتل بالسبب کا خود اپنے ہاتھوں ارتکاب ہو o اور دوسرے اگرچہ ایک لحاظ سے قتل خطاء ہو لیکن کسی امر میں سبب کے باعث ہو o اور اس میں دیت کا وجوب اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں خطاء کا مفہوم موجود ہے یعنی ارادے کا نہ ہونا o نیز دیت قاتل کی مددگار برادری پر لازم آئے گی۔اور کفارہ نہیں اور نہ ہی میراث سے محروم کیا جائے گا o[2] اس میں بعض فقہا کے نزدیک بھی میراث اور وصیت سے محرومی اس لئے ہوئی کہ نتائج میں قتل کا ارتکاب تو ہوا ہے۔

---

[1] (ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۱) [2] (ہدایہ ج ۴ ص ۵۶۱)

marfat.com
Marfat.com

جس کی زسزا میں میراث اور وصیت سے محرومی بنیادی امر ہے o اگر کسی شخص نے اوپر سے شارع عام پر چھلانگ لگائی اور نیچے آنے والا شخص ہلاک ہو گیا تو گرنے والے شخص پر دیت ہوگی o لیکن اگر وہ خود ہلاک ہو گیا تو جس شخص پر گرا اس پر دیت واجب نہ ہوگی اور اس طرح خون رایگاں جائے گا o لیکن اگر کوئی شخص ایسی جگہ پر بیٹھا ہے جہاں بیٹھنا جرم ہے تو اب قاضی اپنی صوابدید اختیار کرے گا o کوئی شخص کسی کے گھر میں داخل ہوا اور اسے مالک کے کتے نے کاٹ لیا تو ضمان نہ ہوگا۔ کیونکہ کسی شخص کا کتا پالنا مباح ہے o قرآن الحکمت میں ارشاد ہے۔ مکلبین تعلمونهن مما علمکم الله فکلوا مما امسکن علیکم ۔(اور سدھایا ہوا شکاری جانوران کو سکھاتے ہو جیسا کہ اللہ نے تم کو سکھایا) لیکن اگر کوئی شخص راستے میں دانستہ سانپ یا بچھو ڈال دے تو اس سبب سے قتل یا زخمی ہونا کھلم کھلا زیادتی ہوگا o اور اس کی دیت واجب الاداء ہوگی o اگر دو بسیں آپس میں ٹکرا جائیں اور دونوں طرف لوگ مر جائیں تو ہر ایک بس میں مرنے والے کی دیت دوسری بس کو مرنے والے کی عاقلہ پر ہوگی o یہ حکم آئمہ اربعہ کا ہے لیکن امام زفر کے نزدیک ہر ایک کی برادری کے ذمے دوسرے کی نصف دیت ہوگی o اور یہ اس لئے کہ اس میں موت کا سبب دو افعال ہیں ایک تو اس کا فعل اور دوسرا اس کے ساتھی کا o لیکن ڈرائیوروں کے علاوہ اشخاص کی موت کی دیت اسی طرح بس کے مالکان اور ان کی عاقلہ اور ڈرائیور اور محکمہ شاہرات اگر حادثہ سڑک کی خرابی کے باعث ہو۔ پر ہوگی o اور اس میں دیت جن اشخاص کی غلطی ثابت ہوگی ان میں برابر تقسیم کر لی جائے گی o دو آدمی رسہ کشی کرتے ہوئے اگر دونوں پیٹھ کے بل گر کر مر جائیں تو کسی پر دیت نہیں ہے o لیکن اگر دونوں میں سے کوئی منہ کے بل گر کر مرے تو ثابت ہو کہ وہ شخص دوسرے شخص کی طرف سے کسی جھٹکے کے باعث گر کر مر گیا ہے o چنانچہ اس کی دیت دوسرے پر واجب ہوگی o جو عاقلہ ادا کرے گی o اگر باپ کے ہاتھ میں بچہ ہو اور کوئی دوسرا اسے اپنی طرف کھینچے یہاں تک کہ ہلاک ہو جائے تو اس کے کھینچنے والے پر دیت ہوگی o اور باپ دیت کا وارث ہوگا o ایک شخص دوسرے کے ہاتھ پر دانتوں سے کاٹتا ہے اور وہ شخص تکلیف کی شدت سے ہاتھ کھینچتا ہے تو کاٹنے والے کے دانت ٹوٹنے کا تاوان نہ ہوگا o کیونکہ کاٹنا ایک تکلیف دہ امر ہے اور ہر شخص کو اپنے تحفظ کا حق حاصل ہے o شارع عام پر جانور یا کار کھڑی کر دینے سے حادثہ ہونے کا وہی شخص ذمہ دار ہوگا۔ جس نے شارع عام پر کھڑے ہو کر دوسرے شخص کے حق کو غصب کیا یا اسی طرح اچانک راہ چلتے ہوئے راستے میں گاڑی کو سڑک کے درمیان میں روکا اور حادثہ کا باعث ہونا وغیرہ o قتل بالسبب کی دوسری قسم کی مثال راستے میں گڑھے کھودنا o رکاوٹ کرنا o تجاوزات کرنے کے نتیجہ میں ہونے والے نقصانات ہیں o جن کی سزا بھی دیت ہے o مثلاً گڑھے کھودنے کے معاملے میں دیکھنا ہوگا کہ گڑھا شارع عام پر ہے یا اپنی ملکیت میں اگر شارع عام پر ہے تو دیت کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا o لیکن اگر گڑھا اس نے اپنی حدود میں کھودا ہے تو اس میں گر کر مرنے والے شخص کا خون رایگاں جائے گا o اس طرح جنگل میں گڑھا کھودنے پر بھی کسی شخص کے مرنے کے نتیجے میں گڑھا کھودنے والا مسئول نہ ہوگا o کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

گڑھا کھودنا جرم نہیں لیکن گڑھا قتل کا سبب ضرور بنا ہے لیکن یہی سبب اگر شارع عام پر ہو تو ظلم اور زیادتی کے زمرے میں آئے گا ○ اور اس طرح یہ ظلم قتل سے ملحق قرار دیا جائے گا ○ جبکہ جنگل میں کھدائی کرنا فعل مباح ہے جس کو قتل سے منسلک نہیں کیا جا سکتا ○ ایسے قتل میں دیت عاقلہ پر ہو گی اور کفارہ اس کی اپنی جان کی سلامتی پر واجب ہو گا ○ لیکن فقہا کے نزدیک گڑھا کھودنے والے پر نہ وصیت نہ میراث ہے ○ لیکن اگر گڑھے میں گرنے والا بھوک کے ہاتھوں یا جسمانی کمزوری سے اس میں گر گیا تو دیت واجب نہ ہو گی ○ لیکن اگر گر کر صدمے سے مر گیا تو پھر دیت واجب ہو گی ○ اؔ کوئی شخص دوسرے کو دھکا دے کر گڑھے یا کنواں میں گرا دے تو دھکا دینے والا قاتل شمار ہو گا اور یہ قتل عمد ہو گا ○ مکان کے بڑھے ہوئے شیڈ اور پرنالہ جو شارع عام پر ہو گا۔ سے ٹکرا کر مرنے والے شخص پر بھی احکامات دیت وہی ہوں گے جو کنواں کھودنے والے پر ہوں گے دیت عاقلہ پر ہو گی ○ لیکن اگر یہ دیت کی مقدار 1/20 حصہ سے کم ہو گی تو وہی شخص خود ادا کرے گا۔ شیڈ بڑھانے والے کو اچھی طرح جائزہ لینا چاہیے کہ یہ شیڈ یا پرنالہ شارع عام میں کسی طرح بھی عام حالات میں رکاوٹ نہیں ○ چنانچہ اگر مذکورہ شیڈ اس قسم کی احتیاط کو مدنظر رکھ کر نہیں بنایا گیا اور حادثہ کا باعث بنا تو اس کی دیت عاقلہ پر نہ ہونا چاہیے ○ بلکہ یہ دیت کاملہ شیڈ بنانے والے سے وصول کی جائے ○ راستے میں کوڑا کرکٹ گرانے والے کے سبب کوئی شخص قتل ہو جائے تو وہ شخص اس وجہ سے مسئول ہو گا ○ کہ وہ شارع عام جو کہ عام استعمال کی گلی ہے میں کوڑا کرکٹ پھینکنے کا مرتکب ہوا ہے لہذا دیت واجب ہو گی ○ اس طرح مسجد عامۃ المسلمین ہے چنانچہ مسجد میں کھدائی یا تعمیر کے دوران مناسب احتیاطی مدابیر اختیار نہ کرنے والا شخص حادثہ کا مسئول ہو گا ○ چنانچہ موجودہ دور میں اگر کوئی شخص بس سے گر کر مر جائے تو ڈرائیور مسئول نہ ہو گا کیونکہ ڈرائیور اس صورت میں مسئول قرار دیا جا سکتا ہے کہ اگر گرنے والا ڈرائیور کے سامنے یا اس کے کنٹرول میں ہو ○ جیسا کہ سب سے اگلے اونٹ پر سوار شخص رسی کھینچتا ہے۔ کوئی شخص اونٹوں کی قطار کے درمیان میں کسی اونٹ کے پاؤں تلے آ جائے تو اس کے قتل پر اگلا سوار مسئول نہیں ہو گا۔ کیونکہ وہ پچھلے اونٹوں کو کنٹرول کرنے پر قادر نہ ہے ○ لیکن یہ مثال بڑے ٹرالر یا جڑواں ٹرالروں کے ذریعے حادثوں پر نافذ نہ ہو گا ○ وہ اس لئے کہ ٹرالر کا کنٹرول ڈرائیور کے اختیار میں ہے اور اس ڈرائیونگ اس سے احتیاط کی متقاضی ہے ○ کسی جانور کو اچانک چونکا دینے یا جانور کو حملہ کرنے پر مجبور کرنے والے کو حادثہ کا مسئول ٹھہرایا جائے گا ○ لیکن یہ دیت عاقلہ وہ گی ○ اگر دیوار ایک جانب جھکی ہوئی ہو اور بوسیدہ ہو کر گر جائے اور ہلاکت کا باعث بنے تو مالک دیوار دیت کی ادائیگی کا ذمہ دار ہو گا ○

دیت کے وجوب کے اصول: لیکن ان تمام حالتوں میں دیت واجب ہونے کے درج ذیل اصول ہوں گے۔

لؔ (امام ابوحنیفہ)

marfat.com
Marfat.com

۱۔ دیوار گرنے کے حادثے میں ایک شرط یہ ہے کہ دیوار توڑنے کیلئے کہا جائے۔ لیکن قدرت رکھنے کے باوجود دیوار کو توڑا نہیں گیا۔ دیت واجب نہ ہوگی۔

۲۔ گڑھا کھودنے والے نے شارع عام پر گڑھا کھودا اور یہ قدرت رکھتا تھا کہ گڑھے کے بارے مین نشاندھی کرے تا کہ ہر دیکھنے والا احتیاط کر سکے اور وہ نشاندھی نہ کر سکا۔ (نوٹ) یہ ضروری ہے کہ گڑھے کی نشاندھی اس انداز اور اتنے فاصلے سے ہو کہ کوئی بھی شخص یا سوار اسے دور سے دیکھ کر اپنا تحفظ کر سکے۔

۳۔ مسجد کے منتظم کو تعمیرات کے سلسلہ میں واضح ہدایات اس انداز میں نصب کرنا ہوں گی کہ کوئی اجنبی نمازی بھی آجائے تو وہ بھی اپنی حفاظت کر سکے اسی طرح نماز پڑھنے والے کو راستے میں بیٹھ کر یا اندھیری جگہ پر بیٹھ کر نماز نہ پڑھنی چاہیے جس سے کوئی شخص اس سے ٹکرا کر گرے اور ہلاکت کا باعث ہو۔

۴۔ شارع عام پر گاڑی یا جانور کھڑا کو دینا در حقیقت عوام الناس کے حقوق پر غاصب ہونے کے مترادف ہے لہذا اس طرح کے نقصان میں کسی شخص کی جانب سے انتباہ ضروری نہیں ہے لیکن اگر کسی ایسی جگہ ٹریفک قوانین کی نشاندھی نہ کی گئی ہو۔ جہاں ضروری ہو اور حادثہ ہو جائے تو ڈرائیور سے زیادہ محکمہ مذکورہ مسئول ہوگا۔

۵۔ شیڈ، پرنالے یا بڑھی ہوئی تعمیرات سے اگر روک دیا جائے اور پھر بھی نہ مالک نے متبادل انتظامات نہ کرے تو ایسی صورت میں حادثہ پر وہ شخص مسئول ہوگا٥ اسی اصول میں شارع عام پر محکمہ جاتی تعمیرات بجلی کے کھمبے وغیرہ کا اصول ہو گا۔

ضمانت: پانی میں کرنٹ چھوڑنے کے سبب قتل دفعہ 322 تعزیرات پاکستان شامل ہے لہذا اس میں صرف دیت مل سکتی ہے لہذا ضمانت منظور ہوئی٥[۱] بیماری کی بنیاد پر ضمانت ہر نیا اور مرگی میں بھی ضمانت ہوئی٥[۲] متبادل کہانیوں کی بنیاد پر قتل مشکوک ہو گیا۔ اور مزید تحقیقات کی بنیاد پر ضمانت لے لی گئی٥[۳] واردات قتل کے مقدمات میں دو کہانیاں مقدمہ کو مزید تحقیقات کا محتاج کر دیتی ہیں۔ لہذا ضمانت لے لی جاتی ہے٥[۴] بالمقابل مقدمات دونوں پارٹیاں چالان ملزم کی ٹانگیں ٹوٹیں ضمانت لے لی گئی٥[۵]

سزا (Punishment): قتل بالسبب کے مقدمات میں قتل کرنے کی نیت یا نقصان پہنچانیکی نیت کا موجود نہ پایا جانا بنیادی اصول تصور ہوگا۔ لیکن ایسا اقدام جو جرم ہو اور جو موت کا سبب بن گیا ہو۔ قتل بالسبب کے زمرے میں آئے گا٥[۶]

---

۱ 1992Pcrlj1374 ۲ (1994Pcrlj945) (1994Pcrlj1766) ۳ PLJ1999CRC1 - 1990Pcrlj529

۴ 1992Pcrlj2399 - PLJ1999SC49 - LR1999SD33 ۵ 1994Pcrlj997 ۶ (PLJ2001QT764)

marfat.com
Marfat.com

اصول یہ ہے کہ ہر انفرادی شخص اپنے فعل کا خود ذمہ دار ہوتا ہے o[۱] جب قتل کرنے کی نیت کا خیال نہ ہو۔ تو قتل عمد کی قتل بالسبب قرار دیا گیا۔ جسے عدالت نے تسلیم نہ کیا o[۲] قتل کے الزام زیر دفعہ 302 کو دفعہ 322 تعزیرات پاکستان میں تبدیل کر دیا گیا۔ اور قتل بالسبب دفعہ 322 کی سزا (1)497 کے تحت امتناعی نہ رہی ہے کیونکہ قاتل کی مقتول کو قتل کرنے کی منشاء موجود نہ تھی۔ اور یہ قتل عمد نہ تھا۔ ضمانت منظور کی گئی o[۳] ایسی صورت میں معاملہ قتل بالسبب دفعہ 321 کا نہ ہو سکتا ہے۔ اگر ملزم نے خطرناک جگہوں پر زخم لگایا۔ اگرچہ قتل کرنے کی مرضی نہ تھی۔ ایسے معاملات دفعہ 302 میں آتے ہیں۔ چنانچہ سزائے قید کے علاوہ تاوان میں ایک لاکھ روپے کی ادائیگی کا حکم ہوا o[۴]

دفعہ ۳۲۳ دیت کی مالیت (Value of diyat)

۱۔ عدالت اسلام کے احکام کے تابع جس طرح قرآن پاک اور سنت میں منضبط کئے گئے ہیں۔ سزایاب اور شخص متضرر کے ورثاء کی مالی حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے دیت کی مالیت مقرر کرے گی۔ جو 30630 گرام چاندی کی قیمت سے کم نہ ہوگی۔

۲۔ ذیلی دفعہ (1) کی اغراض کے لیے، وفاقی حکومت سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے، ہر سال یکم جولائی کو چاندی کی قیمت کا اعلان کرے گی۔ جو مذکورہ مالی سال میں نافذ العمل ہوگا۔

تشریحات

قانون ہذا میں دیت کی عمومی قیمت جو 30630 گرام چاندی کی مالیت کے لحاظ سے مقرر ہوگی۔ کم از کم دیت تصور ہوگی۔ اور جس کے بارے میں وضاحت ضمن نمبر 2 کے حوالے سے حکومت ہر مالی سال کے دوران چاندی کی قیمت روپوں کے برابر تعین کرے گی۔ اور جسکا اعلان ہر سال یکم جولائی کو ہوگا۔ اس دفعہ سے جو چیزیں واضح ہوئیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ دیت کا تعین قرآن و سنت کے احکامات کے مطابق کیا گیا ہے۔

۲۔ دیت کی مالیت کا تعین کم از کم کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ اس میں زیادہ دیت لی جا سکتی ہے۔

۳۔ دیت کا تعین سزایاب یا مجرم کی مالی حیثیت کے مطابق بھی طے کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ چاندی کی مالیت کا تعین بطور دیت حکومت ہر سال کرے گی۔

سعودی عرب میں دیت بیسویں صدی میں ۸۰۰ ریال سے بڑھ کر ۴۰۰۰ ریال اور ۱۹۸۱ء میں یہ رقم ایک لاکھ ریال سے

۱۔ (PLD1964SC177) ۲۔ (SBLR2002BL183) ۳۔ 1986Pcrlj90 ۔ 2001Pcrlj345 ۔ 1980SCMR784
۴۔ NLR1982CRC693 ۔ (NLR2002SD333)

marfat.com
Marfat.com

تجاوز کر چکی ہے۔اور موجودہ دور میں اس رقم میں مزید اضافہ کیا گیا ہے۔لیکن یاد رہے کہ یہ دیت کی قیمت کم از کم ہے۔ اور قتل خطاء پر ہے۔

نوٹ: حکومت پاکستان کی طرف سے چاندی کی قیمت کا آخری مرتبہ تعین بمطابق نوٹیفکیشن SRO499(1)/200 مورخہ 02-07-2001 میں فنانس ڈویژن کی طرف سے جاری کیا گیا۔جس کی رو سے دیت کی مالیت بمطابق مالیت چاندی مبلغ ________ روپے ہے۔دیت کی شرعی قیمت کا تعین جو قانون ھذا میں مذکور ہے۔خلفائے راشدین کے دور کی روایات کے مطابق دس ہزار درھم کی بنیاد پر 30.63 کلو گرام چاندی یا اسکی مالیت روپوں کے حساب سے کیا گیا ہے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ درج بالا قیمت کم از کم دیت ہے جو صرف قتل خطاء یا نادانستہ قتل میں ہے یا اس سے مماثلت رکھتے ہوئے اقسام قتل میں ہے قتل عمد میں دیت نہیں ہے لیکن اگر تمام ورثاء یا ولی یا ان میں سے کوئی ایک قتل معاف کر دے یا صلح کر لے۔تو ایسی صورت میں قتل عمد پر بھی دیت کا نفاذ ہوگا یا ایسے قتل میں قصاص واجب نہ ہو وغیرہ۔ نیز ایسا قصاص جو نافذ نہ ہو سکے۔تو ایسی صورت میں دیت بدل صلح کہلائے گی۔جسکی وضاحت دفعہ 310 میں دی گئی ہے۔چنانچہ دفعہ 306 اور دفعہ 307 قتل عمد نا قابل قصاص دفعہ 312 قتل عمد بصورت معافی قصاص اور دفعہ 315 قتل شبہ العمد دفعہ 318 قتل خطاء دفعہ 321 قتل بالسبب وغیرہ میں دیت ہے۔جسکی الگ وضاحتیں بھی موجود ہوں۔ان تمام مباحث ہم قرآن اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں آئندہ سطور میں کر رہے ہیں۔قتل عمد کا قصاص ساقط ہو جانے کی صورت میں دیت کو دیت مغلظ کہا گیا ہے۔جو بعض حالتوں سے منسلک کر کے عام دیت پر سختی میں ہے۔اور دیت شبہ العمد میں کیونکہ عمد پر شبہ کے باعث دیت واجب ہوتی ہے۔لہذا اسے بھی دیت مغلظ قرار دیا گیا ہے۔اور اسی طرح قتل خطاء میں دیت غیر مغلظہ ہوگی۔جسکی ادائیگی میں آسانی یا عاقلہ سے منسلک کر کے عمومی کر دی گئی ہے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس دفعہ میں کم از کم دیت کا تعین کرتے ہوئے عدالت اور قاضی کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ مجرم اور مقتول کے ورثا کی حیثیت کے پیش نظر دیت کی مالیت مقرر کرے قانون ہذا میں میں کم از کم دیت کا تعین کر کے درحقیقت زیادہ سے زیادہ حد تک کے لئے عدالت کو بااختیار کرنے کا مقصد اور مدعا صرف یہ ہے کہ اگر کوئی جرم جس قدر شدت کا تقاضا کرتا ہو۔اسی قدر دیت کی مالیت میں اضافہ کیا جا سکے گا۔لیکن اس میں مجرم یا مقتول کے ورثا کی حیثیت کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کرنا بھی قرین مصلحت ہوگا۔کیونکہ اکثر مجرم دیت کی ادائیگی کے قابل نہیں ہوتے اور وہ محض دیت کی ادائیگی نہ کر سکنے کے سبب قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں۔یہ شریعت کی منشاء کے خلاف ہے لیکن اس تعین دیت کی شرائط کو معاشرے میں اسلام کے منافی جاہ وحشمت۔سفارش اور معاشرتی احکام کے زیر اثر ناانصافی کے نتائج کی صورت سامنے نہ لایا جائے گا۔اسکا ایک دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ کم سے کم دیت جو کہ قتل خطاء کی ہو سکتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

میں قتل شبہ عمد اور قتل عمد کی نسبت سے اضافہ یا شرائط کے ساتھ مغلظ کیا جائے۔ اس سے پیشتر کہ دیت پر شرعی نقطہ نظر کو قرآن و سنت کے حوالے سے واضح کیا جاسکے۔ دیت کی تعریف بیان کرنا ضروری ہے۔

دیت کی تعریف: دیت کا لفظ و دیۃ سے ہے جو ودی سے نکلا ہے جس کے معنی تاوان کے ہیں۔ آخیر میں (ت) کو صرف (و) کی بجائے بڑھایا گیا ہے۔ جیسے وزن سے زہنہ۔ یہ لغت کے اعتبار سے مصدر ہے۔ فقہا کی زبان میں دیت اس مال کو کہتے ہیں جو جان کے عوض مقتول کے ورثاء کو یا اعضاء اور جوارح کے نقصان پر بطور (ارش) وغیرہ خود مضروب کو ادا کیا جاتا ہے۔

دیت کے لغوی معنی خون بہا یا تاوان حاصل کرنے کے ہیں اور اس کی بنیاد کتاب و سنت اور اجماع امت پر ہے۔[1]

امام مالک امام شافعی۔ امام احمد بن حنبل کے نزدیک دیت کی تعریف یہ ہے کہ دیت وہ مال ہے جو ایک آزاد شخص کو قتل کرنے یا جراحت رسانی کی پاداش میں مجرم پر عائد ہوتی ہے اور اگر وہ آزاد شخص پیٹ کا بچہ نہ ہو تو ایک سو اونٹ تاوان ہے○ دیت قتل خطاء، قتل شبہ العمد، اور قلت بالسبب میں واجب الادا ہوتی ہے۔ اور یہ سب دیتیں قاتل کی مددگار برادری پر واجب ہوتی ہیں۔ نیز نابالغ، مجنون کے قتل پر بھی دیت واجب ہوتی ہے۔ اگرچہ نابالغ اور مجنون قتل کریں تو قصاص واجب نہیں مگر دیت ہے○[2]

قرآن و سنت سے حوالہ جات: جیسا کہ قرآن الحکمت میں ارشاد ہے۔

و ما کان لمونا ان یقتل.............................ولعنه و اعد له عذاب عظیما

ترجمہ۔ اور مومن کیلئے ہرگز جائز نہیں کہ وہ مومن کا خون کرے۔ سوائے غلطی کے اور جو کوئی کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کرے۔ تو اس پر ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا ہے۔ اور خون بہا بھی۔ کہ مقتول کے وارثوں کی سپرد کیا جائے۔ یا یہ کہ وہ معاف کردیں۔ پھر اگر وہ اس قوم سے ہو جو تمہارے دشمن اور خود بھی مسلمان ہو۔ تو اس پر صرف ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا واجب ہے۔ اور اگر وہ اس قوم میں ہو۔ کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے۔ تو اس کے وارثوں کو خون بہا سپرد کیا جائے۔ اور ایک مسلمان مملوک آزاد کیا جائے۔ تو جو یہ حیثیت نہ رکھتا ہو وہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے۔ یہ اللہ کے ہاں اسکی توبہ ہے۔ اور اللہ تعالی جاننے والا حکمت والا ہے○[3] اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے یا ارادتاً قتل کرے یا ارادتاً قتل کرے تو اسکا بدلہ جہنم ہے۔ کہ ہمیشہ اسمیں رہے گا۔ اور اللہ کا غضب اور اسکی لعنت اسپر ہوگی۔ اور اللہ نے اسکے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے○[4] اس آیت مبارکہ میں قتل عمد اور قتل خطاء کا ذکر موجود ہے اور انکے بارے میں اللہ رب العزت نے مواخذے اور معافی کا طریقہ کار بیان کیا ہے۔

---

[1] (بروایت نسائی) [2] (فتاوی عالمگیری ج۹ ص۳۳۲) [3] (آیت ۹۲) [4] (النساء ۹۲-۹۳)

marfat.com
Marfat.com

۔ جس میں خون بہا اور اسکی ادائیگی کا ذکر موجود ہے۔ اگرچہ اس کی مقدار کا تعین بیان نہ کیا گیا ہے۔ لہذا ہمیں احادیث سے اس معاملے میں مدد حاصل کرنا ہوگی۔

دیت کے سلسلے میں درج ذیل احادیث اس قانون کی وضاحت کرتی ہیں۔

شریعت میں دیت کا تعین ۱۰۰ اونٹ کے بارے میں ایک روایت سیرت کی کتابوں میں ملتی ہے جسکے مطابق آنحضرت ﷺ کے جد امجد حضرت ابو مطلبؓ کے پاس چاہ زم زم کے کھودتے وقت آپ کے اکلوتے بیٹے حارث کے علاوہ اور کوئی مددگار نہ تھا۔ اسلیے اللہ تعالیٰ سے دس بیٹے عطا کرنے کی منت مانگی اور کہا کہ میں ایک کو اللہ کے راستے میں قربان کرونگا۔ اللہ تعالیٰ نے منت پوری کی اور خواب میں اشارہ ہوا کہ اپنی منت ادا کرو۔ چنانچہ تمام بیٹوں کو خواب کے بارے میں بتایا تو انہوں نے آپ کو منت پوری کرنے کیلیے فرمانبردار بیٹوں کی طرح ہاں کی۔ چنانچہ قرعہ نکالا گیا تو حضرت عبداللہؓ جو آنحضرت ﷺ کے والد گرامی تھے، کے نام نکلا۔ جب ذبح کرنے کیلیے لیجانے لگے تو بہنیں رونے لگیں۔ ایک بہن نے کہا کہ آپ ہمارے بھائی کی دیت جو اس وقت دس اونٹ تھی۔ کو قربان کرنے کیلیے کہا۔ لیکن دس اونٹوں پر حضرت عبداللہ کا قرعہ نہ نکلا۔ یہاں تک کہ جب ۱۰۰ اونٹوں پر قرعہ نکالا گیا تو قرعہ حضرت عبداللہؓ کی بجائے ۱۰۰ اونٹوں پر نکل آیا۔ چنانچہ حاضرین نے شکر ادا کیا اور اللہ کے نام کی سربلندی کا اقرار کیا۔ بہنیں اپنے بھائی کو لیکر واپس آئیں۔ اور حضرت عبدالمطلب نے صفا اور مروہ کے درمیان نحر کیے ۱؎

ابن عباس فرماتے ہیں کہ اول دیت دس اونٹ تھی اور عرب بھر میں حضرت عبدالمطلب نے ۱۰۰ اونٹ کی دیت کی سنت جاری کی۔ اور نبی پاک ﷺ نے بھی اس سنت کو جاری رکھا۔ اسی نسبت سے حضرت اسمٰعیلؑ کے بعد حضرت عبداللہؓ کو بھی ذبیحہ کہا جاتا ہے۔ (آپ نے فرمایا کہ میں دو ذبیحوں کے درمیان ہوں) ۲؎

عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

الا ان دیت الخطاء شبه العمد ماکان بالسوط والعصا. مائته من الابل منها اربعون فی بطونها اولادها ۳؎

ترجمہ: خطاء کی دیت ہی شبہ عمد کی دیت ہے۔ جو قتل کوڑے اور لاٹھی کے ساتھ ہو جس میں دیت (۱۰۰) سو اونٹ ہیں اور جن میں سے چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں۔ (یہاں آلہ قتل کا اعتبار کر کے قتل مذکور کو شبہ العمد قرار دیا گیا ہے)۔

اس حدیث میں شبہ العمد میں خطاء کی دیت بیان کرتے ہوئے صرف یہ شرط عائد کی ہے کہ ۱۰۰ اونٹوں میں سے ۴۰ اونٹنیاں ہوں اور وہ حاملہ ہوں۔ (گویا اسطرح آئندہ نسل میں منافع کا تسلسل بھی ہو۔ موجودہ حالات میں عدالتیں

طبقات ابن سعد ص ۵۳) (ابن کثیر ص ۲۴۴ ج ۲) (سیرت المصطفیٰ حصہ اول از محمد ادریس کاندھلوی ص ۲۹) ۲؎ (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۵۴) ۳؎ (نسائی۔ ابن ماجہ۔ دواری۔ ابوداؤد)

marfat.com

Marfat.com

عموماً نابالغ کے حقوق کے تحفظ کیلیے سیونگ سرٹیفکیٹس کی صورت میں دیت محفوظ کرنے کا حکم دیتی ہیں)۔

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے جد (بزرگ) سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ آنحضرت نے اہل یمن کو دیت کے سلسلہ میں جو خط تحریر فرمایا۔

(ان من اعتبط مومناً قتلاً فانه قودیده الا ان یرضی اولیا المقتول وفیه ان الرجل یقتل بالمراته وفیه فی النفس الدیته مائته من الا بل وعلیٰ اهل الذهب الف دینار)۝[1]

ترجمہ: کہ جو شخص بلا تقصیر کسی مسلمان کو مار ڈالے وہ موجب قصاص ہے۔ مگر یہ کہ مقتول کے وارث راضی ہو جائیں۔ اس میں یہ بھی تھا کہ آدمی کو عورت کے بدلہ میں قتل کیا جائے گا۔ اور اس میں یہ تھا کہ جان کے مار ڈالنے میں دیت ہے۔ جو سو اونٹ اور سونا رکھنے والوں پر ہزار دینار۔ اس حدیث سے جو وضاحت ہوئی یہ قتل عمد کی سزا کا حکم ہے اس کے مطابق ۝ بلا تقصیر مسلمان کے مارنے پر قصاص (قتل عمد) واجب ہے ۝ لیکن اگر مقتول کے ورثا راضی ہو جائیں تو دیت ۝ جو سو اونٹ ہے ۝ اور سونا رکھنے والوں پر ۱۰۰۰ دینار سونا (ایک دینار کا وزن ایک تولہ سونا ہوتا ہے) ۝ اور عورت کے قتل میں بھی آدمی کو قتل کیا جائے ۝ گویا (قتل اور قصاص میں عورت اور مرد میں تفریق نہیں ہے)

خشف بن مالک ابن مسعود سے روایت ہے۔ کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔

فی دیته الخطاء عشرین بنت مخاض و عشرین ابن مخاض ذکور و عشرین بنت لبون. وعشرین جذعته و عشرین حقه۝[2]

ترجمہ۔ قتل خطاء کی دیت میں فیصلہ فرمایا کہ بیس اونٹیاں دوسرے سال میں۔ بیس اونٹ جو دوسرے سال میں۔ بیس اونٹنیاں تیسرے سال میں۔ بیس اونٹنیاں پانچویں سال میں اور بیس اونٹنیاں جو چوتھے سال میں لگی ہوں۔ (اس تعین دیت میں مختلف الاقسام اونٹوں کی مقدار کا تعین موقع اور محل کے مطابق اور قاتل و مقتول کی حیثیت اور موجود اثاثہ جات کے حوالے سے کیا گیا معلوم ہوتا ہے)۔

عمرو بن شعیب نے اپنے جد (بزرگ) سے روایت کی کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔

قیمته الدیت علیٰ عهد رسول ﷺ: ثمان مائته دینار اوثمانیته الف درهم۝[3]

ترجمہ۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیت کی قیمت آٹھ سو دینار۔ یا آٹھ ہزار درہم تھی۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے الا جعل الدیته اثنی عشر الفا۝[4]

---

[1] (مشکوۃ شریف) [2] (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی) [3] (ابوداؤد) [4] (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

marfat.com
Marfat.com

آنحضرت ﷺ نے کسی مقتول کی دیت قاتل سے بارہ ہزار درہم مقرر کی۔

عمر بن شعیب نے اپنے جد سے روایت کی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے دیت کے معاملے میں اشاد فرمایا۔

یقوم دیته الخطاء علی اهل القری اربع مائته دینار اوعدلها من الودق ویرقو مها علی الثمان الابل۔ فاذاعفت دفع فی قیمتها۔ واذاها جت رخص من قیمتها و بلغت علیٰ عهد الرسول الله ﷺ ما بین اربع مائته دینار۔ والی ثمان مائته دینار و۔عدلها من الورق ثمانیته الاف درهم۔ علی اهل البقر مائتی بقرة۔ وعلیٰ اهل الشاته الفی شاته۔ ان العقل میراث بین درثتهِ القتیل۔ان عقل امرائته بین عصبیتها ولا یرث القاتل شیأo[1]

ترجمہ۔دیت خطاء کی قیمت بستی والوں پر چار سو دینار۔ یا اس کے برابر چاندی، آپ اونٹوں کی قیمت کے مطابق دیت کی قیمت مقرر فرماتے۔ اونٹ مہنگے ہو جاتے تو قیمت بڑھا دیتے اور جب ارزانی ظاہر ہوتی تو قیمت کم کر دیتے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں چار سو دینار سے آٹھ سو دینار تک یا اس کے برابر چاندی سے آٹھ ہزار درہموں تک قیمت رہی۔ گائیں والوں پر دو سو گائیں اور بکری والوں پر دو ہزار بکریاں دیت میں دینے کا حکم فرمایا۔ دیت مقتول کے ورثا کے درمیان میراث ہوتی ہے۔ عورت کی دیت اس کے عصبوں کے ذمہ ہے اور قاتل دیت میں کسی چیز کا وارث نہیں ہے۔ عمرو بن شعیب سے ہی روایت ہے کہ اس کے جد نے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ

عقل شبه العمد مغلظ مثل عقل العمد ولا یقتل صاحبهo[2]

ترجمہ۔ شبہ عمد کی دیت مغلظ ہے جیسا کہ عمد کی دیت ہے۔ لیکن اس کے صاحب کو قتل نہ کیا جائے گا۔

سب سے پہلے دیت کا تعین ۱۰۰ اونٹ آنحضرت ﷺ کے دادا نے کیا اور شریعت نے اس کا نفاذ قائم رکھا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں دیت سے متعلق درج ذیل احکامات وضع ہوئے۔

۱۔ دیت تین اقسام کی ہے۔ جن میں قتل عمد پر قصاص کی معافی یا صلح پر دیت مغلظہ واجب ہوگی۔

۲۔ دیت شبہ العمد پر دیت مغلظہ واجب ہوگی۔

۳۔ دیت خطاء عام سادہ اور غیر مغلظہ دیت ہے۔

۴۔ دیت مغلظہ یہ ہے کہ وہ ۱۰۰ اونٹ ہیں۔ لیکن بعض شرائط کے ساتھ جس میں بعض اونٹنیاں ہیں جو حاملہ ہیں۔

۵۔ عام دیت ۱۰۰ اونٹ، ۲۰۰ گائیں، ۲۰۰۰ بکریاں اور ۸۰۰ دینار یا ۸۰۰۰ درہم۔ جبکہ ایک دینار کی قیمت ایک تولہ سونا

---

[1] (ابوداؤد۔ نسائی) [2] (ابوداؤد)

marfat.com
Marfat.com

اور ایک درہم کی قیمت ایک تولہ چاندی قرار دیا جاسکتا ہے۔ حدیث کے مطابق بستی والوں پر دیت سے مراد یا تو عاقلہ کی دیت ہے یا بستی والوں کے حصہ کے حوالے سے یہ دیت ظاہر کی گئی ہے۔ یا پھر ایسے قتل کی نسبت سے ہے جسکا قاتل نامعلوم ہو۔ اور جس بستی میں قتل ہوا اس پر بعد ادائیگی قسامہ دیت واجب کردی گئی ہو۔ اس سلسلہ میں اب ہمیں خلفائے راشدین اور فقہاء کے اقوال سے بھی مدد حاصل کرنا ہوگی۔ لہذا مندرجہ بالا مختلف آراء نہ ہی ایک دوسرے پر اختلاف میں ہیں اور نہ ہی متضاد کے زمرے میں آتی ہیں۔

خلفائے راشدین کے دور میں دیت: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مکہ والوں کے اوزان معتبر ہیں۔ حضرت عمرؓ پہلے خلیفہ تھے جنہوں نے درہم کا قانونی وزن ۲۰۹۷ گرام مقرر کیا اور عبدالمالک کے دور میں بھی اسی وزن کی پابندی کی گئی اسی طرح دینار کا وزن ۴۰۲۵ گرام ہوتا تھا ٥ [1]

اب ذرا آنحضرت ﷺ کے دور کے بعد صحابہ اور دیگر آئمہ اکرام کے ادوار میں دیت کے تعین کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں ۱۰۰۰ دینار سونا یا ۱۲۰۰۰ درہم چاندی مقرر کی ٥ [2] اسی طرح ایک اور روایت میں حضرت عمرؓ کے دور میں درج بالا تعین کے علاوہ ۲۰۰ گائیں، ۲۰۰۰ بکریاں کپڑے جوڑے ۲۰۰ مقرر فرمائی ٥ [3]

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ شبہ عمد کی دیت تین حصوں میں ہوگی۔ تینتیس چار سالہ اونٹنیاں۔ تینتیس پانچ سالہ اونٹنیاں اور چونتیس چھ سالہ سے لے کر آٹھ سالہ تک کی اونٹنیاں اسی طرح قتل خطاء میں ۴قسم کے اونٹ ہوں گے۔ پچیس تین سالہ۔ پچیس پانچ سالہ، پچیس دو سالہ اور پچیس یکسالہ اونٹنیاں ٥ [4]

مجاہدؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے شبہ عمد میں فیصلہ کیا کہ تیس تین سالہ اونٹنیاں، تیس چار سالہ اور چالیس حاملہ اونٹنیاں جن کی عمر ۵ سال سے ۸ سال کے درمیان ہو۔

درج بالا قرآن واحادیث اور روایات سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

قتل خطاء کی دیت ۱۰۰ اونٹ ہیں جن میں مختلف روایات کے مطابق مخصوص اونٹنیاں موجود ہوں ٥۔ قتل شبہ عمد کی دیت قتل عمد کی طرح مغلظ ہے۔ اور مخصوص اونٹوں کی ادائیگی سے منسلک ہیں ٥ قتل عمد کی دیت نہیں ہے۔ قصاص ہے۔ لیکن ورثا کی صلح پر دیت ہے۔ دیت کا تعین کم از کم صرف قتل خطاء میں ہے۔ لہذا قتل عمد کیلئے زیادہ سے زیادہ کے لئے کوئی پابندی نہ ہے۔ کم از کم اور وہ دیت ۳۰ حقہ۔ ۳۰ جذعہ اور ۴۰ خلفہ (حاملہ اونٹنیاں) ہے۔ نیز بدل صلح پر کوئی سی بھی رقم یا دیت کی کوئی بھی صورت وصول کی جاسکتی ہے ٥ اونٹ رکھنے والے ۱۰۰ اونٹ اور سونا رکھنے والے ۱۰۰۰ دینار اور بعض احادیث کے مطابق ۸۰۰ آٹھ سو دینار اور بعض احادیث میں ۴۰۰ دینار۔ اسی طرح بعض احادیث میں آٹھ ہزار درہم او

---

[1] (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام) [2] (ابن القدام المغنی ۲۷۰۔ ایڈیشن ۱۳۶۸ھ) [3] (ابوداؤد۔ روایت عمرو بن شعیب) [4] (ابوداؤد)

marfat.com
Marfat.com

ربعض ۴۰۰ دینار کے برابر چاندی بطور دیت نافذ ہوئی جو کہ دیت قتل خطاء ہے۔ ایک اور روایت میں بارہ ہزار درہم چاندی دیت ہے۔ اور ۴۰۰ دینار کا تعین بستی والوں پر بطور عاقلہ ہے۔

فقہا کے نظریات: امام ابوحنیفہ کے مطابق دیت دو اقسام کی ہے۔ دیت مغلظہ صرف اونٹوں کی دیت سے مخصوص ہے۔ اسی لئے مغلظہ ہے اور یہ چار حصوں میں ہوں گی 1/4۔ نبت مخاض (ایک اور دو سالہ مادہ) 1/4 نبت لبون (دوسال اور تین سالہ اونٹ) 1/4 حقہ (چوتھے سال کے اونٹ) 1/4 جذعہ (پانچویں سال کے اونٹ) جبکہ غیر مغلظہ میں جو کہ قتل خطاء کی دیت ہے پانچ حصوں میں تقسیم ہے۔ (1/5 ابن مخاض دوسرے سال کے نر) نبت مخاض (ایک سال کا مادہ) بنت لبون (دوسال کی مادہ) 1/5 حقہ (چوتھے سال) خدیمہ (پانچویں سال)۔ امام ابوحنیفہ کے مطابق دیت کی ادائیگی تین حالتوں میں ہوسکتی ہے۔ (۱) اونٹ (۲) سونا (۳) چاندی۔ اونٹوں کی صورت میں ۱۰۰ اونٹ۔ سونے کی صورت میں ۱۰۰۰ دینار۔ اور چاندی کی صورت ۱۰۰۰۰ درہم ہ[1] امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک دیت، اونٹ، سونا، چاندی کے علاوہ گائے، بکری اور کپڑوں کی صورت میں بھی دی جاسکتی ہے۔ اور کپڑوں کی صورت میں ۲۰۰ جوڑے ہیں۔ اور ہر ایک جوڑا دو کپڑوں پر مشتمل ہوگا ہ[2] امام مالک کے نزدیک دیت تین اقسام کی ہیں۔ دیت عمد۔ دیت شبہ عمد۔ دیت خطاء دیت عمد میں دیت مغلظ ہے۔ جو تین اقسام کے اونٹوں میں ہوگی۔ ۳۰ حقہ، ۳۰ جذعہ اور ۴۰ خلفہ (حاملہ اونٹنیاں) اور دیت خطاء میں حنیفہ نظریہ کے قائل ہیں۔ اسی طرح امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل نے بھی دیت مغلظہ کو تین اقسام بالا میں ہی مقرر کیا ہے۔ اور دیت خطاء میں امام ابوحنیفہ کے نظریہ کے قائل ہیں ہ[3]

چنانچہ فقہا کے نظریات کے مطابق دیت کی درج ذیل صورتیں ہونگی ہ گائیں رکھنے والے ۲۰۰ گائیں اور بکریاں رکھنے والے دو ہزار بکریاں دیت میں دیں ہ قتل خطاء میں اقسام اونٹ، ۲۰ دوسرے سال کی اونٹنیاں، ۲۰ اونٹ دوسرے سال، ۲۰ اونٹنیاں تیسرے سال ۲۰ اونٹنیاں پانچویں سال، ۲۰ اونٹنیاں چوتھے سال کی، دوسری روایت میں ۱۰۰ اونٹ جن میں حاملہ اونٹنیوں کی شرط نہیں ہے۔ ایک اور روایت میں ۲۵ تین سالہ، ۲۵ پانچ سالہ، ۲۵ دوسالہ، ۲۵ یکسالہ ہیں ہ قتل شبہ العمد میں اونٹوں کی اقسام میں ۳۳ چار سالہ اونٹنیاں، ۳۳ پانچ سالہ اونٹنیاں، ۳۴ چھ تا آٹھ سالہ اونٹنیاں میں۔ ایک دوسری روایت میں ۳۰ تین سالہ اونٹنیاں، ۳۰ چار سالہ اونٹ اور چالیس حاملہ اونٹنیاں ۵ تا ۸ سالہ بیان کی گئی ہیں۔

ان نتائج سے یہ امر واضح ہے کہ شریعت نے قتل شبہ العمد میں ۳ اقسام کے اونٹ بیان کئے جو عمر میں زیادہ قوی ہیں اور ۴۰ اونٹنیاں حاملہ ہوں بھی موجود نہیں ہیں ہ اسی لحاظ سے دیت بصورت سونا میں ۴۰۰ سے لے کر ۱۰۰۰ دینار اور چاندی کی صورت میں ۸۰۰۰ درہم سے ۲۰۰۰ درہم تک کی مختلف مقداروں کو بیان کر کے وضاحت کردی ہے کہ دیت کا تعین قتل کی

---

[1] (فتاوی عالمگیری ج ۹ ص ۳۳۲) [2] (فتاوی عالمگیر ج ۹ ص ۳۳۳) [3] (بدایۃ المجتہد ج (۲) ص ۴۰۹)

marfat.com
Marfat.com

نوعیت اوراس کی شدت کالحاظ رکھتے ہوئے کیا جائے گا۔ یہ قول حضرت عمرؓ کا ہے۔اس میں کپڑے کے ۲۰۰ جوڑوں کی دیت ہے۔[1]

ان تمام حقائق کی روشنی میں درج ذیل اصول وضع ہوئے۔

کم ازکم دیت صاحب عزت اور غریب مفلس پر ایک جیسی ہے۔ جو قتل خطاء میں ہے۔لیکن مذہب کے اعتبار سے دیت میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ کافر کی دیت ہے قصاص نہیں ہے۔ یہ دیت مسلمان کے مقابلے میں 1/3 ہے بعض صورتوں میں 1/5 ہے۔ ذمی یا معاہدہ والے افراد کی قصاص اور دیت واجب ہوگی اور یہ دیت کم ازکم مقرر کردہ ہوگی۔ کیونکہ حدیث مبارکہ ہے۔ کہ دیۃ کل ذی عہد فی عہدہ الف دینار (ہر معاہد کی دیت بدوران عہد ایک ہزار دینار ہے۔[2] غیر محفوظ الدم افراد کے قتل پر نہ قصاص ہے نہ دیت مثلاً جو نماز کی پرواہ نہیں کرتا۔ شادی شدہ زانی۔

نوٹ: یہ امر اس بات کا غماز ہے کہ نماز کی ادائیگی کی پابندی کروانا بھی حکومت کے فرائض میں ہے۔اور یہ بھی ایک اخلاقی جرم ہے۔اسی طرح زکوٰۃ کا ادا نہ کرنے والا بھی اسی طرح کے جرم کا مکلف ہے۔

قتل عمد، شبہ عمد، حدود حرم میں قتل، ذوالرحم (جس کا رشتہ حرام کیا گیا ہو) کا قتل میں بھی دیت کی مقدار میں اضافہ ہوگا۔ عورت، غلام پیٹ کا حمل بچہ، کافر کا قتل پہلی صورت میں 1/2 دوسری صورت میں غلام کی قیمت۔ تیسری صورت میں جرمانہ۔ چوتھی صورت میں 1/3 دیت واجب الاداء ہوگی۔ اگرچہ عورت کا قصاص ہے اور مرد قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ لیکن دیت نصف اس نظریہ سے اختلاف ہے۔ کیونکہ قرآن کے حکم بموجب جان کے بدلے جان، عورت اور مرد برابر ہیں۔ لہذا قانون ہذا میں بھی اس امر میں وضاحت نہیں کی گئی۔

حکومت / قاضی کا صوابدیدی اختیار: ایسے مسائل جہاں حکومت اپنا صوابدیدی اختیار استعمال کرے۔

آئمہ اکرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جہاں قصاص کی بجائے مال یا تاوان کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے اور نہ ہی مقرر شدہ کے ساتھ کوئی مناسبت ہے۔ وہاں حکومت / قاضی اپنا صوابدیدی اختیار استعمال کرے گی اور اس لحاظ سے کرے گی جو اس اعضاء کے نزدیک ترین معلوم تاوان کے حوالے سے ہوگا لیکن اس سے زیادہ نہ ہوگا۔ مثلاً پسلی۔ سینہ۔ ران اور گٹے وغیرہ کے زخموں میں حکومت زخم کی نوعیت اور شدت کے حوالے سے تاوان عائد کرے گی۔

قاضی یا حکومت زخموں کے بارے میں ماہرین کی رائے کا اندازہ کر کے فیصلہ کرے گا۔ مگر یہ فیصلہ مذکورہ زخم کیلئے اس کے ہمسایہ زخم پر آنحضرت ﷺ کی وضاحت کردہ زخموں کی سزا سے کم ہوگا (اجماع امت ہے)۔ قصداً قطع اعضاء یا زخم لگانے کی بھی دیت یہی ہے جو اس فعل میں خطاء کی ہے لیکن فرق صرف یہ ہے کہ قطع بالعمد کرنے کی دیت میں تشدد

---

[1] (کتاب الخراج) [2] (امام مالک)

marfat.com
Marfat.com

اور سختی روا رکھی جائے گی۔ جبکہ بالخطاء ہونے میں خفت اور نرمی اختیار کی جائے گی۔

دیت پر غیر ملکی مفکرین کے خیالات: اسلام کے عالمگیر نظام کے بارے میں غیر ملکی اور غیر مسلم مفکرین نے اپنی تحقیقات میں اپنے اپنے خیالات کے حوالے سے کتابوں میں حقائق کو منضبط کیا ہے انکی چند آراء یہ ہیں۔

مارس گاڈفرے اپنی تصنیف مسلم ادارے میں لکھتا ہے کہ اگر جرم کی نوعیت دانستہ ہو۔ تو قتل یا زخم انسانی کی صورت میں اسطرح کا سلوک قاتل سے روا رکھا جائے گا۔ یہ مجروح یا مقتول کے ورثاء کا حق ہے جو مقدمہ کی سماعت بذریعہ قاضی کروانے کے بعد اسکی موجودگی میں جرم کا بدلہ لیں۔ لیکن غیر مسلم کا مسلمان سے اور بیٹے کا باپ سے بدلہ نہیں ہے۔

لیکن جب قصاص لینے کیلئے ضروری شرائط پوری نہ ہو رہی ہوں۔ یا مقتول کے ورثاء یا مجروح اس حق قصاص سے ہٹ جائیں تو متبادل دیت کی ادائیگی ہے۔ جسکی مقدار مختلف صورتوں میں مختلف ہوتی ہے۔ اسکے لیے قاضی ماہر طب سے مشوری کر کے زخم کی نوعیت اور شدت کا اندازہ کرتا ہے۔ اگر دیت میں کوئی کمی کی جاتی ہے۔ تو اس رقم کو بعدازاں مجروح یا مقتول کے ورثاء کیلئے پنشن کی شکل دی جاتی ہے۔ اس قسم کے معاملات کا فیصلہ کرنے کیلئے قاضی مدعی یا مدعا علیہ دونوں سے رقم بھی لے سکتا ہے۔

جوزف سکاچ نے اسلامک لاء۔ قانون اسلامی کا تعارف نامی کتاب میں قتل سے متعلق قانون اسلامی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ اسلامی قانون میں کوئی باضابطہ قانون فوجداری موجود نہ ہے۔ جرم کا نظریہ اور فوجداری ذمہ داری کا تعین محدود ہے۔ گویا وقوعہ کے بارے میں حالات و واقعات کا تفصیلی تجزیہ اور اسکے وقوع پذیر ہوئے جیسے معاملات میں صرف نظر سزاؤں کو حد، تعزیر اور ان سزاؤں میں سختی اور نرمی کے پہلوؤں پر سیر حاصل مواد پایا جاتا ہے۔

ان دو نظریات سے بالا اگر ہم اسلام کے فوجداری نظام پر تفصیلی جائزہ لیں۔ تو معلوم ہوگا کہ جوزف سکاچ کا اسلام پر ریسرچ محض سطحی اور خود غرضی پر مبنی ہے۔

دیت مغلظہ: وہ دیت ہے جو بامر مجبوری یا جس دیت کے وجوب پر اللہ اور اس کا رسول ﷺ راضی نہیں ہے۔ لیکن ورثا اور ولی کے ان اختیارات کے سبب سے جو شریعت نے قصاص لینے یا ترک کر دینے کے لئے انہیں دیئے ہیں ۔ کیونکہ اس پر شریعت نے صلح کا اختیار ولی کو دیتے ہوئے واضح کیا ہے کہ ولی آزاد ہے کہ وہ دیت پر صلح کر لیں یا دیت سے زائد پر صلح کر لیں کیونکہ دیت کا تعین صرف دیت قتل خطاء کے طور پر ہے۔ قتل عمد میں نہیں ہے۔

قتل عمد کی ادائیگی دیت تین قسم کے جانوروں پر مشتمل ہوگی جو کہ دیت مغلظہ کہلائے گی۔ جو یہ ہے۔ (ا) تیس حقہ (چوتھے سال کی اونٹنیاں) (ب) تیس جزعہ (پانچ سال) چالیس خلفہ (گابھن اونٹنیاں)۔ قتل عمد کی دیت فوری واجب الاداء ہوگی۔ قتل شبہ عمد کی بھی دیت مذکورہ بالا دیت مغلظ ہوگی۔ لیکن اس کی ادائیگی میں تاخیر ہو سکتی ہے۔ عورت کی دیت

marfat.com

Marfat.com

بھی مرد کے برابر ہوگی کیونکہ قصاص میں عورت اور مرد برابر ہیں اور آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق مومن کی جان کی دیت سو اونٹ ہے۔[1] یہاں میراث میں عورت کے حصوں یا مفادات کو ملحوظ نہ رکھا جائے (ہم بھی اسی نظریے کے حق میں ہیں۔ کیونکہ عورت اور مرد کا قصاص تو برابر ہو لیکن دیت میں جان کی حیثیت کو نصف قرار دیا جائے۔ قرین مصلحت و قرین انصاف نہ ہے)۔[2] دیت قتل عمد یا شبہ عمد کی ادائیگی مغلظ ہوگی اور فوری ادائیگی ہوگی۔ دیت بصورت صلح میں کم یا زیادہ پر تعین ہو سکتی ہے۔ صلح کی صورت میں دیت کا مال مجرم کو ہی ادا کرنا ہوگا۔ دیت عاقلہ پر نہ ہوگی۔ خطاء میں زخم ہونے پر دیت سے زیادہ پر صلح نہیں کی جائے گی۔ خون کی خون کے بدلے معاف کرنا جائز ہے۔ وصی کی مصالحت جائز ہے لیکن معافی اور قصاص لینا جائز نہیں۔

دیت غیر مغلظہ: اور دیت غیر مغلظہ یہ ہے کہ ایسی دیت جسے کسی تخصیص یا پابندی کے ساتھ مغلظہ نہ کیا گیا ہو۔ اور اس میں قتل خطاء اور قتل بالسبب کی دیت شامل ہے۔ اور یہ دیت قاتل کی عاقلہ اور برادری پر واجب ہے۔ اس کی مزید مثالیں درج ذیل ہیں۔

قتل شبہ عمد کی دیت عاقلہ پر ہے لیکن یہ صرف اس صورت میں اگر مجرم دیت کی رقم یکمشت ادا کرنے کے قابل نہ ہو۔ قتل کی کوئی سی قسم خواہ وہ قتل خطاء ہی کیوں نہ ہو قاتل میراث مقتول سے محروم ہوگا۔ بعض فقہا اسکے خلاف ہیں اور قتل خطاء کو قتل عمد اور قتل شبہ العمد سے امتیاز روا رکھتے ہیں۔

قتل خطاء میں دیت پانچ اقسام کے اونٹ ہیں (۱) ۲۰ بنت مخاص۔ (۲) ۲۰ بنت لبون۔ (۳) ۲۰ ابن مخاص (۴) ۲۰ حقہ (۵) ۲۰ جذعہ (یہ تاوان دیت ہلکی ہے اور بوجہ بھول چوک قابل درگذر ہے)۔

قتل خطاء کی ادائیگی عاقلہ کی ذمہ داری ہے جو تین سال پر محیط ہو سکتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس کی وجہ قاتل پر خطاء کے باعث رحم کرنا بیان فرمایا ہے۔[3]

امام ابو حنیفہ کا اس امر میں فتویٰ ہے کہ دیت کی ادائیگی اونٹ دینار اور درہم میں ہو سکتی ہے۔

اگرچہ دیت کی تین اقسام میں ادائیگی ثابت ہے۔ اونٹ۔ دینار۔ درہم۔ لیکن اگر اونٹ دستیاب نہ ہوں تو امام شافعی کے قول کے مطابق زر نقد نعم البدل کے طور پر لی جا سکتی ہے۔

نوٹ:۔ (موجودہ دور میں اونٹ میسر آنا تقریباً ناممکن ہے۔ اور نہ ہی اونٹ کی قدر و قیمت آج کے دور میں سابقہ دور کے حوالے سے محسوس کی جاتی ہے۔ لہذا اونٹ کی قیمت کے تعین سے دیت کی ابتدائی قیمت کا تعین نہ کیا جائے۔ چنانچہ سونا اور چاندی کی مالیت کے حوالے سے دیت کی قیمت کا تعین حکومت کرے گی۔ رادالمختار میں موجود ہے۔ کہ آج کے دور

---

[1] (ابن قدامہ کی کتاب المغنی ج ۸۔ ص ۳۸۷) [2] (ترجمہ کتاب الاختیار ۳۱۴) [3] (بدائع الصنائع)

marfat.com
Marfat.com

میں اونٹوں کی بجائے دیت کی مناسب رقم کا تعین ایک ہزار سونے کے دینار یا دس ہزار چاندی کے دینار کم از کم دیت مقرر کی جاسکتی ہے۔

امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ حضرت علیؓ سے روایت ایک مرفوع حدیث کے مطابق عورت کی دیت مرد سے آدھی ہے لیکن قصاص میں عورت اور مرد برابر ہیں ١؎ اسی نظریہ کے حنبلی فقہا نیز فقہائے اربعہ بھی قائل ہیں۔ اور اسی پر دیگر اہل علم کا بھی اتفاق ہے۔ اور اسکی دلیل عمرو بن حزم کی روایت ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے ٢؎

عاقلہ : دیت عاقلہ کا بنیادی تصور قرآن پاک میں واضح ہے جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :۔

ترجمہ :۔ آپ کہہ دیجئے کہ کیا میں خداوند تعالیٰ کے سوا کسی اور رب کی تلاش کروں۔ حالانکہ وہ مالک کل شے ہے۔ اور جو کوئی بھی کوئی عمل صالح کرتا ہے وہ اسی پر رہتا ہے اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا اور پھر تم سب کو اپنے رب کے پاس لوٹ جانا ہے۔ پھر بتلا دیں گے کہ جس چیز سے تم اختلاف کرتے تھے اور وہ ایسا ہے۔ جس نے تمہیں زمین میں اختیار دیا اور ایک دوسرے کا رتبہ بڑھایا تا کہ تم کو آزمائے اس چیز سے جو تم کو دی ہے"۔

درج بالا آیات میں انسانوں کو ایک دوسرے کے معاملات میں خدا کی دی ہوئی نعمتوں میں سے شامل ہونے کا حکم مسلمان معاشرے کو ایک دوسرے کے ہمدرد ہونے اور مددگار ہونے کا عالمگیر درس ہے۔ چنانچہ شریعت میں عاقلہ سے مراد مسلمانوں کی برادری ہے جو اس شخص کے رشتہ دار (عصبی)۔ اس شخص کی اس کے پیشہ کے اعتبار سے سوسائٹی۔ اس کے اہلِ محلہ۔ اس کے ہم مسلک لوگ۔ اس کے ہم محکمہ اہل دیوان ہوسکتے ہیں۔ اہل دیوان کا تصور حضرت عمرؓ کے دور میں عاقلہ کیلئے یہ اصول تھا کہ فوج کے ملازمین یعنی وظیفہ خوار یا تنخواہ دار طبقہ آپس میں عاقلہ تصور کیا جاتا ہے۔ اور ان کی تنخواہوں سے دیت کی ادائیگی کاٹی جاتی تھی۔

موجودہ دور میں کسی معاہدہ کے ذریعے ایک دوسرے کے قریب آنے والے لوگ مثلاً انشورنس۔ سماجی سوسائٹی۔ کمیٹی یا ویلفیئر ادارے کے معاہدے میں منسلک لوگ بھی ایک دوسرے کے عاقلہ شمار ہوسکتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ عاقلہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ مرد، غیر محتاج۔ آزاد، مکلف اور ہم مذہب ہوں، عورت عاقلہ نہیں ہوسکتی۔ لیکن عورتوں کی وہ سوسائٹی جو خود مختار ہو اپنی الگ حیثیت میں عاقلہ کہلائے گی اور کسی صورت میں کسی مرد کے زیر اثر نہ ہو۔ ایسی سوسائٹی جس کا تصور اسلامی ملک میں تقریباً ناممکن ہے اگر بن سکے تو وہ صرف اپنے اراکین کی عاقلہ ہوسکتی ہے۔ عاقلہ پر دیت میں شریک ہونے کے لیے بنیادی تقاضا یہ ہے کہ قتل خطاء یا اسی نوعیت کے دیگر قتل پر کیونکہ قاتل اس قتل کا دانستہ ذمہ دار نہیں ہوتا۔ اور محض حادثاتی طور پر مجرم ٹھہرتا ہے لہذا اس پر اس قدر بھاری رقم بطور دیت ادا کرنا تقریباً ناممکن اور شرف

---

١ (کتاب الفقہ ۔۷۰۲)(ہدایۃ المجتہد ج۲ ص۴۴۷) ٢ (القصاص الدیات ص۱۰۷)

marfat.com

Marfat.com

انسانی کے حوالے سے بھی غیر مناسب محسوس ہوتی ہے۔لیکن جیسا کہ سابقہ سطور میں تحریر کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خون معصوم کو رائیگاں کرنے سے منع فرمایا ہے اور بار ہادیت کی ادائیگی عاقلہ یا زکوۃ کے اونٹوں سے کی ہے۔لہذا ایک طرف تو معصوم خون کو رائیگاں کرنے سے منع فرمایا ہے۔لہذا ایک طرف تو معصوم خون کو رائیگاں جانے سے بچانا مقصود ہے اور دوسری طرف قاتل کو سزا دینا بھی ضروری تصور ہوا۔اور تیسری طرف عاقلہ کو قاتل کا مددگار کر کے پورے معاشرے کو ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک کر دیا۔تاکہ معاشرتی طور پر ان میں باہمی محبت اور خلوص میں اضافہ ہو سکے۔(ہمارے ملک کے بعض حصوں میں شادی بیاہ یا فوتیدگی پر رقومات کا تبادلہ کرنا عاقلہ کے اسلامی فلسفہ سے ہم آہنگ ہے)۔جسے علاقائی زبان میں نیوندرہ کہا جاتا ہے۔اس طرح شادی بیاہ کے بھاری اخراجات میں شراکت قائم ہوئی۔دیت کی اور اقسام میں ارش۔غرہ اور قسامہ بھی ہیں۔

عاقلہ کا یہ نظریہ قدیم عرب تاریخ میں بھی پایا جاتا تھا۔یہ لوگ عموماً مرد حضرات پر مشتمل ایک ایسی سوسائٹی یا قبیلہ کی شکل رکھتے تھے۔جو مجرم پر عائد دیت / خون بہا کی ادائیگی کا اہتمام کرتے تھے۔اور اس عاقلہ کا عموماً مجرم کے ساتھ قریبی تعلق یا واسطہ یا دلچسپی ہوتی تھی۔آج کے دور میں اسکی دیگر مثالیں کسی مارکیٹ کی یونین، فوج کی مخصوص یونٹ، ہمسائیگی اور ہم پیشہ لوگ وغیرہ۔عاقلہ کا یہ نظریہ اس لحاظ سے بھی ٹھوس حقیقت رکھتا ہے۔کہ اسلام کے نزدیک کسی بھی مجرم کے لواحقین علاقہ کے لوگ، ہم پیشہ لوگوں کی اخلاقی اور معاشرتی ذمہ داری ہے کہ وہ مجرم کے قول و فعل اور سرگرمیوں پر گہری نظر رکھیں۔اور اسے غیر ذمہ داران رویہ قائم رکھنے سے منع کریں۔

اسلام میں عاقلہ کا نظریہ ایک صحت مند کرائم فری معاشرہ تعمیر کرنے میں اپنا کردار ادا کرنے کے قابل ہوتا ہے۔جہاں ایک طرف ہر فرد ایک دوسرے کے معاشرتی معاملات میں دخیل نظر آتا۔وہاں کوتاہی کے ارتکاب کی صورت سزا کی صورت میں عاقلہ کی حیثیت سے دیت ادا کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔قتل عمد میں ادائیگی فوری بذریعہ مجرم خود قتل خطاء میں عاقلہ یہ رقم تین سال میں ادا کرے گی۔یہ سوال کے عاقلہ یہ رقم کیسے اکٹھی کرے گی اور کتنی مقدار میں کرے گی۔تو یہ معاملہ وقت کے تقاضوں اور مالیت رقم کے حوالے سے باہمی رضامندی سے اکٹھے کرنے ہونگے۔اگرچہ اس سلسلہ میں بھی شافعی 1/2 دینار یا چھ درھم اور مالکی اور حنبلی کے نزدیک ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق ادائیگی میں شراکت کرے۔ لیکن اگر دیت کی مقدار محض 1/20 حصہ ہو۔تو یہ ادائیگی عاقلہ کی بجائے ملزم خود کرے گا۔قتل عمد کے علاوہ قتل خطاء قتل شبہ العمد یا دیگر کسی بھی قتل میں دیت کیا ادائیگی قاتل کی جائیداد سے وصول نہیں کی جائے گی۔بلکہ یہ عاقلہ پر عائد ہوگی۔ یہ نظریہ امام شافعی، امام ابوحنیفہ اور امام احمد کا ہے۔[1]

[1] (بدائع الصنائع)

marfat.com
Marfat.com

عاقلہ کا ہر فرد سالانہ تین درھم یا ۹ گرام چاندی سے زیادہ دیت ادا نہ کرے گا۔ اگر آبادی میں اس تعداد سے دیت میں کمی واقع ہو جائے تو دیگر رقم قاتل کے مال سے وصول کی جائے گی۔ موجودہ دور میں حکومت کو ایسے اقدام ادائیگی دیت بذریعہ عاقلہ کی صورت میں علاقہ پولیس، علاقہ کے ممبران، کمیٹی / یونین کونسل / نمبردار، چوکیدار وغیرہ پر عاقلہ کی ذمہ داریاں اس حد تک ڈالی جائیں۔ جس حد تک ملزم کے 1/20 حصہ نکالنے کے بعد 1/80 حصہ کی تقسیم کی صورت میں سامنے آئے۔ تاکہ اصلاح معاشرہ ممکن ہو سکے۔

اسی واقعہ سے فریقین کے درمیان صلح کروانے کے لیے قاضی کے درمیانی راستہ اختیار کرنے کا جواز بھی ملتا ہے۔ دیت کی ادائیگی بذریعہ عاقلہ عاقلہ سے مراد وہ ادارے (سرکاری یا نیم سرکاری یا غیر سرکاری) گریڈ یونین، قبائل، برادری جن کے ذریعہ قاتل یا جارح ادائیگی دیت کیلئے مدد کا طلب گار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ہر مجرم کے بارے میں اسکی عاقلہ اسکے مقدمہ کی نوعیت سے مختلف ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ پاکستان میں ٹریفک کے حادثات میں ڈرائیور / ٹرانسپورٹ ایسوسی ایشن ڈرائیور کی عاقلہ بنتی ہے۔ عاقلہ کب دیت ادا کرے گی۔ ایک خالصتاً اجتہادی مسئلہ ہے لیکن قاضی اس مسئلہ پر فیصلہ دیتے ہوئے تین امور ذیل اور اصولوں کو مدِ نظر رکھے۔

(۱) قتل کا اصل ذمہ دار ملزم ہے جو قصاص دے۔ تصفیہ کرے اور فوری ادائیگی کرے۔

(۲) قتل خطاء کی ذمہ داری عاقلہ پر ہے عاقلہ صرف دیت اور ارش میں حصہ دار ہے اور وہ بھی اس صورت میں کہ قصاص نہ ہو۔ قتل خطاء کی ادائیگی تین سال پر محیط ہو سکتی ہے ملتوی نہیں ہو سکتی۔

(۳) اگر مجرم پر دیت کا 1/3 یا 1/20 تک دیت یا ارش تاوان ہو تو اس کی فوری ادائیگی مجرم پر ہے عاقلہ پر نہیں۔ دیت خطاء کی ادائیگی ۳ سال پر محیط ہوگی۔

A۔ (۲۷) اگر کسی نابالغہ جو کہ مباشرت کے قابل نہیں اس کے شوہر نے مباشرت کی اور وہ ہلاک ہوئی۔ تو دیت اس کی عاقلہ پر لیکن اگر غیر مرد نے مباشرت کی اور ہلاک ہوئی تو یہ دیت اس مرد پر ہے کیونکہ یہ قتل عمد میں شمار ہوگی اور قصاص ہوگا۔

میراث سے محرومی: قاتل کا مقتول کے ترکہ سے حصہ نہیں ہے کیونکہ قاتل اپنے مورث کی میراث کا وارث نہیں ہے۔ جیسا کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے پر غصہ میں تلوار پھینکی تو وہ بچے کی پنڈلی پر جا لگی جس سے خون بہنے لگا اور زیادہ خون بہنے سے وہ مر گیا۔ سراقہ بن جشم یہ معاملہ حضرت عمرؓ کے دربار میں لائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ قاتل سے کہیں کہ ایک سو اونٹ لے کر مقام قدید پر میرا انتظار کرے۔ حضرت عمرؓ وہاں تشریف لے گئے۔ فرمایا مقتول کے بھائی کو حاضر کیا جائے۔ وہ حاضر آیا تو آپ نے ایک سو اونٹ اس کے حوالے کر دیئے اور فرمایا مقتول کے باپ کو قاتل کی حیثیت سے

marfat.com
Marfat.com

بیٹے کا ترکہ میں کچھ نہیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے "قاتل کا مقتول کے ترکہ میں کچھ نہیں ہے"○[1]

زخموں کی دیت کا تعین: ارشاد پاک ہے کہ زخموں میں بھی قصاص ہے○[2] اگر معاف کر دے تو مجروح کا کفارہ ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق۔ ناک پوری کاٹی جائے تو دیت ہے۔ زبان اور ذکر میں دیت ہے۔ کمر کی ہڈی مین دیت ہے دونوں ہاتھوں میں دیت ہے دونوں پیروں میں دیت ہے۔ دونوں خاصیتوں میں دیت ہے۔ دونوں کانوں میں دیت ہے۔ ایک آنکھ کی پچاس اونٹ ہے اور ایک دانت کی ۵ اونٹ دیت ہے۔ (نوٹ: اس طرح جسم انسانی میں صرف تمام دانتوں کی دیت تعداد میں اصل دیت سے بڑھ جاتی ہے)۔ جو کہ 5x32=160 اونٹ بنتے ہیں۔ اگر ایسا عضو کاٹا جائے جو جسم میں ایک ہے تو پوری دیت اور اگر وہ جوڑا ہوں تو ان کی دیت نصف ہے۔ قوت بصارت، قوت سماع، قوت دماغ ختم ہو جانے پر بھی دیت ہے○ زخموں میں ہڈی ظاہر ہو جانے کی دیت پانچ اونٹ ہے○ سر کی ہڈی ٹوٹ جانے کی دیت دس اونٹ ہے○ چہرے کے دیگر زخموں کی دیت ایک تہائی ہے○ پیٹ کے زخم کی دیت ایک تہائی ہے○ حنابلہ کے نزدیک عورت کا خون بہا مرد کے خون بہا سے نصف ہے۔ لیکن زخموں میں دیت برابر ہے○ اعضاء میں یا عمد ہے۔ یا خطاء شبہ العمد نہیں○ اعضاء کے قصاص میں مساوات شرط ہے لیکن مقدار میں مساوات شرط نہیں ہے○ چہرے کے زخم میں قصاص نہیں ہے اور نہ ہی ہڈیوں کے کاٹنے میں قصاص ہے○ بالوں میں کسی قسم کا قصاص نہیں ہے○ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ نتھنوں۔ ہونٹ۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ دانت میں قصاص ہے○ زبان میں قصاص نہیں ہے اور نہ ہی زائد عضو پر قصاص ہے اور نہ ہی اعضائے تناسل میں قصاص ہے○ ناقص عضو کے بدلے صحیح عضو میں قصاص نہیں ہے○ نابالغ اور بالغ، مسلم اور ذمی، عورت اور مرد کی دیت میں کوئی فرق نہیں۔ لیکن بعض فقہا عورت اور مرد کے قصاص کو برابر خیال کرتے ہیں۔ لیکن عورت کی دیت نصف ہے○ پلکوں کی دیت۔ داڑھی کی دیت۔ سر کے بال میں دیت ہے (جس کی تفصیل دیت کے دفعہ میں ملاحظہ ہو)

دیگر مسائل: قصاص اور دیت کی سزائیں اور مقدار متعین ہیں۔ یہ سزا ان افراد کا حق ہے جو سزاوار اور مجرم ثابت ہوں معاف کرنے کا حق ولی کو حاصل ہے۔ قاضی سزا کو ساقط کرنے کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ ہی معاف کر سکتا ہے لہٰذا اس معاملے میں رحم کی اپیل ولی کے علاوہ کسی طاقت کو زیب نہیں ہے قاضی کا فرض ہے کہ ان حقوق کی انجام دہی کروائے۔ اگر مقتول کے ورثاء نابالغ ہوں تو مجرم قید میں رکھا جائے گا۔ تاوقتیکہ بالغان جوان ہو کر قصاص یا دیت کا فیصلہ کرنے کی صلاحیت حاصل نہ کر لیں۔ امام شافعیؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے اس مسئلہ پر اتفاق کیا کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے○[3]

---

[1] (فقہ عمر ۳۲۸۔ از شاہ ولی اللہ) [2] (المائدہ) [3] (فقہ عمر ۳۲۷۔ از شاہ ولی اللہ)

marfat.com

Marfat.com

اگر عورت خون بہا معاف کر دے تو اس کی معافی اس وقت تک تسلیم نہ ہوگی جب تک کہ اس کے رشتہ دار اس کی معافی کی تصدیق نہ کر دیں۔ اس طرح عورت کی طرف سے معافی قاتل کے ذمہ دیت ختم کر دے گی o ا

جمہور علماء اور امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا قول ہے کہ اگر مقتول مرنے سے قبل زخمی حالت میں دیت خون بہا معاف کر دے۔ تو تاوان یا دیت کا صرف 1/3 معاف ہوگا بقیہ واجب الادا ہوگا۔ اور اس کا اصول شریعت کے اس اصول پر ہے کہ کوئی شخص 1/3 سے زیادہ جائیداد وقف یا تحفہ میں کسی شخص کو نہیں دے سکتا o اگر قاتل کے ورثاء نہ ہوں تو حکومت مقتول کی ولی ہوگی۔ قصاص لے گی۔ بصورت دیگر دیت کی رقم خزانہ سرکار میں داخل کرے گی o قاضی کی صوابدید پر بعض حالات میں دیت نصف یا اس سے کم بھی ہو سکتی ہے۔ جسکا تعلق وقوع موت اور سباب موت کے حوالے سے دانستگی اور غیر دانستگی کے رویہ پر منحصر ہوگی۔ کیونکہ کوئی بھی شخص اپنے بابت جرم سے زائد کیلئے مکفول نہیں ہو سکتا۔

جس کی واضح مثال ہے کہ حضرت امام مالکؒ سے روایت ہے کہ عہد فاروقی میں قبیلہ سعد بن بعث کا ایک سوار اپنا گھوڑا دوڑا رہا تھا کہ اتفاقاً قبیلہ جنیہ کے ایک شخص کے پاؤں کی انگلی پر گھوڑے نے سم مارا۔ انگلی پر ایسی چوٹ آئی کہ بدن کا سارا خون اسی راہ سے نکل گیا اور وہ مر گیا۔ حضرت عمرؓ کے پاس مقدمہ آیا۔ قبیلہ سعد کے چند سرکردہ اشخاص سے فرمایا کہ تم پچاس قسمیں کھاؤ کہ مرحوم کی موت اس وجہ سے ہوئی مگر انہوں نے قسم کھانے سے انکار کر دیا۔ اب حضرت عمرؓ نے مرحوم کے وارثوں سے کہا کہ تم قسم اٹھاؤ کہ تمہارا مقتول گھوڑے کی ضرب سے جان بحق ہوا۔ مگر انہوں نے بھی قسم اٹھانے انکار کر دیا۔ بالآخر حضرت عمرؓ نے نصف دیت پر فیصلہ صادر فرمایا o ۲ اسی درج بالا روایت سے قسامہ کے بارے میں وضاحت ملتی ہے کہ جہاں قاتل نامعلوم ہو فریقین سے اس سلسلے میں قسم لے کر مناسب فیصلہ صادر کیا جائے۔

دیت کی رقم وارثان میں برابر تقسیم کی جائے گی جو بلحاظ شریعت وارث تصور ہونگے۔ لیکن اگر کوئی وارث اپنے حصہ کی دیت معاف کرتا ہے تو وہ ملزم سے وصول نہیں کی جائے گی۔ دیت کی رقم یکمشت یا بالاقساط وصول عدالت کی صوابدید سے ہے لیکن ادائیگی نہ کر سکنے کی صورت میں مناسب سزا ہوگی اور ایسی صورت میں مناسب ضمانت پر رہا بھی کیا جا سکتا ہے o ۳ قصاص و دیت کے دیگر شرعی اصول یہ ہیں جن کی تفصیلات مذکورہ دفعات کے حاشیوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

شریعت کے مطابق حدود کا قیام اور ملک میں سزاؤں کا عملی نفاذ اقتدار کا فریضہ ہے۔ لیکن قصاص میں سزا کا نفاذ اقتدار کی نگرانی میں کرے گا۔ لیکن اگر ولی خود قصاص لینے کی اہلیت نہ رکھتا ہو تو حکومت اس کی جگہ قصاص لے گی۔ قصاص قاضی کی طرف سے مقدمہ کے فیصلہ اور سزا کے حکم ہونے کے بعد لیا جائے گا اور ولی کو یہ قصاص وقت مقررہ پر لینا ہوگا۔ جان سے کم تر قصاص میں مدعی یا مقتول کا ولی خود قصاص نہیں لے سکتا۔ یہ کام حکومت کی زیر نگرانی قصاص کا ماہر شخص سرانجام

ا (بدائع الصنائع)　۲ (فقہ عمرؓ از شاہ ولی اللہ ۲۲۵)　۳ (KLR1992Magc12)

marfat.com

Marfat.com

دے گا○ قصاص لینے سے بہتر معاف کر دینا ہے۔ ولی کو اس کی ترغیب دینا جائز ہے لیکن جبر کرنا درست نہیں○ قصاص معاشرتی زندگی کے تحفظ کا موجب ہے۔ کیونکہ اس طرح دشمنی کا خاتمہ ہو جاتا ہے○ قصاص سے شریعت کی منشاء اصلاح نفس، نزاع کا خاتمہ، جرائم میں کمی اور امن و سلامتی کی راہ ہموار کرنا ہے○ قصاص تقسیم کو قبول نہیں کرتا۔ لیکن معاف کر دینے کا حق تقسیم کو قبول کرتا ہے○ ایک ولی کے معاف کر دینے سے دوسرے ولی کا حق محفوظ ہے۔ جو بصورت دیت واجب الاداء ہے لیکن قصاص ساقط ہوگا○ ولی قصاص معاف کر دینے کے بعد قتل کرے تو قتل عمد کا مستوجب ہے○ نفاذ سزا سے قبل کوئی ولی کسی قاتل کو قتل کر دے تو قصاص کا موجب ولی کا ایسا کرنا قتل عمد ہوگا○ ولی نے قاتل کا کوئی عضو ضائع کر دیا اور بعد میں قتل بھی معاف کر دیا تو عضو ضائع کرنے کی دیت ولی پر ہوگی○ ولی نے قصاص کے معینہ وقت سے قبل مجرم کا کوئی عضو ضائع کر دیا اور مجرم زخمی ہونے کے بعد اس زخم کے سبب مر گیا تو ولی اس کی موت کا ہرگز ذمہ دار نہیں○ کیونکہ موت اس فعل قصاص کے نتیجہ میں واقع ہوئی جو کہ ولی کا حق ہے۔

عدالتی فیصلے: ملزم پر صرف ایک چوٹ لگانے کا الزام تھا۔ جو سر لگی اگرچہ دوبارہ نہ مارا۔ ایسے معاملہ میں مشترکہ نیت کا کوئی دخل نہ ہے بلکہ یہ معاملہ انفرادی نوعیت اور ذمہ داری کا ہے۔ لہذا ملزم کو دفعہ 304 تعزیرات پاکستان میں سزا دی گئی۔ جب کہ شریک ملزم کو دفعہ 323 میں سزا ہوئی○[1] قصاص اور دیت ارش دمان کے علاوہ عدالت کی طرف سے نافذ کردہ سزا کو تعزیر کیا جاتا ہے۔ عدالت ایسی سزا کو عدالتی ذہن سے تجویز کرے گی۔ اور اس سلسلہ میں عدالت کو وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ کیونکہ معافی کے بعد تعزیر کا نفاذ مجرم کے خلاف عوامل کا تجزیہ کرنے کے بعد نافذ کی جاتی ہے۔ اور یہ بدل الصلح کے بعد ہوتی ہے○[2] بدل صلح یا دیت کی ادائیگی کے بعد ملزم کو اسکے جرم سے قصاص کی صورت میں معافی حاصل ہوئی۔ لیکن تعزیری سزا کا نفاذ ضروری تصور کیا گیا○[3] حادثہ یا قتل کے معاملے میں تفریق کرنے کیلئے دیکھنا ہوگا کہ کیا مجرم کی نیت قتل کرنے کی تھی۔ چنانچہ عدالت عالیہ نے دفعہ 304 میں سزا ختم کر کے دفعہ 323-324-325 میں سزا کا حکم سنایا۔ جو عدالت عظمیٰ نے درست قرار دیا○[4] اپیل کی اجازت عدالت عظمیٰ نے اس بنیاد پر دی۔ کہ

خون بہا کا نظریہ اسلام میں فوجداری جوابدہی کیلئے قائم کیا گیا○ دفعہ 299 ہمراہ دفعہ 323 کی رو سے کیا دیت تمام ملزمان سے مشترکہ وصول کی جائے گی۔ یا بمطابق حکومت کی اعلان کردہ دیت کے مطابق ہر ملزم سے الگ الگ وصول ہوگی۔ اس معاملے میں بحث کیلئے سپریم کورٹ نے اپیل کی اجازت دی○ کیا دفعہ 316 کے تحت بھی بطور تعزیر سزا دینے کی عدالت مجاز ہے۔ نیز دفعہ 316 میں سزائے تعزیر نافذ کرنے کا کیا اصول ہوگا○[5]

---

[1] (PLJ1991CRC55(DB)) [2] (PLD1991Lah347) [3] (PLD1993Lah60) [4] (1991SCMR611) [5] (2002SCMR1676)

marfat.com
Marfat.com

لہذا اپیل کی اجازت دی گئی۔ عدالت عظمی نے ہائی کورٹ کی جانب سے سزا کو ختم کرنے کے بارے میں ریکارڈ پر موجود مواد میں جائیزہ لینے کیلیے اپیل کی اجازت دی ٥۔ کیونکہ قرار دیا گیا کہ محض مقتول کا رشتہ دار ہونا اس بات کیلیے کافی نہیں کہ وہ Intrested گواہ تھا۔ چنانچہ گواہ کا اس اصول پر جائیزہ لینا ہوگا۔ کہ سچ سامنے آسکے۔ اسکے لیے عدالت کو اپنی مٹھی سے دانے ایک ایک کر کے گرانے ہونگے۔ جو مناسب احتیاط کے متقاضی ہیں ٥ ۲ جرم کے ثبوت کیلیے گواہوں کی تعداد نہیں بلکہ معیار کا جائیزہ لینا ہوگا ٥ ۳

دفعہ ۳۲۴ قتل عمد کے ارتکاب کا اقدام (Attempt to commit qatl-i-amd)

جو کوئی ایسا فعل ایسے ارادے سے یا علم کے ساتھ اور ایسے حالات کے تحت کرے کہ اگر وہ اس فعل کے ذریعے قتل کا باعث بن جائے تو وہ قتل عمد کا مجرم ہوتا۔ تو اسے کسی بھی قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو دس سال تک ہوسکتی ہے، اور جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔ اور اگر مذکورہ فعل کسی شخص کو ضرر پہنچانے کا باعث ہو تو مجرم اس سزا کا مستوجب ہوگا۔ جو ضرر پہنچانے کے لیے مقرر کی گئی ہے

مگر شرط یہ ہے کہ جب ضرر کی سزا قصاص ہو اور جو قابل تعمیل نہ ہو تو مجرم ارش کا مستوجب ہوگا۔ اور اسے کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لیے دی جاسکے گی جو سات سال تک ہوسکتی ہے۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔ناقابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔۱۰ سال/ارش۔۔سیشن کورٹ

تشریحات

دفعہ ہذا سابقہ دفعہ 307 تعزیرات پاکستان میں مع تعریف سے مطابقت رکھتی ہے۔ لیکن دفعہ ہذا میں شرط کے حوالے سے مذکورہ دفعہ سے مختلف ہے۔ لہذا ایسے تمام معاملات جو کسی مقدمہ میں اقدام قتل سے متعلق ہونگے۔ ان پر مذکورہ شرط کے حوالے سابقہ دفعہ 307 تعزیرات پاکستان کے نظائر کے حوالے سے بھی تجزیہ کیا جاسکتا ہے۔

موجودہ دفعہ میں عدالتوں کے پیہم فیصلوں کی موجودگی میں قانون اور پارلیمانی آفیئر کی وزارت نے دفعہ ہذا میں مناسب تبدیلیاں کی ہیں ٥ ۴ اقدام یا Attempt کسی جرم کیلیے کوشش کے معنوں میں آتا ہے۔ اس امر میں سپریم کورٹ نے جرم میں کوشش کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ "جرم کی کوشش سے مراد دانستہ (نیت پر مبنی) فعل، جس کا مقصد کسی نتیجہ تک پہنچنا ہو" اگرچہ جو حاصل نہ ہوسکا ہو۔ کیونکہ مجرم کو مذکورہ جرم کو مکمل کرنے کیلیے مناسب ماحول میسر نہ آیا ہو ٥

---

۱ (2002SCMR1586) ۲ (1998MLD1107)(1993SCMR1614 - 1999SCMR610)

۳ (2002SCMR1586 - PLD1973SC418 - PLD1976SC300 - 1999SCMR223) ۴ (PLD1994Lah344)

marfat.com
Marfat.com

چنانچہ اس جرم کا اطلاق، ملزم کے ارادہ نیت، علم کے حوالے سے ہوگا۔ اور یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی مجرم دفعہ ہذا کے تحت قابل تعزیر ہوگا۔ اگر وہ جرم کے ارتکاب کا ارادہ یا اسکے نتیجہ میں ہونے والے عواقب سے آگاہ ہو ۰ اور یہ بھی معاملہ قابل عذر نہ ہوگا۔ کہ مذکورہ فعل کے کر گزرنے سے کسی کوتاہی یا کسی دیگر غیر ارادی ناکامی کے نتیجہ میں ملزم بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکے گا۔ لہذا مفعول کو پہنچنے والے جسمانی ضرر کی نوعیت کی بنا پر بھی دفعہ ہذا کے احکامات کا اطلاق کیا جائے گا ۰ لے

لفظ Reasonable شخص (مناسب) سے مراد عام آدمی نہیں بلکہ اس سے مراد وکیل جج جو شہادت کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ کرنے کے قابل ہو۔ اور نیان یعنی مجرم کی جگہ حلف وہ شخص دے سکتا ہے۔ جو قانونی پیچیدگیوں کی سمجھ بوجھ رکھتا ہے نیان لفظ سنکرت زبان سے مستعار ہے جسکے معنی انصاف تک پہنچنا ہے۔ جس طرح اسلامک لاء میں ان دیکھے قتل میں قسامہ کی بنیاد پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ جسے قانون شہادت 1984 میں حلف پر فیصلہ کے طریقہ کار کو بیان کیا گیا ہے جدید ترین ممالک میں بھی یہ طریقہ کار رواج پا رہا ہے اور عدالت سے باہر معاملات کا تصفیہ کیا جاتا ہے ۰ ۲

دفعہ مذکورہ بالا میں ایسے جرم کے ارتکاب کی سزا تجویز کی گئی ہے جو بذاتہ کسی نہ کسی دیگر دفعہ کے تحت الگ جرم بھی ہے مثلاً اگر کوئی شخص متضرر ہلاکت کا باعث بنتا ہے تو یقیناً قتل عمد کی سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ یا اگر مذکورہ چوٹ جس سے قتل عمد واقع ہو سکتا تھا۔ بذاتہ ایک الگ جرم ہے جس کی سزا جراحت کی دیگر دفعات میں جو قانون ہذا میں تجویز کی گئی ہیں۔ میں موجود ہے۔ لہذا یہ دفعہ ایک اضافی دفعہ ہے۔ کیونکہ جو کوئی بھی ایسا ضرر پہنچائے جس کا نتیجہ قتل عمد ہو سکتا ہے۔ تو وہ شخص یقیناً ایک مخصوص زخم دینے کا موجب بنا ہے جس کی سزا اس مخصوص زخم کے حوالے سے واجب ہے اس جرم اور دیگر ضرر رسانی کے جرائم میں صرف یہ فرق ہے کہ جہاں مجرم اپنے علم اور مرضی سے کسی ایسے ہتھیار کے ذریعہ جس سے قتل واقع ہو سکتا ہے یا ایسے حصوں پر وار کرے، جس پر چوٹ سے فوری موت یقینی ہو۔ تو اس ضرر کا پہنچانا قتل عمد کے ارتکاب کا اقدام شمار ہوگا۔

شرح اس دفعہ میں قاتل / مجرم کی نیت بنیادی طور پر عمداً قتل کی ہوتی ہے لیکن مریض یا مجروح کا زندہ بچ جانا اس کی قوت ارادی یا خدا کی مہربانی کا باعث ہوتا ہے ورنہ مجرم نے قتل میں کوئی کمی نہیں چھوڑی ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ یہ جرم اسی طرح خطرناک اور شدید ہے جس طرح قتل عمد۔ اگرچہ شریعت نے اس ضمن میں کوئی واضح سزا تجویز نہیں کی۔ لیکن اعمال کیونکہ نیتوں کے محتاج ہیں۔ لہذا اس جرم پر قاضی کی صوابدیدی اختیار نہایت اہم (Fector) ہے۔ اس میں قاضی اقدام قتل کی سزا تعزیری اور مذکورہ جراحت پر قصاص یا دیت جو واجب ہو۔ کا حکم کرنے کا پابند ہوگا۔ اسی طرح اگر جراحت میں قصاص کسی صلح کے سبب ترک کیا گیا ہو۔ یا قصاص لیا جانا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں زخموں کی دیت یعنی ارش وصول

لے (PLD1967Pesh59) ۲ 2001Pcrlj376

marfat.com
Marfat.com

کرنا ہوگی۔

اگرچہ آیات قرآنی مذکورہ بالا میں توریت کے احکامات کا اشارہ ملتا ہے۔لیکن قرآن الحکمت میں جو قوائد منسوخ نہیں ہوئے اور جن کی دلیل احادیث سے بھی ثابت ہے وہ احکامات من وعن امت مسلمہ پر بھی نافذ ہوں گے۔اور مماثلت کا اصول بھی قرآنی احکامات کے ہی تابع ہے۔جیسا کہ ارشاد ہے۔فمن اعتدی علیکم نا عتد وا علیه بمثل ما اعتدیٰ علیکم پس جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر اسی کے مثل زیاتی کرو۔مزید ارشاد ہوا۔ وان عاقبتم فعا قبو مثل ما عوقبتم به:۔اور اگر تم سزا دو تو اس کے مثل سزا دو جو سزا تمہیں دی گئی۔مزید فرمایا۔ومن عمل سئیته فلا یجزی الا مثلها:۔اور جو بدی کرے تو اسی کے مثل جزاء دی جائے۔مماثلت کے لئے بھی شریعت میں ایک شرط یہ ہے کہ مثل کے طور پر بھی قصاص صرف اسی صورت میں حاصل کیا جائے گا۔

اس دفعہ کو شامل کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایسے زخموں کے بارے میں قاضی کے فیصلے میں واضح شدت کا پایا جانا ضروری ہے۔اس جرم کی شدت کے حوالے سے ضروری ہے جو حالات واقعات کے نتیجے میں عمداً قتل کا سبب بن سکتا تھا۔لیکن قتل نہ ہوا اور قتل عمد کے لیے لگائے گئے زخم اپنے تاوان کے لحاظ سے مناسب سزا کا باعث نہ بن سکے۔چنانچہ ایسے زخم جن سے زندگی کو خطرہ لاحق ہوسکتا تھا۔کیونکہ اس میں ایسے ہتھیار بھی استعمال کیے گئے جو وجہ قتل بن سکتے ہیں تو ایسے خطرناک زخموں کا کیونکہ قصاص لینا ممکن نہیں ہوتا۔اسلیے ایسے جرائم کی سزا کو دفعہ ہذا کیلیے الگ اور منفرد کر دیا گیا ہے۔مثلاً جراحت منقلہ جس میں ہڈی ٹوٹ کر اپنی جگہ سے ہٹ گئی یا جراحت آمہ جو زخم دماغ کی ہڈی کے خول تک جا پہنچا۔اسی طرح سینے کی ہڈی یا ریڑھ کی ہڈی، یا فوطوں کے کچلنے۔وغیرہ خطرناک زخم جو موجب قتل ہوسکتے تھے اور قاتل نے یہ زخم اسی نظریہ کے ساتھ مخصوص حالات اور ہتھیاروں کے ساتھ لگائے تو ان میں پوری دیت عائد ہوگی۔جبکہ ایسے گہرے زخم جس میں قصاص لیا جائے گا مذکورہ زخم کے نتیجہ میں کوئی عضو بیکار ہوگیا تو اس کا قصاص لیے جاسکنے کی صورت میں لیا جائے گا۔مثلاً آنکھ کی بینائی چلی گئی یا ہاتھ ناکارہ (شل) ہوگیا وغیرہ۔اگرچہ شرعی طور پر زخم کی سزا کی تشخیص زخم کے مندمل ہونے یا واضح نتائج سامنے آنے کے بعد کی جاسکتی ہے لیکن اس دفعہ کے تحت قاضی حالات واقعات مدنظر رکھتے ہوئے جرم کی شدت کے عین مطابق مجرم کو مذکورہ زخم کی سزا قصاص یا دیت کے نفاذ سے قبل ارتکاب قتل کے لیے تعزیزی سزا کے طور پر مناسب احکامات صادر کرسکتا ہے نیز ایسے مجرم کی ضمانت پر رہائی بھی موخر کی جاسکتی ہے۔واضح رہے کہ ایسے جرائم یا زخموں کی سزا یا دیت کا تعین جن کے بارے میں واضح احکامات موجود نہ ہوں کے لیے فقہ میں مذکورہ مجروح کو ایک غلام تصور کرتے ہوئے اس کی قیمت کا اندازہ تعین کر کے فرض کیا جائے گا۔کہ اس غلام کو اگر مذکورہ زخم لگتا

marfat.com

Marfat.com

تو اس کی قیمت کیا رہ جاتی وہ قیمت مجرم کے لیے واجب الاداء سزا کے طور پر نافذ ہوگی۔ مثلاً غلام کی قیمت ۱۰ ہزار روپے ہوتی اور زخم کے بعد اس کی قیمت ۹۰۰۰ روپے رہ جاتی تو زخم کی سزا کا تاوان ۱۰۰۰ روپے ہوگا۔ دوسرا طریقہ یہ ہوگا جو زیادہ مناسب ہے کہ جہاں زخم لگایا گیا ہے اس کے ساتھ ملحقہ عضو کی دیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تاوان یا دیت کا تعین کر لیا جائے گا۔ جو ملحقہ عضو کی دیت کی قیمت سے کم ہوگا۔ لیکن ایک طریقہ یہ بھی ہوگا کہ مذکورہ زخم کے نتیجہ میں انسانی جسم کی استعداد میں جس قدر کمی واقع ہوگی اور جس قدر عرصہ کے لیے واقع ہوگی اور اس دوران ہونے والے نقصان روزگار کے حوالے سے قاضی ایسے جرائم میں مناسب تاوان کا تعین کر سکے گا۔ اور اس تاوان کے ساتھ مجرم کی نیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب اضافی سزائیں بھی تجویز کر سکے گا جیسا کہ دفعہ مذکورہ میں بیان کر دیا گیا ہے آئمہ کے نزدیک اس دفعہ کے تحت کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ مجروح کو ایک سے زائد زخم بھی لگ سکتے ہیں۔ کیونکہ مجرم کی منشا قتل کرنا ہوتا ہے تو ایسے معاملات میں مجرم متعدد تاوانوں کا سزاوار بھی ہوگا۔ مثلاً اس نے کئی اعضاء کاٹ دیئے۔ نیز مضروب کو کئی فائدوں سے محروم کر دیا۔ چنانچہ آئمہ کے نزدیک کسی مضروب کو جن فائدوں سے محروم کیا جا سکتا ہے۔ ان کی تعداد بیس ہو سکتی ہے اور بعض کے نزدیک ۱۴ ہو سکتی ہیں جن میں عقل۔ سماعت۔ بصارت۔ قوت شامہ۔ گویائی۔ آواز۔ ذائقہ۔ چبانا۔ مادہ تولید کا انزال۔ حمل۔ اظہار مدعا۔ جماع۔ پکڑنا۔ چلنا وغیرہ ان کے علاوہ گہرے زخم اور عام جراحتیں۔ جن میں۔ پیٹ یا سینہ پھاڑنا۔ ہڈیوں کا توڑنا۔ ہاتھ پاؤں وغیرہ کا شاو غیرہ تمام جرائم الگ تاوان کا باعث ہوں گے۔ لیکن اگر مر گیا تو قصاص مرگ کا حقدار ہوگا۔

چنانچہ اس جرم کی بنیادی ضرورتیں اور تقاضے جنکی بناء پر جرم ثابت ہوگا درج ذیل ہوں گی۔

مذکورہ فعل ایسی نیت یا علم سے کرے کہ مذکورہ مضروب کا قتل مقصود ثابت ہو ٥ مذکورہ فعل ایسی حالت یا حالات میں کرے جو ہلاکت کا باعث ہوں ٥ ایسے ہتھیاروں کا استعمال کرے جو ہلاکت کا سبب بن سکتے ہوں ٥ ایسے ہتھیاروں سے جن سے بادی النظر واقع نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس شدت اور تعداد سے ضربات لگائے کہ قتل واقع ہو جانے کا اندیشہ ہو ٥ ضربات ایسے اعضاء جسم پر لگائے جو قتل کا موجب بن سکیں ٥ ایسے عوامل پیدا کر دے جن عوامل کے نتیجہ میں کوئی شخص از خود موت کا باعث ہو جائے ان کی مثالیں اس طرح ہیں کہ۔

الف۔ ب پر اس طرح بندوق چلائے۔ جس سے موت یقینی ہو ٥ کسی شخص کو باندھ کر ایسی جگہ پھینک دے۔ جہاں بھوک پیاس یا کسی دیگر جانور۔ ٹریفک۔ ٹرین وغیرہ کے ذریعہ موت یقینی ہو یا کسی نابالغ ہلاک کرنے کی نیت سے ویرانے میں چھوڑ دیا جائے ٥ زہر خرید کر کسی دوسرے شخص کے کھانے میں اسے ہلاک کرنے کی نیت سے ملا دے۔

عدالت کے اختیار: دفعہ ہذا میں جرم کا تعین کرنا قاضی کیلئے ایک بہت نازک مسئلہ ہے۔ کیونکہ زخم آمدہ کی بنیاد پر جرم

marfat.com
Marfat.com

دفعات 337 میں مستوجب سزا ہے۔ لیکن اسکے پس پردہ نیت کی تلاش پر وہی جرم 324 تعزیرات پاکستان میں مستوجب سزا ہے۔ جو قدام قتل عمد ہے ۱ عدالت کو عمومی طور پر آمدہ زخموں سے سزا دینی چاہیے۔ لیکن جب عدالت یہ سمجھنے میں حق بجانب ہو کہ جرم دفعہ 324 تعزیرات پاکستان میں آتا ہے تو سزا دینے سے کوتاہی نہ کرنے چاہیے ۲ دفعہ 324 تا دفعہ 338 تمام دفعات کی سزا دیت، ارش یا ضمان ہے جو کہ مذکورہ جرائم میں بڑی سزائیں ہیں۔ لیکن یہ تمام جرائم دفعہ 32 ضابطہ فوجداری کے تحت مجسٹریٹ سماعت نہ کر سکتا ہے۔ جب تک کہ اسے دفعہ 30 ضابطہ فوجداری کے اختیارات حاصل نہ ہوں کیونکہ یہ تمام جرائم سیشن عدالت یا دفعہ 30 مجسٹریٹ کے قابل سماعت ہیں ۳ عدالت قصاص دیت محض ایسے لوگوں کے زخمی ہونے کے الزام میں کسی مجرم کو سزا نہیں سنا سکتی۔ جو اپنے ملزموں کے نام ظاہر نہ کریں ۴ اگر کوئی شخص دوسرے شخص کو ہلاک کرنے کی نیت سے گولی فائر کرتا ہے لیکن نشانہ چوک جانے سے ہلاک نہیں ہوتا تو بھی وہ اس دفعہ میں مجرم ہوگا خواہ مضروب زخمی نہ بھی ہوا ہو ۵ لیکن اس کے برعکس اگر کلہاڑی کی پشت سے غیر اہم حصوں پر ضربات سے عام ضرر جسمانی دی گئیں تو اس دفعہ میں مجرم قرار نہ دیا گیا ۶ فریقین کے درمیان آزادانہ لڑائی میں سنگ باری کے دوران کسی شخص کے گولی چلانے سے اگرچہ کوئی شخص ہلاک نہیں ہوا۔ لیکن یہ اقدام قتل کا مستوجب ہوا ۷ ملزم نے صرف ایک ضرب لگائی اور اس کے باوجود کہ مضروب حملہ آور کے رحم و کرم پر تھا۔ لیکن اسے دوسری چوٹ نہ پہنچائی تو کہا جائے گا کہ حملہ آور کا ارادہ قتل نہ تھا ۸ جب چوٹ جسم کے نازک حصوں پر نہ ہوں تو کہا جائے گا کہ ملزم کا ارادہ قتل نہ تھا ۹ جب موت کا سبب ہاتھوں۔ پاؤں پر آنے والی ضربات نہ تھیں تو اقدام قتل کا مجرم نہ ٹھہرایا گیا ۱۰ اچانک لڑائی کے نتیجے میں آنے والے زخم جو گالی گلوچ یا ہاتھا پائی کے دوران آئے قتل عمد کا ملزم نہ ٹھہرایا گیا بلکہ ۳۰۴ ت پ کا مجرم ٹھہرایا گیا ۱۱ جب وکٹر نے اپنی رپورٹ میں چوٹ کو زندگی کے لیے خطرناک یا سخت تحریر نہ کیا تو ملزم کو 307 ت پ میں سزا نہ ہوئی ۱۲ سزا میں اضافہ بھی عدالتیں اس بنیاد پر کرتی ہیں کہ ملزم کو سابقہ عدالت نے حالات و واقعات کا مناسب تجزیہ نہ کرتے ہوئے دفعہ 337-R میں سزا سنائی جسے بعد ازاں دفعہ 324 تعزیرات پاکستان کے تحت 1/2 دیت کی ادائیگی ضمانت مبلغ -/5000 کے بدلے میں کرنے کا حکم دیا ۱۳ کھلی لڑائی کے دوران آنے والی چوٹیں بھی اقدام قتل تصور نہ کی گئیں ۱۴ اگر پستول یا بندوق سے معمولی زخم آئے اور باوجود مضروب ضارب کے اختیار میں ہونے کے مزید زخم نہ آیا تو اگرچہ ضارب نے پستول سے زخمی کیا۔

---

۱ PLD1992Pesh125 ۲ NLR2002Pesh22 ۳ PLD1993Pesh22 ۴ 1992SCMR2037-1992SCMR2088
۵ (PLD1967LH-59) ۶ (1968Pesh1095) ۷ (PLD1963SC152) ۸ (1969SCMR641)(1977SCMR419)
۹ (1976Pcrlj409) (1975Pesh596) ۱۰ (1982Pcrlj1049) ۱۱ (1976SCMR497) ۱۲ (PLD1975LH322)
۱۳ (1973SCMR327) ۱۴ (1991-CC-LH-359) ۱۳ (1998Pcrlj1009) ۱۴ (1981SCMR663-642)

marfat.com

Marfat.com

لیکن اقدام قتل کا مجرم نہ گردانا گیا[1]۔ اگر چہ قتل میں سنگین دشمنی نہ ہو تو ارادہ قتل ثابت نہ ہو سکتا ہے[2]۔ قتل یا اقدام قتل میں محرک کو بنیادی اہمیت حاصل ہے چنانچہ وجہ تحریک کو اہمیت دیتے ہوئے زیر بحث لانا ضروری ہے۔ اعلیٰ عدالتوں میں اس سلسلے میں اہم نظائر ملتی ہیں[3]۔ ملزم نے مکوں اور لاتوں سے مقتول کو مارا لیکن چوٹیں کسی نازک حصہ پر نہ تھیں چنانچہ ثبوت ہوا کہ ملزم کی قتل کی نیت ہرگز نہ تھی۔ لہذا جرم 325 تعزیرات پاکستان میں ہوگا[4]۔ عدالت عظمیٰ نے استغاثہ کی شہادات کا از سر نو تعین کر کے فیصلہ کرنے کا حکم دیا[5]۔ اگر ملزم کی منشاء محض مضروب کو ڈرانے اور دھمکانے کی تھی۔ اور اچانک اسکے ساتھی نے چاقو نکال لیا اور ملزم کا کردار اسکے برعکس رہا تو یہ ثابت نہ ہوا کہ اسکا ارادہ قتل کا تھا[6]۔ جب ملزمان میں سے ضربات کے بارے میں شک ہو کہ مذکورہ زخم کس نے لگائے تو دفعہ ہذا میں ارادہ قتل کی بجائے زخموں میں جرم ثابت ہوگا[7]۔ ملزمان پر 324 تعزیرات پاکستان الزام نہ عائد کیا گیا۔ اور نہ ہی کسی شخص کو کوئی زخم آنا ثابت ہوا۔ چنانچہ جن ملزمان پر محض للکارا کا الزام تھا۔ لیکن وہ مقتول کے قتل میں ملوث نہ تھے۔ بری کر دیے گئے[8]۔ جہاں پر سب گواہ اسی گھر میں رہتے تھے جس میں واردات ہوئی تھی اور ویسے گواہان جاجبدار تھے۔ قرار پایا کہ یہ ضروری نہیں کہ ایسے گواہوں کی تائید صرف کسی دیگر گواہ کی شہادت سے ہی ہو سکتی ہے۔ بلکہ اگر واقعات سے عدالت کو اطمینان ہو جائے گا کہ گواہوں نے سچا بیان دیا ہے تو ایسی تائید کافی ہوگی۔ لہذا اثبات جرم اور سزا بحال رکھی گئی ہے[9]۔ نہ استغاثہ کے، نہ زخمی لوگ اور نہ ہی چشم دید گواہ عدالت میں پیش ہوئے۔ بلکہ ملزم کے اقبالی بیان پر سزا ہوئی۔ سپریم کورٹ نے اس امر پر غور کرنے کیلیے کہ کیا دیگر شہادات کی عدم موجودگی میں بڑی سزا دینا درست قرار دیا جا سکتا ہے۔ اجازت اپیل منظور کی[10]۔ مدعی کو شہادت میں پیش نہ کرنے کی صورت میں محض ایف آئی آر کے ضمنات پر یقین کر کے سزا تجویز نہیں کی جا سکتی[11]۔ ایف آئی آر 16 دن تاخیر۔ کوئی چشم دید گواہ نہیں۔ حقیقی بھائیوں کے درمیان جھگڑا ہوا نیز ملزمان 9 سال تک مقدمہ میں پریشان رہے۔ ملزمان کی رہائی کا حکم غیر قانونی نہ ہے[12]۔ مضروب نے پانچ زخم گہرے اور دیگر چھوٹے ہلکے زخم کھائے جو کہ جسم کے اندر گہرائی تک چلے گئے تھے۔ جنکی سزا دفعہ F-337 میں اور اسی طرح فائر آرم کے زخم بھی دفعہ F-337 میں اور اسی طرح فائر آرم کے زخم بھی دفعہ F-337 میں آتے تھے۔ چنانچہ دفعہ 324 کے تحت سزا کو خارج از امکان قرار دیا گیا۔ اور دفعہ F-337 میں سزا دی گئی[13]۔ جب زخمی گواہان نے شہادت روبرو عدالت دی۔ تو ملزمان کو دفعہ 324 تعزیرات پاکستان میں سزا ایک اضافی حکم زیر دفعہ A-544 ضابطہ فوجداری کے تحت سنائی گئی[14]۔

---

۱ (PLD1959Pesh128)　۲ (PLJ1981CR539)(PLJ1979CR(Lh)197)　۳ (PLD1974KR274)

۴ (PLJ1980CR453)　۵ PLJ1991CR(Lh)301　۶ (2002SCMR492)(2002SCMR334)　۷ 1972Pcrlj975

۸ 1970Pcrlj1078　۹ (PLD2002QT49)　۱۰ (1969Pcrlj685)　۱۱ (1989SCMR446 - PLD2002SC56)

۱۲ (PLD2002SC56)　۱۳ 2001Pcrlj325-1992SCMR96　۱۴ (1993Pcrlj1760)　(1992SCMR2037)

marfat.com

Marfat.com

جب عدالت کو یہ معلوم ہو کہ دفعہ A-337 اور دفعہ F-337 میں سزا سنائی گئی۔ لیکن اسکا جرم دفعہ 324 میں مستوجب سزا ہے۔ تو سزا میں تبدیلی کی گئی ہو [1] اسی طرح سزا میں تخفیف بھی کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ جب پولیس کی طرف سے کوئی شخص پولیس مقابلے میں زخمی نہ ہوا۔ چنانچہ سات سال کی سزا کو ایک سال میں تبدیل کر دیا گیا ہو [2] عدالت عظمی نے دو عدالتوں کے متفقہ (Concurrent) فیصلے میں مداخلت سے انکار کر دیا ہو [3] فوجداری قوانین میں عدالتوں کے فیصلوں کو بطور روایت اسلیے تسلیم کرنا اسلیے ضروری نہیں تصور نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ ہر مقدمہ کے واقعات کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ چنانچہ ہر کیس کا اپنی نوعیت کے اعتبار سے جائیزہ لیا جانا ضروری ہے ہو [4] عدالت عظمی نے از خود اختیار (Sou Motu) کے تحت مشہور مقدمہ سرکار بنام زبیر ہو [5] میں قرار دیا۔ کہ اگر عدالت عالیہ کا کوئی جج کوئی درخواست ضمانت سماعت کرے تو مذکورہ ملزم کی بعد ازاں دائر ہونے والی متبادل درخواست ہائے ضمانت مذکورہ مقدمہ کو اسی بنچ کے روبرو پیش کرے۔ خواہ وہ جج صاحب کسی بنچ میں تشریف فرما ہوں۔ لیکن عدالت عظمی نے اس فیصلہ کے حوالے سے عمل دشواریوں کو محسوس کرتے ہوئے قرار دیا کہ ایسا عموماً ممکن نہیں رہتا۔ لہذا درخواست مذکورہ کسی دیگر جج کے پاس برائے سماعت بھیجی جا سکے گی۔ عدالت عظمی نے ان مشکلات کا جائیزہ اٹارنی جنرل اور دیگر صوبوں کے ایڈووکیٹ جنرل صاحبان کی موجودگی میں لیا اور اس فیصلہ کی کاپیاں متعلقہ صوبوں کے چیف جسٹس صاحبان کو بھجوا دیں ہو [6]

ضمانت: عدالت عظمی نے ضمانت کی درخواست سے متعلق درج ذیل اصول مرتب کیے ہیں۔

کسی بھی مقدمہ میں مجرم ایک درخواست ضمانت کے بعد دوسرے ضمانت کی درخواست دے یا اسکا شریک مجرم درخواست دے۔ تو متضاد فیصلوں سے بچنے کیلیے ضروری ہے کہ متعلقہ مقدمہ کی تمام درخواستیں ایک ہی جج کے پاس سماعت ہوں ہو [7] کسی بھی درخواست کی واپسی دیگر ثانی درخواست برائے ضمانت دائر کرنے میں ہرگز مانع نہ ہے۔ لیکن یہ ثانی درخواست مذکورہ بنچ کی بھی سنائی جائے گی ہو ایڈووکیٹ کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اس امر کی وضاحت درخواست ثانی میں کرے کہ موجودہ درخواست سے قبل دائر شدہ درخواست کا کیا نتیجہ رہا ہو عدالت عظمی نے ایسی پریکٹس کو پسند نہیں کیا۔ جسمیں ایک درخواست ایک جج سے واپس لے کر کسی دوسرے جج کے روبرو سماعت کیلیے پیش کیجائے ہو عدالت عظمی نے روبرو یہ سوال بھی اٹھایا گیا کہ کیا ایک درخواست دائر کرنے کے بعد واپسی کیلیے کے بعد کوئی متبادل درخواست قابل سماعت ہو سکتی ہے ہو [8] جب ملزم نے آئرن راڈ سے ایک وار کرنے کے بعد دوسرا وار نہ کیا۔

---

[1] (PLD1994Lah344) [2] (1993Pcrlj1722) [3] 1994SCMR35-943 [4] 2002SCMR32 -) 1996SCMR181 - 2000SCMR222 - 2001SCMR634) [5] (PLD1986SC173) [6] (2002SCMR171) [7] 2002SCMR184 [8] (PLD1984SC341 - 1968SCMR924 - 2002SCMR184 - PLD1986SC1173)

marfat.com

Marfat.com

نیز میڈیکل رپورٹ کے مطابق زخم کی نوعیت کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے گا کہ جرم آیا دفعہ 324 تعزیرات پاکستان میں بنتا ہے یا نہیں۔ضمانت لی گئی ۱؎ زخم میڈیکل رپورٹ کے مطابق غیر جائفہ اور شجاع خفیفہ تھے۔ملزم نے بندوق سے فائر کیا جو کہ دفعہ 337g میں نہ آتا ہے۔میڈیکل رپورٹ سے متصادم ہونے کی وجہ سے مزید تفتیش کا مقدمہ ثابت ہوا ۔ضمانت منظور ہوئی ۲؎ ملزم کا وقاع میں بیان زیادہ قابل اعتماد تھا جبکہ ملزم شک کی بنیاد پر قائم مقدمہ میں سابقہ چار سال سے زیر حراست تھا۔ایسی صورت میں ملزم کو رہا کر دیا گیا ۳؎ ملزمان کا جرم نہ صرف شہادات سے ثابت تھا۔بلکہ شریک ملزمان میں سے ایک ملزم کے اقراری بیان سے بھی ثابت ہو گیا۔تو ملزمان کو دفعہ 324 تعزیرات پاکستان میں مجرم قرار دے کر سزا کا مستوجب ٹھہرایا گیا ۴؎ جب الزام ہو کہ تمام ملزمان نے کلاشنکوف سے فائر کیے اور دو افراد زخمی ہوئے۔ اگر ملزمان کی موجودگی کو مان بھی لیا جائے۔تو تمام ملزمان زخموں کیلئے اجتماعی طور پر ذمہ دار ہونگے لیکن فوری درج ایف آئی آر میں معمولی سے معمولی تفصیلات کا درج ہونا بھی ضروری نہیں۔اس سوچ پر کہ کیا یہ ماننے کیلئے کافی ہوگا کہ مدعی زخمی حالت میں ایسی رپورٹ درج کروانے کے قابل ہوں۔ضمانت منظور ہوئی ۵؎ کسی فیصلہ میں شہادت پر تکیہ کرتے ہوئے نہایت احتیاط سے الزام کو جرم کی صورت ملزم پر ڈالنا ہوگا۔نیز صلح محض 324 تعزیرات پاکستان میں ہوئی نہ کہ 302 تعزیرات پاکستان میں ہوئی لہذا 302 میں ضمانت نامنظور ہوئی ۶؎ ایف آئی آر میں ملزم کا نام کا اندراج ہے۔ ملزم نے اپنے پستول سے مجروح کیا۔محض کراس / متبادل مقدمہ قائم کرانے سے مجرم کے اپنے جرم میں کمی واقع نہ ہو سکتی ہے۔البتہ کراس مقدمات میں اگر ایک فریق کے ملزم کی ضمانت ہوئی ہے تو دوسرے فریق کی بھی ضمانت برابری کی بنیاد پر لی جائے گی ۷؎ پولیس کی رپورٹ میں ملزمان بے گناہ لکھے گئے۔مگر عدالت نے قرار دیا کہ ایسی رائے ضمانت کے وقت کی بجائے سماعت مقدمہ میں اہم قرار دی جا سکتی ہے۔چنانچہ جب فریقین کے درمیان متصادم ایف آئی آر درج ہوں تو بھی ضمانت کے وقت ایسے معاملات زیر غور نہیں لائے جا سکتے۔جبکہ قبل از گرفتاری ضمانت صرف اسی صورت لی جاتی ہے۔جب پولیس کی طرف سے بدنیتی موجود ہو۔اور ناانصافی اور خوف زدہ کرنے کی بنیاد واقع ہو۔جسکے نتیجہ میں کسی شہری کی عزت اور آزادی کو خطرہ لاحق ہو۔ضمانت خارج ہوئی ۸؎ جب ملزمان نے کلہاڑی کی تیز دھار طرف سے حملہ نہ کیا۔بلکہ کلہاڑی کی پشت سے ضربات پہنچائی۔لہذا 337-A1 اور 324 تعزیرات پاکستان کا معاملہ بھی مزید

۱؎ 2001Pcrlj1127 ۲؎ 2001Pcrlj1254-1995Pcrlj1345 ۳؎ 1998Pcrlj1435 ۴؎ 1998Pcrlj619 - 1998Pcrlj1425

۵؎ (SBLR2002Sind522)(1994Pcrjl541)(1994Pcrlj361)(PLJ1999SC727)(1988Pcrlj1783)

(PLJ1998-CRC802)(1992Pcrlj9)(1996SCMR1125)(1996SCMR1693)(1998SCMR626) ۶؎ 2001Pcrlj1380

۷؎ (2000MLD1269)(1980SCMR142)(PLD1999kr162) (2000Pcrlj1167)(1992SCMR501)(1995SCMR860)

(2001Pcrlj1483) ۸؎ (PLD1983SC92)(1981SCMR1139) (1981SCMR935)(PLD1953FC170)

(SBLR2002Sind1364)(1997SCMR1234)(NLR1995CR36)(1982Pcrlj1286)

marfat.com

Marfat.com

تفتیش کا ہے۔ جبکہ 337/A-F&L ممنوعہ کلاز میں نہ آتا ہے۔ لہذا ضمانت لی گئی○۱ جب دشمنی اور وجہ عناد ثابت ہو۔ جس کی بنیاد محض گالی دینا ہے تو ضمانت قبل از گرفتاری منظور ہوئی○۲ ملزم پر الزام کہ اس نے چھرا مارا۔ مستغیث نے اصل مجرم کے ساتھ صلح کر لی۔ جس کا جرم ملزم کے مقابلے میں زیادہ سخت تھا۔ اور نہ ضمانت کا غلط استعمال کیا گیا ہے۔ درخواست منسوخی ضمانت خارج ہوئی○۳ ملزم کی ضمانت مزید انکوائری کی بنیاد پر منظور کی گئی○۴ ترمیمی آرڈیننس 2001LIV کے مطابق ذیلی دفعہ 3/4 آف (1)497 ض ف کے تحت قانونی اور معیادی بنیاد کو ختم کر دیا گیا ہے○ دن دیہاڑے وقوعہ نام بھی FIR میں درج تھا۔ پستول برآمد چالان مکمل ضمانت منظور نہ ہوئی○۵ ماتحت عدالت نے ملزم کا نام ایف آئی آر میں درج ہونے کے سبب ملزم کی ضمانت لے لی۔ ابھی ملزم حراست میں ہی تھا۔ کہ ایک ضمنی میں بیان میں ملزم کو ملوث کیا گیا۔ جو قابل پذیرائی نہ تھی۔ عدالت عالیہ نے ضمانت منسوخ کرتے ہوئے قرار دیا کہ ممنوعہ کلاز کو درست طور پر ماتحت عدالت نے نہ غور کیا ہے۔ ایسی صورت میں سپریم کورٹ نے بھی مداخلت ضروری تصور نہ کی○۶ ملزم کی بیماری کے سبب ضمانت قبل از گرفتاری منظور کی گئی۔ ڈاکٹر نے ہدایت کی کہ ملزم طبی پروسیجر کو اپنائے تاکہ دیکھا جا سکے کہ اسے سرجری کی ضرورت ہے یا نہیں۔ جس پر ملزم نے عمل درآمد نہ کیا۔ چنانچہ ہائی کورٹ نے منظور شدہ رعایت ضمانت منسوخ کر دی۔ عدالت عظمیٰ نے عدالت عالیہ کے فیصلہ کو درست قرار دیا○۷ وجہ جرم جو ممنوعہ کلاز میں آتے ہوں انہیں ملزم بطور حق ضمانت حاصل نہیں کر سکتا۔ لیکن قانونی اصولوں کے مطابق ضمانت دی جاتی ہے۔ یہ بھی قرار دیا گیا کہ ایسے جرائم میں بھی ملزمان کو لامحدود وقت کیلیے زیر حراست رکھنا مناسب نہیں ہے جبکہ چالان کے داخل کرنے کیلیے پولیس نے ایک سال سے زائد وقت لیا ہو○۸ ملزم کی طرف سے قتل کے مقدمہ میں متبادل پرچہ درج ہے۔ موقع پر موجود ہونے کے باوجود خالی ہاتھ ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ اسکے خلاف سزا نہ تو موت ہے اور نہ ہی عمر قید وغیرہ۔ ضمانت منظور ہوئی○۹ مقتول کو ایک ہی زخم جو کہ دوسرے شریک جرم نے لگایا ملزم پر زخم لگانے کا الزام نہ ہے بلکہ دیگر ملزمان کے ہمراہ جائے وقوعہ تک پہنچانے کا الزام ہے۔ معاملہ مزید تفتیش کا تقاضا کرتا ہے ضمانت منظور ہوئی○۱۰ ایف آئی آر کی رو سے زخم جسم کے نازک حصوں پر آئے جو ملزمان کے بار بار چاقو کے وار سے آئے۔ اور اگر اسکے نتیجہ میں قتل ہو جاتا ہے۔ تو یقیناً قتل عمد شمار کیا جاتا۔ ہتھیار جو استعمال کیا گیا۔ اسکی نوعیت بھی جرم کو دفعہ 324 تعزیرات پاکستان میں لے جاتی ہے۔ اگر پولیس نے درست اور مناسب دفعہ ایف آئی آر میں لگانا پسند نہیں کی۔ تو اس سے جرم کی سنگینی اور نوعیت بدل نہیں جاتی۔ ضمانت نہ لی گئی○۱۱

---

۱ 2001Pcrlj1512 ۲ 1994Pcrlj1769-1987SCMR1522-1992MLD1914-PLD1989SC346-2001Pcrlj1534

۳ (LRP2002CR218) ۴ (PLJ2002CR(LH)35) ۵ 2001Pcrlj38 ۶ (2002SCMR1876) ۷ (2002SCMR1817)

۸ 2002SCMR1797 ۹ 2001Pcrlj911-1996SCMR1845 ۱۰ 2001Pcrlj1038 ۱۱ (2001MLD287)(2002LRP(CR)165)

marfat.com

Marfat.com

ملزم کے پستول کے بٹ سے زخم لگانے کا الزام جو کہ عام نوعیت کے تھے۔ دوسرا ملزم جس نے زخم لگائے جیل میں ہے۔ جبکہ الزام یہ کہ ملزم نے فائر کیا۔ جو خطاء ہو گیا۔ ملزم کی قتل کی نیت ثابت نہ ہوتی ہے۔ ضمانت ہو گئی o ۱ے شریعت کورٹ نے محض ھوائی فائرنگ۔ جبکہ زخم محض دو سوئیوں کی ضرب کا الزام۔ دیگر ملزمان پر ہے۔ ابتدائی طور پر اصل ملزم کے ہمراہ ذمہ داری کا تعین نہ کیا جا سکتا ہے۔ لہذا ضمانت منسوخ نہ کی گئی o ۲ے جب ملزمان کا وقوعہ میں حصہ اور کردار دوسرے شریک ملزمان سے ملتا ہے۔ جو کہ پہلے ہی ضمانت پر رہا ہوں۔ تو ملزمان کی برابری کی بنیاد پر ضمانت لی گئی o ۳ے جب ملزم نے آئرن راڈ سے ایک وار کرنے کے بعد دوسرا وار نہ کیا۔ نیز میڈیکل رپورٹ کے مطابق زخم کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے گا کہ جرم آیا دفعہ 324 تعزیرات پاکستان میں بنتا ہے یا نہیں۔ ضمانت لی گئی o ۴ے ایف آئی آر میں ملزم کے نام کا اندراج ہے۔ ملزم نے اپنے پستول سے مضروب کیا۔ محض کراس / متبادل مقدمہ قائم کرنے سے اس کے جرم کی نوعیت میں کمی واقع نہ ہو سکتی ہے۔ البتہ کراس مقدمات میں اگر ایک فریق کے ملزم کی ضمانت ہوئی ہے تو دوسرے فریق کی بھی ضمانت برابری کے اصول پر لی جائے گی o ۵ے ملزمان نے کلہاڑی کی تیز دھار طرف سے حملہ نہ کیا۔ بلکہ کلہاڑی کی پشت سے ضربات پہنچائی۔ لہذا دفعہ 324 تعزیرات پاکستان کا معاملہ نہ ہے۔ مزید تفتیش درکار ہے جبکہ 337/A-F&L ممنوعہ کلاز میں نہ آتے ہیں۔ لہذا ضمانت لی گئی o ۶ے جب دشمنی وجہ عناد ثابت ہو۔ جس کی بنیاد محض گالی دینا ہے تو ضمانت قبل از گرفتاری منظور ہوئی o ۷ے ملزم معلوم ہونے کے باوجود اگر قانون سے فرار رہے اور بعد از اں ضمانت کیلئے پیش ہو کر وقوعہ سے غیر حاضری (aliby) کا حوالہ دے کر ضمانت کروانا چاہیے جبکہ پولیس نے بار ہا بلوانے کی کوشش کی ہو۔ ضمانت نامنظور ہوئی o ۸ے ملزم نے مدعی کی ناک کا 3/4 حصہ کاٹ دیا۔ ضمانت مسترد ہوئی o ملزم پر الزام کہ اس نے چھرا مارا۔ مستغیث نے اصل مجرم کے ساتھ صلح کر لی۔ جس کا جرم ملزم کے مقابلے میں زیادہ سخت تھا۔ اور نہ ضمانت کا غلط استعمال کیا گیا ہے۔ درخواست منسوخی ضمانت خارج ہوئی o ۹ے ملزم خالی ہاتھ۔ صرف للکار کا الزام۔ جو کہ وقوعہ کے بعد موقع پر اکٹھے لوگوں کو للکارا۔ 9 ماہ سے حوالات میں بند لہذا مزید تفتیش کا مقدمہ (2)497 ضابطہ فوجداری میں ضمانت منظور ہوئی o ۱۰ے

۱ے (2002LRP(CR)167) ۲ے 1989Pcrlj1636-1982Pcrlj1232-1996SCMR29-2001Pcrlj1073

۳ے 2001Pcrlj1073-PLD1987SC(AJ)90 ۴ے 2001Pcrlj1127 ۵ے 2000MLD1269-1980SCMR142-

PLD1999kr162-2000Pcrlj1167-1992SCMR501-1995SCMR860-2001Pcrlj1483 ۶ے 2001Pcrlj1512

۷ے (1994Pcrlj1769)(1987SCMR1522)(1992MLD1914)(PLD1989SC346)(2001Pcrlj1534)

۸ے (1999SCMR1360)(PLD1988SC413)(1968SCMR795)(1976SCMR162)(1986Pcrlj117)

(2001Pcrlj1579) ۹ے (LRP2002CR218) ۱۰ے (1995SCMR343)(2001Pcrlj29)(1996Pcrlj1876)

marfat.com
Marfat.com

مزید جب ایک جیسے حالات پر دوسرے ساتھی ملزم کی ضمانت ہوئی [۱] ملزم خالی ہاتھ اور صرف للکار کا الزام۔ سزائے موت سزائے عمر قید یا دس سال کی قید کی توقع نہ کی جاتی ہے۔ لہذا مزید تفتیش کی بنیاد پر ضمانت لی گئی [۲] ملزم کی نیت راہگیر کو قتل کرنے کی نہ تھی جبکہ ان کی فائرنگ کے معاملے کو ابھی مقدمہ میں واضح کیا جاتا ہے۔ لہذا مقدمہ مزید تفتیش کیلئے دفعہ 497(2) ضابطہ فوجداری میں ضمانت کا مستحق ہے [۳] جب ایک ہی واقعہ میں کراس/متبادل مقدمات دائر ہوں۔ وقوعہ کا وقت اور زخمی کے نام بھی مطابقت کھاتے ہوں تو ایسی صورت میں ضمانت کے معاملے میں مزید تحقیق کی ضرورت ہوگی کہ کون جارح ہے۔ لہذا ضمانت ہوئی [۴] اگرچہ ملزم موقع پر مسلح کلاشنکوف تھا اور موقع سے 10 خالی خول بھی ہے۔ لیکن تمام خول ہمراہی ملزم کی کلاشنکوف سے فائر ہوئے ثابت ہوئے۔ مختلف تفتیشوں میں چالان خانہ نمبر 2 میں ہوا۔ ضمانت 497(2) مزید تحقیق کے تقاضے پر منظور ہوئی۔ جبکہ ملزم کو دفعہ 109 تعزیرات پاکستان میں ضمنی کے تحت شامل کیا گیا [۵] وقوعہ دن کی روشنی میں ہوا۔ اور گواہ اور استغاثہ نے ملزم پر الزام لگایا ہو۔ ایسی صورت میں عدم وجود (Alibi) تسلیم نہ ہوگا۔ ضمانت منظور ہوئی [۶] ملزم مقتول کے ساتھ وجہ عناد رکھتا تھا دن میں واقعہ ہوا۔ لہذا ملزم کی شناخت پر کوئی شک وشبہ نہ تھا۔ شہادات جسمانی زخموں سمیت دیگر چشم دید شہادات کے حوالے سے قابل تسلیم ہیں [۷] ضمانت قانونی/احراتی بنیاد پر سماعت میں دیر کی وجہ سے لی گئی جبکہ ملزم ایک سال سے زیر حراست میں تھا [۸] مقتول کے زخموں کی حد تک ملزم بے گناہ محض لاٹھی کا وار جس سے موت واقع نہ ہوئی ایک سال سے زائد حراست اور مقدمہ میں جلد فیصلہ ہونے کی توقع نہ ہے۔ ضمانت لی گئی [۹] ڈنڈے سے شدید چوٹ جس کے نتیجہ میں سر کی ہڈیوں میں فاصلہ پیدا ہوا۔ اگرچہ ملزم نے ہتھیار خطرناک کا استعمال نہ کیا لیکن سر پر مارا جس سے موت واقع ہو سکتی تھی ایسی صورت میں ضمانت نہ لی گئی [۱۰] جب ملزمان میں سے یہ طے کرنا ہو کہ کون جارح (agressor) ہے اور یہ بھی درست ہے کہ کسی ملزم کی قانون سے فرار بھی ضمانت کے معاملے کو دورے جاتی ہے لیکن اگر پولیس ملزم کو دانستہ گرفتار نہ کرے اور مفرور قرار دے دے تو ایسی صورت میں پولیس کا اتنا فعل ملزم کو فراری کا جرم ثابت نہ کرتا ہے [۱۱] ملزم پر ارادہ قتل کا الزام ثابت نہ ہوا کیونکہ زخم چاقو سے قرار دیا گیا جبکہ پولیس نے برآمدگی (ریزر) کی مقدمہ مزید تفتیش میں گیا۔ اور ضمانت منظور ہوئی [۱۲]

---

[۱] 1999SCMR1360 [۲] (1993SCMR1992) (PLD1966SC658) (2001Pcrlj-1) (1978SCMR448)
[۳] 2001Pcrlj-93 [۴] 2001Pcrlj165 [۵] - PLD1999Lh/74 - 1992SCMR1857 - 2001Pcrlj196
- 1994SCMR2161 - 1996SCMR112 - 2001Pcrlj214 - 1993SCMR1728 - PLD1972SC81
(1999SCMR1320 [۶] (PLD1986SC173 - SBLR2002Sind73) [۷] 2001Pcrlj83 [۸] 2001Pcrlj570
[۹] PLJ1996CRCLH500-((1986Pcrlj782(2))(1992Pcrlj1841) [۱۰] PLJ1996CRCLH1606
[۱۱] PLJ1996CRCLH985 [۱۲] (PLJ1996CRCLH1720)

marfat.com

Marfat.com

دفعہ 324 کے معاملات مزید تفتیش کے متقاضی ہو۔ کیونکہ ڈاکٹری رپورٹ میں زخم شجہ مدیحہ قرار دیئے گئے ہیں۔ ضمانت منظور ہوئی۔[1] ملزم پر محض غیر موثر فائرنگ کا الزام ہے اور کوئی زخم منسوب نہ ہے۔ لہذا مزید تحقیق کیلئے ضمانت لی گئی۔[2] ہتھیار کی عدم برآمدگی اور چشم دید گواہ موجود نہ ہوں۔ ملزم کی ضمانت لی گئی۔[3] ایف آئی آر خاموش ہے کہ ملزم مقتول کے ساتھ دیکھا گیا۔ ملزم 1/2 3 ماہ سے جیل میں ہے ضمانت ہوئی۔[4] ان دیکھا وقوعہ جیسے مافوق الفطرت ہے اور ملزم وقوعہ سے منسلک نہ پایا گیا ہے ضمانت ہوئی۔[5] قانونی وقت معیاد حراست پورا ہو چکا ہے ایک سال سے زائد جیل میں ملزم رہ چکا ہے سابقہ سزا یافتہ نہ ہے ضمانت منظور ہوئی۔[6] ملزم نے خنجر سے زخمی کیا جو کہ زندگی کیلئے خطرناک قرار دی گئیں۔ جرم ممنوعہ کلاز میں ہے ضمانت منسوخ ہوئی۔[7] زخمی میڈیکل بورڈ کے سامنے اس لئے پیش ہونے سے گریزاں تھا کہ زخم سادہ تھے۔ لہذا ملزم کو بھی حراست میں نہ رکھا گیا۔ ضمانت ہوئی۔[8] پولیس کو وقوعہ کے بہت دیر بعد اطلاع ہوئی جبکہ پولیس نے بھی بے گناہ قرار دیا۔[9] دفعہ 324 کے معاملات مزید تفتیش کے متقاضی ہو۔ کیونکہ ڈاکٹری رپورٹ میں زخم شجہ مدیحہ قرار دیئے گئے ہیں۔[10] ملزم پر محض غیر موثر فائرنگ کا الزام ہے اور کوئی زخم منسوب نہ ہے۔[11] ہتھیار کی عدم برآمدگی اور چشم دید گواہ موجود نہ ہوں۔[12]

عدالت عظمی نے اس امر کے فیصلہ کیلئے اپیل کی اجازت دی کہ کیا دفعہ 497 ضابطہ فوجداری میں پہلی درخواست ضمانت کے واپس لینے پر دوسرے درخواست ضمانت دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ وکیل کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ سابقہ درخواست کے متعلق معلومات دوسرے درخواست ضمانت واضح کرے۔ چنانچہ عدالت عظمی نے متبادل درخواست ضمانت کو ان جج کے پاس سماعت کا حکم دے کر اس قسم کی غیر قانونی حرکات کا خاتمہ کیا ہے۔ اور حکم ہو کہ آئندہ متبادل درخواست ضمانت جج کے روبرو ہی پیش کی جائے۔ اس طرح متبادل درخواست میں کوئی Fresh گراؤنڈ بھی اسی صورت قرار دیا جائے گا۔ جب سابقہ درخواست تصور کیا جائے گا۔ جب وہ باضابطہ سماعت نہ ہوا ہو۔ اس طرح ایک درخواست کی سماعت کے بعد متبادل درخواست پر فیصلہ غیر قانونی ہوگا۔[13] جب سیشن عدالت نے نہایت احتیاط سے مقدمہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے ضمانت منظور کی۔ اور عدالتعالیہ نے بھی بحال رکھی۔ تو عدالت عظمی نے درخواست کو بغیر میرٹ خارج کر دیا۔[14]

---

۱ (PLD1995SC34) (1993SCMR1994) (PLJ1996CRCLH756) ۲ (PLJ1996CRCLH403)
۳ 1994Pcrlj359-2000Pcrlj1052-1989Pcrlj2472 ۴ (PLJ1996CRCPESH1996)
۵ (PLJ1996CRC(Pesh)1687) ۶ (PLJ1996CRLH784) ۷ (PLJ1996CRLH1400)
۸ (PLJ1996CRLH1636)PLJ1996CRC17073 ۹ (PLJ1996CRCLH1080) ۱۰ (1993SCMR1994)
(PLD1995SC3440)(PLD1995SC34)(PLJ1996CRCLH756) ۱۱ (PLJ1996CRC(LH)403)
۱۲ (1994Pcrlj359)(2000Pcrlj1052)(1989Pcrlj2472) ۱۳ PLD1986SC173 - 1968SCMR924 -)
(PLD1984SC341 - 2002SCMR184 ۱۴ (2002SCMR201)

marfat.com

Marfat.com

ملزم پر الزام تھا کہ اس نے عینی شاہد کو فائر کر کے زخمی کیا ہے۔ ڈاکٹر نے بھی مذکورہ فائر آرم زخموں کو درست قرار دیا۔ ملزم کا معاملہ دوسرے شریک ملزم کے برابری پر نہ تھا۔ جسے ضمانت پر رہا کیا گیا۔ چنانچہ فیصلہ مسلمہ فوجداری اصولوں پر تھا۔ عدالت عظمی نے بھی ضمانت لینے سے انکار کر دیا ؎ا پولیس کے روبرو ملزم نے خود کو پیش نہ کیا۔ چنانچہ ضمانت منظور شدہ عدالت عالیہ کے ذریعہ منسوخ کر دی گئی۔ اگرچہ ملزم روبرو عدالت عظمی حاضر ہے۔ لیکن سپریم کورٹ نے ملزم کو روبرو پولیس ہونے کا حکم دیا اور کہا کہ ملزم کی ضمانت کی درخواست دوبارہ پیش کی جائے۔ ان حالات میں ضمانت نہ لی جاسکتی ہے ؎۲ ملزم نے اقرار کیا کہ صلح کے بعد ملزم نے رقم وصول نہیں کی بلکہ اسکی جگہ کسی دیگر شخص نے رقم وصول کی ہے۔ اس معاملے کی تحقیق کیلیے قبل از گرفتاری ضمانت عدالت عظمی نے منظور کر لی ؎۳ عدالت عظمی کو وسیع ت اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی درخواست ضمانت پر ریکارڈ طلب کرنے کے بعد خود فیصلہ صادر کرے اسے درخواست برائے سماعت ریمانڈ کرنے کی ضرورت نہ ہے۔ جسکا حکم عدالت میں چیلنج کیا گیا ہو ؎۴ ناقابل ضمانت مقدمات میں ضمانت کا طلب گار ہونا کسی ملزم کا حق نہیں خواہ مذکورہ جرم امتناعی شق میں بھی نہ آتا ہو ؎ نیز پولیس کی متضاد تفتیش جسکی دوسرے تفتیش ملزم کو جرم میں ملوث قرار دیتی ہو۔ لیکن ایسی صورت کا جائیزہ ضمانت کی درخواست میں نہیں لیا جاسکتا ؎۵ عدالت عظمی نے قرار دیا کہ کسی بھی عدالت کو ضمانت کی درخواست سماعت کرتے ہوئے یہ اختیار حاصل نہ ہے کہ وہ مثل برآمدہ شہادت کا عمیق جائیزہ لے۔ بلکہ محض امتحانی نقطہ نگاہ سے جائیزہ لے کر فیصلہ کرے اور اسکی وضاحت میں نہ جائے ؎۶ پولیس نے مختلف تفتیشوں کے بعد ملزم کو بے گناہ قرار دیتے ہوے کالم نمبر 3 میں چالان کیا۔ الزام صرف یہ تھا کہ جس کار میں ملزم مسلح ہو کر واردات کیلیے آئے ملزم اسکوڈ رائیور کر رہا تھا۔ چودہ ماہ سے جیل میں زیر حراست تھا۔ حالات کے تقاضا میں ضمانت پر رہا کیا گیا ؎۷ ملزم پر الزام کہ وہ کار میں آتشیں اسلحہ سے لیس اس غیر قانونی اکٹھ کا رکن تھا۔ اور اس نے فائر کیا جس سے ایک راہگیر زخمی ہو گیا۔ بادی النظر میں ملزم کے معصوم اور بے گناہ ہونے کا کوئی جواز نہ ملتا ہے۔ یہ بھی ثابت تھا کہ ملزم ایک خطرناک مجرم تھا۔ اور فریقین کے درمیان کئی مقدمات زیر سماعت تھے۔ عدالت عالیہ نے ضمانت نامنظور کی۔ تو عدالت عظمی نے بھی درخواست ضمانت نامنظور کر دی ؎۸

سزا **(Punishment)**: قتل عمد کی تعریف دفعہ 300 تعزیرات پاکستان میں دی گئی ہے۔ جسکی سزا دفعہ 302 میں بیان ہے۔ لین اقدام قتل کے ضمن میں وضاحت قانون میں نہیں دی گئی۔ لہذا اس دفعہ کیلیے بعض اوقات کسی فعل پر بہت کم اور بعض اوقات زیادہ تعین جرم کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ دفعہ 324 کی رو سے اگر زخم آئے تو اقدام قتل عمد ہو

؎۱ (2002SCMR129) ؎۲ (2002SCMR1407) ؎۳ (2002SCMR1373) ؎۴ (2002SCMR442)

؎۵ (2002SCMR442) ؎۶ (2002SCMR247) ؎۷ (2002SCMR1299) ؎۸ (2002SCMR1279)

marfat.com

Marfat.com

گا۔لیکن اگر زخم نہ آئے تو سزا دس سال ہے۔لیکن اگر زخم آجائے تو اصل میں ملزم کو دفعہ A-337 اور دفعہ F-337 میں سزا تجویز ہے۔جو دس سال سے بہت کم ہے۔چنانچہ ان دو دفعات کے تضاد کو منسٹری آف جسٹس کو مزید غور کر کے مناسب ترامیم کا اہتمام کرنا چاہیے۔اس فیصلے کے باوجود ابھی تک اقدام قتل عمد میں مناسب ترامیم نہیں لائی جا سکیں ۱o اپلانٹ کو جرح کا حق دیا گیا۔اور یہ بھی موقع فراہم کیا گیا کہ وہ صفائی کے گواہ پیش کر سکیں۔جبکہ واقعاتی شہادت میڈیکل شہادت سے مطابقت پر ثابت ہے۔ہاتھ اور پشت برائے زخم اس بات کے گواہ ہیں کہ ملزم شدید زخم پہنچانے کے درپے تھے۔البتہ ملزم تین سال سے زائد زیر حراست رہ چکے ہیں۔لہٰذا سزا بسر کردہ کے عوض اپیل منظور کر کے بری کر دیا گیا ۲o الزام کا ثبوت فراہم کرنا ہمیشہ استغاثہ کی ذمہ داری ہے۔عدالت نے قرار دیا کہ استغاثہ خون آلود کپڑے اور زمین کو بطور ثبوت پیش نہ کر سکی ہے۔جسکی بنیاد پر جرم ثابت نہ ہوا ۳o ملزم کو میڈیکل رپورٹ پر ملوث قرار دیا تھا۔کیا یہ حقیقت پسندی پر تھا۔حالانکہ میڈیکل رپورٹ کو واقعاتی شہادتوں سے مطابقت پر تسلیم کرنا چاہیے تھا۔کیونکہ ایسی صورت میں مذکورہ زخم خود ساختہ کار پائیں تو ملزم کو سزا نہیں دی جاسکتی ۴o اگر مجرم پر پستول سے حملہ کرنے کا الزام ہو۔تو زخمی کو ناک پر شدید ضربات آنا چاہیں لیکن وہاں پر محض خراشیں موجود ہیں۔اور نہ ہی استغاثہ مذکورہ شال کو برآمد کروانے میں کامیاب ہو سکی۔جبکہ ملزم کی موجودگی یا لڑائی میں شمولیت ثابت نہ ہو سکی ۵o ایک مقدمہ میں ریکارڈ کی گئی شہادات کا دوسرے مقدمہ میں شمولیت نہ کی جاسکتی ہے۔اور نہ ہی ایسی کسی شہادت پر سزا دی جاسکتی ہے ۶o ملزم کا دفاع میں بیان زیادہ قابل اعتماد تھا۔جبکہ ملزم شک کی بنیاد پر قائم مقدمہ میں سابقہ چار سال سے زیر حراست تھا۔ایسی صورت میں ملزم کو رہا کر دیا گیا ۷o ملزمان کا جرم نہ صرف شہادات سے ثابت تھا۔بلکہ شریک ملزمان میں سے ایک ملزم کے اقراری بیان سے بھی ثابت ہو گیا۔تو ملزمان کو دفعہ 324 تعزیرات پاکستان میں مجرم قرار دے کر سزا کا مستوجب ٹھہرایا گیا ۸o قتل کے مقدمات میں کسی بھی ملزم کو دفاع میں شہادات پیش کرنے سے نہ روکا جائے گا ۹o اقدام قتل کے مقدمات میں جب قاتل آتش گیر اسلحہ سے لیس تھا اور مقتول کو فائر سے زخمی بھی کیا۔یہ اقدام قتل عمد تھا۔اور دفعہ 324 تعزیرات پاکستان میں درست طور پر سزا ہوا۔البتہ 452 تعزیرات پاکستان میں سزا غلط دی گئی تھی ۱۰o دفعہ 3 اسلامک پینل لاء آزاد کشمیر کے تحت کسی ملزم کو سزائے عمر قید نہ دی جاسکتی ہے نیز وجہ عناد نہایت کمزور اور بلاواسطہ ہو۔ایسی صورت میں بری سزا نہ دی جاسکتی ہے ۱۱o محض شہادات میں حقائق کی حد تک معمولی فرق (Contradiction) تضاد کی تعریف میں نہ آتا ہے جبکہ مذکورہ تضاد استغاثہ کی کہانی کی مخالفت نہ کرتا ہو ۱۲o

---

۱ (Law Note1994Lah437) ۲ (PLJ1998Lah276) ۳ (Law Notice 1993Lh29) ۴ (PLD1998CR1220)

۵ PLD1984Pesh192 ۶ 1995Pcrlj1727 ۷ 1998Pcrlj1435 ۸ 1998Pcrlj619 - 1998Pcrlj1425

۹ 2001Pcrlj1507 ۱۰ (LRP2002CR280) ۱۱ 2001Pcrlj225 ۱۲ 2001Pcrlj268

marfat.com
Marfat.com

موقع کی شہادات قدرتی ہوں۔ برآمدگی کے گواہ بھی فطری ہوں۔ استغاثہ کی شہادات کی کوئی ذاتی دشمنی مقتول سے ثابت نہ ہوا اور ان تمام شہادات کے باوجود مقتول کا مرتے دم بیان مجرم کی نشاندہی کرتا ہو ایسی صورت میں ملزم کو سزائے موت کی بجائے سزائے عمر قید دینا پہلے ہی نرمی کا برتاؤ ثابت کرتا ہے۔ سزا برقرار رکھی گئی۔ تخفیف نہ دی گئی ٥[۱] وجہ عناد اگرچہ کمزور ہے لیکن اس پر اتفاق۔ چشم دید گواہ اور میڈیکل رپورٹ سے مطابقت رکھتی ہے سزا بحال رکھی گئی ٥[۲]۔ وجہ عناد ثابت نہ ہے۔ نیز خول بھی برآمد نہ ہوئے ہیں۔ ایف آئی آر 9 گھنٹے دیر سے درج ہوئی۔ شہادت متضاد ہیں۔ سزا ختم کر دی گئی ٥[۳] وجہ عناد موجود ہے اور آلہ قتل بھی دوطرفہ تیز دھار آلہ ہے جو دونوں اطراف سے نقصان پہنچاتا ہے۔ آلہ کی بنیاد پر دفعہ 324 تعزیرات پاکستان ارادہ قتل ثابت ہوا ٥[۴] فوجداری مقدمات میں مخصوص حالات اور واقعات کے حوالے اور تجزیہ سے فیصلہ کیا جاتا ہے۔ عموماً پیش کردہ عدالتی فیصلوں پر انحصار ممکن نہیں ہوتا۔ جب تک وہ واقعات کے حوالے سے پوری طرح مطابقت نہ رکھتے ہوں ٥[۵] قتل کے مقدمات میں کسی بھی ملزم کو دفاع میں شہادات پیش کرنے سے نہ روکا جائے گا ٥[۶] عدالت عالیہ نے شہادت کی حقیقت غیر تسلی بخش تصور کرتے ہوئے ملزم کو بری کیا۔ کیونکہ شہادات آزاد اور انفرادی حیثیت کی حامل ہونی چاہیے۔ جائے وقوعہ کا نقشہ اور دیگر دستاویزی ثبوت بھی موجود۔ دشمنی بطور وجہ عناد ثابت تھی۔ عدالت عالیہ کا فیصلہ محض خیالی قرار دیا گیا ٥[۷] قاتل آتش گیر اسلحہ سے لیس تھا اور مقتول کو فائر سے زخمی بھی کیا۔ یہ اقدام قتل عمد تھا 324 تعزیرات پاکستان میں درست طور پر سزا ہوا۔ البتہ 452 تعزیرات پاکستان میں سزا غلط دی گئی تھی ٥[۸] ایک عورت کا قتل اور دوسری عورت پر قاتلانہ حملہ۔ دفعہ (324)(302) تعزیرات پاکستان میں یہ قتل سازشانہ نہ تھا۔ اندھیرے میں شناخت مشکوک۔ گواہاں کا موقع پر موجود پایا جانا مشکوک۔ وجہ عناد بھی تسلیم نہ کیا گیا۔ ایسے ملزم کو دیت کے بدلے ضمانت پر رہا کیا گیا اور دیت کی اقساط کر دی گئیں۔ (وقوعہ کے وقت ملزم کمسن تھا) ٥[۹] اگر مقتول کا موت سے پہلے بیان کسی دیگر شہادت یا کسی قانونی کمی کے سبب متاثرہ بیان شمار نہ ہو تو کسی مجرم کو سزا دینے کیلئے کافی ہوتا ہے ٥[۱۰] اور اس امر میں کوئی سخت قانونی رویہ اختیار نہ کیا جائے گا ٥[۱۱]

---

[۱] 1994SCMR6-1972Pcrlj567-1993SCMR417/1602-2001Pcrlj(SC)AJK268-PLD1991SC923-)
1992SCMR156-PLD1991SC11-PLD1991SC1065-1992SCMR249/294/120-1983Pcrlj225-
PLD1988SC(AJ)134-1994SCMR943-1982SCMR709-1987Pcrlj1769-PLD1970SC406-

[۲] (1987Pcrlj1769 (1999SCMR251) (2000SCMR1038)(2001Pcrlj754)(1997SCMR1531)

[۳] (PLD1993SC251)(1997SCMR1076) 1972SCMR74-1982SCMR41-1995SCMR173

[۴] 1980Pcrlj336-1994Pcrlj1363-1995SCMR635 [۵] 2001Pcrlj845 [۶] 2001Pcrlj1073 [۷] 2001Pcrlj1507

[۸] LRP2002CR82 [۹] (LRP2002CR280) [۱۰] LRP2002CR286 [۱۱] PLD1991SC923 2001Pcrlj268

marfat.com

Marfat.com

شہادت کا تجزیہ کرتے ہوئے محض مقتول کے رشتہ دار ہونے کی وجہ سے شہادت کو رد نہ کیا جا سکتا ہو۱ ایف آئی آر صرف اس بنیاد پر ختم کر دی گئی کہ جرائم قابل صلح تھے۔ جو استغاثہ اور پولیس نے صلح کرا دیئے اور چالان کو روبرو عدالت پیش نہ کیا گیا جبکہ صلح عدالت کے روبرو نہ ہوئی واضح ہوا کہ جرائم مذکور میں صلح صرف عدالت کی اجازت سے ممکن ہے ۲ ایف آئی آر 16 دن تاخیر۔ کوئی چشم دید گواہ نہیں حقیقی بھائیوں کے درمیان جھگڑا۔ ملزمان نے 9 سال تک مقدمہ میں پریشان رہے۔ ملزمان کی رہائی کا حکم غیر قانونی نہ ہے ۳ ملزم کو ایک ماہ بعد ضمنی میں نامزد کیا گیا۔ جبکہ اسکی شناخت پریڈ بھی نہ ہوئی۔ چنانچہ ایسی صورت میں چشم دید شہادتوں پر بھی شک پیدا ہوتا ہے۔ جن پر تکیہ کر کے سزا نہیں دی جا سکتی ۴ خالی خول کی برآمدگی، خون آلود کپڑے اور مٹی کی بنیاد پر سزا ہو سکتی ہے۔ اصول یہ ہے کہ ہر انفرادی شخص اپنے فعل کا خود ذمہ دار ہوتا ہے ۵ جب قتل کرنے کی نیت کا خیال نہ ہو۔ تو قتل عمد کی قتل بالسبب قرار دیا گیا۔ جسے عدالت نے تسلیم نہ کیا ۶ ملزم اکلوتا ہے لہٰذا اسکا غلط ملوث ہونے یا گواہان کے بیانات پر غیر یقینی کی کوئی وجہ سامنے نہ آتی ہے۔ اگرچہ مدعی زخمی کا حقیقی بھائی ہے۔ اور غرض مند شہادت قرار دی جا سکتی ہے۔ کیونکہ غرض مند شہادت سے مراد وہ رشتہ دار گواہ ہیں۔ جو ملزم کے ساتھ بنائے مخاصمت رکھتے ہوں۔ چنانچہ جب ریکارڈ پر ایک بھی ایسا شائبہ تک موجود نہ ہو۔ تو ایسی شہادات کو غرض مند شہادت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جبکہ ملزم نے نہ ہی اس سلسلہ میں دفعہ 342 اور 340 ضابطہ فوجداری میں صفائی پیش کی ۷ کسی بریت کے حکم کو سزا میں تبدیل کرنے کیلئے ثابت کرنا ہوگا۔ کہ عدالت کا حکم خلاف قانون خلاف واقعات بدنیتی پر مبنی ہے۔ ورنہ حکم بریت تبدیل نہ ہوگا ۸ جب ملزم نے بیان دیا کہ میں نے خود ملزم کو فائر کرتے دیکھا ہے۔ پہلے میں نے سمجھا کہ کسی لڑکے نے پٹاخہ بجایا ہے۔ جب میں نے مڑ کر دیکھا۔ تو ملزم نے نہ صرف مجھے گالی دی بلکہ دوسرا فائر کیا جو میری پیشاب والی جگہ پر لگا۔ تو دفعہ 324 میں سزا دی گئی۔ جو قتل عمد کے اقدام کی سزا ہے۔ اور زخم بمطابق ڈاکٹری رپورٹ جائفہ زخم تھے لہٰذا 337-D تعزیرات میں ارش کی ادائیگی 1/3 دیت کے برابر کا بھی حکم دیا گیا ۹ جب زخمی کے ساتھ ملزم کی روبرو عدالت صلح ہو گئی۔ اور اس امر میں ضمانت کی درخواست کے ساتھ ساتھ ملزم کی بریت کا فیصلہ بھی عدالت نے کیا۔ تو ایسی صورت میں صلح سے انحراف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عدالتی ریکارڈ کو سچائی کی حیثیت حاصل ہے۔ اور یہ مصدقہ اصول قانون ہے۔ کہ ایک دفعہ صلح ہو جائے تو عدالت کو اس صلح سے انحراف کو قبول کرنا غلط ہوگا ۱۰

---

۱ (2001Pcrlj268) (PLD1988SC(AJ)134) (1992SCR249/294) (1983Pcrlj225) (1987Pcrlj1728)
۲ (2001Pcrlj241) ۳ (1992SCMR96) (2001Pcrlj325) ۴ (SBLR202BL165) ۵ (PLD1964SC177)
۶ (SBLR2002BL183) ۷ (LRP2002CR529) ۸ (2000SCMR1058 - 1999SCMR40) ۹ (LRP2002CR529)
۱۰ (1996Pcrlj1107 - 1998SCMR466 - 1995MLD563 - LRP2002CR495)

marfat.com
Marfat.com

حادثہ یا قتل کے معاملے میں تفریق کرنے کیلئے دیکھنا ہوگا کہ کیا مجرم کی نیت قتل کرنے کی تھی۔ چنانچہ عدالت عالیہ نے دفعہ 304 میں سزا ختم کر کے دفعہ 323-324-325 میں سزا کا حکم سنایا۔ جو عدالت عظمی نے درست قرار دیا ۱o عدالت عظمی نے یہ دیکھنے کیلئے کہ عدالت سماعت نے دفعہ 324-302 تعزیرات پاکستان کے تحت شہادات ریکارڈ کا جائیزہ عدالت عظمی کے اصول انصاف فوجداری کے عین مطابق فیصلہ دیا کہ نہیں ۲o عدالت عالیہ نے فوجداری مقدمات کی سماعت کے اصولوں کے عین مطابق استغاثہ کی پیش کردہ شہادت پر انحصار کیا جو بظاہر فوجداری قوانین کے متصادم نہ ہے۔ جبکہ قتل (Phe-Planned) تھا۔ چنانچہ بڑی سے سزا سے کم سزا کی اجازت نہ دی جاسکتی تھی ۳o ایف آئی آر فوری درج ہونے کے علاوہ ملزمان کے ہاتھوں میں ہتھیار سمیت تمام وضاحتوں کے ساتھ درج ہوئی۔ میڈیکل رپورٹ بھی تائید کرتی تھی۔ دفاع میں کہانی یہ تھی۔ کہ 20-25 افراد بندوقیں، لاٹھیاں اٹھائے ملزم کے گھر کے سامنے آئے۔ اور آتے ہی اندھا دھند فائرنگ کی۔ لیکن ملزمان کا کوئی فرد زخمی نہ ہوا۔ مدعی کی بندوق بھی برآمد ہوئی۔ جسکے برآمد شدہ خول لیبارٹری نے ثابت کیے۔ چنانچہ سزا دی گئی کو سپریم کورٹ نے بھی بحال رکھا ۴o زخمی کا بیان میڈیکل رپورٹ سے مطابقت رکھتا تھا۔ لیکن ملزم کا مذکورہ زخمی کو زخمی کرنے کی کوئی نیت ثابت نہ تھی۔ ملزم کی بریت کے خلاف عدالت عالیہ نے سزا سنانے کا فیصلہ عدالت عظمی نے قانون کے عین مطابق قرار دیا ۵o مجسٹریٹ نے ملزم کو پرچہ سے خارج کرنے کی پولیس کی طرف سے درخواست کو خارج کر دیا۔ جس نے تمام ریکارڈ کا جائیزہ لینے کے بعد دفعہ 170-190 ضابطہ فوجداری میں فیصلہ کیا تھا۔ لہذا غیر قانونی قرار نہ دیا گیا۔ اس سلسلہ میں عدالت عالیہ کا فیصلہ خارج کرتے ہوئے مجسٹریٹ کا فیصلہ بحال رکھا گیا۔ اور مجسٹریٹ کو مزید آگے فیصلہ کرنے اور کاروائی کرنے کی اجازت دی گئی ۶o عدالت عظمی نے شہادات ریکارڈ کا تجزیہ کرنے اور عدم ادائیگی دیت کی وجہ سے قید کی سزا کے معاملات پر غور کرنے کیلئے اپیل کی اجازت دی۔ استغاثہ نے گواہان کے ذریعہ ثابت کیا کہ ملزم کے ہاتھ میں کاربین تھی۔ پر عینی شاہد گھر کا آدمی تھا۔ جس پر کیس اعتراض نہ گیا۔ مقتول پر شدید زخم تھے۔ جنہیں حادثاتی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ چنانچہ ملزم کو عدم ادائیگی معاوضہ چھ ماہ کی سزا زیر دفعہ 544-A دی گئی۔ جسے بحال رکھا گیا تھا ۷o ایف آئی آر فوری درج ہوئی۔ چشم دید گواہ قدرتی ہیں۔ میڈیکل رپورٹ مطابقت پر ہے لیکن عدم ریکوری کسی شک کا جواز نہ بن سکتی ہے۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ سے اتفاق کیا۔ لہذا عدالت عظمی نے فیصلہ برقرار رکھا ۸o

---

۱ (1991SCMR611) ۲ (2002SCMR1600) ۳ (2002SCMR1251) ۴ (2002SCMR1339)
۵ (2002SCMR1170) ۶ (PLD1967SC425 - 1988SCMR1428 - 2002SCMR63 - 1997SCMR304
1993SCMR550 - 1981SCMR267 - 1985SCMR1314 - 1972SCMR335) ۷ (- 2002SCMR105)
۸ (2002SCMR334) ۹ (2002SCMR9

marfat.com
Marfat.com

فوری درج شدہ ایف آئی آر میں ملزمان اور گواہان کی موقع پر موجودگی تحریر تھی۔ پولیس کا نقشہ موقع کیلیے بھی استغاثی کے کیس کی تصدیق کرتا ہے۔ وجہ عناد 25 ہزار کی وصولی تھی۔ عینی شہادات آزاد اور لالچ تھیں۔ اور میڈیکل رپورٹ بھی مطابقت پر تھی۔ عدالت عالیہ نے بلا جواز ملزمان کو بری کر دیا عدالت عظمی نے سزا کو بحال کیا۔ اور سات سال کی سزا سنائی ۱؎ مقدمہ کا فیصلہ جلد ہی متوقع ہے اور عدالت عظمی ایسے حالات میں ضمانت کی درخواست اسلیے سماعت نہ کرنا چاہیت ہے کہ کہیں مقدمہ کے اصل واقعات متاثر نہ ہوں۔ البتہ ٹرائل کورٹ کو جلد فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ۲؎ تین زخمی افراد میں سے صرف ایک شخص نے میڈیکل سرٹیفکیٹ حاصل کیا ملزم ایک سال سے زائد زیر حراست ہے۔ جبکہ گواہان نے ملزم کے بارے میں مشکوک شہادات پیش کیں ۳؎ درخواست ضمانت زیر دفعہ 337-f/337-a دائر کی گئی لیکن ہائی کورٹ نے قرار دیا کہ بادی النظر جرم زیر دفعہ 324 کے تحت آتا ہے۔ جو امتناعی دفعہ میں شامل ہے۔ عدالت عظمی نے قرار دیا کہ عدالت عالیہ نے ایف آئی آر کا تجزیہ درست طور پر کیا ہے ۴؎

اپیل: اسلامک پینل لاء آزاد کشمیر ہمراہ دفعہ 307 تعزیرات پاکستان 417 ضابطہ فوجداری اپیل میں قرار دیا گیا کہ ملزم پر بندوق سے فائر کا الزام ہے۔ جبکہ اس سے ریکوری سوئی ہوئی جس کا استعمال بھی ثابت نہ ہے خالی خول اس بندوق سے فائر ہوئے۔ جو مرکزی ملزم سے برآمد ہوئی۔ اپیل خارج ہوئی ۵؎ محض ریکوری کے گواہ کا رشتہ دار ہونا اسکی شہادت کو بے وقعت نہ کرسکتا ہے ۶؎ جبکہ دو گواہان موقع۔ مقتول کے رشتہ دار ہوں اور یہ شہادات میڈیکل شہادت سے بھی مطابقت رکھتی ہوں اور ہر ملزم کا نام بھی FIR میں فوری درج ہوا ہو۔ اپیل میں شریعت کورٹ کا فیصلہ منسوخ کرتے ہوئے سزائے موت دی گئی۔

اگرچہ کسی زخمی کی ایک ہی شہادت جرم ثابت کرنے کیلیے کافی ہوتی ہے۔ لیکن دیگر شہادات اگر شکوک پیدا کریں۔ تو ایسی شہادت بھی بے وقعت ہو جاتی ہے۔ استغاثہ نے ایف آئی آر کے بیان کو تبدیل کیا۔ اور اپنے بیان میں حقائق وقوعہ کو مکمل طور پر چھپانے کی کوشش کی۔ چنانچہ ایسی صورت میں تمام چشم دید گواہ مشکوک ہو گئے لیکن اسکے باوجود ٹرائل کورٹ نے دفعہ 337-D,337-F تعزیرات پاکستان میں سزا دی جو اپیل میں ختم کر کے ملزمان کو رہا کیا گیا ۷؎ اپیل کے دوران صلح اور معافی وغیرہ منظور کی جاسکتی ہے۔ البتہ صلح اور معافی کے کاغذات کی تصدیق کیلیے عدالت عالیہ ماتحت عدالت اختیار سماعت کو کیس ریمانڈ کرسکتی ہے۔ ایک ملزم کو سزائے موت اور دیگر ملزمان کو 324 تعزیرات پاکستان میں 10 سال سزا سنائی گئی۔ ایسے میں مقتول مرحوم کے ورثاء اور زخمی افراد نے اپنے حقوق قصاص کو معاف کر دیا۔

۱؎ (2002SCMR492) ۲؎ (2002SCMR1381) ۳؎ (2002SCMR1412) ۴؎ (2002SCMR1370)

۵؎ 2001Pcrlj524 ۶؎ 2001Pcrlj524 ۷؎ (PLJ1987SC45)(1972SCMR286)(2002MLD-Pesh872)

marfat.com
Marfat.com

چنانچہ ایسی صورت میں عدالت عالیہ نے علاقہ کے سیشن جج کو انکوائری کا حکم دیا۔ کہ معافی کی اس دستاویزات کی تصدیق کے ہمراہ دیکھے کہ جبراً تو معافی پر مجبور نہیں کیا گیا۔ نابالغ وارثان کو انکی دیت کا حصہ ادا کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ مذکورہ انکوائری کی بنیاد پر اپیل میں صلح منظور کی گئی۔[1] دادا، بیٹا اور پوتا نے کوئی غیر قانونی اکٹھ نہ کیا تھا۔ لہذا دفعہ 149 تعزیرات پاکستان موجودہ حالات میں نافذ نہ ہوسکتی ہے۔ نیز اصول یہ ہے کہ ملزم کو اپنے جرم کی سزا خود بھگتنا ہوتی ہے۔ لہذا سپریم کورٹ نے سزا بحال رکھی۔[2] کسی نے بھی مجسٹریٹ کی جانب سے ملزم کو بری کرنے کا نوٹس نہ لیا۔ اور مجسٹریٹ کا حکم منسوخ کرتے ہوئے ملزم کے خلاف الزام پر بغیر سماعت اور بغیر موقع صفائی مجرم قرار دیا۔ چنانچہ اپیل کی اجازت دی گئی۔[3] ملزم کے خلاف اغواء کے علاوہ قتل کی کوشش زیر دفعہ 324 اور زخمی کرنے کیلئے زیر دفعہ 335-336 اور 337 کے علاوہ وقوعہ میں پانچ افراد قتل ہوئے۔ جنہوں نے اپنی لڑکی کا ہاتھ قاتل کے ہاتھ دینے سے انکار کر دیا۔ عدالت نے ہر قتل کے بدلے قتل کرنے کی سزا کا حکم دیا۔ جس میں اپیل عدالت عالیہ نے خارج کر دی۔ عدالت عظمی نے قرار دیا کہ ملزم نے پانچ بے رحمانہ قتل کیے۔ جسکے لیے اس نے قبل از قتل پلاننگ کی۔ ایسے ملزم کو رعایت نہ دینی چاہیے۔ اس اپیل کی سماعت کیلیے زائد المعیاد کو منظور کر لیا گیا۔[4]

دفعہ ۳۲۵ خودکشی کے ارتکاب کا اقدام (Attempt to commit suicide)

جو کوئی خودکشی کے ارتکاب کا اقدام کرے اور مذکورہ جرم کے ارتکاب کرنے کے لیے کوئی فعل کرے تو اسے ایک سال تک کی مدت کے لیے قید محض یا جرمانہ کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔قابل ضمانت۔۔ناقابل مصالحت۔۔ایک سال کی قید یا جرمانہ۔۔مجسٹریٹ درجہ اول/دوم

تشریحات

خودکشی کا اقدام ایک ایسا جرم ہے جو اپنے منطقی انجام سے بچ جانے کی صورت میں شریعت اور قانون ہذا میں قابلِ تعزیر ہے خودکشی کے معنی (اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے) اس جرم کو شریعت نے قابل تعزیر اس لیے تصور کیا ہے کہ قرآن الحکمت کا حکم ہے کہ ولا تقتلو النفس التی حرم الیہ الا با الحق[5] (اور نہ قتل کرو اپنی جانوں کو مگر حق کے ساتھ) اور مزید ارشاد فرمایا۔ کہ ولا تقتلو انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما[6] اور اپنی جانوں کو مت قتل کرو بیشک اللہ بہت مہربان ہے۔) یہ وہ آئینہ ہے جو انسان کو دیکھانے کا مقصد ہی یہی ہے کہ خودکشی

---

1 (PLJ2001CRC(Lh)120) 2 (2002SCMR189) 3 (2002SCMR1029 - PLD1970SC206 -) 4 (1986SCMR1027) 5 (2002SCMR1858) 5 (اسرائیل۔۳۳) 6 (انساء:۲۹)

marfat.com

Marfat.com

کے مرتکب اکثر و بیشتر خدا کی ذات سے شکوہ کرتے ہیں اور دنیا کی تنگی اور ترشی پر دنیا سے بھاگنے کے لیے اقدام خودکشی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

بقول شاعر:۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

اس جرم کی شریعت کے نزدیک دنیا اور آخرت میں بڑی سخت سزا مقرر کر دی گئی ہے۔ زندہ بچ جائے تو معاشرے میں وہ مقام حاصل کرنے کے قابل نہیں رہتا جو مقام اسے ملنا چاہیے تھا اور آخرت میں خودکشی کے بعد نبی کریم ﷺ کے ارشادات کے مطابق جسے حضرت ابو ہریرہ نے روایت کیا۔

''جس نے اپنے آپ کو لوہے سے قتل کیا تو وہ لوہا جہنم میں بھی ہاتھ میں ہوگا اور اسے اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔ جس نے زہر سے خودکشی کی تو جہنم میں اس کے ہاتھ میں زہر ہوگا اور جس نے خود کو پہاڑ سے گرا کر مارا تو وہ جہنم میں بھی ایسے ہی لڑھکایا جاتا رہے گا۝[1] اسی طرح حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ جو شخص خود کو گلا گھونٹ کر مارے گا۔ وہ دوزخ میں اپنا گلا گھونٹے گا۔ اور جو نیزہ مار کر مارے گا وہ خود کو جہنم میں نیزہ مارے گا۔ اسی طرح حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ تم میں سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا۔ جس کے ہاتھ پر زخم آیا لیکن تکلیف کی شدت سے گھبرا کر اس نے اپنا ہاتھ کاٹ لیا اور اس کا خون نہ رکا اور وہ مر گیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ میرے جس بندے نے خود کو مارنے میں جلدی کی۔ میں نے اس پر جنت حرام کر دی۝[2]

خودکشی خواہ عمداً ہو یا خطأً دونوں حرام ہیں اور اقدام خودکشی کرنے والے کو اِن دونوں صورتوں میں سزا کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس امر میں فقہا کا اختلاف ہے کہ خودکشی کے اقدام میں مدد و معاون شخص کو بھی اعانت جرم کی سزا دی جائے گی یا نہیں۔ لیکن غالب فکر یہی ہے کہ جن اسباب کے باعث اقدام خودکشی کیا گیا ان اسباب کے محرک کو بھی اعانت جرم میں سزاوار قرار دیا جائے گا۔ اور اس معاملہ میں قاضی اپنے صوابدیدی اختیارات استعمال کرتے ہوئے مناسب تعزیری سزا نافذ کرے گا۔ خودکشی کرنے والا اگر مر گیا تو کوئی سزا نہیں کیونکہ موت سے سزا ساقط ہو جاتی ہے۔

یاد رکھنے کا امر تو یہ ہے کہ انسان کے پاس اس کی جان اللہ کی طرف سے امانت ہے اور اس کی حفاظت کرنا اس پر اسی طرح فرض ہے جیسے دوسرے انسانوں کی جانوں کی حفاظت کرنا۔ چنانچہ اپنی جان کا قتل سنگینی کے حوالے سے قتل انسانی کے جرم سے کم نہیں ہے۔ لیکن اقدام قتل میں زندہ بچ جانے والے کے لیے خود خدا نے اپنی رحمت کے حوالے سے بخشش

---

[1] (متفق علیہ مشکوٰۃ) (بخاری ج ۳ ص ۷۱) [2] (بخاری ۲ کتاب الانبیاء ص ۳۷۳)

marfat.com
Marfat.com

کے دروازے کھولے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

ومن يعمل سوأ ويظلم نفسه .ثم يستغفر الله يجد الله غفور اً رحيما

ترجمہ۔ جو کوئی برائی سے اپنی جان پر ظلم کرے اور اللہ سے مغفرت چاہے تو اللہ بخشنے والا رحمان ہے۔[1]

گویا اقدام خودکشی کے نتیجہ میں زندہ رہ جانے والے کے لیے اگر وہ آئندہ ایسا کرنے سے باز رہنے کا حلف دے اور اللہ سے معافی مانگے تو عدالت کو اس جرم پر معاف کر دینا چاہیے۔ بصورت دیگر تعزیری سزا کے نفاذ کا حکم دینا چاہیے اس طرح یہ جرم شریعت کے مطابق بعض شرائط کے ساتھ قابل معافی جرم بن جاتا ہے۔ یہی احکامات اپنی ذات کو زخمی کرنے یا اذیت پہنچانے کے لیے قابل نفاذ ہیں کیونکہ انسان کے لیے اپنے جسم کی حفاظت فرض کی گئی ہے اور اذیت جسم کا کوئی بھی طریقہ یا کوشش اسی طرح ہی حرام ہیں جس طرح خودکشی کا اقدام یا فعل خودکشی حرام ہے نیز حکومت کو اور عدالت کو خود کشی کے ارتکاب میں شریک جرم لوگوں کی سرزنش کرنے اور انہیں تعزیری سزائیں بھی تجویز کرنا چاہیں تاکہ ان عوامل کا بھی تدارک ہو سکے جو کسی انسان کو اس قدر انتہائی اقدام کے لیے مجبور کر دیتے ہیں اور یہ امر یقینی ہے کہ اقدام خودکشی میں معاشرے کے افراد کی شرکت اور اسباب پیدا کرنے کا باعث ہونا بھی ایک جرم شدید ہے کیونکہ کوئی شخص اس وقت تک اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا جب تک کہ اسے اس ہلاکت کے لیے مجبور نہ کر دیا جائے۔

یاد رکھنے کی بات تو یہ ہے کہ اسلامی معاشرہ جہاں خودکشی کو حرام قرار دیتا ہے۔ وہاں حکومت پر یہ ذمہ داری بھی عائد کرتا ہے کہ ایسے اسباب کا تدارک کرے جو اسباب انسانی زندگی کو ختم کرنے کا موجب بنتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی خودکشی کے مرتکب شخص کو تو معافی کے قابل قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے اسباب کو وہی درجہ جرم حاصل ہے جو اقدام قتل کے جرم کو حاصل ہے۔ یہ اسباب جہاں ایک طرف افلاس، غربت۔ بے روزگاری۔ گھریلو جھگڑے۔ رنجشیں یا محبت میں ناکامی۔ یا کسی مقصد کے حصول میں ناکامی کاروباری یا مالی نقصان کی صورت میں ہو سکتے ہیں۔ وہاں پولیس کی حراست میں تشدد یا ذلت محسوس کرنے پر بھی خودکشی کا ارتکاب ہو سکتا ہے۔ چنانچہ کسی شخص کی زندگی میں انتہائی مایوسی ناامیدی یا دماغی توازن کھو بیٹھنے کا نتیجہ خودکشی ہو سکتا ہے۔ لہذا اس جرم یعنی ارتکاب خودکشی کو معاشرتی اقدار کا شاخسانہ قرار دیتے ہوئے قابل معافی قرار دیا گیا ہے۔ لیکن ایسا شخص جو کسی شخص کو خودکشی کے ارتکاب میں اعانت کرے یا اسے خودکشی کی طرف جذباتی کرے یا خودکشی کر لینے پر اکسائے وہ اعانت خودکشی کے جرم میں قابل تعزیر ہوگا۔ اور قاضی یہاں اپنا صوابدیدی اختیار استعمال کرے گا۔ شریعت میں خودکشی عمداً یا خطاً دونوں طرح حرام ہے۔ امام مالکؒ۔ ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کے مسلک کی ایک رائے کے مطابق قتل النفس (خودکشی) میں کوئی کفارہ نہیں ہے۔ لیکن امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے کہ

---

[1] (النساء)

marfat.com
Marfat.com

عمداً اور خطاً دونوں طرح خودکشی میں مرنے والے کے مال میں کفارہ لازم ہے۔ امام احمدؒ کے مسلک کے بعض فقہا امام شافعیؒ کی اس رائے سے متفق ہیں۔ مگر وہ کفارہ صرف خطاً خودکشی کے جرم میں واجب سمجھتے ہیں ٥[1] پاکستان میں خودکشی کے جرم کے اقدام کیلیے کوئی سزا نہیں ہے۔ البتہ خودکشی کے اقدام میں بچ رہنے والے کیلیے سزا دفعہ ہذا میں تجویز ہے۔ سابقہ تعزیر پاکستان میں دفعہ 305 یا دفعہ 306 کے حوالے سے نابالغ یا مجنوط الحواس شخص کو خودکشی کی ترغیب دینا اور خودکشی میں موت کی صورت میں اعانت کرنے والے کو بھی سزائے موت کی سزا سنائی جاتی تھی۔ اس ضمن میں قانون ہذا کی دفعہ 328 بھی کسی حد تک احاطہ کرتی ہے۔

مرضی کی / آسان موت (Euthanasia / death by choice): خودکشی کے عوامل میں جہاں اور بہت سے نفسیاتی پہلو سامنے آتے ہیں۔ جن میں طویل بیماری، طویل معاشی بحران یا فوری اشتعال اور اختلاج قلب کے عوامل شامل ہیں۔ لیکن اس سے ملتی جلتی ایک موت کی کم وبیش پوری ترقی یافتہ دنیا میں حمایت کی جاتی ہے۔ جسے آسان یا خودمرضی کی موت کہا جاسکتا ہے۔ جو خودکشی کی طرح قبل از وقت موت کی ایک قسم ہے۔ اس پر مسٹر جسٹس (ر) ڈاکٹر غوث محمد ایڈووکیٹ نے اپنے ایک آرٹیکل میں وضاحت کی ہے ٥[2] جس سے چند اقتباسات یہاں پر خودکشی کے عوامل کو سمجھنے کیلیے تحریر ہیں۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ جائز ہے کہ کوئی شخص اپنی زندگی سے تنگ آکر یا طویل بیماری جو قابل علاج نہ رہے کے باعث اپنی موت کا طلب گار ہو۔ مغرب میں اس پر آج بھی بحث جاری ہے۔ اگرچہ اکثر ممالک اسکی اجازت دیتے ہیں۔ برطانیہ میں خودکشی ایکٹ 1961ء متعاون خودکشی کی ممانعت کرتا ہے۔ لیکن ایک عورت نے لندن کی عدالت عالیہ سے سال 2001 میں متعاون خودکشی سوسائیٹی اور سول رائیٹ گروپ کے تعاون سے اپنی بیماری سے (خودکشی کے ذریعہ) چھٹکارا حاصل کرنے کیلیے فیصلہ حاصل کرلیا۔ جاپان اگرچہ ایسی خودکشی کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن اس ملک میں ایسے معاملات کم ہی سامنے آئے ہیں۔ سوئزرلینڈ میں کسی ڈاکٹر کی معاونت سے خودکشی 1937 سے جائز قرار پائی ہے۔ مغربی جرمنی نے بھی ایسے اقدام کو کبھی خلاف قانون قرار نہیں دیا۔ ہالینڈ میں ایسی خودکشی کیلیے بحث وتمحیص کے بعد چند تحفظات کی موجودگی میں کسی انجکشن کے ذریعہ یا کسی دیگر طریقہ کے ذریعہ خود کو موت کے سپرد کرنے کی اجازت موجود ہے۔ اسکے لیے وہ ڈاکٹر کو وضاحت کرے گا۔ کہ وہ کس طریقہ اور کس ذریعہ سے زندگی کے خاتمے کیلیے تردد کرے گا۔ اور خودکشی کرنے والا ان طریقہ ہائے میں سے اپنی پسند کا طریقہ اختیار کرنے کی اجازت دے گا۔

شمالی امریکہ میں خودکشی کرنا یا اسکا اقدام کرنا کوئی جرم نہیں ہے۔ لیکن کسی دوسرے شخص کے ذریعہ خود کو موت کے حوالے

---

[1] (اسلام کا فوجداری قانون از عبدالقادر شہید) [2] (SBLR2002Sind-Page500)

marfat.com
Marfat.com

کرنا جرم ہے۔ لیکن اوریجن کی ریاست میں ایسا کرنے کی صرف اس صورت میں اجازت ہے۔ جب درد کی تکلیف اس حد تک ناقابل برداشت ہو کہ موت ضروری تصور کی جاتی ہو۔ جسکی فزیشن کو اجازت ہے۔ اسکی مثال اسطرح ہے کہ 76 سالہ ویلما ہاورڈ جسکو معلوم تھا کہ اسکی زندگی کا اختتام نزدیک ہے۔ اور بیماری کا اختتام دور نزدیک نظر نہ آتا تھا۔ تو اس نے خودکشی کی خواہش کی۔ جس پر اسکے خاندان نے اتفاق کیا۔ اور امریکن قانون کے مطابق جان سے چھٹکارا دلا دیا گیا۔ اسے درد کی موجودگی میں لمبے عرصہ تک صحت یاب ہونے کی نا اُمیدی پر مزید زندہ نہ رہنا تھا۔ وہ درحقیقت اپنے عزیز و اقارب اور محبت کرنے والوں کو اپنی اس پریشان کن بیماری کے سبب مزید پریشانی سے محفوظ کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ اس بات کا خاص خیال رکھا گیا۔ کہ خاتون کی موت نہایت آرام دہ طریقہ پر ہو۔ اس موت کی تفتیش اس لیے بھی پولیس کیلیے آسان تھی۔ کہ مرنے والی نے اپنی موت کی تمام تفصیلات تحریری طور پر بیان کردی تھیں۔ امریکہ کی کسی ریاست میں خودکشی کو جرم قرار نہیں دیا گیا۔ لیکن میسوری ریاست نے ایک قانون پاس کیا۔ کہ اگر کسی شخص نے کسی کی خودکشی میں مدد کی یا سیلف مرڈر (Self Murder) میں مدد کی تو ایسے مجرم کو 5 تا 15 سال سزا دی جائے گی۔ چنانچہ مذکورہ ریاست میں اسکے بعد کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آیا اور نہ ہی اس قانون کو ختم کرنے کیلیے کوئی نظرثانی یا نگرانی کی گئی۔ اسی طرح نیویارک میں متعاون خودکشی کے الزام میں کوئی مجرم گرفتار نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ایسے جرم کی ممانعت موجود نہیں ہے۔ البتہ 1996 میں ایک شخص کو اپنی بیوی کی خودکشی میں مددگار ہونے پر چھ ماہ کی قید کیلیے سزا سنائی گئی۔

پاکستان میں دفعہ 325 تعزیرات پاکستان (قصاص و دیت) میں اقدام خودکشی یا خودکشی یا اس کی کوئی بھی قسم یا خودکشی میں مددگار ہونا وغیرہ۔ قابل مستلزم سزا جرم ہیں۔ یہ جرم محض فوجداری جرم ہی نہیں بلکہ شریعت کی رُو سے گناہ بھی قرار دیا گیا ہے۔ ماہرین نفسیات اور ذہنی امراض کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ ہمارے معاشرے میں مذہبی نظریات کے باعث ایسا جرم نہیں پایا جاتا۔ اسکی واضح وجہ یہ ہے کہ اسلام خودکشی کی موت پر سخت نوید سناتا ہے۔ جیسا کہ قرآن الحکمت میں ایسے جرائم پر نوید ہے کہ "اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو اور خدا نہایت مہربان ہے" ○ [۱] قرآن پاک نے مزید ارشاد فرمایا "زندگی واپس لینے کا حق صرف اسی ذات کو ہے جو زندگی دیتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ زندگی کا اختتام دکھوں، تکلیفوں کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن جو صبر سے ایسا برداشت کرتے ہیں ○ [۲] اسلام نہ صرف خودکشی کو حرام قرار دیتا ہے بلکہ متعاون خودکشی کو بھی حرام قرار دیتا ہے۔ اور رحمدلانہ مرضی کے قتل کے بھی خلاف ہے۔ اس طرح تکلیف دہ بیماری درد اور ناقابل علاج بیماری کے نتیجہ میں بھی خودکشی کو حرام قرار دیتا ہے۔ اور اس سلسلہ میں نیوروسرجری کے ذریعے سکون حاصل کرنے کی تگ و دو کی بھی ممانعت کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹروں کو بھی ممانعت کی گئی ہے ○ [۳]

---

[۱] (النساء ۲۹) [۲] (الزمر:۱۰)(لقمان:۱۷) [۳] (Islamic Organiozation of Medical Science Kuwait 1981)

marfat.com
Marfat.com

عیسائیت کے بڑے بڑے علمدار اور امریکہ میں دیگر مذہبی مشن ایسی خودکشی کو محبت اور جذبات کے تحفظات میں جائز قرار دے چکے ہیں۔ بعض گروہوں نے تو اسکو "حق موت" قرار دیا ہے۔ اسلام خودکشی کی ہر شکل کی ممانعت کرتا ہے۔ اور ایسی شدت، تکلیف اور درد میں بھی روحانی تحفظات کے حصول کی تعلیم دیتا ہے۔ جسکا حق یوم امتحان میں ادا کیا جائے گا۔ جو کہ اس عارضی زندگی کے مقابلے میں ہمیشہ کی راحت کی زندگی قرار دی گئی ہے۔ لہذا اسلام ایسے تمام نظریات کو نہ صرف غیر متوازن ذہن کی پیداوار قرار دیتا ہے۔ بلکہ ایسے لوگوں کو ذہنی مریض قرار دیتا ہے۔

عدالتی فیصلے: عموماً اس قسم کے قتل جہاں ایک طرف انسانی فطرت کئی نفسیاتی پہلوؤں کے نتیجہ میں سرزد ہوتے ہیں۔ لیکن خودکشی کرنے والے افراد کو اکثر اوقات وحشی جبلت اور بدلے کی آگ میں اندھے ہونے کی صورت میں اور انسان کے مذکورہ فعل سے خود گزرنے کی ہمت نہ پاتے ہوئے مذکورہ مرتکب خودکشی شخص سے ہم سازش ہو کر اپنی دشمنی کی آگ ٹھنڈی کرنے کیلئے آمادہ یا خودکشی کر کے نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسی صورت میں اس کے لیے قاتل کا محض یہ کہہ دینا کافی نہ ہوگا۔ کہ مذکورہ نے یہ قتل مقتول کی خواہش پوری کرنے کیلئے کیا۔ یا از خود کیا بلکہ اسے اس امر کو پایہ ثبوت کو پہنچانا ہوگا۔ کہ مذکورہ فعل ہم سازش شخص کی ایماء پر یا مقتول کی خواہش پوری کرنے کیلئے سرانجام ہوا۔ جیسا کہ قاتل نے اقرار کیا کہ اسنے اپنے سوتیلے باپ کو اسکی مرضی سے محض اسلیے قتل کیا کہ ا۔ کا مقصد مذکورہ قتل کی صورت میں دیگر بے گناہ افراد کو پھانسی کی سزا دلوانا تھا۔ اسی طرح اگر میاں بیوی آپس میں اکٹھے مرنے کا معاہدہ کرلیں تو عورت کے قتل ہونے کے بعد اور مرد کے خودکشی کرنے سے قبل پولیس کے پاس گرفتاری کے نتیجہ میں مذکورہ جرم قتل عمد کی بجائے دفعہ 304 تعزیرات پاکستان میں قرار دیا گیا۔ لیکن اگر دو محبوب نابالغ ہوں اور سولہ سال کی عمر میں ایک دوسرے سے علیحدگی کے خوف میں ایک دوسرے کو قتل کرنے کے عہد کے ساتھ ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ جبکہ دوسرا خودکشی نہ کر سکا تو سزا قتل عمد میں قصاص کی بجائے عمر قید ہوئی۔ کیونکہ خودکشی کرنے میں مدد کرنا بھی بجائے خود ایک جرم ہے۔ لیکن ایسے مددگار جرم مجرم کو اس صورت میں سزا ہو سکتی ہے۔ اگر خودکشی کرنے والا اپنے فعل کو مکمل کرنے میں کامیاب ہو سکے۔ نیز اگر کوئی شخص خود کو کنویں میں گرا کر ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ لیکن لوگوں کی بروقت مداخلت سے زندہ بچ گیا تو اس جرم میں سزاوار ہوگا[۱] اور ایسی صورت میں جرم محض خودکشی کی کوشش شمار ہوگا۔ اگر مذکورہ شخص نے اقدام کا فعل مکمل نہ کیا۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ اس دوران اس شخص کا ذہن بدل جاتا اور وہ اقدام خودکشی کا مرتکب نہ ہوتا[۲] اسی طرح ہندوؤں میں ستی کے معاملات میں بھی عورت کو خاوند کے ساتھ ہلاکت پر آمادہ کرنے والے اشخاص کو جرم کی ترغیب کیلئے مجرم قرار دیا جاتا ہے[۳] حادثہ یا قتل کے معاملے میں تفریق کرنے کیلئے دیکھنا ہوگا کہ کیا مجرم کی نیت قتل کرنے کی تھی۔

---

۱ (AIR1919All376) ۲ (AIR1984Madras5) ۳ (1958Pcrlj967)

marfat.com
Marfat.com

چنانچہ عدالت عالیہ نے دفعہ 304 میں سزا ختم کر کے دفعہ 323-324-325 میں سزا کا حکم سنایا۔ جو عدالت عظمیٰ نے درست قرار دیا[۱] کسی ڈاکٹر یا ماہر ریڈیالوجسٹ کے ملاحظہ کے بغیر کسی ملزم کو ارتکاب خودکشی میں سزا نہیں دی جا سکتی۔ البتہ ایسی سزا دفعہ 323 میں ادائیگی دیت کیلئے تبدیل ہو سکتی ہے[۲] ملزم کی طرف سے غلط ملوث کیے جانے کے جواز کو میڈیکل شہادت شک کی بنیاد پیدا کرتی ہے۔ لہذا ملزم بری کیا گیا[۳] خودکشی میں معاون ملزم کو زخمی شخص نے خود اللہ واسطے معاف کر دیا۔ چنانچہ دفعہ ہذا میں عدالت کے حکم پر مصالحت ہو سکتی ہے۔ لہذا ملزم بری کیا گیا[۴]

دفعہ ۳۲۶ ٹھگ (Thug)

جو کوئی قتل کے ذریعے یا قتل کے ساتھ ڈاکہ زنی یا بچے اٹھانے کی غرض سے کسی دوسرے یا دوسروں کے ساتھ عادتاً شریک ہوتا ہے۔ وہ ٹھگ ہے۔

تشریحات

اس دفعہ میں مذکور جرائم میں ڈاکہ زنی، راہ زنی، سرقہ بالجبر، ٹھگی کے جرائم کے علاوہ بچوں کا اغواء وغیرہ جرائم شامل ہیں۔ عموماً یہ مجرم پر گروہوں کی صورت میں اپنی وارداتیں کرتے ہیں۔ ایسے مجرموں کو ڈکیت بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ پانچ یا پانچ سے زیادہ اشخاص مل کر سرقہ بالجبر کا ارتکاب کریں یا اس میں شامل ہوں تو ان میں سے ہر شخص ڈکیتی کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس جرم میں مجرم مسلح ہو کر شامل ہوتے ہیں۔ اور عام طور پر قتل یا ارتکاب قتل کے جرائم کرتے ہیں۔ چنانچہ اگر مذکورہ جرم کے دوران قتل یا ارتکاب قتل نہ ہو، تو سرقہ بالجبر بصورت دیگر ڈکیتی ہوگی۔ ڈکیتی کا ارتکاب کرنا یا اقدام کرنا علیحدہ جرائم نہیں ہیں۔ بلکہ ڈکیتی کا اقدام ڈاکہ زنی کے جرم کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔ ان میں سر راہ لوٹنا اور لوٹ مار کے دوران قتل کا مرتکب ہونا جیسے جرائم بھی شامل ہیں۔ بچوں کا اغوا بھی اس دفعہ کے مطابق ایک الگ جرم نہیں ہے۔

ٹھگ کی تعریف : ٹھگ وہ لوگ کہلائیں گے جو دوران ڈاکہ زنی۔ راہ زنی یا سرقہ بالجبر میں قتل کے مرتکب ہوں یا جراحت کے ارتکاب کا باعث بنیں۔ یا بچے اٹھانے اور اغواء کرنے کے مرتکب ہوں۔ سابقہ دفعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 310 کی رو سے وہ شخص ٹھگ کہلاتا ہے۔ جو عادتاً دیگر اشخاص سے اس غرض سے ملاپ رکھے کہ قتل عمد یا سرقہ بالجبر یا بچوں کے اغواء کا ارتکاب کرے گا۔ ٹھگ شمار کیا جاتا تھا۔ اور یہ تعریف ٹھگی ایکٹ 1836 میں دی گئی تعریف کے مطابق ہے۔ شریعت جرائم پیشہ افراد کی گروہ بندی کے ساتھ انفرادی حیثیت میں جرائم کرنے والوں کو انکے جرم کی نوعیت ٹھگ شمار کرتی ہے۔

---

۱ (1991SCMR611) ۲ (1994Pcrlj1490-NLR1994CR233) ۳ (1994Pcrlj622) ۴ (1994Pcrlj977)

marfat.com
Marfat.com

شریعت کے لحاظ سے ایسے شخص سے تین بنیادی جرائم کا ارتکاب ممکن ہوگا۔ (۱) قتل یا جراحت (۲) چوری سرقہ بالجبر۔ راہ زنی (۳) بچوں کا اغواء وغیرہ اور ان پر شریعت نے الگ الگ سزائیں تجویز کی ہیں ٥ ڈاکہ زنی۔ چوری یا سرقہ بالجبر کے جرائم کا ارتکاب کرتے ہوئے مذکورہ شخص مداخلت بیجا مجرمانہ کا مرتکب بھی ہوتا ہے ٥ قرآن نے ایسے لوگوں کو (حارب) اور فساد کرنے والے لوگ کہا ہے ٥ ان میں راہ چلتے لوگوں یا گھروں میں سوئے ہوئے لوگوں کا قتل ٥ عورتوں کی جبراً عصمت دری ٥ اور بچوں کے اغواء جیسے جرائم کو شریعت نے وضاحت سے شامل کیا ہے ٥ اور اس میں ایسے مجرموں کو پناہ دینے والے بھی مجرم قرار پائے ٥ جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے کہ

جب یہ ثابت ہو کہ کسی عمال نے کسی شخص کو پناہ دی جو محارب ہے تو اس کا مطالبہ کیا جائے۔ اگر وہ مجرم کر دے تو صحیح بصورت دیگر اُسے پیٹا جائے۔ یہاں تک کہ مجرم پر قدرت حاصل ہو جائے ٥ ظالم کو ظلم سے روکو ٥ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ تم اپنے بھائی ظالم کی مدد کرو اور مظلوم کی مدد کرو۔ سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ مظلوم کی مدد تو ٹھیک ہے۔ ظالم کی امداد کیسے کریں۔ آپ نے فرمایا اُسے ظلم سے روکو یہ تمہارے ظالم بھائی کی مدد ہے ٥ [1] اسکے برعکس اہل ایمان کی یہ خوبی بیان فرمائی کہ " گویا اہل ایمان کی خوبی سے متضاد لوگ اہل فساد شمار ہونگے اور ٹھگ اہل فساد ہی ہیں۔ اسکی مزید وضاحت اور اقسام درج ذیل ہیں۔

لاٹھیوں اور پتھروں سے حملہ آور ہونے والے اشخاص بھی محارب شمار ہوں گے ٥ کیونکہ فقہا کا قول ہے کہ لا محاربتہ الا بالمحدود (محاربہ تیز چیز سے ہوا کرتا ہے) ٥ وہ لوگ جو مخفی طریقوں اور پراسرار طور پر قتل کرتے ہیں ٥ اور مال لینے کے لئے جانیں لیتے ہیں ٥ مثلاً دکانوں، مسافر خانوں اور راستے میں مسافروں کو ٹھہرانے کی جگہیں بنا کر ان میں لوگوں کو ٹھہراتے ہیں ٥ اور پھر تنہا پھنس جانے والے مسافر کو لوٹ کر قتل کر دیتے ہیں ٥ یا کسی طبیب، درزی یا دوکاندار کو کسی کام کے لئے گھر بلا کر اسے لوٹ لیتے ہیں ٥ یا بینک لوٹتے ہیں ٥ یا اغواء برائے تاوان کرتے ہیں بھی محارب کہلائے گا ٥ اگر کوئی شخص حاکم وقت کو قتل کر دے جیسا کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علی کا قتل ہوا ٥ اس میں امام احمدؒ کا قول یہ ہے کہ ان پر حد جاری نہ کی جائے گی ٥ کیونکہ ایسے لوگوں کے قتل میں عام فساد کا اندیشہ ہے ٥ لیکن عام نظریہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں پر حد جاری کی جائے ٥ اور اگر وہ لوگ آمادہ بہ فساد ہوں تو ان کو ان کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا جائے اور جہاد کیا جائے ٥ اور اگر کوئی اس قتال میں مارا جائے تو وہ شہید ہے ٥ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے من قتل دون دمهِ فهو شهيدٌ ومن قتل دون دمه فهو شهيد. ومن قتل دون دينهِ فهو شهيد ۔ومن قتل دون حرمته فهو شهيد۔ ترجمہ۔ جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہوا شہید، جو شخص اپنی جان بچانے

---

[1] (رواہ بخاری/مسلم)

marfat.com

Marfat.com

کے لئے قتل ہوا۔ اپنا دین بچانے میں قتل ہوا جو شخص اہل و عیال کی حرمت بچانے میں قتل ہوا تمام شہید ہیں ٥ اس طرح ایسے لوگ جو محارم عورتوں یا لڑکوں سے بدکاری کرتے ہیں محارب ہیں ٥ بعض نائبین اور حکومت کے کارندے ظاہر و باطن محارب لوگوں سے ملے ہوتے ہیں ٥ یہ ایسا عظیم ترین جرم ہے کہ انہیں بھی عقوبت اور سزا کا اسی نسبت سے حقدار قرار دیا گیا ہے ٥ جب قتل کی نیت بھی ثابت نہ ہو اور نہ ہی زخم مجرم کی موت کا سبب بن سکتا ہو۔

دفعہ ۳۲۷ ٹھگ کی سزا (Punishment of Thug)

جو کوئی ٹھگ ہے۔ اُسے عمر قید سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔ناقابل ضمانت۔۔ناقابل مصالحت۔۔عمر قید اور جرمانہ۔۔سیشن کورٹ

تشریحات

دفعہ ہذا کو سابقہ تعزیرات کے مطابق بلا ترمیم ٹھگ کی سزا عمر قید اور جرمانہ رکھی گئی ہے جبکہ ایسے لوگوں کو خود قرآن میں محارب قرار دیا گیا ہے۔ اور شریعت نے ایسے لوگوں سے سخت ترین سلوک کرنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ اس جرم کو حدود میں شامل کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ٹھگ کی سزا شریعت نے قرآن حکیم کی درج ذیل آیات میں بیان فرمائی ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔ انما جزآ الذین یحاربون۔۔۔۔۔۔۔۔۔غفور الرحیم ٥ [1]

ترجمہ۔ جو لوگ خدا اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کریں یا زمین میں فساد کریں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا صلیب دیا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے جائیں یا انہیں قید یا جلاوطن کر دیا جائے۔ یہ دنیا میں بڑی رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے تمہارے ان پر قابو پانے سے پہلے توبہ کر لی۔ بیشک خدا بڑا رحیم ہے۔

اس آیت مبارکہ کے حوالے سے ٹھگ کی درج ذیل سزائیں بلحاظ جرم نافذ ہوئیں۔

۱:۔ اگر ٹھگ سے قتل ہو جائے۔ تو قتل کیا جائے۔

۲:۔ اگر جراحت کا باعث بنے۔ تو ویسی ہی جراحت کی جائے۔

۳:۔ ڈکیتی کے ارتکاب پر۔ ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹے جائیں۔

۴:۔ عصمت دری یا اغواء۔ یا بچوں کے اغواء پر، سزائے موت۔

یہاں صلیب کی سزا بھی تجویز ہوئی ہے۔ وہ اس حوالے سے ہے کہ جرم قتل جو کہ عمداً ہو اس کا قصاص ہے۔ لیکن کیونکہ

---

[1] (المائدہ ۳۳۔۳۴)

marfat.com

Marfat.com

ٹھگ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات (یہاں ملکی قوانین اور شریعت) کے خلاف بغاوت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور عوام الناس کے امن وسکون کو تباہ کرنے کا باعث بنتے۔ لہذا انہیں قصاص کے قتل کی تلوار کے ذریعہ سادہ سزا کی بجائے صلیب جیسی تکلیف دہ موت کی سزا تجویز ہوئی تا کہ لوگ عبرت کر سکیں۔

قرآن کی درج بالا آیات کا اگر شان نزول ملاحظہ کر لیا جائے تو یقیناً اس جرم کی قتل اور چوری کی وارداتوں سے مختلف نوعیت واضح ہو جاتی ہے۔ شان نزول کا واقعہ یہ ہے کہ عکل اور عرینۃ قبائل کے کچھ لوگ مدینہ میں آ کر مسلمان ہوئے۔ ان کے پیٹ میں تکلیف ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے مدینہ سے باہر صدقہ کے اونٹوں کا دودھ پینے کا حکم دیا۔ وہ شفایاب ہوئے تو اونٹوں کے نگران کو قتل کر کے اونٹوں کو سرقہ کر کے لے گئے۔ نگرانوں کو قتل کرنے سے پہلے ان کی آنکھیں نکال لیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں گرفتار کروا کے درج ذیل سزا کا حکم دیا۔

ا:۔ ان کی آنکھیں نکلوادیں۔

۲:۔ ہاتھ پاؤں کٹوادیئے۔

۳:۔ قتل میں سزائے موت تجویز فرمائی۔

امام شافعیؒ اسی آیت کے حوالے سے جرائم اور اس کی سزاؤں کو چار حصوں میں تقسیم فرماتے ہیں۔

(۱) اگر مجرم نے قتل کا ارتکاب کیا۔ تو وہ قتل کیا جاوے گا۔

(۲) اگر قتل کے ساتھ مال بھی چرایا۔ تو صلیب کیا جاوے گا۔

(۳) اگر صرف مال لیا۔ تو اس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں مخالف سمت سے کاٹا جائے۔

(۴) اگر اس نے تخویف مجرمانہ یا مداخلت بے جا مجرمانہ کی ارتکاب کیا تو قید کی سزا دی جائے گی۔ موجودہ قانون میں جو سزا تجویز کی گئی ہے۔ وہ محض تخویف مجرمانہ یا مداخلت بے جا مجرمانہ کی ہے چنانچہ اس دفعہ میں وزارت قانون کو مناسب تبدیلی کا سوچنا چاہیے۔

یہی قول اکثر علماء کا ہے۔ امام احمدؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے قول بھی اس کے قریب ہیں۔ شریعت کے نزدیک ایسے لوگوں کو معاف یا ان سے درگزر کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ ابن المنذرؒ کے مطابق اس قسم کے معاملات میں مقتول کے ورثا کو بھی معافی کا حق حاصل نہیں ہے۔ محارب کو اس لئے بھی قتل کر دینا ضروری ہے کہ ان کی طرف سے نقصان یا ضرر عام ہے اور بمنزلہ چوروں کے ہے۔ ان کا قتل بوجہ حد ہے اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ محارب ثابت ہو جائے پر ان میں یہ ہرگز نہ دیکھا جائے گا کہ قتل ان میں سے کس نے کیا ہے بلکہ تمام محارب کو قتل کیا جائے گا۔ خواہ انہوں نے عملاً قتل میں حصہ نہ بھی لیا ہو۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے محارب لوگوں کے اس نگران کو جو بلند مقام پر بیٹھ کر مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لیا کرتا تھا اسے بھی قتل کرا دیا تھا۔ کیونکہ قتل کرنے والا اس کی معاونت اور امداد سے قتل پر قادر ہوتا

marfat.com
Marfat.com

تھا۔ اس لئے وہ ایک دوسرے کے گناہ میں شریک اور اعانت میں ساتھی ہیں۔ لیکن اگر محارب نے قتال نہیں کیا۔ لیکن محض لوٹ مار کی ہے تو پھر ہر ایک کا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا جائے گا۔ یہ قول امام ابوحنیفہؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمدؒ وغیرہ کا بھی ہے اور استدلال قرآن کی سورہ مائدہ (یا ان کے ہاتھ پاؤں اُلٹے سمیت سے کاٹ دیئے جائیں) اگر یہ لوگ اسلحہ نکال کر کسی تکلیف یا گزند دینے کی بجائے ڈراتے ہیں تو ایسے لوگوں کو جلاوطن کر دیا جائے گا۔

اگرچہ قتل کے لئے بھی شرعی طریقہ استعمال کیا جائے گا جو یہ ہے کہ تلوار کے ذریعے گردن کاٹ دی جائے کیونکہ قتل کا یہ آسان ترین طریقہ ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

ان اللہ کتب الاحسان علی کل شیئی ....؁۱

خدا نے ہر چیز میں احسان کرنا فرض کیا ہے۔ جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو جب کسی جانور کو ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ اپنی چھری تیز کر لیا کرو اور ذبیحہ کو جلد راحت پہنچاؤ۔ لیکن اس جرم کی سزا صلیب اور سولی ہے یا مخالف سمتوں سے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں۔ اور یہ اس لیے کہ عوام الناس کیلئے عبرت بن جائے۔

مزید ارشاد فرمایا:۔ ان اعف الناس قتلته اهل الایمان

(ترجمہ۔ "اہل ایمان قتل کرنے میں سب سے زیادہ باعافیت ہوتے ہیں")

چنانچہ حضرت عمرؓ الخطاب کا یہی قول ہے۔ اگر یہ لوگ مال لیویں تو ہاتھ اور پاؤں کاٹا جائے۔ اگر مال لوٹیں اور قتل کریں تو سولی پر لٹکایا جائے۔ سولی دینے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان کو اونچی جگہ لٹکا دیا جائے تا کہ لوگ اسے دیکھیں اور مشتہر ہو جائے۔ سزا کے معاملے میں اکثر فقہا کا قول ہے کہ آبادیوں اور صحرا یعنی ویرانوں کے لئے ایک ہی حکم ہے بلکہ اس امر میں اتفاق پایا جاتا ہے۔ کہ شہروں میں رہنے والوں کو ویرانوں میں رہنے والوں کی نسبت سزا میں سختی کی جائے اور اس قول میں امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور شاگرد آئمہ کا اتفاق ہے۔ رسول ﷺ کے احکامات کے مطابق لعن اللہ من احدث حدثا اوی محدثا ۰ ؁۲ اللہ نے ایسے پر لعنت بھیجی ہے جو جرم و گناہ کرے اور مجرم کو پناہ دے۔

امام شافعیؒ نے یہ اصول اپنی سنن میں حضرت ابن عباس سے روایت پر فرمائے ہیں۔

"جب وہ قتل کریں۔ متاع لوٹ لیویں تو انہیں قتل کیا جائے اور سولی چڑھا دیا جائے ۰ جب وہ قتل کریں اور مال و متاع نہ لوٹا ہو تو انہیں قتل کیا جائے اور سولی پر نہ چڑھایا جائے ۰ جب مال لوٹ لیں۔ لیکن قتل نہ کریں تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور جب وہ لوگ مال و متاع نہ لوٹتے ہوں اور صرف ڈراتے ہوں تو جلاوطن کر دیا جائے"۔

؁۱ (صحیح مسلم) ؁۲ (صحیح مسلم)

marfat.com
Marfat.com

ٹھگ کو درج بالا سزائیں دینے کے لیئے درج ذیل اصول روایات سے اخذ کیئے گئے ہیں۔
شریعت کے مطابق قطع دست و پا کی سزا انتہائی اقدام میں دی جاوے۔ بصورت دیگر قید دی جاوے یا تعزیر۔ کیونکہ یہ حد صرف محارب لوگوں کے لئے مقرر ہے o (حضرت عمرؓ عام طور پر سرقہ کے مجرم سے مال مسروقہ کی دو چند قیمت مالک کو دلا کر مجرم کو رہا کر دیتے تھے) o ۱ سرقہ کی سزا میں عادی مجرموں کو تمام ہاتھ پاؤں سے محروم نہ کیا جائے گا۔ (حضرت امام علی کے پاس ایک عادی مجرم لایا گیا جس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کٹ چکا تھا۔ آپ نے فرمایا میں اسے ہاتھ پاؤں کاٹنے کی سزا نہیں دوں گا۔ کیونکہ مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ میں اس کا ایک ہاتھ نہ چھوڑوں کہ جس سے وہ کھا سکے اور ایک پاؤں نہ چھوڑوں کہ جس وہ چل سکے) o ۲ امام ابوحنیفہؒ، سفیان ثوریؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک جب تاوان ادا کرنے کا حکم دیا جائے تو ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں دی جا سکتی o ۳ نقب زنی کی سزا کے طور پر حضرت علیؓ نے ہاتھ پاؤں کاٹنے کی سزا کی بجائے سزائے تازیانہ دی۔ اسے حضرت حارثؓ نے روایت کیا۔ لیکن یہ سزا ایسے نقب زن کو دی گئی جو چوری نہ کر سکا اور پکڑا گیا۔ اور اس طرح صرف نقب کی سزا دی گئی o ۴ قرآن کی مذکورہ بالا آیت میں حارب کی تعریف صرف اس شخص کے لئے محدود نہیں ہے جو ڈکیتی کا مرتکب ہو بلکہ عورتوں اور بچوں کا جبراً اغواء بھی محاربہ میں شامل ہے جیسا کہ ابن عربی لکھتے ہیں۔ عورت کا درجہ مال سے بڑا ہے۔ ہر شخص یہ تو برداشت کر لیتا ہے۔ کہ اس کا مال لوٹا گیا۔ لیکن عورت کا لوٹا جانا برداشت نہیں ہے o ۵ حدیث مبارکہ ہے کہ زانی زنا کرتے وقت۔ چور چوری کرتے وقت۔ شراب خور شراب پیتے وقت اور خائن خیانت کرتے وقت مومن نہیں ہوتا o ۶ مجاہدؒ کے نزدیک قتل و زنا اور سرقہ کے جرائم پر (یسعون فی الارض فساد) کا اطلاق ہوتا ہے۔ جس کی تصدیق سفیان ثوری کرتے ہیں کہ جب تجھے مجاہد کی تفسیر مل جائے تو کافی ہے۔ گویا ہر وہ گناہ جو اصلاح معاشرہ میں بے چینی اور بدامنی کا باعث ہو۔ یا ایسی صورت پیدا کرنے کا جواز ہو سکے تو فساد کی تعریف میں آئے گا o ۷ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صلیب کی سزا دینے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ یہ سزا جانوروں کی بھی نہ دی جائے کیوں کہ عرب جانوروں کو صلیب کی طرح باندھ کر نشانہ لگاتے تھے۔ فرمایا۔ لعن من اتخذ شیأ فیه الروح غرضاً o ۸ ترجمہ:۔ "وہ شخص خدا کی رحمت سے دور ہے جس نے ایسی چیز کو نشانہ بنایا جس میں جان ہے"۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں "میں نے نہیں سنا کہ کبھی کسی مجرم کو کسی نے صلیب دیئے جانے کی سزا دی ہو ہاں مگر ایک مرتبہ عبدالمالک بن مروان نے حارث کو یہ سزا دی"۔ امام ابو یوسفؒ کی رائے ہے کہ مجرم کو موت کی سزا بذریعہ صلیب دینی چاہیے تا کہ عوام عبرت پکڑیں لیکن امام ابوحنیفہؒ کی رائے میں سزائے موت سے

---

۱ (ازالۃ الخفا جلد ۲ ص ۱۵۳) ۲ (مستدرک حاکم ج ۴ ص ۳۸۴) ۳ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۵۹۵) ۴ (کنز العمال ج ۳ ص ۱۱۷) ۵ (سنن بیہقی)
۶ (صحیح مسلم) ۷ (تفسیر ابن جریر ج ۶ ص ۲۲۲) ۸ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۳)

marfat.com
Marfat.com

سزا ختم ہو جاتی ہے اور لاش کو صلیب دینا مثلہ کی تعریف میں آتا ہے جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ قتل میں بھی احسان ترک نہ کرو اور خدا کے بندوں کا مثلہ نہ کرو○ ۱ درج بالا حقائق کی روشنی میں اب یہ حکومت کی صوابدید پر ہے کہ وہ بچوں اور عورتوں کے اغواء۔ مداخلت بے جا مجرمانہ اور سرقہ بالجبر کے لیے مزید کیا سزائیں تجویز کرتے ہیں لیکن ڈکیت لوگوں اور ٹھگ مجرموں کو جتنی بھی سخت سزائیں اور عبرتناک سزائیں تجویز کی جائیں وہ خدا کے احکامات کے عین مطابق ہوگی۔ کیونکہ ٹھگ اگر قتل کرے تو قتل کہا جائے۔ اگر فساد کے ذریعہ قتل کا مرتکب ہوا تو صلیب جیسی سخت سزا سے بھی گریزاں نہ ہونا چاہیے۔ موجودہ دفعہ میں مخصوص سزا بعض حالتوں میں تو تجویز ہوسکتی ہے جب کسی ٹھگ کو اس کے کم جرم پر رعایت دینا ضروری ہو۔ بصورت دیگر شریعت کا قرآن میں واضح حکم موجود ہے جو ان جرائم پر واضح نص ہیں۔ لہذا اس کے مطابق سزائیں تجویز ہوں اور شریعت کے مطابق ان کے نفاذ کو یقینی بنانا ہی موجودہ حالات میں امن و امان کے مسئلہ کا حل ہے۔ نیز ٹھگ اور محارب کی سزا واضح الفاظ میں قرآن الحکمت میں موجود ہے جس پر حکومت اپنی طرف سے قانون سازی نہیں کرسکتی اور نہ ہی حدود کے معاملات میں حکومت کوئی قانون سازی کا حق رکھتی ہے۔

ضمانت: ضمانت کے اصول۔ عدالت کو ضمانت میں تمام ریکارڈ موجودہ روبرو کا آزمائشی حد تک مطالعہ کر کے فیصلہ صادر فرمانا چاہیے اور شہادات کو اس موقع کیلئے اہمیت دینا مناسب نہیں ہے○ ۲ اور یہی اصول ضمانت کی درخواست نامنظور کرنے کیلئے ہوگا○ ۳ کیونکہ ضمانت کے موقع پر سماعت کے دوران ہونے والی شہادات کو بھی فیصلہ میں اہمیت کیلئے منتقل نہیں کیا جاسکتا○ ۴ کیونکہ ضمانت خالصتاً عدالت کا ذاتی اختیار ہے لہذا عدالت کو ضمانت کی درخواست کی سماعت کے وقت استغاثہ اور دفاع میں پیش کئے گئے واقعات اور جوازات کا محض امتحانی انداز سے تجزیہ کرنا چاہیے○ ۵ ضمانت کا معاملہ درمیانی سا ہے۔ جبکہ شہادات کا تجزیہ سماعت کے آخیر میں فیصلہ پر ہوتا ہے۔ لیکن شہادت○ ۶ کا تجزیہ کرنا اس لیے بھی ضروری ہوتا ہے کہ آمدہ شہادات سے کوئی فریق ناجائز متاثر (Prejudice) نہ ہو جائے۔ لہذا عدالت کو ضمانت کیلئے فیصلہ لکھتے ہوئے واضح کرنا چاہیے کہ شہادات کا تجزیہ محض آزمائشی ہے۔ اور اس سے فیصلہ متاثر نہ ہوگا۔ ضمانت کیلئے درخواست ثانی جدید الشیو کی عدم موجودگی میں دائر نہیں ہوسکتی۔ اور نہ ہی کسی دیگر عدالت میں ہوسکتی ہے۔ نیز جدید معاملہ سے مراد وہ معاملہ ہے جو سابقہ درخواست میں موجود نہ پائے جائے۔ لیکن اس سے مراد یہ ہرگز نہیں کہ مذکورہ الشیو غلطی کی بنیاد پر سابقہ درخواست میں اٹھائے جانے سے رہ گیا تھا۔ اگرچہ مذکورہ جواز اس وقت موجود تھا۔ چنانچہ وقوعہ

---

۱ (شرح المعانی الآثار۔۱۰۴) ۲ 2000Pcrlj1227-1999MLD962 ۳ (2000Pcrjl1342) ۴ (PLD1999Kar162)

۵ 1980SCMR203 - 1990SCMR307 - 1992SCMR1418 - 1996SCMR931 ۶ 1999MLD411

marfat.com

Marfat.com

کے موقع پرملزم کا عدم وجود (Alibi) کا معاملہ سابقہ درخواست میں اٹھایا نہ گیا تو دوسری درخواست میں بھی نہ اٹھایا جا سکتا ہےo[1] کسی ایک شہادت کی بنیاد پر خواہ وہ عینی شہادت ہی کیوں نہ ہو۔ جب تک دیگر شہادات سے مطابقت نہ کھائیں تو بڑی سزا نافذ نہیں ہوسکتیo[2] اگر کسی معاملے کو شہادت کے دوران کراس سوالات میں نہ اٹھایا جائے تو یقین کرلیا جاتا ہے کہ وہ معاملہ اس حد تک درست ہےo[3] معاملہ زنا کے الزام کاروکاری کا تھا اور عورت کو زنا کے اقدام پر قتل کی گیا لیکن شام کے دھند لکے میں فائرنگ کے حوالے سے ملزموں میں نشاندھی/وضاحت نہ تھی کہ کس نے فائرنگ کی۔ نیز میڈیکل شہادت جب تک کسی دیگر شہادت سے مطابقت نہ رکھے تو قبول نہ ہوگیo[4] جب انکوائری ٹریبونل نے مقدمہ کی اچھی طرح چھان بین نہ کی اور ملزمان کو صفائی پیش کرنے کا قانونی طور پر موقع فراہم نہیں کیا تو اپیل منظور کرتیہوئے دوبارہ مقدمہ ریمانڈ کر دیا۔ ملزم کا نام ایف آئی آر میں درج نہ تھا۔ کوئی شناخت پریڈ نہ تھی۔ کوئی میڈیکولیگل سٹریفکیٹ نہ تھا۔ نہ ہی ریکوری (ہتھیار) تھا۔ ایسی صورت میں محض ایسی شہادت کی بنیاد پر جو چھ ماہ بعد متضاد ثابت ہوئیں۔ چنانچہ ایسی متضاد شہادت کی بنیاد پر سزا نہیں دی جاسکتیo[5] حرابہ کے الزام میں جب دونوں ملزمان مسلح ہوں۔ اور دونوں نے فائر کئے ہوں۔ تو دونوں ملزمان اجتماعی اور انفرادی حیثیت میں گناہ گار قرار دیے گئےo[6] ملزم کے ساتھ دشمنی ثابت نہ ہوئی جبکہ بیانات میڈیکل رپورٹ سے مطابقت رکھتے تھے سزا 326 میں دیت قرار دی گئیo[7] مجرم نے کھلے بازار میں دوکان میں بیٹھے دوکان والے کو تیزاب پھینک کر زخمی کیا۔ ملزم کو جرم کرتے گواہان نے دیکھا۔ زخمی گواہ نے بھی بیان دیا جو میڈیکل رپورٹ سے مطابقت رکھتا تھا۔ دفعہ 326 میں سزا کو بحال رکھا گیاo[8] یہ بھی قرار دیا کہ چہرہ مکمل مسخ ہوگیا ہے۔ لہذا سزا 326 میں مناسب دی گئی ہے۔ اگرچہ دفعہ 311 کے تحت بھی فسادفی الارض میں تعزیری سزا دی جاتی ہے۔ لیکن ایسے مجرم کو سزا مقتول کے ورثاء سے معافی یا صلح کے بعد تعزیری سزا تجویز کی جاتی ہے۔ جسے ٹھگ کے زمرے میں نہ رکھا جاسکتا ہےo[9] دفعہ 326 تعزیرات کے تحت[10] ملزم ٹھگ ثابت نہ ہوا۔ کیونکہ ٹھگ سے مراد ایسا شخص ہے جو ڈکیتی وغیرہ کے گروہ سے مستقل منسلک پایا جاتا ہو۔ اور دفعہ 307 تعزیرات ایسے مقدمات پر نافذ ہوتا ہے۔ جن میں قتل عمد میں قصاص کا نفاذ نہیں کیا جاتا۔ لہذا ایسے مقدمات میں 326 اور 307 میں سزا نہ دی گئیo[11] دفعہ 326 تعزیرات کے تحت ملزم ٹھگ ثابت نہ ہوا۔ کیونکہ ٹھگ سے مراد ایسا شخص ہے جو ڈکیتی وغیرہ کے گروہ سے

---

[1] (SBLR2002Sind526-PLD1986SC173-2001Pcrlj1719-1993SCMR1286) [2] (1997SCMR174)

[3] (SBLR2002/628Sind)(PLD1995SC475) [4] (1991Pcrlj488)(SBLR2002Snd628)

[5] (PLJ1995CR405)(1999SCMR20/103)(SBLR2002SIND1375) [6] (SBLR2002Qt32)

[7] (1986PcrljQt486/490) (PLD1991SC81)(1991SCMR1983)(1992SCMR942)(2000SCMR942)

(2000SCMR1859)(1977SCMR340)(PLD1963WP1)(SBLR2002FSC7) - (1994Pcrlj7052)

[8] (1994Pcrlj618) [9] (1993Pcrlj1220) [10] (SBLR2002Sind1375)

marfat.com

Marfat.com

مستقل منسلک پایا جاتا ہو۔ اور دفعہ 307 تعزیرات ایسے مقدمات پر نافذ ہوتا ہے۔ جن میں قتل عمد میں قصاص کا نفاذ نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا ایسے مقدمات میں 326 اور 307 میں سزا نہ دی گئی o[1] اگرچہ ملزم نے ایک فائر کیا۔ جس سے جوان 10 یا 20 سالہ لڑکی زخمی ہوئی۔ اور چوٹ ایسی تھی کہ اپاہج ہو گئی۔ چنانچہ ایسی صورت میں عدالت نے سات سال قید بامشقت اور جرمانہ کی سزا سنائی۔ اور اس طرح دیت لڑکی کو ادا کی گئی o[2] ملزم کو زیر دفعہ 249-A ضابطہ فوجداری بغیر سماعت استغاثہ میں بری کر دیا گیا۔ لیکن استغاثہ کے زخمیوں نے درخواست دی کہ یکطرفہ سماعت کا یہ فیصلہ ضابطہ فوجداری خلاف قانون ہے۔ لہٰذا قرار دیا گیا کہ استغاثہ کی شہادتوں کے بغیر ایسا فیصلہ قانون کی نظر میں کوئی مقام نہیں رکھتا o[3] زخمی نے عدالت کے روبرو بیان دیا کہ اس نے جارح کو معاف کر دیا ہے۔ عدالت نے اس سلسلہ میں انکوائری کے بعد فیصلہ تحریر کیا کہ مذکورہ صلح نامہ بغیر جبر و اکراہ کے ہے۔ تسلیم کیا گیا o[4] سپریم کورٹ نے کراس مقدمات میں قرار دیا کہ ایسے معاملات میں جتنی جلدی فیصلہ کیا جائے بہتر ہے o[5] چنانچہ ایسی صورت میں ملزم دفعہ 307 کی بجائے دفعہ 326 میں سزایاب ہوگا o[6] دفعہ 326 میں سزا میں تخفیف کے علاوہ صلح بھی ہوئی لیکن دفعہ 326 میں صلح کے باوجود دفعہ 452 میں صلح نہ کی گئی۔ جو شہادات کے ذریعہ درست ثابت ہوئی۔ اگرچہ دفعہ 326 میں سزا میں صلح کی صورت میں ختم کر دی گئی۔ لیکن دفعہ 452 میں دی گئی سزا کو بسر کردہ سزا کے عوض ختم کر دیا گیا o[7]

---

۱ (SBLR2002Sind1375) ۲ (1995Pcrlj1466) ۳ (1998Pcrlj1467) ۴ (1997MLD2100)
۵ (2002Pcrlj435) ۶ (1994SCMR200) ۷ (2002SCMR1885)

marfat.com

Marfat.com

دفعہ ۳۲۸ بارہ سال سے کم عمر کے بچے کے والدین یا اس شخص کی جانب سے جو اس کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔ نکال دینا اور دستبردار ہونا

Exposure and abandonment of child under 12 years by parent (or person having care of it)

جو کوئی بارہ سال سے کم عمر کسی بچے کا باپ یا ماں ہو۔ یا مذکورہ بچے کی دیکھ بھال کر رہا ہو۔ مذکورہ بچے کو اس ارادے سے کسی ایسی جگہ ڈال دے یا چھوڑ دے کہ وہ مذکورہ بچے سے مکمل طور پر کنارہ کش ہو جائے تو اسے کسی بھی قسم کی مدت کے لیے سزائے قید جو سات سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

نوٹ: اس دفعہ سے مراد مجرم کی قتل عمد یا قتل شبہ العمد یا قتل بالسبب جیسی بھی صورت ہو کے لیے سماعت مقدمہ میں ہونا مانع نہیں۔ اگر بچہ نکال دینے کے نتیجہ میں مر جائے۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔۔وارنٹ۔۔۔ناقابل ضمانت۔۔۔ناقابل مصالحت۔۔۔۷ سال قید یا جرمانہ۔۔۔سیشن کورٹ / درجہ اول

تشریحات

دفعہ ہذا سابقہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 317 میں مذکور ہے کو کم و بیش اس دفعہ سے مماثلت پر ہے۔ یہ دفعہ تین مختلف جرائم کا احاطہ کرتی ہے۔

بارہ سال سے کم عمر بچے سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے کسی ایسی جگہ چھوڑ دینا۔ یا ایسے شخص کے حوالے کر دینا جو اس کی پرورش لاوارث کی حیثیت سے کرے۔ (یہاں ملزم سے مراد بچے کا والد، والدہ یا کوئی ایسا شخص جس پر بچے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے)o بچے کو پیدائش کے فوراً بعد افشائے راز سے بچنے کے لیے کسی ویران جگہ چھوڑ دینا کہ وہ مر جائےo بچے کو تنہا اور ویران جگہ پر چھوڑ دینے کے نتیجہ میں بچے کو نقصان پہنچنا یا اسے موت آ جائے شامل ہیں o یہاں "محافظ" سے مراد محض آیا، نرس، دایا یا نوکر وغیرہ نہیں بلکہ ایسا شخص مراد ہے جس کے ذمہ بچہ کی پرورش کی ذمہ داری قدرتی طور پر یا قانونی طور پر ہوo اور "جگہ" سے مراد ایسی جگہ پر ڈالنا یہاں تک کہ کم سن بچہ کسی جسمانی خطرے سے دوچار ہو سکےo اس دفعہ کے اجزائے ترمیمی کے مطابق جرم کو ثابت کرنے کیلیے ضروری ہوگا۔ کہ ملزم بچے کا باپ، ماں یا قانونی محافظ تھا۔ نیز ایسی جگہ ڈالا جہاں مذکورہ بچے کو کوئی جسمانی ضرر پہنچ سکے اور اس نیت سے ڈالا کہ بچے سے چھٹکارا حاصل ہو سکےo یہ ایک معاشرتی معاملہ ہے کہ عموماً شادی سے پہلے حاملہ ہو جانے کے نتیجہ میں لڑکیاں اور ان کے والدین مذکورہ

marfat.com
Marfat.com

بچے سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے پیدائش کے بعد بچہ کو کسی کھیت میں۔ جوہڑوں۔ کے کنارے یا شارع عام پر اس نظریہ سے چھوڑ جاتے ہیں کہ اس بچے سے چھٹکارا بھی حاصل کرلیا جائے اور اگر بچے کی زندگی بھی کوئی دوسرا انسان بچالے۔ تو بھی درست ہوگا۔ یا صاحب حیثیت لوگ ایسے بچوں کو غریب لوگوں کے پاس چھوڑ آتے ہیں تاکہ ان کی عزت کا راز افشانہ ہو۔ اور اس راز کے ہزاروں روپے تک خرچ کرتے ہیں یا بچوں کو ایسی خطرناک جگہوں پر چھوڑ دیتے ہیں جہاں ان کی موت یقینی ہو کہ کسی جانور کی خوراک بن جائے یا ڈوب جائے یا ٹریفک کے حادثے کا باعث بن جائے تو یہ اس دفعہ میں مذکورہ جرائم میں جرم ہوگا۔

اس دفعہ میں مذکورہ دوسرا جرم ایسے بچوں کو جن کی پرورش اور دیکھ بھال انسان کی فطری اور قانونی ذمہ داری ہے۔ کسی رنجش یا دیگر وجوہ کی بناء پر گھر سے نکال دے یا کسی لے پالک بچے سے کنارہ کش ہو جائے۔ کہ اس بچے کو بوجہ کم سنی نقصان پہنچنے کا احتمال ہوسکتا ہو۔ تو یہ اس دفعہ میں جرم ہے۔ مذکورہ بالا معاملات کے نتیجہ میں اگر موت واقع ہو جائے تو یہ ایک الگ جرم بن جائے گا۔ جس کے لیے مجرم خونِ ناحق کے مقدمات میں سزاوار ہوں گے۔

ان جرائم کے لیے بنیادی شرائط یہ ہیں۔

ایسے افشاء یا چھٹکارا کا باعث ہونا۔ جس کے نتیجہ میں بچہ کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو۔ بچہ سے چھٹکارے کے وقت بچہ زندہ ہو۔ مثلاً اگر بچہ سے چھٹکارا کے وقت بچہ مرچکا ہو تو اس دفعہ میں مذکور نہیں ہوگا۔ بلکہ بچہ کے قتل کے لیے دفعہ 302 جرم پر سزاوار ہوگا ٥ نیز یہ ثابت ہو کہ بچہ سے چھٹکارا اور کنارہ کشی کے لیے بچہ کو پھینکا یا الگ کیا گیا ہے اس کے لیے عارضی علیحدگی یا کسی غلطی یا تساحل کے نتیجے میں بچہ سے علیحدگی کوئی جرم نہ ہوگا۔ مثلاً کوئی بچہ وقتی طور پر گم ہوگیا یا علیحدہ ہوگیا اور والدین اس کی گمشدگی کے لیے پریشان ہوئے تو یہ جرم نہ ہوگا۔ لیکن کوئی ماں کسی بچے کو جنم دینے کے بعد کسی جھاڑی میں چھپا کر اپنے گھر آجائے، اور بچے کی پیدائش سے انکار کرے، تو وہ اس دفعہ میں مجرم ہوگی۔ لیکن اگر کوئی عورت اپنا چھ ماہ کا بچہ کسی اندھی عورت کے پاس چھوڑ کر علیحدہ ہو جائے تو یہ اس بنیاد پر جرم نہ ہوگا کہ مذکورہ عورت کسی حادثاتی طور پر بچہ بھول گئی یا چھوڑ گئی جو مذکورہ اندھی عورت بوجہ نابینا ہونے کے بچے کی ماں کو تلاش کرنے سے قاصر رہی۔ اسی طرح اگر بچہ کسی ادارے یا ایسے شخص کے حوالے کیا گیا جو اس چھٹکارے کی ذمہ داری قبول کرے تو یہ جرم نہ ہوگا ٥ چنانچہ اس دفعہ میں مذکور تشریح کے مطابق اگر بچہ چھٹکارے کے بعد مرگیا تو ملزم یا ملزمہ کو قتل کے جرم میں سزاوار تصور کیا جائے گا اور یہ قتل شبہ العمد شمار ہوگا۔

حضرت عمرؓ کے دور میں ایسا واقعہ تاریخ کے صفحات پر موجود ہے کہ ایک عورت رات کی تنہائی میں چوک میں بچہ چھوڑ گئی۔ حضرت عمرؓ نے مخصوص معتبر عورتوں کے ذریعے معلوم کیا کہ یہ بچہ کس کا ہے۔ جب ملزمہ کا پتہ چلا تو ملزمہ نے بچے کے

marfat.com
Marfat.com

باپ جس کی زیادتی کے باعث وہ بچہ پیدا ہوا تھا کو بھی قتل کر دیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے مذکورہ شخص کے قتل میں سزا سنائی لیکن مذکورہ بچے کی پرورش کی ذمہ داری اسی عورت کے حوالے کی اور اس وقت تک عورت کو سزا نہ دی جب تک کہ بچہ روٹی نہ کھانے لگا۔ اس جرم میں ملزم کو وہی سزا ہوگی۔ جو بچہ کے مرجانے کی صورت میں قتل عمد، شبہ العمد وغیرہ میں ہوگی۔ لیکن اگر بچہ زندہ مل گیا تو جرم ہذا میں سزا ہوگی۔ قتل کی صورت میں یہ جرم بڑے جرم میں داخل ہو جائے گا ٥ اس جرم میں شریعت کے مطابق عورت کو تعزیری سزا دی جائے گی۔ لیکن اس جرم میں عورت کے اظہار جرم زنا میں زانی کو بھی زنا کی سزا دی جائے گی۔ نیز بڑی عمر کے بچے کے لیے جو بھی اس جرم میں شریک پایا جائے گا قابل سزا اور تعزیر ہوگا۔ یہ جرم قابل دست اندازی پولیس ہے۔ اور اسکے لیے یہ بھی ضروری نہیں کہ اسمیں متاثرہ شخص خود رٹ FIR درج کروائے۔ یا عدالت میں استغاثہ کرے۔ اس میں پولیس یا کوئی بھی شخص خود مدعی ہو سکتا ہے ٥[1] جب میڈیکل رپورٹ سے یہ ثابت ہو کہ مقتول کی موت زیر خورانی کی بجائے قدرتی طور پر ہوئی اور استغاثہ اسکو ثابت کرنے میں ناکام رہا تو فوجداری اصول کے مطابق استغاثہ کو اپنا مقدمہ ہر طرح کے شک وشبہ سے بالاتر ثابت کرنا ضروری ہے۔ لہذا جرم ثابت نہ ہوا۔ اور مجرم کو رہا کیا گیا ٥[2] استغاثہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ جرم ثابت کرے الزام تھا کہ مقتول کو زہر خورانی سے ہلاک کیا گیا ہے۔ اور اس امر میں شہادات موجود نہ تھیں۔ مگر زہر مقتول کو مجرم نے ہی دی ہے ٥[3]

دفعہ ۳۲۹ لاش کو خفیہ طریقے سے ٹھکانے لگا کر پیدائش کو چھپانا

(Concealment of birth by secret disposal of dead body)

جو کوئی کسی بچے کی لاش کو خفیہ طور پر دفن کر کے یا بصورت دیگر پیچھا چھڑا کر خواہ ایسا بچہ پیدائش سے فوراً بعد میں یا اس کے دوران مر جائے۔ مذکورہ بچے کی پیدائش کو چھپانے یا چھپانے کی کوشش کرے تو اسے کسی بھی قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے جو دو سال تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ کی سزا یا دونوں سزائیں دی جا سکیں گی۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔قابل ضمانت۔۔نا قابل مصالحت۔۔۲ سال قید یا جرمانہ۔۔مجسٹریٹ درجہ اول

تشریحات

دفعہ ہذا سابقہ تعزیرات میں دفعہ 318 میں مذکور ہے۔ جو دفعہ ہذا کے ساتھ مماثلت پر ہے۔ اور یہ جرم اخفائے کہلاتا ہے۔ اور اسکے بنیادی تقاضے یہ ہیں۔

---

[1] (PLD1965AJK38) [2] (Law Note1994Lh738) [3] (1994Pcrlj1901)

marfat.com
Marfat.com

ا۔ اخفائے پیدائش ۲۔ مردہ بچہ کو خفیہ طور پر دفن کرنا ۳۔ اور یہ عمل دانستہ سرزد کیا جائے

یہ جرم پچھلی دفعہ میں مذکور جرم سے صرف اس حد تک مختلف ہے کہ مردہ بچے کی لاش اس لیے چھپائی جائے تا کہ پیدائش چھپائی جا سکے۔ اس کی بنیاد دیدہ دانستہ پیدائش کو چھپانا ہے۔ تا کہ عورت ان عوامل کو راز رکھ سکے جس کی بنیاد پر مذکورہ پیدائش ہوئی۔ لیکن اگر دیہات یا محلہ میں اکثر لوگوں کو اس کا علم ہو تو یہ جرم اس دفعہ میں مذکور نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی بچہ ہسپتال میں پیدا ہوا اور نرس کے علاوہ دیگر موجود عورتوں کو بھی علم ہوا اور بچہ کسی عورت کو پرورش کے لیے دیا گیا تو یہ اس دفعہ میں جرم نہ ہوگا۔ اس دفعہ میں بچہ سے مراد صرف مردہ بچہ ہے اسی طرح جنین اس دفعہ میں مذکور نہیں ہے۔ چنانچہ اس جرم میں اس وقت بھی سزاوار نہ ہوگا جب کہ بچہ اپنے وقت پر پیدا ہوا اور مر گیا۔ اور کسی غلط فعل کو چھپانے کے لیے اسے خفیہ طور پر دفنانا مقصود ہو۔ اگر ایک عورت رفع حاجت کے لیے گئی اور کسی دیگر عورت کی موجودگی میں بچہ پیدا ہوا جسے مرنے کے بعد وہیں چھوڑ دیا گیا یا دفنایا گیا۔ تو اسے اس دفعہ میں مجرم نہیں گردانا جائے گا۔ اس طرح کسی بچہ کو سڑک پر یا جہاں نزدیک ہی مکانات ہوں تو دفنایا جانا خفیہ نہ کہلائے گا۔ اس دفعہ کے تحت ضروری احکام یہ ہے کہ اگر بچہ پیدائش کے بعد دانستہ مارا گیا تو یہ قتل عمد ہے یا شبہ العمد ہے اور اس کی سزا اسی جرم میں دی جائے گی۔ لیکن اگر بچہ مرا ہوا پیدا ہوا یا دوران پیدائش مر جائے تو وہ اس دفعہ کے تحت تعزیری سزا کا مستحق قرار پائے گا۔

یہاں پر بچہ سے مراد ہر وہ بچہ ہے جو اس قدر نشوونما ماں کے پیٹ میں پا چکا ہو کہ وہ زندہ بچہ پیدا ہو سکتا ہو۔ لیکن اسکو مردہ پیدا کیا گیا۔ اس طرح چار یا پانچ ماہ کا جنین اور اس کی پیدائش دفعہ ہذا میں قابل تعزیر نہ ہوگا۔ جو اسقاط حمل میں مذکور ہے چھ سات ماہ کا جنین کیونکہ زندگی حاصل کر چکا ہوتا ہے خواہ وہ تولد میں زندہ یا مردہ پیدا ہوا۔ (بچہ کی وفات یا حاملہ رہنے کے واقعہ کو چھپانا اس جرم میں قابل مواخذ نہیں)۔ لیکن کسی مردہ نوزائیدہ بچے یا پیدائش کے وقت یا پیدائش کے دوران یا پیدائش کے فوراً بعد کسی مرحلے پر مر جانے والے بچہ کی پیدائش کسی بھی طریقہ سے اخفائے راز میں رکھنا اس دفعہ کے تحت جرم ہے۔ جس کا مقصد عام طور پر ناجائز بچے کی پیدائش کو چھپانے کے لیے ہوتا ہے۔

چنانچہ اس جرم میں کسی عورت کو سزاوار کرنے کیلیے مذکورہ عورت کا چھپایا ہوا بچہ برآمد کیا جائے گا۔ اور اسکی شناخت اس لحاظ سے کی جائے گی۔ کہ مذکورہ بچہ ملزمہ نے جنم دیا۔ اور جب اس امر میں کوئی عینی شاہد نہ ہو۔ تو محض یہ کہنا کہ ملزم نے موقع سے ثبوت ختم کر دیے ہیں۔ قابل قدر ثبوت تصور نہ ہوگا۔ اگر استغاثہ اس جرم میں مقدمہ درج کرنا چاہے تو اسے دفعہ 302 کے ساتھ دائر کرنے کی بجائے اس دفعہ میں دائر کرے گی۔ اور جہاں ملزم نے جنم کو چھپایا اور وفائے ولادت میں زندہ بچہ جنم دیا۔ اور بعد ازاں اسے قتل کر کے دفن کیا۔ تو ایسی صورت میں ملزمہ دفعہ ہذا کے علاوہ دفعہ 302 میں بھی جرم مستوجب سزا ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

دفعہ ۳۳۰ دیت کا صرف (Disbursement of diyat)

دیت شخص متضرر کے وارثوں کے درمیان وراشت میں ان کے الگ الگ حصوں کے مطابق صرف کی جائے گی۔ مگر شرط یہ ہے کہ جب کوئی وارث اپنا حصہ ترک کردے۔ تو اس حصہ کی حد تک دیت وصول نہیں کی جائے گی۔

تشریحات

اگرچہ دیت کی وصولی کے حق کے بارے میں دفعہ ہذا میں واضح ہے کہ دیت کی وصولی کا حق ضرر پہنچنے والے شخص یا اس کے ورثا کو حاصل ہے۔ لیکن جو وارث دیت معاف کردے تو وہ قاتل سے وصول نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اس سلسلہ میں مزید شرعی نقاط کی وضاحت ذیل میں کی گئی ہے۔

شخص متضرر اگر زندہ ہو اور وہ قصاص نہ لے تو دیت کا خود حق دار ہوگا o شخص متضرر اگر قتل ہو جائے تو دیت کی ادائیگی بمطابق قانون وراثت تقسیم ہوگی o دیت کے لیے قتل عمد یا شبہ العمد میں صلح کے لیے ورثا ذمہ دار ہیں اور وہ دیت یا اس سے زیادہ یا کم پر صلح کا حق رکھتے ہیں o دیت کی معافی یا قصاص کی معافی کا حق بھی وراثت کے مطابق قریب ترین ورثا کو حاصل ہے۔ بعد میں آنے والے ورثا اسی قدر حق میں کمزور ہوں گے۔ جیسے وراثت کی تقسیم میں کمزور ہوتے ہیں o ورثا میں سے کوئی شخص اپنا حصہ معاف کرسکتا ہے جو دیت کی تقسیم دیگر ورثا کے درمیان تقسیم کرنے کے بعد قاتل کو اس وراثت کی طرف سے معاف شدہ حصہ لوٹا دیا جائے گا o اگر قاتل مقتول کے ورثا میں شامل ہو تو وراثت میں دیت کا حق دار نہ ہوگا۔ بلکہ دیت کے علاوہ بھی وراثت کے حق سے محروم ہو جائے گا o مثلاً ایک لڑکے نے اپنے باپ کو قتل کردیا۔ اب اپنے باپ کی دیت کی ادائیگی میں قاتل کے دیگر بھائی تو حق دار ہوں گے۔ لیکن قاتل خود اس میں حق دار نہ ہوگا اور نہ ہی باپ کی وراثت کا حق دار ہوگا۔ اور نہ ہی وصیت میں حقدار ہے o وراثت سے محرومی قتل عمد۔ قتل شبہ العمد کی صورتوں میں ہے بعض فقہا کے نزدیک قتل خطاء میں بھی محرومی ہے o عورت کا قصاص ہے لیکن دیت نصف ہے اور عورت کی دیت اس کی اولاد اور اس کے والدین میں تقسیم ہوگی۔ سیدنا عمرؓ، سیدنا علیؓ، ابن مسعودؓ اور زید بن ثابتؓ سے یہی روایت ہے۔

نوٹ:۔ یہاں ایک بات واضح کرنا ضروری ہے قرآن پاک میں کسی جگہ بھی قصاص اور دیت کے حوالے سے عورت اور مرد میں تخصیص نہیں کی گئی۔ چنانچہ دیت کے وصول میں وراثت کے حصول کی طرح دیت کی وصولی میں عورت، مرد سے آدھا حصہ لے گی۔ لیکن عورت کے قتل پر دیت کے حصہ کو نصف نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اس پر فقہا کو مزید اختیار کی راہیں کھلی

marfat.com
Marfat.com

رکھنی چاہیں)o[1] اگر باپ بیٹے کا قاتل کر دے تو قصاص نہیں دیت ہے لیکن باپ دیت میں بھی حق دار نہیں ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ قاتل کو مقتول کے ترکہ سے کچھ نہ دیا جائے o[2] قاتل کے لیے وصیت بھی تقسیم نہ ہوگی۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ لا وصیة قاتل (قاتل کے لیے کوئی وصیت نہیں) مزید فرمایا۔ لیس لقاتل شئی (قاتل کے لیے کوئی چیز نہیں ہے) سیدنا حضرت عمرؓ نے وصیت کو میراث کی بہن کہا ہے اور یہی قول حضرت علیؓ کا ہے امام مالکؒ کے علاوہ امام ابوحنیفہؒ۔ امام شافعیؒ نے بھی وصیت کو قاتل کے لیے ناجائز قرار دیا ہے o[3] معافی کے بعد دیت وصول نہ کی جائے گی کیونکہ معافی سے قصاص ساقط ہو جائے گا اور دیت یعنی مال میں تبدیل نہ ہوگی o لاوارث مقتول کی دیت کا حقدار سلطان یعنی حاکم ہوگا جو اسے بیت المال میں جمع کروائے گا۔

دفعہ ۳۳۱ دیت کی ادائیگی (Payment of diyat)

ا۔ دیت یکمشت رقم یا قطعی فیصلے کی تاریخ سے تین سال تک کے عرصے پر محیط قسطوں میں واجب الادا ہوگی۔

۲۔ جبکہ کوئی سزایاب دیت یا اس کے کسی حصہ کو اس عرصہ کے دوران جس کی صراحت ذیلی دفعہ (۱) میں کر دی ہے ادا کرنے میں ناکام رہے تو سزایاب کو جیل میں رکھا جائے گا اور اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا جائے گا گویا کہ سزائے محض کی سزا دی گئی ہو۔ تاوقتیکہ دیت کی مکمل ادائیگی نہ کر دی جائے یا اسے ضمانت پر رہا کیا جا سکے گا۔ اگر وہ عدالت کے ضمان کی حد تک دیت کی رقم کے برابر ضمانت مہیا کر دے۔

۳۔ جبکہ کوئی سزا دیت یا اس کے کسی حصہ کی ادائیگی سے قبل فوت ہو جائے تو یہ اس کی جائیداد سے وصول کی جائے گی۔

تشریحات

دفعہ ہذا میں دیت کی ادائیگی کے جن قانونی پہلوؤں پر وضاحت دی گئی ہے۔ ان میں دیت کی رقم یکمشت یا ادائیگی کو فیصلہ تاریخ سے تین سال کے عرصے پر محیط اقساط کی صورت میں ادا ہوگی۔ یہاں وضاحت نہیں کی گئی کہ مذکورہ دیت سے مراد دیت قتل، شبہ العمد یا قتل خطاء وغیرہ کیلیے ہے۔ جسکی ادائیگی یکمشت یا بالاقساط کا حکم دیا جائے گا۔ حالانکہ شریعت اس قتل عمد۔ قتل شبہ العمد یا قتل خطاء کی دیت اگر بوجہ شبہ قصاص ساقط ہونے کی وجہ سے واجب الاداء ہو تو دیت کی ادائیگی

---

[1] (فقہ عمر بروایت امام شافعی ص ۲۳۷)(بدائع الصنائع ۵۹۱)　[2] (فقہ عمر ۲۲۸۔ شاہ ولی اللہ)　[3] (بدائع الصنائع ۷۷۷۔ ج ۷)

marfat.com
Marfat.com

تین سال کے عرصہ تک محیط ہو سکتی ہے۔لیکن اگر قتل عمد میں بوجہ صلح دیت واجب ہوئی تو ایسی صورت میں دیت فوری واجب الاداء ہوگی۔قتل عمد اور قتل شبہ العمد کی دیت قاتل خود ادا کرے گا۔جبکہ قتل خطاء کی دیت عاقلہ پر ہے اسی طرح 1/3 دیت یا اس سے کم دیت ایک سال میں واجب الاداء ہوگی۔اسی نسبت سے دوسرے سال اور تیسرے سال تک دیت کی ادائیگی پھیلائی جائے گی۔قتل خطاء قتل قائمقام خطاء۔قتل شبہ العمد۔قتل بالسبب لڑکے یا مجنون کی دیت عاقلہ پر واجب ہوتی ہے۔اس سلسلے میں بالغ اور نابالغ کا کوئی فرق نہیں ہے اور نہ ہی (ہمارے خیال میں) عورت اور مرد کی دیت میں کوئی فرق ہونا چاہیے۔اسی طرح ذمی اور معاہدہ والے لوگوں کی دیت بھی مسلمان کے برابر ہوگی۔

آنحضرت ﷺ نے قتل شبہ العمد کی دیت کو بھی مغلظہ قرار دیا ہے جس طرح قتل عمد کی دیت مغلظہ ہے اگرچہ شبہ کی وجہ سے قصاص ساقط ہوا۔چنانچہ شبہ العمد کی دیت بھی فوری ادا کرنا ضروری ہے۔[1]

چنانچہ قاضی کو شبہ العمد میں قتل خطاء کی حد تک دیت کی ادائیگی میں آزادی نہ دینی چاہیے بلکہ شبہ العمد میں ادائیگی کے لیے کچھ سختی سے کام لینا ہوگا۔اسی طرح دفعہ مذکور بالا کے ضمن (۲) کے مطابق قتل عمد میں جبکہ صلح ہو جائے تو دیت کی ادائیگی کے لیے مجرم کو ہرگز مہلت نہ دے۔کیونکہ یہ دیت مغلظ ہوگی اور یکمشت کی پابندی مجرم پر صرف قتل عمد میں ہے۔اس طرح شبہ العمد میں قتل خطاء کی طرح دیت کی ادائیگی کے لیے آسانی دے۔مگر یہ بھی تین سال پر محیط نہ ہوگی۔جبکہ قتل خطاء میں قاتل کو ادائیگی کے لیے تین سال کی مہلت شریعت نے دی ہے۔لہذا ایسی صورت میں قاتل کو ضمانت پر رہا کیا جائے اور اس میں قاضی کو بھلائی کا پہلو مدنظر رکھنا چاہیے اسی طرح دفعہ ہذا کے ضمن نمبر ۳ کے مطابق اگر قاتل دیت کی ادائیگی سے قبل فوت ہو جائے۔تو دیت کی رقم اس کی جائیداد سے یا رشتہ داروں سے اور اگر ایسا ممکن نہ ہو اور جائیداد موجود نہ ہو تو دیت کی ادائیگی کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

اس کی مندرجہ ذیل صورتیں متوقع ہو سکتی ہیں۔

قاتل فوت ہو جائے اور دیت ادا نہ ہو ○ قاتل کے پاس جائیداد نہ ہو۔اور نہ ہی اسکا کوئی رشتہ دار ہو ○ دیت ادا نہ کر سکنے کی صورت میں قید کی سزا یا پھر ایسے ملزم کیلیے جو قتل خطاء یا شبہ العمد یا بالسبب میں قتل کا مجرم ہو تو ایسے شخص کی ضمانت پر رہا کر کے کما کر ادا کرنے کا حکم دیا دیا جائے ○ اگر ایسا بھی ممکن نہ ہو تو انسانی حقوق کی تنظیمیں اور حکومت بیت المال کے ذریعہ ادائیگی کا اہتمام کرے ○ قتل عمد میں یہ دیت کیونکہ صلح اور معافی سے منسلک ہے لہذا عدم ادائیگی کے اسباب کا تعلق صرف سوت رہ جاتی ہے۔جسکی صورت میں ادائیگی کی پابندی حکومت سے منسلک ہوگی ○ قاتل کا پتہ نہ چل سکے ○ [2]

اس امر میں واضح حدیث موجود ہے جس کے مطابق۔حضرت سہل بن ابی حثمہ سے روایت صحیح بخاری میں ہے کہ ان کی

---

[1] (مشکوۃ شریف) [2] (حضرت سہل کی خیبر والی حدیث کا حوالہ)

marfat.com
Marfat.com

قوم کے کچھ لوگ خیبر گئے اور تقسیم ہو کر کام کرنے لگ۔ ان میں سے ایک شخص قتل ہو گیا۔ جن کے درمیان وہ شخص قتل ہوا انہوں نے کہا کہ ہم نے قتل نہیں کیا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے حضور یہ مقدمہ پیش ہوا۔ تو آپ نے فرمایا ایسے گواہ لاؤ جو یہ بتائیں کہ اسے کس نے قتل کیا ہے وہ کہنے لگے ہمارے پاس گواہ نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر وہ لوگ قسمیں اٹھائیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں یہودیوں کی قسموں پر اعتبار نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ اس کا خون رائیگاں جائے۔ اور اس کے وارثوں کو زکواۃ کے اونٹوں میں سے سو اونٹ بطور دیت ادا کر دیئے ۱۰ چنانچہ جائیداد نہ ہونے یا قاتل کے کسی وجہ سے عدم ادائیگی کی صورت میں ملزم کو سزائے محض بمطابق ضمن نمبر۲ دی جائے گی۔ اسی طرح جس شخص کی عاقلہ نہ ہوگی اس کی ادائیگی بھی بیت المال یا حکومت ہوگی۔ یا انسانی حقوق کی تنظیمیں کردار ادا کریں۔

قاتل مندرجہ ذیل صورتوں میں خود ذمہ دار ہوگا اور عاقلہ پر دیت کی ادائیگی کی ذمہ داری نہ ہوگی۔

قتل عمد جب قصاص لینا ممکن نہ ہو ٥ قتل عمد میں جب قصاص بصورت صلح ساقط ہو جائے ٥ قتل عمد میں اقرار جرم کرنے پر اور قصاص میں صلح ہو گئی ہو۔ اس سلسلے میں دار قطنی میں حدیث ہے کہ جسے حضرت عمرؓ نے روایت کیا کہ قتل عمد۔ قتل غلام اور اقبال جرم کے بعد صلح میں عاقلہ پر دیت نہیں ہے ٥ زخموں میں اگر دیت 1/3 سے کم ہو تو مجرم خود ادا کرے گا ٥ قتل خطاء میں اگر قاتل کی عاقلہ نہ ہو تو مجرم خود ذمہ دار ہو گا ٥ فقہا کے نزدیک اگر دیت کا تخمینہ ایک تہائی لگایا جائے جو ایک زخم کے لیے دی جانے والی زیادہ سے زیادہ رقم ہے تو مدعا علیہ مجرم کی عاقلہ تمام ادائیگیوں کی ذمہ دار ہوگی۔ اور اگر مجرم کی عاقلہ ادا نہ کرے تو مدعا علیہ خود ادائیگی کی ذمہ دار ہوگی۔ اس میں ضروری ہے کہ عاقلہ کو ملزم پر اعتماد ہو۔ اسی طرح دانت یا سخت زخم کی دیت کی ذمہ داری بھی عاقلہ پر نہیں ہے جو کہ کل دیت کا 1/20 حصہ ہے ٥ ۲ جنین. کشی میں دیت کل کا 1/3 ہے جو مجرم پر واجب الاداء ہوگی۔ کسی پیٹ کے بچے کے ساقط ہونے پر مسلمان عورت اور مسلمان مرد کے حوالے سے جنین کی دیت نر اور مادہ کے حوالے سے نصف نہیں کی جائے گی کیونکہ ٥ دیت کی ادائیگی کا حکم عدالت اپنے حاصل شدہ اختیارات کی صورت میں 36 اقساط تک جو کہ تین سال سے زائد پر محیط نہ ہونگیں۔ یا اکٹھی ادائیگی کا حکم دے سکتی ہے۔ ضمانت پر رہائی کیلئے دو ضمانت نامے کا حکم ہوا کہ ادائیگی پر مقررہ تاریخ پر روبروسیشن کورٹ ادا کی جائے۔ کسی ایک بھی قسط کی عدم ادائیگی پر دوبارہ زیر حراست لیے جانے کا حکم ہوا ٥ ۳ دفعہ 331 میں دیت کی ادائیگی کی پابندی کیلئے کوئی وضاحت موجود نہیں ہے اور نہ ہی عدم ادائیگی دیت پر کسی سزا کا حکم دیا گیا ہے۔ اور نہ ہی عدالت کوئی ایسا پیریڈ مقرر کر سکتی ہے۔ چنانچہ عدالت نے قانون بنانے والے ادارے وزارت انصاف کو یہ معاملہ طے کرنے کیلئے لکھا ٥ ۴ ملزم کو ادائیگی دیت کا حکم ہوا۔ لیکن وہ غریب آدمی تھا۔ تعزیری سزا پہلے ہی ختم ہو چکی ہے۔ لہذا ضمانت منظور کی گئی۔ تا کہ آزاد ہو کر

---

۱ (صحیح بخاری۔ مشکوۃ شریف مترجم ۳۳۷۵) ۲ (ابن قدامہ ج ۷ ص ۷۷۷) ۳ (PLJ2001Lah526) ۴ (1998Pcrlj1781)

marfat.com

Marfat.com

کمائے اور دیت کی ادائیگی کرے ۵۱(نوٹ: غریب لوگوں کی ادائیگی دیت کیلیے عاقلہ کا معاملہ اگر موجود نہ ہوتو انسانی حقوق کے اداروں کو ایسے لوگوں کیلیے مناسب تحفظات کا اعلان کرنا چاہیے)o دیت کی عدم موجودگی کے نتیجہ میں سزائے قید محض کا حکم ہوا۔ جس حکم کے خلاف اپیل پر از سر نو سماعت کے بعد ثابت ہوا۔ کہ مجرم کے خلاف بلاواسطہ الزام تھا۔ لہذا دیت کا حکم درست تھا۔ اپیل خارج ہوئی o ۲

دفعہ ۳۳۲ ضرر (Hurt)

جو کوئی۔ کسی شخص کے، اس کی ہلاکت کے باعث بنے بغیر، درد، تکلیف، مرض کمزوری یا زخم کا باعث بنے یا اس کے جسم کے کسی عضو یا اس کے حصہ کو نقصان پہنچائے، ناکارہ بنادے یا الگ کردے تو کہا جائے گا کہ اس نے ضرر پہنچایا ہے۔

ضرر کی حسب ذیل قسمیں ہیں۔

(الف) اتلافِ عضو (ب) اتلاف صلاحیت عضو (ج) شجہ

(د) جرح اور (ہ) ضرر کی دوسری اقسام

تشریحات

دفعہ ہذا میں پانچ اقسام ضرر کی وضاحت کرتے ہوئے قرار دیا کہ ضرر (Hurt) سے مراد ایسا درد تکلیف یا مرض کمزوری یا زخم جو جسم کے کسی عضو کو یا اسکے کسی حصے کو نقصان پہنچائے تو کہا جائے گا کہ یہ ضرر ہے۔ مذکورہ بالا پانچ اقسام ضرر کو آئندہ دفعات میں الگ وضاحت کر کے اس پر تعزیرات یا سزاؤں کا اطلاق کیا گیا ہے۔ ضرر جسم انسانی سے مراد کسی عضو کا اپنے معمول کے کام کے لئے عارضی یا مستقل طور پر ناقابل استعمال بنانا۔ مثلاً کسی شخص کو تھپڑ مارنا، کسی کے بال کھینچنا، یا زمین پر پٹخ دینا درد جسمانی کی مثال ہے۔ کسی جسم پر کھولتا ہوا پانی ڈالنا۔ ضرر جسمانی ہے جبکہ کسی عارضہ، بیماری، چوٹ یا کسی اور ذریعہ سے جسم یا دل کی غیر صحت مند حالت خواہ عارضی ہو یا مستقل ضعف جسمانی کی مثال ہیں۔

ضرر عمومی کی اقسام: تعزیرات پاکستان میں ضرب شدید کی ذیل میں درجہ ذیل اقسام بیان ہوئی ہیں۔

(۱) مخنث کیا جانا۔ (اس میں اعضائے تناسل کو کوئی نقصان پہنچانا یا کاٹنا شامل ہیں)

(۲) آنکھ کو بصارت سے محروم کرنا۔ (۳) کان کو سماعت سے محروم کرنا۔

(۴) عضو کو معدوم کر دینا (۵) عضو کو ہمیشہ کے لئے کمزور کر ڈالنا

---

۱ (LN1994LH232) ۲ (PLJ1998CRC1543)

marfat.com

Marfat.com

(۶) سر یا چہرہ کو ہمیشہ کیلئے بدصورت کر دینا (۷) کسی ہڈی یا دانت کو توڑنا یا اکھیڑ ڈالنا۔

(۸) ایسا ضرر پہنچانا جو جان کو جوکھوں میں ڈال دے یا ۲۰ یوم یا اس سے زیادہ تک شخص متضرر کو سخت جسمانی درد میں مبتلا رکھے یا اس کو اپنے معمول کی زندگی گزارنے کے ناقابل بنا دے۔

ان جرائم میں بذریعہ زہر خوانی جسم کے اعضاء کو زائل کرنا ٥ تیزاب یا آگ کے ذریعہ جلا کر جھلسانا ٥ ہڈی توڑ دینا۔ جیسے جرائم بھی شامل ہیں ٥ مثلاً کسی جوڑ کا اتار دینا یا توڑ ڈالنا خواہ وہ جوڑ دوبارہ بٹھا بھی دیا جائے ٥ یا کسی عضو کو توڑ ڈالنا خواہ اُسے جوڑ دیا جائے ٥ ضرب شدید کے مترادف ہے ٥ اسی طرح چہرہ بدنما کر دیا جائے ٥ ناک یا کان کاٹ دیا جائے ٥ جس سے انسان بدصورت ہو جائے ضرب شدید کے مترادف ہے ٥ کسی ضرر کے باعث کسی شخص کی تین روز تک جان خطرے میں رہے ٥ اور ۱۷ روز تک صاحب فراش رہے ٥ اور ہسپتال میں زیر علاج رہے ٥ اور معمول کے مطابق کاروبار کے ناقابل رہے ٥ اسی طرح تیز دھار آلہ سے گردن یا جسم کے دیگر حصے پر زخم پہنچانا وغیرہ ٥ ضرر کی مثالیں ہیں۔

فقہا کے مطابق ضرر کی اقسام: انسان پر ہونے والے جرائم میں قتل کے علاوہ جو انسانی اعضاء پر ہوتے ہیں۔ ان کی آئمہ نے ۴۔ اقسام بیان فرمائی ہیں۔

(۱) اعضاء یا عضو کا کاٹنا۔ (مثلاً ہاتھ پاؤں، زبان، ناک، آلہ تناسل، دانت وغیرہ کا اتلاف)

(۲) مذکورہ بالا اعضاء کو ان کے معنوی یا صلاحیتوں کے ساتھ ختم کرنا۔ مثلاً قوت شامہ، لامسہ، ذائقہ وغیرہ۔

(۳) شجاج، سر اور چہرے پر آنے والے زخم (عربوں نے شجاج کو بدصورتی اور خوبصورتی کے حوالے سے دوسرے زخموں سے علیحدہ کیا ہے)

(۴) جراحت، سر اور چہرے کے علاوہ دیگر جسم پر ہونے والے زخموں کو جرح کہا گیا ہے ٥[1]

جرم کی نوعیت سے ضرر کی اقسام: قتل کی طرح ضرر میں بھی تین اقسام ہوں گی۔

(۱) ضرر عمد (۲) ضرر شبہ العمد (۳) ضرر بالخطاء

لیکن امام احمد، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور جمہور علماء کے نزدیک اس امر میں اختلاف موجود ہے۔ مثلاً امام شافعی جان کے علاوہ جسمانی زخموں پر عمد محض یا شبہ العمد کے پائے جانے کے قائل ہیں۔ امام احمد کی بھی یہی رائے ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہ کی رائے میں جان لینے کے علاوہ چوٹوں پر شبہ عمد نہیں پایا جاتا۔ زخم یا تو عمداً ہوں گے یا پھر خطاً ہوں گے۔

ضرر میں عورت اور مرد: عورت اور مرد کے درمیان شریعت کے مسائل میں حنفیہ کے نزدیک قتل سے کم درجہ کے

---

[1] (بدائع الصنائع)

marfat.com
Marfat.com

جرائم میں مرداور عورت کے درمیان قصاص نہیں ہے۔ نیز اربعہ آئمہ کے مطابق جس جرم کا قصاص ممکن نہ ہوا سے جرم خطا قرار دیا جائیگا۔ عورت اور مرد میں جان سے کمتر میں قصاص نہ رکھنے کی بنیادی وجہ اور اصول قصاص میں مماثلت کی شرط ہے کیونکہ قرآن کے حکم کے مطابق قصاص میں آزاد کے بدلے آزاد۔ غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت کی وضاحت اس امر میں دلیل ہے۔ کہ مرداور عورت ایک دوسرے کی مماثلت نہیں ہیں۔ چنانچہ حدیث مبارکہ کی دلیل اس حوالے سے قابل غور ہے۔ کہ مرداور عورت میں جان کا قصاص تو برابر ممکن ہے۔ لیکن زخموں میں قصاص برابر کا ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ اس میں مماثلت کے اصول پر جن اعضاء کا ویسا ہی بدلہ لینا ممکن نہ ہو وہاں قصاص نہیں دیت ہوگی۔ لیکن جن زخموں کی مماثلت میں قصاص ممکن ہو قصاص لیا جائے گا۔ چنانچہ مرد وعورت میں ایسے زخموں میں جہاں مماثلت پائی جائے گی تو قصاص لیا جائے گا۔ مگر دیگر جگہوں کے ضرر پر قصاص کی بجائے دیت کا حکم ہے۔

ضرر میں قصاص کے اصول: قصاص لئے جانے والے اعضاء مجروح کے اعضاء سے مماثلت رکھتے ہوں۔ چنانچہ صحت مند آنکھ کے بدلے کانی آنکھ، بولنے والی زبان کے بدلے گونگی زبان، صحت مند ہاتھ کے بدلے ٹنڈا ہاتھ وغیرہ کا قصاص نہیں لیا جا سکتا۔ مماثلت کے علاوہ قصاص میں دیگر اصول قتل کے قصاص میں واضح کئے گے ہیں ○ جو مجرم کے عاقل بالغ متعمد اور صاحب اختیار ہونا ہیں ○ جبکہ جرم رسیدہ جرم کے لئے معلوم مطلق ہو ○ مجرم کا جز نہ وہو ○ اور نہ ہی اس کی ملکیت ہو ○

مثلاً اصل کے بدلے اس کی مثل کے سوا کوئی چیز نہ لی جائے۔ مثلاً ہاتھ وغیرہ کے بدلے صرف ہاتھ لیا جائے۔ انگوٹھے کے بدلے صرف انگوٹھا اور شہادت کی انگلی کی بجائے صرف شہادت کی انگلی ہی لی جائے گی۔ سامنے کے دانت کے بدلے سامنے کے دانت، صحیح سالم اعضاء کے بدلے صحیح سالم اعضاء لیے جائیں گے۔ چنانچہ صحیح انگلیاں لیے ہوئے یا کم انگلیوں والے ہاتھ کے بدلے سالم انگلیوں والا ہاتھ ہی لیا جائے گا۔ کیونکہ صحیح اور عیب دار میں مماثلت نہیں ہے۔ یہاں ایک مسئلہ قابل توجہ ہے کہ کیا کوئی شخص صحیح ہاتھ کے بدلے کم انگلیوں والا ہاتھ قصاص میں لے سکتا ہے۔ جبکہ کم انگلیوں کی حد تک ضمان وصول کرنے کا تقاضا کرے تو آئمہ اکرام کے نزدیک وہ ایسا کرنے کا حق نہیں رکھتا ہے۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک اس کا حق مثل میں ہے۔ لہذا مثل سے کم کے قصاص پر کمی کے برابر ضمان وصول کرنے کا بھی حق رکھتا ہے۔

ہمارے نزدیک یہ قرین مصلحت نہ ہے کیونکہ ایسے میں صرف دیت ہے اور قصاص میں خون بہانے کے بعد دیت یا ضمان ایک اضافہ ہوگا۔ جو قرین شریعت نہ ہے۔

قصاص صرف جوڑ سے ہے: ایسا کوئی قصاص نہ لیا جائے گا جو قصاص جسم انسانی سے لیا جانا ممکن ہی نہ ہو۔ چنانچہ اگر کوئی جوڑ کے علاوہ کسی اور جگہ سے کاٹا گیا تو اس میں قصاص نہیں ہے۔ کیونکہ جوڑوں سے کاٹنا یا قصاص لینا ممکن ہے

marfat.com
Marfat.com

چنانچہ کلائی۔ بازو۔ پنڈلی، ران۔ سرین کے گوشت میں قصاص نہیں ہے۔ اسی طرح رخساروں پیٹھ اور پیٹ کے گوشت میں بھی قصاص نہیں ہے۔ اسی طرح سر اور ہاتھوں کی جلد میں بھی قصاص نہیں ہے۔ اور نہ ہی طمانچہ۔ مُکا۔ ہاتھ مارنے وغیرہ میں قصاص ہے۔ ایک سے زائد مجرم ہوں تو قصاص صرف جان میں ہے۔ جان سے کمتر جرائم میں قصاص نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ سب پر جرمانہ عائد ہوگا۔ جو کہ بحصہ برابر ہوگا۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک ان سب پر قصاص عائد ہوگا۔ امام شافعی نے اس کی دلیل سیدنا حضرت علی کرم اللہ سے روایت فرمائی ہے جس میں دو آدمیوں نے ایک شخص کے خلاف چوری کی شہادت دی۔ آپ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ پھر وہ دونوں ایک دوسرے آدمی کو لے کر آئے اور کہنے لگے کہ اے امیر المومنین ہمارا خیال ہے کہ چور تو یہ شخص ہے۔ تو سیدنا حضرت علی نے کہا کہ میں تم دونوں کی شہادت تسلیم نہیں کروں گا اور پہلے شخص کی دیت تم پر عائد کروں گا۔ اور اگر مجھے معلوم ہوگیا کہ تم دونوں نے عمداً جھوٹی شہادت دی ہے۔ تو تم دونوں کے ہاتھ کاٹوں گا۔ پس حضرت علی نے ایک ہاتھ کے بدلے دونوں کے ہاتھ کاٹنے کی سزا سنائی اور یہ بات تمام اصحابہ کی موجودگی میں فرمائی جس پر کسی اصحابی نے اختلاف نہ کیا۔ پس اس پر اجماع موجود ہے۔ چنانچہ اگر کئی جانوں کے بدلے میں ایک جان اور ایک جان کے بدلے میں کئی جانیں ختم کی جاسکتی ہیں تو اعضاء کے کاٹنے میں بھی ایک عضو کے بدلے ایک سے زائد مجرموں کے اعضاء کاٹے جاسکتے ہیں۔

ایک سے زائد مجرم: اگر مجرم ایک سے زائد ہوں تو جرائم کا تداخل نہیں ہے۔ مثلاً مجرم دو ہوں۔ ان میں سے ایک نے مقتول کا ہاتھ قطع کیا پھر دوسرے نے قتل کر دیا تو ہاتھ کاٹنے کے جُرم کو قتل کے جرم میں ضم نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ اصول یہ ہے کہ ہر جرم کا جداگانہ احتساب ہوگا۔ لیکن اگر مجرم ایک ہو تو دونوں جرائم کو ایک دوسرے میں داخل کرنا فرض کر لیا جائے گا۔ لیکن ایک سے زائد مجرموں میں قطع ید اور قتل دو الگ قصاص ہوں گے۔ اور اگر وہ دونوں عمداً ثابت ہوں تو دونوں پر قصاص ہوگا۔ اور اگر دونوں خطا ہوں تو دیت واجب ہوگی۔ جس کو ہر دو کی عاقلہ برداشت کرے گی۔ اور اگر دونوں میں سے ایک عمداً اور دوسرا خطأ ہو تو عمد میں قصاص اور خطا کو دیت واجب ہوگی۔

ایک سے زائد زخم: ایک شخص اگر ایک سے زائد کا عضو کاٹے تو اس کا مذکورہ عضو پہلے مجروح کے بدلے میں کاٹا جائے لیکن امام شافعی کے بقول باقی لوگوں کے اعضاء کے بدلے قصاص تو ممکن نہیں لہٰذا دیت واجب ہوگی۔ لیکن دیگر آئمہ اکرام کے قول کے مطابق ایک ہاتھ کے بدلے تو قصاص ہوگا۔ جبکہ دیگر ہاتھوں یا ہاتھ کے بدلے میں دیت لے کر تمام میں تقسیم کر دی جائے گی۔ تفصیل کے لئے بدائع الصنائع ملاحظہ ہو۔

۱۔ اگر زخم کسی عضو میں سرایت کر جائے تو اصول یہ ہے کہ جس عضو پر زخم آئے اور وہ دوسرے عضو میں داخل (سرایت ہو جائے) تو اگر ایک عضو میں قصاص نہیں تو دوسرے میں قصاص ہو بھی تو قصاص واجب نہ ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ کے بقول اگر

marfat.com
Marfat.com

انگلی پر زخم ہو۔ جو ہتھیلی میں سرایت کر جائے تو ان دونوں میں قصاص نہیں دیت ہے۔ اور اس میں کسی امام کو اختلاف نہیں ہے۔

زخموں کی کامل دیت: جراحت میں بھی قصاص نہیں ہے۔ لیکن کسی جراحت کے سبب موت واقع ہو جائے تو قصاص ہوگا۔ لیکن اگر زخم وجہ موت نہ بنے تو محض جراحت پر قصاص نہیں ہے۔ خواہ وہ جائفہ ہو یا غیر جائفہ۔ کیونکہ جراحت میں قصاص لینا ممکن نہیں ہے۔ قتل کے برعکس فرد کے جرائم میں ہتھیار کا استعمال شرط نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں شعبہ عمد موجود نہیں ہے۔ لہذا عمداً اور خطاً کی دو صورتوں میں ہتھیار یا غیر ہتھیار سے کوئی فرق نہیں ہے۔ قتل سے کم جرائم میں دیت۔ انسانی جسم میں جن اعضاء پر کامل دیت واجب ہوتی ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

ایسا عضو جس کی بدن میں کوئی نظیر نہیں ہے۔ مثلاً ناک۔ خواہ وہ مکمل کاٹا جائے یا نرم حصہ تک o زبان۔ خواہ مکمل کاٹی جائے یا اس حصہ تک جس کا تعلق محض گویائی تک ہے۔ (جو زبان کا اگلا حصہ ہے) o ذکر یا آلہ تناسل خواہ اُسے پورا کاٹا جائے یا اس کی صرف سپاری کاٹی جائے o (اس سلسلہ میں سعید بن مسیب کی روایت کردہ حدیث ہے۔ جس میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جان میں دیت ہے۔ زبان میں دیت ہے ذکر میں دیت ہے۔ ناک میں دیت ہے اور نرمہ ناک میں دیت ہے) o اور اس میں ناک سے مراد سونگھنے کی حس بھی ہے۔ زبان سے مراد قوت گویائی بھی ہے اور ذکر سے مراد جماع کی قوت بھی ہے۔ اور سپاری سے انزال کی منفعت کا تعلق ہے۔ زبان کے بارے میں ایک قضیہ سیدنا علی سے روایت ہے کہ جس قدر حروف تہجی کی ادائیگی ختم ہو زبان کی دیت اسی قدر ہوگی o [1] ریڑھ کی ہڈی (صلب) اس پر ضرب کے باعث ٹیڑا پن اور مادہ منویہ کی پیداوار متاثر ہوتی ہے o عورت کی پیشاب کی نالی۔ (پیشاب کرنے کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے) o عورت کے پاخانے کی جگہ اگر بول و براز کے درمیان دیوار کو ختم کر دیا جائے۔

دو اعضا کی دیت: جو اعضا بدن میں دو ہوں۔ مثلاً دو آنکھیں۔ دو کان۔ دو ہونٹ۔ دو پستان۔ دو بھنویں۔ دو سر پستان (بھٹنیاں) اور دو فوطے۔ (نوٹ۔ اور اس امر میں بھی حدیث سے واضح احکامات موجود ہیں۔ حضرت ابن المسیب سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دونوں کانوں میں دیت ہے، دونوں آنکھوں میں دیت ہے، دونوں پاؤں میں دیت ہے۔ ان اعضاء کے ضائع ہونے سے جہاں ایک طرف ان اعضاء کی منفعت پر اثر ہوتا ہے وہاں ان اعضاء سے خوبصورتی بھی متاثر ہوتی ہے۔ مثلاً ہونٹوں میں خوبصورتی کے علاوہ لعاب روکنے کا فائدہ o آنکھوں کی خوبصورتی کے علاوہ دیکھنے کی قوت o بھنوؤں کی خوبصورتی کے علاوہ آنکھوں کو گرد سے روکنے کی منافعت o پستان خوبصورتی کے علاوہ دودھ پلانے کی منفعت وغیرہ o

---

[1] (بدائع الصنائع ص ۱۴۷)

marfat.com

Marfat.com

چار اعضا کی دیت: جو اعضاء بدائع میں چار ہیں ○ مثلاً پلکیں، پلکوں کے بالوں کے اُگنے کی جگہ، اور پلکوں کے بال، یہ بال خوبصورتی کے علاوہ بینائی کی حفاظت اور طاقت کا موجب ہیں ○ چنانچہ ان تمام اعضاء میں دیت کاملہ ہوگی لیکن اسی نسبت سے کہ جو اعضاء ایک ہیں۔ ان میں مکمل ○ جو دو ہیں ان دونوں پر مکمل دیت ○ اور جو چار ہیں۔ ان میں چاروں پر مکمل دیت ہے۔

زخموں میں ایک سے زائد دیت: زخموں میں ایک سے زیادہ دیت بھی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً سیدنا حضرت عمرؓ نے ایک ہی مرد میں ۴ دیتیں نافذ فرمائیں بالوں کے گر جانے یا ضائع ہونے یا مونڈ لینے پر بھی مکمل دیت ہوگی۔ اگرچہ امام شافعی نے اس امر میں حکومت کے عدل پر انحصار کیا ہے۔ ان کا قول یہ ہے۔ کہ کامل دیت صرف جان کے اتلاف میں ہے۔ البتہ شریعت نے کسی عضو کی منفعت کے ختم ہونے پر بھی دیت نافذ کی ہے۔ کیونکہ کسی عضو کی منفعت کے فوت ہونے سے ایک لحاظ سے جان ضائع ہوتی ہے۔ لیکن یہ صفت بال مونڈنے میں نہیں پائی جاتی۔ لیکن دیگر آئمہ کے نزدیک بال عورت میں جمال کا تصور ہیں اور مرد کی داڑھی اس کے حُسن میں اضافہ ہے اور اللہ رب العزت کے فرشتے اس شخص کی تسبیح بیان کرتے ہیں جس مرد نے داڑھی اور عورت نے اپنے بالوں کی زینت بخشی اور حضرت علی سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر سر مونڈا گیا اور بال نہ اگیں تو کامل دیت ہوگی روایت یہ ہے کہ ایک شخص نے سر میں اُبلتا ہوا پانی ڈالا جس سے سر کی کھال اُکھڑ گئی تو سیدنا حضرت علی نے دیت کا حکم دیا۔

زخموں میں دیت پر اصول: زخموں میں دیت کے درج ذیل اصولوں کے علاوہ آئندہ آنے والی دفعات میں اسکی وضاحت بیان کی گئی ہے۔

عمد اور خطاء میں برابر ہے ○ لیکن مرد کو عورت کی دیت نصف ہے۔ جس پر اصحابہ کا اجماع ہے ○ جو اعضاء ایک ہیں۔ ان پر دیت کامل ہوگی ○ جو اعضاء دو ہیں ان میں ہر ایک کے لئے نصف دیت ○ اوپر والا اور نیچے والا ہونٹ برابر ہے۔ لیکن زید بن ثابت نے نچلے ہونٹ کی دیت 2/3 بیان فرمائی ہے ○[1] پستان اور سر پستان میں دیت برابر ہے۔ سر پستان کے ضائع ہونے پر بھی نصف دیت ہے ○ ہر انگلی کے جوڑ کی دیت انگلی کے 1/3 جبکہ دو جوڑوں والی انگلی کی دیت 1/2 ہو گی ○ آنکھوں کی پلکوں کی دیت 1/20 ہے اور اسی نسبت سے پپوٹے اور بالوں کی اُگنے کی جگہ کی دیت ہے ○ دانت کی دیت 1/20 ہے۔ اس طرح اگر پورے دانت نکل جائیں تو دیت کی مقدار بڑھ جاتی ہے ○ دانت کے ہلنے پر دیکھنا ہوگا کہ دانت قائم ہو جاتا ہے تو ویسا ہی ہے جیسا کہ نتیجہ آئے۔

جن زخموں یا افعال پر قصاص یا تاوان نہیں ہے۔ ان میں

[1] (بدائع الصنائع)

marfat.com
Marfat.com

کسی چوپائے کا زخم قابل قصاص یا تاوان نہیں o [1] اپنے اعضاء کو بچانے کے لئے دوسرے کے عضو کا نقصان ہوا۔ مثلاً کسی شخص کے ہاتھ کو دوسرے شخص نے دانتوں میں کاٹا ہو اور پہلا شخص اپنے ہاتھ کو محفوظ کرنے کے لئے اپنا ہاتھ کھینچے اور اس کا دانت ٹوٹ جائے تو دانت کی دیت نہ ہوگی o [2] اپنی جان اور مال کی حفاظت کرتے ہوئے نقصان کرنا o [3] کسی دیگر شخص کے گھر میں جھانکنے اور نتیجہ میں پتھر یا تیلا وغیرہ سے آنکھ ضائع ہو جانا o [4] درج بالا بیانات کے علاوہ درج ذیل اصول وضوابط ضرر اور اعضاء کے سلسلے میں دیت اور قصاص کی وضاحت کریں گے۔

اعضاء کے قصاص میں مساوات شرط ہے۔ لیکن اعضا کی مقدار میں شرط نہیں ہے o قصاص جوڑ سے کاٹنے میں ہے۔ ورنہ دیت ہے o [5] چمڑے یا جلد کے کاٹنے میں قصاص نہیں ہے اسی طرح ہڈیوں کے کاٹنے میں قصاص نہیں لیکن دانت میں قصاص ہے o بالوں میں قصاص نہیں دیت ہے o [6] مار پیٹ میں قصاص نہیں ہے۔ جرمانہ ہے جو حکومت عدل کرے گی o بائیں آنکھ کے بدلے دائیں آنکھ نہیں۔ لیکن آنکھ کی روشنی زائل کرنے میں اسی آنکھ کی روشنی کا قصاص ہے o [7] کسی آنکھ پر مارنے سے بے نور ہو گئی مگر علاج سے نور واپس آ گیا۔ تو مجرم پر قصاص و دیت دونوں نہیں ہیں o اگر کوئی شخص کسی کا کان مروڑے کہ کان نکل آئے تو قصاص نہیں ہے۔ دیت ہے۔ لیکن کان کے کاٹنے پر قصاص ہے o اگر کسی شخص نے ناک کی نوک کاٹ ڈالی تو قصاص ہے لیکن نتھنوں کے کاٹنے میں حکومت عدل کرے o [8] پورے ہونٹ کاٹنے میں قصاص ہے۔ لیکن زبان کے کاٹنے میں دیت ہے قصاص نہیں ہے o دانت اکھاڑنے یا کاٹنے میں قصاص ہے لیکن لڑکے کے دانت میں دوبارہ اُگنے کا اعتبار ایک سال تک کیا جائے گا۔ بچے کے دانت میں مجرم سے ضمانت لی جائے گی اور وقت مقررہ تک دانت کے اُگنے کا انتظار کیا جائے گا o [9] دانت کے قصاص میں چھوٹا یا بڑا ہونے کا لحاظ نہ رکھا جائے گا o اگر دانت کسی شخص کے طمانچہ مارنے سے گر گیا۔ تب بھی قصاص واجب ہو گا o [10] اگر کسی کا ہاتھ نصف کلائی سے یا نصف پنڈلی سے کاٹا جائے تو قصاص نہیں ہے o [11] پاؤں کے بدلے ہاتھ اور انگلی کے بدلے وہی انگلی کاٹی جائے اور صحیح ہاتھ کے بدلے کم انگلی والا ہاتھ نہ کاٹا جائے o زائد انگلی کے قصاص میں زائد انگلی نہ کاٹی جائے گی o [12] اگر کسی شخص نے کسی کا ہاتھ کلائی سے کاٹ لیا اور پھر دوسرے کا ہاتھ کہنی سے کاٹا اور دونوں قصاص لینا چاہیں تو پہلے اس کا ہاتھ کلائی سے کاٹا جائے گا اور پھر کہنی والا اگر چاہے تو قصاص لے یا دیت لے o [13]

---

[1] (مشکوۃ راوۃ ابو ہریرہ) [2] (مشکوۃ شریف۔ راوۃ لیلی بن امیر) [3] (عبد اللہ بن عمر۔ متفق علیہ۔ مشکوۃ شریف) [4] (سہیل بن سعد۔ متفق علیہ۔ مشکوۃ شریف)
[5] (امام محمد) [6] (امام محمد) [7] (امام محمد) [8] (فتوی قاضی خان) [9] (قاضی خان) [10] (کتاب الاختیار) [11] (کتاب الاختیار)
[12] (امام ربانی۔ محیط) [13] (امام محمد۔ المبسوط)

marfat.com
Marfat.com

اگر ایک شخص نے دوسرے کی دو انگلیاں کاٹیں لیکن اس کے ہاتھ میں اس جیسی صرف ایک انگلی ہو تو اس کا قصاص اور دوسری انگلی کی دیت وصول کرے ۱ اگر ایک شخص نے ایک شخص کا داہنا ہاتھ اور دوسرے کا بایاں ہاتھ کاٹا تو قصاص میں اس کے دونوں ہاتھ کاٹے جائیں ۲ اگر ایک شخص نے دو اشخاص کے صرف دائیں ہاتھ کاٹے تو اس کے ایک ہاتھ کا قصاص اور دوسرے کی دیت لے کر دونوں اشخاص میں برابر تقسیم کی جائے گی ۳ اگر کسی نے قصداً انگلی کاٹ ڈالی اور زخم سے اس کا ہاتھ شل ہو گیا تو انگلی کی قصاص کی بجائے ہاتھ کی دیت ہو گی ۴ پورا حشفہ کاٹا جائے تو دیت نہیں قصاص ہے جبکہ حشفہ کا کچھ حصہ کاٹے تو دیت ہے ۵ پورا عضو تناسل کاٹنے میں قصاص ہے۔ لیکن خواجہ سرا کے عضو کاٹنے پر حکومت عدل کرے ۶

دیگر مسائل: نابالغ اور مجنون کی دیت عاقلہ پر ہے ۰ عورت کے بال اور مرد کی داڑھی پر دیت ہے۔ لیکن سینہ اور کلائی کے بالوں پر تاوان نہیں ہے ۰ پلکوں کی دیت 1/4 ہے۔ آدھی داڑھی کی دیت 1/2 ہے۔ آدھی سے کم داڑھی مونڈنے پر حکومت عدل کرے ۰ اگر داڑھی پوری خوبصورتی پیدا نہ کرے تو دیت واجب نہیں ہے۔ اگر مونڈنے کے بعد داڑھی سفید نکلے تو دیت نہیں ۷ مونچھ مونڈنے پر حکومت عدل کرے ۰ بال مونڈنے کے بعد نکل آئیں تو مجرم پر تعزیری سزا ہو گی ۰ کان کے بہرہ ہو جانے پر دیت ہے۔ ایک کان کے کاٹنے پر آدھی دیت ہے ۰ جس شخص کے مژگاں نہیں اس کے پپوٹے کاٹنے پر حکومت عدل کرے پلکوں سمیت پپوٹوں کی دیت ہے ۸ پوری ناک کے کاٹنے پر دیت ہے ۹ اور یہی حکم آدھی ناک کاٹنے پر بھی ہے ۰ دونوں ہونٹوں کی مکمل دیت ہے ۰ اعضاء انسانی میں صرف دانتوں کی دیت جان کی دیت سے زیادہ ہے ۱۰ زبان کے کاٹنے پر پوری دیت ہے۔ خواہ وہ کم یا زیادہ کٹے۔ لیکن کوئی بچہ جو بات نہیں کرتا تو زبان کاٹنے پر حکومت عدل کرے۔ لیکن اگر بات کرتا ہے تو دیت اور یہی حکم گونگے کے لئے ہے ۱۱ ہاتھوں کی دیت پوری ہے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلی کی دیت 1/10 اور ہر جوڑ کی دیت انگلی 1/2,1/3 کا ہو گی ۱۲ زائد انگلی پر عدالت عدل کرے ۰ ہاتھ شل کرنے کی دیت پوری ہے اسی طرح آدھی کلائی سے ہاتھ کاٹنے کی دیت بھی پوری ہے ۱۳ انگلی کا سرا یا ناخن کی دیت کے لئے حکومت عدل کرے ۰ پسلی اور سینے کی ہڈی کے کاٹنے پر حکومت عدل کرے ۰ مرد کی دونوں چھاتیوں کے کاٹنے پر حکومت عدل کرے۔

---

۱ (کتاب الاختیار) ۲ (امام محمد المبسوط) ۳ (امام محمد) ۴ (کتاب الاختیار) ۵ (امام محمد) ۶ (قاضی خان)
۷ (امام ابوحنیفہ۔ امام محمد۔ المحیط) ۸ (الہدایہ) ۹ (قاضی خان) ۱۰ (امام محمد المبسوط) ۱۱ (المحیط) ۱۲ (الہدایہ) ۱۳ (المبسوط)

marfat.com
Marfat.com

عورت کے پستان کی دیت ہے۔ پیٹھ میں مارنے سے قوت جماع زائل ہونے پر پوری دیت ہےo [1] زخم کا نشان باقی نہ رہنے سے تاوان نہیں ہےo [2] عورت کا سینہ توڑنے سے منی کا پیدا ہونا بند ہو گیا۔ تو دیت واجب ہو گیo عضو تناسل۔ سر ذکر اور خصیہ کاٹنے کی پوری دیت ہےo [3] پیٹ چاک کرنے یا مقعد کے ذریعہ زخم سے کھانا نہ ٹھہرے تو پوری دیت ہےo [4] عورت کی شرمگاہ اور بول و براز کے درمیان دیوار ختم ہو جائے تو دیت ہےo عورت کو مارنے سے وہ مستحاضہ ہو گئی۔ تو ایک سال تک انتظار کیا جائے گا۔ اگر اصل حالت میں واپس نہ آئی تو دیت ہےo [5] عورت کی شرمگاہ کو اس قدر وسیع کر دیا جائے کہ پیشاب نہ روک سکے تو دیت واجب ہےo [6] نابالغ عورت جو قابل جماع نہیں تو خاوند نے جماع کیا اور قتل کیا تو دیت عاقلہ پر ہےo ناقص اور کج پاؤں کے کاٹنے پر عدالت عدل کرےo [7] جو بچہ اُٹھ بیٹھ نہ سکے اس کے پاؤں توڑنے پر عدالت عدل کرےo [8]

علم طب کے حوالے سے زخموں کی اقسام: علم طب نے زخموں کی جو اقسام بیان کی ہیں۔ انکا بھی یہاں جائزہ لیا جائے تو مناسب ہوگا۔ علم طب نے زخم کی تعریف اسطرح کی ہے کہ زخم۔ جسم پر برآمد ہونے والی ایسی بیرونی مداخلت کا نام ہے جو کسی عمل تشدد، سرجری، یا بیرونی جلد کی سطح پر متواتر بیرونی عمل سے اثر پذیر ہو یا اندرونی جسم میں کسی عضو پر کسی مادیاتی اثرات کے نتیجہ میں جلد پھٹ جائے۔ (اسمیں صرف اندرونی چوٹ کی اقسام کا ہونا کافی نہیں) اس میں جسم پر آنے والے رگڑ کے نشانات زخم کے کٹ یا دماغ کے اندر کوئی رسولی وغیرہ۔ یا جسم کے اعضاء کے ٹشوز وغیرہ کا خراب ہو نا وغیرہ شامل ہیں جن کی درج ذیل اقسام ہیں۔ عمومی حالات میں زخم کی درج ذیل اقسام بیان کی گئی ہیں۔

فرسودگی جلد (Abrasions): اس زخم میں جلد کسی رگڑ یا پے در پے حملوں کے نتیجہ میں سخت کھردری ہو جاتی ہے۔ اور خود آلودہ ہو کر نشان چھوڑتی ہے جو عارضی ہوتا ہے۔

رگڑ / خراش (Contusion or Bruise): یہ کند ہتھیار سے آنے والا زخم ہوتا ہے۔ جو خون کی شریانوں کو نقصان کا سبب بنتا ہے۔ اور خود جلد کی ٹشو میں نکل آتا ہے۔ اگرچہ انتہائی شدت بھی عموماً بیرونی نشان کا سبب نہیں بنتا۔

Laceration: یہ ایسا زخم ہے۔ جو بے قاعدگی سے پھٹا ہوتا ہے۔ خون آلود اور غلیظ ہوتا ہے۔ عموماً یہ بھی کند آلہ سے لگایا جاتا ہے۔ عموماً سر پہ آنے والی چوٹیں۔ اور محدب عدسہ سے دیکھا جا سکتا ہے۔ بالوں کی جڑیں متاثر ہوتی ہیں۔

---

[1] (قاضی خان) [2] (امام ابوحنیفہ) [3] (قاضی خان) [4] (قاضی خان) [5] (کتاب الاختیار) [6] (قاضی خان) [7] (قاضی خان) [8] (قاضی خان)

marfat.com
Marfat.com

یہی نوعیت جسم کے دیگر حصوں پر بھی ہو سکتی ہے۔

کٹ زخم (Incised Wound): یہ زخم تیز دھار آلہ سے آتا ہے۔ جو سیدھا کٹتا ہے۔ اور یہ چوٹ کی شدت کے مطابق گہرا بھی ہوتا ہے۔ اور خون کی شریانیں کٹ کر خون کو بہنے پر مجبور کرتی ہیں۔

(Punctured or Stabbed wound): گہرا کدھا ہوا زخم جو جسم کے نادر تک چلا جاتا ہے اور عموماً جائفہ زخم کا باعث بنتا ہے اور خون تیزی سے بہتا ہے۔ دیگر زخموں کی تفصیل اسطرح ہے۔

غیر بیکٹیریل زخم (Asceptic Wound)

چھاتی کا زخم (Blowing Wound): جس سے ہوا کا اخراج دوسرے حصہ جسم میں ہو رہا ہے۔

Bullet Wound: گولی لگنے سے آنے والا زخم

Contused wound: کسی (Blunt) کند ہتھیار سے آنے والا زخم

Entry wound: وہ زخم جس کے راستے کوئی چیز (گولی) جسم میں داخل ہوئی ہے۔

Exit wound: اس زخم کے راستے کوئی چیز (گولی) وغیرہ جسم سے پار ہو گئی ہو۔

Gun Shot: یہ زخم کسی بندوق کی گولی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

Gutter wound: وہ زخم جو جسم پر اوپر سے تنگ اور اندر گہرا ہوتا جائے۔

Incised wound: وہ زخم جو کسی تیز دھار آلہ سے آیا ہو۔

Infected wound: وہ زخم جو مختلف زہریلے مادوں سے بڑھ کر بگڑ چکا ہو۔

Lecerated wound: کٹا پٹا بے ترتیب زخم۔

Open wound: کھلا اور واضح زخم۔

Operational wound: سرجیکل آلات سے آنے والا زخم۔

Penetrating wound: ایسا زخم جو اندر تک جائے لیکن کسی جسم کے حصے کو نہ چھوئے۔

Perforating wound: کسی گولی کا گزرتا ہوا زخم۔

Poisened wound: زہر آلود زخم۔

Punctured wound: ٹیکے کی سوئی سے آنے والا زخم۔

marfat.com
Marfat.com

Septic wound: جراثیم وغیرہ زدہ زخم۔

Sharpnel wound: ایسی گولی کا زخم جس کا سرا تیز پن کی طرح ہو۔

Substantious wound: اندرونی اعضاء کا زخم۔

Suckling wound: چھاتی کا زخم جس کے راستے ہوا نچلے دھڑ میں منتقل ہو۔

Tangential wound: زخموں کی ان اقسام کو عموماً ڈاکٹری رپورٹس میں استعمال کیا جاتا ہے جو واقعہ میں تشدد کے سلسلہ میں راہنمائی کا سبب بنتے ہیں۔

عدالتی فیصلے: چوٹ / زخم سے مراد ایسی چوٹ۔ جو جسم کے درد بیماری یا کمزوری یا ضعف کا باعث بنے۔ جبکہ کم از کم چوٹ کے جرائم کا احاطہ دفعہ 351 ت پ کرتی ہے۔ اور اس تعریف میں یہ ضروری نہیں کہ جسم کو بالواسطہ چوٹ لگے۔ جو کم از کم نقصان کے زمرے میں آ سکتا ہےo چنانچہ Hurt ضرب کیلئے ضروری ہے کہ جسمانی درد پہنچایا گیا ہو یا چوٹ درد کا باعث بنی ہو۔ مثلاً کوئی شخص پیٹ میں لات لگنے سے ہلاک ہوا تو ملزم چوٹ کی سزا کا مستلزم ہواo[1] اسی طرح کسی خاوند کو اپنی بیوی مارنے کا اختیار نہیں لیکن اس نے بیوی کو لات ماری وہ بھی چوٹ / ضرب پہنچانے کا ملزم ٹھہراo درد اور تکلیف پہنچانے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ جسم پر نشان ضربات موجود پائے جائیں۔ یہ کم از کم چوٹ کی مثالیں ہیںo جبکہ ان دفعات میں لفظ ضعف یا کمزوری سے مراد کسی عضو کا اسکی اصل حالت میں کام نہ کرنا ہےo یہ معاملہ عارضی ہو یا مستقل کر لی جائے۔ ضروری ہے کہ عدالت شہادات کا تعین کرتے ہوئے زخم کا تعین از خود بھی کرےo ملزم کو دفعہ 332 میں اور دفعہ 353 تعزیرات پاکستان میں سزایاب ٹھہرایا گیا جبکہ دفعہ 333 میں سزا کا مستوجب نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ دفعہ ملزم کا جرم دفعہ 333 میں نہ آتا تھا۔ حالات کے مطابق سزا ختم کر دی گئی۔ جبکہ ملزم نے سترہ دن حراست میں گزار لیے تھےo[2] معمولی نوعیت کے زخم جو جسم کے اہم حصوں پر نہ ہوں۔ اور ایک سال سے ملزم زیر حراست ہو۔ ایسی صورت میں اقدام قتل عمد نہ بنتا ہو۔ بادی النظر میں مقدمہ 324 تعزیرات پاکستان میں نہ بنتا ہے۔ ملزم کو محض غیر معینہ مدت کیلئے زیر حراست رکھنا درست ہےo[3]

[1] (1957Pcrlj849) [2] (1992MLD560) [3] PLJ1996CRC(Lh)1361

marfat.com

Marfat.com

دفعہ ۳۳۳ اتلاف عضو (Itlaf-e-udw)

جو کوئی کسی دوسرے شخص کے جسم سے ہاتھ پاؤں یا کسی دوسرے عضو کے ٹکڑے کردے۔ کاٹ ڈالے یا جدا کردے۔ تو کہا جائے گا۔ کہ اتلاف عضو کا باعث بنا ہے۔

تشریحات

اتلاف عضو سے مراد انسانی جسم کے اعضاء مثلاً آنکھ۔ کان۔ ناک۔ زبان۔ ہاتھ۔ اور پاؤں۔ سر کے بال۔ ابرو۔ وغیرہ کاٹ دیئے جائیں یا جسم سے الگ کردیئے جائیں یا عورت کی چھاتیاں۔ اعضائے تناسل وغیرہ کو ختم کردینا۔ اتلاف عضو میں شامل ہیں اس کے ساتھ ہی اگر ان اعضاء یا ان اعضاء کے علاوہ دوسرے جسمانی حصوں کی صلاحیت مکمل طور پر ختم کردی جائے یا ان صلاحیتوں میں کمی کا باعث ہو جائیں تو یہ بھی اتلاف عضو میں شامل ہوگا۔ جسے قانون ھذا میں دو الگ دفعات میں ظاہر کیا گیا ہے۔

ملزم نے اپنی سابقہ بیوی کو زخمی کیا اور اسکی والدہ کو بھی زخمی کیا جس میں سابقہ بیوی کا چہرہ مسخ کردیا۔ عدالت عظمٰی نے الزام کی وضاحت کیلیے اور کس دفعہ میں آتا ہے کے معاملے کا تجزیہ کرنے کیلئے اپیل کی اجازت دی۱ کیونکہ زخمی کو زخم مستقل نوعیت کے آئے میڈیکل رپورٹ اتلاف صلاحیت عضو کی تھی۔ جیسا کہ دفعہ 335 میں قرار دیا گیا ہے۔ اگر فریقین صلح پر آمادہ ہوتے۔ اور عدالت نے -/1,50,000 بطور ارش 36 اقساط میں ادا کرنے کا حکم دیا۔ یہ بھی قرار دیا گیا۔ کہ چہرہ مسخ کرنا ناک اور آنکھ وغیرہ کے اتلاف صلاحیت کو دفعہ Q-337 اور دفعہ 333 کے حوالے سے بھی ملاحظہ کرنا ہوگا۔۲

---

۱ (2002SCMR923) ۲ (AIR1950AJ13 - 2002SCMR923)

marfat.com

Marfat.com

دفعہ ۳۳۴ اتلاف عضو کی سزا (Punishment for Itlaf-e-udw)

جو کوئی ایسا فعل کر کے جس کے نتیجہ میں کسی شخص کو ضرر پہنچانے کی نیت ہو۔ یا یہ جانتے ہوئے کہ اس سے کسی شخص کو ضرر پہنچنے کا امکان ہے۔ کسی شخص کے اتلاف عضو کا سبب بنے تو اسے کسی مجاز طبی افسر کے مشورے سے قصاص کی سزا دی جائے گی اور اگر اسلام کے احکامات کے مطابق مساوات کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قصاص پر عمل درآمد ممکن نہ ہو تو مجرم ارش کا مستوجب ہوگا اور اُسے بطور تعزیر کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کیلئے دی جاسکے گی۔ جو دس سال تک ہو سکتی ہے۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس ۔۔ وارنٹ ۔۔ نا قابل ضمانت ۔۔ قابل مصالحت ۔۔ ۱۰ سال قید یا ارش / قصاص ۔۔ سیشن کورٹ

تشریحات

جیسا کہ گزشتہ صفحات پر واضح کیا جا چکا ہے کہ اتلاف عضو اور صلاحیت اتلاف عضو میں اسلام نے واضح احکامات صادر فرمائے ہیں۔ اس دفعہ میں جن تین باتوں کا ذکر بصورت قصاص، ارش اور تعزیرا اتلاف عضو کی سزاؤں کے طور پر کیا گیا ہے۔ اس امر میں مزید ارشاد فرمایا کہ: وکتب علیهم فیما ان النفس بالنفس...... والجروح القصاص ۝[1] تورہت میں جان کے بدلے جان۔ آنکھ کے بدلے آنکھ، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں قصاص کا حکم ہے قرآن کے ان حکامات کو حدیث ان الفاظ میں واضح کرتی ہے۔

وعن ابن عباس. الاصیا بع سواء الا نسان سواء ۝[2]

ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا انگلیاں برابر ہیں۔ دانت برابر ہیں۔ ان کے دانت اور داڑھیں برابر ہیں۔ یہ اور یہ برابر ہیں۔ یعنی انگوٹھا اور چھوٹی انگلی (چھنگلی) ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں برابر ہیں۔

چنانچہ دفعہ ہذا میں مذکورہ قصاص کے شرعی احکامات اسطرح ہیں کہ اتلاف عضو میں قصاص ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قصاص میں صحت مند آنکھ کے بدلے غیر صحت مند، بولنے والی کی بجائے گونگی زبان وغیرہ میں قصاص نہیں ہے اور اس مماثلت کے لئے درج ذیل اصول وضع کئے گئے ہیں۔

قصاص میں مماثلت کے اصول: قصاص میں مماثلت کے اصول چار ہیں۔ جو بحوالہ 'جنس'، 'مقام'، 'سلامتی' اور 'مقدار' کے حوالے سے ہیں۔

---

[1] (المائدہ ۵:۴۵) [2] (ابوداؤد)

marfat.com

Marfat.com

(ا) جنس کے اعتبار سے مذکورہ عضو جس سے قصاص لیا جانا ہے۔ مجروح عضو کا ہم جنس ہونا چاہیے۔ مثلاً ہاتھ کا قصاص ہاتھ سے اور آنکھ کا قصاص آنکھ سے وغیرہ۔

(ب) مقام کے اعتبار سے مراد عضو جس سے قصاص لیا جارہا ہے۔ اسی جگہ اور مقام پر ہو جس پر مجروح کا عضو واقع ہے مثلاً اگر دائیں طرف کا عضو زخمی ہوا ہے تو قصاص بھی دائیں طرف سے لیا جائے۔

(ج) سلامتی کے اعتبار سے قصاص لیا جانے والا عضو مجروح عضو کے عین مطابق مکمل اور صحت مند ہوگا۔ اسی طرح غیر مکمل کے مقابلے میں غیر مکمل اور غیر صحت مند کے مقابلے میں غیر صحت مند عضو کا قصاص لیا جائے گا۔

(د) مقدار کے اعتبار سے مراد قصاص لئے جانے والے عضو کی مقدار مجروح عضو کے برابر ہو، مثلاً دو انگلیاں اگر مجروح ہوں تو ان کا قصاص دو ہی انگلیوں سے لیا جائے گا۔ اسی طرح انسانی بدن سے جو حصہ کاٹا جائے اس کی مقدار کی بنیاد اسی مناسبت سے ہوگی جتنا کہ اس نے کاٹا ہوگا۔

ممکنات قصاص: یہ قصاص اسی صورت میں ممکن ہے کہ۔

اگر قصاص لینا ممکن ہو ہ اگر قصاص لیے جانے کی صورت میں مجرم کے مرنے کا خطرہ نہ ہو ہ قصاص لئے جانے میں کم پر مدعی کی رضامندی سے فیصلہ ہو سکتا ہے۔ لیکن قصاص میں زیادتی ہرگز نہ کی جائے گی ہ قصاص صرف اس عضو میں ہوگا جو جوڑوں سے جدا ہونے کی جگہ سے کاٹا جاسکتا ہو ہ یا جس عضو کی معلوم یا متعین جگہ یا حد ہو جہاں مذکورہ عضو ختم ہوتا ہے ہ ہڈی میں قصاص نہیں لیکن سوائے دانت کے ہ

قصاص یا دیت: درج ذیل اعضا میں قصاص ہے۔ بصورت دیگر دیت ہے۔

آنکھ: آنکھ جو دیکھنے کے قابل ہو۔ لیکن اسے مکمل طور پر نکال دیا جائے تو قصاص ہے۔ جیسا کہ قرآن میں حکم ہے والعین بالعین آنکھ کے بدلے آنکھ۔ اسی طرح بعض فقہا خوبصورتی کو بنیاد بنا کر کانے کی آنکھ پھوڑنے پر بھی دیت کا نفاذ کرتے ہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے مسلک کے مطابق نصف تاوان ہے۔ آنکھ کی پلک کے لئے امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک ہر پلک کے کٹنے پر 1/4 تاوان ہے اور اس طرح چاروں پلکوں پر مکمل تاوان یا دیت ہے۔ آنکھ کا قصاص کیونکہ لینا نہایت دشوار ہے لہذا قصاص نہیں لیکن اگر بینائی جاتی رہے تو قصاص ہے۔ کیونکہ بینائی ضائع کرنے کا طریقہ موجود ہے ہ[1]

اگر کوئی غیر طبیب کے کہنے پر علاج کے لئے آنکھ میں دوائی ڈلوائے اور آنکھ ضائع ہوئی۔ تو ابن الصباح کے مطابق وہ

---

1 (کتاب الفقہ ص ۳۴۰) (ہدایہ ج ۴ ص ۵۹۲)

marfat.com
Marfat.com

شخص تاوان کا ذمہ دار ہوگا۔ اور اس کی عاقلہ یہ دیت ادا کرے گی۔ لیکن اگر مجروح شخص کے کہنے پر ڈالی تو دیت نہ ہوگی یہی اصول ڈاکٹر یا طبیب کے لئے بھی ہے ۞ [1]

ناک: ناک کے نرم حصے کو قصاص میں نرم حصہ تک کاٹا جائے گا۔ لیکن اگر ناک بانسہ تک کاٹی گئی تو قصاص صرف نرم حصے تک ہی لیا جائے گا لیکن متاثرہ فریق زائد حصہ کے لئے تاوان کا تقاضا کر سکتا ہے۔ آئمہ کا اس امر میں اتفاق ہے کہ ناک جس کے دو حصے ہیں جس قدر بھی زخمی ہو یا کٹی ہو اس میں قصاص ہے۔ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے جسے سعید بن مسیتب نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے ۞ (وضی المارن دیته) اور نتھنوں کی دیت ہے۔ لیکن کلام اللہ نے ناک میں قصاص کا حکم دیا اور فرمایا۔ والانف بالانف (ناک کے بدلے ناک) ۞ [2]

کان: کان میں قصاص ہے۔ جیسا کہ کلام اللہ میں فرمایا کہ والاذن بالاذن (کان کے بدلے کان) ۞ [3] لیکن کان کاٹنے کے بدلے میں پھٹے ہوئے کان کو نہ کاٹا جائے گا۔ اگرچہ سماعت والا کان بغیر سماعت کے کان کے مقابلے میں کاٹا جائیگا کیونکہ کان سماعت میں اضافہ کے باعث سے زیادہ خوبصورتی کے حوالے سے قصاص میں کاٹا جائے گا۔ بعض فقہا کا قول ہے کہ دونوں یا ایک کان کاٹنے سے دیت نہ ہوگی اس میں حکومت عدل کرے گی۔ لیکن آئمہ ثلاثہ یعنی امام شافع، امام مالک اور امام احمد کے نزدیک دونوں کان کاٹنے سے پوری دیت جبکہ ایک کان کاٹنے سے 1/2 دیت ہے۔ جیسا کہ حضرت سعید بن مسیتب سے روایت ہے کہ اگر دوہرے اعضاء میں دونوں تلف ہو جائیں تو کلیتاً فائدہ مفقود ہو جاتا ہے اور دونوں کے ہونے میں جو خوشنمائی ہے وہ کامل طور پر جاتی رہتی ہے۔ لہذا دونوں کے اتلاف پر پوری دیت ایک کے ضائع ہونے پر نصف دیت ہے ۞ [4] بہرے کان کاٹ دینے کی سزا کا فیصلہ حکومتی عدل پر ہوگا ۞ [5]
چنانچہ اگر کسی شخص نے کان مروڑے اور کان نکل آئے تو قصاص نہیں تاوان ہے۔ لیکن کان کاٹ لئے تو اس میں قصاص ہے۔ بشرطیکہ کان کاٹنے کی مقدار کا اندازہ ہو۔ امام یوسف کے قول کے مطابق کان کے جوڑ میں اگر تھوڑا سا کان کاٹا جائے اور معلوم ہو کہ جوڑ سے کاٹا گیا ہے تو قصاص ہے اگر مجرم کے کان مجروح کے کان سے چھوٹے ہوں تو اس کے اختیار میں ہے کہ اس سے دیت لے یا بدلے میں چھوٹا کان کاٹے یہی حکم پھٹے ہوئے اور ناقص کان کے قصاص میں ہے ۞ [6]

دانت: دانت میں قصاص ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ والسن بالسن (اور دانت کے

---

[1] (کتاب الفقہ ص ۲۴۰) [2] (المائدہ) [3] (المائدہ) [4] (کتاب الفقہ ص ۴۵۰) [5] (کتاب الفقہ ۲۶۴) [6] (کتاب الاختیار)

marfat.com
Marfat.com

بدلے دانت) اور مجرم کا وہی دانت اکھاڑا جائے گا اور اس کے لئے ضروری ہے کہ مجرم کا دانت بھی دائمی اور مستقل ہو اگر دانت دوبارہ نکل آئے تو قصاص میں دانت نہ اکھاڑا جائے گا۔ بلکہ تعزیر ہوگی جیسا کہ قرآن نے (دانت کے بدلے دانت کا حکم دیا ہے) ٥[1] اور ابن عباس کی روایت حدیث میں دانت برابر ہیں اور دانت اور داڑھیں برابر ہیں (ابو داؤد) چنانچہ دانت اکھاڑنے میں قصاص ہے خواہ مجرم کے دانت مجروح کے دانت سے بڑے ہوں۔ اور اُکھڑے ہوئے دانت کا قصاص ریتی سے ہے۔ یہاں تک کہ گوشت تک پہنچ جائے۔ اور جو کچھ باقی رہے گا وہ گر جائے گا ٥[2] دانت کے قصاص میں انتظار کرنا ہوگا کہ وہ دوبارہ اُگ آئے تو قصاص نہیں ہے۔ خاص طور پر لڑکے کا دانت اکھیڑنے پر ایک سال کا انتظار رہے کیونکہ اس کا دانت دوبارہ نکلنے کی امید زیادہ ہے اور اس انتظار تک مجرم سے ضمانت لی جائے اور رہا کیا جائے ٥ اگر کسی کا تھوڑا سا دانت توڑا تو قصاص نہیں ہے دیت ہے ٥ اگر مدعی نے دانت کے بدلے قصاص لے لیا لیکن بعد میں مدعی کا دانت نکل آیا تو مدعی مجرم کو 1/2 دیت ادا کرے ٥[3] اگر کسی کا تھوڑا سا دانت توڑ دیا اور بقیہ سیاہ سُرخ یا سبز ہو گیا تو اس کا قصاص نہیں دیت ہے ٥[4] قصاص میں مدعی اور مجرم کے دانت کے چھوٹے بڑے ہونے کا لحاظ نہیں ٥ اگر دانت ہل گیا تو اس کے پختہ ہونے یا گر جانے کا انتظار کیا جائے گا ٥ اور اسی کی نسبت سے قصاص یا دیت نافذ ہوگا ٥[5] اگر مجرم کا وہ دانت عیب دار ہے جس کا قصاص مقصود ہے تو دانت کی دیت ہے۔ اور حکومت عدل کرے ٥ کسی زائد دانت پر قصاص نہیں۔ حکومت کا عدل ہے ٥[6] اپنی حفاظت کیلئے کسی کا دانت ٹوٹا تو قصاص یا دیت نہیں ہے ٥[7] ہر دانت کے عوض پانچ اونٹ دیت تاوان ہے ٥ حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت حدیث میں آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے۔ وفی کل سن خمس من الابل (ہر دانت کا تاوان پانچ اونٹ ہیں) ٥ اس حساب سے تمام ۳۲ دانتوں کی دیت ایک پوری اور ایک تین خمس یعنی 3/5 بنے گی ٥ انسانی جسم میں دانتوں کے علاوہ اور کوئی عضو نہیں جس کی دیت کل سے زیادہ ہو ٥ دانت کی دیت پوری بتیسی پر دیت کی مالیت سے بڑھ جاتی ہے ٥ کیونکہ ایک دانت کی دیت صرف 1/5 ہے جو مکمل دیت 20 دانتوں پر ہو جاتی ہے ٥ جبکہ باقی ۱۲ دانتوں پر مزید دیت واجب ہوگی

ہونٹ: ہونٹ مکمل کاٹ دیئے جائیں تو دیت ہے ٥ ایک کاٹا جائے تو دیت ہے 1/2 ٥ لیکن بعض فقہا کے نزدیک نچلے ہونٹ کی دیت 2/3 اور اوپر والے ہونٹ کی دیت 1/3 ہے ٥ کیونکہ نچلا ہونٹ لعاب سنبھالتا ہے جبکہ اوپر والا ہونٹ محض خوبصورتی کے لئے ہے اسی طرح مکمل ہونٹ کاٹنے پر قصاص ہے۔ بصورت دیگر دیت ہے ٥

زبان: زبان کے پورے کاٹنے پر قصاص ہے ٥ کسی جُز کے کاٹنے پر قصاص نہیں ہے ٥ لیکن بعض فقہا کا قول ہے

---

[1] (المائدہ ۴۵) [2] (فتاویٰ عالمگیری) [3] (قاضی خان) [4] (کتاب الاختیار) [5] (المحیط) [6] (قاضی خان) [7] (قاضی خان)

marfat.com
Marfat.com

کہ زبان میں سکڑنے اور پھیلنے کا عمل موجود ہے۔ لہذا اس میں یکسانیت سے قصاص لینا ناممکن ہے ○ لہذا قصاص نہیں ہے ○ لیکن اگر زبان جڑ سے کاٹ لی جائے تو قصاص ممکن ہے ○ ایک اور قول کے مطابق زبان خواہ کسی قدر ہی کیوں نہ کٹ جائے اگر اس کی صلاحیتیں ختم ہو جائیں تو قصاص ہے لیکن جیسا کہ سعید ابن مسیب کی روایت کردہ حدیث کے مطابق و فی اللسان دیتہ (اور زبان میں دیت ہے) لہذا زبان میں صرف دیت ہے ○ زبان کی دیت پوری ہے ○ اگر تھوڑی سی زبان کاٹے اور قوت گویائی چلی جائے تو پوری دیت ہے ○ اگر بعض حروف کے ادا کرنے پر قادر ہو تو اس صورت میں حروف تہجی کو پوری دیت تصور کرتے ہوئے لفظوں کے اعتبار پر دیت کا تعین کیا جائے گا ○ اور یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے ○ لیکن بعض آئمہ کا قول ہے کہ اگر اکثریت الفاظ کے ادا کرنے سے قاصر ہو تو پوری دیت ہوگی ○ اور اگر اکثریت الفاظ ادا کرنے کے قابل ہو تو حکومت عدل کر کے جرمانہ عائد کرے گی ○ اسی طرح لڑکے کی زبان کاٹنے پر جبکہ وہ بات نہ کرتا ہو تو عدالت عدل کرے گی ○ لیکن ہمارے نزدیک لڑکے یا بچے کی زبان خواہ وہ بولنے پر قادر نہ ہوا ہو پوری دیت واجب ہوگی ○ بالکل اسی طرح جیسے بچہ کے پیٹ میں مار دیئے جانے پر آنحضرت ﷺ نے غرہ واجب کیا تھا ○ لیکن گونگے آدمی کی زبان کاٹنے پر حکومت عدل کرے گی ○ جسے زبان کے دیگر فوائد کو مدنظر رکھ کر دیت یا جرمانہ کا تعین کرنا ہوگا ○[1]

عضو تناسل: عضو تناسل اگر مکمل کاٹ دیا جائے تو قصاص ہے ○ ورنہ اجزاء کے کٹنے پر قصاص نہیں ہے ○ اسی طرح خصیہ میں قصاص ہے ○ بشرطیکہ دوسرا خصیہ صحیح سالم رکھا جا سکے ○ بعض فقہا کے نزدیک قصاص نامکمل عضو کا لینا اس لیے ناممکن ہے کہ اس میں سکڑنے اور پھیلنے کا عمل ہوتا ہے ○ لیکن صرف حشفہ کے معاملے میں بھی قصاص لیا جا سکتا ہے ○ لیکن مضمحل عضو تناسل کا فیصلہ حکومت عدل کے ذمہ ہے ○[2]

لیکن آئمہ کی اکثریت اس امر پر اتفاق کرتی ہیں کہ آلہ تناسل کے کٹنے میں خواہ وہ کسی قدر ہی کیوں نہ ہو اور اس کے افعال یا صلاحیتیں ختم ہو جائیں تو قصاص ہے ○ بصورت دیگر دیت ہے ○ لیکن خصی اور مخنث کے قصاص میں حکومت عدل کرے ○ حشفہ کے کٹنے پر بھی پوری دیت ہے ○ عضو تناسل اور خصیہ کو یکے بعد دیگرے کاٹنے کی صورت میں۔ دو دیت واجب ہوگی ○ ایک خصیہ کے کاٹنے پر اگر منی پیدا کرنے کی صلاحیت جاتی رہے تو پوری دیت ہوگی ○ عورت کی شرمگاہ دونوں سرینوں کے کاٹنے پر پوری دیت ہوگی ○ عورت کا سینہ توڑنے کے نتیجہ میں منی پیدا کرنے کی صلاحیت ختم ہونے پر پوری دیت ہے ○ مقعد اور شرمگاہ کے درمیان دیوار ختم کرنے پر پوری دیت ○ شرمگاہ کاٹ ڈالنے کے نتیجہ میں جماع کے قابل نہ رہے تو پوری دیت ○ شرمگاہ کو اس قدر وسیع کر دینے کہ پیشاب نہ کر سکے تو پوری دیت ○[3]

---

[1] (بدائع الصنائع) [2] (کتاب الاختیار) [3] (فتاوی قاضی خان)

marfat.com
Marfat.com

پاؤں اور ہاتھ: پاؤں اور ہاتھ کے کاٹنے پر قصاص ہے ۝ لیکن اس صورت میں کہ جوڑ سے کاٹ دیا جائے ۝ اس کا اطلاق پوروں اور نگلیوں کے جوڑوں پر بھی ہوگا ۝ لیکن اگر کسی کا ہاتھ جوڑ سے زائد پر کٹے تو مذکورہ زخم کے اندر کے کسی جوڑ تک قصاص کا مطالبہ کرسکتا ہے ۝ یہی حکم ران، پنڈلیوں اور بازوؤں پر ہوگا ۝ اور زائد حصے کیلئے عدالت سے دیت کا مطالبہ کرے ۝ ہاتھوں میں قصاص صرف ایک ہاتھ کی حد تک لیا جائے گا ۝ کیونکہ دوسرا ہاتھ اس کی زندگی کے لئے ضروری ہے اور یہی اصول پاؤں پر بھی ہوگا ۝ دوسرے ہاتھ یا پاؤں پر قصاص کی بجائے دیت لی جائے گی ۝ ہاتھ کے مقابلے میں اگر مجرم کا ہاتھ لنجہ بھی ہو تو لنجہ ہاتھ ہی کاٹا جائے ۝ مدعی اضافی دیت کا مطالبہ کرسکتا ہے ۝ قصاص اپاج ہاتھ پاؤں یا ناکارہ ٹانگ میں نہیں ہے۔ اس پر حکومت عدل کرے گی ۝[1] دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کی دیت پوری ہے ۝ اور اس میں داہنے کو بائیں پر فوقیت نہیں ہے ۝ انگلیوں کی دیت ہاتھ اور پاؤں کی دیت کا دسواں 1/10 حصہ اور تمام انگلیاں برابر ہیں ۝ اس معاملے میں ابن عباس سے روایت حدیث کے مطابق آنحضرت ﷺ کا قول ہے کہ انگلیاں برابر ہیں ۝[2] مزید ارشاد فرمایا فی کل اصبع عشر من الابل (ہر انگلی کا دس اونٹ ہیں) ۝ اس طرح انگلی کے ہر جوڑ کی دیت تین اونٹ یعنی 3/10 تاوان ہوگا ۝ ہر انگوٹھے کا تاوان 5/10 دیت ہوگا ۝

چاروں آئمہ اس امر پر متفق ہیں کہ اگر ایک شخص نے عمداً کسی کا ہاتھ کاٹ دیا تو اس کے ہاتھ کو بھی پہنچے (گٹ) سے کاٹا جائے گا ۝ جبکہ رب العزت کا حکم ہے کہ والجروح القصاص (جراحت کے بدلے جراحت ہے) ۝[3] اور ابن مسعود سے روایت ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ لا قصاص فی العظم ہڈی میں قصاص نہیں ہے ۝[4] چنانچہ قصاص لیتے ہوئے محض جوڑ سے قصاص لیا جائیگا ۝ اور ہڈی کو کسی صورت بھی نہیں توڑا جائیگا ۝ کیونکہ اس طرح مثل قصاص لینا ناممکن ہے اور اس طرح ایک جیسی سزا دینا ناممکن ہوتی ہے ایسے معاملات میں دیت ہے ۝

سر داڑھی اور بال: سر داڑھی اور ابرو کے بال اگر کاٹنے سے دوبارہ نکل آئیں تو ان میں تاوان نہیں ہے ۝ لیکن اگر نہ نکلیں تو دیت ہے ۝ اور اگر بال نکل آئیں تو حکومت عدل کرے ۝ سر داڑھی اور ابرو کے بالوں کے علاوہ دوسرے بالوں کے دیت نہیں ہے ۝ کیونکہ ایک روایت کے مطابق فرشتے ہروقت درود کرتے ہیں کہ سبحان من زین الرجال باللحیی وانساء باالزوائب (پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی اور عورتوں کو زلفوں سے آراستہ کیا) ۝ بالوں میں ایک سال تک دیت کی وصولی میں تاخیر کی جائے گی ۝ اگر بال نہ نکلیں۔ امام ابوحنیفہ کے مطابق دیت ہے ۝ لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک حکومت عدل کرے گی ۝[5] سینہ اور کلائی وغیرہ کے بالوں پر دیت نہیں ہے

---

[1] (کتاب الفقہ ۲۶۴) [2] (ابوداؤد) (مشکوٰۃ شریف) [3] (المائدہ ۴۵) [4] (کتاب الفقہ ص ۳۴۰) [5] (کتاب الاختیار)

marfat.com
Marfat.com

ابرو کو مونڈ دینے اور پھر نہ نکلنے پر دیت واجب ہےo پلکوں کی دیت ایک آنکھ کے اوپر اور نیچے سمیت 1/2 ہےo سر اور بالوں میں عمد اور خطاء برابر ہیںo آدھی داڑھی پر آدھی دیت ہےo آدھی داڑھی سے کم پر حکومت عدل کرے گیo اگر خوبصورتی کا سبب داڑھی نہ بنتی ہو تو پھر حکومت عدل کرےo داڑھی مونڈنے کے بعد بال سفید نکل آئیں تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک حکومت عدل کرے گیo مونچھ مونڈنے پر حکومت عدل کرے گیo [1] اگر مونڈنے پر دوبارہ بال نکل آئیں تو مجرم کو صرف تعزیری سزا ہو گیo

عورت کی چھاتیاں: عورت کی دونوں چھاتیاں کاٹنے پر پوری دیت ہےo اسی طرح سرپستان (گھنڈیاں کاٹنے پر) بھی پوری دیت ہےo بعض فقہا اس امر میں شرط عائد کرتے ہیں کہ دودھ آنا بند ہو جائےo لیکن ہمارے نزدیک چھاتیوں سے صرف دودھ آنا ہی خصوصیت نہیں بلکہ چھاتیاں عورت کی خوبصورتی میں بھی اضافے کا باعث بنتی ہیںo چنانچہ اس میں ایک چھاتی پر نصف دیت ہو گیo

شریعت کے مزید قوانین: مذکورہ بالا تفصیلات کے علاوہ اتلاف عضو کے اس دفعہ کے بارے میں مزید قوانین اور ضوابط برطابق شریعت درج ذیل ہیں۔ مثلاً

ایک مجرم پر ایک سے زائد بار دیت کا نفاذ ہو سکتا ہے۔ اگر اس شخص نے ایک سے زائد زخم لگائے۔ آئمہ اکرام کے مطابق درج ذیل جراتوں پر متعدد دیت کا نفاذ ہو سکتا ہے۔

(۱) عقل (۲) سماعت (۳) بصارت (۴) قوت شامہ (۵) گویائی (۶) آواز (۷) ذائقہ (۸) چبانا (۹) مادہ تولید کا انزال (۱۰) حمل کی قوت (۱۱) اظہار مدعا کرنا (۱۲) جماع کی اہلیت (۱۳) پکڑنے کی قوت (۱۴) چلنے کی قوت (۱۵) بال تراشنا (۱۶) کھال اتارنا وغیرہ۔ اسی طرح گہرے زخموں میں پیٹ پھاڑنا، ہڈیوں کا توڑنا اور دیگر جرائم۔ یعنی ہاتھ و پاؤں کا کاٹنا وغیرہ جن پر قصاص ہے۔ کے علاوہ جرائم پر خون بہا کا دسواں حصہ 1/10 حصہ دیت ہر جراحت پر ہو گی۔

زخموں میں قصاص پر تاخیر: قصاص لینے میں تاخیر کا فلسفہ آنحضرت ﷺ کا حکم ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا لیستانی فی الجراحات سنته (زخموں کے قصاص کے لئے ایک سال کا انتظار کیا جا سکتا ہے)o کیونکہ قصاص کے لئے زخموں کے اندر مال یا جان لیوا ہونے کا ثبوت بنیادی ضرورت ہےo اسی طرح قصاص کا مجرم مریض ہو یا سخت سردی یا گرمی کا موسم ہو یا ایسا متوقع ہو کہ مجرم کو سزا میں لگائے جانے والے زخم سے مر سکتا ہو تو قصاص میں تاخیر ضروری ہےo لیکن جان کا قصاص فوری لیا جائے گاo قصاص یا تعزیراً اگر کوئی زخم صحت مند ہونے کے بعد بھی اپنا عیب نہ

---

[1] (فتویٰ قاضی خان) [2] (قاضی خان)

marfat.com
Marfat.com

چھوڑے۔ تو قصاص واجب ہوگا O بصورت دیگر تعزیر اور حکومت عدل کرے گی O

حاملہ عورت کا قصاص: حاملہ عورت سے قصاص کے لئے ضروری ہے اور آئمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ حاملہ عورت سے قصاص اس وقت تک نہ لیا جائے گا جب تک اس کا بچہ پیدا ہونے کے بعد دودھ کے لئے اپنی ماں سے بے نیاز نہ ہو جائے۔ یا نفاس ختم نہ ہو جائے۔ یہ حکم نہ صرف جان کے قصاص میں ہے بلکہ جان سے کم قصاص یعنی اعضاء کے قصاص میں بھی ہے کیونکہ زخم اور خون بہنے کے سبب بچہ ضائع ہونے کا احتمال ہو سکتا ہے۔ درج بالا تمام احکامات مذکورہ کتب کے حوالہ جات کے علاوہ درج ذیل کتب سے بھی لیے گئے ہیں O [۱]

عدالتی فیصلے: جب زخمی کے ساتھ ملزم کی روبرو عدالت صلح ہوگئی۔ اور اس امر میں ضمانت کی درخواست کے ساتھ ساتھ ملزم کی بریت کا فیصلہ بھی عدالت نے کیا۔ تو ایسی صورت میں صلح سے انحراف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عدالتی ریکارڈ کو سچائی کی حیثیت حاصل ہے۔ اور یہ مصدقہ اصول قانون ہے۔ کہ ایک دفعہ صلح ہو جائے تو عدالت کو اس صلح سے انحراف کو قبول کرنا غلط ہوگا O [۲] ملزم پر ناک اور ہونٹ چبانے کا الزام۔ چالان نہ پیش کیا جا سکا ہو۔ وقوعہ کو آٹھ ماہ گزر جائیں جبکہ ہونٹ اور ناک مشترکہ ملزمان سے ایک ہی وقت میں نہ چبائے جا سکتے ہوں۔ تو مقدمہ مزید تفتیش کا ہے۔ لیکن ان تمام قانونی تقاضوں کے باوجود ہونٹ اور ناک کا چبایا جانا جرم کی نوعیت کو خطرناک بنا دیتا ہے۔ ضمانت منسوخ ہوئی O [۳]

ضرر کے بارے میں شریعت کے احکامات کی بنیاد قرآن الحکمت سے ماخذ ہے۔ جیسا کہ کلام اللہ میں ارشاد ہے۔ وکتبنا علیھم فیما ان النفس بالنفس والعین بالعین، والانف بالانف والا ذن بالا ذن والسن بالسن و الجروح قصاص O [۴]

ترجمہ۔ اور لکھا گیا کی جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ۔ کان کے بدلے کان۔ دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں مساوات ہے۔

حدیث مبارکہ میں بھی اسی سے مماثلت میں حکم ہوا ہے۔ کہ حضرت علی ابن ابی طلحہ اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے۔ جس کی روایت ابن جریر نے کی کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قصاص میں جان کے بدلے جان کو قتل کیا جائے، آنکھ کے بدلے آنکھ پھوڑی جائے۔ ناک کے بدلے ناک کاٹ دی جائے اور دانت کے بدلے دانت اور زخم کے بدلے زخم سے لیا جائے گا اور اس حکم میں عورت اور مرد یکساں ہیں O [۵]

---

[۱] (ہدایہ ج ۴۔ ابواب الایات ص ۵۹۲۔ فتاویٰ عالمگیری ج ۹ ص ۳۳۲ تا ۳۳۷) [۲] (1995MLD563 - 1998SCMR466 - 1996Pcrjl1107 -)
[۳] (LRP2002CR495 [۳] (PLJ1996CRC(Lh)1604)(PLJ1996CRC(Lh)178) [۴] (المائدہ۔ ۴۵) [۵] (ابن جریر)(مشکوٰۃ شریف)

marfat.com
Marfat.com

دفعہ ۳۳۵ اتلاف صلاحیت عضو (Itlaf-i-salahiyyat-i-udw)

جو کوئی کسی دوسرے شخص کے جسم کے کسی عضو کی کارکردگی یا صلاحیت کو زائل کر دے۔ یا مستقل طور پر نقصان پہنچائے یا عضو کی ہیئت کو مستقل طور پر بگاڑ دے تو کہا جائے گا کہ وہ اتلاف صلاحیت عضو کا باعث ہوا ہے۔

تشریحات

اس دفعہ میں مذکورہ جرائم سے مراد کسی عضو سے حاصل ہونے والے فوائد کا نقصان ہو جانا ہے ۰ مثلاً کان کی قوت سماعت ۰ آنکھ کی قوت بصارت ۰ جسم کی چھونے کی طاقت ۰ محسوس کرنے کی قوت ۰ زبان کی قوت ذائقہ ۰ زبان کی قوت گویائی ۰ زبان کی کھانے میں مدد کی طاقت ۰ مرد کی قوت جماع ۰ عورت کی قوت تولید اور حمل ۰ ہاتھوں کی قوت گرفت ۰ پاؤں کی قوت رفتار ۰ جسم کو سہارنے کی طاقت ۰ دانت کی چبانے کی صلاحیت ۰ دانت کا ظاہری ۰ حسن عقل کی قوت اور اس کی سوچ وچار ۰ وغیرہ خواہ ختم ہو جائیں یا ان میں کمی یا بیشی واقع ہو تو اسے اتلاف صلاحیت عضو کہا جائے گا ۰ قصاص و دیت میں شریعت میں ایک واضح اصول یہ ہے کہ اگر کوئی عضو کسی شخص کے زیادتی کرنے پر اپنی پوری صلاحیت کارکھو دے، یا وہ خوبی جو اس کے مکمل ہونے کی حالت میں تھی بالکل جاتی رہے۔ تو پوری دیت ہے جسے ارش بھی کہا جائے گا ۰ عمداً یا خطاً کسی شخص نے سر پر چوٹ لگائی جس سے عقل جاتی رہی یا تھپڑ مارا اور سماعت جاتی رہی۔ آنکھ میں چوٹ لگائی جس سے بینائی جاتی رہی تو یہ تمام جرائم اتلاف صلاحیت عضو میں شامل ہوں گے ۰ اسی طرح عورت پر تشدد کے نتیجہ میں اس کی قوت تولید یا منی پیدا کرنے کی صلاحیت جاتی رہی ۰ مرد کے خصیے دبا دینے سے منی پیدا کرنے کی صلاحیت کو نقصان پہنچا ۰ ہاتھ مروڑ دینے سے انگلیوں کی قوت گرفت جاتی رہی وغیرہ ۰

ان تمام جرائم میں مذکورہ صلاحیتوں کا پتہ لگانے کے لئے آیا فہم۔ سماعت۔ بینائی۔ گویائی یا دیگر اعضاء کی صلاحیت کا مکمل ختم ہوئی یا کسی قدر کم ہوئی یا۔ کیا ممکن ہے کہ وہ صلاحیت کا روا پس لوٹائی جا سکتی ہے۔ کا تجزیہ کرنے کے لئے ماہرین حکومت مقرر کرے گی جو اپنے مخصوص ٹیسٹ کر کے نتیجہ دیں گے۔ جن پر انحصار کر کے قاضی فیصلہ صادر کرے گا ۰ اگر مذکورہ صلاحیتیں وقت کے ساتھ لوٹ آنے کا امکان ہو ۰ یا کسی بھی دیگر ذریعہ یا علاج سے لوٹانی ممکن ہوں تو قاضی قصاص یا مکمل دیت کی بجائے نقصان کا تعین کر کے یا اخراجات علاج کی حد تک مناسب حکم دے گا ۰

قانونی فیصلے: اتلاف صلاحیت عضو کو بھی تعزیرات پاکستان میں ضرب شدید (Grievous Hurt) میں شمار کیا جائے گا ۰ ناک اور کان پر مستقل زخم جو اتلاف صلاحیت عضو ہے۔ زیر دفعہ 305 تعزیرات پاکستان میں قابل سزا

marfat.com
Marfat.com

ہیں۔فریقین صلح پر آگئے۔چنانچہ -/1,50,000 بطور ارش ادا کرنے کا 36 برابر اقساط میں ادا کرنے کا حکم ہوا ۱
لیکن یہ زخم (Permanent) مستقل شکل بگاڑنے کے ضمن میں نہ آتے تھے۔جیسا کہ BBC انگلش ڈکشنری کے مطابق مستقل بگاڑ شکل سے مراد ایسا نشان جو انسانی شکل کو بدصورت کردے۔بدشکل کرنے سے مراد شکل بگاڑنا، چہرہ مسخ کرنا، جسکے لئے چہرے کو نشان کنندہ کرنا، دھبہ لگانا، ایسا کام وغیرہ کے جس سے خوبصورتی میں بگاڑ یا تبدیلی واقع ہو جائے۔اور اسطرح چہرہ کے توازن میں فرق آجائے۔بھی اتلاف صلاحیت میں جرم ہوگا ۲ کم وبیش یہی ترجمہ آکسفورڈ ڈکشنری نے الفاظ کے معمولی ردوبدل سے کیا ہے۔اور یہ تمام تعریفات دفعہ 335 تعزیرات پاکستان میں اتلاف صلاحیت عضو میں چہرے کے حوالے سے اور دفعہ 320 سابقہ تعزیرات پاکستان میں ضرر شدید کے زمرے میں وضاحت کرتی ہیں۔

ملزم کے خلاف اغواء کے علاوہ قتل کی کوشش زیر دفعہ 324 اور زخمی کرنے کیلیے زیر دفعہ 335-336 اور 337 کے علاوہ وقوعہ میں پانچ افراد قتل ہوئے۔جنہوں نے اپنی لڑکی کا ہاتھ قاتل کے ہاتھ دینے سے انکار کردیا۔عدالت نے ہر قتل کے بدلے قتل کرنے کی سزا کا حکم دیا۔جس میں اپیل عدالت عالیہ نے خارج کردی۔عدالت عظمی نے قرار دیا کہ ملزم نے پانچ بے رحمانہ قتل کیے۔جسکے لیے اس نے قبل از قتل پلاننگ کی۔ایسے ملزم کو رعایت نہ دینی چاہیے۔اس اپیل کی سماعت کیلیے زائد المعیاد کو منظور کرلیا گیا ۳ ملزم نے اپنی سابقہ بیوی کو زخمی کیا اور اسکی والدہ کو بھی زخمی کیا جس میں سابقہ بیوی کا چہرہ مسخ کردیا۔عدالت عظمی نے الزام کی وضاحت کیلیے اور کس دفعہ میں آتا ہے کے معاملے کا تجزیہ کرنے کیلئے اپیل کی اجازت دی ۴ کیونکہ زخمی کو زخم مستقل نوعیت کے آئے میڈیکل رپورٹ اتلاف صلاحیت عضو کی تھی۔جیسا کہ دفعہ 335 میں قرار دیا گیا ہے۔اگر فریقین صلح پر آمادہ ہوتے۔اور عدالت نے -/1,50,000 بطور ارش 36 اقساط میں ادا کرنے کا حکم دیا۔یہ بھی قرار دیا گیا۔کہ چہرہ مسخ کرنا ناک اور آنکھ وغیرہ کے اتلاف صلاحیت کو دفعہ 337-Q اور دفعہ 333 کے حوالے سے بھی ملاحظہ کرنا ہوگا ۵

---

۱ (2002SCMR923) ۲ (2002SCMR1858) ۳ (2002SCMR923)
۴ (AIR1950AJ13 - 2002SCMR923)

marfat.com
Marfat.com

دفعہ ۳۳۶: اتلاف صلاحیت عضو کی سزا (Punishment of itlaf-i-salahiyyat-i-udw)

جو کوئی کسی شخص کو اس کے ذریعے ضرر پہنچانے کی نیت سے یا یہ جانتے ہوئے کہ اس کا کسی شخص کو ضرر پہنچانے کا امکان ہے۔ کوئی فعل کر کے کسی شخص کے اتلاف صلاحیت عضو کا باعث ہو۔ تو اسے مجاز طبی افسر کے مشورے سے قصاص کی سزا دی جائے گیا اور اگر اسلامی احکام کے مطابق مساوات کے اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قصاص کی تعمیل ممکن نہ ہو تو مجرم ارش کا مستوجب ہوگا۔ اور اسے بطور تعزیر کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی ہی مدت کے لئے دی جا سکے گی۔ جو دس سال تک ہو سکتی ہے۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔ناقابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔۱۰ سال قید یا ارش / قصاص۔۔سیشن کورٹ

تشریحات

اس دفعہ میں سب سے پہلے یہ وضاحت تو یہ کر دی جائے کہ اس دفعہ ہذا میں شریعت میں سزا کے اصولوں کے مطابق اتلاف صلاحیت عضو کو شبہ العمد قرار نہیں دیا جا سکتا۔ چنانچہ عبارت میں جہاں بھی شبہ العمد کا انداز اختیار کیا گیا ہے۔ وہ محض عمد ہے۔ اور دیگر صورتوں میں خطاء ہے۔ لیکن سزا میں عمد اور خطا میں امتیاز نہیں ہے۔ نیز تشریحات میں جہاں کہیں دیت کا ذکر آئے وہاں اُسے بمعنی ارش تصور کیا جائے گا۔

سزا میں اصول کی بنیاد فمن اعتدی علیکم فاعتد و علیه بمثل ما اعتدیٰ علیکم (ترجمہ۔ تم پر جو زیادتی ہو تم بھی اس پر زیادتی کرو اس کے مثل) مزید ارشاد ہے۔ وان عاقبتم فعاقبو مثل عوقبتم یجزی الا مثلھا (ترجمہ۔ جو بدی کرے تو اس کو اس کے مثل جزا دی جائے) انہی آیات کے حوالے سے فقہا نے درج ذیل اصول وضع کئے ہیں۔

اصل کے بدلے میں اس کی مثل کے سوا کوئی دوسری چیز نہ لی جائے (مثلاً ہاتھ کے بدلے ہاتھ) ○ قصاص صرف جوڑ سے کاٹنے میں ہے۔ لہذا کلائی۔ بازو۔ پنڈلی۔ ران۔ سرین کے گوشت۔ رخساروں۔ پیٹھ۔ پیٹ کے گوشت۔ سر کی جلد اور ہاتھوں کی جلد میں قصاص نہیں ہے ○ مجرم ایک سے زیادہ ہوں تو قصاص نہیں ہے۔ کیونکہ ایک کے بدلے دونوں کے عضو قصاص میں کاٹنا غلط ہوگا۔ لیکن حضرت عمرؓ کے فیصلوں کے حوالے سے مجرموں سے قصاص لینے میں ایک کے بدلے دو یا زیادہ عضو کاٹنا غلط نہیں ہے ○ اگر ایک شخص متعدد آدمیوں کے ہاتھ کاٹ دے تو اس کا ہاتھ قصاص میں کاٹا جائے گا۔ امام شافعی کے نزدیک پہلے ہاتھ کے بدلے قصاص ہے۔ جبکہ باقی ہاتھوں میں دیت دینا ہوگی ○ ہر عضو میں قصاص ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ صحت مند آنکھ کے بدلے غیر صحت مند آنکھ یا صحت مند عضو کے بدلے بیمار عضو کا قصاص

marfat.com

Marfat.com

نہیں ہے ○ اگر کوئی عضو اپنی پوری صلاحیت کھو دے یا وہ خوبی اس کے مکمل ہونے کی حالت میں تھی بالکل جاتی رہے یا اس کو کسی قدر نقصان پہنچے تو دیت ہے۔ جیسے ضرب سے عقل، سماعت، بینائی وغیرہ جاتی رہے ○ غیر طبیب شخص کے کہنے پر آنکھ میں دوائی ڈلوانے کے نتیجہ میں بینائی جاتی رہے تو وہ شخص بینائی جانے کا ذمہ دار ہے لیکن اگر اپنی مرضی سے دوائی ڈلوائی تو تاوان نہیں ہے ○[۱] طبیب یا ڈاکٹر کی کوتاہی سے اگر کوئی نقصان ہو تو طبیب یا ڈاکٹر اس کے لئے ذمہ دار ہو گا ○ دیت یا تاوان کا فیصلہ زخم مندمل ہونے یا زخم کی کیفیات کے لئے انتظار کے بعد مقرر کیا جائے گا۔ کیونکہ زخم جسم میں سرایت کر کے ہلاکت کا باعث بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ زخم کی دیت کا حکم نتائج پر ہو گا۔ (اس امر میں ضروری تبدیلیاں قانون میں وقت کا تقاضا ہیں بصورت دیگر قاضی کو اس سلسلہ میں خیال رکھنا ہو گا) ○ تھپڑ مارنے پر قصاص نہیں۔ اسی طرح ایسا زخم جس کا وجود نہ ہو۔ پر بھی قصاص نہیں لیکن اس میں حکومت عدل کرے اور تعزیر کا نفاذ کرے گی۔ کیونکہ اگرچہ ایسے افعال سے جسم کو بظاہر کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ لیکن ایسے زخموں کا تعلق دماغ اور روح سے ضرور ہوتا ہے۔ جو وجہ عناد کا باعث بن سکتے ہیں۔ جن کا سد باب نہ کرنے کی صورت میں بڑے جرائم پیدا ہو سکتے ہیں اور اگر سزا دی جائے تو حکومت پر اعتماد قائم ہوتا ہے ○ ڈاکٹر یا طبیب زخم کی مقدار کا تعین غلط کریں۔ اور زخم زیادہ بتائیں اور ثابت ہو جائے کہ ڈاکٹر بدنیتی یا رشوت یا سفارش کے نتیجہ میں زخم کا تعین غلط کیا ہے تو ڈاکٹر اس زخم کے نتیجہ میں دی گئی سزا کا مکلف ہو گا اور ڈاکٹر کو اس زائد زخم کے نتیجہ کا قصاص یا دیت ادا کرنا ہو گی۔ لیکن اگر کم بتایا۔ خواہ مذکورہ زخم کے نتیجہ میں زخمی مر گیا تو ڈاکٹر یا طبیب پر الزام نہیں ہے ○[۲] عمداً کوڑے سے مارنے پر قصاص ہے۔ خواہ اس سے کوئی زخم واقع ہو یا نہ ہو کیونکہ تازیانے کا استعمال صرف شرعی سزا میں ہو سکتا ہے۔ کسی دیگر شخص کو ایسا کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا ○[۳] چنانچہ عقل کے جانے پر پوری دیت ہے ○ سماعت ختم ہونے پر بھی پوری دیت ہے ○ بینائی کے زائل ہو جانے پر بھی پوری دیت ہے ○ آنکھ کی بینائی جانے کا قصاص ممکن ہے ○ ایک کان کی سماعت یا ایک آنکھ کی بینائی ضائع ہونے کی نصف دیت ہے ○ حضرت عمرؓ نے ایسے جرائم جراحت رسانی کے عوض جن میں عقل۔ طاقت گفتگو، سننے اور دیکھنے کی صلاحیتیں ضائع ہونے پر چار گنا دیت کا فیصلہ فرمایا ○[۴] سونگھنے کی حس ختم ہونے پر پوری دیت ہے ○ قوت ذائقہ پر بھی پورا تاوان ہے ○ حواس خمسہ میں کسی بھی حس کے ضائع ہونے پر پورا تاوان ہے ○ دانت ضائع ہونے سے چبانے کو قوت ضائع ہوتی ہے۔ یا مسوڑھے دباؤ کی قوت سے عاری ہوتے ہیں تو پوری دیت ہے ○ ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جانے سے مادہ تولید ختم ہو جاتا ہے۔ تو پورا تاوان ہے ○ اسی طرح عورت کی صلاحیت حمل ختم ہونے پر بھی پورا تاوان ہے ○

---

۱ (ابن الصلاح) (بدائع الصنائع) ۲ (کتاب الفقہ) ۳ (بدائع الصنائع) ۴ (کتاب الفقہ ص ۶۴۰)

marfat.com
Marfat.com

خصیوں کی صلاحیت ختم ہونے پر بھی پورا تاوان ہے ٥ اگر کسی عضو کے زخمی ہونے کے بعد اس کی صلاحیت میں کمی واقع ہوئی ہے یا زخم کے باعث مثلاً ہاتھ یا پاؤں شل ہو گیا یا آنکھ کی بینائی جاتی رہی تو پورا تاوان ہے ٥ کسی اپاہج کا کوئی ہاتھ پوری طرح کارآمد ہو تو قصاص واجب ہونے کی صورت میں اس ہاتھ کو سالم تصور کیا جائے گا ٥ ضرب لگا کر کسی شخص کی پیٹھ توڑ دی اور کبڑا کر دیا تو پورا تاوان ہے ٥ عورت کی اندام نہانی کے اوپر دو لبے ہوتے ہیں جنہیں (شفرین) کہا جاتا ہے۔ جو ہڈی کے اوپر ہوتے ہیں۔ کے عوض عورت پورا تاوان لے گی ٥ عضو تناسل کا سر نفس یعنی (حشفہ) اگر پہلے ہی کٹا ہوا اور مزید کاٹ دیا گیا تو حکومت عدل کرے گی ٥ جبڑے کی ہڈی ٹوٹنے پر اگر ایک ٹوٹی تو نصف تاوان ہے ٥ لیکن اگر جبڑے کی صلاحیت جاتی رہی تو پورا تاوان ہے ٥ کولہے جوران اور پیڈ کے جوڑ پر ابھرے ہوئے ہیں۔ زخمی ہوں تو پورا تاوان ہے ٥ اگر کسی عضو کی پوری کھال اتار دی جائے تو اس عضو کی پوری دیت ہے ٥ بشرطیکہ کھال کے دوبارہ نکل آنے کی توقع نہ ہو ٥ اگر ہنسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی تو اس کا فیصلہ دیگر ہڈیوں کی طرح ہوگا ٥ اور اس کا تاوان ایک اونٹ ہے ٥ اس معاملہ میں مقدمہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا۔ اور صحابہ نے مخالفت نہیں کی ٥ [1] اگر ریڑھ کی ہڈی پر چوٹ کے نتیجے میں دونوں پاؤں بے کار ہو گئے ٥ اور اگر اسی چوٹ سے ساتھ ہی مادہ تولید ضائع ہو جائے تو دوہرا تاوان بھی واجب ہوگا ٥ لیکن بعض فقہا ریڑھ کی ہڈی پر چوٹ کے اتلاف سے دوہرے نقصان پر بھی ایک ہی تاوان عائد کیا ہے ٥ [2] لیکن حقیقت یہ ہے کہ ریڑھ کی ہڈی بھی اگر ٹوٹ جائے تو اس پر تیسرا تاوان بھی ہونا چاہیے ٥ اس فیصلہ کے لئے استدلال حضرت عمرؓ کا اوپر بیان کردہ فیصلہ سے ہے ٥ دونوں ہونٹوں کے لئے ان کی حسن۔ لعاب کی حفاظت اور کلام میں استعمال ہونے کی وجہ سے ان پر پورا تاوان ہے ٥

عدالتی فیصلے: عدالت عظمیٰ نے اس معاملے پر غور کرنے کیلئے اپیل کی اجازت دی کہ آیا کسی مجرم کا اپنی بیوی کا ناک اور کان کاٹ دینے کے نتیجہ میں جرم 337Q میں آئے گا۔ یا 336 تعزیرات پاکستان میں کیونکہ ناک اور کان پر کاٹنے کے نتیجہ میں زخم کی نوعیت مستقل ہے۔ جو میڈیکل رپورٹ میں اتلاف صلاحیت عضو قرار دیا گیا ہے۔ جو کہ دفعہ 335 میں بیان کی گئی ہے جو کہ دفعہ 336 میں قابل مواخذہ سزا ہے۔ چنانچہ ارش کے علاوہ پانچ سال قید بطور تعزیر سنائی گئی۔ دوران سماعت ہی فریقین کے درمیان صلح ہو گئی۔ چنانچہ ارش کی ادائیگی 36 اقساط میں ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور عدم ادائیگی اقساط گرفتار کیا جائے گا۔ کان، سر، ناک کاٹنا مستقل بدشکلی کے ضمن میں آتا ہے۔ اور اس پر ارش دیت کے مقابل کی جا سکتی ہے؟ اور کیا یہ دفعہ 337Q میں اتلاف عضو جسم میں آ سکتا ہے ٥ [3] زخم کے تاوان کا تعین مذکورہ عضو کے اتلاف کے تاوان سے کیا جائے گا نہ کہ جان کی دیت سے ٥

---

[1] (کتاب الفقہ) [2] (بدائع الصنائع) [3] (LRP2002CR(SC)408)

marfat.com

Marfat.com

میڈیکل بورڈ نے پہلے سرجن کی رائے سے اختلاف کیا۔ جس کی وجہ سے جرم 337/U تعزیرات پاکستان ارش برائے دانت۔ جو دیت کا 1/20 حصہ بنتا ہے۔ دیگر سزا تجویز نہ ہے۔ مزید تفتیش کے سبب ضمانت منظور ہوئی [۱] ملزم نے اپنی سابقہ بیوی کو زخمی کیا اور اسکی والدہ کو بھی زخمی کیا جس میں سابقہ بیوی کا چہرہ مسخ کر دیا۔ عدالت عظمی نے الزام کی وضاحت کیلیے اور کس دفعہ میں آتا ہے کے معاملے کا تجزیہ کرنے کیلیے اپیل کی اجازت دی [۲] کیونکہ زخمی کو زخم مستقل نوعیت کے آئے میڈیکل رپورٹ اتلاف صلاحیت عضو کی تھی۔ جیسا کہ دفعہ 335 میں قرار دیا گیا ہے۔ اگر فریقین صلح پر آمادہ ہوتے۔ اور عدالت نے -/1,50,000 بطور ارش 36 اقساط میں ادا کرنے کا حکم دیا۔ یہ بھی قرار دیا گیا۔ کہ چہرہ مسخ کرنا ناک اور آنکھ وغیرہ کے اتلاف صلاحیت کو دفعہ 337-Q اور دفعہ 333 کے حوالے سے بھی ملاحظہ کرنا ہو گا [۳] تین زخمی افراد میں سے صرف ایک شخص نے میڈیکل سرٹیفکیٹ حاصل کیا ملزم ایک سال سے زائد زیر حراست ہے۔ جبکہ گواہان نے ملزم کے بارے میں مشکوک شہادات پیش کیں [۴]

دفعہ ۳۳۷ شجہ (Shajjah)

ا:۔ جو کسی شخص کے سر یا چہرے پر ایسا زخم لگائے جو اتلاف عضو یا اتلاف صلاحیت عضو کی تعریف میں نہ آتا ہو تو کہا جائے گا کہ وہ شجہ کا باعث ہوا ہے۔

(۲) شجہ کی حسب ذیل اقسام ہیں یعنی۔

(الف) شجہ خفیفہ (ب) شجہ موضحہ (ج) شجہ ہاشمہ

(د) شجہ منقلہ (ہ) شجہ آمہ (و) شجہ دامغہ

(۳) جو کوئی اس طرح شجہ کا باعث ہو کہ

(اول) شخص متضرر کی ہڈی نمایاں نہ ہو تو شجہ خفیفہ کا باعث ہوا۔

(دوم) شخص متضرر کی ہڈی نمایاں ہو جائے لیکن وہ ٹوٹی نہ ہو تو کہا جائے گا کہ وہ شجہ موضحہ کا باعث ہوا ہے۔

(سوم) شخص متضرر کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ لیکن اپنی جگہ سے ہٹی نہ ہو تو کہا جائے گا کہ وہ شجہ ہاشمہ کا باعث ہوا ہے۔

---

[۱] (1993Pcrlj623) (1998SCMR1528) (1996SCMR1845) (2001Pcrlj1668) [۲] (2002SCMR923)
[۳] (AIR1950AJ13-2002SCMR923) [۴] (2002SCMR1412)

marfat.com
Marfat.com

(چہارم) شخص متضرر کی ہڈی ٹوٹ جائے اور زخم دماغ کی جھلی تک پہنچ جائے تو کہا جائے گا کہ وہ شجہ آمہ کا باعث ہوا ہے۔

(پنجم) شخص متضرر کی ہڈی ٹوٹ جائے اور اس کی وجہ سے ہڈی اپنی جگہ سے ہٹ گئی تو کہا جائے گا کہ شجہ منقلہ کا باعث ہوا ہے۔

(ششم) شخص متضرر کی کھوپڑی ٹوٹ جائے اور زخم سے دماغ کی جھلی پر ورم آجائے تو کہا جائے گا کہ شجہ دامغی کا باعث ہوا۔

تشریحات

علماء اور فقہا نے زخموں کی دو اقسام بیان فرمائی ہیں۔(۱) شجہ (وہ زخم جو سر اور چہرے پر آتے ہیں) (۲) جراحت (جو جسم کے دیگر حصوں پر آتے ہیں) [1]

شجہ سے مراد وہ زخم ہے جو سر اور چہرے پر اس زخم پر ہے جو ہڈی کی جگہوں پر ہو۔ مثلاً پیشانی۔ رخسار کا وہ حصہ جس کے نیچے ہڈی ہو۔ کنپٹیاں اور ٹھوڑی۔ چنانچہ رخسار کا وہ حصہ جہاں ہڈی نہیں ہے۔ شجہ میں نہیں ہے۔ شجہ کا لفظ شجاج سے ماخذ ہے اور شجہ رسید شخص سے مراد نشان زدہ شخص ہے جس کا تعلق ظاہری حسن سے ہے۔

شجہ / شجاج کی فقہا نے گیارہ اقسام بیان فرمائی ہیں۔ جبکہ اس دفعہ میں چھ مذکورہ ہیں۔ فقہا کی بیان کردہ گیارہ اقسام درج ذیل ہیں۔

(۱) خارصہ وہ زخم جو جلد میں خرص کر دے۔ یعنی جلد چھل جائے لیکن خون نہ نکلے۔

(۲) دامعہ وہ زخم جس سے خون ظاہر ہو۔ لیکن خون باہر نہ نکلے (دمع کے معنی آنکھ میں آنسو ہے)

نوٹ: خارصہ اور دامعہ زخموں سے پہلے کی صورت کو فرسودگی جلد (Abras ons) کہا جائے گا۔ اس قسم کے زخم میڈیکولیگل میں Contusion or Bruise جسے رگڑ یا خراش سے تعبیر ؛ جاتا ہے۔

(۳) دامیہ وہ زخم جس سے خون بہہ نکلے۔

(۴) باضعہ وہ زخم جو جلد کو (گوشت کو کاٹ دے) بضع لفظ کے معنی لحم (گوشت) ہے۔

نوٹ: درج بالا اقسام زخم میڈیکولیگل میں Laceration بے قاعدہ پھٹا ہوا خون آلود غلیظ ر . کیا جاتا ہے۔

(۵) متلاحمہ وہ زخم جو گوشت تک پہنچے یعنی باضعہ سے زیادہ ہو۔ اس تعریف کو امام یوسف نے بیان کیا . . . امام محمد کا

---

[1] (ہدایہ ج ۴ ص ۵۹۱)

marfat.com
Marfat.com

قول ہے کہ متلاحمہ باضعہ سے پہلے ہے اور وہ ایسا زخم ہے کہ گوشت میں سے خون نکلے اور وہ سیاہ ہو جائے۔

(۶) سمحاق وہ زخم ہے جو دماغ کی ہڈی اور گوشت کے درمیان اس باریک جھلی تک پہنچ جائے۔ اس جھلی کا نام سمحاق ہے

نوٹ: یہ تمام زخم میڈیکولیگل میں Incised زخم (کٹ) شمار ہوتے ہیں۔

(۷) موضحہ وہ زخم جو سمحاق کو کاٹ کر ہڈی کو واضح کر دے۔

(۸) ہاشمہ وہ زخم جو ہڈی کو توڑ دے۔

(۹) منقلہ وہ زخم جو ہڈی کو توڑنے کے بعد اس کو منتقل کر دے یعنی اپنی جگہ سے ہٹا دے۔

(۱۰) آمنہ وہ زخم ہے جو ام الدماغ (ہڈی کے دماغ کی جھلی کا نام ہے) تک پہنچے۔

(۱۱) دامغہ وہ زخم ہے جو امام الدماغ یعنی مذکورہ دماغ کی جھلی کو پھاڑ دے۔

زخموں کے بارے میں میڈیکل سائنس نے جو اقسام بیان کی ہیں۔ انکا ذکر دفعہ 332 میں کیا گیا ہے۔[۱]

امام محمد کے نزدیک شجہ کی صرف ۹ اقسام ہیں۔ ان میں خارصہ اور دامغہ کا ذکر نہیں ہے۔ ان کے نزدیک خارصہ کا اثر باقی نہیں رہتا جبکہ دامغہ کے بعد انسان کا عام طور پر زندہ رہنا ممکن نہیں ہے۔ جس کا قصاص ہے۔ چنانچہ اسے شجاج سے خارج کر دیا گیا ہے۔[۲] امام مالک نے ہاشمہ کو ان اقسام سے خارج قرار دیا ہے۔ جبکہ باقی اقسام میں امام حنیفہ سے اتفاق کیا ہے۔[۳]

امام شافعی کے مطابق دامغہ کو ان اقسام سے خارج قرار دیا ہے۔

نوٹ: بعض کتب میں حارصہ، کو خارصہ، دامیہ کو باذلہ اور آمہ کو مامومہ بھی کہا گیا ہے۔

بظاہر دفعہ ہذا میں بیان کردہ اقسام اوپر بیان کردہ گیارہ اقسام سے مختلف معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سمحاق تک ا تا ۴ اقسام شجہ خفیفہ ظاہر کیا گیا ہے۔ جبکہ دیگر اقسام کو من وعن بیان کر دیا گیا ہے۔ لیکن شجہ دامغہ اس میں اضافی ہے۔ ایسے واقعات موجودہ دور کی سرجری کی کامیابی کی دلیل ہیں جس میں دامغہ زخم میں بھی آپریشن کے ذریعے بروقت طبی امداد کے ذریعہ انسانی جان کو زندہ بچا لیا گیا ہے۔

اس دفعہ میں صرف اُن زخموں کا ذکر مقصود ہے جو چہرے پر آنکھ، ناک، کان، ہونٹ یا دانت وغیرہ کے علاوہ چہرے کے حُسن اور اس کے خدوخال بگاڑنے کا باعث ہوں۔ مثلاً ناک کی کھال جو ہڈی نہیں ہوتی جسے ناک کا بانسہ کہا جاتا ہے۔ کی سزا اس دفعہ میں نہیں دی جائے گی۔ ایسے زخم جو زبان پر آئیں جس کے نتیجے میں زبان، قوت ذائقہ، قوت لامسہ اور قوت گویائی سے محروم ہو جائے اس دفعہ میں مذکور سزا نہیں ہے چنانچہ عضو کی تعریف میں آنے والے اعضاء کے علاوہ چہرے

---

۱ (فتاویٰ عالمگیری ج ۹ ص ۳۲۱) ۲ (بدائع الصنائع ص ۱۸۲) ۳ (شرح فتح القدیر ج ۴ ص ۲۲۲)

marfat.com
Marfat.com

پر مذکورہ دفعہ میں دیئے گئے زخموں پر بھی سزا ہوگی جس کی دفعہ ۳۳۷۔الف میں تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔شجہ میں شامل زخموں میں شجہ خفیفہ کے علاوہ دیگر شجہ کی اقسام بالحاظ اقسام Grievoos Hurt ہیں۔

دفعہ ۳۳۷(A) شجہ کی سزا (Punishment Of Shajjah)

جوکوئی کسی شخص کو اس کے ذریعے ضرر پہنچانے کی نیت سے یا یہ جانتے ہوئے کہ اس کا اس کے ذریعے اس شخص کو ضرر پہنچانے کا امکان ہے۔کوئی فعل کر کے

(اول) کسی شخص کے شجہ خفیفہ کا باعث ہو۔تو وہ ضمان کا مستوجب ہوگا اور اُسے بطور تعزیر ایک قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لئے دی جا سکے گی۔جو دو سال تک ہو سکتی ہے۔

(دوم) کسی شخص کے شجہ موضحہ کا باعث ہو۔تو اُسے مجاز طبی افسر کے مشورے سے قصاص لیا جائے گا۔اور اسلامی احکام کے مطابق مساوات کے اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قصاص کی تعمیل ممکن نہ ہو تو مجرم ارش کا مستوجب ہوگا جو دیت کا پانچ فیصد ہوگا اور اُسے تعزیر کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لئے دی جا سکے گی جو پانچ سال تک ہو سکتی ہے۔

(سوم) کسی شخص کے شجہ ہاشمہ کا باعث ہو تو وہ ارش کا مستوجب ہوگا۔جو دیت کا دس فیصد ہوگا اور اُسے بطور تعزیر کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لئے دی جا سکے گی۔جو سات سال تک ہو سکتی ہے۔

(چہارم) کسی شخص کے شجہ منقلہ کا باعث ہو تو وہ ارش کا مستوجب ہوگا جو دیت کا پندرہ فیصد ہوگا اور اسے بطور تعزیر کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لئے دی جا سکے گی جو دس سال ہو سکتی ہے۔

(پنجم) کسی شخص کے شجہ آمتہ کا باعث ہو تو وہ ارش کا مستوجب ہوگا جو دیت کا آدھا ہوگا اور اُسے بطور تعزیر کیس بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لئے دی جا سکے گی جو چودہ سال تک ہو سکتی ہے۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔سمن۔۔قابل/ناقابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔سیشن کورٹ/مجسٹریٹ درجہ اول

(نوٹ: شجاج زخموں کی نوعیت کے اعتبار سے ہر زخم کیلئے الگ ضابطہ ہے۔اور سزاؤں میں زخموں کی نوعیت کے اعتبار سے الگ ترتیب سزا،ضمان اور دو سال،ارش اور پانچ سال،ارش اور دس سال،ارش اور چودہ سال قید کی سزا تجویز ہوئی ہے۔اسی طرح دفعہ 337 الف کے علاوہ جو قابل ضمانت ہے۔دیگر تمام ذیلی دفعات ناقابل ضمانت ہیں)

marfat.com
Marfat.com

تشریحات

درج بالا اقسام زخموں کے بارے میں فقہا کے مطابق صرف موضحہ میں قصاص ہے دیگر تمام زخموں میں قصاص نہیں ہے۔ مگر عدالت عدل کرے۔ ہم ذیل میں دفعہ بالا میں مذکور اقسام زخم کو علیحدہ علیحدہ بیان کر رہے ہیں۔

شجہ خفیفہ: شجہ خفیفہ کے بارے میں جیسا کہ تحریر کیا جا چکا ہے کہ خفیفہ میں وہ تمام اقسام زخم شامل ہوں گے جو خارصہ سے سمحاق تک کی تعریفوں میں شامل ہوں گے ان میں وہ زخم بھی شامل ہوں گے جن سے جسم پر صرف تشدد کے نشانات پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً تھپڑ مارنے یا جسم کے گوشت والے حصوں پر ہونے والے تشدد کے نشانات۔ جن سے خون نہیں نکلتا یا اگر جلد اس طرح چھل جاتی ہے کہ اس سے خون نہیں آتا اگرچہ خون نکلنے کی نوبت آجاتی ہے۔ اس میں وہ بھی زخم شامل ہیں جن زخموں سے معمولی خون بہتا ہے لیکن خون گوشت کو کالا کر دے۔ اسی طرح وہ زخم بھی شامل ہے جس سے گوشت پھٹ جائے اور خون بھی نکلے اس میں وہ زخم بھی شامل ہے جس کے نتیجہ میں چوٹ کی گہرائی گوشت سے آگے دماغ کی ہڈی تک جا پہنچے۔ چنانچہ ایسے زخم کی سزا دفعہ ہذا میں بیان ہے۔

شجہ موضحہ: وہ زخم ہے جس میں قصاص ممکن ہے جیسا کہ قرآن الحکمت میں بیان ہے کہ **والجروح القصاص** "اور زخموں میں قصاص ہے" اس بات کی دلیل ہے کہ زخموں میں قصاص لیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ زخم کے بارے میں فیصلہ کیا جائے کہ زخم عمداً ہے یا خطأً ہے چنانچہ قصاص صرف عمداً میں ہے یا زخم قصاص کے قابل ہے یا نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے موضحہ زخم پر قصاص کا حکم فرمایا ہے۔ کیونکہ زخم کے قصاص کے لئے چھری کو ہڈی تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ اس طرح جرم اور سزا میں یکسانیت ہوسکتی ہے[1] فقہا کا یہ بھی قول ہے کہ زخم موضحہ پر خطا میں پوری دیت کا بیسواں حصہ یعنی 1/20 ہے جو پانچ اونٹ بنتے ہیں۔ اور ہاشمہ زخم میں 1/10 حصہ دیت ہے۔ حضرت عمر بن حزم کو مراسلہ میں آپ نے یہی تحریر فرمایا ہے۔ مزید حدیث مبارکہ میں آپ نے فرمایا۔ **فی الموضحہ خمس** (موضحہ میں پانچ اونٹ ہیں)[2] جبکہ اہل کتاب پر $1\frac{2}{3}$ مجوسی پر تین اونٹ اور آزاد عورت پر $1\frac{1}{2}$ اونٹ دیت ہوگی۔

شجہ موضحہ کا مقام حضرت امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام حنبل کے نزدیک پورے چہرے، سر، پیشانی اور جبڑے کی ابھری ہوئی ہڈیوں تک پہنچنے والے گہرے زخم کو کہتے ہیں۔ ٹھوڑی اس میں داخل ہے۔ چنانچہ چہرے پر نچلے جبڑے کے زخم کا قصاص نہیں۔ ناک کی ہڈی کا قصاص نہیں۔ نچلے جبڑے کا قصاص اس لئے نہیں کہ یہ جگہ چہرے کے نیچے چھپی ہوتی ہے۔ اور موضحہ میں قصاص صرف اس لئے ہے کہ اس زخم کا نشان رہ جاتا ہے۔ جو خوبصورتی میں نقصان کا باعث ہے۔

---

1. (کتاب الفقہ ص ۶۷۹) 2. (ترمذی)

marfat.com
Marfat.com

جبکہ جبڑے کے نیچے زخم چھپ جاتا ہے۔ نیز نچلے جبڑے کا تعلق چہرے سے کم اور گردن سے زیادہ ہے۔ شجہ موضحہ کے علاوہ دیگر زخموں کی اقسام میں امام ابوحنیفہ کے مطابق قصاص ممکن نہیں ہے کیونکہ دیگر زخموں میں یکسانیت رکھنا ممکن نہیں ہے۔ ہاشمہ کے بعد کے تمام زخموں میں ہڈی ٹوٹ جاتی ہے لہذا جن میں ہڈی ٹوٹ جائے وہاں قصاص نہیں ہے۔ اسی قول کو امام محمد نے جراحت موضحہ اور اس سے پہلے کی اقسام میں قصاص کو ممکن فرمایا ہے۔ لیکن بعد کی اقسام میں قصاص کو ممکن قرار نہیں دیا۔ موضحہ سے پہلے بھی دفعہ مذکورہ میں شجہ خفیفہ یا دیگر آئمہ کے مطابق موضحہ سے قبل کی چھ اقسام کا کوئی تاوان مقرر نہیں ہے۔ لہذا عدالت عدل کرے گی۔ اور یہ روایت عمر بن عبدالعزیز کی ہے[1]

شجہ ہاشمہ: شجہ ہاشمہ میں جس میں ہڈی چور ہو جائے 1/10 دیت ہے۔ زخم منقلہ میں 15/100 اور زخم آمتہ یعنی چندیا کے گہرے زخم میں 1/3 اور اسی طرح جائفہ میں بھی 1/3 جبکہ زخم دو جائفوں تک ہو جائے تو 2/3۔ درج بالا تفصیلات نبی کریم ﷺ کے عمرو بن حزمؓ کو لکھے گئے خط سے ثابت ہیں جس میں فرمایا۔

و فی الموضعه خمس من الابل . وفی الهاشمته عشرو فی المنقلته خمسته عشر و فی الآمته و یروی المامومته ثلث الدیته . و فی الجائقه ثلث الدیته[2]

عدل حکومت: زخموں میں حکومت کے عدل کا اصول امام طحاویؒ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ ایک غلام کی قیمت کا تخمینہ فرض کر کے جو زخمی نہ ہو۔ اور بعد ازاں فرض کیا جائے کہ وہ زخمی ہو گیا ہے۔ پھر اس حالت میں اس کی قیمت کا تعین کیا جائے اور فرق قیمت کو تاوان بنایا جائے گا[3]

امام شافعیؒ کا قول ہے کہ اگر شجہ ہاشمہ کے ساتھ موضحہ ہو تو اس کا تاوان دس اونٹ ہوگا۔ شجہ آمہ کی اور شجہ دافعہ کی دیت ایک ہی ہے لیکن شجہ دافعہ میں آمہ کی دیت سے جھلی (پردہ دماغ پھاڑنے کی اضافی دیت یا تاوان حکومت عدل پر حاصل کرے گی۔

زخموں کیلئے اصول: زخم میں قسم اور نوعیت کو غرض ہے۔ زخم کے چھوٹے یا بڑے ہونے سے دیت میں فرق نہیں ہے۔ کیونکہ جائفہ زخم کے علاوہ جسم میں کوئی دیگر زخم نہیں جس میں زخم کی لمبائی یا حجم پیمائش کیا گیا ہو۔ چنانچہ اگر کسی شخص نے محض سوئی کے ذریعے ہی موضحہ زخم پہنچایا تو اس میں بھی دیت اتنی ہی واجب ہوگی جتنی اس سے کئی گنا بڑے زخم میں۔ شجہ زخموں کے بارے میں درج بالا شرعی احکامات جن میں دیت یا قصاص کا واضح تعین کر دیا گیا ہے۔ دیگر امور میں حکومت عدل کرے گی۔ چنانچہ دفعہ مذکور میں عدل کے مطابق تعزیری سزائیں تجویز کی گئی ہیں لیکن شجہ خفیفہ کے تعین میں گیارہ اقسام شجہ کو قاضی مدنظر رکھے۔ کیونکہ شجہ خفیفہ کی اصل تعریف اور زخموں کا اندازہ مذکورہ بالا اقسام سے ہی واضح ہو

---

1 (کتاب الفقہ ۶۸۱) 2 (کتاب الفقہ ۶۸۲) 3 (دارقطنی / بیہقی)

marfat.com
Marfat.com

سکتا ہے۔اسی طرح جہاں قاضی کو عدل کا موقع ملتا ہے وہاں بھی اسے یہ اصول مدنظر رکھنا ہوگا۔کہ مذکورہ زخم جس عضو یا جس حصے میں لگایا گیا ہے اس حصے کی یا عضو کی مقررہ دیت کے مطابق زخم کی اہمیت کا تعین کر کے فیصلہ صادر کرے چنانچہ کسی جرم کے محض خفیف یا کثیف ہونے کا تعلق عام حالات کی بجائے اس جگہ کے مخصوص حالات کے حوالے سے کیا جائے گا۔

شجہ زخموں کے بارے میں مندرجہ ذیل اصولوں کو مدِنظر رکھا جائے۔

امام محمد نے اپنی کتاب مبسوط میں تحریر فرمایا ہے کہ موضحہ کی طرح سمحاق باضعہ اور دامیہ میں بھی قصاص ہے چنانچہ موضحہ سے کم تر اقسام میں قصاص لینا جائز ہے۔گویا دفعہ مذکور کے مطابق شجہ خفیفہ میں بھی قصاص ہے o امام ابو حنیفہ کے نزدیک سر اور چہرے کے زخموں میں قصاص نہیں ہے o امام ابو حنیفہ کے نزدیک عورت کے زخموں میں قصاص نہیں ہے کیونکہ عورت کی دیت مرد سے نصف ہے۔لیکن امام شافعی کے نزدیک اگر مرد اور عورت کی جانوں میں قصاص ہے تو ان کے اطراف میں بھی قصاص جاری ہونا چاہیے۔مگر ان اعضاء پر زخموں میں جو مماثلت رکھتے ہوں o موضحہ اگر ٹھیک ہو جائے اور نشان باقی رہے تو پانچ اونٹ، ہاشمہ میں دس اونٹ، منقلہ میں پندرہ اونٹ اور آمتہ میں ایک تہائی۔آنحضرت ﷺ کی حدیث سے ثابت ہیں۔جبکہ شجہ خفیفہ کے ضمن میں آنے والی تمام اقسام موضحہ سے کمتر زخموں میں شریعت نے دیت مقرر نہیں فرمائی جس پر حکومت عدل کرے o[1] اگر زخم کا نشان ختم ہو جائے۔یا عمل جراحت سے ختم ہو جائے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک دیت ختم ہو جائے گی۔لیکن امام محمد کے نزدیک زخمی پر جس قدر خرچ آئے گا۔زخم لگانے والے کو دینا پڑے گا جس میں عملِ جراحت اور ڈاکٹر کے اخراجات شامل ہوں گے o شریعت میں درد یا تکلیف کا کوئی ضمان مقرر نہیں ہے۔لہٰذا دیت یا ارش زخم کے نشان ختم ہو جانے پر ساقط ہو جائے گا o[2] اگر شجہ زخم سے کسی عضو کی صلاحیت جاتی رہی تو ان اعضا کے اتلاف کی دیت واجب ہوگی۔مثلاً آنکھ کے نزدیک زخم سے بینائی، سر پر زخم سے عقل۔بولنے کی قوت، قوت سماعت یا جماع کی طاقت وغیرہ o موضحہ اگر عمداً ہو تو قصاص ورنہ دیت واجب ہوگی o موضحہ سے زائد زخموں پر امام محمد کے قول کے مطابق قصاص نہیں خواہ وہ عمداً ہی کیوں نہ ہوں o شجہ کی جن اقسام میں قصاص نہیں ان میں عمداً اور خطاً کا حکم یکساں ہے o[3] شجہ منقلہ کا نشان صحت یاب ہونے کے باوجود قائم رہے تو دیت ساقط نہ ہوگی o[4] اگر کسی کی پوری پیشانی پر زخم لگا۔لیکن اس قدر زخم قصاص میں لگایا جانا ممکن نہیں تو اپنے زخم کے برابر طول میں پیشانی پر کسی دیگر جگہ زخم لگوا کر قصاص لے یا دیت حاصل کرے o[5] اگر کسی شخص کی ابرو پر زخم کی وجہ سے بال گر گئے اور بال دوبارہ نہ اگے تو ابرو کے بالوں کی نصف دیت ہوگی لیکن زخم کی دیت ساقط ہو جائے گی o[6] اگر زخم کے

---

[1] (الهدایہ) [2] (المحیط) [3] (المحیط) [4] (المحیط) [5] (کتاب الاختیار) [6] (کتاب الاختیار)

marfat.com
Marfat.com

نتیجہ میں قوت سماعت یا قوت بصارت یا قوت کلام زائل ہوئی تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک دیت زخم کی دیت کے ساتھ واجب ہوگی۔ لیکن امام یوسف کے نزدیک دیت اتلاف صلاحیت عضو میں زخم کی دیت ساقط ہوگئی ۰ا کسی شخص نے شجہ موضحہ لگایا جس سے عقل زائل ہوگئی۔ یا سر کے تمام بال گر پڑے اور پھر نہ نکلے تو شجہ کو بھی دیت میں شامل کیا جائے گا لیکن اگر کچھ بال نکل آئے تو بال کا نقصان دیت میں شامل نہ کیا جائے گا ۰ ۲ اگر شجہ موضحہ کے نتیجہ میں آنکھ زائل ہوگئی تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک آنکھوں کا قصاص نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ دو دیت جو کہ آنکھ اور شجہ موضحہ میں واجب ہوں گی لیکن صاحبین کے نزدیک موضحہ کا قصاص لیا جائے۔ اور آنکھ کی دیت لی جائے گی۔ اور امام محمد سے روایت ہے کہ دونوں کا قصاص لیا جائے گا ۰ ۳ گنجے کے موضحہ کی دیت جس کے بال ہوں۔ سے کم ہوگی۔ جبکہ ہاشمہ برابر ہوگا۔ اگر بوجہ طویل عمری کسی کے سر میں بال نہیں ہیں تو شجہ موضحہ پر قصاص نہیں دیت ہے ۰ ۴

ضمانت: وقوعہ کی رپورٹ زیر دفعہ 73 ضابطہ فوجداری پولیس نے 3 ماہ لگا دیئے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مقدمہ کب سماعت ہو کر ختم ہوگا شریک جرم ساتھی رہا ہو چکے ہیں ضمانت لی گئی ۰ ۵ الزام شجہ مدحیہ لگایا گیا جو ضمانت کی امتناعی شک 497 ضابطہ فوجداری میں نہ آتا ہے درخواست اجازت برائے اپیل کو اپیل میں منتقل کر کے ضمانت منظور کی گئی ۰ ۶ ایسے مقدمات جسمیں زخموں کی نوعیت معمولی اور اندراج مقدمہ میں دیر کی گئی ہو تو ضمانت لے لی جاتی ہے ۰ ۷ ایسے معاملات جس میں ملزمان انتظار میں کئی ماہ سے بند ہوں۔ ان میں ضمانت لی گئی ۰ ۸ ملزم پر ارادہ قتل کا الزام ثابت نہ ہوا کیونکہ زخم چاقو سے قرار دیا گیا جبکہ پولیس نے برآمدگی ریزر کی چنانچہ مقدمہ مزید تفتیش کا بنتا ہے۔ ضمانت لے لی گئی ۰ ۹ عدالت عالیہ نے نازک اور غیر نازک حصوں کی تفریق کو پس پشت ڈالتے ہوئے قرار دیا کہ انسانی جسم کا ہر حصہ قابل تحفظ ہے لہذا نازک حصوں کی طرح ٹخنے پر گولی مارنے والے کی بھی ضمانت مسترد ہوئی ۰ ۱۰ عدالتوں کا عمومی رویہ یہ ہے کہ ضمانت کی امتناعی شک (1)497 ضابطہ فوجداری میں نہ آنے والے جرائم میں ضمانت منظور کر لی جاتی ہے لیکن ایسا بھی ہوتا کہ واقعات کی وضاحت اور سنگینی کے پیش نظر ایسے جرائم میں بھی ضمانت منظور نہیں کی جاتی جس کی وجہ ہر جرم اور اسکے ساتھ منسلک واقعہ کی نوعیت بن جاتا ہے ۰ ۱۱ محض سادہ زخم جو کہ رائفل کے بٹ سے مارے گئے میں وضاحت کیلئے موجود نہ تھی ایسی صورت قتل عمد کے اقدام کی نہ بنتی ہے۔ لہذا ضمانت ہوئی ۰ ۱۲ کسی وکیل کی جانب سے ملزم کی طرف سے کوئی اقرار جرم۔ نہ ہی اقرار ہے اور نہ ہی قبولیت الزام کے زمرے میں آتا ہے اور نہ ہی ملزم خود کو اس بیان کا پابند کر

---

۱ (الھدایہ) ۲ (الھدایہ) ۳ (الکافی) ۴ (کتاب الاختیار) ۵ (1993SCMR1994) (PLJ1996CRCLH1623)
۶ PLD1995SC3440/377/324 ۷ 1994PSC(CR)218 1994PLR57-KLR1994CR139-KLR1994CR401
۸ (KLR1994CRC116)1994PLR684 ۹ PLJ1996CRC(Lh)200 ۱۰ NLR1999CR09 ۱۱ (2002Pcrlj5)
۱۲ (PLD1993Lhr110)(1992Pcrlj1378)(Pcrlj1991CR745)(1990SCMR299) KLR1994CRC78

marfat.com
Marfat.com

سکتا ہے شہادت ہمراہی (شریک جرم) بطور سلطانی گواہ قابل قبول نہیں ہے۔ضمانت۔لے لی گئی ۱ ایسے مقدمات جس میں یہ اندازہ لگانا ممکن نہ ہے کہ زخم کب لگائے گئے۔مزید ایسے مقدمات جس میں سزا متوقع 10 سال یا اس سے کم ہو تو ضمانت بطور حق منظور کی جاسکتی ہے۔اور انکار خال خال ہوتا ہے اگر چہ زخم عورت کو آئے جو خصوصی نوعیت کا مقدمہ بن جاتا ہے۔لیکن پھر بھی ضمانت ہوئی ۱۰ جب مفروب لڑکے کے جسم پوشیدہ پر ضرب کے نشان نہ پائے گئے تو ضمانت ہوگئی ۲ ضمانت ایف آئی آر میں نام کا عدم اندراج۔آئندہ پولیس زمنیوں سے واضح ہو۔مدعی کا بیان فوری تحریر ہوا ہو۔چشم دید گواہان کے بیانات بھی مطابقت رکھتے ہوں۔لہذا اصول مطابقت ثابت نہ ہوتا ہے۔ملزمان رات کے غیر مانوس وقت میں ہم سازش اور باہمی مشورے سے داخل ہوئے۔اور بیوی کی عزت مقتول کو قتل اور مدعی کو زخمی کرنے کا سبب بنے کیا۔ایسی صورت میں ضمانت نہ ہوسکتی ہے ۳ ملزم پر بہت سے آدمیوں کو ذخمی کرنے کا الزام ہے جرم کو خطرناک ثابت کردیتا ہے اگر چہ بظاہر جرم ممنوعہ کلاز میں نہ آتا ہے لیکن کسی عورت کو محض اسلئے مارنا پیٹنا کہ وہ مخالف گروہ سے تعلق رکھتی ہے ضمانت کی رعایت کا مستحق نہیں کرتی۔ضمانت منسوخ ہوئی ۴ جب ملزم نے آئرن راڈ سے ایک وار کرنے کے بعد دوسرا وار نہ کیا۔نیز میڈیکل رپورٹ کے مطابق زخم کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے گا کہ جرم آیا 324 تعزیرات پاکستان میں بنتا ہے یا نہیں۔ضمانت منظور کی گئی ۵ ملزم پر بہت سے آدمیوں کو زخمی کرنے کا الزام جرم کی نوعیت کو خطرناک ثابت کردیتا ہے اگر چہ بظاہر جرم ممنوعہ کلاز میں نہ آتا ہے لیکن کسی عورت کو محض اسلئے مارنا پیٹنا کہ وہ مخالف گروہ سے تعلق رکھتی ہے ضمانت کی رعایت کا مستحق نہیں کرتی۔ضمانت منسوخ ہوئی ۶ ملزم زائد از 5 ماہ سے زیر حراست ہے تمام شریک ملزم ضمانت پر ہیں۔ملزم پر ایک سوٹا مارنے کا الزام۔برآمدگی نہ ہوسکی تو ضمانت لی گئی ۷ بابت اندراج FIR کی وضاحت وجود نہ تھی۔جرم ممنوعہ کلاز میں نہ آتا ہے۔ضمانت منظور ہوئی ۸ عدالت کو ضمانت میں تمام ریکارڈ موجودہ روبرو کا آزمائشی حد تک مطالعہ کر کے فیصلہ صادر فرمانا چاہیے اور شہادات کو اس موقع کیلئے اہمیت دینا مناسب نہیں ہے ۹ اور یہی اصول ضمانت کی درخواست نامنظور کرنے کیلئے ہوگا ۹ کیونکہ ضمانت کے موقع پر سماعت کے دوران ہونے والی شہادات کو بھی فیصلہ میں اہمیت کیلئے منتقل نہیں کیا جاسکتا ۱۰ کیونکہ ضمانت خالصتاً عدالت کا ذاتی اختیار ہے لہذا عدالت کو ضمانت کی درخواست کی سماعت کے وقت استغاثہ اور دفاع میں پیش کئے گئے واقعات اور جوازات کا محض امتحانی انداز سے تجزیہ کرنا چاہیے ۱۱ ضمانت کا معاملہ درمیانی سا ہے۔

---

۱ PLJ2002CR(LH)1 ۲ 1989MLD3978 ۳ 97Pcrlj463-2001Pcrlj926-PLJ1980SC95 ۴ 2001Pcrlj984

۵ 2001Pcrlj1127 ۶ 2001Pcrlj910 ۷ PLD1995SC34-2001Pcrlj947 ۸ 2000Pcrlj1227-1999MLD962

۹ 2000Pcrjl1342 ۱۰ PLD1999Kar162 ۱۱ 1980SCMR203-1990SCMR307-1992SCMR1418-1996SCMR931

marfat.com
Marfat.com

جبکہ شہادات کا تجزیہ سماعت کے آخیر میں فیصلہ پر ہوتا ہے۔ لیکن شہادت ۱ کا تجزیہ کرنا اس لیے بھی ضروری ہوتا ہے کہ آمدہ شہادات سے کوئی فریق ناجائز متاثر (Prejudice) نہ ہو جائے۔ لہذا عدالت کو ضمانت کیلئے فیصلہ لکھتے ہوئے واضح کرنا چاہیے کہ شہادات کا تجزیہ محض آزمائشی ہے۔ اور اس سے فیصلہ متاثر نہ ہوگا۔ ملزم پر مقتول کے علاوہ دیگر شخص کو ضرب لگانے کا الزام جس سے چوٹ نہ ہی فریکچر تھی اور نہ ہی جان کیلئے خطرناک ثابت تھی جسے شجاج مدیحہ قرار دیا گیا۔ ضمانت منظور ہوئی ۲ قتل کے الزام 302 کو 322 میں تبدیل کر دیا گیا۔ اور دفعہ قتل بالسبب 322 کی سزا کے مطابق ضمانت کیلیے دفعہ (1)497 کے تحت امتناعی نہ ہے کیونکہ قاتل کی مقتول کو قتل کرنے کی منشاء موجود نہ تھی ضمانت منظور کی گئی ۳ ملزم خالی ہاتھ تھا اور نہ ہی موقع پر کسی زخم کا باعث بنا ایک ملزم بری ہو چکا ہے اصول مطابقت پر ملزم بری کر دیا گیا ۴ مقدمہ کی دو کہانیاں سامنے آئیں ایسی صورت میں دیکھا جائے گا کہ استغاثہ اور دفاع کی کہانیوں میں کون سی کہانی وقوعہ کی دیگر شہادتوں سے ثابت ہوتی ہے ثبوت کا فراہم کرنا استغاثہ کی ذمہ داری ہے۔ میکسیم "ایک میں غلط سب میں غلط" کا اصول فوجداری مقدمات میں قابل عمل نہ ہے ۵ مقتول کے قتل کی وجہ دل کا دورہ تھا۔ مقتول کی نشہ کی عادت اور چوٹ لگنے کے باعث گرنے کے نتیجہ میں ہوئی ہو۔ چنانچہ ملزم کو دفعہ 316 تعزیرات پاکستان میں سزا نہیں دی جا سکتی۔ البتہ چوٹ کے باعث ملزم (1)337A میں سزا دی جاسکتی ہے 316 کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہے ۵ جب ہڈی نہ ٹوٹی ہو اور زخم کی نوعیت شجہ موضحہ کی ہو تو ضمانت کیلیے امتناعی شق کا جرم نہ ہونے کے سبب ضمانت ہوئی اسی طرح کاری ضرب نہ ہونے کی وجہ سے بھی ضمانت لی گئی ۶ قانون نابالغان بچوں کو فوجداری قوانین میں چند تحفظات فراہم کرتا ہے تاکہ معاشرہ میں انہیں آئندہ بہتر زندگی گزارنے کے قابل بنایا جا سکے۔ لہذا بچوں کے خلاف جرائم مین فیصلہ کرتے ہوئے مذکورہ قانون کے منطقی تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔ لہذا بچہ ہونے کی حیثیت سے 18 سال سے کم عمر مجرموں کو بر ضمانت رہا کیا جانا قرین انصاف ہے ۷ دفعہ (b)2 قانون نابالغان بچے کی تعریف اسطرح کرتی ہے۔ کہ بچہ وہ ہے جسکی عمر بوقت جرم 18 سال نہ تھی۔ جب سول سرجن (ڈاکٹر) نے عمر کا تعین 18/17 سال کیا۔ تو بھی ضمانت کا اہل قرار دیا گیا۔ اور نہ ہی ملزم کو ہتھکڑی لگائی گئی ۸ ملزم پر بہت سے آدمیوں کو زخمی کرنے کا الزام ہے جرم کو خطرناک ثابت کر دیتا ہے اگرچہ بظاہر جرم ممنوعہ کلاز میں نہ آتا ہے لیکن کسی عورت کو محض اسلیے مارنا پیٹنا کہ وہ مخالف گروہ سے تعلق رکھتی ہے۔ مجرم کو ضمانت کی رعایت کا مستحق قرار نہیں دیتی۔ ضمانت منسوخ ہوئی۔

---

۱ 1999MLD411 ۲ PLJ2002CRC264 ۳ (1986Pcrlj90) (NLR1982CRC693) (2001Pcrlj345)
(1980SCMR784) ۴ 1994Pcrlj769 ۵ 1995Pcrlj1807 ۶ 2000MLD150 (2002Pcrlj110)
1993SCMR1994 1993Pcrlj2514 ۷ (1970SCMR30) ۸ (SBLR2002Sindh1371)

marfat.com
Marfat.com

ملزم پر مقتول کے علاوہ دیگر شخص کو ضرب لگانے کا الزام جس سے چوٹ نہ ہی فریکچر تھی اور نہ ہی جان کیلئے خطرناک ثابت تھی جسے شجاح مدیحہ قرار دیا گیا۔ ضمانت منظور ہوئی ۰ا عدالت عالیہ نے بسر کردہ سزا کے حوالے سے ملزم کی تعزیری سزا کو ختم کر دیا۔ اور ارش اور ضمان کی معاوضہ بھی عدالت نے ختم کر دیا۔ عدالت عظمیٰ نے فیصلہ کو درست قرار دیا ۰۲ ملزم نے اپنی سابقہ بیوی کو زخمی کیا اور اسکی والدہ کو بھی زخمی کیا جس میں سابقہ بیوی کا چہرہ مسخ کر دیا۔ عدالت عظمیٰ نے الزام کی وضاحت کیلئے اور کس دفعہ میں آتا ہے کے معاملے کا تجزیہ کرنے کیلئے اپیل کی اجازت دی ۰۳ کیونکہ زخمی کو زخم مستقل نوعیت کے آئے میڈیکل رپورٹ اتلاف صلاحیت عضو کی تھی ۰ تین زخمی افراد میں سے صرف ایک شخص نے میڈیکل سرٹیفکیٹ حاصل کیا ملزم ایک سال سے زائد زیر حراست ہے۔ جبکہ گواہان نے ملزم کے بارے میں مشکوک شہادات پیش کیں ۰۴ لیکن ہائی کورٹ نے قرار دیا کہ بادی النظر جرم زیر دفعہ 324 کے تحت آتا ہے۔ جو ضمانت کی دفعات امتناعی میں شامل ہے۔ عدالت عظمیٰ نے قرار دیا کہ عدالت عالیہ نے ایف آئی آر کا تجزیہ درست طور پر کیا ہے ۰۵

سزا: قتل عمد کی تعریف دفعہ 300 تعزیرات پاکستان میں دی گئی ہے۔ جسکی سزا دفعہ 302 میں بیان ہے۔ لیکن اقدام قتل کے ضمن میں وضاحت قانون میں نہیں دی گئی۔ لہٰذا اس دفعہ کیلئے بعض اوقات کسی فعل پر بہت کم اور بعض اوقات زیادہ تعین جرم کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ دفعہ 324 کی رو سے اگر زخم آئے تو اقدام قتل عمد ہوگا۔ لیکن اگر زخم نہ آئے تو سزا دس سال ہے۔ لیکن اگر زخم آ جائے تو اصل میں ملزم کو دفعہ 337-A اور دفعہ 337-F میں سزا تجویز ہے۔ جو دس سال سے بہت کم ہے۔ چنانچہ ان دو دفعات کے تضاد کو منسٹری آف جسٹس کو مزید غور کر کے مناسب ترامیم کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس فیصلے کے باوجود ابھی تک اقدام قتل عمد میں مناسب ترامیم نہیں لائی جا سکیں ۰۶ جب عدالت کو یہ معلوم ہو کہ دفعہ 337-A اور دفعہ 337-F میں سزا سنائی گئی ہے۔ لیکن اسکا جرم دفعہ 324 میں مستوجب سزا ہے۔ تو سزا میں تبدیلی کی گئی ۰۷ اگر چہ دفعہ 561/A ضابطہ فوجداری اور دفعہ (1)35 آزاد کشمیر کوڈ آف لاء کورٹ 1949 میں عدالت کی وسیع تر اختیارات حاصل ہیں لیکن فیصلہ کرتے ہوئے عدالت کو انتہائی احتیاط کے ساتھ قانون کے اصولوں اور فوجداری اختیارات کو نظر میں رکھنا ہوگا۔ نیز جب متبادل تحفظ (Remedy) مل سکتا ہے تو عدالت عالیہ کو اس اختیار کا استعمال نہ کرنا چاہیے ۰۸ عدالت اپنے ہی فیصلہ کی نظر ثانی کر سکتی ہے اگر مقدمہ میں کوئی معاملہ ناانصافی پر مبنی محسوس ہوتا ہو ۰۹ حدود اور قصاص کے مقدمات میں شریک جرم کی شہادت قبول نہ کی جائے گی۔ البتہ تعزیری مقدمات میں ایسی شہادات دیگر شہادات سے مطابقت پر قابل قبول کیا جا سکتا ہے ۰۱۰

---

۱ PLJ2002CRC264 ۲ 2002SCMR1208 ۳ 2002SCMR923 ۴ 2002SCMR1412 ۵ 2002SCMR1370
۶ LawNote1994Lah437 ۷ PLD1994Lah344 ۸ (PLD1981SCAJ110)(PLD1967SC317)(2000SCMR1945)
(PLD1976SC461)(1996SCMR839)(1994SCMR798) ۹ (2001Pcrlj895) ۱۰ (SBLR2002Sind204)

marfat.com
Marfat.com

قتل شبہ عمد ایسی صورت میں تصور نہیں کیا جا سکتا جب کھلے عام لڑائی کا سبب فوری اشتعال ہو۔ ۱ عدالت عالیہ نے شہادت کی حقیقت غیر تسلی بخش تصور کرتے ہوئے ملزم کو بری کیا۔ کیونکہ شہادات آزاد اور انفرادی حیثیت کی حامل ہونی چاہیے۔ جائے وقوعہ کا نقشہ اور دیگر دستاویزی ثبوت بھی موجود ہوں تو دشمنی بطور وجہ عناد ثابت تھی۔ عدالت عالیہ کا فیصلہ محض خیالی قرار دیا گیا۔ ۲ اگر استغاثہ کی شہادت تقسیم ہو جائے تو یہ فوجداری قانون کا اصول ہے کہ وہ شہادات ایک ملزم کو بری کرنے کا سبب بنیں اور دوسرے ملزمان کے خلاف سزا کا موجب نہیں بن سکتی۔ بشرطیکہ شہادات کسی دیگر ثبوت سے مطابقت رکھتی ہوں۔ ۳ پولیس کو وقوعہ کے بہت دیر بعد اطلاع پولیس نے بھی بے گناہ قرار دیا۔ ۴ دفعہ 324 تعزیرات پاکستان کے معاملات مزید تفتیش کے متقاضی ہیں۔ کیونکہ ڈاکٹری رپورٹ میں زخم شجہ مدیحہ قرار دیئے گئے ہیں۔ ۵ ملزم پر محض غیر موثر فائرنگ کا الزام ہے اور کوئی زخم منسوب نہ ہے۔ ۶ ہتھیار کی عدم برآمدگی اور چشم دید گواہ موجود نہ ہوں۔ ۷ قتل میں زخموں کا تعین کرنے کیلئے عدالت کے سامنے جو حقائق رکھے گئے۔ ان کے مطابق زخم عام حالات میں موت کا سبب بننے کیلئے کافی نہ تھے۔ ایسے میں موت کا ثبوت 315 میں پایا جاتا ہے کیونکہ کوئی بھی زخم ایسا نہ تھا۔ جسے فوری موت کا سبب قرار دیا جا سکے۔ اس نظریے کے مقابلے میں بھی کوئی دوسری مخالفت موجود نہ تھی۔ البتہ خون کی رپورٹ سے ثابت ہے کہ ملزم دل کا مریض تھا۔ چنانچہ زخم سادہ ثابت ہوا۔ جو 316-315 کی بجائے دفعہ F-337 میں ظاہر ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ملزم کی سزا قبل ازیں زیر حراست قید کے عوض ختم کر دی گئی۔ ۸ قتل شبہ عمد ایسی صورت میں تصور نہیں کیا جا سکتا جب کھلے عام لڑائی کا سبب فوری اشتعال ہو۔ ۹

۱ 2001Pcrlj954 ۲ LRP2002CR82 ۳ PLJ1996CRQ1217 ۴ (PLJ1996CRCLH1080)

۵ PLJ1996CRCLH756-1993SCMR1994-PLD1995SC34 ۶ (PLJ1996CRCLH403)

۷ 1994Pcrlj359-2000Pcrlj1052-1989Pcrlj2472 ۸ (LRP2002CRC479) ۹ 2001Pcrlj954

marfat.com

Marfat.com

دفعہ ۳۳۷(B) جرح (Jurh)

ا۔ جو کوئی کسی شخص کے جسم کے کسی حصہ پر ماسوائے سر یا چہرہ کے ایسا زخم لگائے جو عارضی یا مستقل طور پر اپنا نشان چھوڑ جائے گا۔ کہ وہ جرح کا باعث ہوا ہے۔

۲۔ جرح کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) جائفہ اور (ب) غیر جائفہ

تشریحات

اعضائے انسانی پر جان سے کم تر جرائم کو فقہا نے درجہ ذیل چار اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

(الف) اطراف اور اطراف کے قائم مقام اعضاء کو نقصان پہنچانا

(ب) اطراف کے معانی اور صلاحیت کو ختم کرنا۔ اگرچہ اطراف موجود ہوں۔

(ج) شجاج (چہرے اور سر پر زخم لگانا)

(د) جرح (سر اور چہرے کے علاوہ باقی جسم پر زخم لگانا)

پہلی قسم میں ہاتھ، پاؤں، انگلی، ناخن، ناک، زبان، اعلی تناسل، خصیتین، کان، ہونٹ، آنکھوں کے پپوٹے، دانت، سر کے بال، داڑھی، مونچھیں وغیرہ شامل ہیں۔

دوسری قسم میں درج بالا اعضاء کی موجودگی میں ان کی صلاحیتوں کا خاتمہ

تیسری قسم میں شجاج زخموں میں سر اور چہرے پر آنے والے زخم جنکی گیارہ اقسام بیان کی گئی ہیں۔ جو درج ذیل ہیں

ا۔ خارصہ ۲۔ دامعہ ۳۔ دامیہ ۴۔ باضعۃ ۵۔ متلاحمہ ۶۔ سمحاق ۷۔ موضحہ ۸۔ ہاشمہ ۹۔ منقلۃ ۱۰۔ آمۃ ۱۱۔ دامغہ

ا۔ خارصہ: وہ زخم جس میں جلد چھل جائے لیکن خون نہ نکلے (خون کی کمی کا شکار لوگوں کے زخموں کا طبی لحاظ سے جائزہ لیا جائیگا) ٥ ۲۔ دامعہ: وہ زخم جس سے خون ظاہر ہو لیکن خون نہ بہے (آنکھ سے ٹپکتا ہوا آنسو دمع کہلاتا ہے) ٥ ۳۔ دامیہ: وہ زخم جس سے خون بہہ نکلے ٥ ۴۔ باضعۃ: وہ زخم جو گوشت پھاڑ دے جیسے (بضع لحم) ٥ ۵۔ متلاحمہ: وہ زخم جو گوشت میں باضعۃ سے زیادہ گہرا چلا جائے۔ (امام محمد کے نزدیک ایسے زخم میں گوشت سے خون نکلے اور سیاہ ہو جائے) ٥ ۶۔ سمحاق: ایسا زخم جو دماغ اور سر کی جلد کے درمیان جھلی تک جا پہنچے (اس جھلی کو سمحاق کہا جاتا ہے) ٥ ۷۔ موضحہ: وہ زخم جو سمحاق جھلی کو کاٹ دے۔ اور ہڈی کو ظاہر کر دے ٥ ۸۔ ہاشمہ: وہ زخم جو ہڈی کو توڑ دے ٥

marfat.com
Marfat.com

۹۔ **متقلہ**: وہ زخم جو ہڈی کو توڑ کر اسے اس کی جگہ سے ہٹا دیں ٥ ۱۰۔ **آمۃ**: وہ زخم جو دماغ کی ہڈی اور دماغ کے درمیان کی جھلی تک پہنچ جائے۔ اسی جھلی کو آمۃ کہا جاتا ہے ٥ ۱۱۔ **دامغہ**: جو دماغ کی جھلی کو پھاڑ کر دماغ تک رسائی حاصل کر لے۔

چوتھی قسم جراحت ہے جسکی فقہانے دو اقسام جائفہ اور غیر جائفہ بیان کی ہیں۔

جرح ہر اس زخم کو کہا جائے گا جو شجہ نہ ہو۔ یعنی جو چوٹ سر اور چہرے کے سوائے سارے جسم میں لگے گی۔ اور جس سے جسم پر زخم آ جائے جرح کہلائے گا۔ کیونکہ زخموں کو ایسا عرب میں تقسیم کیا گیا ہے وہ جراحت اور شجہ (چہرے ا دیگر جسم کے زخم) میں فرق کرتے ہیں۔ لہذا ہر قسم کے زخم کو شجہ نہیں کہا جائے گا کیونکہ شجہ کا تعلق صرف حسن ظاہری یعنی چہرے اور سر سے ہے کیونکہ باقی جسم کے زخم ڈھانپے جاسکتے ہیں لہذا انہیں جراحت کہا گیا ہے۔ جراحت خواہ جائفہ ہو یا غیر جائفہ اس میں قصاص واجب نہیں ہے کیونکہ جراحت میں مماثلت کے ساتھ قصاص وصول کرنا ممکن نہیں ہے جراحت کے لیے فیصلہ کرنے سے پیشتر زخم کے مندمل ہونے کا انتظار کیا جائے گا۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زخم کا انتظار کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اچھا ہو جائے۔ دانت کے سوا کسی زخم پر قصاص نہیں۔ نیز جائفہ زخموں میں قصاص ہے باقی زخموں میں قصاص نہیں ہے۔ اسی طرح صرف موضحہ زخموں میں قصاص ہے۔ اور زخموں میں قصاص کی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔ (والجروح قصاص) ترجمہ۔ اور زخموں میں قصاص ہے۔ چنانچہ موضحہ کی ایک حد مقرر کی جاسکتی ہے اس لیے مثال میں قصاص ممکن ہے ٥[1] سر اور چہرے کے علاوہ جسم پر آنے والے دیگر جرائم از خموں کی دیت مقرر نہیں ہے۔ اس صورت میں عدالت عدل کرے اور حکومت قوانین نافذ کرے ٥[2]

لا خلاف فی ان الموضحته القصاص الامکان المماثلته٥[3]

(ترجمہ۔ کسی زخم میں قصاص نہیں مگر صرف موضحہ میں جس میں بھی مماثلت ضرورت ہے)

جراحت کے بھی درج ذیل شرعی احکام ہوں گے۔

جراحت میں عموماً قصاص لینا ممکن نہیں ہوتا اور قصاص میں مماثلت بنیادی تقاضا ہے۔ چنانچہ بعض فقہا کے قول کے مطابق صرف جراحت جائفہ کا قصاص ممکن ہے دیگر تمام جرائم میں قصاص نہیں ہے ٥ مجرم اور جرم رسید دونوں کا ہم جنس ہونا ضروری ہے مثلاً دونوں آزاد ہوں۔ دونوں مرد ہوں یا دونوں عورت ہوں۔ بعض فقہا کا اس امر میں اختلاف ہے کہ مرد سے عورت کے زخم کا قصاص نہیں لیا جائے گا۔ دیت ہوگی۔ لیکن ہمارے نزدیک عورت کے زخم کا قصاص بھی اگر ممکن ہو تو قصاص لیا جائے اور اس امر میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے روایت سابقہ صفحات پر موجود ہیں اور یہی قول امام

---

[1] (البدائع والصنائع) [2] (ہدایہ ج۴ ص۵۹۱) [3] (الاحکام السلطانیہ ص ۲۶۱) (الشرح الکبیر ج۹ ص ۴۲۰)

marfat.com
Marfat.com

شافعی کا ہے کہ اگر جان میں قصاص ہے تو اطراف میں بھی ہے ⭘ زخموں کے قصاص میں شبہ عمد موجود نہیں ہے۔ کیونکہ حقیقت میں شبہ نہیں ہوتا ⭘ قصاص زخم کے فوراً بعد لیا جائے یہ امام شافعی کا قول ہے لیکن آنحضرت ﷺ کی حدیث ہے کہ جراحت کا قصاص نہ لیا جائے گا۔ جب تک کہ وہ اچھا نہ ہو جائے ⭘ [1] روایت یہ ہے کہ ایک آدمی نے حضرت حسان بن ثابت کی ران کی ہڈی سے جراحت پہنچائی۔ پس انصار نے قصاص کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا ذرا دیکھو تمہارے ساتھی کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ میں بخدا اس کا منتظر ہوں ⭘ [2] اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعض زخم اپنے نتائج میں جان لیوا ثابت ہوتے ہیں۔ یا کسی عضو کی معطلی یا محرومی کا سبب بن جاتے ہیں۔ لہٰذا ایسے زخموں میں قصاص کا تعلق نتیجہ زخم سے ہے۔ جب تک کہ وہ مندمل نہ ہو جائے یا اپنے انجام کو نہ پہنچے ⭘ زخموں میں جن کی دیت بیان کر دی گئی ہے ان کی دیت کاملہ ہے اور جن کی دیت مقرر نہیں ہے ان زخموں میں حکومت عدل کرے اور عدل اس بنیاد پر ہو کہ جس عضو پر زخم آئے اس عضو کی دیت کے مطابق زخم کی قیمت یا تعزیری سزا کا تعین کیا جائے گا ⭘ زخم موضحہ میں قصاص ہے لیکن ہاشمہ ومنقلہ و آمہ و دامغہ میں قصاص نہیں ہے۔ باقی اقسام حارصہ، دامعہ، دامیہ باضعہ، متلاصمہ اور سمحاق (خفیفہ) پر فقہا کا اختلاف ہے ⭘ [3] امام ابوحنیفہ کے نزدیک حسن بن زیادہ سے روایت ہے کہ موضحہ و سمحاق میں اگر قصاص لیا جانا ممکن ہو تو قصاص لیا جائے۔ امام محمد نے اپنی کتاب مبسوط میں تحریر کیا ہے کہ موضحہ و سمحاق و باضعہ، دامیہ میں چونکہ مثال میں حدود متعین کیے جا سکتے ہیں۔ اس میں قصاص ہوگا ⭘ [4] اور یہی قول امام مالک کا ہے۔ لیکن امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک زخموں کی مذکورہ بالا موضحہ و سمحاق اقسام کا قصاص نہ ہوگا۔ ان کے نزدیک زخم کے وقوع کی جگہ کی انتہا کا اندازہ کرنا ممکن نہیں ہے لہٰذا قصاص ساقط ہوگا ⭘ موضحہ زخم سے زائد زخم میں قصاص کے بعد دیت بھی لی جا سکتی ہے اور یہ امام شافعی کا قول ہے کیونکہ موضحہ سے زائد میں مثال میں قصاص لینا ممکن نہیں چنانچہ مجروح کا حق قصاص دیت میں بدل گیا لیکن بعض فقہا موضحہ سے زائد زخم کے لیے قصاص کے بعد تاوان لینا ممنوع قرار دیتے ہیں ⭘ [5] فقہا کا اس امر میں اتفاق ہے کہ حارصہ، دامعہ، دامیہ، باصفہ، متلاحمہ سمحاق زخموں میں تاوان مقرر نہیں لیکن امام احمد کے نزدیک دامیہ میں ایک اونٹ، باصفہ میں دو، متلاصمہ میں تین اور سمحاق میں ۴ اونٹ ارش ہے۔ لیکن یہ روایت مقبول نہیں ہے ⭘ [6] جمہور فقہا کا مسلک ہے۔ موضحہ میں پانچ اونٹ تاوان ہوگا۔ خواہ یہ چہرے پر آئے یا سر پر آیا ہو۔ لیکن بعض فقہا کے نزدیک چہرے کے موضحہ کا تاوان سر کے موضحہ سے دوگنا ہوگا ⭘ [7] امام مالک کے نزدیک سر اور چہرے کے موضحہ زخموں کا اگر نشان بھی رہ جائے تو اضافی تاوان بھی لگایا جائے ⭘ [8] ہاشمہ زخم میں دیت کے دس اونٹ ہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور

---

[1] (بدائع الصنائع) [2] (بدائع الصنائع) [3] (المحلی۔ ابن حزم ج ۱۰ ص ۶۴۱) [4] (البدائع ج ۷ ص ۳۰۹) [5] (الشرح الکبیر ج ۹ ص ۶۱ ۴ تا ۳۶۳)

[6] (الشرح الکبیر ج ۹ ص ۶۱۹) [7] (البدائع ج ۷ ص ۳۱۶) [8] (مواہب الجلیل ج ۶ ص ۲۵۹)

marfat.com
Marfat.com

امام احمد کے بقول یہ دیت صرف ہاشمہ چہرے اور سر کے زخم میں ہے۔ لیکن امام مالک اسے مخصوص نہیں کرتے (نوٹ:۔ یہ دیت حضرت زید بن ثابت کا قول ہے) o حضرت امام مالک کے نزدیک منقلہ زخم کی صورت میں بھی دیت دس اونٹ ہیں۔ لیکن عمرو بن حزم کو لکھے گئے خط میں آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق پندرہ اونٹ مقرر ہیں o[1] آمہ و دامغہ زخموں میں عمر بن حزم کو لکھے گئے خط کے حوالے سے آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق دیت 1/3 ہے۔ لیکن امام شافعی، امام احمد کے اقوال کے مطابق اگر دامغہ کی مقدار آمہ سے زیادہ ہوگی تو اس صورت میں حکومت عدل کرے گی o[2] درج بالا زخموں کی تفصیل کے علاوہ کوئی ایسا زخم آجائے۔ جو پیٹ کے اندرونی حصہ تک پہنچتا ہو جو جائفہ کہلائے گا۔ رسول اکرم ﷺ کے حکم کے مطابق ایسے زخم میں دیت جائفہ 1/3 ہوگی o امام مالک نے مذکورہ بالا تمام زخموں کے علاوہ کے زخموں میں قصاص بیان کیا ہے۔ بشرطیکہ زخم کی مثال لیا جاسکے o[3] قصاص اور دیت کے تعین کی عدم موجودگی میں حکومت عدل کرے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ زخم کی صحت کے بعد اس کے اثرات رہیں۔ اگر اثرات نہ رہے تو ڈاکٹر/طبیب کے اخراجات پر ارش مقرر کرے گی۔ لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک تکلیف کے مقابلے میں تاوان ہوگا۔ (ہمارے نزدیک بھی امام ابو یوسف کا یہ قول قرین قیاس ہے۔ کہ تکلیف کے مطابق اور طبیب کے اخراجات کو زخم کا تاوان بنایا جائے۔ جس کا تعین عدالت کو احتیاط سے کرنا ہوگا) o[4] معمول چوٹ یا دست اندازی (یعنی تھپڑ مار دیا) کہ اس کا اثر وقتی ہوا تو اس میں تعزیر ہوگی۔ لیکن امام ابن قیم طمانچہ اور چھڑی میں قصاص کے قائل ہیں اور اس سلسلے میں دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور خالد بن ولید کے اقوال کے مطابق طمانچہ میں قصاص ہے o[5] جائفہ کے سوا کسی زخم کے لیئے دیت مقرر نہیں ہے اور مجرم پر کسی زخم کا قصاص مجروح کے اچھے ہونے سے پہلے واجب نہیں ہے اور اس کے اچھے ہونے سے پہلے مجرم کو دیت کا حکم نہ دیا جائے گا o[6]

دفعہ ۳۳۷(C) جائفہ (JAIFAH)

جو کوئی ایسے جرح کا باعث ہو جس میں زخم جسم میں دھڑ کے جوف تک پہنچ جائے تو کہا جائے گا کہ وہ جائفہ کا باعث ہوا ہے۔

تشریحات

جائفہ جرح ہی کی ایک قسم ہے۔ جو سر اور چہرے کے علاوہ دیگر جسم کے حصوں پر لگایا جائے۔ جو عارضی یا مستقل نشان چھوڑ جائے اگر زخم (جرح) جسم کے اندر تک چلا جائے تو یہ جرح جائفہ کہلائے گا۔ اور یہ زخم جوف سینہ، جوف پیٹ

---

[1] (البدائع ج ۷ ص ۳۱۶) [2] (الشرح الکبیر ج ۹ ص ۶۸۷) (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۳۱۶) [3] (مواہب الجلیل ۔ ج ۶ ص ۲۴۷)
[4] (بدائع ج ۷ ص ۳۲۴) (مواہب الجلیل ج ۶ ص ۲۴۷) [5] (علام الموقعین، ابن قیم ج ۲ ص ۲ مطبوعہ مصر، قاہرہ ۱۳۲۵) [6] (کتاب الاختیار ۳۴۴)

marfat.com
Marfat.com

وغیرہ پر آتا ہے۔ جائفہ سے مراد ایسا زخم ہے جو پھاڑ کر اندر تک جوف میں داخل ہو۔ ایسی جراحت کے نفوذ کی جگہ سینہ، جوف پیٹھ، جوف پیٹ، جوف خصیتین، جوف دُبر، جوف گردن وغیرہ شامل ہیں۔ بعض فقہا اس میں جوف گردن کو تسلیم نہیں کرتے ۱؎ چنانچہ جائفہ کا زخم وہ ہے جو جسم کے ایسے حصوں پر آئے جو اندر کی طرف خالی جگہ رکھتے ہوں۔ جائفہ کا زخم بھی بمطابق تعریف بیان کردہ اتلاف عضو کے مطابق grievus hurt ضرب شدید میں شمار ہوتا ہے۔ شریعت کی رو سے جائفہ زخم وہ ہے جو پھاڑ کر اندر جوف تک پہنچ جائے یہ زخم۔ سینہ۔ پیٹ۔ پیٹھ۔ دونوں پہلو خصیتین اور دبر کے درمیان کی جگہ پایا جائے گا۔ لیکن دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے درمیان جائفہ نہیں ہے اور نہ ہی گردن اور حلق میں جائفہ ہے۔ لیکن امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ جو زخم گردن سے اس جگہ تک پہنچے جہاں پی ہوئی چیز کا قطرہ پہنچ جائے تو یہ جائفہ کا مقام ہو گا۔ کیونکہ جوف تک پہنچے بغیر پانی ٹپکتا نہیں ہے بعض فقہا کے نزدیک جائفہ جراحتوں کا حکم پورے بدن پر ہوتا ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ عرب شجہ اور جراحت مطلق میں فرق کرتے ہیں۔ اور شجہ زخم یا اسی طرح کے دوسرے زخموں کو غیر جائفہ زخم کہا جائے گا ۲؎ بعض اصحاب کہتے ہیں کہ زخم جائفہ کی اصطلاح جوف کرنے والے یعنی پھاڑنے یا شگاف کرنے والے زخم کے لیے مخصوص ہے خواہ وہ زخم سر کا ہو یا پیٹ کا ۳؎

جائفہ وہ زخم ہے جس کے اندر غذا یا دوا کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت ہو۔ مثلاً پیٹ کے اندرونی حصہ تک پہنچا ہوا زخم یا سینہ یا ہنسلی کے خلا یا ماتھے کے اندرونی حصہ یا پہلو کی گہرائی کا زخم جائفہ کہلائے گا۔ نیز اس امر سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ جائفہ کا زخم شگاف / تیز دھار آلے سے یا لاٹھی کی چوٹ سے لگا۔ منہ، ناک، آنکھ، پلک اور پیشاب کی نالی کا زخم جائفہ نہیں ہے۔ ان زخموں کو اجواف میں شمار نہیں کیا گیا۔ نتیجہ کلام یہ ہے کہ اگرچہ بعض فقہا جرح میں جائفہ کو پورے جس پر اندر داخل ہونے والے زخم کو جائفہ کہتے ہیں۔ جسمیں جوف سر، گردن وغیرہ بھی شامل ہیں۔ لیکن ایسی اصطلاح جس پر جمہور فقہا کا اتفاق ہے۔ وہ جوف کو محض سینہ، پیٹ اور اسکے دونوں اطراف پر آنے والے زخموں کو جائفہ قرار دیتے ہیں۔ اور یہی نظریہ جوف کی درست تعریف ہے۔

۱؎ (بدائع الصنائع ص ۶۸۲) ۲؎ (بدائع الصنائع ج ۷۔ص ۶۸۲) ۳؎ (کتاب الفقہ صہ ۶۸۰)

marfat.com
Marfat.com

دفعہ ۳۳۷(D) جائفہ کی سزا (Punishment of Jaifa)

جو کوئی کسی شخص کو ضرر پہنچانے کے ارادے سے یا یہ جانتے ہوئے کہ اس کا مذکورہ شخص کو ضرر پہنچانے کا امکان ہے۔ کوئی فعل کر کے مذکورہ شخص کے جائفہ کا باعث ہو۔ تو وہ ارش کا مستوجب ہوگا۔ جو دیت کا تہائی ہوگا اور اسے بطور تعزیر کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لیے دی جاسکے گی جو دس سال تک ہوسکتی ہے۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔قابل صلح۔۔ناقابل ضمانت۔۔دس سال/ارش۔۔سیشن/دفعہ 30

(نوٹ: ارش/دس سال قید اور اتلاف عضو یا اتلاف صلاحیت عضو کے لیے مقررہ سزا ہے اگر اسکا باعث ہو)

تشریحات

یہ دفعہ جائفہ کے جرم میں ملوث شخص کی سزا سے متعلق ہے۔ جسکے لیے ثبوت بذریعہ گواہان حاصل ہوگا۔ لیکن اس میں میڈیکل رپورٹ کو نہایت اہمیت حاصل ہوگی۔ گواہان اس بات کی بھی گواہی دیں گے۔ کہ زخم دانستہ لگایا گیا ہے اور ملزم کا ارادہ شامل تھا۔ یہ جرم قابل دست اندازی پولیس ہے ناقابل ضمانت لیکن قابل صلح ہے۔ جبکہ اسکی سزا دس سال اور ارش (دیت 1/3) ہے۔ جو سیشن عدالت/دفعہ 30 مجسٹریٹ قابل سماعت ہے۔

آئمہ کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جہاں کی بجائے دیت (مال) واجب ہو۔ جو جان کے بدلے نہ ہو تو اس میں تاوان کی مقدار مقرر نہیں ہے۔ اور نہ ہی مقررہ تاوان کے ساتھ کوئی مناسبت ہے۔ مثلاً پسلی، سینہ، ران یا گٹے وغیرہ کے جرائم میں تاوان کی نسبت ان حصوں کی معلوم دیت سے ہوگی۔ مثلاً وہ زخم اگر موضحہ (پیٹ پھاڑنے کے قریب) ہو تو اس کا تاوان محل جرم کے بڑے حصے برابر حکومت عدل کرے گی۔[1] اس امر میں تاوان کا تعین کرتے ہوئے بعض فقہا تاوان کی مقدار جان کی دیت کی نسبت کرتے ہیں اور بعض فقہا اس عضو کی دیت سے جو اس زخم کے قریب تر ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر ایسے عضو کے تاوان کا فیصلہ پیش نظر ہو جس کا تاوان مقرر نہیں ہے۔ جیسے ران، بازو، پیٹھ یا ہتھیلی وغیرہ تو اس کے لیے شرط ہے کہ مجوزہ تاوان دیت جان نفس (خون بہا) کے برابر نہ ہو کیونکہ اصول یہ ہے کہ جز کو کل سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تاوانوں کی مجوزہ مقدار اس عضو کے جرمانہ کے برابر نہ ہو۔ جس کے تاوان کی مقدار مقرر ہے سزا کے لیے تشخیص (جرح) زخم کے مندمل ہونے کے بعد ہونی چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زخم ممکن ہے بظاہر اوپر سے تبدیل ہو چکا ہو۔ لیکن مذکورہ زخم اندر سرایت کر جائے اور جان کے نقصان کا باعث ہو جائے۔

---

[1] (کتاب الفقہ ۳۴۷)

marfat.com
Marfat.com

زخم کا معائنہ ماہر جراحت کریں گے۔ اگر زخم مندمل ہونے کے بعد اس عضو میں کوئی کمی واقع نہ ہو یا حسن و جمال میں کوئی فرق نہ آئے۔ نہ ہی اس کی افادیت میں کوئی کمی واقع ہو تو پھر ضروری ہے کہ تاوان کا تعین اس درمیانی عرصہ میں ہونے والے نقصان یا اخراجات سے لگایا جائے گا۔ ان تمام زخموں کی تشخیص ماہر ڈاکٹر سے کرائی جائے گی۔ کیونکہ حکومت ایسا کرنے سے قاصر ہوتی ہے۔ لیکن اگر طبیب یا ڈاکٹر اصل زخم سے عمداً تشخیص زائد کرے اور ثابت ہو جائے تو زائد زخم کا قصاص اس ڈاکٹر پر واجب ہوگا۔ جائفہ کی سزا شریعت نے درج ذیل اصولوں پر مقرر فرمائی ہے۔

حدیث مبارکہ ہے کہ جائفہ کی دیت 1/3 ہے۔ اور اگر دوسری جانب سے نکل جائے تو دوگنا یعنی (۲) دو جائفہ کی دیت ہوگی ٥ حضرت ابوبکرؓ نے بھی یہی فیصلہ فرمایا اور اصحابہ کا بھی اس پر اجماع ہے ٥[۱] اگر عورت کی شرمگاہ معہ پاخانہ کی جگہ کے درمیان سے پردہ ہٹ جائے تو یہ بھی جائفہ ہوگا اور دیت 1/3 ہوگی ٥ تہائی دیت تک جرائم میں عورت اور مرد کی دیت برابر ہے۔ اس اصول کی روایت ابن مسعود نے حضرت سعید بن مسیب کی روایت کردہ حدیث سے کیا۔ جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیت تک عورت اور مرد برابر ہیں۔ اور دلیل میں حدیث غرہ کا حوالہ ہے ٥[۲] آرپار زخم میں دو جائفہ ایک پیٹ کا جائفہ اور دوسرا پیٹھ کا جائفہ بنتے ہیں لہذا 2/3 تاوان ہوگا ٥ زخم جائفہ کے سوا جسم کا کوئی زخم ایسا نہیں ہے جس کے حجم کی مقدار معلوم ہو سکے اور اس کی نسبت سے سزا تجویز ہو سکے ٥ اگر چہرے کا جائفہ زخم اتنا گہرا ہو کہ منہ تک پہنچ جائے تو جرم جائفہ کا تاوان پانچ اونٹ عائد ہوگا ٥ اگر کسی نے مونڈھے یا ران پر اس طرح چھرا مارا کہ اس کا زخم پیٹ تک جا پہنچا اور وہاں تک چیر دیا تو مجرم پر جائفہ کا تاوان ہوگا۔ جبکہ ران اور مونڈھے کے زخموں کا الگ تاوان حکومت لگائے گی ٥ اگر سینے پر چھرا مار کر نیچے پیٹ تک گیا یا اوپر گلے کو پھاڑ دیا۔ تو اس کا صرف جائفہ کا تاوان ہوگا۔ کیونکہ یہ جگہیں زخم جائفہ میں شمار ہوتی ہیں ٥ اگر درج بالا اقسام میں چھرا یا بندوق مارنے سے یا کسی تیز دھار آلہ کے استعمال سے تلی / جگر یا کسی دیگر عضو کو نقصان پہنچا تو جائفہ کے علاوہ مزید تاوان بھی تجویز ہوگا ٥ اگر زخم سے پسلی ٹوٹ گئی۔ تو زخم کی گہرائی کے اعتبار سے تصفیہ ہوگا۔ چنانچہ اگر زخم جائفہ کی حد سے آگے چلا جائے تو مزید تاوان لگایا جائے گا ٥ زخم جائفہ اور زخم موضحہ ایک ہونے یا متعدد ہونے، مقدم ہونے یا موخر ہونے میں ایک دوسرے کی مانند ہیں۔ مثلاً اگر نیزہ نما آلہ پیٹ میں مارا اور وہ پیٹھ سے نکل گیا یا پہلو سے مارا ٥[۳] اور اگر دوسرے پہلو سے باہر آ گیا تو ایسے زخم کو دو جائفہ قرار دیا جائے گا۔ اس کی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے فیصلوں پر ہے جن کے فیصلوں پر اجماع ہے ٥[۴] آج کے دور میں گولی سے صراحت اور اسکے نتائج پر بھی نقصان کا تعین اس اصول پر تاوان کا تعین کیا جائے گا۔

ضمانت: جائفہ کے مقدمہ میں سزا دس سال ہو سکتی ہے۔ جرم ضمانت کی امتناعی شکل میں شامل ہونے کے باعث

---

[۱] (کتاب الفقہ ۶۸۲) [۲] (بدائع الصنائع ۶۸۵) [۳] (کتاب الفقہ ص ۶۸۶) [۴] (کتاب الفقہ ص ۶۸۷)

marfat.com
Marfat.com

ضمانت مسترد ہوئی O۱ جب جرم میں سزا صرف دیت ہو قصاص نہ ہو تو جرم نا قابل ضمانت ہونے کے باوجود ضمانت کی امتناعی شک میں نہ آنے کی وجہ سے بعد از گرفتاری ضمانت لازمی تصور کی جاتی ہے O۲ فریقین کے درمیان قبل ازیں دفعہ 107/105 ضابطہ فوجداری میں مجسٹریٹ کے روبرو مچلکہ جات ضمانت برائے امن قائم کرنے کے داخل تھے۔ اسکے باوجود ملزم نے دوسرے فریق کو نازک حصوں پر زخم لگائے۔ جو جائفہ تھے جس سے نیت قتل ثابت ہوتی ہے۔ ضمانت کا اہل قرار نہ پایا O۳ زخم جائفہ اور غیر جائفہ متلاحمہ قرار دینے کی کوشش غلط ثابت ہوئی۔ ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق زخم جگر کو چھلنی کر گیا O۴ یہ بھی عذر لگایا کہ F-337 میں ابتدائی سزا ارش ہے۔ تعزیری ثانوی سزا ہے O۵ جائفہ اور غیر جائفہ کا فیصلہ عدالت میڈیکل رپورٹ سے کرے گی O۶ جائفہ کیلئے ضروری نہیں کہ اس سلسلہ میں دل، پھیپھڑے یا جگر زخمی ہو۔ صرف نازک حصوں پر زخم کا پایا جانا D-337 میں آتا ہے۔ ضمانت خارج ہوئی O۷ ملزم وقوعہ کیلئے وجہ عناد رکھتا تھا۔ کھلے روشن دن میں واقعہ ہوا۔ لہذا ملزم کی شناخت پر کوئی شک وشبہ نہ تھا۔ شہادات جسمانی زخموں سمیت دیگر چشم دید شہادات کے حوالے سے قابل تسلیمی ہیں O۸ تفتیشی افسر کو جرح کی شہادت پر نہ کی گئی کسی ملزم کی طرف سے جرح کو وکیل کی جرح تصور نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا ریکارڈ دیکھنے کے بعد سزا ختم کر دی گئی اور مجسٹریٹ جسکو جو سماعت ثانی کا حکم دیا گیا اور شہادات پر جرح کا حق دیا گیا تھا O۹ شہادت واضح کرتی ہے کہ زخمیوں کو چھری کا وار ملزم نے ہی لگایا۔ حالانکہ برآمدگی چھری مشکوک ہے۔ سزا بحال رکھی گئی۔ زخمی افراد کی شہادت کو بغیر آزاد شہادت کے تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ جو کہ ملزم کی فیملی کو تباہ کرنے کیلئے سازش کر رہے ہیں O عمومی طور پر قتل عمد کی کوشش میں دیت اور دفعہ 337/D کی سزا صرف ارش ہے لیکن جب ملزم کا ایکٹ فعل جابرانہ اور متشددانہ ہو۔ تو یہی سزا ارش کی ادائیگی کے علاوہ دس سال پر محیط ہو جاتی ہے ملزم نے فائر کیا جو شدید زخم کا نتیجہ ثابت ہوا۔ جبکہ 15 دن تک مفرور بھی رہا۔ اسطرح دفعہ مذکورہ فعل دفعہ 324 میں آتا ہے۔ ضمانت نہ ہوئی O۱۰ زخم کی نوعیت واضح کرتی ہے کہ زخم جائفہ ہے۔ جس کی سزا 337/D میں ارش 1/3 دیت ہے اور اس کے ہمراہ سزا کے طور پر دس سال قید ہے O۱۱ ایسے مقدمات میں ضمانت نامنظور ہوئی۔

سزا: جائفہ سے مراد صرف جوف سینہ یا جوف پیٹ نہیں۔ بلکہ اسکی اصطلاح میں جسم کے وہ تمام حصے آتے ہیں۔ جن میں جسم کے نازک اعضاء محفوظ ہیں۔ چنانچہ جب جسم کے ایسے حصوں میں کوئی تیز دھار چیز داخل ہو کر ان نازک حصوں کے نقصان کا سبب بنے تو ایسی صورت میں جائفہ میں سزا دی جا سکتی ہے O۱۲ اگرچہ D-337 کی سزا محض ارش بیان کی گئی ہے۔ لیکن جب کوئی ملزم اپنے فعل میں متشدد ہو اور اسکے عمل میں وابستگی موجود ہو تو مذکورہ بالا دفعہ کا اگلا حصہ

---

۱ 1993Pcrlj924 ۲ NLR1999CR248 ۳ LRP2002(CR)179 ۴ PLD1978Lah84 ۵ PLD1999Lah277
۶ (PLJ2001CRC632)(PLD1998Lah85) ۷ (LRP2002CR179) ۸ 2001Pcrlj83 ۹ 1995Pcrlj1516
۱۰ (1994Pcrlj2285)(1995Pcrlj419)(PLD1995SC34) ۱۱ PLJ1996CRC1845 ۱۲ (PLD1998Lh84)

marfat.com
Marfat.com

زیر نظر رہے گا۔ جس میں سزا 10 سال علاوہ ارش مقرر ہے ۔[1] اگر ملزم کے خلاف جرم دفعہ 324 تعزیرات پاکستان ثابت ہو جائے تو ملزم کو D-337 کے تحت بھی مورد سزا ٹھہرایا جائے گا ۔[2] اگرچہ ملزم سے چھری کی برآمدگی مشکوک تھی لیکن شہادات نے ثابت کیا کہ ملزم وہ واحد شخص ہی تھا جس نے مجروح کو زخمی کیا۔ چنانچہ ایسی صورت میں سزا دی گئی بحال رکھی گئی ۔[3] دفعہ D-337 میں ایسی سزا کو غیر قانونی قرار دیا گیا۔ جب ملزم کے خلاف مذکورہ مخصوص الزام میں فرد جرم عائد نہ کی گئی ۔[4] جرح جائفہ میں دو زخموں کے نتیجہ میں دو دفعہ ارش اور پانچ سال قید بامشقت کی سزا کا حکم ہوا ۔[5] ایسے معاملات میں جن میں کسی وقوعہ پر تمام خاندان کو بلاوجہ ملوث کر دیا جائے اور محض ایک شہادت کی بنیاد پر جو کسی دوسرے شہادت سے مطابقت پر قائم نہ ہو۔ اور وقوعہ ایک ایسی جگہ پر ہو جہاں لوگ موجود رہتے ہوں۔ ایسے میں استغاثہ کی اکلوتی شہادت پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح پولیس کی رپورٹ بھی ایسی صورت میں قابل پذیرائی نہیں۔ لیکن اگر ایسی رپورٹ برحلف عدالت میں پیش ہو تو اسے درخور اعتناء تصور نہ کیا جائے گا ۔[6] بیوی مقتول کی شرعی وارث ہونے کی حیثیت سے صلح کر سکتی ہے۔ خواہ وہ مقتولوں کی حقیقی بہن ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن شرح کی رُو سے دفعہ 309 میں قصاص کے بدلے دیت کا حکم درست طور پر کیا گیا ہے ۔[7] مجرم نے چاقو سے زخمی کے سینے کے دائیں طرف اور چوتڑوں پر تین زخم لگائے۔ جسے ماتحت عدالت نے اگرچہ بری کر دیا لیکن عدالت عالیہ نے فیصلہ خلاف قانون قرار دیتے ہوئے ملزم کو نہ صرف سزائے قید سنائی بلکہ ضمان بھی نافذ کیا ۔[8] اگرچہ کسی زخمی کی ایک ہی شہادت جرم ثابت کرنے کیلئے کافی ہوتی ہے۔ لیکن دیگر شہادات شکوک پیدا کریں۔ تو ایسی شہادت بھی بے وقعت ہو جاتی ہے۔ استغاثہ نے ایف آئی آر کے بیان کو تبدیل کیا۔ اور اپنے بیان میں حقائق وقوعہ کو مکمل طور پر چھپانے کی کوشش کی۔ چنانچہ ایسی صورت میں تمام چشم دید گواہ مشکوک ہو گئے لیکن اسکے باوجود ٹرائل کورٹ نے دفعہ 337-D,337-F تعزیرات پاکستان میں سزا دی جو اپیل میں ختم کر کے ملزمان کو رہا کیا گیا ۔[9] دن دیہاڑے کا وقوعہ چھری کے زخم جو واقعاتی شہادات اور میڈیکل رپورٹ سے مطابقت رکھیں سزا بحال رکھی گئی ۔[10] جب ملزم نے بیان دیا کہ میں نے خود ملزم کو فائر کرتے دیکھا ہے۔ پہلے میں نے سمجھا کہ کسی لڑکے نے پٹاخہ بجایا ہے جب میں نے مڑ کر دیکھا تو ملزم نے نہ صرف مجھے گالی دی بلکہ دوسرا فائر کیا جو میری پیشاب والی جگہ پر لگا۔ زخم جائفہ تھا تو دفعہ 324 میں سزا دی گئی جو قتل عمد کے اقدام کی سزا ہے اور زخم بمطابق ڈاکٹری رپورٹ کے جائفہ زخم تھے لہذا D-337 تعزیرات میں ارش کی ادائیگی 1/3 دیت کے برابر کا بھی حکم دیا گیا ۔[11] جائفہ کی سزا کیلئے ضروری نہیں کہ دل پھیپھڑے یا گردے وغیرہ زخمی ہوتے ہوں۔ یہ کافی ہے کہ زخم جسم کے جوف تک چلا

---

[1] 1996Pcrlj555　[2] NLR2002CR35　[3] 1995Pcrlj1793　[4] NLR2002SD301　[5] PLJ1996CRC901
[6] 1995Pcrlj1793　[7] 1994PSC(CR)445　[8] 2001Pcrlj1961　[9] (1972SCMR286)(2002MLD-Pesh872)
(PLJ1987SC45)　[10] PLJ2001CRC1040　[11] LRP2002CR529

marfat.com
Marfat.com

جائے۔ اور یہ جائفہ زخم میں سزاوار ہوگا۔[1]

۳۳۷(E) غیر جائفہ (Ghayr Jaifah)

ا:۔ جو کوئی ایسے جرح کس باعث ہو جو جائفہ کی تعریف میں نہ آتا ہو تو کہا جائے گا کہ وہ غیر جائفہ کا باعث ہوا ہے۔

۲:۔ غیر جائفہ کی حسب ذیل اقسام ہیں۔ یعنی

(الف) دامیہ (ب) باضعہ (ج) متلاحمہ

(د) موضحہ (ہ) ہاشمہ (و) منقلہ

۳:۔ جو کوئی ایسے غیر جائفہ کا باعث ہو کہ

(اول) جلد پھٹ جائے اور خون بہنے لگے تو کہا جائے گا کہ وہ دامیہ کا باعث ہو ہے۔

(دوم) ہڈی کے نمایاں ہوئے بغیر گوشت کٹ جائے یا اس شگاف پڑ جائے تو کہا جائے گا کہ وہ باضعہ کا باعث ہوا ہے۔

(سوم) گوشت پھٹ گیا ہو تو کہا جائے گا کہ وہ متلاحمہ کا باعث ہوا ہے۔

(چہارم) ہڈی اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو کہا جائے گا کہ وہ موضحہ کا باعث ہوا ہے۔

(پنجم) ہڈی اپنی جگہ سے ہٹے بغیر ٹوٹ جائے تو کہا جائے گا کہ وہ ہاشمہ کا باعث ہوا ہے اور

(ششم) ہڈی ٹوٹ جائے اور اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو کہا جائے گا کہ وہ منقلہ کا باعث ہوا ہے۔

تشریحات

غیر جائفہ زخموں سے مراد وہ زخم ہیں جو جائفہ کی تعریف میں شامل نہ ہوں۔ ان میں جسم کے ایسے تمام حصے شامل ہونگے جو اپنے اندر جوف یا خالی جگہ نہ رکھتے ہوں۔ چنانچہ جسم پر جوف کے علاوہ تمام اقسام زخم کو غیر جائفہ کہا جائے گا۔ اور اس میں سر اور چہرے کے وہ زخم بھی شامل ہونگے جو کاسہ سر سے باہر آنے والے تمام زخم شجاج بھی شامل ہیں۔

شریعت میں انسانی جسم پر آنے والے زخموں کی بطور نوعیت تین اقسام ہیں۔

---

1. 2001Pcrlj998

marfat.com

Marfat.com

۱:۔شجاج (شجہ) (۲) جائفہ (۳) غیر جائفہ

سابقہ صفحات پر شجہ کی گیارہ اقسام بیان کردی گئی ہیں۔جن کا تعلق صرف سر اور چہرے سے ہے۔لیکن حکومت نے پہلی چھ اقسام شرعی خارصہ۔دامعہ۔دامیۃ۔باضعۃ۔متلاحمہ اور سمحاق کو ایک قسم خفیفہ میں شمار کر کے باقی پانچ اقسام کے ساتھ ملا کر کل چھ اقسام بنادی ہیں۔جبکہ جائفہ زخم انسانی جسم کے اندر جوف کی حد تک داخل ہونے والا زخم ہے۔اور جو زخم انسانی جسم کے جوف تک نہ ہو وہ تمام زخم غیر جائفہ قرار دیئے گئے۔لیکن شریعت کی بیان کردہ جراحت کی گیارہ اقسام میں سمحاق۔آمتہ اور دامفتہ کا تعلق بلاواسطہ سر اور چہرے کے زخموں کے ساتھ ہے۔جبکہ پہلی دو اقسام حارصہ اور دامعتہ کا تعلق انتہائی خفیف زخموں کے ساتھ ہے چنانچہ ان کو دفعہ مذکور میں بیان کردہ اقسام میں شامل نہ کیا گیا ہے۔جسم کے زخموں میں جائفہ سب سے شدید زخم ہے۔آنحضرت محمد ﷺ عمرو حزم کو جائفہ (موضحہ) میں زخموں اور ان کی دیت یا قصاص کا ذکر کیا ہے وہ اس طرح ہیں آپ نے فرمایا:۔وفی المو ضحتہ خمس من الابل۔ وفی الھا شمتہ عشر۔ وفی المنقلتہ خمستہ عشر و فی آلا متہ ولیروی الما مومتہ ثلث الدیتہ وفی الجانفتہ ثلث الدیتہ۔(ترجمہ:۔اور موضحہ زخم میں اونٹوں میں سے پانچ۔ہاشمہ میں دس۔منقلہ میں پندرہ اور آمتہ میں 1/3 دیت اور جائفہ میں 1/3 دیت مقرر ہے)[ا]

حدیث مبارکہ مذکور کے مطابق زخموں کی تمام اقسام میں صرف موضحہ زخموں میں قصاص ہے۔کیونکہ اس زخم کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔اور اسی قدر مثل میں قصاص چھری سے کاٹ کے لیا جا سکتا ہے لیکن فقہا کے نزدیک جس زخم کا بھی قصاص ممکن ہے۔مثل میں لیا جا سکتا ہو تو قصاص کا حق مدعی کو حاصل ہے[۲]

جیسا کہ سابقہ صفحات میں بیان کیا جاچکا ہے کہ جراحت کے جرائم میں عمداً اور خطا میں کوئی فرق نہیں ہے۔اور شبہ العمد موجود نہ ہے۔لہذا کسی فعل کا بالا ارادہ یا بلا ارادہ ہونے سے یہاں کوئی فرق نہیں پڑتا۔اس دفعہ کے ضمن (۱) سے وہ تمام زخم مذکور ہیں۔جو ایسے حصوں پر ہوں گے جن کے نیچے ہڈی موجود ہو۔جن زخموں کے نیچے ہڈی نہ ہو وہ تمام زخم جائفہ ہوں گے اس لحاظ سے شجاج زخموں کو بھی غیر جائفہ زخم شمار کیا جا سکتا ہے۔فرق صرف یہ ہے کہ شجاج زخم کا تعلق چہرے اور سر کے زخموں سے ہے۔غیر جائفہ زخموں کی دفعہ مذکور کے ضمن (۲) میں بیان کردہ شرعی اقسام کو عام طور پر تقسیم کیا جائے۔تو ضمن (۳) میں قسم اول اور دوم (دامیہ اور باضعہ) ضرب خفیف قسم سوم و چہارم (متلاحمہ۔موضحہ) ضرب شدید اور قسم پنجم۔ششم (ہاشمہ۔منقلہ) ضرب شدید (Grevious Hurt) میں شمار ہوگا۔چنانچہ کسی شخص کے زدوکوب کرتے اور کسی ہتھیار کے استعمال نہ کرنے اور محض تھپڑ مارنے یا لاٹھی۔چھری وغیرہ سے زدوکوب کرنے کے نتیجہ میں

ا (صحیح مسلم/بخاری) ۲ (کتاب الفقہ ۶۸۲)

marfat.com
Marfat.com

چوٹ جس سے محض گوشت پھٹ جائے یا گوشت کٹ جائے تو یہ ضرب خفیف ہوگی۔ چنانچہ اگر خاوند اپنی بیوی کو محض زدو کوب کرے۔ ضرب شدید نہ آئے۔ لیکن اس کی موت واقع ہوئی ہو تو موت وجہ صدمہ شمار ہوگی۔ اسی قدر رہٹ جائے اسی طرح اگر کسی خطرناک ہتھیار کے استعمال سے مثلاً آگ۔ تیر گولی زہر یا کسی دھماکہ خیز مواد کے ذریعہ زخم پہنچایا جائے اور گوشت اس قدر رہٹ جائے یا ہڈی نمایاں ہو جائے تو یہ ضرب شدید شمار ہوگا۔ اور اسی طرح اگر ضرب شدید کے نتیجہ میں ہڈی ٹوٹ جائے یا اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو یہ ضرب شدید بصورت (FRECTURE) ہوگی اور اسی نوعیت کے لحاظ سے ضرب شدید سے مختلف ہو کر جرم کی شدت کے حوالے سے موجب سزا ہوگی۔ ان تمام اقسام میں قصاص صرف اس زخم پر ہے جو گوشت کٹ کر ہڈی تک پہنچے۔ بقیہ اقسام میں قصاص کی سزا نہیں ہے۔ محض جرم کی نوعیت کے اعتبار سے دیت یا پھر تعزیری سزا ہوگی۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ موضحہ، ہاشمہ آمہ اور دامغہ کی اقسام زخموں کو بعض فقہانے صرف سر اور چہرے سے منسوب کیا ہے اور ان زخموں کی شجاج کہا گیا ہے لیکن ہمارے نزدیک موضحہ اور ہاشمہ کے اقسام کے زخم شجاج زخموں اور غیر جائفہ زخموں میں مشترکہ صفات کے ساتھ ہوتے ہیں جبکہ عامہ اور دامغہ زخم صرف شجاج زخموں سے منسلک ہیں۔ موجودہ میڈیکولیگل کے حوالے سے زخموں کے بارے میں تفاصیل دفعہ 332 میں ملاحظہ ہوسکتی ہیں۔

دفعہ ۳۳۷(F) غیر جائفہ کی سزا (Punishment of Ghayr-e-Jaifah)

جو کوئی کسی شخص کو ضرر پہنچانے کے ارادے سے یا یہ جانتے ہوئے کہ اس کا کسی شخص کو ضرر پہنچانے کا امکان ہے۔ کوئی فعل کر کے

(اول) کسی شخص کو دامیہ کا باعث ہو تو وہ ضمان کا مستوجب ہوگا اور اسے بطور تعزیر کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لیے دی جاسکے گی جو ایک سال تک ہوسکتی ہے۔

(دوم) کسی شخص کو باضعہ کا باعث ہو تو وہ ضمان کا مستوجب ہوگا اور اسے بطور تعزیر کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لیے دی جاسکے گی جو تین سال تک ہوسکتی ہے۔

(سوم) کسی شخص کو متلاحمہ کا باعث ہو تو وہ ضمان کا مستوجب ہوگا اور اسے بطور تعزیر کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لے کی جاسکے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے۔

(چہارم) کسی شخص کو موضحہ کا باعث ہو تو وہ ضمان کا مستوجب ہوگا اور اسے بطور تعزیر کسی بھی قسم کی سزائے

marfat.com
Marfat.com

قید بھی اتنی ہی مدت کے لئے کی جا سکے گی جو پانچ سال تک ہو سکتی ہے۔

(پنجم) کسی شخص کو ہاشمہ کا باعث تو وہ ضمان کا مستوجب ہوگا اور اسے بطور تعزیر کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لے کی جا سکے گی جو پانچ سال تک ہو سکتی ہے۔ اور

(ششم) کسی شخص کو منقلہ کا باعث ہو تو وہ ضمان کا مستوجب ہوگا اور اس بطور تعزیر کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لے کی جا سکے گی جو سات سال تک ہو سکتی ہے۔

ضابطہ

ا۔ دامیہ: نا قابل دست اندازی پولیس۔۔سمن۔۔قابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔مجسٹریٹ درجہ اول

۲۔ باضعہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔نا قابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔مجسٹریٹ درجہ اول

۳۔ متلاحمہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔نا قابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔مجسٹریٹ درجہ اول

۴۔ مدیحہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔نا قابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔مجسٹریٹ درجہ اول / سیشن کورٹ

۵۔ ہاشمہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔نا قابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔مجسٹریٹ درجہ اول / سیشن کورٹ

۶۔ منقلحہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔نا قابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔مجسٹریٹ درجہ اول / سیشن کورٹ

نوٹ: دفعہ ہذا میں ضابطہ کے حوالے سے بمطابق نوعت زخم ہر ضمنی دفعہ کے تحت سزا میں تبدیلی کی گئی ہے۔ مثلاً ضمن اول تا ششم میں زخم پر الگ ترتیب سزا ضمان اور ایک سال، ضمان اور تین سال، ضمان اور پانچ سال، ضمان اور سات سال ہے۔ اسی طرح زخم اول دامعہ جو کہ قابل ضمانت ہے دیگر تمام ضمنی دفعہ میں مذکور زخموں کے جرائم نا قابل ضمانت ہیں۔ نیز اسی نوعیت سے عدالت ہائے سماعت بھی درجہ اول مجسٹریٹ سے سیشن کورٹ تک ہیں۔ ان تمام امور کی تفصیل جدول دوم ایکٹ ۵ مجریہ ۱۹۹۸ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

تشریحات

یہ دفعہ غیر جائفہ کی سزا بیان کرتی ہے۔ غیر جائفہ زخموں کو چھ حصوں میں محدود کر کے اس دفعہ میں سزائیں تجویز کر دی گئی ہیں۔ جن میں قصاص کا اطلاق صرف چھٹی قسم یعنی منقلہ پر ممکن ہے۔ یا پھر بعض فقہا کے نزدیک دوسرے اور چھٹی قسم یعنی باضعہ اور منقلہ پر بھی قصاص ممکن ہے۔ یا پھر ایسے زخموں میں قصاص ممکن ہے جہاں ہڈی ظاہر ہو جائے یا اتلاف عضو ہو جائے۔ لیکن صلاحیت عضو چلے جانے میں قصاص ممکن نہیں جبکہ ہڈیوں کے توڑنے میں بھی قصاص ممکن ہے۔ قبل ازیں دفعات جرح، شجاج، جائفہ، غیر جائفہ کیلیے عدالت کو میڈیکولیگل رپورٹ پر انحصار کرنا ہوتا ہے۔ لیکن قاضی کو عدالت

marfat.com
Marfat.com

کرتے ہوئے مذکورہ رپورٹ پر ڈاکٹر کی، کی گئی جرح سے اور از خود بھی زخم کا تعین کرنے میں اپنی سوچ کا استعمال کرنا چاہیے۔ غیر جائفہ کی سزا تجویز کرتے ہوئے جو اصول فقہا کے نزدیک قاضی کو مدنظر رکھنا چاہیے ○ وہ یہ ہے کہ غیر جائفہ زخم میں اس جگہ کے جائفہ زخم کی سزا سے اپنی ذاتی صوابدید پر کچھ کمی دے ○ یا زخم کی تشخیص زخم کے مندمل ہونے کے بعد کرنا چاہیے ○ اگر زخم خفیف ہو اور مجروح کے زخم سے خون بہنے کا کوئی اثر نہ ہو۔ تب بھی مجرم کو اس سزا کا مستوجب قرار دیا جائے گا ○ جو تھپڑ مارنے یا ایسی ضرب لگانے کی صورت میں ہوتا ہے۔ جس کے بعد میں کوئی اثر نہیں رہتا اس قسم کے زخم خفیف کے لئے بھی قاضی اپنی صوابدید پر باز پرس یا تاوان میں تعزیر دے گا ○ تاکہ عناد اور دشمنی کا سدباب ہو جائے ○ اور حکومت پر اعتماد کیا جا سکے ○ ایسے جرائم کے لئے بہتر یہ ہے کہ تعزیرا سزا کی جائے ○ زخم دامیہ جس میں صرف خون نکل آنے سے جو عیب لاحق ہو اس کے تاوان کی تشخیص زخم کے ماہرین سے کرائی جائے گی ○ چہرے پر تھپڑ مارنے یا گدی میں تھپڑ مارنے کا قصاص نہیں ہے ○ لیکن شرط یہ ہے کہ اگر اس فعل سے چہرے پر کوئی نشان نہ ہو اور نہ ہی عقل کا نقصان ہو اس جرم میں تعزیر ہو گی عمدا کوڑے سے ضرب پہنچانے کا قصاص ہے ○ خواہ اس سے کوئی زخم آئے یا نہ آئے ○ کیونکہ یہ صرف سزائے شرعی کے طور پر دی جا سکتی ہے ○ اور عام تازیانہ سے مارنے کا حق نہیں رکھتا ○ اگر زخم خطرناک اور سخت ہو یعنی جراحت منقلہ (جس میں ہڈی ٹوٹ کر اپنی جگہ سے ہٹ جائے) ○ یا جراحت آمہ (جو دماغ کی ہڈی کے خول تک) جائے یا سینے کی ہڈی یا ریڑھ کی ہڈی توڑنے پر قصاص نہیں ہے ○ لیکن پوری دیت عائد ہو گی ○ لیکن فوطوں کے کچلنے پر قصاص ہو گا ○ کیونکہ اس قصاص میں جان کا خطرہ نہیں ہے ○ عمر بن حزم کو لکھے گئے مرسلہ میں آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ موضحہ زخم کی دیت ۵ اونٹ، ہاشمہ زخم کی دس اونٹ منقلہ زخم کی دیت پندرہ اونٹ اور آمتہ کی دیت 1/3 ہے ○

فقہا کے قول کے مطابق موضحہ زخم سے پہلے کے زخموں کی اقسام جن میں دفعہ مذکور میں دامیہ باضعہ اور متلاحمہ کا ذکر موجود ہے کے متعلق کہا گیا ہے کہ اگر مذکورہ زخم کے متعلق معلوم ہو جائے کہ مذکورہ زخم کس جسم کے اس حصے کے موضحہ زخم سے کیا نسبت ہے تو اسی نسبت سے تاوان عاید ہو گا ○ اگر زخم جائفہ اور موضحہ چھوٹا سا بھی ہو۔ تو 1/3 دیت عائد ہو گی ○ اگر زخم میں ہڈی ٹوٹ گئی تو اس کا تصیفہ زخم کی گہرائی کے اعتبار سے کیا جائے گا ○ اگر موضحہ زخم ایک ہی جگہ پر دو دفعہ پہنچایا گیا ہو خواہ ان کے ایک ہی جگہ واقع ہونے کے درمیان بہت بہت ہی کم فرق ہو تو بھی اس پر دو موضحہ کی دیت عائد ہو گی ○ مثلا اگر سر اور چہرے کے زخم مل جائیں تو یہ دو زخم متصور ہوں گے ○ آئمہ کے قول کے مطابق ہاشمہ میں بھی قصاص لیا جا سکتا ہے اگر زخم کی جگہ لمبائی چوڑائی اور گہرائی ایک ہی ہو منقلہ یا آمہ میں قصاص نہیں ہے ○ دونوں زخم نہایت خطرناک ہوتے ہیں لہذا ان کی دیت کا تعین موجود ہے ○ قاضی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان زخموں میں اپنی رائے پر فیصلہ صادر کرے جن میں دیت یا قصاص کا واضح تعین موجود نہیں ہے ○

marfat.com
Marfat.com

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ دیت کاملہ سے مراد دیت ہے ٥ اور ارش دیت کاملہ کے کچھ حصہ کو کہا جاتا ہے ٥ شریعت میں ارش کے تعین کے لئے قاعدہ یہ ہے۔ ہر زخم یا اتلاف عضو جس میں کسی حدیث یا احکامات نبی ﷺ کے مطابق دیت یا ارش مقرر نہیں ہے اس میں قاضی ماہر جراحت اشخاص سے اندازہ کر کے زخم کی شدت کے مطابق فیصلہ کرے گا ٥ مگر یہ اندازہ اس دیت یا ارش سے کم ہونا چاہیے جو اس کے ملتے جلتے زخم ہیں ٥

زخموں پر سزا کے اصول: آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور اسی اصول پر امت کا اجماع ہے چنانچہ زخموں کی سزا کا تعین کرنے کے لئے درج ذیل بنیادی اصول فقہ میں بیان کئے گئے ہیں۔

موضحہ زخم قصاص صرف عمد پر ہے خطاء پر نہیں ٥ شجاج کا زخم خواہ موضحہ سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو قصاص نہیں ہے ٥ امام محمد نے ظاہر الروایہ میں تحریر فرمایا ہے کہ جراحت موضحہ سے پہلے کی اقسام میں قصاص ہو سکتا ہے ٥ جن زخموں میں ہڈی ٹوٹ جائے اس کا قصاص نہیں ہے ٥[1] زخم ہاشمہ میں ارش دیت کا 1/10 حصہ ہے زخم منقلہ میں 1/10 حصہ ہے ٥ امام شافعیؒ کے نزدیک اگر جراحت ہاشمہ کے ساتھ جراحت موضحہ بھی ہو اور ہڈی کو اپنی جگہ بٹھانے کے لئے آپریشن کرنا پڑے تو اس کا تاوان دس اونٹ ہے یعنی دیت کا 1/10 ہوگا۔ اور اس کی روایت زید بن ثابت سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اوجب فی الهاشمته عشرا من الابل (یعنی زخم ہاشمہ جس میں ہڈی نکل جائے دس اونٹ واجب ہیں) ٥[2] اور زخم ہاشمہ نہ ہو تو پانچ اونٹ دیت ہے ٥ زخم ہاشمہ میں ہڈی نظر نہ آتی ہو تو حکومت عدل کرے۔ اور قاضی صوابدیدی اختیار استعمال کرے ٥ زخم ہاشمہ اور زخم منقلہ کا تاوان پندرہ اونٹ ہے ٥[3] اگر ایک شخص نے موضحہ زخم دیا دوسرے نے زخم ہاشمہ لگایا اور تیسرے نے زخم منقلہ لگایا اور چوتھے نے آمہ زخم لگایا تو تین جراحتوں کے ملزمان کو ہر ایک پر پانچ اونٹ اور چوتھے پر کل تاوان کا 1/3 یعنی 33 فیصد ہوگا یہ تاوان منقلہ اور مامومہ کے بین بین ہے ٥[4] زخم موضحہ خواہ جسم میں بڑا ہو یا چھوٹا تاوان یکساں ہوگا خواہ کہیں بھی ہو ٥[5] امام مالکؒ کا نظریہ بھی ہے کہ موضحہ سے پہلے کے اقسام زخموں میں بھی قصاص ہے ٥ ہاشمہ میں بھی قصاص ممکن ہے اگر زخم کی جگہ۔ لمبائی۔ چوڑائی اور گہرائی میں ایک ہو یعنی زخم اپنی جگہ سے تجاوز نہ کرے۔ اور پھیلنے والا نہ ہو ٥ زخموں کے قصاص میں آنحضرت ﷺ کے حکم کے بموجب توقف کیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لیستانی فی الجراحات سنته (ترجمہ۔ زخموں کا قصاص لینے میں سال بھر کی تاخیر کی جا سکتی ہے اور اس میں زخموں کے نتائج کو ملحوظ رکھا جائیگا)۔ آپکی حدیث مبارکہ سے یہ امر بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ زخم کے بگڑنے یا سرایت کر جانے کی صورت میں نتائج سے بے خبری میں قبل از وقت قصاص کا لینا عدل کی بنیاد فراہم کرتا ہے ٥

---

[1] (ابو حنیفہؒ) [2] (دار قطنی) [3] (نسائی۔ کتاب الاختیار) [4] (کتاب الفقہ ۶۸۴) [5] (امام شافعیؒ)

marfat.com
Marfat.com

درج بالا شرعی سزاؤں کے علاوہ تعزیری جیسا کہ دفعہ ھذا میں مذکور ہیں حکومت کے عدل میں تجویز ہو سکتی ہیں اور اس میں قاضی کے لئے ضروری ہے کہ وہ جراحات کا اندازہ ماہر جراحت سے کروا کر تعزیر کرے لیکن یہ صرف اسی صورت واجب ہوگا۔ جب حقوق العباد کی ادائیگی بصورت دیت قصاص یا ارش کر دی جائے۔

عدالتی فیصلے: اگر چہ کسی زخمی کی ایک ہی شہادت جرم ثابت کرنے کیلئے کافی ہوتی ہے۔ لیکن دیگر شہادات شکوک پیدا کریں۔ تو ایسی شہادت بھی بے وقعت ہو جاتی ہے۔ استغاثہ نے ایف آئی آر کے بیان کو تبدیل کیا۔ اور اپنے بیان میں حقائق وقوعہ کو مکمل طور پر چھپانے کی کوشش کی۔ چنانچہ ایسی صورت میں تمام چشم دید گواہ مشکوک ہو گئے لیکن اسکے باوجود ٹرائل کورٹ نے دفعہ 337-D,337-F تعزیرات پاکستان میں سزا دی جو اپیل میں ختم کر کے ملزمان کو رہا کیا گیا ۱o عدالت عالیہ نے شہادت کی حقیقت غیر تسلی بخش تصور کرتے ہوئے ملزم کو بری کیا۔ کیونکہ شہادات آزاد اور انفرادی حیثیت کی حامل ہونی چاہیے۔ جائے وقوعہ کا نقشہ اور دیگر دستاویزی ثبوت بھی موجود۔ دشمنی بطور وجہ عناد ثابت تھی۔ عدالت عالیہ کا فیصلہ محض خیالی قرار دیا گیا o ۲ مقتول کی بڑی انگلی کو اس شدت سے کچلا گیا کہ اسکی جلد پھٹ کر شریانوں سے خون بہنے لگا۔ اگر چہ اس عمل میں ہڈی قائم رہی لیکن خون بہنے کے نتیجہ میں موت واقع ہوئی۔ اگر چہ انگلی کو زخم غیر جائفہ ہے۔ جسکی تصدیق میڈیکل سرٹیفکیٹ کرتا ہے اور عموماً موت بلاواسطہ واقعہ نہیں ہوئی۔ لیکن موت زخم کا نتیجہ نہ تھی چنانچہ سزا کو دفعہ 302 کی بجائے دفعہ 337/f تعزیرات پاکستان میں تخفیف قرار دیا گیا۔ اسطرح سزائے موت کی بجائے پانچ سال قید بامشقت ہمراہ ضمان برائے ورثا کیلئے کا حکم دیا گیا o ۳

ضمانت: ملزم کے خلاف شہادات اور ایف آئی آر سے ثابت ہے کہ ملزم موقع پر موجود نہ پایا گیا۔ سابقہ عدم ریکارڈ اور عدم سزا یافتہ ہونے کی وجہ سے قبل از گرفتاری ضمانت منظور ہوئی o ۴ دفعہ 337-F میں ضمانت اسلیے منظور کر لینی چاہیے کہ دفعہ ضمانت کی امتناعی شک میں نہ آتا ہے۔ اسکی سزا بھی عموماً تین سال سے زائد نہیں ہو سکتی ایسے مقدمات میں نہ صرف عدالت عظمی نے اپیل کی اجازت دی بلکہ اپیل کو اجازت کو ضمانت کی درخواست میں تبدیل کرتے ہوئے ضمانت منظور کی۔ حالانکہ عدالت عالیہ نے ضمانت منسوخ کر دی تھی o ۵ ملزم پر بہت سے آدمیوں کو زخمی کرنے کا الزام ہے جرم کو خطرناک ثابت کر دیتا ہے اگر چہ بظاہر جرم ممنوعہ کلاز میں نہ آتا ہے لیکن کسی عورت کو محض اسلئے مارنا پیٹنا کہ وہ مخالف گروہ سے تعلق رکھتی ہے مجرم کو ضمانت کی رعایت کا مستحق قرار نہیں دیتی۔ ضمانت منسوخ ہوئی o ملزم نے ٹانگوں سے تشدد کرتے ہوئے مجروح کی ٹانگوں کو اس قدر مجروح کیا کہ اس کی ٹانگیں بار بار آپریشن کے باوجود بھی درست نہ ہوئیں

---

۱ (PLJ1987SC45)(1972SCMR286)(2002MLD-Pesh872) ۲ LRP2002CR82 ۳ PLJ2001CRC
۴ 1994PLR248 ۵ NLR1996CR541

marfat.com
Marfat.com

تو ایسے ملزم کی ضمانت منسوخ کر دی گئی o۱ ملزم پر غیر جائفہ، متلاحمہ اور مدیحہ کی ضربات کا الزام تھا۔ تو سزا تین سال اور قید یا جرمانہ ہونے کی وجہ سے ضمانت کی امتناعی شق میں نہ آنے کی وجہ سے ضمانت پر رہا کیا گیا o۲ ضرب شدید جب اینٹ سے آئی۔ لیکن اس کے باوجود جرم ضمانت کی امتناعی شق میں نہ آنے کے سبب ضمانت ہوئی o۳ جب زخم نازک حصوں پر نہیں تھا۔ تو سپریم کورٹ نے ضمانت لے لی o۴ جب دونوں فریق زخمی ہوں تو دونوں پارٹیوں کی ضمانت برابری کے اصول پر لے لی گئی o۵ جب ضربات کم اور ملزم زیادہ ہوں تو شک کی بنیاد پر ضمانت منظور ہوئی o۶ جرم کی نوعیت کا تعین کرنے میں کسی بھی مقدمے میں سزا کیلئے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ ایسا زخم جو ہڈی کے جوڑ پر تھا اس میں دیکھنا تھا کہ جرم دفعہ 336-E-337 یا دفعہ 337-L میں آتا ہے۔ متضاد آراء کی وجہ سے ضمانت لے لی گئی o۷ اگرچہ ملزم پر ضرب شدید لگانے کا الزام تھا لیکن ایف آئی آر 49 گھنٹے تاخیر سے درج ہوئی۔ جسکی بنیاد پر عدالت نے معاملہ مزید تحقیق کا قرار دیتے ہوئے ضمانت منظور کی o۸ وقوعہ کی رپورٹ زیر دفعہ 73 ضابطہ فوجداری پولیس نے 3 ماہ لگا دیئے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مقدمہ کب ساعت ہو کر ختم ہوگا شریک جرم ساتھی رہا ہو چکے ہیں ضمانت لی گئی o۹ زخم سادہ ہیں یہاں تک کہ بائیں بازو کا فریکچر ہوا۔ جرم ممنوعہ کلاز میں نہ آتا ہے۔ ضمانت لے لی گئی o۱۰ عدالت عالیہ نے نازک اور غیر نازک حصوں کی تفریق کو پس پشت ڈالتے ہوئے قرار دیا کہ انسانی جسم کا ہر حصہ قابل تحفظ ہے لہذا نازک حصوں کی طرح ٹخنے پر گولی مارنے والے کی بھی ضمانت مسترد ہوئی o۱۱ عدالتوں کا عمومی رویہ یہ ہے کہ ضمانت کی امتناعی شق (1)497 ضابطہ فوجداری میں نہ آنے والے جرائم میں ضمانت منظور کر لی جاتی ہے لیکن ایسا بھی ہوتا کہ واقعات کی وضاحت اور سنگینی کے پیش نظر ایسے جرائم میں بھی ضمانت منظور نہیں کی جاتی جس کی وجہ ہر جرم اور اسکے ساتھ منسلک واقعہ کی نوعیت بن جاتا ہے o۱۲ محض سادہ زخم جو کہ رائفل کے بٹ سے مارے گئے میں وضاحت کیلئے موجود نہ تھی ایسی صورت قتل عمد کے اقدام کی نہ بنتی ہے لہذا ضمانت ہوئی o۱۳ کسی وکیل کی جانب سے ملزم کی طرف سے کوئی اقرار جرم۔ نہ ہی اقرار ہے اور نہ ہی قبولیت الزام کے زمرے میں آتا ہے اور نہ ہی ملزم خود کو اس بیان کا پابند کر سکتا ہے شہادت ہمراہی (شریک جرم) بطور سلطانی گواہ قابل قبول نہیں ہے۔ ضمانت لے لی گئی۔ ایسے مقدمات جس میں یہ اندازہ لگانا ممکن نہ ہے کہ زخم کب لگائے گئے۔ مزید ایسے مقدمات جس میں سزا متوقع 10 سال یا اس سے کم ہو تو ضمانت بطور حق منظور کی

---

۱ 1999Pcrlj1348 ۲ (PLJ1999CRC732) ۳ (1993Pcrlj1518) ۴ (1993SCMR248)

۵ (PLD1989Kar37 - 1989Pcrlj1003 - 1999Pcrlj810/1337) ۶ (1998Pcrlj166 - 1994MLD1299)

۷ (1998Pcrlj32) ۸ (KLR1994CRC401) ۹ (1993SCMR1994) (PLJ1996CRCLH1623)

۱۰ PLD1995SC3440/377/324 ۱۱ PLJ1996CRC170736/337/324 ۱۲ NLR1999CR09 (1990SCMR299)

۱۳ (2002Pcrlj5)(PLD1993LHR110)(1992Pcrlj1378)(Pcrlj1991cr745) KLR1994CRC78

marfat.com
Marfat.com

جا سکتی ہے۔اور انکار خال خال ہوتا ہے۔اگر چہ زخم عورت کو آئے جو خصوصی نوعیت کا مقدمہ بن جاتا ہے۔لیکن پھر بھی ضمانت ہوئی۔۱ جب مضروب لڑکے کے جسم پوشیدہ پر ضرب کے نشان نہ پائے گئے تو ضمانت ہوگئی۔۲ ضمانت ایف آئی آر میں نام کا عدم اندراج۔آئندہ پولیس زمینوں سے واضح ہو۔مدعی کا بیان فوری تحریر ہوا ہو۔چشم دید گواہان کے بیانات بھی مطابقت رکھتے ہوں۔لہذا اصول مطابقت ثابت نہ ہوتا ہے۔ملزمان رات کے غیر مانوس وقت میں ہم سازش اور باہمی مشورے سے داخل ہوئے۔اور بیوی کی عزت مقتول کو قتل اور مدعی کو زخمی کرنے کا سبب بنے گا۔ایسی صورت میں ضمانت نہ ہوسکتی ہے۔۳ ملزم پر بہت سے آدمیوں کو زخمی کرنے کا الزام ہے جرم کو خطرناک ثابت کر دیتا ہے اگر چہ بظاہر جرم ممنوعہ کلاز میں نہ آتا ہے لیکن کسی عورت کو محض اسلئے مارنا پیٹنا کہ وہ مخالف گروہ سے تعلق رکھتی ہے ضمانت کی رعایت کا مستحق نہیں کرتی۔ضمانت منسوخ ہوئی۔۴ جب ملزم نے آئرن راڈ سے ایک وار کرنے کے بعد دوسرا وار نہ کیا۔نیز میڈیکل رپورٹ کے مطابق زخم کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے گا کہ جرم آیا 324 ت پ میں بنتا ہے یا نہیں۔ضمانت منظور کی گئی۔۵ زخم میڈیکل رپورٹ کے مطابق غیر جائفہ اور شجاع خفیفہ تھے۔ملزم نے بندوق سے فائر کیا جو کہ دفعہ 337G میں نہ آتا ہے۔میڈیکل رپورٹ سے متصادم ہونے کی وجہ سے مزید تفتیش کا مقدمہ۔ضمانت منظور ہوئی۔۶ ملزم پر بہت سے آدمیوں کو زخمی کرنے کا الزام جرم کی نوعیت کو خطرناک ثابت کر دیتا ہے اگر چہ بظاہر جرم ممنوعہ کلاز میں نہ آتا ہے لیکن کسی عورت کو محض اسلئے مارنا پیٹنا کہ وہ مخالف گروہ سے تعلق رکھتی ہے ضمانت کی رعایت کا مستحق نہیں کرتی۔ضمانت منسوخ ہوئی۔ ایسے مقدمات جس میں یہ اندازہ لگانا ممکن نہ ہے کہ زخم کب لگائے گئے۔مزید ایسے مقدمات جس میں سزا متوقع 10 سال یا اس سے کم ہو تو ضمانت بطور حق منظور کی جا سکتی ہے۔اور انکار خال خال ہوتا ہے اگر چہ زخم عورت کو آئے جو خصوصی نوعیت کا مقدمہ بن جاتا ہے۔لیکن پھر بھی ضمانت ہوئی۔۷ فریقین کے درمیان قبل ازیں دفعہ 107/105 ضابطہ فوجداری میں مجسٹریٹ کے روبرو مچلکہ جات ضمانت برائے امن قائم کرنے کے داخل تھی۔اسکے باوجود ملزم نے دوسرے فریق کو نازک حصوں پر زخم لگائے جس سے نیت قتل ثابت ہوتی ہے۔ضمانت کا اہل قرار نہ پایا۔۸ پولیس کی رپورٹ میں ملزمان بے گناہ لکھے گئے۔مگر عدالت نے قرار دیا کہ ایسی رائے ضمانت کے وقت کی بجائے سماعت مقدمہ میں اہم قرار دی جا سکتی ہے۔چنانچہ جب فریقین کے درمیان متصادم ایف آئی آر درج ہوں تو بھی ضمانت کے وقت ایسے معاملات زیر غور نہیں لائے جا سکتے۔جبکہ قبل از گرفتاری ضمانت صرف اسی صورت لی جاتی ہے۔جب پولیس کی طرف سے بدنیتی موجود ہو۔اور ناانصافی اور خوف زدہ کرنے کی بنیاد واقع ہو۔

---

۱ PLJ2002CR(LH)1 ۲ 1989MLD3978 ۳ 7Pcrlj463-2001Pcrlj926-PLJ1980SC95 ۴ 2001Pcrlj984

۵ 2001Pcrlj1127 ۶ 2001Pcrlj1254-1995Pcrlj1345 ۷ PLJ2002CR(LH)1 ۸ (LRP2002(CR)179)

marfat.com

Marfat.com

جسکے نتیجہ میں کسی شہری کی عزت اور آزادی کو خطرہ لاحق ہو۔ ضمانت خارج ہوئی ۱ زخم جائفہ اور غیر جائفہ متلاحمہ قرار دینے کی کوشش غلط ثابت ہوئی۔ ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق زخم جگر کو چھلنی کر گیا ۲ یہ بھی عذر لگایا کہ F-337 میں ابتدائی سزا ارش ہے۔ تعزیر ثانوی سزا ہے ۳ جائفہ اور غیر جائفہ کا فیصلہ عدالت میڈیکل رپورٹ سے کرے گی ۴ جائفہ کیلئے ضروری نہیں کہ اس سلسلہ میں دل، پھیپھڑے یا جگر زخمی ہو۔ صرف نازک حصوں پر زخم کا پایا جانا D-337 میں آتا ہے۔ ضمانت خارج ہوئی ۵ قبل از گرفتاری ضمانت میں جواز کہ سوٹی سے سر پر چوٹ سے شدید زخمی کیا گیا۔ ملزم کے تفتیش میں شمولیت نہ کی پولیس یا استغاثہ کی طرف سے کوئی بدنیتی ثابت نہ ہوئی۔ ضمانت منسوخ ہوئی ۶ ایف آئی آر کی رو سے زخم جسم کے نازک حصوں پر آئے جو ملزمان کے بار بار چاقو کے وار سے آئے۔ اور اگر اسکے نتیجہ میں قتل ہو جاتا ہے۔ تو یقیناً قتل عمد شمار کیا جاتا۔ ہتھیار جو استعمال کیا گیا۔ اسکی نوعیت بھی جرم کو 324 تعزیرات پاکستان میں لے جاتی ہے۔ اگر پولیس نے درست اور مناسب دفعہ ایف آئی آر میں لگانا پسند نہیں کی۔ تو اس سے جرم کی سنگینی اور نوعیت بدل نہیں جاتی۔ ضمانت نہ لی گئی ۷ ملزم وقوعہ کیلئے وجہ عناد رکھتا تھا۔ چمکتے دن میں واقعہ ہوا۔ لہذا ملزم کی شناخت پر کوئی شک وشبہ نہ تھا۔ شہادات جسمانی زخموں سمیت دیگر چشم دید شہادات کے حوالے سے قابل تسلیم ہیں ۸ مقدمہ کی دو کہانیاں سامنے آئیں ایسی صورت میں دیکھا جائے گا کہ استغاثہ اور دفاع کی کہانیوں میں کون سی کہانی وقوعہ کی دیگر شہادتوں سے ثابت ہوتی ہے ثبوت کا فراہم کرنا استغاثہ کی ذمہ داری ہے۔ میکسیم ایک میں غلط سب میں غلط کا اصول فوجداری مقدمات میں قابل عمل نہ ہے۔ شہادت واضح کرتی ہے کہ زخمیوں کو چھری کا وار ملزم نے ہی کیا حالانکہ برآمدگی چھری مشکوک ہے۔ سزا بحال رکھی گئی زخمی افراد کی شہادت کو بغیر آزاد شہادت کے تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ جو کہ ملزم کی فیملی کو تباہ کرنے کیلئے شازش کر رہے ہیں۔ دشمنی ایک دو دھاری تلوار ہے جو دونوں طرف کاٹتی ہے (وجہ عناد) ۹ ایف آئی آر کوئی ایسی دستاویز شہادت نہیں جس میں وقوعہ کی ہر بات من وعن درج ہو۔ ٹھوس ثبوت کا فراہم کرنا استغاثہ کی ذمہ داری ہے۔ اور ملزم کا غلط بیان استغاثہ کو اپنی ذمہ داریوں سے مستثنیٰ قرار نہیں دے سکتا۔ اور جب قتل کی کوئی وجہ صفحہ مثل پر موجود نہ ہے۔ اور نہ ہی کوئی فائر کے خول جائے وقوعہ سے میسر آئے تو شک کا فائدہ دیا جائے گا ۱۰ درخواست ضمانت زیر دفعہ a-337/f-337 دائر کی گئی لیکن ہائی کورٹ نے قرار دیا کہ بادی النظر جرم زیر دفعہ 324 کے تحت آتا ہے۔ جو اقتنائی دفعہ میں شامل ہے۔ عدالت عظمیٰ نے قرار دیا کہ عدالت عالیہ نے ایف آئی آر کا تجزیہ

---

۱ (PLD1983SC92)(1981SCMR1139)(1981SCMR935)(PLD1953FC170)(SBLR2002Sind1364)
(1997SCMR1234)(NLR1995CR36)(1982Pcrlj1286) ۲ PLD1978Lah84 ۳ PLD1999Lah277
۴ PLD1998Lah85-PLJ2001CRC632 ۵ (LRP2002CR179) ۶ (1978SCMR432)(1984SCMR119)
۷ (2002LRP(CR)165)(2001MLD287) ۸ 2001Pcrlj83 ۹ 1995Pcrlj1262 ۱۰ 1995Pcrlj1262

marfat.com
Marfat.com

درست طور پر کیا ہے ٥[1] صرف ایک زخم (جرح) لگانے کی سزا میں 10 ہزار بطور دمان اور ایک سال قید با مشقت کی سزا سنائی گئی ٥[2] ملزم نے زخم (جرح) کا اعتراف کرلیا تو سزا میں 10 ہزار دمان اور ایک سال قید با مشقت کی سزا سنائی گئی ٥[3] جب ایک شخص نے چاقو مارا اور دوسرے نے پکڑا تو ملزم کو شک فائدہ ہوا ٥[4] فوجداری مقدمات میں قرآن پاک پر حلف کی بنیاد پر سزا نہ ہوسکتی ہے ٥[5] جب ملزم پر غیر جائفہ متلاحمہ اور مدیحہ ضربات کا الزام تھا جس کی سزا 3 سال قید اور جرمانہ تھا اور ضمانت کیلئے امتناعی شق دفعہ 497 ضابطہ فوجداری بھی لازم نہ آتی تھی تو ہائی کورٹ نے ضمانت لے لی ٥[6] تین زخمی افراد میں سے صرف ایک شخص نے میڈیکل سرٹیفکیٹ حاصل کیا ملزم ایک سال سے زائد زیر حراست ہے۔ جبکہ گواہان نے ملزم کے بارے میں مشکوک شہادات پیش کیں ٥[7] ملزم کی ضمانت کی منسوخی کی درخواست اس بنیاد پر خارج کر دی گئی۔ کہ زخم محض جلد کی سطح تک ہے جس کی سزا تین سال سے زیادہ نہ ہوسکتی ہے۔ اور یہ معاملہ میڈیکل رپورٹ سے بھی ثابت ہے۔ لہذا منظور شدہ ضمانت کو ایسی صورت میں منسوخ نہ کیا جاسکتا ہے ٥[8] ملزم تین ماہ جوڈیشل حراست میں ہے۔ جبکہ اسکا جرم ضمانت کی امتناعی شق میں نہ آتا ہے۔ نیز ملزم عدم سزا یافتہ اور عدم ریکارڈ یافتہ ہے لہذا ضمانت لی گئی ٥[9] 26 سال سے زیر حراست ملزم جس کے مقدمہ میں اس طویل عرصہ میں شہادتیں پیش نہ کی جا سکیں تھیں۔ نیز مختلف ملزمان پر جرم کی نوعیت بھی مزید تحقیق کا تقاضا کرتی ہے۔ ضمانت لے لی گئی ٥[10] ملزم پر اگرچہ سخت نوعیت کے الزامات عاید ہیں۔ لیکن سماعت میں بھی کوئی پیش رفت نہ ہو رہی ہے لیکن اس کے باوجود ایسے خطرناک ملزم کی ضمانت منظور نہیں کی جاسکتی ٥[11] ملزم نے مجروح کے جسم پر 12 خطرناک زخم لگائے جو اس بات کے ثبوت کیلئے کافی ہیں کہ ملزم قتل کرنا چاہتا تھا۔ لہذا الزام دفعہ 324 تعزیرات پاکستان اور دفعہ 337-E میں آتا ہے۔ نیز عدالتوں کے پاس ضمانت کے ایسے اختیارات جو مقدمہ کی سماعت میں تاخیر کے سبب حاصل تھے۔ وہ آرڈیننس XIX 1994 کے تحت ختم ہوچکے ہیں۔ لہذا ایسے خطرناک ملزم کی ضمانت نہ لی گئی ٥[12]

سزا (Punishment): قتل شبہ عمد ایسی صورت میں تصور نہیں کیا جاسکتا جب کھلے عام لڑائی کا سبب فوری اشتعال ہو ٥[13] مقدمہ کی دو کہانیاں سامنے آئیں ایسی صورت میں دیکھا جائے گا کہ استغاثہ اور دفاع کی کہانیوں میں کون سی کہانی وقوعہ کی دیگر شہادتوں سے ثابت ہوتی ہے ثبوت کا فراہم کرنا استغاثہ کی ذمہ داری ہے۔ میکسیم "ایک میں غلط سب میں غلط" کا اصول فوجداری مقدمات میں قابل عمل نہ ہے۔

مجرم پر چاقو سے مجروح کے سینے کے دائیں طرف زخم پہنچانے کا الزام تھا۔ اگرچہ ماتحت عدالت نے بری کر دیا تھا۔ لیکن

---

[1] 2002SCMR1370　[2] PLJ1996CRC901　[3] PLJ1996CRC901　[4] (PLD1960SC367-PLD1974SC376)
[5] PLJ1996CRC901-PLD1990SC83　[6] PLJ1999CR732　[7] 2002SCMR1412　[8] KLR1994CRC82
[9] (1994PLR244)　[10] (1994PLR684)　[11] (1994PLR696)　[12] (1994PLR531)　[13] 2001Pcrlj954

marfat.com
Marfat.com

عدالت نے فیصلہ خلاف قانون قرار دیتے ہوئے سزائے قید اور ضمان دی۝[1] دفعہ F-337 میں ایسی سزا کو غیر قانونی قرار دیا گیا۔ جب ملزم کے خلاف مذکورہ مخصوص الزام میں فرد جرم عائد نہ کی گئی۝[2] پولیس کو وقوعہ کے بہت دیر بعد اطلاع پولیس نے بھی بے گناہ قرار دیا۝[3] دفعہ 324 تعزیرات پاکستان کے معاملات مزید تفتیش کے متقاضی ہیں۔ کیونکہ ڈاکٹری رپورٹ میں زخم شجہ مدیحہ قرار دیئے گئے ہیں۝[4] ملزم پر محض غیر موثر فائرنگ کا الزام ہے اور کوئی زخم منسوب نہ ہے۝[5] ہتھیار کی عدم برآمدگی اور چشم دید گواہ موجود نہ ہوں۝[6] قتل میں زخموں کا تعین کرنے کیلئے عدالت کے سامنے جو حقائق رکھے گئے۔ ان کے مطابق زخم عام حالات میں موت کا سبب بننے کیلئے کافی نہ تھے۔ ایسے میں موت کا ثبوت 315 میں پایا جاتا ہے کیونکہ کوئی بھی زخم ایسا نہ تھا۔ جسے فوری موت کا سبب قرار دیا جا سکے۔ اس نظریے کے مقابلے میں بھی کوئی دوسری مخالفت موجود نہ تھی۔ البتہ خون کی رپورٹ سے ثابت ہے کہ ملزم دل کا مریض تھا۔ چنانچہ زخم سادہ ثابت ہوا۔ جو 315-316 کی بجائے دفعہ F-337 میں ظاہر ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ملزم کی سزا قبل ازیں زیر حراست قید کے عوض ختم کر دی گئی۝[7] عدالت عالیہ نے شہادت کی حقیقت غیر تسلی بخش تصور کرتے ہوئے ملزم کو بری کیا۔ کیونکہ شہادات آزاد اور انفرادی حیثیت کی حامل ہونی چاہیے۔ جائے وقوعہ کا نقشہ اور دیگر دستاویزی ثبوت بھی موجود ہوں تو دشمنی بطور وجہ عناد ثابت تھی۔ عدالت عالیہ کا فیصلہ محض خیالی قرار دیا گیا۝[8] قتل شبہ عمد ایسی صورت میں تصور نہیں کیا جا سکتا جب کھلے عام لڑائی کا سبب فوری اشتعال ہو۝[9] دن دیہاڑے کا وقوعہ چھری کے زخم جو واقعاتی شہادات اور میڈیکل رپورٹ سے مطابقت رکھیں سزا بحال رکھی گئی۝[10] مقتول کی بڑی انگلی کو اس شدت سے کچلا گیا کہ اسکی جلد پھٹ کر شریانوں سے خون بہنے لگا۔ اگرچہ اس عمل میں ہڈی قائم رہی۔ جسکے نتیجہ میں موت واقع ہوئی۔ اگرچہ انگلی کو زخم غیر جائفہ تھا۔ جسکی تصدیق میڈیکل سرٹیفکیٹ کرتا ہے اور موت بلاواسطہ واقعہ نہیں ہوگی بلکہ زخم کا نتیجہ تھی چنانچہ سزا کو 302 کی بجائے 337/f میں تخفیف قرار دیا گیا۔ اسطرح سزائے موت کی بجائے پانچ سال بامشقت ہمراہ ضمان ورثا کیلئے کا حکم دیا گیا۝[11] قتل اور زخموں شبہ عمد ایسی صورت میں تصور نہیں کیا جا سکتا جب کھلے عام لڑائی کا سبب فوری اشتعال ہو۝[12] ملزم پر بہت سے آدمیوں کو زخمی کرنے کا الزام ہے۔ جو جرم کو خطرناک ثابت کر دیتا ہے اگرچہ بظاہر جرم ممنوعہ کلاز میں نہ آتا ہے لیکن کسی عورت کو محض اسلئے مارنا پیٹنا کہ وہ مخالف گروہ سے تعلق رکھتی ہے ضمانت کی رعایت کا مستحق نہیں کرتی۔ ضمانت منسوخ ہوئی۔ عدالت عظمیٰ نے استغاثہ کی شہادات کا از سر نو تعین کر کے فیصلہ کرنے کا حکم دیا۝[13]

---

۱ (2001Pcrlj1961) ۲ (NLR2002SD301) ۳ (PLJ1996CRCLH1080) ۴ (PLJ1996CRCLH756)
۵ (1993SCMR1994)(PLD1995SC34) ۶ (PLJ1996CRCLH403) ۷ (1994Pcrlj359)(2000Pcrlj1052)
(1989Pcrlj2472) ۸ LRP2002CRC479 ۹ LRP2002CR82 ۱۰ 2001Pcrlj954 ۱۱ PLJ2001CRC1040
۱۲ PLJ2001CRC ۱۳ 2001Pcrlj954 ۱۴ (2002SCMR334)(2002SCMR492)

marfat.com

Marfat.com

عدالت نے سزائے موت کو سزائے عمر قید میں اسلئے تبدیل کر دیا کہ مدعی فریق نے مجرم اور اسکے ورثاء کی ایک عورت کو زخمی کر دیا تھا۔ جسکی بنیاد پر مقتول کے ورثاء بھی قابل تعزیر ٹھہرے۔[1] ایف آئی آر فوری درج ہونے کے علاوہ ملزمان کے ہاتھوں میں ہتھیار سمیت دیگر تمام وضاحتیں بھی درج ہوئی۔ میڈیکل رپورٹ بھی تائید کرتی تھی۔ دفاع میں کہانی یہ تھی۔ کہ 20-25 افراد بندوقیں، لاٹھیاں اٹھائے ملزم کے گھر کے سامنے آئے۔ اور آتے ہی اندھا دھند فائرنگ کی۔ لیکن ملزمان کا کوئی فرد زخمی نہ ہوا۔ مدعی کی بندوق بھی برآمد ہوئی۔ جس سے برآمد شدہ خول لیبارٹری نے ثابت کیے۔ چنانچہ سزا دی گئی کو سپریم کورٹ نے بھی بحال رکھا۔[2] فوری درج شدہ ایف آئی آر میں ملزمان اور گواہان کی موقع پر موجودگی تحریر تھی۔ پولیس کا نقشہ موقع کیلیے بھی استغاثہ کے کیس کی تصدیق کرتا ہے۔ وجہ عناد 25 ہزار کی وصولی تھی۔ عینی شہادات آزاد نہ تھیں بلکہ لالچ تھیں۔ اور میڈیکل رپورٹ بھی مطابقت پر تھی۔ عدالت عالیہ نے بلا جواز ملزمان کو بری کر دیا عدالت عظمی نے سزا کو بحال کیا۔ اور سات سال کی سزا سنائی۔[3] عدالت عالیہ نے بسر کردہ سزا کے حوالے سے ملزم کی تعزیری سزا کو ختم کر دیا۔ اور ارش اور ضمان کا معاوضہ بھی عدالت نے ختم کر دیا۔ عدالت عظمی نے فیصلہ کو درست قرار دیا۔[4] قتل عمد کی تعریف دفعہ 300 تعزیرات پاکستان میں دی گئی ہے۔ جسکی سزا دفعہ 302 میں بیان ہے۔ لین اقدام قتل کے ضمن میں وضاحت قانون میں نہیں دی گئی۔ لہذا اس دفعہ کیلیے بعض اوقات کسی فعل پر بہت کم اور بعض اوقات زیادہ تعین جرم کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ دفعہ 324 کی رو سے اگر زخم آئے تو اقدام قتل عمد ہوگا۔ لیکن اگر زخم نہ آئے تو سزا دس سال ہے۔ لیکن اگر زخم آ جائے تو اصل میں ملزم کو دفعہ 337-A اور دفعہ 337-F میں سزا تجویز ہے۔ جو دس سال سے بہت کم ہے۔ چنانچہ ان دو دفعات کے تضاد کو منسٹری آف جسٹس کو مزید غور کر کے مناسب ترامیم کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس فیصلے کے باوجود ابھی تک اقدام قتل عمد میں مناسب ترامیم نہیں لائی جا سکیں۔[5] اپیلانٹ کو جرح کا حق دیا گیا۔ اور یہ بھی موقع فراہم کیا گیا کہ وہ صفائی کے گواہ پیش کر سکیں۔ جبکہ واقعاتی شہادت میڈیکل شہادت سے مطابقت پر ثابت ہے۔ ہاتھ اور پشت برائے زخم اس بات کے گواہ ہیں کہ ملزم شدید زخم پہنچانے کے درپے تھے۔ البتہ ملزم تین سال سے زائد زیر حراست رہ چکے ہیں۔ لہذا سزا بسر کردہ کے عوض اپیل منظور کر کے بری کر دیا گیا۔[6] مضروب نے پانچ زخم گہرے اور دیگر چھوٹے ہلکے زخم کھائے جو کہ جسم کے اندر جائفہ کی گہرائی تک چلے گئے تھے۔ جنکی سزا دفعہ 337-F میں اور اسی طرح فائر آرم کے زخم بھی دفعہ 337-F میں آتے تھے۔ چنانچہ دفعہ 324 کے تحت سزا کو خارج از امکان قرار دیا گیا۔ اور دفعہ 337-F میں سزا دی گئی۔[7] جب عدالت کو یہ معلوم ہو کہ دفعہ 337-A اور دفعہ

(2002SCMR1208) [4] (2002SCMR492) [3] (2002SCMR1339) [2] (2002SCMR280) [1]

(1993Pcrlj1760) [7] (PLJ1998Lah276) [6] (Law Note1994Lah437) [5]

marfat.com
Marfat.com

337-F میں سزا سنائی گئی۔ لیکن اسکا جرم دفعہ 324 میں مستوجب سزا ہے۔ تو سزا میں تبدیلی کی گئی [1] عدالت نے شہادات کو غور کرنے کے بعد عمومی نوعیت کا فیصلہ دیا۔ جسمیں کوئی وضاحت موجود نہ تھی۔ قرار دیا گیا کہ عدالت کو ہر چیز کی بنیاد میں وضاحت دینے کی ضرورت نہیں ہوتی [2] ملزم کے خلاف جھوٹی شہادت پر مقدمہ قائم ہو زخمی درحقیات جرح غیر جائفہ دامیہ کی چوٹ کا حامل تھا۔ لہذا جرم محض 337-F(i) میں آتا تھا۔ جو کہ قابل ضمانت جرم ہے [3] جب ملزم پر الزام تھا۔ کہ اس نے کلہاڑی سے سر زخمی کیا جو کہ جسم کا اہم ترین اور نازک حصہ ہے۔ چنانچہ کلہاڑی جیسے خطرناک ہتھیار سے خواہ وہ تیز دھار طرف سے نہ مارا گیا تھا۔ لیکن اسکے نتائج خطرناک ہو سکتے تھے۔ لیکن کیونکہ زخم معمولی تھا۔ اسی طرح بائیں بازو پر بھی زخم معمول تھا۔ چنانچہ کلہاڑی کا زخم مشکوک ہو گیا۔ اسطرح ضمانت کیلیے ممنوعہ کلاز میں جرم نہ آتا تھا۔ لہذا ضمانت ہوگئی [4] لیکن ہائی کورٹ نے قرار دیا کہ بادی النظر جرم زیر دفعہ 324 کے تحت آتا ہے۔ جو ضمانت کی دفعات امتناعی میں شامل ہے۔ عدالت عظمی نے قرار دیا کہ عدالت عالیہ نے ایف آئی آر کا تجزیہ درست طور پر کیا ہے [5] ملزم کی اپیل میں سزا کو اس بنیاد پر بحال رکھا گیا کہ قید کی سزا کے علاوہ ضمان کی ادائیگی کی بھی ملزم پر پابندی ہے کیونکہ دفعہ مذکور کے ساتھ ضمان کی سزا لازمی (Mandatory) ہے [6] کسی بھی الزام میں استغاثہ کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ ثبوت پیش کرے۔ اور ملزم کا مستغیث کے خلاف وجہ عناد یا دیگر ثبوت فراہم کرنا ضروری نہیں ہے۔ اور نہ ہی ایسی بنیاد پر ملزم کے خلاف کوئی غلط تاثر قائم کیا جا سکتا ہے [7] عموماً سزا کیلیے عدالتیں زخموں کی کیفیت کو بنیاد نہیں بناتیں۔ بلکہ ملزم کی نیت، دانستگی اور فعل کے سرزد ہونے کی شدت کو سزا کی بنیاد قرار دیا جاتا ہے [8] جب ایسی شہادات موجود نہ ہوں جو زخم کی نوعیت اور ہتھیار استعمال شدہ کے علاوہ دیگر واقعات اور عوامل کا تعین نہ کرتی ہوں۔ تو جرم کا اندازہ کرنا ممکن نہیں ہوتا [9] اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مجرم نے قتل کی نیت سے کوئی زخم لگایا۔ تو زخم کی نوعیت خواہ کچھ بھی ہو اسے اقدام قتل میں ملزم ٹھہرایا جائے گا۔ جیسا کہ کوئی شخص اُچھل کر کسی دیگر شخص کے کان پر زور سے کاٹتا ہے جس سے اسکا کان کٹ جاتا ہے۔ اور ڈاکٹر بھی یہ رپورٹ دے کہ کان کاٹنے میں گہرا زخم آیا جس سے موت واقع ہو سکتی تھی۔ تو یہ ملزمان اقدام قتل کے مجرم ٹھہرائے جائیں گے۔ اسی طرح اگر جسم پر آنے والے زخم سادہ اور خاص جسمانی اعضاء پر واقع نہ ہوں تو اقدام قتل کے زمرے میں نہ آئیں گے [10] اگر چہ ملزم نے ایک خطرناک زخم لگایا لیکن بعد ازاں مزید کوئی زخم نہ دیا تو معاملہ مجرم کی طرف سے رحم و کرم کا تصور ہوگا۔ جو اقدام قتل کے زمرے میں نہ آئے گا [11] جب کسی زخم کے بارے میں ڈاکٹروں کی مختلف آراء ہوں تو ایسی آراء جس سے ملزم کو فائدہ حاصل ہو سکے تسلیم کی جائے گی [12]

---

۱ PLD1994Lah344 ۲ 2001Pcrlj594 ۳ KLR1994CRC303 ۴ KLR1994CRC12
۵ 2002SCMR1370 ۶ NLR1996CR1 ۷ 1995Pcrlj1262 ۸ PLD1967Pesh59 ۹ PLD1963Kar118
۱۰ PLD1964Kar264 ۱۱ 1970Pcrlj801 ۱۲ 1968Pcrlj1976

marfat.com
Marfat.com

یہ بھی ضروری نہیں کہ لاٹھی کا زخم اقدام قتل ہی ثابت ہو۔[1]

دفعہ ۳۳۷(G) جلد بازی یا غفلت سے گاڑی چلا کر ضرر پہنچانے کی سزا

(Punishment for hurt by rash and neglignent driving)

جو کوئی جلد بازی یا غفلت سے گاڑی چلا کر ضرر کا باعث ہوگا تو وہ ایسے ارش یا ضمان کا مستوجب ہوگا جو پہنچائے گئے ضرر کی قسم کے لئے مصرحہ ہے اور اسے بطور تعزیر کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لئے دی جا سکے گی۔ جو پانچ سال تک ہو سکتی ہے۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔ نا قابل ضمانت۔۔ قابل مصالحت۔۔ ارش / ضمان یا پانچ سال قید۔ سیشن کورٹ / درجہ اول مجسٹریٹ

تشریحات

اس دفعہ میں ایسے جرائم جو ٹریفک مین رونما ہونے والے حادثات سے متعلق ہوں۔ مثلاً ٹرک، بس، موٹر گاڑی، موٹر سائیکل وغیرہ آپس میں ٹکرا جائیں یا بے قابو ہو کر الٹ جائیں اور کسی راہ گیر کو زخمی یا ہلاک کر دیں تو عام طور پر ڈرائیوروں کو بے احتیاطی یا غفلت سے حادثہ یا ہلاکت یا زخمی ہونے کا مرتکب پاتے ہوئے پکڑ لیا جاتا ہے

ایسے جرائم میں بنیادی طور پر جلد بازی اور غفلت کو ثابت کرنا ہوتا ہے کیونکہ یہ تمام زخم دانستہ نہیں آتے لہذا ان جرائم میں قصاص نہیں ارش یا ضمان بطور دیت نافذ ہوگا لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ان جرائم میں محض اتفاقاً یا غیر دانستہ طور پر جرم سرزد ہوا ہو۔ اگر کوئی شخص دیدہ دانستہ اس فعل کا مرتکب پایا جائے گا تو وہ فعل عمد کا مرتکب قرار پا کر قصاص کا مستوجب ہوگا بصورت دیگر تاوان۔ ارش یا ضمان کا مستحق ہوگا۔ اور قاضی حالات و واقعات کے مطابق بعد تجزیہ سزا کا نفاذ کریں گے۔

جلد بازی اور غفلت سے مراد: جلد بازی یا غفلت سے مراد ایسی تیز رفتاری ہے۔ جو پبلک (شارع عام پر ہو) ٥ تیز رفتاری ایسی ہو کہ جس سے جان کی ہلاکت ممکن ہو ٥ یا عوام الناس کو نقصان ہونے یا زخمی ہونے کا احتمال ہو ٥ جانوروں کے زخمی ہونے یا نقصان ہونے کا یہاں بیان درکار نہیں ہے ٥ اس دفعہ میں مذکورہ جرائم کے ساتھ موٹر وہیکل ایکٹ میں مذکورہ قوانین کو منجملہ زیر بحث لایا جائے گا۔ اگر چہ اس دفعہ میں مذکورہ معاملات کا بالواسطہ یا بلاواسطہ دفعہ ۱۱۲ اور دفعہ ۱۳۰ موٹر وہیکل ایکٹ کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے ٥ تیز رفتاری احتیاط کے ساتھ ممکن ہے لیکن بے احتیاطی تیز رفتاری کے ساتھ اگر شامل ہو تو یہ جرم قابل مواخذہ ہے ٥ اگر جلد بازی سے ڈرائیونگ کرنا اس

---

1. (1970SCMR667)

marfat.com
Marfat.com

دفعہ کے تحت اس وقت تک قابل مواخذہ نہیں جب تک کہ اس فعل سے کوئی جان کا نقصان یا زخمی نہ ہو۔ لیکن غفلت کے ساتھ ڈرائیونگ کو قانوناً اور تادیباً قابل مواخذہ قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ اس امر کی اجازت معاشرتی انتشار کا سبب بن سکتی ہے ٥ اس دفعہ میں محض گاڑی چلا کر زخم پہنچانے کا جرم ہی شامل نہیں بلکہ کسی سواری پر سوار خواہ وہ گھوڑے۔ تانگے یا کسی اور چیز پر سوار ہو کر تیز رفتاری اور غفلت برتنے پر بھی اس دفعہ کے تحت قابل مواخذہ ہوں گے ٥ قانون شارع عام پر چلنے والے ہر شخص سے یہ امید کرتا ہے کہ وہ شارع عام کو اس انداز اور اس رفتار سے استعمال کرے کہ سڑک یا راستے پر دوسرے لوگ بھی چلنے پھرنے یا موٹر گاڑی حفاظت سے چلانے کا حق استعمال کر سکیں۔ چنانچہ اس دفعہ کے تحت عدالت کو دیکھنا ہوگا۔ کہ

اگر گاڑیاں آپس میں ٹکرا جائیں تو دیکھنا یہ ہوگا کہ کس گاڑی کی غفلت یا تیز رفتاری سے ہ حادثہ ہوا ٥ اگر سڑک پر جانے والی کار کا ڈرائیور ضمنی سڑک سے آنے والے تانگے کو نہ دیکھ سکتا تھا جبکہ تانگے والا کار دیکھ سکتا تھا۔ تو جرم تانگے والے کا ہو گا۔ لیکن موٹر سائیکل ایکٹ کی رو سے ذمہ داری کا تعین اسکی نسبت سے کیا جائیگا۔ جو بریکوں کے استعمال کیلیے دوسرے کی نسبت زیادہ موثر تھا ٥ اگر دو موٹر سائیکلوں کے درمیان ایسا ٹکراؤ ہوا کہ درمیان میں کوئی اور سواری ایک دوسرے کو دیکھنے اور اس کے نتیجہ میں محتاط رویہ قائم نہ رکھ سکنے کی وجہ سے ٹکراؤ ہوا تو دونوں ذمہ دار ہوں گے ٥ کوئی سائیکل سوار بھرے بازار میں تیز رفتاری سے سائیکل چلائے تو وہ اپنے فعل کیلئے مجرم ہے ٥ غلط سمت مین کار چلانا۔ دوسرے کے حقوق میں مداخلت کرنا ہے ایسا ڈرائیوروں کے اپنے فعل پر مجرم ہوگا ٥ اگر مجرم ایک بھاری بس کو آڑے ترچھے چلاتے ہوئے حادثہ کا باعث ہوا تو اسے مجرم گردانا گیا ٥ ڈرائیوروں کو اجازت نہیں ہے کہ وہ غلط راستے سے اس وقت اوورٹیکنگ کرے جب تک کہ سامنے کی تمام سڑک دور تک صاف نہ ہو۔ تا کہ حادثہ کا کوئی شائبہ تک نہ ہو ایسی صورت میں اوور ٹیکنگ بھی قابل مواخذہ ہے ٥ ڈرائیوروں کے باوجود جاننے کے کہ اس کی ہینڈ بریک درست نہیں ہے۔ سواریوں کے ساتھ تیز رفتاری اور غفلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حادثہ کا باعث بنتا ہے۔ تو مجرم ہوگا ٥ ڈرائیور اپنی گاڑی کے ساتھ کسی سامنے آنے والے چھکڑے میں جا لگے تو گاڑی کا ڈرائیور قابل تعزیر ہوگا ٥ کوئی ڈرائیور کسی دوسرے اناڑی کو گاڑی چلانے کے لیے لے کر گیا اور حادثہ رونما ہوا تو ڈرائیور خود بھی مجرم ہوگا ٥ اس جرم کو ثابت کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ حادثے کے موقع کی حتمی اور مکمل شہادت ہی کسی کو مجرم قرار دے سکتی ہے۔

سزا کے فقہی اصول: فقہ کے درج ذیل اصول سزا تجویز کرتے ہوئے اس دفعہ کے تحت مدنظر رکھنا ضروری ہیں۔

جو شخص گاڑی پر سوار اس کو چلا رہا ہے وہ اس کے نقصانات کا ذمہ دار ہے ٥ اسی طرح جو شخص کسی جانور پر سوار ہے وہ بھی اس کے نقصانات کا ذمہ دار ہے۔ چنانچہ گاڑی کے نیچے آ کر زخمی ہونا یا مر جانا۔ گاڑی کے کسی حصے سے ٹکرانا اور نقصان کا

marfat.com
Marfat.com

عث ہونا۔ جانور کے پاؤں مارنے یا دانت سے کاٹنے یا ٹھوکر لگانے وغیرہ سے جو بھی نقصان ہو گا۔ اس کا سوار اس کا نفیل ہو گا ○ لیکن اگر چار پایہ کے پاؤں یا دُم مارنے سے جبکہ وہ اس پر سوار نہیں کسی نقصان پر تاوان عائد نہیں بشرطیکہ ۔کورہ چار پایہ کو مناسب حفاظت میں باندھا گیا ہے ○ چار پائے کو آگے کی طرف سے ہانکنے والے اور سوار کے لئے ایک ی حکم ہے اور اگر چار پایہ سوار کی موجودگی میں کسی شخص کو کچل کر ہلاک کر دے تو دیت واجب ہو گی اور وراثت اور وصیت سے محروم ہو گا۔ یہی اصول ڈرائیور اور گاڑی وغیرہ پر بھی ہے ○ اگر کسی گاڑی۔ چار پایہ وغیرہ کے ذریعے کنکری آڑ کر اُڑ کر کسی کی آنکھ میں لگی تو کفارہ نہیں لیکن اگر بھاری پتھر اُڑ کر لگا تو تاوان دیت ہو گی ○ ۱ گاڑی اور جانور کے نقصان میں تین قسمیں ہوں گی۔ اگر نقصان کے وقت مالک اس گاڑی کو یا جانور کو چلا رہا ہو گا تو مالک پر تاوان ہو گا۔ اگر مالک ساتھ نہ ہو تو اس پر تاوان نہیں ہے۔ اسی طرح مالک گاڑی یا جانور کے ساتھ وہ لیکن اُسے چلا نہ رہا ہو تو بھی اس پر تاوان نہ ہو گا۔ چنانچہ مالک کے سوار ہونے اور گاڑی یا جانور چلانے سے قتل کی صورت میں اس کی عاقلہ پر دیت اور سوار پر کفارہ ہو گا۔ مقتول کی میراث سے محروم ہو گا ○ ۲ اگر نقصان کسی دیگر شخص کی زمین میں ہوا اور اس مالک کی مرضی نہ ہو تو گاڑی کے مالک پر تاوان ہو گا۔ لیکن اگر نقصان اس وقت ہوا جب مالک کی مرضی سے مذکورہ مالک کی زمین میں داخل ہو اتو اس شخص کے نقصان پر تاوان عائد نہ ہو گا ○ اگر عام گذرگاہ پر گاڑی کھڑی کرنے یا جانور کھڑا کرنے سے نقصان ہوا تو مالک اس نقصان کے تاوان کا ذمہ دار ہو گا ○ اگر گاڑی یا جانور چلانے والے کے اپنے اختیار اور قابو میں نہ رہے تو چلانے والے پر تاوان عائد نہ ہو گا ○ اگر جانور پر ایک سے زائد شخص سوار ہوں اور وہ جانور ہانکنے والے کے علاوہ دیگر اشخاص بھی اس ہانک رہے ہوں تو تمام سوار اور ہانکنے والے اس نقصان کے ذمہ دار ہوں گے اور بحصہ مساوی دیت کے ذمہ دار ہوں گے ○ اگر راستے مین کوئی گڑھا یا پتھر پڑا ہے جس پر گاڑی یا جانور سوار ٹکرا کر گرتا ہے اور اس سے کوئی شخص ہلاک ہو جاتا ہے تو اس ہلاکت کا ذمہ دار وہ شخص ہے جس نے پتھر رکھا یا گڑھا کھودا۔ اسی اصول پر ٹھیکیدار، میونسپل ادارے یا بلڈنگ روڈز کے محکمے حادثے کے مسئول ہوتے ہیں ○ ۳ اگر کسی جانور یا گاڑی کو راستے میں کھڑا کر دیا لیکن بریک نہیں لگائے یا باندھا نہیں اور کسی وجہ سے جنبش کر کے کوئی نقصان کا باعث ہوا تو ڈرائیور یا مالک ذمہ دار نہیں ○ ۴ اگر جانور راستے میں باندھا گیا جو خود بخود کھل کر کسی نقصان کا باعث ہوا تو نقصان کا تاوان مالک پر نہیں لیکن سر عام باندھنے پر الگ تاوان کا موجب ہو گا ○ ۵ اگر جانور کو اصطبل میں باندھنے یا گاڑی کو گیراج مین بند کرنے کے باوجود کوئی شخص نزدیک گیا اور نقصان کا باعث ہوا تو اس کا تاوان مالک پر نہیں ہے ○ ۶ اگر جانور یا گاڑی کسی مسجد یا ایسی جگہ جو شارع عام ہو اور وہ جانور یا گاڑی موجب نقصان ہوئی تو تاوان کا ذمہ دار ہو گا۔

---

۱ (المحیط) ۲ (کتاب الاختیار) ۳ (المبسوط) ۴ (قاضی خان) ۵ (قاضی خان) ۶ (المحیط)

marfat.com
Marfat.com

لیکن اگر مقررہ سٹینڈ پر کھڑی کی گئی تو ذمہ داری ڈرائیور پر نہ ہوگی o اگر جانور پر سوار کوئی شخص کسی دیگر شخص کی شرارت سے گر کر ہلاک ہوگی تو شرارت کرنے والا شخص دیت کا ذمہ دار ہوگا۔ یہی اصول موٹر سائیکل یا سائیکل سوار کے آگے سڑک پر ایسی چیز رکھنے یا پھینکنے سے جس پر سلپ ہو جائے تو وہ شخص جو مذکورہ چیز گرائے کا باعث ہوا ہے ذمہ دار ہوگا o[1] کوئی شارع عام پر کتا لے جا رہا ہے جس نے کسی شخص کو کاٹ کھایا تو امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق تاوان نہ ہوگا۔ لیکن امام ابو یوسفؒ کے مطابق تاوان کا ذمہ دار ہوگا o[2] اگر کسی شخص نے کوئی چیز جو جان کے لئے خطرہ ثابت ہو سکتی ہے شارع عام پر ڈال دی تو اس سے نقصان کی ذمہ داری اسی پر ہوگی۔ بالکل اسی طرح اگر کسی نے سانپ کو راستے میں تو سانپ کاٹنے کا تاوان اس پر ہوگا o[3] اگر کسی شخص نے کسی نابالغ کو گاڑی چلانے یا جانور کی سواری کے لئے بٹھا دیا جو کہ گاڑی نہ چلا سکتا ہو اور اس نے کوئی نقصان کر دیا تو وہ شخص جو گاڑی چلانے کے لئے نابالغ کو بٹھا رہا ہے اس کا مسئول ہوگا اور تاوان ادا کرے گا o[4] ملزم کی تیز رفتاری اور غفلت کی بنیاد پر معمولی زخم آئے ملزم کو سزاوار قرار نہ دیا گیا o[5]

عدالتی فیصلے: ایسے مقدمات میں جب مارنے کی نیت ثابت نہ ہو۔ تو اس طرح زخمی کرنے کی نیت نہ ہو۔ تو جرم کی بنیاد تیز رفتاری اور غفلت سے ڈرائیونگ ہے o[6] تیز رفتاری سے مراد غفلت نہیں ہے o[7] عام حالت کی ڈرائیونگ کسی شخص کو تیز رفتاری اور غفلت کا ملزم نہیں ٹھہرا سکتی o[8] جب بس ڈرائیور نے کنڈیکٹر کے دستک دینے پر فوری بس روک لی تو یہ تیز رفتاری اور غفلت شمار نہ ہوگی o[9] جب کسی مقدمہ میں کوئی وہیکل پولیس قبضہ میں لے تو کسی گیراج کے سپرد کرنا چاہیے تاکہ مشینری خراب نہ ہو o[10] ملزم پر الزام تھا کہ اسکی غفلت اور تیز رفتاری کی ڈرائیونگ کے نتیجہ میں شخص زخمی ہوا۔ لیکن دوران سماعت مقدمہ ملزم نے صحت جرم سے انکار کر دیا اور اس سلسلہ میں شہادات بھی پیش کیں۔ ملزم کو ایسے حالات میں رہا کر دیا گیا o[11] اس دفعہ کے بنیادی تقاضے غفلت اور تیز رفتاری ہیں۔ جسم پر ذاتی زخم لانے والے زخمی کیلیے ملزم کو سزاوار قرار نہ دیا گیا o[12] جب ثابت نہ ہو کہ گاڑی کی ٹریفک کے مطابق بس وغیرہ غیر محتاط طریقے سے کس رفتار پر جا رہی تھی تو بے احتیاطی اور غیر ذمہ داری کا الزام ثابت نہیں ہوتا۔ سزا ختم کی گئی o[13] عدالت نے ملزم کو دیت کی ادائیگی کا حکم دیا۔ اور ملزم کو بمطابق قانون دفعہ 320 ادائیگی کی ہدایت کی گئی۔ ملزم گاڑی چلا رہا تھا۔ لیکن غفلت اور تیز رفتاری کیلیے کوئی ثبوت نہ تھا۔ اگرچہ اپیل منظور ہوئی اور ملزم کو تین سال میں بالاقساط ادائیگی دیت کا حکم ہوا o[14] زخم میڈیکل رپورٹ کے مطابق غیر جائفہ اور شجاع خفیفہ تھے۔ ملزم نے بندوق سے فائر کیا جو کہ دفعہ 337G

---

[1] المحیط [2] قاضی خان [3] قاضی خان [4] المبسوط [5] 1984Pcrlj746 [6] PLD1955FC63 [7] 1980Pcrlj103-1969Pcrlj1228
[8] NLR1985CR213 [9] 1977Pcrlj138 [10] 1968Pcrlj1738-1980SCMR954 [11] (1982SCMR26)
[12] (PLD1958Kar267) [13] PLJ1996CRPESH482 [14] (2002SCMR1181)

marfat.com

Marfat.com

میں نہ آتا ہے۔ میڈیکل رپورٹ سے متصادم ہونے کی وجہ سے مزید تفتیش کا مقدمہ۔ ضمانت منظور ہوئی ٥ا کسی شخص کو دانستہ زخم پہنچانا نہ تیز رفتاری ہے اور نہ غفلت کی ڈرائیونگ۔ بلکہ اسکی سزا عمداً ضرر پہنچانے کی ہے ٥ ۲ ڈرائیونگ کے نتیجہ میں معمولی زخم پہنچنے کی صورت میں ملزم کو تیز رفتاری اور غفلت میں سزا کا مستوجب نہیں ٹھہرایا جا سکتا ٥ ۳ ملزم نے شہادت کے دوران بیان کیا کہ وہ مذکورہ حادثے کا ملزم نہ ہے۔ بلکہ اس نے اپنے آفیسر کی جان بچانے کیلیے اسکا الزام اپنے سر لے لیا۔ حقیقت میں وہی ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ لیکن عدالت نے قرار دیا کہ ملزم کا ایسا بیان کسی ثبوت اور شہادت کے بغیر نہ ہی ماتحت عدالت نے تسلیم کرنا مناسب تصور کیا اور نہ ہی اس بیان پر مشتمل درخواست کی بنیاد پر ملزم کو کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے ٥ ۴

دفعہ ۳۳۷(H) جلد بازی یا غفلت سے کئے گئے فعل کے ذریعہ ضرر کے لیے سزا

(Punishment for hurt by rash and negligent act)

ا۔ جو کوئی جلد بازی یا غفلت سے کئے گئے کسی فعل سے ماسوائے جلد بازی یا غفلت سے گاڑی چلانے کے ضرر کا باعث ہو تو وہ ایسے ارش یا ضمان کا مستوجب ہوگا جو پہنچائے گئے ضرر کی قسم کے لئے مصرحہ ہے۔ اور اُسے بطور تعزیر کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لئے دی جا سکے گی جو تین سال تک وہ سکتی ہے۔

۲۔ کوئی شخص جو جلد بازی یا غفلت سے کسی ایسے فعل کا ارتکاب کرے جو انسانی جان یا دوسروں کی سلامتی کیلیے خطرہ ہو تو ایسے شخص کو تین ماہ قید یا جرمانہ کی سزا یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔ناقابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔ارش یا ضمان / تین سال۔۔درجہ اول مجسٹریٹ

تشریحات

جیسا کہ اس دفعہ میں واضح کیا گیا ہے کہ اس دفعہ جرم کی کوئی انفرادی سزا متعین نہیں ہے۔ لیکن اس فعل کے سرزد ہونے کے نتیجہ میں ہونے والے زخم کی متعین سزا دی جائے گی۔ اگر چہ وہ سزا خطا شمار ہوگی۔ مثلاً حادثے کے نتیجہ مین سر پر چوٹ آئی تو اس کی سزا شجہ زخموں کے باب میں واضح کی گئی سزاؤں مین متعلقہ سزا کا مستوجب ہوگا۔ اگر پیٹ پر سینے میں زخم کا باعث ہوگا۔ تو وہ جائفہ زخموں کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ اگر ہاتھ۔ پاؤں یا آنکھ وغیرہ اعضاء کو چوٹ آتی ہے تو مجرم

ا 2001Pcrlj1254-1995Pcrlj1345 ۲ (PLD1958Kar267) ۳ (1984Pcrlj746) ۴ (1982SCMR26)

marfat.com
Marfat.com

اس طرح مذکورہ اعضاء کو پہنچنے والے نقصان کی نسبت سزا کا مجرم ہوگا۔ اسکی مزید تصریحات دفعہ 337-G میں بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ اب دفعہ کے دوسرے حصے میں بطور تعزیر سزا کا مقصد درحقیقت زخم کی سزا کے بعد تیز رفتاری اور غفلت کرنے کی سزا بھی دی جائے۔ کیونکہ زخم پہنچانا اور تیز رفتاری اور غفلت دو الگ جرم ہیں جو دونوں قابل مواخذہ ہیں۔ کیونکہ دونون جرم اپنی نوعیت کے اعتبار سے الگ نوعیت کے ہیں۔

اسی دفعہ میں اس امر کی وضاحت موجود نہیں ہے کہ اگر حادثہ کی صورت مین بس یا کار کے اندر بیٹھے ہوئے افراد زخمی ہو جائیں تو ان کے زخموں یا جان کے لئے کون قابل مواخذہ ہوگا۔ اس سلسلے میں ہماری رائے یہ ہے کہ بس اور گاڑی میں بیٹھے ہوئے تمام لوگ ایکسیڈنٹ رسک کے لئے انشورنس کئے گئے ہوں۔ کیونکہ کوئی بھی ڈرائیور ایسے عمل کیلئے مسؤل نہیں جسکا تعلق اسکے سامنے والے حصے سے مذکور نہ ہو۔ یا بصورت دیگر آنحضرت ﷺ کی حدیث کے مطابق کیونکہ مسلمان کا خون معصوم الدم ہے۔ زخمی ہونے والوں کے نقصان کا ازالہ زکواۃ یا حکومت اس طرح کے دیگر فنڈز سے کرے ٥ کیونکہ اس نقصان کے لئے بہر صورت عاقلہ یا حکومت ذمہ دار ہے ٥ اس معاملے میں واضح قانون بنایا جانا نہایت ضروری ہے ٥ دیگر مسائل میں اگر کوئی اپنے چوپائے کو سر عام ہانک دے اور وہ روند ڈالے۔ یا منہ سے کاٹ لے۔ ایسے معاملات مین کیونکہ انسان کا راستے سے ہٹ جانا یا خود کو بچالینا ممکن ہے لہذا اس میں یا ارش واجب نہ ہوگا ٥ لیکن جانور کے مالک پر کفارہ واجب ہوگا ٥ لیکن وہ میراث سے محروم نہ ہوگا ٥ کیونکہ ایسے افعال میں دانستگی اور فعل میں ذاتی علم موجود نہیں ہے ٥ اگر سواری کی زین گر پڑے تو زین کو کسنے والے پر بسبب مذکورہ زیادتی جرم کی باعث ہوئی۔ لہذا اس پر ضمان ہے ٥ اگر جانور کو چونکا اور ڈرا دیا جائے تو اس جانور کے اشتعال پر ہونے والے نقصان کی ذمہ داری چونکانے والے پر عائد ہوگی۔ اور ضمان عائد ہوگا ٥ کیونکہ سیدنا حضرت عمرؓ نے ایسا ہی کیا ہے ٥ امام ابو یوسف کے قول کے مطابق بھی ہانکنے اور کھینچنے والے پر ضمان عائد ہوگا ٥[1] اگر جلد بازی یا غفلت سے کسی ہتھیار کو پکڑنے یا پکڑ نہ سکنے کے باعث کسی ہتھیار، پتھر یا لکڑی کے گر جانے سے کوئی واقعہ ہو جائے تو بھی اس کوتاہی اور غفلت کے مرتکب شخص پر ضمان ہوگا ٥ واضح رہے کہ یہ ضمان کسی بھی صورت پہنچائے گئے نقصان کی دیت کی مالیت سے زیادہ ہرگز نہ ہونا چاہیے ٥

عدالتی فیصلے: ملزم نے شراب پی کر نہ صرف تیز رفتاری اور غفلت سے ڈرائیونگ کی بلکہ غلط سائیڈ پر سامنے آتے ہوئے تانگے کو بھی نہ دیکھا اس طرح زخمی کیا جسکے نتیجہ میں جان بھی جاسکتی تھی۔ چنانچہ ایسے معاملے کو دفعہ 337-H میں غفلت کا فعل قرار دیا گیا ٥[2] ایف آئی آر صرف اس بنیاد پر ختم کردی گئی کہ جرائم قابل صلح تھے۔ جو استغاثہ اور پولیس نے صلح کرادیئے اور چالان کو روبرو عدالت پیش نہ کیا گیا جبکہ صلح عدالت کے روبرو نہ ہوئی تھی۔

---

[1] (بدائع الصنائع) [2] (PLD1956Lh745)

marfat.com

Marfat.com

واضح ہوا کہ جرائم مذکور میں صلح صرف عدالت کی اجازت سے ممکن ہے۞ ملزم پر الزام ہے کہ اسے گھر کے اندر پتھر پھینکے جو کسی دیگر شہادت سے تصدیق نہ ہے ضمانت ہوئی۞۲ لہذا اسکی منشا قتل کی نہ تھی اور جرم محض 316 میں جاتا ہے لیکن جب یہ ثابت ہوا کہ تمام ملزم مسلح اسلحہ ہوں اور مخصوص زخم وجہ موت بن گیا ہے۔ تو ضمانت نہ ہوئی۞۳ جب کوئی فیصلہ کسی قانونی تقاضے کے حوالے سے غیر قانونی نہ ہو اور بہتر بنیادوں پر استوار ہو۔ تو مداخلت نہیں کی جاسکتی ہے۞۴ غیر متزلزل اور غیر متضاد شہادت جسکی ملزم کی طرف سے مضبوط تردید نہ لی گئی ہو فیصلہ میں بہترین معاون ثابت ہوتی ہے۞۵ ملزم پر الزام کہ اس نے دیگر مسلح افراد کے ساتھ وقوعہ کے بعد ملزمان کو موقع سے فرار کرنے کیلئے کلاشنکوف کا استعمال کیا موقع سے برآمد 15 خول بھی ملزم کے عمل کی گواہی دیتے ہیں وقوعہ میں تمام ملزمان باقاعدہ منصوبے کا حصہ تھے۔ ضمانت نامنظور ہوئی۞۶ اسی طرح ضمانت اس بناء پر لی گئی کہ وقوعہ میں ملزم غیر موثر یا صرف ہوائی فائرنگ کی۔ مقتول پر حملہ نہ کیا۞۷ لیکن اس کے برعکس مشترکہ نیت پر غیر موثر فائرنگ بھی ضمانت کی وجہ نہ بن سکی۞۸ حقیقت تو یہ ہے کہ ضمانت کے مقدمات میں یہ روایت ہے کہ کیس لاء کو تسلیم کرنا ضروری نہیں ہے۞ آئینی درخواست کے ذریعہ سابقہ FIR ختم کر کے جدید FIR تحریر کرنے کا حکم دیا جائے درخواست آئینی خارج کردی گئیں کیونکہ تفتیش کے معاملات میں عدالت مداخلت نہ کرتی ہے۞۹ پولیس کا کسی جرم کو معمولی قرار دے کر اور قابل مصالحت ہونے کی وجہ سے سماعت مقدمہ سے پہلے صلح کرا کر پرچہ خارج کرنے کا کوئی جواز یا قانونی حق نہ ہے۔ ایسی مصالحت خلاف قانون قرار دی گئی۔ چنانچہ ایسی درخواست بابت پرچہ اخراج خارج کردی گئی۞۱۰ زخم میڈیکل رپورٹ کے مطابق غیر جائفہ اور شجاع خفیفہ تھے۔ ملزم نے بندوق سے فائر کیا جو کہ دفعہ 337G میں نہ آتا ہے۔ میڈیکل رپورٹ سے متصادم ہونے کی وجہ سے مزید تفتیش کا مقدمہ۔ ضمانت منظور ہوئی۞۱۱

---

۱ (2001Pcrlj241) ۲ (1988Pcrlj304)(2001Pcrlj185)(1996SCMR1125)

۳ 1979SCMR92-1981SCMR/1092-1985Pcrlj1626-1985Pcrlj3019 ۴ (SBLR2002Qt25)

(PLD1985SC11) ۵ (1995SCMR1789)(1992Pcrjl1963) ۶ 2001Pcrlj359

۷ 1987Pcrlj1018-1996SCMR1654-1998SCMR454-1999Pcrlj890 ۸ 1982SCMR84

-1989SCMR239 ۹ 1995Pcrlj1793 ۱۰ (2001Pcrlj241) ۱۱ 2001Pcrlj1254-1995Pcrlj1345

marfat.com

Marfat.com

دفعہ ۳۳۷(I) غلطی یا خطاء سے ضرر کا باعث ہونے کی سزا

(Punishment for causing hurt by mistake (Khata))

جو کوئی غلطی (خطاء) سے ضرر کا باعث ہو۔ وہ پہنچائے گئے ضرر کی قسم کے لئے مصرحہ ارش یا ضمان کا مستوجب ہوگا۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔سمن۔۔قابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔ضرر کی ارش یا ضمان۔۔درجہ اول مجسٹریٹ

تشریحات

اس دفعہ میں مذکور ضوابط کی بنیاد اور قانونی پہلو قتل خطاء کے ضمن میں فراہم کی گئی ہیں۔ نیز دیگر تفصیلات کے لئے دفعہ 337-H میں بھی تصریحات ملاحظہ ہو سکتی ہیں۔ ایسے جرائم کی بنیاد میں دانستگی یا ذہنی دلچسپی کے کسی عمل کا دخل نہیں تھا مثلاً استاد یا باپ تھپڑ مارے اور کان کی سماعت یا آنکھ کو کوئی نقصان ہو جائے o عام سرزنش کے نتیجہ میں کوئی زخم وغیرہ آ جائے o استاد اور باپ کے افعال پر مواخذہ نہیں ہے o چنانچہ کسی دیگر شخص کے ضرر پہنچانے پر زخم کی نوعیت کے اعتبار سے جس کی تفصیلات دفعہ ۳۳۷(ا) سے ۳۳۷(د) تک جرائم میں موجود ہیں مذکورہ قسم زخم کی سزا میں ارش یا ضمان کا باعث ہوگا۔ اور سزا کا مستوجب ہوگا۔

دفعہ ۳۳۷(J) زہر خورانی کے ذریعے ضرر کا باعث بننا

(Causing hurt by means of poison)

جو کوئی کسی شخص کو ضرر پہنچانے کی نیت سے یا کسی جرم کا ارتکاب کرنے یا ارتکاب جرم میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے، یہ جانتے ہوئے کہ اس کے ذریعہ سے ضرر پہنچنے کا امکان ہے۔ مذکورہ شخص کو کسی قسم کا زہر یا بے ہوش کرنے والی یا نشہ آور یا مضر صحت دوا یا ایسی دیگر چیز کھلائے یا کھلانے کا باعث ہو تو وہ پہنچائے گئے ضرر کی قسم کے لئے مصرحہ ارش یا ضمان کی سزا کے علاوہ ضرر کی نوعیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی بھی قسم کی سزائے قید کا مستوجب ہوگا۔ جو دس سال تک ہو سکتی ہے۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔ناقابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔ارش اور دس سال قید۔۔سیشن کورٹ

تشریحات

شریعت میں زہر کے ذریعے ہلاک کئے جانے پر کوئی واضح سزا بیان نہیں کی گئی۔ لہذا اس امر میں فقہا کے نزدیک اگر کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کو زہر کھلا دے تو اگر مذکورہ شخص نے خود اپنے ہاتھوں زہر کھایا تو کھلانے والے پر ضمان نہ ہوگا

marfat.com

Marfat.com

کیونکہ مذکورہ نے اپنے ہاتھوں سے اپنے اختیار سے کھایا ہے۔اور کھلانے والے پر تعزیر نافذ ہوگی۔لیکن کوئی شخص کسی دیگر شخص کو زہر کھلائے یا زہر سے ملتی ادویات کھلائے۔اور زبردستی کھلائے تو زہر خوانی کرانے والے کو بسبب موت دیت ادا کرنا ہوگی جبکہ امام شافعیؒ کے نزدیک قصاص ہوگا۔لیکن اگر زہر سے کوئی ضرر پہنچا تو اس ضرر کے مطابق نقصان کا تعین کر کے ارش یا ضمان نافذ ہوگا۔[1]

ہمارے نزدیک زہر خوانی کے جرم میں قصاص ممکن ہے۔لیکن یہ صرف جرم قتل میں ہوگا۔لیکن ضرر میں قصاص ہرگز ممکن نہیں۔کیونکہ زہر کے اثرات ضرر کے نقصان میں مختلف نتائج کا بھی باعث بن سکتے ہیں۔یہاں زہر خورانی میں شراب کا حد سے زیادہ استعمال نشہ آور ادویات کا استعمال یا دیگر ایسی ادویات جو انسانی زندگی کے لئے کسی بھی صورت نقصان دہ ہو سکتی ہیں۔اس دفعہ کے تحت مستوجب تعزیر ہوں گی۔لیکن اس امر میں بنیادی ضرورت یہ ہے کہ ضرر یا قتل میں اس کے تمام واقعات کا تجزیہ کر کے کوئی فیصلہ کرنا ہوگا۔مثلاً کسی شخص نے دوسرے شخص کو یہ جانتے ہوئے کہ مذکورہ شئے یا زہر یا شراب یا نشہ آور دوائی سے مذکورہ شخص کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے اور مجروح کو کھلا دیا جائے خواہ مذکورہ شئے اس نے اپنے ہاتھوں سے خود پی ہو یا زبردستی پلائی گئی ہو۔اور نقصان کا باعث ہو تو مذکورہ مجرم کو ضرر رسانی کی سزا کا مستوجب ٹھہرایا جائے گا۔اور اس امر میں شبہ العمد نہیں عمد یا خطاء ہے۔لیکن اگر کوئی شخص مذاق میں کسی دوسرے شخص کو دھتورا پکوڑوں میں کھلا دیتا ہے۔تو مذکورہ شخص کو نشہ میں کر کے تنگ کیا جائے تو ضرر ہونے کی صورت میں وہ جرم خطاء کا مرتکب ہوگا۔ لیکن مجرم اپنے جرم کی سزا سے نہ بچ سکے گا۔

کیونکہ قرآن الحکمت نے ایسے تمام افعال کو قابل مواخذہ کر دیا ہے۔جیسا کہ ارشاد ہے۔

یاایھا الذین آمنو اذا اتنا جیتم فلاتتنا جوابالاثم والعدوان و معصیته الرسول وتنا جو بالبرو اتقوی۔[2]

ترجمہ:۔اے لوگو! اگر تم آپس میں کوئی مشورہ کرو تو گناہ۔ظلم اور نافرمانی رسول میں مت کرو بلکہ نیکی اور پرہیزگاری کے لئے مشورہ کرو"۔

چنانچہ اس دفعہ میں مذکورہ سزا کی منشا یہی ہے کہ جرم کو اس کے نتائج سے اخذ کر کے سزا تجویز کی جائے گی۔مثلاً اگر زہر کے نتیجہ میں قتل ہوا تو قتل کیا جائے گا۔اگر زہر کے نتیجے میں کوئی عضو معطل ہو گیا۔تو اس عضو کے مطابق دیت یا ارش ہو گا۔اگر دیگر جسمانی اعضاء کو ان کی صلاحیت کے حوالے سے نقصان ہوا تو اتلاف صلاحیت عضو کی دفعہ کے تحت سزا ہو گی۔جبکہ زہر کے نتیجہ میں جتنا عرصہ کوئی شخص زیر علاج رہا۔اس کے کام میں خلل آیا اور وہ ڈاکٹری اخراجات کا متحمل

---

[1] (بدائع الصنائع ۵۷۰) [2] (مجادلہ رکوع ۲)

marfat.com

Marfat.com

ہوتا رہا۔اس حوالے سے مکمل اخراجات ,جن میں علاج معالجہ کے علاوہ اس کے ان دنوں کے اخراجات بھی شامل ہوں گے جن میں وہ اپنا کاروبار زندگی سرانجام نہ دے سکا۔ کے مطابق ارش دیت واجب الاداء ہوگی اور عدالت اپنے عدل میں تعزیری سزا بھی تجویز کرنے میں حق بجانب ہوگی۔اس جرم کی بنیادی ضرورتیں درج ذیل ہونگی۔ جنہیں ثابت کرنا ضروری ہوگا۔

(۱)جرم کرنے کا علم (۲)جرم مذکورہ کرنے کی عملی کوشش (۳)زہرخوانی کے نتیجہ میں موت واقع نہ ہو

چنانچہ اگر زہر دینے والے کو یہ علم نہ ہو کہ اس نے جو چیز ملائی ہے وہ زہر ہے یا کچھ اور تو اس پر اس دفعہ کا اطلاق نہ ہوگا ۔لیکن اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کے ساتھ جبر کرے اسے دھتورا دیا کسی بیوی نے اپنے خاوند کو مارنے کی بجائے محض پاگل کرنے کے لئے دوائی دی تو بھی اس جرم کے تحت قابل سزا ہوں گے۔ چنانچہ زہرخوانی کے ذریعے اگر موت واقع ہوگئی تو اس دفعہ میں سزا نہ ہوگی بلکہ اس میں قصاص ہوگا۔اسی طرح اگر کسی شخص نے دوسرے کو زہر دینے کی عملی کوشش کی اور وہ مرا نہیں تو اس دفعہ کے تحت سزاوار ہوگاo

عدالتی فیصلے: شہادت کی عدم موجودگی میں زہر کے اثرات اور اسکے نتائج پر ملزم کے بارے میں کوئی نظریہ قائم نہیں کیا جا سکتا۔ کہ ملزم کی منشاء محض ضرر پہنچانے کی تھی یا وہ قتل بھی کرنا چاہتا تھاo ملزم کے خلاف استغاثہ کے غلط ہونے کا کوئی جواز موجود نہ ہے۔مغویہ بذریعہ پولیس برآمد ہوئی۔ جو قانون کے مطابق علاقائی گواہان کی موجودگی دفعہ 103 ضابطہ فوجداری کے مطابق تھی۔ جس ریکوری کو ملزم نے بھی تسلیم کیا۔میڈیکل اور کیمیکل رپورٹ بھی تصدیق کرتی ہیں۔لہذا جرم ثابت ہواo[1] شہادات سے یہ ثابت ہوا کہ ملزم نے دانستہ نشہ آور ادویات جوس میں ملا کر کھلائیں۔ اگرچہ یہ نہ ہی زہر تھی نا ہی ایسی ادویات میں شامل تھ جس سے فوری موت واقع ہوسکتی تھی۔اور نہ مذکورہ ادویہ کے استعمال سے جسمانی درد 21 روز تک ہوسکتا ہے۔ چنانچہ دفعہ J-337 تعزیرات پاکستان سے ملزم کو بری کیا گیاo[2]

---

[1] (PLJ1997SC687) [2] (1998MLD1875)

marfat.com
Marfat.com

دفعہ ۳۳۷۔(K) جبراً اقبال کرانے یا جائیداد کی واپسی پر مجبور کرنے کیلئے ضرر کا باعث ہونا

(Causing hurt to extort confession or to compel restoration of property)

جو کوئی اس غرض سے ضرر پہنچائے کہ مصیبت زدہ سے یا مصیبت زدہ سے دلچسپی رکھنے والے کسی شخص سے جبراً کسی بات کا اعتراف کرائے یا کوئی ایسی اطلاع بہم پہنچانے پر مجبور کرے۔ جو کسی جرم یا بدعنوانی کرنے میں ممد ہو یا مصیبت زدہ میں دلچسپی رکھنے والے کسی شخص کو کسی جائیداد یا قیمتی کفالت کے واپس کرنے کا سبب بنے تو اس پہنچائے گے ضرر کیلئے مقرر قصاص۔ ارش یا ضمان کی سزا کے علاوہ جیسی بھی صورت ہو پہنچائے گئے ضرر کی نوعیت کا لحاظ رکھتے ہوئے کسی بھی قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو دس سال تک ہوسکتی ہے۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔ناقابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔ضرر کیلئے ارش یا ضمان اور دس سال قید۔۔سیشن کورٹ

تشریحات

اس دفعہ میں مذکور درج ذیل امور زیر بحث ہیں۔

(۱) کسی شخص سے کسی امر میں زبردستی اقرار یا اعتراف کرانا۔

(۲) کسی شخص کو کسی جرم یا بدعنوانی کے سراغ لگانے میں اطلاع بہم پہنچانے پر مجبور کرنا۔

(۳) کسی جائیداد یا قیمتی شے کے واپس کرنے یا کرانے پر مجبور کرنا۔

(۴) جائیداد کا مطالبہ پورا کرانے کے لئے ایسی اطلاع دینے پر مجبور کرنا جو جائیداد کی واپسی کا باعث ہوسکتی ہو۔

چنانچہ درج بالا امور میں بنیادی جرم جبراً اقرار کرنا ہے جو شریعت کے قانون جبر و اکراہ کے مطابق مستوجب سزا ہوگا۔ چنانچہ اس امر میں شریعت کی منشا کو یہاں آئندہ سطور میں بیان کیا جارہا ہے۔ اگرچہ اس امر میں دفعہ 303 میں بھی وضاحت موجود ہے۔

جبر و اکراہ کی تعریف: جبر و اکراہ لغوی معنی جبر یا اکراہ ایسے الفاظ ہیں جو محبت اور رضامندی کے مخالف اور ضد کے معنی میں ہوتے ہیں اسکی معنوی وضاحت قرآن الحکمت میں ارشاد ربانی ہے۔ وعسیٰ ان تکرھوا شیاء وھو خیرلکم وعسی ان تحوشیأ وھوشرلکم (ترجمہ:۔ اور ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز سے کراہت کرو اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور ہوسکتا ہے تم کسی چیز کو پسند/محبت کرو اور وہ تمہارے حق میں بری ہو)۔

شریعت میں جبر سے مراد کسی شخص کو ڈرا دھمکا کر کسی فعل پر مجبور کرنا یا کسی شخص کو جان سے یا جان سے کم کے نقصان کا خوف

marfat.com

Marfat.com

دلا کر کسی فعل کے سرانجام دینے پر مجبور کرنا جبر اور اکراہ کے معنوں میں شمار ہوتا ہے۔ اکراہ کی طرح جبر کی بھی دو اقسام ہیں۔ (۱) جبر تام (۲) جبر ناقص

۱: اکراہ / جبر تام: ایسا جبر یا اکراہ جس سے لاچارگی یا اضطرار لازم آئے۔ مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو کوئی کام کرنے کے لئے کہے اور اسے مذکورہ کام نہ کرنے کے نتیجہ میں قتل کرنے کی دھمکی دے۔ جسم کے کسی حصے کو نقصان پہنچانے یا عضو کاٹ دینے کی دھمکی دے یا ایسی ضرب لگانے کی دھمکی دے جس سے کسی عضو کے تلف ہونے یا جان کے چلے جانے کا خوف پیدا ہو جائے۔ یا اسکے قریبی رشتہ داروں پر جبر کرنے کی نوید دے وغیرہ۔ خواہ مذکورہ ضرب قلیل ہو یا کثیر۔ جبر تام کہلائے گا۔

۲: اکراہ / جبر ناقص: ایسا جبر یا اکراہ جس سے لاچارگی یا اضطرار لازم نہ آئے۔ مثلاً کوئی شخص کوئی کام کرنے کے لئے کہے۔ اور نہ کرنے کی صورت میں مذکورہ شخص کو قید کرتے۔ حبس دوام میں رکھنے یا ایسی ضرب پہنچانے کی دھمکی دے جس سے جان یا جان سے کم تر مثلاً اعضا کے تلف ہونے کا کوئی خوف نہ ہو۔ لیکن جسمانی یا روحانی تکلیف کا امکان ہو یا غم اور پریشانی کسی قسم کی لاحق ہو تو جبراً اکراہ ناقص کہلائے گا۔

اکراہ یا جبر کی مذکورہ بالا اقسام میں جبر یا اکراہ کرنے والے کے لئے تو ضروری ہے کہ

جابر کی شرائط

(۱) جبر کرنے والا دھمکی پر عمل کرنے کی حقیقت میں طاقت اور قدرت رکھتا ہو۔ امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق حاکم کے علاوہ کوئی اکراہ تام یا اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ کیونکہ دیگر صورتوں میں جبر کی دھمکی دینے والے کے خلاف مجبور حاکم کی مدد حاصل کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد کے اقوال کے مطابق دینے والے کے بارے میں دیکھنا ہو گا کہ جابر کی طاقت اور قدرت کا کیا تصور رکھتا ہے موجودہ دور میں امام ابوحنیفہ کا یہ قول قابل عمل نہیں ہے کیونکہ آج کے دورہ میں حاکم کی طاقت کے علاوہ بہت سے لوگ اپنی طاقت خواہ وہ سیاسی ہو یا معاشی یا جسمانی کے ذریعے جبر کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں اور حکومت اس امر میں بعض حالات میں وقت پر حفاظت کے قابل نہیں ہو سکتی۔

(۲) جبر یا اکراہ کرنے والے کے لئے دوسری شرط بالغ یا عاقل ہونے کی کوئی پابندی نہیں ہے بلکہ مخبوط الحواس اور نابالغ بھی جبر کی اگر قدرت حاصل کر لیں۔ تو ایسا ممکن ہے۔

مجبور کی شرائط: اسی طرح مجبور کے لئے جو شرط ہے وہ یہ ہے کہ۔

مجبور یا مکروہ کو اس امر کا حتمی یقین ہو جائے کہ اگر اس نے مجبور کرنے والے کی بات نہ مانی تو فی الواقع وہ مذکورہ کام کر

marfat.com

Marfat.com

گزرے گا۔ چنانچہ محض دھمکی دینا اس بات کی ہرگز دلیل نہیں ہے کہ مجبور شخص نے مذکورہ کام سرانجام کیا یا کرنے پر مجبور ہو گیا لہٰذا ضروری ہے کہ دھمکی دینے والے کو اطوار اور افعال سے اور عادات و معمول کے لحاظ سے ایسا کرتا رہا ہو۔ مثلاً وہ عادی قاتل ہو۔ عادی اعضا کاٹ دیے والا ہو۔ یا ایسا کام کسی شخص یا گروہ کے ذریعے کروانے کی ہمت رکھتا ہو۔

جبر کا تصرف: جبر و اکراہ عموماً دو صورتوں میں قابل تصرف ہوتا ہے۔

(۱) حسی (۲) شرعی

۱۔ حسی لحاظ سے کھانا، پینا، گالی دینا، کفر کرنا، عضو کو کاٹنا یا کسی مال یا جان کا اتلاف کر دینا ہے۔

۲۔ شرعی صورت یہ ہے۔ کہ طلاق دینا نکاح یا طلاق سے رجوع۔ قسم۔ نذر۔ ظہار۔ ایلاء میں بیوی کی طرف رجوع کرنا خرید و فروخت، ہبہ اجارہ یا کرایہ۔ حقوق سے بری کرنا۔ شفعہ کی سپردگی یا شفعہ کے مطالبہ کو ترک کرنا وغیرہ۔ قسم حسی میں حالت جبر اور اکراہ میں کئے گئے تصرف کے دو احکام ہیں ایک دینی اور دوسرا دنیاوی۔ دینی معاملات کا ذکر کرنا یہاں تصرف بے جا ہو گا لیکن دنیاوی معاملات کی درج ذیل صورتیں ہیں۔

جبر کے فقہی احکامات: شراب نوشی پر اگر جبر اور اکراہ تام سے مجبور کیا گیا ہو تو حد واجب نہیں ہو گی اور اکراہ ناقص ہو تو حد واجب ہو گی ٥ کلمہ کفر پر جبر و اکراہ کی صورت میں مجبور کئے جانے پر کفر کا حکم لاگو نہیں ہوتا بشرطیکہ اس کا اپنا ایمان قائم ہو لیکن جبر و اکراہ کی صورت میں ایمان لانے والے پر ایمان کے احکامات لاگو ہوں گے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن میں حکم ہے۔ یاالیھاالذین آمنوا ء اذاجاءکم المومنات مہاجرات فامتحنو ھن علمتھوھن مومنات فلا ترا جعوھن الی الکفار۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو۔ جب مومن عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لو۔ اور جب تمہیں علم ہو جائے کہ وہ ایمان والیاں ہیں۔ تو پھر ان کو کفار کی طرف نہ لوٹاؤ۔

چنانچہ کوئی کافر اسلام لایا لیکن پھر وہ اسلام سے انحراف کر گیا تو اسے قتل نہ کیا جائے گا۔ بلکہ محبوس کر کے اسلام پر مجبور کیا جائے گا٥[1] یہ حکم تو اس صورت کے لئے ہے کہ جب جبر اور اکراہ تام کے تحت اسے انحراف پر مجبور کیا گیا اور اگر جبر اور اکراہ ناقص ہو تو وہ حکما کافر قرار پائے گا۔ کیونکہ وہ فی الواقع مجبور شمار نہیں کیا جا سکتا ٥ اتلاف مال یعنی اگر کسی مجبور کو دوسرے شخص کے مال کو نقصان پہنچانے کا حکم ہے تو اکراہ کرنے والے پر ضمان عائد ہو گا۔ جبکہ مجبور پر کوئی تاوان نہ ہو گا۔ کیونکہ از روئے معنی تو اتلاف کنندہ جبر اور اکراہ کرنے والا ہے۔ جبکہ مجبور تو بمنزلہ آلہ کار کے ہے ٥ قتل یا قتل سے کم اتلاف کے نقصان کے حکم میں امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے اقوال کے مطابق بصورت اکراہ تام میں مجبور پر قصاص واجب

---

[1] (بدائع الصنائع ص ۱۴۳)

marfat.com
Marfat.com

نہیں ہے۔ لیکن اس کو تعزیر دی جائے گی اور قصاص اکراہ کرنے والے پر ہو گا۔ (اور یہی اس دفعہ میں مذکور منشاء قانون ہے)o امام یوسف کے نزدیک ان دونوں پر قصاص واجب نہ ہو گا۔ البتہ اکراہ کرنے والے پر دیت ہو گی o امام زفر کے قول کے مطابق قصاص مجبور پر واجب ہو گا۔ تا کہ نہ اکراہ کرنے والے o پر جبکہ امام شافعی کے نزدیک جبر پر قصاص جابر پر واجب ہو گا۔ اور یہ فعل دونوں کی طرف سے پایا جاتا ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ مجبور یہ فعل بلاواسطہ سرانجام دیتا ہے۔ جبکہ اکراہ کرنے والا قتل میں سبب بنتا ہے o لہذا قصاص دونوں پر واجب ہے۔ جبکہ امام زفر اس میں دلیل کرتے ہیں کہ مجبور نے حقیقت میں قتل کیا ہوتا ہے۔ لہذا قاعدہ یہ ہے کہ حقیقت کا اعتبار کی جائے گا۔ اور دلیل کے بغیر اس سے انحراف ممکن نہیں o امامین نے اپنے اپنے اقوال کی توجیح اور دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے حاصل کی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ عفوت عن امتی الخطا وانسیان وماستکرھو علیه" o[1]

ترجمہ۔ میں نے اپنی امت سے غلطی اور بھول چوک اور اس گناہ کو معاف کر دیا جس پر اسے مجبور کیا گیا ہو"

چنانچہ جو افعال جبر و اکراہ کے تحت سرزد ہوں گے اس حدیث کے ظاہر کی رو سے معاف ہیں۔

چنانچہ اکراہ تام ہو گا تو قصاص اکراہ کرنے والے پر اور اگر اکراہ ناقص ہو گا تو مجبور پر قصاص واجب ہو گا o اسی اصول پر چنانچہ اکراہ تام کی صورت میں مورث کے قتل کرنے پر مجبور کو میراث سے محروم نہ کیا جائے گا o بلکہ امام ابوحنیفہ۔ امام محمد اور امام شافعی کے نزدیک میراث سے اکراہ پر مجبور کرنے والا محروم کر دیا جائے گا o جبکہ امام ابو یوسف اور امام زفر کے نزدیک وہ میراث سے محروم نہیں ہو گا o کیونکہ اس پر نہ تو قصاص واجب آتا ہے اور نہ ہی کفارہ o نابالغ کے حکم میں قاتل مقتول کی وراثت سے محروم نہ ہو گا o کیونکہ نابالغ کے فعل پر حرمت کا اطلاق نہیں ہے o اسی طرح قطع ید یا اتلاف اعضاء کے بارے میں بھی فقہا کا وہی نظریہ ہے۔ جو قتل کے احکامات میں بیان کیا گیا ہے o اور یہی اصول ارتکاب زنا کے مسائل میں ہو گا o لیکن بعض فقہا کے نزدیک اکراہ تام اور اکراہ ناقص کا عورت کے معاملے میں کوئی فرق نہیں ہے o چنانچہ اکراہ کی دونوں اقسام میں حد کو عورت سے دور کیا جائے گا o کیونکہ عورت کی طرف سے فعل زنا کرنا اس کی رضا مندی پر دلالت نہیں کی جا سکتا o لہذا اس سے حد ساقط ہو گئی o اب معاملہ باقی یہ رہا کہ اگر کسی ولی کو بذریعہ اکراہ و جبر قصاص معاف کرنے پر مجبور کیا جائے تو اس کی شرعی توضیع تو یہی ہے کہ اب فمن تصدق به فهو كفارة۔ (ترجمہ۔ اور جو صدقہ کر دے تو وہ کے لئے کفارہ بن جائے گا)۔ چنانچہ اگر بذریعہ اکراہ بھی ایسا فعل یا معافی قصاص ہو گیا تو معاف کرنے والے کے لئے کفارہ ہے اور گواہان کی شہادت سے انحراف پر کوئی ضمان عائد نہ ہو گی o[2]

---

[1] (مشکوٰۃ شریف) [2] (بدائع الصنائع ۲۶۱)

marfat.com
Marfat.com

بقیہ معاملات شرعی اکراہ و جبر۔ یا دینی معاملات میں اکراہ وغیرہ کی تفصیل یہاں تحریر نہیں کی جارہی جن معاملات پر مذکورہ قانون کے ضمنات میں بحث کی جا چکی ہے۔ یہاں جس قدر اس دفعہ میں مذکور معاملات کو زیر بحث لایا جانا مقصود تھا اس بحث کو اس قدر محدود کر دیا گیا ہے۔ اور طویل بحث میں جانے سے اجتناب برتا گیا ہے۔ (نوٹ:۔ ایسا اکراہ یا جبر جس کے ذریعے کسی شخص کو مقدمہ واپس لینے پر مجبور کرنا۔ یا ذمہ رقم معاف کرنے پر مجبور کرنا نا قابل مواخذہ جرم نہیں ہے اور وہ اس دفعہ میں قابل مواخذہ نہ ہوں گے بلکہ اس کے لئے دیوانی مقدمات میں حق حاصل کیا جا سکتا ہے)۔

دفعہ مذکور میں منقولہ اور غیر منقولہ ہر دو جائیداد ہائے کو جائیداد یا پراپرٹی میں شامل سمجھا جائے گا O اس دفعہ کی بنیادی ضرورت یہ ہے کہ جبر یا اکراہ۔ جائیداد ہتھیانے یا جائیداد ہتھیانے کے لئے مجبور کرنے یا کسی امر میں کوئی اقرار کروانے کے لئے کیا جائے O چنانچہ اگر ایک پولیس آفیسر کسی ملزم کو کسی بیان پر آمادہ کرنے کے لئے جبر کرے تو اس پولیس آفیسر نے بھی اس دفعہ کے تحت جرم کیا ہے O چنانچہ میڈیکل آفیسر کو اُن زخموں کو دیکھ کر یقین کرنا ہوگا کہ یہ زخم پولیس کی حراست میں لگائے گئے O یا پولیس حراست سے قبل لگائے گے ہیں O لیکن اگر شخص نے اپنی بیوی کو مضروب کیا کہ وہ آکر اس کے پاس رہے O تو اُسے مذکورہ جرم میں قابل سزا تصور نہ کیا جائے گا O جبر و اکراہ کو ثابت کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہوگا مجبور کو جبر کرنے والے کی طرف سے زخمی کیا گیا ہو O جو اس امر میں شہادت ہوگی کہ مذکورہ شخص مجبور کیا گیا ہے O اسی طرح اگر کوئی پولیس کا سپاہی کسی دوسرے پولیس آفیسر کے حکم پر بذریعہ تشدد جرم کے اقرار کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اور اس تشدد کو روکتا نہیں تو وہ بھی اس تشدد کے لیے تعاون کرنے کا برابر کا مجرم ہے O کسی لڑکے کو کسی جرم کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے اس کے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر مٹی کا تیل ڈال کر جلا دینا۔ جس کے نتیجہ میں لڑکے کے ہاتھ زخمی ہو جاتے ہیں تو اس صورت میں بھی مجرم اس دفعہ کے تحت سزاوار ہوگا O اور اس قسم کے حیوانی تشدد کرنے پر عدالت کو مزید صوابدیدی سزائیں تجویز بھی کرنا چاہیں O لیکن اگر لڑکے کا ہاتھ جل کر ناکارہ ہو گیا تو ایسی صورت میں قصاص دیت جیسی بھی صورت ہو کا سزاوار ہوگا O

عدالتی فیصلے: اکراہ تام سے مراد ایسا حکم کراہت ہے جس کو سرانجام دینے کی خواہش یا نیت موجود نہ ہو۔ لیکن خوف کے نتیجہ میں مذکورہ شخص جرم اعانت یا شمولیت کیلئے مجبور کر دیا جائے O یا مذکورہ شخص کو کسی جرم کے نہ کرنے کی صورت میں خود اسے، خاندان کے افراد (بیوی بچے) یا دیگر نزدیکی رشتوں کی موت کا خوف دلایا جائے یا مذکورہ افراد کے جرم کے کسی عضو کو علیحدہ کرنے، معطل کرنے یا تلف کرنے کا خوف دلایا جائے۔ یا مذکورہ افراد کے ساتھ بد فعلی، لواطت یا زنا کے جبراً ارتکاب کرنے کا خوف دلایا جائے O!

PLD1997LH110 :1

marfat.com
Marfat.com

دفعہ ۳۳۷۔(L) دیگر ضرر کی سزا (Punishment for other Hurts)

(۱) جو کوئی ایسے ضرر کا باعث ہو جو قبل ازیں مذکور نہ ہو۔ جو زندگی کو خطرے میں ڈال دے یا جو مصیبت زدہ شخص کو بیس یا زیادہ دن کے لئے شدید جسمانی تکلیف میں مبتلا کرنے کا باعث ہو۔ یا اسے بیس یا زیادہ دن کے لئے اس کے معمول کے کاروبار کرنے کے ناقابل کر دے تو وہ ضمان کا مستوجب ہوگا۔ اور اسے کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو سات سال تک ہو سکتی ہے۔

(۲) جو کوئی ایسے ضرر کا باعث ہو جس کا احاطہ ذیل کی دفعہ (۱) میں نہ کیا گیا ہو تو اسے کسی بھی قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو دو سال تک ہو سکتی ہے یا ضمان کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

ضابطہ: (i) قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔ناقابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔سیشن کورٹ / مجسٹریٹ درجہ اول

(ii) ناقابل دست اندازی پولیس۔۔سمن۔۔قابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔مجسٹریٹ درجہ اول

تشریحات

دفعہ ہذا ضرر شدید اور ضرر خفیف کے بارے میں وضاحت بیان کرتی ہیں۔ سابقہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 320 میں شدید ضرر کی جو تعریف کی گئی ہے۔ اسی تعریف کو کم و بیش تبدیلی کے ساتھ دفعہ ہذا میں بھی رکھا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایسا زخم جو کم از کم بیس دن کیلیے شدید جسمانی تکلیف کا باعث بنا دے۔ یا جس کے نتیجہ میں عمومی زندگی معطل ہو جائے۔ اس ضرر کے ضمن میں آئیں گی۔ ضرب شدید اور ضرب خفیف میں ایک باریک سی دیوار ہے۔ کیونکہ ایک ہی جگہ پر آنے والا زخم اگر موت کے وقوع کا سبب بن جاتا ہے یا بن سکتا ہے۔ تو وہ ضرب شدید تصور ہوگا۔ لیکن وہی زخم اگر زندگی کیلیے خطرہ ثابت نہ ہو تو وہ ضرب خفیف کہلائے گا۔ ضرب جو موت کا سبب نہ بن سکے ان کی تمام تصریحات دفعہ 337 سے 338 کے درمیان وضاحت سے بیان کر دی گئی ہیں۔ بعد ایسے بھی زخم ہیں جو بظاہر زندگی کیلیے خطرہ نہیں ہوتے۔ لیکن زہر آلود ہو کر زندگی کیلیے خطرہ بن جاتے ہیں۔ انہیں اقدام قتل یا شدید زخموں کے زمرے میں نہ لایا جا سکتا ہے۔ بعض اوقات ایسی بھی صورت حال پیدا ہوتی ہے۔ کہ زخموں کے حفاظتی ٹیکے (Tetnus) نہ لگانے کی صورت میں محض بیماری کی صورت میں خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایسے زخموں کو ضرب خفیف ہی تصور کیا جائے گا۔ البتہ زخموں کے بارے میں فوری سزا یا جزاء دینا شریعت میں غلط ہے۔ بلکہ اسکے لیے مناسب انتظار نہایت ضروری ہے جیسا کہ نبی پاک ﷺ کے حکم سے ظاہر ہے" کہ زخموں میں انتظار کیا جائے"۔

marfat.com

Marfat.com

ضرب شدید اور ضرب خفیف کے نتائج کے اعتبار سے ثبوت اور شہادت میڈیکل رپورٹس ہونگی۔ جن کا سختی سے مطالعہ اور جائیزہ لے کر عدالت اپنے فیصلے کا انحصار کرے گی۔ یہ بھی قرار دیا گیا کہ میڈیکل افسر کی ڈیوٹی صرف اس قدر ہے کہ وہ زخم کی نوعیت بیان کرے۔ اور اس میں ضرب شدید یا خفیف کے بارے میں اپنی رائے دے۔ وہ کس دفعہ میں قابل سزا ہوگی۔ اسکی وضاحت کرنا ڈاکٹر کا کام نہ ہے۔

اس ضمن میں مذکور ایسے ضرر شامل ہوں گے جن کا ذکر بمطابق ضمن (۱) اس دفعہ سے پہلے کہیں موجود نہ ہو۔ (۲) ایسے ضرر جو شدید جسمانی تکلیف جو ۲۰ دن یا اس سے زیادہ کے لئے انسان کو روزمرہ سے معطل کر دیں (۳) ایسے ضرر کے لئے اس الگ دفعہ کا ذکر اس لئے کیا جانا ضروری ہے کہ آج کے دور میں سائنسی ایجادات نے ایسے طریقے ضرر رسانی کے ایجاد کر لئے ہیں جن کے ذریعہ بظاہر جسم پر چوٹ نہیں ہوتی لیکن مذکورہ ضرر عام بیان کردہ چوٹوں سے زیادہ خطرناک ثابت ہوتی ہے۔ ایذا رسانی کے ایسے طریقوں سے انسان نہ صرف چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہتا بلکہ عام حالات میں وہ جنسی افعال کرنے سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ ایسے ٹیکے ایجاد کئے جا چکے ہیں جو جسم کے اندر زہریلے جراثیم پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں جن سے انسان گھٹ گھٹ کر موت کے قریب چلا جاتا ہے۔ ایسی سفا کی کے مظاہرے سامنے آتے ہیں۔ جس کا نتیجہ جان کی ہلاکت یا اتلاف عضو ہوتا ہے ایسے تمام افعال کو کسی فہرست میں نہیں لایا جا سکتا ہے۔ جس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دفعہ ہذا کا قانون میں اضافہ ناگزیر ہے۔ ضرر کے بارے میں شرعی احکامات مختصر درج ذیل ہیں۔ دیگر مباحث کیلئے دفعہ 332-333-334 میں احکامات ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

کسی شخص یا عورت کے بال مونڈ ڈالے اور پھر وہ بال دوبارہ نہ نکلیں تو پوری دیت ہوگی ٥ سینہ اور کلائی کے بالوں پر دیت نہیں لیکن حکومت عدل کرے گی ٥ دونوں آبروؤں، اور چاروں پلکوں پر دیت کاملہ ہے۔ اسی طرح داڑھی کے بالوں پر بھی دیت ہے ٥ بال مونڈنے میں عمد اور خطاء کا فرق نہیں کیا جائے گا ٥ دونوں آنکھوں کے پھوڑنے کی پوری دیت ہے یہی حکم پپوٹوں کے کاٹنے پر ہے ٥ ناک کے کاٹنے پر دیت ہے۔ لیکن ناک کی ہڈی توڑنے پر حکومت عدل کرے گی ٥ دونوں ہونٹوں کی دیت ہے۔ دانتوں کی دیت ہے اور ایک دانت کی 1/5 ہے ٥ زبان کی پوری دیت ہے لیکن گونگے کی زبان پر حکومت عدل کرے گی ٥ ہاتھوں کی دیت ہے اور انگلیوں کی دیت بہ نسبت ہاتھ کے دیت ہوگی ٥ عورت کے دونوں پستان کی دیت ہے لیکن مرد کی چھاتیوں کے لیے حکومت عدل کرے گی ٥ اسی طرح کمر میں زخم کرنے سے اگر قوت جماع ضائع ہوئی تو پوری دیت ہے ٥ عضو تناسل کی دیت ہے کسی ایسے زخم سے کہ منی کا پیدا ہونا عورت اور مرد میں رک گیا تو دیت ہے ٥ پیٹ چاک کرنے کی دیت اس وقت ہے کہ پیٹ میں کھانا نہ ٹھہرے۔ یہی حکم مقعد میں زخم کرنے سے ہے ٥ عورت کی شرمگاہ کاٹنے سے بھی پیشاب اور پاخانہ کا راستہ ایک ہوگیا تو دیت ہے ٥ عورت پر اس طرح تشدد کیا گیا ہے کہ وہ مستحاضہ ہوگئی تو دیت ہے لیکن ایسے تمام زخموں کے لیے ایک سال تک انتظار کیا جائے گا۔ اسی

marfat.com
Marfat.com

طرح پیشاب پر کنٹرول نہ رہے تو دیت ہے ۰ پاؤں کے کاٹنے پر دیت ہے لیکن ناقص اور ضائع شدہ پاؤں پر حکومت عدل کرے ۰ اگر زخم کا نشان باقی نہ رہے تو دیت ساقط ہوگی اور حکومت عدل کرے گی ۰ زخموں میں صرف جائفہ زخموں کی دیت مقرر ہے۔

ضمانت: ملزم کے جرم کی نوعیت متنازعہ ہو۔ اور اس بات کا جائزہ لینا ہو کہ ہڈی کے جوڑ کا زخم کس نوعیت اور کس دفعہ کے تحت آتا ہے۔ تو مزید تحقیق کی بنیاد پر ضمانت منظور ہوئی ۰[۱] ضرب شدید ہونے کے باوجود چوٹ کو زندگی کیلیے خطر قرار نہ دیا گیا تو مجسٹریٹ دفعہ 30 کے اختیار سماعت ہونے کے باوجود عدالت عالیہ نے ضمانت لے لی ۰[۲] ملزم۔ زخمی پر خود تشدد کرنے کے علاوہ اپنے کتے سے بھی کٹوایا۔ تو ایسے شخص کی ضمانت متشددانہ رویہ کے باعث منظور نہ کی گئی ۰[۳] ملزمان نے دن دیہاڑے ڈانگیں مار کر ٹانگیں توڑ دیں۔ جو باوجود تین بار آپریشن کے ٹھیک نہ ہو سکیں۔ عدالت عالیہ نے ایسے شخص کی ضمانت منظور نہ کی ۰[۴] عدالتوں کا یہ رویہ ہے کہ ضمانت کی امتناعی شک میں نہ آنے والے مقدمات میں عموماً ضمانت منظور کر لی جاتی ہے۔ لیکن اکثر اوقات مجرم کا رویہ اور مجرم کے تشدد کی کیفیات اور جرم کرنے کے طرز عمل کے باعث عدالتیں ایسے اشخاص کی ضمانتیں نامنظور کر دیتی ہیں ۰[۵] ہائی کورٹ نے ایسے شخص کی ضمانت منسوخ کر دی جس نے دوسرے شخص کی ٹانگیں توڑیں۔ اور وہ شخص علاج کے باوجود بھی بیساکھیوں پر چلے گا۔ حالانکہ جرم ضمانت کی امتناعی شک میں آتا تھا ۰[۶] جب سزا دس سال سے کم ہو تو ضمانت کی امتناعی شک میں نہ آنے کے سبب بھی ضمانت لی جا سکتی ہے۔ اگر ملزم خطرناک شخص ثابت نہ ہو ۰[۷] ایسے زخم جن میں ہسپتال سے اگرچہ بیس دن سے پہلے ہی فارغ کر دیا گیا ہو لیکن گھر میں آرام کی کیفیت ٹانکے اور پلستر وغیرہ کھولنے کیلیے مزید وقت درکار ہے تو ایسا زخم بھی شدید زخم قرار پائے گا۔ اور وہ بیس دن سے زائد تکلیف کے زمرے میں آئیگا ۰[۸] قبل از گرفتاری ضمانت میں ملزم پر الزام تھا کہ اسنے سوٹی سے سر کو شدید زخمی کیا۔ نیز ملزم نے تفتیش میں شمولیت نہ کی پولیس یا استغاثہ کی طرف سے کوئی بدنیتی ثابت نہ ہوئی۔ ضمانت نامنظور ہوئی ۰[۹] ملزم پر بہت سے آدمیوں کو زخمی کرنے کا الزام ہے جرم کو خطرناک ثابت کر دیتا ہے اگرچہ بظاہر جرم ممنوعہ کلاز میں نہ آتا ہے لیکن کسی عورت کو محض اسلیے مارنا پیٹنا کہ وہ مخالف گروہ سے تعلق رکھتی ہے ضمانت کی رعایت کا مستحق نہیں کرتی۔ ضمانت نامنظور ہوئی۔ اپیل کنندہ کو جرح کا حق دیا گیا۔ اور یہ بھی موقع فراہم کیا گیا کہ وہ صفائی کے گواہ پیش کر سکیں۔ جبکہ واقعاتی شہادت میڈیکل شہادت سے مطابقت پر ثابت ہے۔ ہاتھ اور پشت پر آئے زخم

---

۱ (1998Pcrlj32) ۲ (1994Pcrlj2649) ۳ (1994Pcrlj785) ۴ (1999Pcrlj1348)

۵ (1990SCMR299-1990MLD204-1993Pcrlj924-PLD1993Lh110-1992Pcrlj1378-2002Pcrlj5)

۶ PLD1997SC545-1999Pcrlj1348 ۷ (1994Pcrlj625/1465/1724/3691/1293/1424/1461)

۸ (PLD1995SC34) 1968Pcrlj274 ۹ 1984SCMR119-1978SCMR432

marfat.com

Marfat.com

اس بات کے گواہ ہیں کہ ملزم شدید زخم پہنچانے کے درپے تھے۔ البتہ ملزم تین سال سے زائد زیر حراست رہ چکے ہیں۔ لہٰذا سزا بسر کردہ کے عوض اپیل منظور کر کے بری کر دیا گیا○ [1] جب ضربات اور ملزمان کی تعداد میں تضاد پایا جائے تو ملوث ملزمان اس بنا پر ضمانت ہوئے کہ یہ ضربات تو ایک شخص بھی لگا سکتا ہے○ [2] ایسے ملزم کی ضمانت سے انکار کیا گیا۔ جس نے نہ صرف خود بھی مارا پیٹا بلکہ اپنے کتوں کے ذریعہ زخمی کروایا○ [3] جرم کی نوعیت کا تعین کرنے میں کسی بھی مقدمے میں سزا کیلیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ ایسا زخم جو ہڈی کے جوڑ پر تھا اس میں دیکھنا تھا کہ جرم دفعہ 336-E-337 یا دفعہ L-337 میں آتا ہے۔ متضاد آراء کی وجہ سے ضمانت لے لی گئی○ [4]

دفعہ ۳۳۷(M) ضرر جو قصاص کا مستوجب نہ ہو (Hurt not liable to Qisas)

حسب زیل صورتوں میں ضرر قصاص کا مستوجب نہ ہوگا۔ یعنی

(الف) جبکہ مجرم نابالغ ہو یا فاتر العقل ہو (مگر شرط یہ ہے کہ وہ ارش کا مستوجب ہوگا اور تعزیر کا بھی جس کا عدالت نے مجرم کی عمر۔ معاملے کی صورت۔ حالات اور پہنچائے گئے ضرر کی نوعیت کا لحاظ رکھتے ہوئے تعین کیا ہو)۔

(ب) جبکہ مجرم نے شخص متضرر کے ایماء پر اس کو ضرر پہنچایا ہو۔ (مگر شرط یہ ہے کہ مجرم ایسی تعزیر کا مستوجب ہوگا جو اس کی طرف سے پہنچائے گئے ضرر کے لئے مقرر کی گئی)۔

(ج) جبکہ مجرم نے شخص متضرر کے جسمانی طور پر ناقص عضو کا اتلاف عضو کیا ہو اور سزایاب مجرم مذکورہ کے مماثل جسمانی نقص کا شکار نہ ہوگا۔ (مگر شرط یہ ہے کہ مجرم ارش کا مستوجب ہوگا اور ایسی تعزیر کا بھی مستوجب ہوسکے گا جو اس طرف سے پہنچائے گئے ضرر کے لئے مقرر کی گئی ہے)۔

(د) جبکہ مجرم کا مستوجب قصاص عضو موجود نہ ہو۔ (مگر شرط یہ ہے کہ مجرم ارش کا مستوجب ہوگا اور ایسی تعزیر کا بھی مستوجب ہوسکے گا جو اس کے پہنچائے گئے ضرر کے لئے مقرر کی گئی ہے)۔

تمثیلیں:۔ (اول) الف نے ض کا داہنا کان کاٹ دیا۔ جس کا نصف پہلے سے کاٹا ہوا ہے۔ اگر الف کا داہنا کان سالم ہو تو وہ ارش کا مستوجب ہوگا۔ اور قصاص کا نہ ہوگا۔

(دوم) اگر مذکورہ بالا تمثیل میں ض کا کان جسمانی طور پر سالم ہو۔ لیکن قوت سماعت سے محروم ہو تو الف

---

1. PLJ1998Lah276 2. 1994MLD1299-1998Pcrlj166 3. 1999Pcrlj200 4. 1998Pcrlj32

marfat.com
Marfat.com

قصاص کا مستوجب ہوگا کیونکہ ض کا نقص جسمانی نہیں ہے۔

(سوم) اگر تمثیل اول میں ج کا کان چھیدا ہوا ہو۔ تو الف قصاص کا مستوجب ہوگا۔ کیونکہ مذکورہ معمولی نقص کوئی مادی نقص نہیں ہے۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔سمن۔۔قابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔ارش، تعزیر اور ضرر کی سزا۔ مجسٹریٹ درجہ اول

تشریحات

دفعہ ہذا کی آئندہ سطور کے علاوہ قصاص کے مستوجب ہونے کے دیگر شرعی اور قانونی پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ کیلیے قانون ہذا کی دفعہ 307 تا 308 کا مطالعہ فرمادیں۔ اس دفعہ کی ذیلی ضمنی الف میں قصاص کی شرط اول یہ بیان ہوئی ہے کہ قصاص اسی صورت میں واجب ہوگا۔

قصاص کی شرائط: اگر ملزم نابالغ یا فاتر العقل نہ ہو۔ کیونکہ قصاص صرف (۱) عاقل (۲) بالغ (۳) متعمد (۴) اور صاحب اختیار سے لیا جاسکتا ہے جبکہ ضرر رسیدہ کیلیے ضروری ہے کہ وہ (۱) معصوم مطلق نہ ہو۔ (۲) وہ مجرم کا جزو نہ ہو (۳) نہ ہی اس کی ملکیت ہو (۴) جرم ذاتی طور پر ارتکاب کیا گیا ہو۔ یہ شرائط قتل اور ضرر ہر دو کے قصاص کے لئے ضروری ہیں۔ ذیلی ضمنی ج میں مماثلت کی شرط کا ذکر کیا گیا ہے جس کے بارے میں قرآن الحکمت کا ارشاد ہے۔

وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس والعین بالعین (ترجمہ۔ ہم نے ان پر فرض کیا اس میں کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ ہے)

اور مزید فرمایا کہ والجروح القصاص (ترجمہ۔ اور زخموں میں قصاص ہے) اور قصاص کو صرف اسی صورت میں لیا جائیگا اگر قصاص بالمثل لیا جانا ممکن ہو جیسا کہ فرمایا گیا ہے۔

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم (ترجمہ۔ پس جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر زیادتی کو اس کی مثل کرو جو اس نے پر زیادتی کی)

مزید ارشاد فرمایا کہ:۔ ومن عمل سیئۃ فلا یجزی الا مثلھا (ترجمہ۔ اور جو بدی کرے تو اس کو اسی کے مثل جزا دیجائے)

اصول بالمثل: چنانچہ قصاص لینے کا دوسرا بنیادی اصول قصاص بالمثل ہے جس کے مسائل کا درج ذیل سطور میں احاطہ موجود ہے بالمثل کے لئے بنیادی شرط یہ بھی ہے ○ کہ مماثلت ہم جنس میں ہوگی۔ مثلاً ہاتھ کے بدلے ہاتھ اور یہی حکم پاؤں میں ہے ○ انگلی آنکھ اور ناک وغیرہ میں ہے ○ اسی طرح انگوٹھا صرف انگوٹھے کے بدلے ہے ○ انگشت شہادت کا بدلہ انگشت شہادت ہے ○ چھنگلیا کے بدلے چھنگلیا ہے ○ ہر انگلی کا منافع الگ ہے اس لئے ہر انگلی کا قصاص

marfat.com

Marfat.com

اسی قسم کی انگلی میں ہے ○ اسی طرح دایاں ہاتھ دائیں ہاتھ کے لئے اور بایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے لئے ○ اور یہی اصول پاؤں میں ہوگا ○ آنکھوں میں بھی یہی اصول ہے ○ دانتوں میں سامنے کے دانت کے بدلے سامنے کے دانت ○ کچلی کو صرف کچلی کے بدلے میں ○ اور داڑھ کو صرف داڑھ کے بدلے میں لیا جائے گا ○ کیونکہ ہر دانت کا منافع الگ ہے ○ کچھ دانت کھانے کے لئے ہیں ○ کچھ کاٹنے کے لئے اور بعض خوبصورتی کے لئے ہیں ○ قصاص میں ایک اور اصول بھی اہم ہے کہ صحیح سالم کے بدلے میں صحیح سالم ○ اور کم انگلیوں والوں کے بدلے میں کم انگلی والا ہاتھ لیا جائے گا ○ کیونکہ صحیح اور عیب دار میں مماثلت نہیں ہے ○ اگر مجرم کے اس مجرم کے اس عضو میں عیب ہو تو جرم رسیدہ خواہ قصاص میں سالم طرف لے لے یا صحیح طرف کا جرمانہ یا دیت حاصل کر لے ○ اگر قصاص میں لیا جانے والا عضو اصل سے کسی قدر کم یا منفعت میں کم ہو تو امام شافعی کے قول کے مطابق جرم رسیدہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قصاص بھی لے ○ اور کمی میں دیت یا ضمان بھی طلب کرے ○ لیکن احناف کے قول کے مطابق اگر ضرر رسیدہ نے کم تر عضو کا قصاص بھی لے لیا تو کمی پورا کرنے کا تقاضا نہیں کر سکتا ○ مثلاً ایک جرم رسیدہ کا ہاتھ کاٹا گیا۔ اس نے قصاص میں کم انگلیوں والے ہاتھ کو کاٹ دیا تو اس کا قصاص مکمل ہو گیا ○ اب کم انگلیوں کے مزید دیت کا تقاضا نہیں کر سکتا ○ کیونکہ ہاتھ خواہ انگلیوں والا ہو یا بغیر انگلیوں کے اس کا قصاص تو گٹ سے لیا جائے گا ○ چنانچہ انگلیوں میں یہ بنیاد نہیں بن سکتیں ○ اسی طرح اگر کم تر عضو کاٹا گیا ہو لیکن مجرم کا مذکورہ عضو مکمل ہو تو قصاص میں کاٹا نہیں جائے گا ○ بلکہ جرم رسیدہ کو اس میں قصاص کے بدلے ارش وصول کرنا ہوگی ○

انہی اصولوں کو اس دفعہ کی ضمن (د) میں مدنظر رکھا جائے گا ○ مثلاً جرم رسیدہ کا ہاتھ کاٹا گیا ○ لیکن مجرم کا وہ ہاتھ ہی نہیں تو دو صورتیں ہیں ○ مجرم کا متبادل صحیح ہاتھ کاٹا جائے ○ یا بصورت دیگر ارش حاصل کی جائے ○ اور بال کاٹنے پر قصاص نہیں ہے ○ منہ پر تھپڑ مارنے پر قصاص نہیں ہے ○ ایسا زخم یا ضرر جو جراحت منقلہ یا جراحت آمہ تک جا پہنچے قصاص نہیں ہے ○ لیکن فوطوں کے کچلنے پر قصاص ہے کیونکہ فوطوں کے کچلنے پر جان کو خطرہ نہیں ہے ○ آنکھ پھوڑنے یا دیدہ نکال دینے میں قصاص نہیں ○ لیکن روشنی زائل کر دینے میں قصاص ہے ○ کان کا کوئی حصہ کاٹ دینے سے جس کا تعین یا حد معلوم نہ ہو ○ تو اس میں قصاص نہیں ہے ○ ہونٹ اگر مکمل کٹے تو قصاص ہے کم کٹنے پر قصاص نہیں ہے ○ دانت کے سوا کسی ہڈی میں قصاص نہیں ہے ○ زبان میں قصاص نہیں ہے ○ آلہ تناسل میں قصاص نہیں ○ اگر زبان اور آلہ تناسل پورا کاٹا جائے تو قصاص ہے ○ عورت کے پستان اور خصیتین میں قصاص نہیں ہے ○ سر پر ضرب کے نتیجہ میں عقل ضائع ہونے کا قصاص نہیں ہے ○ سر اور چہرے کے زخموں میں صرف زخم موضحہ میں قصاص ہے ○ دیگر زخموں میں قصاص نہیں ہے ○ اسی طرح قصاص کے لئے دونوں مرد یا دونوں عورتوں کا ہونا بھی واجب ہے ○ اگر ایک مرد اور دوسری عورت کے درمیان

marfat.com

Marfat.com

قصاص جاری ہوگا ٥ حالانکہ ہمارے نزدیک قصاص لینا ممکن نہیں ہے۔لیکن امام شافعی کے نزدیک قتل سے کم جرائم مین مرد عورت کے درمیان قصاص جاری ہوگا۔حالانکہ ہمارے نزدیک قصاص میں مماثلت شرط ہے۔اور عورت اور مرد دونوں میں مماثلت موجود نہیں۔ہے ٥ اور یہ عدم مماثلت دونوں کی جنس اور دونوں کی زندگی کے طور طریقوں کے لحاظ سے مختلف ہیں۔لہذا قصاص نہیں ہے ٥

عدالتی فیصلے: نابالغ کو قتل کا لائسنس نہیں دیا جاسکتا۔سولہ سال کا قاتل چھری سے ایک نوجوان کا قتل کرتا ہے۔چنانچہ اس طرح اگر ایسے نابالغ ملزموں کو رعایت دے دی جائے تو وہ مزید جرم بھی کر سکتے ہیں۔لہذا ضمانت کی رعایت پر رہا کرنے کی بجائے ضمانت مسترد کر دی گئی ٥ ا ضرب شدید کی وجہ اینٹ کا لگنا تھا جرم امتناعی شک میں نہ آتا تھا ضمانت لے لی گئی ٥ ۲

دفعہ ۳۳۷(N) ایسی صورتیں جن میں ضرر کیلئے قصاص نافذ نہیں کیا جائے گا

(Causes in which qisas for hurt shell not be enforced)

ا:۔کسی ضرر کے لئے قصاص حسب ذیل صورتوں میں نافذ نہیں کیا جائے گا۔یعنی

(الف) جبکہ مجرم قصاص کی تعمیل سے پہلے فوت ہو جائے۔

(ب) جبکہ مجرم مستوجب قصاص / عضو قصاص کی تعمیل سے پہلے تلف ہو گیا ہو۔مگر شرط یہ ہے کہ مجرم ارش کا مستوجب بھی ہوگا اور ایسی تعزیر کا مستوجب ہوگا جو اس کے پہنچائے گئے ضرر کی قسم کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

(ج) جبکہ شخص متضرر قصاص معاف کر دے۔یا جرم کا بدل صلح سے تصفیہ کرے۔یا

(د) جبکہ قصاص کا حق اس شخص کو منتقل ہو جائے جو مجرم کے خلاف اس باب کے تحت قصاص کا دعویٰ نہ کر سکتا ہو۔مگر شرط یہ ہے کہ مجرم ارش کا مستوجب ہوگا۔بشرطیکہ مجرم کے علاوہ کوئی ولی ہو۔اور اگر مجرم کے علاوہ کوئی ولی نہ ہو۔تو وہ ایسی تعزیر کا مستوجب ہوگا جو اس کے پہنچائے گئے ضرر کی قسم کیلئے مقرر کی گئی ہے۔

۲:۔اس باب میں موجود کسی امر کے باوجود ضرر کی تمام صورتوں میں عدالت ارش کی ادائیگی کے علاوہ

ا 1991Pcrlj2347-1995Pcrlj851 ۲ 1993SCMR248-1993Pcrlj1518

marfat.com
Marfat.com

ایسے مجرم کو جو سابقہ سزا یاب عادی یا بے باک یا مجرم خطرناک ہو۔ اس کی طرف سے پہنچائے گئے ضرر کی قسم کا لحاظ رکھتے ہوئے تعزیر کا حکم دے سکتی ہے۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔ناقابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔ضرر کی قسم ارش تعزیر۔۔سیشن کورٹ / درجہ اول

تشریحات

دفعہ ہذا کیلئے دیگر قانونی پہلوؤں کا مطالعہ آپ دفعہ 307 میں فرما سکتے ہیں۔ جو قتل اور ضرر کے فرق سے کم و بیش ایک جیسے امور کی وضاحت کرتے ہیں۔ دفعہ ھذا مین جو صورتیں بیان ہوئی ہیں وہ قصاص کے نفاذ کو اس وقت ساقط کرتی ہیں۔ جب عدالت قصاص لینے کے لئے اپنا فیصلہ صادر فرمادے اور قصاص پر عمل درآمد سے پیشتر عدالت درج ذیل امور کا مطالعہ کرے۔ یعنی

وہ صورتیں جو قابل قصاص نہیں: کیا مجرم قصاص کی تعمیل سے پیشتر ہی فوت ہو گیا ہے o مجرم کا مذکورہ عضو جس سے قصاص لینا مقصود ہے۔ تلف ہو گیا یا تلف شدہ ہے۔ لیکن بعض حالتوں میں قصاص بھی وصول کیا گیا اور اضافی حصہ کے لئے تاوان کا مطالبہ بھی کیا گیا۔ مثلاً قصاص صرف جوڑ سے کاٹنے میں ہے۔ ہڈی کو توڑا نہیں جا سکتا تو ایسی صورت میں جوڑ کی حد تک قصاص لیا گیا اور باقی اضافی حصہ کے لئے تاوان کا مطالبہ کیا گیا o قصاص کے ولی یا شخص متضرر معاف کر دے یا صلح کرے اور جہاں ولی موجود ہو اور مجرم ہی وارث ہو تو قصاص نہ لیا جائے گا۔ بلکہ تعزیری سزا کا مستوجب ہو گا o قصاص کے حق کا ایسے شخص کو منتقل ہو جانا جو قتل سے بوجہ وارث قاتل یا مورث کی حیثیت سے قصاص نہ لے سکتا ہو مثلاً خاوند نے اپنی بیوی کو قتل کر دیا اب بیوی کے لڑکے ورثاء مقتول کی حیثیت میں باپ کی بھی اولاد ہیں اور اس کی جائیداد کے وارث ہیں چنانچہ باپ سے اولاد قصاص کا تقاضا نہیں کر سکتی۔ لیکن یاد رکھنے کا عمل تو یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی بوجہ شبہ یا کسی دیگر طریقے سے قصاص کا نفاذ ممکن نہ رہے تو مجرم کو اس جرم سے معاف تصور نہ کیا جائے گا۔ بلکہ ضروری ہو گا کہ قاضی اسے مناسب تعزیر اور ضمان عائد کرے یا صرف تعزیر دے۔ لیکن اسے محض رہا کر دینا قرین انصاف اور مصلحت نہ ہو گا۔

قصاص کی بنیادی شرائط: قصاص لینے کے لے بنیادی شرائط یہ ہیں۔

قاتل قتل کا اقرار کرے یا قتل گواہوں سے ثابت ہو o مقتول کا ورثہ بالغ ہو o مقتول کے تمام ولی قتل کے وقت موجود ہوں o قاتل عاقل اور بالغ ہو o!

---

۱ (الجواہر)

marfat.com
Marfat.com

مندرجہ بالا بنیادی اصول ہی ضرر میں قابل غور ہوں گے۔ اور ایسے حالات میں قصاص نافذ نہیں کیا جا سکے گا۔

قطع نظر ان دفعات کے الحماد یہ میں سولہ ایسی صورتیں بیان کی گئی ہیں جن حالات میں قصاص نافذ نہیں ہوگا۔ جو درج ذیل ہیں۔

اگر باپ لڑکے کو مار ڈالے تو باپ پر قصاص واجب نہیں ٥ لڑکے کی اولاد کو کوئی مار ڈالے تو اس پر قصاص واجب نہیں ٥ ماں اگر اپنے لڑکے کو مار ڈالے تو قصاص نہیں ٥ ماں اپنے لڑکے کی اولاد کو مار ڈالے تو اس پر قصاص نافذ نہیں ٥ اگر کوئی اپنے غلام کو مار ڈالے تو قصاص نہیں لیکن تعزیر ہوگی ٥ اگر کسی ایسے غلام کو مار ڈالے جس کی ملکیت میں وہ خود شریک ہو تو قصاص واجب نہیں۔ لیکن غلام کی قیمت کی حد تک اپنے شریک کا حصہ ادا کرے گا ٥ ام الولد اگر اپنے شوہر کو مار ڈالے اور لڑکا اس کے پیٹ میں موجود ہو تو قصاص یا دیت دونوں واجب نہ ہونگیں ٥ اگر کوئی شخص کسی مست آدمی کو مار ڈالے تو قصاص نہیں لیکن تعزیر واجب ہے۔ لیکن امام ابو یوسفؒ قصاص واجب کرتے ہیں ٥ مقتول کا کوئی وارث نہ وہ تو قصاص کی بجائے دیت ہوگی اور یہ رقم بیت المال میں جمع ہوگی ٥ اگر کوئی شخص کسی نابالغ کا شریک ہو کر قتل کرے تو کیونکہ نابالغ پر قصاص نہیں ہے لہذا اس کے شریک پر بھی قصاص نہیں ہوگا۔ (ہمارے خیال مین اگر اس قول کو تسلیم کر لیا جائے تو بالغ افراد کو قتل کرنے اور اپنے جرم میں نابالغ بچوں کو شامل کرنے کا بہانہ مل جائے گا۔ شریعت واضح ہے کہ قصاص سے صرف نابالغ محفوظ ہے بالغ شخص سے قتل کی سزا قصاص لیا جائے گا)٥ کوئی شخص مجنون کا شریک ہو کر قتل کر ڈالے تو مجنوں اور اس شخص کا قصاص نہیں ہوگا۔ (اس قول میں بھی ہمارے نزدیک صداقت نہیں ہے۔ کیونکہ قصاص سے مجنون تو محفوظ ہے۔ لیکن عقل رکھنے ولا شخص مجنون کی وجہ سے شریک ہو کر مواخذہ سے معاف نہیں کیا جا سکتا)۔ نیز ہر شخص اپنے جرم کا خود مسئول ہے ٥ جب قاتل مقتول کے ورثا کا وارث ہو تو قصاص ساقط ہوگا ٥ لڑکے کے ہاتھوں قتل پر قصاص واجب نہ ہوگا ٥ اگر کوئی شخص کسی عورت۔ غلام یا لڑکے سے جبر از نا کرنا چاہیے اور وہ اس کو مار ڈالیں جبکہ اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو قصاص نافذ نہ ہوگا۔ درج بالا صورتوں کے علاوہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کا مرتکب ہو رہا ہو لیکن دیکھنے والے شخص کی آواز کے باوجود وہ زنا سے باز نہ آئے تو دیکھنے والا شخص بحیثیت رشتہ دار مذکورہ عورت زانیہ محصن کو قتل کر سکتا ہے جس کا قصاص نہ ہوگا۔ اگرچہ کسی پاگل کی طرف سے ہتھیار اٹھانے پر قصاص واجب نہیں۔ سوئی چھبونے سے مار ڈالنے میں قصاص نہیں اگر سوئی زہر آلود نہ ہو۔ کوڑے کی ضربات سے مرجانے پر قصاص نہیں۔ چھوٹی چھری کے بار بار مارنے سے مرجائے تو بھی قصاص نہیں ٥ اگر مقتول کا کوئی وارث مر گیا اور قاتل اس کا وارث ہو گیا تو قصاص ساقط ہوگا ٥ [1] اولاد کے قتل پر اگر بیٹی ان کے نکاح میں ہو تو قصاص نہیں ٥ [2] اگر کوئی باپ دادا کے قتل کے قصاص کا وارث ہو تو قصاص نہیں

---

[1] (قاضی خان) [2] (کتاب الاختیار)

marfat.com

Marfat.com

ہے [1] اگر مقتول کے ورثا میں قاتل کی اولاد ہو تو قصاص نہیں [2] قتل عمد میں دیت قاتل کے مال سے اور قتل خطاء میں دیت ان کے ورثہ کے مال سے دی جائے گی [3] بچوں اور پاگلوں سے قصاص نہیں ہے [4] قتل کے بعد اگر کوئی ملزم قتل ہوگیا تو اس کے مال سے دیت لی جاوے گی [5] یہی احکامات ضرر کیلیے ہیں۔ چنانچہ درج بالا شرعی اور فقہی مسائل پر ضرر کی نسبت سے قاضی مناسب غور کرے گا۔ تعزیر کے نفاذ کیلیے ضروری ہے کہ مقدمہ میں زخم کی نوعیت، ہتھیار کی قسم اور مجرم کا ہتھیار کے استعمال میں رویہ اور اسکی زندگی کے مختلف طبقات پر مرتب ہونے والے اثرات اہمیت رکھتے ہیں [6]

دفعہ ۳۳۷(O) ضرر کی صورت میں ولی (Wali in cause of hurt)

ضرر کی صورت میں ولی

(الف) وہ شخص متضرر ہوگا (مگر شرط یہ ہے کہ اگر شخص متضرر نابالغ یا فاتر العقل ہو تو اس قصاص کا حق اس کا باپ یا دادا خواہ اس کا تعلق اوپر کی کسی حیثیت سے ہو استعمال کرے گا)۔

(ب) شخص متضرر کے ورثا ہوں گے بشرطیکہ موخرالذکر قصاص کی تعمیل سے قبل فوت ہوگیا ہو اور

(ج) شخص متضرر یا شخص متضرر کے ورثا کی عدم موجودگی میں حکومت ہوگی۔

تشریحات

اگرچہ قتل میں ولی ورثا مقتول ہوتے ہیں جبکہ ضرر کی صورت میں سب سے پہلے وہ شخص متضرر خود وارث ہوتا ہے لیکن اس دفعہ میں جو تین صورتیں بیان کی ہیں انکے مطابق شخص متضرر خود اپنے زخموں کا ولی یا وارث نہیں ہوسکتا اگر وہ خود نابالغ یا فاتر العقل ہو کیونکہ کوئی نابالغ یا پاگل شخص اپنے فعل کا خود مسئول نہیں ہے۔ اور نہ ہی قصاص جیسے عمل کیلیے وہ اس قابل تصور کیا جاتا ہے دوسری صورت میں اگر شخص متضرر خود فوت ہوجائے تو بھی وہ شخص ضرر کی سزا کے مستوجب مجرم سے سزا لینے کے قابل نہیں ہوتا البتہ اگر مذکورہ شخص متضرر مذکورہ ضرر کے باعث ہلاک ہوا تو اس پر قتل کے ضمن میں اسکے ورثا خود بخود ولی بن جائیں گے جن پر اطلاق ۳۰۵ کے تحت ہوگا۔ تیسری صورت میں اگر شخص متضرر خود قصاص لینے کی ہمت نہیں رکھتا۔ کیونکہ قتل کا قصاص آسان ہے لیکن ضرر کیلیے مماثلت میں قصاص صرف ماہر آفیسر ہی لے سکتے ہیں چنانچہ اسکی دو صورتیں ہوسکتی ہیں ایک یہ کہ خود شخص متضرر موقع پر آنا نہ چاہے تو اپنا متبادل بھیج سکتا ہے لیکن اگر بلوائے جانے کے باوجود حاضر نہ ہو تو مجاز آفیسر اس قصاص کے لینے کیلیے ولی کا کردار ادا کرسکتا ہے۔ لیکن اس امر میں واضح ثبوت عدم حاضری ریکارڈ میں رکھنا ضروری ہوگا ولی سے متعلق شرائط مذکورہ بالا کے لئے دفعہ ۳۰۵ میں مکمل تفصیلات ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

---

[1] (الحمادیہ) [2] (قاضی خان) [3] (شرح المبسوط) [4] (المحیط) [5] (المحیط) [6] (PLD1999SC49)(1998SCMR1528)

marfat.com
Marfat.com

دفعہ ۳۳۷(P) ضرر کیلئے قصاص کی تعمیل (Execution of qisas for hurt)

ا:۔قصاص کی تعمیل مجمع عام میں کسی مجاز طبی افسر کے ذریعہ ہوگی۔جو مذکورہ تعمیل سے پہلے مجرم کا معائنہ کرے گا اور پوری احتیاط کے ساتھ یہ یقین کرے گا کہ قصاص کی تعمیل سے مجرم کی موت واقع نہ ہوگی ۔نیز یہ شخص متفرر کو اس کی طرف سے پہنچائے گئے ضرر سے زائد نہ ہوگا۔

۲:۔تعمیل کے وقت ولی موجود ہوگا اور اگر ولی یا اس کا نمائندہ عدالت کی طرف سے تاریخ وقت اور مقام کی اطلاع دیئے جانے کے باوجود موجود نہ ہو۔تو عدالت کی طرف سے اس سلسلے میں مجاز کردہ کوئی افسر قصاص کی تعمیل کی اجازت دے گا۔

۳:۔اگر سزایاب مجرم کوئی حاملہ عورت ہو تو عدالت مجاز طبی افسر سے مشورہ کے بعد قصاص کی تعمیل کو بچے کی ولادت کے دو سال تک کے لئے ملتوی کر سکے گی۔اور اس مدت کے دوران وہ عدالت کے اطمینان کی حد تک ضمانت فراہم کرنے پر ضمانت پر رہا کی جاسکے گی یا اگر وہ اس طرح سے رہا نہیں کی جاتی تو اس سے ایسا سلوک کیا جائے گا گویا یہ سزائے محض کی سزایافتہ ہو۔

تشریحات

دفعہ ہذا کو قانون ھذا کے سابقہ دفعہ نمبر 314 کے حوالے سے متبادل دفعہ کے تحت قتل اور ضرر میں فرق کے حوالے سے ملاحظہ کرنا ہوگا۔

ضرر میں قصاص کے اصول: دفعہ ھذا کی ذیلی دفعہ کے ذریعہ طبی افسر کی خدمات اس لئے حاصل کی گئی ہیں کہ قصاص کے لئے بالمثل ہونا نہایت ضروری ہے اور غیر تربیت یافتہ اشخاص قصاص ضرر میں مقابل کے نتائج حاصل نہیں کر سکتے ۔شریعت نے قصاص کی تعمیل کے لیے جو بنیادی اصول بالمثل ٹھہرایا ہے اسی کا تقاضا یہی ہے کہ جسم انسانی کی جراحت کے ماہر سے یہ خدمات حاصل کی جائیں ۔کیونکہ قصاص حاصل کرنا ہی شرط بلکہ قصاص کے بعد ملزم کو مزید نقصان سے محفوظ رکھنا بھی بنیادی ضرورت ہے۔جو بہ نسبت قتل نہ صرف مشکل ہے۔بلکہ بے شمار تکنیکی مسائل کے حوالے سے احتیاط کا متقاضی ہے کیونکہ یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ ملزم کی صحت اس قدر غالب ہے کہ قصاص لینے پر خون کے ضائع ہونے کے متوقع نقصان کو برداشت کر سکے۔چنانچہ فقہا شریعت کے نزدیک قصاص مین تاخیر کر لی جائے گی اگر کوئی عذر مانع ہو مثلاً شدت سردی۔سخت گرمی مین مجرم کے مرجانے کے اندیشے کے بعد باعث قصاص ضرر میں تاخیر ضروری ہوگی

marfat.com
Marfat.com

۔مجرم کے مریض ہونے پر بھی قصاص میں تاخیر ہوگی نیز ضروری ہے کہ مجروح کے زخموں کے تندرست ہونے تک ضرر کا قصاص نہ لیا جائے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ آپ نے فرمایا: لیستانی فی الجراحات سنۃ "(ترجمہ۔ زخموں کے قصاص میں سال بھر تاخیر کرو) کیونکہ زخم کے قصاص میں درحقیقت نتائج کو ملحوظ رکھا جائے۔ اور نتائج وقت کے متقاضی ہیں۔ کیونکہ بسا اوقات ظاہر میں ٹھیک ہو جانے والا زخم سرایت ہو کر جان لیوا بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ امام مالک تاخیر سے قصاص پر یقین رکھتے ہیں لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک جب موجب قصاص ثابت ہو جائے تو اسے التواء میں نہیں ڈالا جا سکتا۔ کیونکہ قصاص موجب اتلاف ہے۔ لہذا عجلت سے کام جائے گا تاکہ فساد سے محفوظ رہا جا سکے۔ لیکن یہ اصول ضرر کے قصاص میں نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک قاضی کو ضرر اور زخم میں اس امر کا یقین کرنا ہوگا اور ماہرین طب سے اس معاملے میں رائے حاصل کر کے کہ زخم یا ضرر سے مزید نقصان کا احتمال تو نہیں۔ چنانچہ اگر رائے میں تاخیر ضروری ہو تو حدیث مبارکہ کے مطابق زیادہ سے زیادہ ایک سال تک انتظار کیا جائے گا۔ کیونکہ زخم کے مندمل ہونے کا بظاہر یقین کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔ قصاص ضرر کے لئے ضروری ہے کہ وہ جوڑ سے لیا جائے یا جائفہ زخم جس کا تعین ممکن ہو لیا جائے۔ نیز اتلاف عضو میں برابر کا قصاص حاصل کیا جائے۔ اور یہ احتیاط ماہر و طب و جراحت ہی کر سکتا ہے۔ جسکے لیے قانون ہذا میں مجاز طبی آفیسر کی تعریف دفعہ 299-C میں کی گئی ہے۔

قصاص کا سر عام لیا جانا شریعت میں بغرض عبرت جائز ہے لیکن اس قانون میں قتل کے قصاص کی دفعہ میں اس کی وضاحت موجود نہ ہے جبکہ قصاص ضرر کی تعمیل کو سر عام حاصل کرنے کا ذکر موجود ہے۔

دفعہ ہذا کی ذیلی (۲) کے مطابق ولی کا تعمیل کے وقت ہونا ضروری ہے۔ ضرر میں ولی کی تعریف یہ ہے ولی شخص متضرر خود ہوگا یا اس کے ورثا اور اگر ورثا موجود نہ ہوں تو حکومت مجاز افسر بطور ولی قصاص کی تکمیل کروائے گا۔ جو بعض شرائط کے تحت تبدیل ہو سکتے ہیں۔ یہ نہایت اہم ہے کہ ضرر کی صورت میں ولی متضرر شخص اگر خود زندہ ہے اور اس قابل ہے کہ قصاص کی تعمیل کے وقت حاضر ہو سکتا ہے تو یہ سب سے بہتر ہے لیکن اگر ایسا کسی صورت میں ممکن نہ ہو تو وہ اپنا نمائندہ بھیجے یا شخص متضرر کے ورثاء قصاص کی تعمیل کے وقت موجود ہوں اگر کوئی بھی حاضر نہ آئے تو حکومت بحیثیت ولی اپنا نمائندہ تعمیل کے لئے مقرر کرے گی جس کی موجودگی میں قصاص پر عملدرآمد ہوگا یاد رکھنے کی تو یہ بات ہے کہ قصاص قتل مین عدالت تمام ورثاء کی موجودگی یا عدم موجودگی کی بھرپور تصدیق کر کے عمل درآمد کروانے کی پابند ہوگی لیکن قصاص ضرر میں عدالت کے حکم کی تعمیل کے لئے زیادہ تگ و دو نہ کرے گی اور اس امر میں صرف اس قدر تصدیق ضروری ہے کہ تعمیل قصاص کے لئے شخص متضرر یا اس کے ورثا کو اطلاع کرا دی گئی ہے۔

ذیلی ضمنی (۳) نہایت اہم اور شریعت کے نہایت واضح فیصلوں کا نچوڑ ہے اور تمام آئمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی حاملہ عورت سے قصاص جان یا قصاص ضرر لینے کے لئے عورت کو قید میں رکھا جائے گا اور بچہ کی پیدائش دودھ پلانے یا نفاس

marfat.com
Marfat.com

کا خون بند ہونے کے بعد اگر بچہ کسی حلال جانور کے دودھ پلا کر رکھا جا سکے تو قصاص لیا جائے گا۔لیکن اس کے لئے زیادہ سے زیادہ التواء دو سال تک گذارنا ہوگا جو مدت شیر خوارگی ہے اور اس دوران اس کی بھرپور احتیاط کرنا ہوگی کہ مذکورہ عورت دوبارہ حاملہ نہ ہو جائے۔لہذا اگر مذکورہ تاخیر نہ کی جائے گی تو بچہ کے پیٹ میں مر جانے کا اندیشہ رہے گا کیونکہ اصول قصاص یہ ہے کسی بے خطاء کو دوسرے ارتکاب جرم میں ہلاک نہیں کیا جا سکتا۔آئمہ کا یہ خیال ہے کہ اگر پیدائش کے عمل کے فوراً بعد قصاص کے طالب نے قصاص حاصل کر لیا اور بچہ ماں سے قصاص کے نتیجہ میں مر گیا تو بچہ کا قصاص اس شخص پر پڑے گا جس نے قصاص لینے میں عجلت سے کام لیا ہے۔اگر پیٹ میں بچہ موجود ہو اور قصاص لیا جائے تو قصاص کے بعد اگر بچہ مردہ نکل آیا تو قصاص لینے والے پر غرہ (جرمانہ) ہوگا اور کفارہ بھی واجب ہوگا۔اگر قصاص لینے والے کو یہ علم نہ ہو کہ عورت حاملہ ہے تو تعمیل قصاص کروانے والے پر تاوان نہ ہوگا۔لہذا یہ عورت کا فرض ہے کہ قصاص سے قبل عدالت یا حکومت کو اپنے حاملہ ہونے کا اعلان کرے جس کی تصدیق ماہر طب سے کروائی جائے جیسا کہ کلام الٰہی میں ارشاد ہے (عورتوں کے لئے ہرگز بہتر نہیں کہ ان کے رحموں میں جو کچھ ہے اُسے چھپائیں اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کا دعوی بھی رکھتی ہوں یاد رہے) کہ عورت کا رحم کے متعلق اعلان واضح اور صریح شہادت کا درجہ رکھے گی اور اس کی مزید تصدیق کی ضرورت نہ رہے گی۔کیونکہ آنحضرت ﷺ نے غامدیہ کے مشہور واقعہ کے معاملے میں عورت کے اس اعلان کو تسلیم کر کے مزید تحقیق نہ کروائی تھی۔نہ ہی ثبوت طلب کیا اور نہ ہی قسم دلوائی۔لیکن اگر طویل عمری کے باعث حیض بند ہو گیا ہو تو پھر عورت کی بات نہ مانی جائے گی۔

نوٹ:۔موجودہ دور میں عورتوں میں مانع حمل ادویات کا استعمال۔اور اپنے آپ کو خالی قرار دینے کی عادت عام ہے۔لہذا آج کے دور میں کسی عورت کے خالی اعلان کی تصدیق بھی قرین مصلحت ہوگی۔

کیونکہ عین ممکن ہے کہ عورت قصاص میں تاخیر کے لئے بہانہ سازی اور جھوٹ کا سہارا لے رہی ہو۔یہاں ذیلی ضمن میں عورت کی ضمانت پر رہائی صرف اسی صورت کی جائے گی اگر عورت کی ضمانت دینے والا عورت کے دوبارہ حاملہ نہ ہونے کی بھی ضمانت دے۔بصورت دیگر عورت کا دوبارہ حاملہ ہونے پر قصاص میں مزید التواء ہوتا رہے گا۔اور انصاف میں تاخیر ذہنی الجھنوں کا باعث ہوں گی۔

تعمیل قصاص کے لئے موسم کی شدت یعنی سخت گرمی سخت سردی۔ملزم کی قوت برداشت اور اس کی صحت کو خاص طور پر مد نظر رکھنا ضروری ہے کیونکہ یہ معاملات قصاص کے لیتے ہوئے منفی نتائج کا باعث بھی بن سکتے ہیں۔ولی کو تعمیل قصاص میں حاضر ہونے کا بنیادی مقصد شریعت میں ایک تو قصاص کے عمل کا مدعی کے سامنے کیا جانا تا کہ اس کے بدلے کے جذبات کو ٹھنڈا کیا جا سکے اور دوسرا اس لئے کہ ممکن ہے کہ ولی۔قصاص کو معاف کرنے پر آمادہ ہو جائے۔یا قصاص کے وقت اگر مجرم حقیقت میں مجرم نہیں تو ولی کا ضمیر ملامت کرے اور وہ اسے قصاص سے آزاد کر دے۔

marfat.com

Marfat.com

دفعہ ۳۳۷(Q) ایک اعضا کیلئے ارش (Arsh for single organs)

ایسے عضو کے اتلاف کا باعث ہونے کے لئے جو انسانی جسم مین ایک ہی ہوتا ہے۔ ارش دیت کی مالیت کے برابر ہوگا۔ تشریح:۔ ناک اور زبان ان اعضاء میں شامل ہیں جو انسانی جسم میں ایک ہی ہوتے ہیں۔

تشریحات

اس دفعہ میں مذکور جسم انسانی میں ان اعضاء کی دیت یا ارش کا تعین کیا گیا ہے جو صرف ایک ہیں اور وہ جسم انسانی میں کل چار ہیں۔ (۱) ناک (۲) زبان (۳) عضو تناسل (۴) ریڑھ کی ہڈی

ناک اگر پورا کاٹ دیا جائے تو قصاص ہے۔ لیکن فقہا۔ کے نزدیک زبان اور عضو تناسل کا قصاص لینا اس لئے ممکن نہیں ہے کہ یہ سکڑنے اور پھیلنے کی استطاعت رکھتے ہیں لیکن بعض فقہا نے ان کے بارے میں بھی تحریر فرمایا ہے کہ اگر یہ اعضاء مکمل کاٹ دیئے جائیں تو ان کا قصاص ممکن ہے۔

ارش کے تعین کے اصول: ارش یا دیت کے نفاذ کا بنیادی اصول یہ ہے۔

اگر کسی عضو کا پورا فائدہ ختم ہو جائے اور مذکورہ عضو جسم میں ایک ہی ہو تو ارش/دیت کی مالیت ہوگی ٥ اگر مذکورہ عضو دو ہوں تو ایک عضو کے زائل ہونے پر نصف دیت ارش ہوگی ٥ اور اسی نسبت سے مذکورہ عضو کی تعداد کے مطابق ارش کا تعین کیا جائے گا۔ اس دفعہ میں بیان اعضاء کے پورے اتلاف کے نتیجہ میں پوری دیت واجب الاداء ہوگی ٥ ایک اور اصول یہ بھی ہوگا کہ اگر کسی عضو کے زائل ہونے سے خوبصورتی زائل ہو جائے تو بھی دیت ارش ہوگی ٥ مثلاً داڑھی اکھیڑ دی جائے تو پوری ڈاڑھی کی دیت ہوگی ٥ لیکن اگر داڑھی مونڈنے کے بعد کچھ نکل آئے اور باقی نہ نکلے تو حکومت عدل کرے گی اور اگر داڑھی سفید نکل آئے تو تب بھی امام ابوحنیفہ کے نزدیک دیت نہ ہوگی۔ لیکن دیگر امامین کے نزدیک حکومت عدل کرے۔ اسی طرح مونچھ مونڈ دی جائے اور دوبارہ نہ نکلے تو عدالت عدل کرے گی ٥ ناک کاٹنے کی پوری دیت ارش ہے اور یہی حکم آدھی ناک کاٹنے پر بھی ہے اور ناک کو سرے سے کاٹنے پر بھی دیت ہے ٥ [2] ایسی ناک کاٹنے سے کہ جس سے سانس نہیں لیا جاتا تھا۔ حکومت صرف خوبصورتی کی بنیاد تک عدل کرے گی کیونکہ ناک کاٹنے سے در حقیقت دو فوائد زائل ہوتے ہیں۔ ایک خوبصورتی اور دوسرا سانس لینا۔ لیکن اگر ناک توڑ دی اور کاٹی نہیں تو حکومت عدل کرے گی ٥ اگر ناک بمعہ نالی یعنی نتھنوں کے کاٹ دیا جائے تو پوری دیت لیکن اگر ایک نتھنا یا دونوں نتھنوں کے مابین رکاوٹ کو کاٹا جائے تو 1/3 دیت واجب ہوگی۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے

---

[1] (فتویٰ قاضی خان) [2] (فتویٰ قاضی خان)

marfat.com
Marfat.com

کہ فی الانف ازا اوغب جد عا الدیتہ (ترجمہ۔ناک کو جب کاٹ کر الگ کردیا جائے تو اس میں پوری دیت ہے) کسی دیگر جگہ کے نقصان اور اس کی دیت کا اندازہ اس طرح کیا جائے گا۔ناک کے تین حصے ہیں۔ایک ناک کی ہڈی دوسرا نتھنوں کی درمیانی دیوار اور تیسرا ناک پر نرم حصہ اور اسی نسبت سے ہی دیت کا تعین ہوگا۔جبکہ ہر حصے کی دیت 1/3 ہوگی ٥ زبان کی بھی پوری دیت ہے۔اگر تھوڑی زبان کٹے اور وہ بات چیت سے محروم ہو جائے ٥ا تو پوری ارش ہے لیکن بعض حروف کے ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو بعض فقہا کا قول ہے کہ دیت حروف پر تقسیم کرلی جائے گی لیکن بعض کا قول ہے کہ اگر اکثر حروف بیان کرنے پر قادر ہے تو حکومت عدل کرے اور اگر اکثر حروف ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو پوری دیت ارش ہوگی۔اسی طرح اگر بچے کی زبان کاٹی جو بات نہیں کرتا تھا تو حکومت عدل کرے۔بصورت دیگر دیت واجب ہوگی۔ہمارے نزدیک زبان کٹنے میں بچے اور بڑے میں فرق نہ رکھا جائے گا۔کیونکہ کسی بچے کو مستقبل کے لئے اس کے بولنے کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ہاں البتہ گونگے آدمی کی زبان کٹنے پر حکومت عدل کرے گی۔ اسی طرح اگر کسی شخص کی زبان کے ذائقے کو ختم کردیا گیا تو عدالت عدل کرے گی جو اس لحاظ سے نصف دیت ہوگی کہ زبان کا اصل مقصد بولنا ہے لہذا ذائقہ کے ختم ہونے کی صورت میں نصف دیت واجب ہوگی ٥ ۲ چاروں آئمہ اس رائے سے متفق ہیں اور یہی رائے حضرت ابوبکرؓ۔حضرت عمرؓ۔حضرت علیؓ،اور حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے جس کی بنیاد آنحضرت ﷺ کی جانب سے لکھا جانے والا عمرو بن حزم کو خط ہے جس میں ارشاد فرمایا کہ وفی اللسان الدیتہ (ترجمہ۔زبان میں پوری دیت ہے) ٥ عضو تناسل کے کاٹنے پر بھی پوری دیت ہے۔لیکن خصی کے عضو تناسل کے لئے حکومت عدل کرے۔خواہ وہ جماع پر قادر ہو یا نہ ہو اور یہی حکم مخنث کے عضو کاٹنے پر ہے ٥ عضو تناسل کے سر ذکر (حشفہ) کے کاٹنے پر بھی پوری دیت ہے۔خصیہ کے کاٹنے پر بھی پوری دیت ہے اگر عضو تناسل اور خصیہ الگ الگ کاٹے گئے تو دو دیت ہوگی ایک خصیہ کاٹنے پر اگر منی کی پیدائش رک جائے تو پوری دیت واجب ہوگی ٥ عورت کے عضو یعنی دونوں سرینوں کے کاٹنے پر دیت اور ہر ایک کے کاٹنے پر آدھی دیت ہے ٥ اگر ریڑھ کی ہڈی اس طرح توڑ دی جائے کہ وہ شخص جماع یا چلنے کے قابل نہ رہے تو پوری دیت ہوگی۔لیکن اگر کسی طریقے سے ہڈی مذکور جڑ جائے تو پھر دیت واجب نہ ہوگی بلکہ دیت کا اندازہ زخم،بدشکل ہونے یا مذکورہ عضو کے مفاد میں کمی آنے سے لگایا جائے گا۔

عدالتی فیصلے: عدالت عظمی نے اس معاملے پر غور کرنے کیلئے اپیل کی اجازت دی کہ آیا کسی مجرم کا اپنی بیوی کا ناک اور کان کاٹ دینے کے نتیجہ میں جرم 337Q میں آئے گا۔یا 336 تعزیرات پاکستان میں کیونکہ ناک اور کان کاٹنے کے نتیجہ میں زخم کی نوعیت مستقل ہے۔جو میڈیکل رپورٹ میں اتلاف صلاحیت عضو قرار دیا گیا ہے۔جسکی تعریف دفعہ

۱ (کتاب الاختیار) ۲ (کتاب الاختیار)

marfat.com

Marfat.com

335 میں بیان کیا گیا ہے جو کہ دفعہ 336 میں قابل مواخذہ سزا ہے۔ چنانچہ ارش کے علاوہ پانچ سال قید بطور تعزیر بنائی گئی۔ دوران سماعت ہی فریقین کے درمیان صلح ہو گئی۔ چنانچہ ارش کی ادائیگی 36 اقساط میں ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور عدم ادائیگی اقساط گرفتار کیا جائے گا۔ کان، سر، ناک کاٹنا مستقل بدشکلی کے ضمن میں آتا ہے۔ اور اس پر ارش دیت کے مقابل کی جاسکتی ہے؟ اور کیا یہ دفعہ 337Q میں اتلاف عضو کے ضمن میں آسکتا ہے٥ ملزم نے اپنی سابقہ بیوی کو زخمی کیا اور اسکی والدہ کو بھی زخمی کیا جس میں سابقہ بیوی کا چہرہ مسخ کر دیا۔ عدالت عظمی نے الزام کی وضاحت کیلئے کہ جرم اور کس دفعہ میں آتا ہے کے معاملے کا تجزیہ کرنے کیلئے اپیل کی اجازت دی٥ کیونکہ زخمی کو زخم مستقل نوعیت کے آئے میڈیکل رپورٹ اتلاف صلاحیت عضو کی تھی۔ جیسا کہ دفعہ 335 میں قرار دیا گیا ہے۔ مگر فریقین صلح پر آمادہ ہوئے۔ اور عدالت نے -/1,50,000 بطور ارش 36 اقساط میں ادا کرنے کا حکم دیا۔ یہ بھی قرار دیا گیا۔ کہ چہرہ مسخ کرنا ناک اور آنکھ وغیرہ کے اتلاف صلاحیت کو دفعہ 337-Q اور دفعہ 333 کے حوالے سے بھی ملاحظہ کرنا ہوگا٥ ملزم نے مدعی کا ناک کا 3/4 حصہ کاٹ دیا تو ضمانت کا مستحق قرار نہ دیا گیا٥ ناک اور کان پر مستقل زخم جو اتلاف صلاحیت عضو ہے۔ زیر دفعہ 336 تعزیرات پاکستان میں قابل سزا ہیں۔ فریقین صلح پر آگئے۔ چنانچہ -/1,50,000 بطور ارش ادا کرنے کا 36 برابر اقساط میں ادا کرنے کا حکم ہوا٥ لیکن یہ زخم (Permanent) مستقل شکل بگاڑنے کے ضمن میں نہ آتے تھے٥ BPC انگلش ڈکشنری کے مطابق مستقل بگاڑ شکل سے مراد ایسا نشان جو انسانی شکل کو بدصورت کر دے۔ بدشکل کرنے سے مراد شکل بگاڑنا، چہرہ مسخ کرنا، جسکے لئے چہرے کو نشان کنندہ کرنا، دھبہ لگانا، ایسا کام وغیرہ کے جس سے خوبصورتی میں بگاڑ یا تبدیلی واقع ہو جائے۔ اور اسطرح چہرہ کے توازن میں فرق آجائے٥ کم وبیش یہ ترجمہ BBC انگلش ڈکشنری اور آکسفورڈ ڈکشنری وغیرہ نے الفاظ کے معمولی ردوبدل سے کیا ہے۔ اور یہ تمام تعریفات دفعہ 335 تعزیرات پاکستان میں اتلاف صلاحیت عضو میں چہرے کے حوالے سے اور دفعہ 320 سابقہ تعزیرات پاکستان میں ضرر شدید کے زمرے میں وضاحت کرتی ہیں٥ ملزم نے مدعی کی ناک کا 3/4 حصہ کاٹ دیا۔ ضمانت مسترد ہوئی٥ عدالت عظمی نے اس معاملے پر غور کرنے کیلئے اپیل کی اجازت دی کہ آیا کسی مجرم کا اپنی بیوی کا ناک اور کان کاٹ دینے کے نتیجہ میں جرم 337Q میں آئے گا۔ یا 336 تعزیرات پاکستان میں کیونکہ ناک اور کان پر کاٹنے کے نتیجہ میں زخم کی نوعیت مستقل ہے۔ جو میڈیکل رپورٹ میں اتلاف صلاحیت عضو قرار دیا گیا ہے اور جو دفعہ 335 میں بیان کیا گیا ہے جو کہ دفعہ 336 میں قابل مواخذہ سزا ہے۔ چنانچہ ارش کے علاوہ پانچ سال قید بطور تعزیر بنائی گئی۔ دوران سماعت ہی

2002Pcrlj28 ؎ (AIR1950AJ13-2002SCMR923) ؎ 2002SCMR923 ؎ LRP2002CR(SC)408 ؎

2001Pcrlj28 ؎ 2002SCMR923 ؎

marfat.com
Marfat.com

فریقین کے درمیان صلح ہوگئی۔ چنانچہ ارش کی ادائیگی 36 اقساط میں ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور عدم ادائیگی اقساط گرفتار کیا جائے گا۔ کان، سر، ناک کاٹنا مستقل بدشکلی کے ضمن میں آتا ہے۔ اور اس پر ارش دیت کے مقابل کی جاسکتی ہے؟ اور کیا یہ دفعہ 337Q میں اتلاف عضو جسم میں آسکتا ہے ۞ جیسا کہ دفعہ 335 میں قرار دیا گیا ہے۔ اگر فریقین صلح پر آمادہ ہوتے۔ اور عدالت نے -/1,50,000 بطور ارش 36 اقساط میں ادا کرنے کا حکم دیا۔ یہ بھی قرار دیا گیا۔ کہ چہرہ مسخ کرنا ناک اور آنکھ وغیرہ کے اتلاف صلاحیت کو دفعہ Q-337 اور دفعہ 333 کے حوالے سے بھی ملاحظہ کرنا ہو گا ۞ اس ضمن میں مزید وضاحت کیلیے دیت کے باب میں دفعہ 323 دیت کی مالیت کے علاوہ دفعہ 330 دیت کا صرف اور دفعہ 331 دیت کی ادائیگی میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

دفعہ ۳۳۷(R) جوڑوں کی صورت میں اعضاء کا ارش (Arsh for organs for pairs)

انسانی جسم میں جوڑوں کی شکل میں پائے جانے والے اعضاء کے اتلاف کے لئے ارش دیت کی مالیت کے برابر ہوگا۔ اور اگر اتلاف مذکورہ اعضاء میں سے کسی ایک کا ہوا ہو۔ تو ارش کی رقم دیت کی آدھی ہوگی۔ مگر شرط یہ ہے کہ جبکہ شخص متفرر کا مذکورہ اعضاء میں سے صرف ایک عضو ہو یا اس کا دوسرا عضو ضائع ہوگیا ہو یا پہلے ہی ناکارہ ہوگیا ہو تو موجود یا کارآمد عضو کے اتلاف کا باعث ہونے کے لئے ارش دیت کی مالیت کے برابر ہوگا۔

تشریح:۔ ہاتھ۔ پیر۔ آنکھ۔ ہونٹ۔ پستان۔ ان اعضاء میں شامل ہیں جو انسانی جسم میں جوڑوں کی شکل میں پائے جاتے ہیں۔

تشریحات

اس دفعہ میں مذکور اعضاء کے علاوہ بھی انسانی جسم میں جوڑوں کی شکل میں اعضاء پائے جاتے ہیں مثلاً کان۔ عورت کے اعضاء تناسل (سرین) آنکھوں کی ابرو۔ وغیرہ جوڑوں کے سلسلے میں آنحضرت ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے عمرو بن حزم کو ایک خط تحریر فرمایا جس میں احکامات بابت قصاص دیت بیان فرماتے ہوئے اس میں ارشاد فرمایا ہے ۞ دو آنکھوں میں دیت ہے ۞ اور ایک آنکھ میں نصف۔ دو ہاتھوں میں دیت ہے ۞ اور ایک ہاتھ میں نصف دیت ۞ الاذن خمسون من الابل (ترجمہ۔ کان کی دیت پچاس اونٹ ہے) وفی اشفقین الدیتہ (ترجمہ۔ دونوں ہونٹوں میں پوری دیت ہے)۔

1 (LRP2002CR(SC)408) 2 (AIR1950AJ13-2002SCMR923)

marfat.com
Marfat.com

دیت کی اس دفعہ میں شرعی اصول یہ ہے کہ دونوں اعضاء کے قطع ہونے کی صورت میں جو کل دیت واجب ہوگی ۞ کو ان دونوں پر تقسیم کیا جائے گا۞ دونوں اعضاء پر پوری دیت واجب ہونے کی دوسری وجہ اس فائدہ کا مفقود ہوتا ہے جو ختم ہو جاتا ہے۞ چنانچہ اگر کسی شخص کو مارنے سے وہ بہرہ ہو گیا تو پوری دیت ہے۞ دونوں کانوں کے کاٹنے پر پوری دیت ہے۞ اور اگر کسی شخص کا کان خشک یا ناقص ہو جائے تو حکومت عدل کرے۞ اور یہی اصول اگر کان کی جلد جلا دی جائے یا اسے بدصورت کر دیا جائے تو بھی حکومت عدل کرے گی۞

قوت سماعت کا امتحان لینے کے لئے غفلت کی حالت میں اچانک آواز دی جائے گی اگر وہ چونک اٹھے تو وہ سن رہا ہے ۞ قاضی ابو حازم نے اسی طرح سے جائزہ لیا۞ ایک عورت عدالت میں بہری بن گئی۔ قاضی صاحب نے توجہ ہٹا کر اپنے کاروبار عدالت میں مصروف ہو گئے۞ اور پھر اچانک عورت کو کہا کہ اپنا ستر تو ڈھک لے اور وہ چونک پڑی جس پر اس کا مکر کھل گیا۞[1] اسی طرح سماعت کے کس قدر نقصان کا اندازہ لگانے کے لیے صحت مند شخص کے سننے کے فاصلے سے کمزور سماعت کے فاصلے سے موازنہ سے اندازہ لگایا جائے گا۞ لیکن آج کے سائنسی دور میں اس امر میں ماہرین سے رائے حاصل کی جاسکتی ہے۔

آنکھوں کا نور زائل ہو جائے تو پوری دیت ہے۞ ایک آنکھ کے لئے آدھی دیت اور کانے آدمی کی دیت بھی آدھی ہے۞ اگر کسی شخص نے دوائی ڈال کر کسی کی بینائی زائل کی تو تاوان کا اس صورت میں ذمہ دار ہوگا۞ اگر ڈالنے والے نے دوائی زبردستی یا اپنی دوائی کی تعریف کر کے ڈالی۞ لیکن اگر دوائی ڈلوانے والا خود کہہ کر دوائی ڈلواتا ہے تو تاوان نہ ہوگا یہ اصول ابن الصباح کی روایت سے اخذ کیا گیا ہے۞[2] دونوں ہونٹوں کی دیت ہے۞ ایک ہونٹ کی نصف اوپر نیچے کے ہونٹ برابر ہیں۞ لیکن بعض فقہا اوپر اور نچلے ہونٹوں کو برابر قرار نہیں دیتے۞ کیونکہ ہونٹوں کے فوائد مختلف ہیں۔ نچلا ہونٹ لعاب روکنے کا کام بھی کرتا ہے جبکہ اوپر والے ہونٹ کے دیگر فوائد سے زیادہ ہے۞ لہذا اوپر والے ہونٹ کی دیت 1/3 اور نچلے ہونٹ کی 2/3 بیان ہوئی ہے۞[3]

ہاتھوں میں پوری دیت ہے۞ ایک ہاتھ کی نصف۞ لیکن داہنے کو بائیں ہاتھ پر کوئی فضیلت نہیں ہے۞ اگر چہ گرفت کی قوت دائیں ہاتھ میں زیادہ ہے۞ انگلیوں کی دیت 1/10 ہے۞ اور تمام انگلیاں دیت میں برابر ہیں۞ اگر چہ قصاص میں برابر نہیں ہیں۞ جس انگلی کے تین جوڑ ہیں۞ ہر جوڑ کی دیت انگلی کا 1/3 ہوگی۞ اور جن انگلیوں کے دو جوڑ ہوں گے ان کی دیت کا نصف 1/2 زائد انگلی کے لئے عدالت عدل کرے۞[4]

کسی شخص کے ہاتھ شل کرنے کی بھی پوری دیت ہے خواہ ہاتھ اوپر کے جوڑ سے انگلی کٹنے کے نتیجے میں شل ہوا ہو۞ نصف

---

[1] (کتاب الفقہ ۶۳۷) [2] (کتاب الفقہ ۶۴۱) [3] (کتاب الاختیار) [4] (الہدایہ)

marfat.com
Marfat.com

کلائی، ہاتھ کاٹنے پر بھی ہاتھ کی دیت واجب ہوگی o جبکہ ہتھیلی سے کلائی تک کی دیت کا تعین حکومت اضافی طور پر کرے گی o انگلی کے سرے اور ناخن کاٹنے پر بھی حکومت عدل کرےo عورت کے پستان اور سر پستان تمام کی دیت ہے ایک پستان کی نصف اور چھوٹی بڑی چھاتی کا ایک ہی حکم ہے o سر پستان کے کٹنے کی بھی دیت پستان کی طرح ہے o [1]

عورت کی سرین دونوں کے کٹنے پر دیت ہے o ایک کی نصف دیت ہے o عورت کے سلسلہ بول و براز یعنی شرم گاہ اور پاخانہ کی ایک کر دی جائے تو دیت ہے o عورت قابل جماع نہ رہی تو پوری دیت ہے o عورت کی شرمگاہ کو اس قدر وسیع کر دیا کہ پیشاب ضبط نہ کر سکے تو پوری دیت ہے o یہی اصول جو ہاتھ میں ہے پاؤں کی دیت میں بھی ہے o ناقص اور کج نقصان زدہ پاؤں کاٹنے میں حکومت عدل کرے o لیکن جولڑکا اُٹھ بیٹھ نہ سکتا ہو یعنی کمزور ہو تو عدالت عدل کرے۔ لیکن ایسا بچہ جو ابھی چلنا پھرنا شروع نہ کرے اس کے پاؤں ضائع کرنے پر دیت واجب ہونی چاہیے کیونکہ کسی بچے کو اس کے مستقبل کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا o

عدالتی فیصلے: سزا میں اضافہ بھی عدالتیں اس بنیاد پر کرتی ہیں کہ ملزم کو سابقہ عدالت نے حالات و واقعات کا مناسب تجزیہ نہ کرتے ہوئے دفعہ R-337 میں سزا سنائی جسے بعد ازاں دفعہ 324 تعزیرات پاکستان کے تحت 1/2 دیت کی ادائیگی ضمانت مبلغ -/5000 کے بدلے میں کرنے کا حکم دیا o [2]

دفعہ ۳۳۷(S) چار چار اعضاء کیلئے ارش (Arsh for the organs in qua-druplicate)

ا:۔ایسے اعضاء کے اتلاف کا باعث ہونے کے لئے جو انسان جسم میں چار چار ہوتے ہیں ارش

(الف) دیت کی ایک چوتھائی کے مساوی ہوگی۔ اگر اتلاف مذکورہ اعضاء میں سے کسی ایک کا ہو۔

(ب) دیت کی نصف مساوی ہوگا۔ اگر اتلاف مذکورہ اعضاء میں سے کسی دو کا ہو۔

(ج) دیت کی تین چوتھائی کے مساوی ہوگا اگر اتلاف مذکورہ اعضاء میں سے کسی میں ہو اور

(د) کل دیت کے مساوی ہوگا۔ اگر اتلاف تمام چاروں اعضاء کا ہو۔

تشریح):۔آنکھوں کے پپوٹے اور پلکیں ایسے اعضاء ہیں جو انسان جسم میں چار چار ہوتے ہیں۔

تشریحات

یہ دفعہ میں مذکور ہے کہ آنکھ کی پلکوں کے اگنے کی جگہ اگر ایک ہو تو دیت 1/4 ہوگی اگر تین جگہیں ہو تو 3/4 اور اگر

---

[1] (فتوی قاضی خان) [2] (1998Pcrlj1009)

marfat.com
Marfat.com

چاروں جگہیں ہوں تو پوری دیت o لیکن شرط یہ ہے کہ وہ دوبارہ نہ آگیں اگر پلکیں اگ آئیں تو دیت نہیں لیکن ضمان ہو گا o پلک آگنے کی جگہ اور پپوٹے کا قطع کرنا دونوں برابر ہیں o چنانچہ پپوٹوں کے قطع کرنے کا وہی حکم ہے جو پلکوں کا اگر وہ دوبارہ نہ اُگیں پپوٹے اور پلکیں آپس میں فوائد مین برابر ہیں جس شخص کی پلکیں یا پپوٹے نہ ہوں تو اس میں عدالت عدل کرے گی اگر ایک شخص پلکوں کے نقصان پہنچانے کا مجرم ہوا اور دوسرا پپوٹوں کے کاٹنے کا مجرم ہو تو جس نے پلکیں کاٹیں اس پر پوری دیت ہوگی اور جس نے پپوٹوں کو نقصان پہنچایا اس پر حکومت عدل کرے گی o پلک آنکھ کا وہ حصہ ہے جو آنکھ کو ڈھانپتا ہے خواہ وہ پردہ بالائی ہو یا زیریں پلکوں یا پپوٹوں کے نقصان پر دیت ہے خواہ وہ شخص نابینا ہی کیوں نہ ہو اگر پلک سکڑ جائے یا خشک ہو جائے تو 1/4 تاوان ہوگا پلک کی جڑ سے مراد وہ جگہ ہے جہاں پر بال اگتے ہیں یعنی دونوں آنکھوں کے کنارے اور ان کی نوکیں۔

دفعہ ۳۳۷۔(T) انگلیوں کے لئے ارش (Arsh for fingers)

i۔ ہاتھ یا پیر کی کسی انگلی کے اتلاف کا باعث ہونے کے لئے ارش دیت کا دسواں حصہ ہوگا۔

ii۔ کسی انگلی کی پور کے تلاف کا باعث ہونے کیلئے ارش دیت کا تیسواں حصہ ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ جب کہ انگوٹھے کی پور کا اتلاف ہو تو ارش دیت کا بیسواں ہوگا۔

تشریحات

امام شافعی امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا اس پر اتفاق ہے کہ ہاتھ کی انگلیوں کے کاٹنے کا ارش پورے ہاتھ کا نصف ہے کیونکہ انگلیوں کے کاٹ دینے سے ہاتھ کے پکڑنے کی صلاحیت جاتی رہتی ہے جو واجب ہونے کا باعث بنی۔ اگر انگلیوں کے ساتھ ہتھیلی بھی کاٹ لی جائے تو بھی عائد ہوگی۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے کہ وفی الیدین الدیتہ وفی احد اھما نصف الدتہ (ترجمہ۔ دونوں ہاتھوں کی دیت ایک پوری دیت ہے) اگر ہاتھ سے بلند کسی جگہ سے کاٹا جائے تو ہاتھ کی ارش کے علاوہ حکومت زائد پر عدل کر کے تاوان عائد کرے گی o یہ بھی پیش نظر رہے۔ کہ لفظ ہاتھ کے اطلاق میں کم از کم حصہ وہ تمام انگلیوں کا مجموعہ ہے اور زیادہ سے زیادہ حصہ مونڈھے تک پوری کلائی ہے o اور یہی اصول ہے اگر کسی ہاتھ میں صرف ایک انگلی ہو تو اس ہاتھ کی دیت کی بجائے صرف اس انگلی کی دیت یعنی 1/10 ارش تاوان ہوگا o آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ وفی کل اصبع عشر من الابل (ترجمہ۔ ہر انگلی کا تاوان دس اونٹ ہیں) اور انگلی کے ہر جوڑ کے عوض تین اونٹ یعنی انگلی کا ایک تہائی یعنی 3/10 تاوان ہوگا o

---

1 (کتاب الاختیار)

marfat.com

Marfat.com

اور انگوٹھے اور پیر کی انگلیوں میں تاوان 2/10 ہوگا اگر کسی شخص کی انگلیاں کمزور یا کام کے قابل نہ ہوں تو ان کے بدلے میں تندرست انگلیوں کا ارش نہ لیا جائے گا اس میں قاضی صوابدیدی ارش یا تاوان لگائے گا o اسی طرح اگر ایک انگلی کاٹی لیکن علاج معالجہ میں ناقص دوا اختیار کرنے کے باعث دوسری انگلی ضائع ہوگئی تو مجرم پر اس ایک انگلی کا ارش ہوگا o اگر ضرب لگنے سے انگلیوں کے ناخن کالے ہوگئے تو اس پر قاضی اپنی صوابدید پر ارش نافذ کرے گا o کیونکہ ناخن کا کالا ہو جانا ایک مرض ہے جس پر اسے صحت مند انگلیوں کے برابر ارش نہیں دی جاسکتی اور ناخنوں میں قصاص نہیں ہے۔ دائیں اور بائیں ہاتھ اور ان کی انگلیوں میں کوئی فرق نہیں ہے o چنانچہ واضح ہوا کہ انگلی کی ارش دیت یعنی 100 اونٹ کا 1/10 اور کسی انگلی کی پور یا جوڑ تک کے حصہ کی دیت 3/10 یا کل دیت کا 1/30 لیکن اگر معاملہ انگوٹھے کی پور کا ہو تو دیت کا 1/20 حصہ ارش ہوگی o

دفعہ ۳۳۷(U) دانتوں کے لیے ارش (Arsh for teeth)

(۱) دانت ماسوائے دودھ کے دانتوں کے اتلاف کا باعث ہونے کیلئے ارش دیت کا بیسواں حصہ ہوگا۔

تشریح:۔ مسوڑھے کے باہر دانت کے حصے کا ضرر دانت کے اتلاف کا باعث شمار ہوگا۔

(۲) بیس یا زیادہ دانتوں کیا اتلاف ہونے کیلئے ارش دیت کی مالیت کے برابر ہوگا۔

(۳) جبکہ کسی دودھ کے دانت کا اتلاف ہو تو ملزم ضمان کا مستوجب ہوگا اور اسے کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لئے دی جاسکے گی جو ایک سال تک ہوسکتی ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ جبکہ دودھ کے دانت کا اتلاف نئے دانت کے نکلنے میں حائل ہو تو ملزم ذیلی دفعہ (۱) میں مصرحہ ارش کا مستوجب ہوگا۔

تشریحات

دانتوں کے ارش کا تعین کرنے سے پیشتر واضح کیا جانا ضروری ہے کہ دانتوں کے سوا جسم انسان میں کسی ہڈی کا قصاص نہیں ہے جیسا کہ قرآن الحکمت میں ارشاد ربانی ہے۔ والسن بالسن (ترجمہ۔ دانت کے بدلے دانت ہے) اور آنحضرت ﷺ کا بھی ارشاد ہے لا قصاص فی العظم (ترجمہ۔ کہ ہڈی میں قصاص نہیں) دانت میں قصاص ہے۔ خواہ اسے توڑا جائے یا اکھیڑا جائے اس دفعہ میں دانت کی دیت کل دیت کا 1/20 حصہ بیان ہوئی ہے o جو کہ حدیث مبارکہ میں بیان کردہ ۵ اونٹ فی دانت کے عین مطابق ہے اور ۲۰ دانتوں پر دیت کاملہ واجب ہوگی o اس طرح اگر کل ۳۲ دانت ٹوٹ جائیں تو کل ۱۶۰ اونٹ یا 3/5 میں ایک دانت کو دوسرے دانت پر فضیلت نہیں دی گئی ہے o

marfat.com
Marfat.com

مثلاً کاٹنے والے دانت کھانے والے اور خوبصورتی والے دانتوں میں کوئی فرق یا امتیاز نہیں رکھا گیا ہے ○ دانت اگر چوٹ لگنے سے ہلنے لگے تو ایک سال تک انتظار کیا جائے گا ○ اگر دانت دوبارہ پختہ ہو جائے تو دیت نہ ہوگی ○ لیکن آئمہ کے نزدیک اگر دانت کسی کمسن بچے کے ہوں تو ایک سال کا انتظار کیا جائے گا۔

لیکن اگر دانت کسی بڑے کا ہوگا تو انتظار نہ کیا جائے گا اور سزا کا نفاذ کیا جائے گا ○ دانت کے دیگر مسائل میں اگر کسی نے کسی شخص کا تھوڑا سا دانت توڑ دیا پھر بقیہ دانت گر پڑا تو قصاص نہیں ہے بلکہ دیت ہے ○ اگر کسی نے مجرم سے اپنے دانت کا قصاص لے لیا ○ اور اس کا دانت دوبارہ نکل آیا تو مجرم کے دانت کی دیت ادا کرنا ہوگی ○ اور اگر آدھا نکلا تو آدھی دیت ادا کرے گا ○ اگر کسی شخص کا تھوڑا سا دانت ٹوٹ گیا اور بقیہ سیاہ یا سرخ ہو گیا تو دیت واجب ہوگی اگر کسی شخص کا دانت نصف یا مثلث یا کچھ حصہ ٹوٹ جائے تو اگر قصاص نہ لیا جا سکتا ہو تو مجرم پر دیت ہے دانت کے قصاص میں مدعی یا مدعا علیہ کے دانتوں کے بڑا چھوٹا ہونے میں کوئی امتیاز نہیں ہے ○ اگر کسی نے دوسرے کا دانت اکھیڑا تو پھر اس کا نصف دانت نکل آیا تو مجرم پر قصاص نہیں آدھے دانت کی دیت ادا کرنا ہوگی ○ اگر مجرم کا دانت عیب دار ہو تو مدعی کی مرضی ہے کہ قصاص لے یا دانت کی دیت لے ○ اگر کسی مجرم کے منہ میں مذکورہ دانت نہیں ہے تو دیت واجب ہوگی ○ اسی طرح زائد دانت اکھیڑ دیا تو بھی قصاص نہیں دیت ہوگی ○ لیکن اگر کسی نے اپنا ہاتھ دوسرے کے منہ سے چھڑانے کے لئے زور سے ہاتھ کھینچا اور اس کا دانت ٹوٹ گیا تو نہ قصاص نہ دیت ○ کیونکہ یہ فعل اس کا خود اختیاری کا فعل ہوگا ○ اگر کسی کے تھپڑ سے کسی کا دانت ٹوٹ گیا تو مجرم پر دانت کا قصاص ہوگا ○ اور تھپڑ کے لئے تعزیر ہوگی ○[1]

ایک روایت میں آیا ہے کہ ان الربیع عمتہ انس بن مالکؓ کسرت ثنیتہ جاریتہ من الا نصار بلطمتہ فامرالبنی صلی االلّٰہ علیہ وسلم بالقصاص (ترجمہ۔ حضرت انس بن مالک کی پھوپھی نے ایک انصاریہ لڑکی کو طمانچہ مارا کہ اس کی کچلی توڑ دی اس پر آنحضرت ﷺ نے قصاص کا حکم دیا) جبڑے کی ہڈی توڑ دینے پر بھی دیت واجب ہوگی ○ کیونکہ یہ ہڈی بھی باعث جمال ہے ○ اگر ایک ہی جبڑا ٹوٹا تو نصف دیت ہو گی ○ (جبڑوں سے مراد وہ ہڈیاں ہیں جن میں دانت جڑے ہوتے ہیں) ○ بعض علماء جبڑے کی ہڈیوں کے تاوان کے بارے میں انکاری ہیں کہ اس امر میں کوئی حدیث بیان نہیں ہوئی ○ اور یہاں پر دوسری ہڈیوں پر قصاس کی گنجائش بھی نہیں ہے ○[2]

لیکن یہ شبہ غلط ہے کیونکہ جبڑے کی دونوں ہڈیوں دیگر جسم کی ہڈیوں سے کئی لحاظ سے فوقیت رکھتی ہیں ○ لہذا اس پر تاوان نافذ ہونا ضروری ہے ○ کیونکہ جبڑے کے تلف ہونے سے دانتوں کا نقصان ہے ○ نیز جبڑے خوبصورتی کا باعث بھی

---

[1] (الہدایہ) [2] (کتاب الفقہ ۶۵۵)

marfat.com
Marfat.com

ہیں ہمارے نزدیک اس تاوان میں کسی دوسرے تاوان کو داخل بھی نہیں کیا جاسکتا حالانکہ بعض فقہا کے نزدیک جبڑے کے تاوان میں دانت کا تاوان شامل ہے لیکن جبڑا اور دانت الگ چیزیں ہیں اور ان کے افعال بھی الگ ہیں اور اس کو ہاتھ پر مماثلت نہیں دی جاسکتی دانت کے معاملے میں عمد اور شبہ عمد ایک ہیں لیکن خطاء میں دیت ہے اس دفعہ کی ذیلی ضمنی نمبر 3 میں دودھ کے دانتوں کے بارے میں الگ وضاحت کی گئی ہے لیکن فقہ کی کتابوں میں دودھ کے دانتوں میں فرق نہیں کیا گیا بلکہ بالغ اور بچے کے دانتوں میں امتیاز کیا گیا ہے دودھ کے دانت ٹوٹ جانے سے دوبارہ نکل آتے ہیں لہذا اس میں سزا ایک سال انتظار کے بعد تجویز ہوگی لیکن دودھ کے دانت ٹوٹنے سے کسی تعزیری سزا میں کوئی امر مانع نہیں ہے جو حکومت عدل پر حکم دے سکتی ہے اور اسی بنیاد پر یہ قانون ہذا کی دفعہ میں مناسب سزا تجویز ہوئی ہے۔

عدالتی فیصلے: میڈیکل بورڈ نے پہلے سرجن کی رائے سے اختلاف کیا۔ جس کی وجہ سے جرم 337/U تعزیرت پاکستان ارش برائے دانت۔ جو دیت کا 1/20 حصہ بنتا ہے۔ دیگر سزا تجویز نہ ہے۔ مزید تفتیش کے سبب ضمانت منظور ہوئی[1] میڈیکل بورڈ نے پہلے سرجن کی رائے سے اختلاف کیا۔ جس کی وجہ سے جرم 337/U تعزیرات پاکستان ارش برائے دانت۔ جو دیت کا 1/20 حصہ بنتا ہے۔ دیگر سزا تجویز نہ ہے۔ مزید تفتیش کے سبب ضمانت منظور ہوئی[2]

دفعہ ۳۳۷(V) بالوں کے سلسلے میں ارش (Arsh for hairs)

ا:۔ جو کوئی

(الف) سر کے داڑھی، مونچھوں، ابرو پلکوں یا جسم کے کسی حصے کے تمام بال جڑ سے اکھاڑ دے تو وہ دیت کے مساوی ارش کا مستوجب ہوگا۔ اور اسے بطور تعزیر کسی بھی قسم کی سزائے قید بھی اتنی مدت کے لئے دی جاسکے گی جو تین سال تک ہوسکتی ہے۔

(ب) ایک ابرو کے بال اکھاڑ دے تو دیت کے نصف کے مساوی ارش کا مستوجب ہوگا۔ اور

(ج) ایک پلک کے بال اکھاڑ دے۔ تو دیت کے ایک چوتھائی کے مساوی ارش کا مستوجب ہوگا۔

۲:۔ جبکہ شخص متضرر کے جسم کے کسی حصہ کے بال کسی ایسے طریقے سے زبردستی الگ کیے جائیں۔ جو ذیلی دفعہ (۱) کے تحت نہ آتا ہو، تو ملزم ضمان کا اور ایک سال تک کی مدت کیلئے کسی بھی سزائے قید کا مستوجب

---

1. (2001Pcrlj1668) (1998SCMR1528) (1996SCMR1845) (1993Pcrlj623)

2. (1996SCMR1845) (2001Pcrlj1668) (1998SCMR1528) (1993Pcrlj623)

marfat.com
Marfat.com

ہوگا۔

تشریحات

بالوں کی ارش کے سلسلے میں بھی واضح اصول یہ ہے کہ اگر کسی عضو کے بال تمام تر اکھیڑ دیے جائیں جس میں منفعت ہو تو اس کی پوری دیت یا ارش ہوگی۔ جیسا کہ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر داڑھی اور سر کے بال کو اس طرح اتار دیا جائے کہ دوبارہ بال نہ نکل سکیں تو ان میں سے ہر ایک پر تاوان واجب ہوگا○ کیونکہ ان بالوں کے نہ ہونے سے خوشنمائی جاتی رہے گی○ لیکن ایسے بالوں کے تاوان کا مطالبہ فوری کرنے کی بجائے ایک سال تک انتظار کرنا ہوگا۔ چنانچہ اگر متضرر اس عرصہ کے دوران مر جائے تو مجرم پر تاوان عائد نہ ہوگا کیونکہ فقہا کے نزدیک یہ امید ہو سکتی ہے اگر وہ شخص زندہ رہتا تو شاید اس کے بال نکل آتے○ بالوں کے معاملے میں عورت مرد چھوٹے بڑے کے لئے یکساں حکم ہے۔ عورت کے سر کے بال اور مرد کی داڑھی کی قدر کا اندازہ اس روایت سے کیا جا سکتا ہے کہ فرشتے یہ ورد کرتے ہیں کہ سبحان من زين الرجال باللحى والنساء بالزوانب (ترجمہ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی اور عورتوں کو زلفوں سے آراستہ کیا) چنانچہ ان کے اتلاف پر ارش واجب ہوگا○[1] مونچھوں کے بال مونڈنے کے لئے عدالت عدل کرے○ چگی داڑھی کے بال مونڈنے کے لئے کوئی تاوان نہیں ہے۔ لیکن عدالت عدل کرے گی کیونکہ چگی داڑھی کا خوشنمائی سے کوئی تعلق نہیں ہے○ لیکن واضح رہے کہ دیت یا ضمان صرف اسی صورت مین واجب الاداء ہوگی اگر بال اگنے کی جگہ کو اس طرح خراب کر دیا جائے کہ وہاں دوبارہ بال نہ نکل سکیں○ اگر بال سفید نکلیں تو بھی دیت عائد نہ ہوگی البتہ تعزیر ہوگی○ امام شافعی امام مالک اور امام احمد کا قول ہے کہ اگر سر کے بال مونڈ دیئے جائیں تو اس جرم کا منصفانہ فیصلہ عدالت کرے○ کیونکہ یہ بال انسانی وجود کی فالتو شے ہیں۔ (لیکن اگر کوئی شخص داڑھی نہ رکھتا ہو تو ایسے لوگ جو اپنے سر یا داڑھی کو خود منڈوا لیتے ہیں○[2] ہمارے نزدیک سر کے بال تو اضافی شے ہو سکتے ہیں۔ لیکن انہیں بھی داڑھی کے بالوں کی طرح کم اہمیت نہ دی جائے گی۔ انکے لیے تاوان نہ ہے۔ البتہ بے عزتی کے حوالے سے تاوان ہو گا) اور تعزیر اسی طرح عورت کی مانند نافذ ہوگی○ سینے، پنڈلی اور کلائی کے بال بھی عام بال ہیں○ لہذا ان میں دیت نہیں۔ لیکن عدالت مناسب فیصلہ کرے گی○ اگر کوئی شخص کسی کی ابرو کو مونڈ دے اور پھر وہ نہ نکلیں تو پوری دیت ہے○ ایک ابرو کی دیت نصف ہے○ اسی طرح پلکوں کی بھی پوری دیت ہے○ اور ایک پلک کی دیت نصف ہے○ گویا ایک آنکھ کی ایک پلک کی دیت کاملہ کی چوتھائی ہے○ داڑھی اور سر کے بال مونڈنے یا اکھاڑنے میں عمد اور خطاء دونوں برابر ہیں اور دیت واجب ہے○ آدھی داڑھی کے مونڈنے پر نصف دیت ہے○ اور آدھی سے کم مونڈنے پر حکومت عدل

---

[1] (کتاب الفقہ ۶۳۸) [2] (کتاب الفقہ)

marfat.com

Marfat.com

کرے گی o لیکن میرے نزدیک داڑھی جس کا تعلق چہرے کی خوبصورتی سے ہے اگر داڑھی کے کسی قدر مونڈنے سے چہرے کی خوبصورتی ختم ہو جائے تو اس پر پوری داڑھی کاٹنے یا مونڈنے کے حکم کا اطلاق ہونا چاہیے o اور اس امر میں مونڈنے پر عدل کرے o جبکہ بال اکھیڑنے پر بال نہ نکلیں تو دیت ہے o خواہ داڑھی کاٹنے پر بھی دیت کامل نافذ کی ہے o چنانچہ اسی اصول پر اگر پوری اور خوبصورتی پیدا کرنے والی داڑھی نہ ہو تو اس کے مونڈنے سے دیت واجب نہ ہوگی۔ لیکن عدالت عدل کرے o[1] داڑھی مونڈنے کے بعد کچھ داڑھی اُگ آئی اور کچھ نہ نکلی تو عدالت عدل کرے o[2] لیکن مونڈنے کے بعد سر کے بال نکل آئے تو مجرم کو صرف تعزیری سزا ہوگی o اور جن بالوں پر دیت کے احکامات واضح نہیں وہ فالتو بال ہیں o لہذا ان کے اتلاف یا مونڈنے پر عدالت عدل کرے گی o اور اس دفعہ کی ضمن نمبر 2 کے تحت قابل سزا ہوں گے۔ واضح رہے کہ بالوں میں قصاص ممکن نہیں ہے۔ جرم ہذا میں علاقہ مجسٹریٹ کی منظور شدہ ضمانت کو ایڈیشنل وڈسٹرکٹ جج نے منسوخ کر دی۔ لیکن عدالت عالیہ نے قرار دیا کہ ملزم پر کوئی قوی الزام برائے ثبوت جرم ثابت نہ ہے۔ لہذا ضمانت منظور کی گئی o[3]

دفعہ ۳۳۷(W) ارش کا ضم ہونا (Merger of arsh)

ا:۔ جبکہ کوئی ملزم ایک سے زیادہ ضرر کا باعث ہوا ہو تو وہ الگ الگ ہر ایک ضرر کے لئے مصرحہ ارش کا مستوجب ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ جبکہ

(الف) کسی عضو کو ضرر پہنچانے کا باعث ہو تو ملزم مذکورہ عضو کے ضرر کا باعث ہونے کے لئے ارش کا مستوجب نہ ہوگا۔

(ب) جہاں اور زخم مل جائیں اور ایک زخم بن جائیں تو ملزم ایک زخم کے لئے ارش کا مستوجب ہوگا۔

تمثیلیں۔ (الف) الف ض کے دائیں ہاتھ کی انگلی کاٹ دیتا ہے اور پھر اس وقت مذکورہ ہاتھ اس کی کلائی کے جوڑ سے کاٹ دیتا ہے۔ ہاتھ اور انگلیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ارش ہے۔ تاہم الف صرف ہاتھ کے لئے مصرحہ ارش کا مستوجب ہوگا۔

(ب) الف ض کی ران کو دو مرتبہ زخمی کرتا ہے۔ دونوں زخم ایک دوسرے کے اتنے قریب ہیں۔ کہ وہ ایک زخم بن گئے ہیں۔ الف صرف ایک زخم کے لیے ارش کا مستوجب ہوگا۔

---

[1] (فتوی قاضی خان) [2] (فتوی قاضی خان) [3] (1994PLR606)

marfat.com

Marfat.com

۲:۔ جبکہ کسی شخص کو ضرر پہنچانے کے بعد، مجرم قتل مستوجب دیت کے ارتکاب کے ذریعے اس کی ہلاکت کا سبب بن جائے، تو ارش مذکورہ دیت میں ضم ہو جائے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ موت مذکورہ ضرر سے پہنچے والے زخم کے مندمل ہونے سے پہلے واقع ہو جائے۔

تشریحات

اس دفعہ میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ اگر کسی ایک عضو پر دو ضرر ہوں تو دونوں ضرر ایک دوسرے میں ضم ہو کر ملزم مذکورہ عضو کے کل کے لئے ارش کا مستوجب ہوگا۔ جز کے لئے ارش کا نفاذ نہ ہوگا o مثلاً ہاتھ پر زخم آئے اور انگلیاں بھی ضرر رساں ہوں۔ تو ہاتھ کا ارش ہوگا o لیکن اگر ہاتھ سلامت رہا اور ہتھیلی اور انگلی پر ضرر آیا تو صرف انگلی کا ارش ہوگا o ہتھیلی کا ارش نہیں ہے o اسی طرح اگر ہاتھ پر ایک یا دو انگلیاں ہوں تو ہاتھ کی ارش کی بجائے ان ایک یا دو انگلیوں کی ارش واجب ہوگی o امام یوسف اور امام محمد سے روایت ایک اصول ہے کہ جو بھی قلیل ہو وہ کثیر میں داخل ہو جائے گا o اور امام ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ انگلیوں یا جوڑوں میں سے جو باقی ہو وہ اصل ہے کیونکہ اس کی دیت مقرر ہے o اور جس کی دیت مقرر نہیں وہ جس کے ساتھ وابستہ ہوگی اسی کی دیت یا ارش نافذ ہوگی o! امام ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ تابع متبوع کے مساوی نہیں ہوتا o لہذا انگلی کے مساوی ہتھیلی نہیں ہو سکتی o اسی اصول پر امام یوسف کے نزدیک کلائی ہاتھ کی تابع ہوگی o ابن ابی لیلیٰ کا قول ہے کہ ان امامین نے یہ اصول آنحضرت ﷺ کی اس حدیث سے اخذ کئے ہیں کہ دو ہاتھوں میں ایک دیت ہے o اور دونوں میں سے کسی ایک ہاتھ میں نصف دیت ہے o اور ہاتھ عبارت ہے انگلیوں کے سروں سے لے کر مونڈھے تک کے ایک مخصوص عضو سے o۲

اب یہ جھگڑا کہ بعض فقہا ہاتھ کو ہتھیلی تک گردانتے ہیں o اور دیگر مونڈھے تک، تو امام ابو یوسف اور ابن ابی لیلیٰ کا قاعدہ یہ ہے کہ ہاتھ میں ہتھیلی سے اوپر جو کچھ ہے وہ تابع ہے o اسی طرح پیر سے اوپر جو کچھ ہے وہ تابع ہے لہذا تابع کی دیت متبوع میں داخل ہوگی۔ جیسے ہتھیلی کی دیت انگلیوں میں داخل ہے۔

اسی طرح زخموں میں مداخل کی یہ صورت ہے کہ اگر جرم کسی عضو پر واقع ہوا ہو۔ وہ دوسرے عضو میں سرایت کر جائے اور دوسرے عضو میں قصاص نہ ہوتا ہو تو پہلے عضو میں بھی قصاص واجب نہ ہوگا o مثلاً اگر کسی شخص کے ہاتھ کی انگلی قطع کر دے اور زخم کے باعث پھر وہ ہتھیلی شل ہو جائے تو ان دونوں میں قصاص واجب نہ ہوگا o اور اس پر ہاتھ کی دیت واجب ہوگی کیونکہ ہتھیلی اور انگلی کے بمنزلہ عضو ایک ہے o اسی طرح اگر انگلی قطع کر دے جس کے بعد باقی ماندہ انگلی شل ہو جائے یا ہتھیلی شل ہو جائے تو ایک ہی حکم ہے o اگر ایک انگلی قطع کرے اور ساتھ ہی دوسری انگلی بھی شل ہو جائے تو امام ابوحنیفہ

---

۱ (بدائع الصنائع ۳۱۷) ۲ (بدائع الصنائع ۳۲۔)

marfat.com
Marfat.com

کے مطابق دونوں میں دیت ہوگی o لیکن امام ابو یوسف اور امام زفر کے نزدیک پہلی میں قصاص اور دوسری میں ارش ہوگا o[1] اسی طرح اگر کوئی شخص عمداً شجہ موضحہ لگائے اور اس کی وجہ سے بینائی جاتی رہے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک قصاص واجب نہ ہوگا o جبکہ دیگر امام اس میں قصاص کا حکم دیتے ہیں o اگر ایک شخص سوئی سے ایک ضرب لگائے اور موضحہ زخم ہو جائے پھر ایک اور ضرب لگائے اور اس کے پہلو میں ایک اور زخم ہو جائے اور پھر دونوں گل سڑ کر ایک ہو جائیں تو یہ دو موضحہ زخم ہیں o ان میں قصاص نہیں o اور یہ قول امام ابوحنیفہ کا ہے o لیکن دیگر آئمہ کے نزدیک دونوں زخم دو الگ شمار نہ ہوں گے اور ایک ہی موضحہ زخم شمار کیا جائے گا o اور اس میں قصاص نہیں دیت ہوگی o[2] اسی طرح اس دفعہ کی ذیلی دفعہ (۲) کے مطابق زخم اور قتل میں زخم کی ارش کی بجائے قتل کا قصاص حاصل کیا جائے گا o کیونکہ کل میں جز شامل ہو کر کل کی سزا واجب ہوگی o جب ملزم نے ایک سے زائد زخم لگانے کا الزام تھا۔ تو اس پر ارش مخصوص زخموں کیلیے بطور سزا واجب ہوگی۔ چنانچہ ہر زخم کیلیے الگ ارش کی سزا نافذ کرنے میں جج کا فیصلہ درست تھا۔ نیز تمام سزاؤں کو اکٹھے جاری کرنے کا حکم دیا گیا o[3] نچلے دھڑ کے مکمل غیر موثر ہو جانے کی صورت میں بطور ارش چار لاکھ روپے کی ادائیگی کا حکم درست طور تعین کر کے سنایا گیا ہے o[4] ملزم نے اپنی سابقہ بیوی کو زخمی کیا اور اسکی والدہ کو بھی زخمی کیا جس میں سابقہ بیوی کا چہرہ مسخ کر دیا۔ عدالت عظمی نے الزام کی وضاحت کیلیے اور کس دفعہ میں آتا ہے کے معاملے کا تجزیہ کرنے کیلئے اپیل کی اجازت دی o[5]

دفعہ ۳۳۷ (X) ارش کی ادائیگی (Paymnet of arsh)

۱:۔ ارش کی ادائیگی کو یکمشت یا ایسی اقساط میں واجب الاداء قرار دیا جاسکے گا جو قطعی فیصلے کی تاریخ سے تین سال کی مدت پر پھیلی ہوئی ہوں۔

۲:۔ جبکہ کوئی سزایاب مجرم ذیلی دفعہ (۱) میں مصرحہ مدت کے اندر ارش یا اس کا کوئی حصہ ادا کرنے میں ناکام رہے، تو سزایاب مجرم کو جیل میں رکھا جائے گا اور اس سے اسی طرح کا سلوک کیا جائے گا۔ گویا اسے قید محض کی سزا دی گئی ہو۔ تاوقتیکہ ارش پوری ادا نہ ہو جائے یا اسے ضمانت پر رہا کیا جاسکے گا اگر وہ ارش کی ادائیگی کے لئے عدالت کے اطمینان کی حد تک ارش کی مالیت کے مساوی ضمانت مہیا کر دے۔

۳:۔ جبکہ کوئی سزایاب مجرم ارش کی یا اس کے کسی حصہ کی ادائیگی سے پہلے مرجائے تو وہ اس کی جائیداد

---

[1] (بدائع الصنائع ۳۰۳) [2] (بدائع الصنائع ۳۰۸) [3] (PLJ1997SC687) [4] (PLJ2001SC389) [5] (2002SCMR923)

marfat.com
Marfat.com

سے وصول کیا جائے گا۔

تشریحات

اس دفعہ میں ارش کی ادائیگی کے لئے دفعہ مذکور کی ضمن (۱) میں صوابدیدی اختیار عدالت کی وضاحت کی گئی ہے۔ جو عدالت ارش کی ادائیگی کیلیے یکمشت یا بالاقساط ادائیگی کے سلسلے میں فیصلہ / حکم مذکور کے تین سال کے اندر کیلیے بذریعہ اقساط تک ہوسکتا ہے۔ تو اس کی ارش کی فوری ادائیگی کا حکم ہوگا۔ اور جن زخموں کا قصاص واجب نہ ہو اور زخم یا جراحت بوجہ غیر ارادی فعل یا نادانستہ بطور خطاء ہو جائے تو ادائیگی یکمشت کی بجائے بالاقساط جو تین سال کے عرصے تک محیط ہو سکتی ہے۔ لیکن تین سال کی مدت کی رعایت دیتے ہوئے عدالت کو مجرم کی مالی حالت کا اندازہ بھی کرنا ہوگا نیز ضمن (۳) کے مطابق اگر مجرم ضمان یا ارش کی ادائیگی کے قابل نہ ہو یا موت ہو جائے۔ تو اسکی جائیداد سے اور اگر اس کی جائیداد سے ارش حاصل نہ کیا جاسکے تو آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق ارش کی ادائیگی بھی زکوٰۃ کے فنڈز سے حکومت ادا کرنے کی پابند ہوگی۔ احناف کے نزدیک دیت کا 1/20 حصہ یا اس سے زیادہ دیت عاقلہ برداشت کرے گی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ماں کے پیٹ میں ضائع ہونے والے بچے کی دیت (غرہ) جو 1/20 ہوتی ہے کی ادائیگی کی ذمہ داری عاقلہ پر ڈالی ہے لیکن اس سے کمتر کو مجرم خود برداشت کرے گا۔ دیت اگر 1/3 سے کم یا 1/3 ہو تو دیت ایک سال میں ادا کی جائے گی اگر اس سے زائد ہو تو اسی نسبت سے دوسرے یا تیسرے سال وصول کی جائے گی کیونکہ ایسا حضرت سیدنا عمرؓ نے فیصلہ فرمایا اور اصحابہ کا اجماع ہے۔[1] اگر ملزم ادائیگی سے انکاری ہو یا ادا نہ کر سکے۔ تو قاضی تعزیری سزا کا نفاذ کرے گا۔ اور اس سزا کو اسی نسبت سے بھی دیا جاسکے گا۔ جس نسبت سے ادائیگی بالاقساط کا حکم دیا جاسکتا ہے۔ اور ملزم کی موت کی صورت میں اسکی جائیداد سے ارش کی وصولی ہوگی۔ لیکن اگر جائیداد نہ ہو تو پھر حکومت زکوٰۃ فنڈز سے ادا کرنے کی پابند ہوگی۔ اس سلسلہ میں مزید وضاحت کیلیے دفعہ 331 قانون ہذا کو ملاحظہ فرمایا جاوے۔

---

1 (بدائع الصنائع)

marfat.com
Marfat.com

دفعہ ۳۳۷(Y) ضمان کی مالیت (Value of Daman)

ا:۔عدالت حسب ذیل کو پیش نظر رکھتے ہوئے ضمان کی مالیت کا تعین کر سکے گی۔

(الف) شخص متضرر کے علاج پر صرف ہونے والے اخراجات

(ب) کسی عضو کی کارکردگی یا صلاحیت کو پہنچنے والے نقصان یا معذوری اور

(ج) شخص متضرر کو پہنچنے والی اذیت کا ہرجانہ

۲:۔ضمان کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں اسے سزایاب مجرم سے وصول کیا جائیگا۔اور تاوقتیکہ ضمان اسکی ذمہ داری کی حد تک پورا ادا نہ کیا جائے سزایاب مجرم کو جیل میں رکھا جاسکے گا اور اس سے اسی طرح کا سلوک کیا جائیگا گویا اسے قید محض کی سزا دی گئی ہے یا اسے ضمانت پر رہا کیا جاسکے گا اگر وہ ضمان کی ادائیگی کے لئے عدالت کے اطمینان کی حد تک ضمان کی مالیت کے مساوی ضمانت مہیا کرے۔

تشریحات

اس ضمن میں دفعہ 323 قانون ہذا مطالعہ فرمایا جاوے۔

دفعہ ۳۳۷(Z) ارش یا ضمان کا صرف (Disbursement of arsh and daman)

ارش یا ضمان شخص متضرر کو یا اگر شخص متضرر فوت ہوجائے تو اس کے وارثوں میں ان کے الگ الگ حصوں کی نسبت سے واجب الادا ہوگا۔

تشریحات

ارش یا ضمان کی ادائیگی بھی دیت کی طرح ہوگی جس کا حقدار زخمی ہونے والا اس طرح ہوگا جس طرح قتل سے بچ جانے والا اور زخمی ہونے والا فوت ہوجائے تو اس کے ورثاء میں بمطابق حق وراثت تقسیم ہوگا۔جبکہ ایسے ضمان یا ارش سے قاتل محروم رہے گا۔اور نہ قاتل کو یا وصی قاتل کو کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔اس سلسلہ کے دیگر عوامل کے جائزہ کیلیے دفعہ 330 دیت کی ادائیگی میں ملاحظہ ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

دفعہ ۳۳۸ اسقاط حمل (Isqat-i-haml)

جو کوئی (کسی عورت کے ایسے حمل کے جس میں ابھی بچے کے اعضاء نہ بنے ہوں) اسقاط کا باعث بنے تو اگر مذکورہ اسقاط عورت کی جان بچانے کی خاطر یا اسے ضروری علاج معالجہ فراہم کرتے ہوئے نیک نیتی سے نہ کیا گیا ہو تو یہ کہا گیا جائے گا کہ اس نے اسقاط حمل کا ارتکاب کیا ہے۔

نوٹ: کوئی عورت جو خود اپنے اسقاط حمل کا باعث ہو اس دفعہ کے مفہوم میں شامل ہے۔

تشریحات

دفعہ ہذا محض اسقاط حمل کی تعریف تک محدود ہے لیکن اس سلسلہ میں قانون میں جو وضاحتیں درکار ہیں ان پر سر حاصل تبصرہ یہاں درج کیا جا رہا ہے۔

"اور اسقاط حمل یہ ہے کہ کسی عورت کے پیٹ میں موجود بچہ حمل کی مدت پوری کرنے سے قبل ضائع کر دیا جائے" قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے۔ قل انما حرم ربی الفواحش ماظهر منها ومابطن ولا اثم[1]

(ترجمہ۔ اے محمد ﷺ کہہ دیجئے میرے پروردگار نے برے کاموں کو جو ظاہر یا باطن میں ہوں اور گناہ کے کام حرام کئے ہیں)۔

جہاں ان آیات میں قتل اولاد، جنین کشی اور اسقاط حمل کی مذمت کی گئی ہے۔ وہاں ان کاموں کو فواحش میں شمار کیا گیا ہے اور فواحش کا تذکرہ قرآن پاک میں زنا، عمل قوم لوط، برہنگی، جھوٹی تہمت اور باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا بیان ہوا ہے اور احادیث میں چوری۔ شراب نوشی اور بھیک مانگنے کو فواحش قرار دیا گیا ہے۔ اجتہادی فکر کے حوالے سے تمام شرمناک افعال بھی فواحش میں شامل ہیں۔ ان تمام فواہش کی سزا کوڑے ہے صرف شادی شدہ کی سزائے زناء میں سزائے رجم ہے۔

اصحابہ کرام کے دور میں اسقاط حمل یا جنین کشی یا قتل اولاد کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کی سزا کے تعین کے لئے ہم فواحش کی سزا سے استدلال کریں۔ اگرچہ اس قانون میں اسقاط حمل کی سزا بیان کر دی ہے لیکن ہماری دانست میں اسقاط حمل کی سزا اگر وہ پیٹ کے اندر ختم کر دیا جائے تو کوڑے ہونے چاہیے جو کم از کم ۴۰ کوڑے ہو کیونکہ شرب کی تعزیر ۴۰ کوڑے ہے اور اسی نسبت سے اسقاط حمل جو زنا کے نتیجے میں یا شادی شدہ جوڑوں میں اولاد کم پیدا کرنے کے لئے ایک انتہائی فحش کوشش ہے۔ لہذا اس کی سزا کو احادیث اور روایات کے مطابق سخت سزا کا مستوجب

---

[1] (انعام۔ ۱۶۱)

marfat.com
Marfat.com

قرار دیا جائے اس سلسلے میں دیگر احکامات شریعت اسقاط جنین کے ابواب میں ملاحظ کئے جا سکتے ہیں جس کے معاملے میں شریعت نے واضح احکامات بیان فرمائے ہیں۔

اسقاط حمل میں درج ذیل اقسام یا جرائم کا احاطہ ہوتا ہے۔

(۱) اسقاط حمل عورت کی رضامندی کے ساتھ (۲) اسقاط حمل خود بذریعہ عورت

(۳) اسقاط حمل بلا رضامندی عورت (۴) اسقاط حمل کے نتیجہ میں عورت کی ہلاکت

(۵) اسقاط حمل اس طرح کرنا کہ بچہ زندہ پیدا نہ ہو یا پیدا ہونے کے بعد مر جائے۔

حمل کی مدت: حمل کی مدت سے مراد وہ عرصہ ہے جس میں عورت حاملہ ہونے کے بعد سے بچہ کی پیدائش تک اپنے پیٹ میں بچے کو پرورش دیتی ہے چنانچہ اسقاط حمل سے مراد رحم مادر سے قبل از وقت پیدائشی بچے کو یا جنین کو نکالنا اسقاط حمل کہلاتا ہے۔ اور جو بچہ ماں کے پیٹ میں بچے کی سی وضع قطع بناتے تو وہ جنین شمار ہوگا۔ اور جنین زمانہ حمل کے چار یا پانچ ماہ گزرنے کے بعد بنتا ہے۔ اس زمانے میں بچہ ماں کے پیٹ مین ہلتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ شریعت میں اسقاط حمل یا جنین ایک ہی قسم کا جرم ہے خواہ وہ عورت خود اسقاط کرے، عورت کی رضامندی یا بلا رضامندی سے ہو اس میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ لیکن اس جرم میں اس وقت تک کوئی مجرم سزایاب نہ ہو سکے گا جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ عورت حاملہ تھی

اسقاط حمل جائیز ہے: صرف ایک صورت میں اسقاط حمل جائز ہے کہ اسقاط حمل ایسی مجبوری کے تحت کیا جائے کہ عورت کی زندگی بچانا مقصود ہو یا بغرض علاج اسقاط ہو جائے یا بصورت دیگر نیک نیتی سے علاج کے دوران اسقاط حمل وقوع پذیر ہو جائے۔

اس دفعہ میں مذکور اسقاط حمل کرنے والا، اسقاط حمل کروانے والا یا کروانے والی عورت یا خود اسقاط کرنے والی عورت مجرم ہوں گے ٥ لیکن اگر عورت کو بتائے بغیر اس کی بے خبری مین یا اس کے علاج معالجہ کے بہانے اس کا اسقاط کر دیا جائے تو عورت بری الذمہ اور اسقاط کروانے والے مورد الزام ٹھہریں گے ٥ چنانچہ کسی بچے کی زندگی کو ضرر پہنچانا کہ بچہ ضائع ہو جائے ٥ اور اس مقصد کے لئے زہر خورانی کی جائے ٥ یا مانع حمل ادویات کا استعمال کروایا جائے یا کسی دائی وغیرہ یا لیڈی ڈاکٹر / ڈاکٹر / طبیب کے ذریعے اسقاط کروایا جائے تو یہ سب اس دفعہ میں مذکور ہوں گے ٥ لیکن اگر اسقاط حمل کی نیت سے کوئی ایسی دوائی پلا دی جس کے نتیجے میں عورت ہلاک ہو گئی تو یہ قتل میں شمار ہوگا ٥ اور اس پر قتل خطاء کا حکم نافذ ہو گا ٥ اسی طرح زمانہ حمل میں کسی عورت کو زدوکوب اور تشدد کرنا بھی اسی جرم کے ضمن میں آئے گا لیکن شرط یہ ہے کہ اس مار پیٹ کے نتیجے میں اسقاط حمل واقع ہو۔

اس دفعہ میں لفظ ماں یا عورت معہ بچہ (with child) سے مراد وہ بچہ ہے۔ جو ماں کے پیٹ کے اندر قرآن الحکمت

marfat.com

Marfat.com

کے مطابق ایک مخصوص عرصہ تک کے لئے ایک مضبوط اور محفوظ جگہ پر زیر پرورش رہتا ہے جہاں حمل سات ماہ سے قبل ضائع کیا جاتا ہے تو ڈاکٹر، نرس یا دائی جنہوں نے اس اسقاط حمل میں مدد پہنچائی صرف اس لحاظ سے ملزم نہ ہوں گے کہ انہوں نے اسقاط حمل بلکہ اس کے لئے ثابت کرنا ضروری ہوگا اسقاط حمل دیدہ دانستہ نیک نیتی کے ساتھ عورت کی زندگی کی حفاظت کرنے کی بجائے محض بچہ ختم کرنے کے لئے کیا ہے ۰ چنانچہ اگر بچہ زندہ پیدا ہوا اور اس سے ماں اور بچے کو کوئی زخم یا نقصان نہ پہنچا تو ڈاکٹر یا نرس وغیرہ اسقاط حمل میں ملزم نہ ہوں گے ۰۱ لیکن جب ملزم نے اسقاط کی نیت سے کوئی غیر نقصان دہ دوائی ہی کیوں نہ کھائی ہو پر اسقاط حمل کے جرم سے اس لئے بری نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کی نیت اسقاط حمل کی تھی۔ چنانچہ مذکورہ ملزم مجرم ٹھہرا ۰۲ اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی عورت کو اسقاط حمل کے لئے مجبور کیا یا اسقاط حمل کی رغبت دلائی خواہ اس وقت عورت حاملہ نہ تھی۔

مذکورہ ملزم ABETMENT میں مجرم ٹھہرایا گیا۔ لیکن اگر کسی شخص نے کسی عورت کو اسقاط حمل شدید درد سے تنگ آنے کی وجہ سے ایسی دوائی کھلائی جس سے اسقاط واقع ہو جائے لیکن اس کی نیت اسقاط کی ہرگز نہ تھی تو عورت اسقاط حمل کی مجرم نہ گردانی جائے گی ۰۳ چنانچہ اس دفعہ کے لئے قانونی عوامل درج ذیل ہوں گے جن کو ثابت کرنا ضروری ہوگا۔

(۱) اسقاط حمل کی نیت	(۲) اسقاط حمل کیا گیا ہو۔
(۳) اسقاط حمل کی کوشش کرنا	(۴) عورت کو اسقاط حمل کے لئے مجبور کرنا

(۵) عورت کا اسقاط حمل کے لئے خود کوشش کرنا۔

شریعت میں اولاد اور جنین کشی سے مراد اولاد پیدا کرنے سے روکنا یا پیدا ہو جائے ۰ پر اسے زندہ درگور کر دینا یا دوران حمل اسے ضائع کروا دینا وغیرہ ہے۔ موجودہ دور میں کثرت اولاد کے باعث مانع حمل ادویات کا استعمال ماں کے پیٹ میں بچے کو ختم کروا دینا۔ یا حمل یا جنین کا ضائع کروا دینا۔ قتل اولاد اور اسقاط حمل یا جنین کشی کی مثالیں ہیں۔ شریعت میں اولاد کو روکنے کے لئے مانع حمل ادویات کا استعمال کرنا یا حمل روکنے کے لئے دیگر ذرائع کا استعمال کرنا بھی قتل اولاد یا جنین کشی کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن الحکمت میں ارشاد ہے۔

ولا تقتلوا اولادكم خشية املاق نحن نرزقهم واياهم ۔ ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن ۰۴

ترجمہ:۔ "اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی ہوئی ہوں۔"

---

۱ (AIR1995MYS27)(1955Pcrlj372) ۲ (AIR1933CAL893) ۳ (AIR1919ALL376) ۴ (انعام ۱۵۲)

marfat.com
Marfat.com

اس آیت مبارکہ میں جہاں ایک طرف حکم دیا گیا ہے کہ اولاد کے قتل کا باعث نہ بنو۔ اس ضمن میں جن عوامل کا تذکرہ کر دیا گیا ہے اور جو امور زیر بحث ہوں گے وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) اولاد کا قتل خواہ پیدا ہونے کے بعد یا دوران حمل یا

(۲) اولاد کا قتل مفلسی اور کم رزق کے بہانے یا

(۳) اولاد کا قتل زیادہ لڑکیوں کے باعث یا

(۴) اولاد کا قتل اپنے گناہوں اور بے شرمی کے کاموں کی وجہ سے یا

(۵) اولاد کا قتل کم اولاد حاصل کرنے کے لئے وغیرہ تمام امور قتل شمار ہوں گے۔

چنانچہ اسلام ایسے معاشی نظام کی نفی کرتا ہے۔ جو مالتھیس نامی ماہر معاشیات نے انیسویں صدی کی ابتداء میں برطانیہ میں پیش کیا۔ جس نظریہ کی بنیاد افلاس ہے جبکہ اسلام کا فلسفہ معاشیات درج ذیل روایات سے ثابت ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں فرقہ خوارج کی عورتوں کی عادت تھی کہ قربت کے وقت استقرار حمل کو روک دیتی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ جب بصرے گئیں تو ان خوارجی عورتوں نے آپ سے ملنے کی خواہش کی آپ نے ملاقات سے انکار کر دیا کہ وہ استقرار حمل کی مخالف تھیں ○[1] حضرت عبداللہ بن عمر سے کسی نے سوال کیا مردوں کی طرف سے عزل (مانع حمل تدبیر) کرنا درست ہے۔ آپ نے فرمایا اُف! کیا ایسا کام کوئی مسلمان کرتا ہے ○[2] علامہ ابن قیم لکھتے ہیں حضرت ابوامامہ سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا میں نے کسی مسلمان کو ایسا کام کرتے نہیں دیکھا ○[3] حضرت انسؓ فرماتے ہیں ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ کیا عزل کرنا درست ہے آپ نے فرمایا جس پانی کے قطرہ سے کسی بچے کا پیدا ہونا مقدر ہو چکا۔ اگر تو اسے پتھر پر بھی گرائے گا تو اللہ تعالیٰ اس قطرہ سے رحم مادر میں بچہ پیدا کر دے گا ○[4] علامہ ابن قیم لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ نے اپنے بعض لڑکوں کو اس وجہ سے سزا دی کہ انہوں نے عزل (مانع حمل طریقہ) پر عمل کیا تھا ○[5] علماء سلف کا فتویٰ ہے کہ عورت کو ایسی دوائی کا استعمال کرنا جو حمل کو روک دے حرام ہے خواہ اس کی اجازت اس کا خاوند ہی کیوں نہ دے۔

دفعہ ۳۳۸(A) اسقاط حمل کی سزا (Punishment for Isqat-i-hamal)

جو کوئی اسقاط حمل کا باعث ہو وہ بطور تعزیر حسب ذیل سزا کا مستوجب ہوگا۔

(الف) کسی بھی قسم کی سزائے قید کا جو تین سال تک کی مدت کے لئے ہو سکتی ہے۔ اگر اسقاط حمل عورت

---

[1] (احیاء العلوم ص ۶۱ ج ۲) [2] (زاد المعاد ص ۱۲۹ جلد ۲) [3] (زاد المعاد ص ۲۲۲ جلد ۲) [4] (مسند احمد) [5] (زاد المعاد ص ۲۲۳ جلد ۲)

marfat.com
Marfat.com

کی رضامندی سے کیا گیا ہو۔ یا

(ب) کسی بھی قسم کی سزائے قید کا جو دس سال تک کی مدت کے لئے ہو سکتی ہے اگر اسقاط حمل عورت کی رضامندی کے خلاف کیا گیا ہو۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر اسقاط حمل کے نتیجہ میں عورت کو کوئی ضرر پہنچے یا وہ مر جائے تو سزایاب مجرم مذکورہ ضرر یا موت کے لئے جیسی بھی صورت ہو مقرر کردہ سزا کا مستوجب ہوگا۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔ناقابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔تین سال اور سزا جو ضرر کی قسم یا موت۔۔سیشن کورٹ / مجسٹریٹ درجہ اول

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔وارنٹ۔۔ناقابل ضمانت۔۔قابل مصالحت۔۔تین سال سے دس سال قید سزا برائے ضرر / نوعیت یا موت اگر واقع ہو جائے

تشریحات

اس سے پیشتر کہ دفعہ مذکورہ میں سزاؤں کی تجویز پر بحث کی جائے ضروری ہے کہ اسقاط حمل اور جنین کشی میں فرق پر بحث کی جائے اگرچہ جنین کشی بھی اسقاط حمل میں شامل ہے اور حمل سے مراد نطفہ کے ٹھہرنے سے بچہ کی پیدائش کا درمیانی عرصہ ہے لیکن اس میں اس لحاظ سے فرق کیا گیا ہے کہ ماں کے پیٹ میں بچہ جب تک ہلنے جلنے نہیں لگتا اسے جنین کا نام نہیں دیا جا سکتا بلکہ وہ محض حمل شمار ہوگا۔ جیسا کہ قرآن الحکمت میں ماں کے پیٹ میں خلق کے مختلف مدارج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

ثم جعلناہ نطفته فی قرار مکین . ثم خلقنا نطفته علقته فخلقنا العلقته مضغته فخلقنا المضغته عظاما .فکسونا العظام لحما ثم انشاء ناہُ خلقاً آخر فتبارک اللہ احسن الخالقین ۝[1]

ترجمہ:۔"پھر پیدا کیا ہم نے اس کو نطفہ سے بیچ جگہ محفوظ میں پھر پیدا کیا ہم نے منی کو لہو جما ہوا۔ پس پیدا کیا ہم نے لہو جمے ہوئے کو بوٹی گوشت کی۔ پس پیدا کیا ہم نے بوٹی کو ہڈیاں۔ پھر پہنا دیا ہم نے ہڈیاں کو گوشت پھر پیدا کیا ہم نے اس کو پیدائش۔ پس بہت برکت والا ہے۔ اللہ بہتر پیدا کرنے والا ہے۔"

ان آیات مبین پر غور کیا جائے تو مختلف مدارج کو واضح طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا حصہ بوٹی کو ہڈیاں بنانے تک اور بعد میں ہڈیوں پر گوشت اور پیدائش کے دور کو دوسرا حصہ قرار دیا جائے تو حمل اور جنین میں فرق معلوم ہو سکتا ہے چنانچہ جب تک حمل جاندار نہ ہو جائے ۔ جنین شمار نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس لحاظ سے اسقاط اور اسقاط جنین کو دو

---

[1] (سورۃ المومنون ۱۳۔۱۴)

marfat.com
Marfat.com

الگ دفعات میں بیان کیا گیا ہے۔ اسقاط حمل میں تعزیر ہے جبکہ اسقاط جنین میں شریعت نے واضح سزا کا تعین کر دیا ہے جو اگلی دفعہ میں بیان ہوگا۔ اس دفعہ میں مذکورہ سزاؤں کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصے میں عورت کی رضامندی سے اسقاط پر سزا تین سال مقرر ہوئی۔ دوسرے حصے میں عورت کی رضامندی کے خلاف اسقاط حمل کی سزا دس سال رکھی گئی اور تیسرے حصے میں اگر اسقاط حمل کے دوران عورت ہلاک ہوگی تو سزا قتل کا نفاذ کیا گیا ہے۔

شرعی نقطہ نظر سے اسقاط حمل کی سزا کو پہلے دو مدارج میں تقسیم کرنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ فعل خواہ رضامندی سے ہو یا بلا رضامندی سے فواحش میں شمار ہوتا ہے اور اس میں اس تقسیم پر رعایت دینا قرین شریعت نہ ہے۔ اس جرم کو ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مذکورہ ادویات یا اسقاط کے لئے کوشش مجرم نے ہی کی ہو۔ اس امر میں محض عورت سے تعلق داری کو جرم کی بنیاد تصور نہ کیا جائے گا۔ اس امر میں بہترین دفاع یہ ہے کہ مذکورہ جرم یا فعل عورت کے علاج یا بھلائی کے تحت تھا اور دانستہ محض اسقاط حمل کے لئے نہ کیا گیا ہو۔

چنانچہ اس جرم کو ثابت کرنے کے لئے درج ذیل اہم نقاط زیر غور ہوں گے۔

(۱) اسقاط حمل کا فعل سرزد ہو۔ (۲) نیک نیتی پر مبنی نہ ہو۔

(۳) عورت کی زندگی بچانے کے لے نہ ہو۔ (۴) عورت کی مرضی / غیر مرضی سے ہو۔

یہ واضح ہونا چاہیے کہ اگرچہ اسقاط حمل کو قتل نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ قتل زندہ آدمی کا ہوتا ہے جو ایک علیحدہ وجود رکھتا ہو جبکہ حمل یا جنین کی حیثیت ماں سے الگ نہیں ہوتی۔ لیکن شریعت نے اسے بھی قتل قرار دیا ہے۔ یہ نہایت اہم ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی عورت کو ایسی زہریلی دوائی کھلائی جس کا مقصد اسقاط حمل تھا اور مذکورہ عورت مر گئی۔ تو ملزم اسقاط حمل میں سزا کے علاوہ قتل کا مجرم بھی ہوگا۔ خواہ اسے اس دوائی کے نتائج کا علم ہی نہ تھا۔ لیکن اس معاملے میں ثابت کرنا ہوگا۔ کہ دوائی مجرم نے ہی کھلائی تھی [۱] اگر کوئی ڈاکٹر یا نرس اس خیال سے اسقاط کا باعث ہوں کہ انہیں یقین ہو کہ اگر یہ اسقاط نہ ہوا تو اس کے نتیجے میں عورت جسمانی یا ذہنی صدمے سے دوچار ہوگی اور وہ اسقاط حمل کر دیتا ہے تو وہ اس فعل کے لئے ہرگز دفعہ ہذا میں مجرم نہ ہوگا۔ حدود اور قصاص کے مقدمات میں شریک جرم کی شہادت قبول نہ کی جائے گی۔ البتہ تعزیری مقدمات میں ایسی شہادات دیگر شہادات سے مطابقت پر قابل قبول ہو سکتی ہے [۲]

---

۱ (1970Pcrlj326) ۲ (SBLR2002Sind204)

marfat.com

Marfat.com

دفعہ ۳۳۸(B) اسقاط جنین (Isqat-i-Janin)

جو کوئی کسی حاملہ عورت کے ایسے جنین کے اسقاط کا باعث ہے جس کے کچھ جوڑ یا اعضاء بن چکے ہوں تو اگر مذکورہ اسقاط عورت کی جان بچانے کی خاطر نیک نیتی سے نہ کیا گیا ہو تو یہ کہا جائے گا کہ اسقاط جنین کا ارتکاب کیا ہے۔

شرح: کوئی عورت جو خود اپنے اسقاط جنین کا باعث ہو اس دفعہ کے مفہوم میں شامل ہے۔

تشریحات

جیسا کہ دفعہ ۳۳۸ (ا) میں مذکور ہے کہ حمل اور جنین میں فرق ہے۔ حضرت امام مالک کے نزدیک بچہ کا اسقاط اسی صورت تسلیم کیا جائے گا جبکہ چوٹ لگنے یا بغیر شرعی وجہ کے خوف و ہراس پیدا کرتے ہوئے ہو لیکن اگر بغرض سرزنش کے طور پر مارنے سے بچہ گر جائے تو اسقاط جنین کی سزا واجب نہ ہوگی۔ جنین کا صحیح وقت دوران حمل چار یا پانچ ماہ بعد کا وہ عرصہ ہے جس میں بچہ مکمل ہونے کے بعد ماں کے پیٹ میں ہلتا جلتا ہے۔ میڈیکل میں جنین کی ایک پہچان یہ بھی ہے۔ کہ اگر ساقط لوتھڑا محض ہو۔ تو اس پر گرم پانی ڈالا جائے گا۔ اگر اس طرح تحلیل نہ ہو تو وہ جنین تصور ہوگا۔ یا بصورت دیگر ماہر دائی یا لیڈی ڈاکٹر سے اس امر میں رپورٹ حاصل کی جائے گی چنانچہ جنین کی دوسری پہچان یہ ہوگی کہ حمل کے اعضاء وغیرہ بن چکے ہوں اور یہ عموماً وہ وقت ہوتا ہے جب ماں کے پیٹ میں بچہ ہلنے جلنے لگتا ہے۔

امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ اگر ماں کے پیٹ میں بچہ کا ہونا ثابت ہو تو اس کی جداگانہ ذمہ داری نہ لی جائے گی۔ کیونکہ ایسا بچہ ماں کے جسم کے ایک جزو کی حیثیت رکھتا ہے لیکن کیونکہ وہ خود زندگی کی صلاحیت رکھتا ہے اور ایسی ہستی ہوتا ہے جو حقوق کا مالک ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کسی بچہ کا مال تلف ہو جائے تو تلف کرنے والا اسکا ذمہ دار ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر ولی اس کے ساتھ کسی کا عقد کردے تو ادائیگی پھر بھی واجب ہو جائے گی۔[1]

اسقاط جنین کو ثابت کرنے کیلئے بھی وہی ضوابط ہوں گے جو اسقاط حمل کیلئے ہوں گے چنانچہ کسی بچے کی زندگی کو ضرر پہنچانا یا کوئی ایسا فعل سرانجام دینا جس سے یہ نیت مذکور ہو کہ اس فعل کے نتیجہ میں بچہ ضائع ہو جائے گا چاہے ایسی نیت ایسے بچے کی پیدائش سے پیشتر ہو یا بعد ازیں ہر دو صورتوں میں مذکورہ جرم قائم ہوگا۔

یہ دفعہ ایسی تمام اقسام جن میں زہر خورانی، تشدد وغیرہ کے ذریعہ جنین کشی عمل میں آئے، پر بھی محیط ہونگے۔ جن کے ذریعہ رحم مادر میں جنین کی جان کو ضرر پہنچایا جائے اس نیت کے ساتھ کہ بچہ ختم ہو جائے یا زندہ پیدا ہوتے ہی مر جائے۔

---

1 (کتاب الفقہ ۵۰۲)

marfat.com
Marfat.com

جبکہ اس فعل کا مقصد نیک نیتی پر مبنی نہ ہو چنانچہ کسی شخص کا زمانہ حمل کے دوران کسی ایسی عورت کو مارنا پیٹنا، زدوکوب کرنا یا دھکا دینا، جس سے ولادت سے پہلے ہی جنین کی ہلاکت واقع ہو جائے اس دفعہ میں مذکور جرم ہوگا۔ اس جرم میں یہ ضروری ہے کہ مجرم کو معلوم ہو کہ اس کے مذکورہ فعل سے عورت کی ہلاکت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ مثلاً الف نے ع (کسی حاملہ عورت) کو اس کے پیٹ میں موجود بچے کے اخراج کے لئے کوئی مانع حمل دوائی دی اگر اس دوائی کے استعمال سے عورت ہلاک ہوگی تو وہ قتل کا مجرم بھی ٹھہرا۔ لیکن اگر عورت زندہ رہی اور اس کے پیٹ کا بچہ مرگیا تو مجرم اس دفعہ کے تحت مجرم قرار پائے گا۔ سابقہ دفعات تعزیرات پاکستان میں مذکورہ بالا جرائم کیلیے دفعات 312 تا 317 میں وضاحت کی گئی ہے۔ جو دفعہ 338-A/B/C میں کم وبیش اسی تعریف کے ساتھ درج ہیں۔

دفعہ ۳۳۸(C) اسقاط جنین کی سزا (Punishment for Isqat-i-Janin)

جو کوئی اسقاط جنین کا باعث ہو۔ تو وہ

(الف) اگر بچہ مردہ پیدا ہوا ہو تو دیت کے بیسویں حصہ کا مستوجب ہوگا۔

(ب) اگر بچہ زندہ پیدا ہوا ہو۔ مگر مجرم کے کسی فعل کے نتیجہ میں مر جائے تو پوری دیت کا مستوجب ہوگا۔ یا

(ج) اگر بچہ زندہ پیدا ہوا ہو لیکن مجرم کے کسی فعل کے نتیجہ کے علاوہ کسی اور طرح سے مر جائے تو بطور تعزیر کسی بھی قسم کی سزائے قید کا اتنی مدت کے لئے مستوجب ہوگا جو سات سال تک ہو سکتی ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر عورت کے رحم میں ایک سے زیادہ جنین ہوں۔ تو مجرم، ہر ایک جنین کے لئے علیحدہ علیحدہ دیت یا تعزیر کا جیسی بھی صورت ہو، مستوجب ہوگا۔

مزید شرط یہ ہے کہ اگر اسقاط جنین کے نتیجہ میں عورت کو کوئی ضرر پہنچے یا وہ مر جائے۔ تو مجرم مذکورہ ضرر یا موت کے لئے جیسی بھی صورت ہو مقرر کردہ سزا کا مستوجب ہوگا۔

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس۔۔ وارنٹ۔۔ نا قابل ضمانت۔۔ قابل مصالحت۔۔ دیت / تعزیر سات سال۔۔ سیشن کورٹ / درجہ اول

تشریحات

سابقہ دفعہ میں ہم نے جنین کی تعریف اور دیگر امور بابت اسقاط جنین پر وضاحت کی ہے۔ موجودہ دفعہ میں ان جرائم کے تحت سزا کی تین صورتیں ہمراہ دیگر شرائط کے بیان کی گئی ہیں۔ جن کی وضاحت آئندہ سطور میں کی جا رہی ہے۔ چنانچہ اس دفعہ کے ضمن الف میں مذکور دیت کا بیسواں حصہ در حقیقت شریعت میں غرہ ہے۔ جو کہ جنین کے ساقط کئے جانے پر واجب ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

غرہ کی تعریف: غرہ کے معنی لغت میں غلام یا باندی کے ہیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ فیہ غرۃ عبد اوامۃ (ترجمہ۔ غرہ میں ایک غلام یا باندی ہے) آپ نے جنین کا غرہ غلام یا باندی یا اس کے مساوی قیمت ۵۰۰ درہم مقرر فرمائی۔

جنین کی دیت: ایک روایت کو حمل بن مالک ابن النالقبہ نے بیان کیا ہے کہ ایک قبیلے میں دو سوکنوں کے درمیان لڑائی میں ایک سوکن نے دوسری کے پیٹ میں خیمے کی چوب ماری جس سے اس عورت کے پیٹ میں موجود بچہ (جنین) ساقط ہو گیا۔ معاملہ آنحضرت ﷺ کے دربار میں پیش ہوا۔ آپ نے فرمایا اس کی غرہ ایک غلام یا لونڈی ہے جس پر اس کے عاقلہ چلائے کہ جو نہ رویا نہ چلایا اور نہ کچھ کھایا نہ پیا اس کا خون تو رائیگاں ہوتا ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے ان کی بات کو رد کرتے ہوئے فرمایا اس نے کاہنوں کی طرح مقفی کلام کیا ہے ۝[1] حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ انہوں نے عورت کے پیٹ میں مردہ بچے سے متعلق لوگوں سے مشورہ لیا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ میری موجودگی میں اس کے قصاص میں ایک غلام یا باندی دینے کا فیصلہ دیا اور اس میں دوسری شہادت محمد بن مسلم نے دی ۝[2]

غرہ کی مقدار کا تعین امام شافعیؒ نے اپنے دور میں چھ سو درہم مقرر کیا ۝ اور یہ واجب دیت کے عشر کا نصف یعنی مردانہ دیت یا دیت کاملہ کا 1/20 حصہ ہے ۝ یہ اس لئے کہ جنین کے زندہ یا مردہ ہونے کا معلوم نہیں ہے ۝ لیکن اگر وہ زندہ ساقط ہوا ۝ اور بعد میں مر جائے تو اس میں کامل دیت ہوگی ۝ اور مارنے والے کی میراث بھی ختم ہوگی اور کفارہ بھی واجب ہوگا ۝ اگر دو جنین ساقط ہوں اور دونوں مردہ ہوں تو ہر دو کا ایک ایک غرہ ہوگا ۝ اگر وہ دونوں زندہ ہوں اور بعد میں مر جائیں تو ان دونوں کی دیت واجب ہوگی ۝ اسی طرح اگر ایک مردہ ساقط ہوا اور دوسرا زندہ ساقط ہوا اور پھر مر جائے ۝ تو ایک میں غرۃ اور دوسری میں دیت واجب ہوگی ۝ اگر ماں مر جائے اور جنین زندہ نکل کر پھر مر جائے تو اس پر ماں کی دیت واجب ہوگی جبکہ جنین کی دیت نہیں ہوگی ۝ اگر جنین مذکر ہوگا تو 1/20 اور اگر لڑکی ہوگی تو مذکر جنین کا نصف یعنی دیت کا 1/40 ہوگا ۝ اور اگر پہچان نہ ہو سکے تو اسے مذکر تصور کیا جائے گا ۝ غرۃ عاقلہ پر واجب ہوگی ۝ اور اس کی ادائیگی فوری ہوگی ۝ لیکن محمد بن حسن کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کی ادائیگی کی معیاد ایک سال مقرر فرمائی ۝[3]

دیگر مسائل: بعض فقہا کے نزدیک جنین میں مذکر اور مونث کا امتیاز نہ کیا جائے گا۔ اور غرہ دیت کا 1/20 ہی ہوگا ۝ جنین کے تاوان کے حقدار اس کے ورثاء ہوں گے ۝ اور ضرب لگانے والا یا اسقاط کا باعث بننے والا شخص وراثت کا مالک

---

1 (بدائع الصنائع ص ۳۲۶ جلد ۷) 2 (متفق علیہ۔ عمدۃ الاحکام بحث جم ۱۴۷) 3 (کتاب الفقہ ۷۰۵)

marfat.com
Marfat.com

نہ ہوگا ٥ (نوٹ: اگر جنین زندہ پیدا ہوا تو مکمل دیت ہے۔ اور قتل انسان کے ضمن میں مذکورہ فعل سرانجام دینے والا وراثت سے محروم ہوگا)۔ اور اگر اسقاط کے نتیجہ میں عورت کو کوئی نقصان پہنچے تو امام ابو یوسف کے مطابق اس نقصان کا الگ تاوان واجب الادا ہوگا ٥ جنین کی دیت یا تاوان کی ادائیگی اسی صورت ہوگی اگر بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آجائے ٥ کیونکہ جب تک ایسا نہ ہو تو وہ بچہ ماں کا حصہ شمار ہوگا ٥ اسی طرح اگر ماں مرجائے اور بچہ پیٹ سے باہر نہ نکلے تو غرہ کا نفاذ نہ ہوگا ٥ عورت کی موت کے سبب دیت کاملہ واجب ہوگی ٥ اگر بچہ زندہ پیدا ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک زندہ رہے اور بعد میں مرجائے تو مجرم پر تاوان نہ ہوگا ٥ اگر زندہ بچہ پیدا ہوا اور بعد میں سخت بے چینی محسوس کرتا رہا اور بعد ازاں مر گیا تو مجرم پر غرہ ہوگا ٥ اس جرم کو ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دعویدار اسقاط کے گواہ پیش کرے ٥ اس امر میں عورتوں میں عورتوں کی گواہی تسلیم کی جائے گی ٥ امام مالک کے نزدیک اسقاط اسی بنیاد پر تسلیم کیا جائے گا ٥ اگر چوٹ لگنے یا بغیر کسی شرعی وجہ کے خوف وہراس پیدا کرنے سے ہوا ہو ٥ لیکن اگر سرزنش کے طور پر مارنے سے بچہ گر جائے تو واجب نہ ہوگا ٥ اگر ماں نے خود اسقاط کرلیا ہو تو اسقاط کا تاوان ماں کے علاوہ اس بچے کے دیگر ورثا کو ملے گا ٥ اگر مجرم نے ماں کے سر پر چوٹ لگائی اور بچہ ساقط ہو گیا تو اسقاط ہو گیا تو ثابت کرنا ہوگا ٥ اس کے لئے دعویدار قسم اٹھائیں کہ اس بچے کی موت مذکورہ جرم سے ہوئی ہے ٥ پیٹ، پیٹھ اور سر پر ضرب رسانی کے نتیجہ مین اسقاط پر مختلف آراء ہیں بعض فقہا کے نزدیک اگر ورثاء قسم کھالیں تو قصاص واجب ہوگا ٥ بعض اس امر میں دیت یا خون بہا واجب قرار دیتے ہیں۔ اگر باپ سے یہ جرم سرزد ہوا ہو تو قصاص نہ ہوگا۔

تاوان ماں کو ادا ہوگا: جنین کے ورثاء دیت میں وراثت کے حوالے سے تاوان وصول کرنے کے حقدار ہوں گے لیکن بعض فقہا کا مسلک یہ ہے کہ تاوان کی حقدار ماں ہی ہوگی۔ اور اس کا حق پر دلیل یہ ہے کہ جب تک پیدا نہ ہو جائے وہ ماں کے جسم کا حصہ ہوتا ہے اور نقصان کی صورت میں تاوان اسی کا حق ہے۔ جس کا مذکورہ شے حصہ ہو۔ لیکن بالغ رائے یہی ہے کہ غرہ کا تاوان وراثت کے حوالے سے تقسیم کیا جائے گا۔ اگر ساقط شدہ بچہ کے ناخن یا بال نہ بھی نکلے ہوں تو بھی اس کا حکم صحیح جنین یا بچہ کا لیا جائے گا ٥!

اگر ایک بچہ مردہ اور ایک بچہ زندہ نکلا اور پھر وہ مر گیا تو مارنے والے پر مردہ بچے کے عوض غرہ اور زندہ بچے کے عوض دیت کاملہ ہوگی ٥ اگر عورت نے اپنے شوہر کی مرضی اور اجازت کے بغیر حمل گرا دیا اور وہ بچہ اس کے پیٹ سے مردہ نکلا تو اس کی عاقلہ پر تاوان ہوگا ٥ لیکن اگر کسی عورت نے بغیر مقصد حمل گرانے کیلئے ساقط حمل دوائی کھالی اور بچہ ساقط ہو گیا تو اس پر کوئی تاوان ہوگا ٥ ایک عورت جس نے خلع لے لیا ہو اور عدت کے زائل کرنے کے لئے حمل گرا دیا ہو تو اس پر غرہ

(الہدایہ)

marfat.com
Marfat.com

واجب ہوگا o جو شوہر کا حق ہوگا o اگر کسی حاملہ عورت کے پیٹ پر چھرا مارا اور اس سے بچے کا ہاتھ کٹ گیا یا ضائع ہو گیا اور وہ زندہ پیدا ہوا تو اس کی نصف دیت عاقلہ پر واجب ہوگی o حمل کے گرانے کا اقدام خواہ غلطی سے ہو یا دیدہ دانستہ دونوں پر ایک ہی حکم ہے o اس کی دیت مجرم کے مال سے ادا کی جائے گی o اگر کسی عورت کے بچہ کی پیدائش نرس یا ڈاکٹر نے ۷ ماہ میں کر دی اور بچہ زندہ رہا اور ماں کو بھی کوئی نقصان نہ ہوا تو بچہ پیدائش کرنے یا کروانے والے ملزم نہ ہوں گے o اگر کسی عورت نے خود ہی دانستہ کوئی ایسی دوائی کھالی کہ اس کو ہونے والا شدید درد ختم ہو سکے لیکن اس کے نتیجہ میں اس کا حمل ضائع ہو گیا تو وہ عورت اسقاط حمل میں مجرم نہ ہوگی o لیکن اگر اس نے درد کی وجہ سے اپنی زندگی کا خاتمہ کرنا چاہا تو وہ عورت خودکشی کی مرتکب ہوئی اسقاط حمل کی نہیں o اگر ملزم نے کوئی ایسی دوائی استعمال کی جو اسقاط حمل کے لئے نقصان دہ نہیں تھی لیکن اسقاط حمل کی نیت ہونے کے باعث مذکورہ اسقاط حمل / جنین کا مجرم ہوگا o اگر کوئی مجرم کسی عورت کو اسقاط حمل پر آمادہ کرتا ہے تو وہ شخص بھی اسقاط حمل میں عورت کو مجبور کرنے کے جرم میں شریک متصور ہوگا o اگر کسی مجرم نے کسی عورت کو زہریلی دوائی دی تاکہ اسقاط حمل ہو سکے اور وہ عورت مرگئی تو مجرم اسقاط حمل کے جرم کی بجائے قتل کا مجرم ٹھہرے گا o لیکن یہاں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ مذکورہ زہریلی مذکورہ مجرم نے ہی کھلائی تھی محض کسی شخص کے مذکورہ عورت سے تعلقات پر مجرم نہ گردانا جائے گا۔

دفعہ ۳۳۸(D) قصاص یا تعزیر کے طور پر دی گئی موت کی سزا کی توثیق

(Confirmation of sentence of death by way of qisas or ta'zir etc.)

قصاص یا تعزیر کے طور پر دی گئی سزائے موت یا ضرر کا باعث ہونے کے لئے دی گئی قصاص کی سزا کی تعمیل نہیں کی جائے گی تاوقتیکہ عدالت عالیہ اس کی توثیق نہ کر دے۔

تشریحات

قانون نے عدالت عالیہ کو دفعہ 374 سے 380 تک ضابطہ فوجداری کے تحت وسیع تر اختیار دیے ہیں جن کی رُو سے عدالت عالیہ ملزمان کو بطور قصاص یا تعزیر میں موت کی سزا دیے جانے کے حوالے سے مقدمہ کا سزا کی توثیق سے پہلے خود جائزہ لے یہاں تک کہ ضرورت ہو تو اصل ریکارڈ مقدمہ منگوائے۔ تاکہ کسی بھی صورت میں انصاف کا خون نہ ہو سکے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ عدالت سیشن سے موت کی سزا سے اس وقت تک عمل درآمد نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک اس سزا کی توثیق عدالت عالیہ سے نہ ہو جائے o[1] جہاں کہیں اپیل کے معاملے میں سزائے موت کی توثیق کا معاملہ عدالت عالیہ

(1989Pcrlj1322 - NLR1990CR480) 1

marfat.com

Marfat.com

میں آئے تو عدالت کو نہایت احتیاط کے ساتھ سارے عوامل کا جائزہ لے کر فیصلہ کرنا ہو گا۔ کیونکہ یہ کسی شخص کی زندگی اور موت کا معاملہ ہوتا ہے۔[1] یہاں تک کہ اگر سزا یافتہ ملزم اپنی اپیل واپس بھی لے لے تب بھی عدالت عالیہ کی ذمہ داری قائم رہتی ہے کہ وہ مقدمہ کے تمام پہلوؤں کے بغور مطالعہ کے بعد سزا کی توثیق کرے۔[2] لیکن اگر صلح ہو جائے تو ایسی صورت میں صلح پر عمل درآمد کے علاوہ دی گئی تعزیری سزا کو دفعہ 382-B ضابطہ فوجداری کے تحت بسر کردہ قید حراست کو ختم کر کے ملزم کو بری کرے۔[3] لیکن جب قتل اور زناء کے مشترکہ مقدمات میں سزائے موت ہوئی ہو تو ایسی صورت میں اس سزا کی توثیق عدالت عالیہ کی بجائے فیڈرل شریعت کورٹ کی ذمہ داری ہے۔[4] اور اگر سزا یافتہ قیدی مفرور ہو تو عدالت اسکی سزا کی توثیق کیلیے اتنی ہی ذمہ دار ہوگی۔ جتنی زیر حراست ملزم کے حوالے سے ہوگی۔[5] یہاں تک کہ اگر دیگر ملزمان کی بریت کے خلاف اپیل زیر سماعت ہو اور مفرور ملزم کی سزائے موت کی توثیق کا مسئلہ بھی زیر تجویز ہو تو عدالت مکمل مقدمہ کی سماعت کے بعد مفرور ملزم کے حق میں بھی بریت کا فیصلہ دے سکتی ہے۔[6] عدالت عالیہ کو دفعہ 374 کے تحت یہ بھی اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی مقدمہ میں اضافی شہادات طلب کرنے یا مقدمہ کی از سر نو سماعت کا حکم جاری کرے۔ اور عدالت ماتحت کو زیر دفعہ 375 ضابطہ فوجداری اپنی کاروائی عمل میں لانے کا حکم دے۔[7] عدالت عالیہ نے دفعہ 374 ضابطہ فوجداری کے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے فریقین کے درمیان غیر قانونی حالات کا تجزیہ کیا۔ اس دوران عدالت اس بات کی مجاز نہ ہے کہ استغاثہ کی غلطیوں کا ازالہ کرے۔[8] مزید تحقیقات سے مراد نئی شہادات لینا نہیں بلکہ موجود شہادات کا از سر نو تجزیہ کر کے انصاف کرنا مراد ہے۔[9] عدالت عظمیٰ نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا کہ عدالت عالیہ کو اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی مقدمہ میں اضافی شہادات طلب کرنے کا حکم دے تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں۔[10] اضافی شہادات لینے کا حکم اس صورت کیا جائے گا۔ جب یا تو اضافی شہادات سماعت ہی نہ کی گئی ہوں۔ یا انہیں کسی صورت روک دیا گیا ہو۔[11] ملزم کو اضافی شہادت پر جرح کرنے یا اسے رد کرنے کا مکمل حق حاصل ہے۔[12] اگر عدالت عالیہ نے ملزم کے نابالغ ہونے والے معاملہ کو دیکھے بغیر سزا کی توثیق کر دی تو ملزم کے سامنے رحم کی اپیل کا دروازہ کھلا ہے جس کے حوالے سے حکومت کو آگاہ کرے کہ وہ وقوعہ کے روز نابالغ تھا۔[13] چنانچہ توثیق کرتے ہوئے عدالت نے واقعات مقدمہ کے حوالے سے جب یہ محسوس کیا کہ قاتل نے ایک ایسی عورت کو قتل کیا

---

[1] AIR1965SC202 [2] KLR1990CR217 [3] (KLR1990CR129-1989Pcrlj1322-NLR1990CR480)
[4] 1993PSC1338 [5] PLD1964Kar344-PLD1966Pesh232 [6] 1989Pcrlj2336 [7] PLD1963Pesh10
[8] 1989Pcrlj21 [9] PLD1963Pesh87 [10] (1971SCMR260-PLD1977Lh1103-PLD1977Lh1109)
[11] PLD1957Lh263-PLR1957WP1015 [12] PLD1949Lh388 [13] 1978SCMR136-NLR178CRC808-) (PLD1978SC386

marfat.com
Marfat.com

جس کے ساتھ اسکے تعلقات تھے لیکن وہ خاندانی عزت کا خطرہ بننے کی وجہ سے قتل کر دیا۔ تو سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیا گیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سزا کی توثیق کرتے ہوئے کیا عدالت عالیہ عدالت سماعت کے اختیار کا جائزہ لے سکتی ہے۔ لہذا اقرار دیا گیا کہ ایسی صورت میں عدالت عالیہ نے محض یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ ملزم کو دی گئی سزا قانون کے تمام ضابطوں کے تحت درست اور مناسب ہے تا کہ اسے قائم رکھا جا سکے ۔ اسی طرح عدالت عالیہ ملزم کی سزا کی توثیق کے علاوہ موت کی سزا کے طریقہ کار کی بھی وضاحت کرے ۔ سزا پر عمل درآمد میں تاخیر اپنی سزا میں کمی کا باعث بن سکتی ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں عدالت کو اختیار حاصل نہیں ہے بلکہ ملزم حکومت کو درخواست دے کر یہ فائدہ حاصل کر سکتا ہے ۔ سزا کی توثیق عدالت عالیہ کے دو جج کریں گے۔ لیکن اگر ہر دو جج صاحبان کسی امر میں مخالفت کریں تو تیسرا جج اس صورت میں شامل ہو کر حتمی فیصلہ دے گا۔

دفعہ ۳۳۸(E) جرائم کو معاف کر دینا یا ان کے بارے میں صلح کر لینا

(Waiver or compounding of offences)

ا۔ اس باب کے احکام کے تابع اور مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۳۴۵ میں شامل کسی امر کے باوجود، اس باب کے تحت تمام جرائم کو معاف کیا جا سکے گا۔ یا ان کے بارے میں صلح کی جا سکے گی اور دفعات ۳۰۹ اور ۳۱۰ احکام کا مناسب تبدیلیوں کے ساتھ، مذکورہ جرائم کے معاف کرنے یا ان کے صلح کرنے پر اطلاق ہوگا۔

مگر شرط یہ ہے کہ جبکہ جرم معاف کر دیا گیا ہو یا اس کے بارے میں صلح کر لی گئی ہو، تو عدالت مقدمہ کے امور واقعہ اور حالات کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی صوابدید پر جرم کی نوعیت کے مطابق مجرم کو بری کر سکے گی یا تعزیر کا حکم دے سکے گی۔

۲۔ وہ تمام امور جو جرم سے دستبرداری یا راضی نامہ کے سلسلے میں ہوں یا دفعہ 310 کے تحت سزا دینے سے متعلق ہوں، چاہے وہ حکم سزا سے پہلے یا بعد، انکا فیصلہ ابتدائی عدالت کرے گی۔

مگر شرط یہ ہے کہ جہاں کسی اپیل کے زیر تجویز ہونے کے دوران میں قصاص یا کوئی دوسری سزا سے

PLD1952Lh560-PLR1950Lh52 ۲ PLJ1975CR237-1976Pcrlj502-1977Pcrlj690-PLJ1977BJ27 ۱

PLD1954Sind141 ۵ PLD1975SC227-PLD1973Lh408-1974SCMR324 ۴ PLD1952Lh560 ۳

marfat.com
Marfat.com

دستبرداری یا رضامندی ہو جائے، تو ایسے معاملات کا فیصلہ عدالت مرافعہ کرے گی۔

تشریحات

قانون ہذا کی اس دفعہ میں بیان کردہ جرائم جو قابل صلح اور معافی ہونگے۔ اور ان کے ہمراہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۳۴۵ میں بیان کردہ قابل صلح جرائم پر صلح کے بعد عدالت کو صوابدیدی اختیار دیا گیا ہے کہ وہ باوجود معافی یا صلح کے مجرم اور جرم کی کیفیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے تعزیری سزا کا نفاذ کرے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ تعزیرات پاکستان کی سابقہ دفعات ۲۹۰ تا ۳۳۷ کو اس قانون قصاص و دیت کے نفاذ کے بعد غیر موثر کر دیا ہے اور ان تمام جرائم کو قابل راضی نامہ قرار دیا گیا ہے بشرطیکہ جن دفعات کے بارے میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ قابل راضی نامہ نہیں۔ قانون ہذا کی موجودہ دفعات شریعت کے عین مطابق ہیں۔ دفعہ ۳۴۵ میں واضح کیا گیا ہے کہ قابل راضی نامہ جرائم کے لئے کن صحاب سے راضی نامہ ہو سکتا ہے۔ اور یہی معاملات اس قانون میں مذکور جرائم کے لئے اس قانون کی دفعہ ۳۰۹ اور ۳۱۰ ن بیان کئے گئے ہیں۔ اس طرح تعزیرات پاکستان کی دفعات اس قانون کے ہمراہ شیڈول کے مطابق قابل راضی مہ ہو جاتی ہیں۔ جن کی تفصیل نئے شیڈول زیر دفعہ 345 ضابطہ فوجداری میں بیان کر دی گئی ہے۔

عدالتی فیصلے: قانون ہذا کی موجودہ ترمیم کے بارے میں عدالت عالیہ لاہور نے اپنے فیصلہ میں عفو اور صلح کے بارے یں قتل اور جرح کے جرائم کیلیے قوانین کو اسلام کی روح کے عین مطابق تیار کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ اور قرار دیا تھا کہ قصاص و دیت کے قانون کو عمل درآمد کیلیے محض دکھلاوا نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ اسکو حقیقی معنوں میں معاشرے پر نافذ کرنا چاہیے۔ مزید تجویز کیا تھا کہ ایسی قانون سازی کی جائے جس کے تحت قانون ہذا قرآن و سنت اور اسلامی قوانین کے مطابق نافذ کیا جا سکے ۰ لے اس سے ملتی جلتی تجویز کو وفاقی شرعی عدالت نے اپنے فیصلہ میں اس طرح بیان کیا کہ اسلام نے صلح اور معافی کے قانون کے ذریعے قتل کے ان مقدمات کو بھی قابل صلح بنا دیا ہے۔ جس میں پہلے قانون کے مطابق ایسا کرنا ممکن نہ تھا۔ لہذا دفعہ 345 کی ترمیم کر کے اس کو اسلامی قانون کے مطابق حقیقی معنوں میں نفاذ ممکن بنایا جائے ۰ ۲ چنانچہ دفعات 299 تا 338 کو اسلامی ضابطے میں ڈھالتے ہوئے قانون ہذا میں صلح اور عفو کی دفعات 309 اور 310 کو دفعہ ہذا 338-E کی موجودگی میں اب قابل صلح اور معافی قرار دیا جا چکا ہے ۰ ۳ اور اس سلسلہ میں دفعہ 345 ضابطہ فوجداری میں ایک نئی دفعہ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ موجودہ تبدیلی کے لیے عدالت نے اپنے فیصلہ میں

لے (PLD1991Lh347) ۲ (NLR1991SD552) ۳ (Criminal Law (amdt) Act-II of 1997 dated 11-04-97)

marfat.com
Marfat.com

جن حوالہ جات کو بنیاد بنایا وہ یہ ہیں ؎!

دفعہ ۳۳۸(F) توضیح (INTERPRETATION)

اس باب کے احکام کی توضیح اور ان کا اطلاق کرتے ہوئے اور ان سے وابستہ یا ان کے ضمن میں آنیوالے امور کی بابت عدالت احکام اسلام سے جس طرح قرآن پاک اور سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے۔ راہنمائی حاصل کرے گی۔

تشریحات

وضاحت بالا کے آنے کے بعد عدالت کو قانون مذکورہ دفعات میں قوانین کے لئے لکیر کا فقیر نہیں رہنے دیا گیا بلکہ عدالت کو یہ اختیار حاصل ہو گیا ہے کہ جس مسئلہ پر قرآن وسنت کے احکامات کی واضح دلیل میسر آجائے یا فقہی معاملات میں اجماع امت موجود ہو۔ ان معاملات میں عدالت ان قوانین شریعتہ کے مطابق اپنی رائے پر فیصلہ صادر کرنے میں مجاز ہوگی اس طرح اس دفعہ کی موجودگی سے اس قانون میں موجود خامیوں یا شرعی معاملات میں غیر واضح تفصیلات نہ ہونے کے اثرات کو یکسر ختم کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں مزید اصول وضوابط اور قواعد بھی وضع کئے گئے ہیں جن سے شریعت کے قوانین کے نفاذ میں ممکنہ رکاوٹ کو آسانی سے ختم کیا جا سکے گا۔

دفعہ۳۳۸(G) قواعد (RULES)

حکومت، اسلامی نظریات کی کونسل کے مشورے سے، سرکاری جریدے میں اعلان کے ذریعے، ایسے قواعد وضع کر سکے گی جو اس باب کے اغراض کی بجا آوری کے لئے ضروری سمجھے۔

دفعہ۳۳۸(H) استثناء (Saving)

(۱) اس باب کے کسی امر کا، ماسوائے دفعات ۳۰۹، ۳۱۰ اور 338-E کے، قانون فوجداری (ترمیم دوم) آرڈی نینس ۱۹۹۰ء (نمبر ۷ مجریہ ۱۹۹۰ء) کے نفاذ سے عین قبل کسی عدالت کے سامنے زیر سماعت مقدمات پر، یا مذکورہ نفاذ سے پیشتر کئے گئے جرائم پر اطلاق نہیں ہوگا۔ اور

(۲) مذکورہ بالا طور پر ترمیم شدہ دفعہ 338-H کے بعد حسب ذیل نیا عنوان شامل کیا جائیگا۔

؎ (NLR1991SD552 - PLD1989SC633 - PLD1990SC1172 - PLD1991SC202)

marfat.com
Marfat.com

باب: 16-A

تعزیرات پاکستان کی دیگر دفعات میں ترامیم

۸۔ دفعہ 459: مخفی مداخلت بے جا بخانہ اور نقب زنی کے دوران ضرب لگانا

(Hurt caused wilest committing, lurking house-trespass or house breaking)

جو کوئی مخفی مداخلت بے جا بخانہ اور نقب زنی کے دوران کسی کو ضرب پہنچانے کا مرتکب ہو یا قتل کرنے کی کوشش کرے یا کسی کو ضرب پہنچانے کی کوشش کرے، وہ عمر قید یا کسی ایک نوعیت کی سزائے قید جو دس سال تک ہو سکتی ہے کا حقدار ہوگا۔ اور اس سزا کو بھی جو کہ قتل یا ضرب پہنچانے یا قتل کرنے کی کوشش کرنے یا ضرب پہنچانے کی کوشش کرنے پر اس کو دے۔ باب ۱۶ میں درج کا مستوجب ہوگا۔

تشریحات

تعزیرات میں دفعہ 459 کی ترمیم کے بعد موجودہ صورت نے دفعہ 459 تعزیرات پاکستان کو قصاص و دیت کے قوانین کے ساتھ مربوط کر دیا ہے۔ اور اسطرح اب دفعہ 459 کو قصاص ودیت کے قوانین کے آئینے میں دوہری سزا کا مستوجب بنایا گیا ہے۔ کیونکہ عموماً مداخلت بے جا مجرمانہ کرنے کے مرتکب افراد کا عمومی رویہ ہوتا ہے کہ وہ بخانہ غیر میں داخل ہوتے وقت اپنے تحفظ اور راز اخفا ہونے کی صورت میں سرزد ہونے والے دیگر جرائم میں اپنی حفاظت کیلئے یا خود کو گھر کے محافظین سے محفوظ رکھنے کیلئے آتشیں اسلحہ وغیرہ ساتھ لے جاتے ہیں۔

لفظ بخانہ کی تعریف میں مکان، خیمہ، کشتی، کار وغیرہ شامل ہیں بخانہ آباد کیلئے ضروری کہ مذکورہ جگہ پر کسی فرد کی رہائش ہو گی۔ خالی پلاٹ خواہ چار دیواری پر ہی مبنی کیوں نہ ہو بخانہ آباد کے زمرے میں نہیں آتے۔ انہیں معاملات کی ایک شکل نقب زنی زیر دفعہ 445 تعزیرات پاکستان اور دفعہ 447 تعزیرات پاکستان 450 تعزیرات پاکستان اپنے مختلف عوامل سے اس قانون کی سزا کے زمرے میں شامل ہونگے۔

علاوہ ازیں مداخلت مجرمانہ کے ارتکاب کا ایک ثبوت نیت کا ہونا ضروری ہے۔ محض فعل کا ارتکاب کافی نہیں ہے اسطرح یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ واقعی اور سب سے اہم نیت جو مداخلت کرنے کی تھی وہ یا تو کوئی جرم کرنے کی تھی یا قابض کو دکھ یا ضرر پہنچانے کی تھی۔ اور یہ کہ مداخلت کرنے والا اگر کوئی حق جتلا رہا ہے تو وہ محض ڈھونگ ہے۔

موجودہ ترمیم سے ایسے مجرم جو مداخلت مجرمانہ بخانہ آباد کے الزام میں سزا یافتہ ہونگے وہ اس جرم کی وجہ سے دیگر جرائم

marfat.com
Marfat.com

کے سرزد ہونے کے نتیجہ میں وہی سزا پائیں گے جو اس جرم سے مذکورہ جرم کی سزا قرار دی گئی ہے۔ اسطرح قتل، ضرب یا ضرر پہنچانے کیلئے قانون قصاص و دیت کے مطابق مذکورہ دفعات میں بھی سزائیں مذکور ہونگیں۔ اور اس جرم کی موجودگی میں دیگر جرائم پر شدت کا سبب ہونگیں۔

عدالتی فیصلے: کیونکہ ایسے جرائم کی بنیاد دیگر ملکیت پر قبضہ، خوف کا سبب بننا، توہین کا ارتکاب کرنا اور رنج اور تکلیف پہنچانا ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہر قبضہ یا مداخلت جو محض قانونی قبضہ کے زمرے میں نہ آتا ہو اور مجرم ارتکاب جرم میں خود قابض ہونے کی حیثیت سے موجود ہو۔ مداخلت بے جا بخانہ کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے ۝[۱] اس طرح اگر چہ کوئی شخص عرصہ دراز سے ناجائز قابض ہی کیوں نہ ہو۔ اسے بھی کسی قانونی ذرائع استعمال کیے بغیر قبضہ سے بے دخل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر چہ وہ قبضہ مستقل قبضہ کے زمرے میں نہیں آتا ۝[۲] البتہ اپنے کسی حق کی بنیاد پر قبضہ رکھنا جائز تصور ہوتا ہے ۝[۳] چنانچہ جب چند نقب زن اپنے کام میں مشغول تھے۔ چوکیدار کے اچانک آ جانے سے ایک نقب زن نے پستول کا فائر کیا۔ جبکہ دیگر دو افراد نے اپنی بندوقوں سے ضربات پہنچائیں۔ چنانچہ پہلا مجرم 459 میں سزا دیا گیا جبکہ دوسرے دو مجرم 460 تعزیرات پاکستان میں سزا ہوئے۔ لیکن کیونکہ زخم معمولی تھے۔ لہذا دس سال تک کی سزا قید با مشقت میں تخویف کرتے ہوئے۔ 5 سال قید با مشقت اور 500 روپے جرمانہ کیا گیا۔ اور جب استغاثہ مدعی کو آئی ہوئی ضربات کو شدید ثابت کرنے میں ناکام ہوا تو سزا میں تخویف ہوئی ۝[۴]

ضمانت: نقب زنی کے جرم میں مدعی کا کوئی جانی یا مالی نقصان ہوا محض مجرم کا شناختی کارڈ موقع سے پایا جانا مزید تحقیق کا متقاضی ہے۔ ضمانت لے لی گئی ۝[۵]

۹۔ دفعہ 460 مخفی مداخلت بخانہ اور نقب زنی بوقت شب میں مشترکہ طور پر شامل اشخاص چاہے ان میں سے ایک ہی شخص قتل اور ضرب کے الزام میں ملوث ہو

(Person jointly concerned in lurking house-trespass or house-breaking by night punishable for qatl or hurt caused by one of them)

اگر مخفی مداخلت بے جا بخانہ بوقت شب یا نقب زنی بوقت شب کا جرم کرتے وقت کوئی شخص جو کہ اس جرم کے کرنے والا ہو۔ کسی شخص کو جان بوجھ کر اس کا باعث ہو یا قتل کرنے کا اقدام کرے یا ضرب پہنچائے تو

---

۱ PLD1959LH495 ۲ PLD1965Kar637 ۳ PLD1965SC640 ۴ 1997Pcrlj646-NLR1995AC813
۵ 1997Pcrlj646-1996PLR225

marfat.com
Marfat.com

ایسے تمام اشخاص جو کہ مخفی مداخلت بے جا بخانہ بوقت شب یا نقب زنی بوقت شب میں شامل ہوں تو سزائے عمر قید یا کسی ایک نوعیت کی سزا جو دس سال تک ہو سکتی ہے ملے گی۔ اور وہ اس سزا کا بھی جو کہ قتل کرنے یا ضرب لگانے کی وجہ سے قتل کا باعث ہونے پر اس کوڈ کے باب ۱۶ میں درج ہے حقدار ہوگا۔

تشریحات

دفعات 459 اور 460 تعزیرات پاکستان میں قانون فوجداری ترمیمی ایکٹ 1997 کے تحت تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ اور انہیں قانون قصاص و دیت کے حوالے سے فعال کر دیا گیا ہے۔ دفعہ ہذا پر صرف اسی صورت میں عمل درآمد ہوگا اگر شہادات سے یہ ثابت ہو جائے کہ نقب زنی اور مداخلت بخانہ بوقت شب ملزم کی نیت ایسا کرنے کی نہ تھی۔ لیکن دوران کاروائی مذکورہ ضرب یا قتل ضرب شدید لگائے جانے کی وجہ سے وقوع پذیر ہوئی۔ چنانچہ کسی ایک فرد کے جرم سے دیگر شریک مجرم بھی سزایاب ہونگے ۔[1]

یہ جرم صرف اس صورت میں قابل مستوجب سزا ہوگا جب استغاثہ یہ ثابت کرے کہ

۱۔ ملزمان کا ارادہ رات کے وقت نقب زنی کا تھا۔

۲۔ اگر چہ وہ نقب زنی کی حالت میں نہ تھے۔

۳۔ وقوعہ سے قبل ہی لوگوں کی مداخلت سے ملزمان اپنے ارادے میں ناکام ہوگئے۔

۴۔ اور مداخلت کے نتیجہ میں کسی دیگر شخص کی ہلاکت یا ضرر کا سبب بن گئے۔

دفعہ 459 اور دفعہ 460 تعزیرات پاکستان میں فرق یہ ہے کہ دفعہ 459 میں ضمن میں جرم کے ارتکاب کی حالت میں ثابت ہونا ضروری ہے جبکہ 460 میں مذکورہ حالت میں پہنچنا ضروری نہیں۔ بلکہ ارتکاب قصاص و دیت کے حوالے سے قانون ہذا میں جو تبدیلیاں واقع تھیں۔ انکے نتیجہ میں قانون کی دفعہ ھذا اب اپنے جرم کی اصل نوعیت کے علاوہ نتائج بھی احاطہ کرتی ہے۔ مثلاً کسی بخانہ آباد گھر میں چوری کرنا دفعہ 459 تعزیرات پاکستان میں جرم ہے۔ لیکن جرم کے دوران سرزد ہونے والے دیگر جرائم، جن میں قتل، ضرر و غیرہ ممکن ہو سکتے ہیں۔ اب موجودہ دفعہ میں احاطہ کیے گئے ہیں۔

اب قانون ہذا میں دیگر سرزد ہونے والے جرائم کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔ جب کوئی مجرم نقب زنی کے دوران کسی دیگر شخص کی مداخلت سے پریشان ہو کر راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو لیکن مداخلت کے ڈر سے فائر کرے اور بھاگ جائے۔ فائر کے نتیجہ میں قتل یا ضرب لگنے کی صورت میں دفعہ 459 تعزیرات پاکستان میں سزائے نقب زنی اور مذکورہ قتل یا ضرب کی سزا میں شامل کیا جائے گا۔

---

1. (PLR1964DC105)

marfat.com

Marfat.com

۵۔ تو ہر شریک جرم کو قابل سزا تصور کیا جائے گا۔ (اگر چہ نقب زنی کے علاوہ کسی دیگر جرم کے ارتکاب کی نیت نہ تھی) ۱۹ لیکن جب جس گھر میں نقب زنی کرنا مقصود تھی کے باہر ہی لوگوں کے گھیرے میں آنے کے نتیجہ میں ایک مسلح شخص نے فائر کیا جسکے نتیجہ میں چار اشخاص زخمی ہو گئے۔ ایک مر گیا ایسی صورت میں دفعہ 460 تعزیرات پاکستان میں جرم سرزد ہونا قرار نہ پایا ۲۰ جب کسی ایک جرم میں دو مختلف آراء سامنے ہوں تو جس سے مجرم کو فائدہ ہو گا وہ اختیار کیا جائے گا۔ یہ قانون کا سنہری اصول ہے ۳۰ جب تک کسی ملزم پر کوئی مخصوص الزام عائد نہ ہو۔ شناخت پریڈ کی کوئی اہمیت نہیں ہے ۴۰ ماورائے عدالت شہادت کو دیگر شہادات کی معاون شہادت تصور کیا جا سکتا ہے لیکن ایسی شہادت کو سزا کی وجہ قرار نہیں دیا جا سکتا ۵۰

۱۰۔ دفعہ 511: عمر قید یا اس سے کم قابل سزا جرائم کے اقدام کی سزا

Punishment for attempting to commit offences with imprisonment for life or for shorter terms.

جو شخص کسی ایسے جرم کے ارتکاب کا اقدام کرے جسکی پاداش میں اس مجموعہ کی رو سے سزائے عمر قید یا قید مقرر ہے۔ جو ایسے جرم کے ارتکاب کے باعث ہونے کے اقدام میں کوئی ایسا فعل کرے جو جرم مذکور کے ارتکاب میں مستوجب سزا ہو تو ایسی صورت میں کہ اس مجموعہ میں ایسے اقدام کی کوئی خاص معین سزا نہ پائی جائے۔ اس شخص کو عمر قید کی سزا یا کسی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی۔ جو جرم مذکورہ کیلیے معین ہو اور اس عمر قید یا قید کی معیاد اس معیاد کے نصف تک ہو سکتی ہے۔ جو جرم مذکورہ کیلیے بڑی سے بڑی معین ہے۔ یا اس جرمانے / ضمان ۶۰ کی سزا جو جرم مذکور کی پاداش میں معین ہے۔ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

تمثیلات: ا۔ الف نے زیور چرانے کا اقدام کیا اور اس طرح صندوق کھولنے پر اس کو معلوم ہوا کہ اس میں زیور نہیں۔ تو اس نے ایک فعل سرقہ کا ارتکاب کیا۔ چنانچہ وہ اس دفعہ کی رو سے مجرم ہوا۔

۲۔ الف نے کسی کی جیب کاٹنے کا اقدام کیا۔ اور ب کی جیب میں ہاتھ ڈال لیا۔ لیکن اسکی جیب سے کچھ چوری نہ کر سکا۔ چنانچہ الف اس جرم میں سزایاب ہوگا۔

۱۔ PLD1964DC105 ۲۔ PLD1956Lh157 ۳۔ 1994Pcrlj2060 ۴۔ 1994Pcrlj2060 ۵۔ 1997MLD1550

۶۔ (Criminal law (amdt) Act-II of 1997)

marfat.com
Marfat.com

ضابطہ: قابل دست اندازی پولیس ۔۔ وارنٹ / سمن ۔۔ قابل / نا قابل ضمانت ۔۔ قابل / نا قابل مصالحت ۔۔ مجسٹریٹ درجہ اول / سیشن کورٹ (بحوالہ جرم مذکور)

تشریحات

دفعہ ہذا ایسے جرائم کا احاطہ کرتی ہے جس میں اگر چہ ملزم اپنے جرم کے ابتدائی حصے میں عملاً داخل ہو جاتا ہے اور جرم کر بیٹھتا ہے۔ لیکن جس نیت اور غرض کیلیے اس نے وہ اقدام کیا ہوتا ہے۔ وہ اپنے منطقی نتیجہ پر نہیں پہنچتا۔ تو ایسے مجرموں کو اس دفعہ کے تحت مستوجب سزا ٹھہرایا جائے گا۔

کسی بھی جرم میں ارتکاب کیلیے ہر مجرم کو تین مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔

۱۔ نیت ۲۔ تیاری ۳۔ کوشش

اگر چہ پہلی اور دوسرے صورت میں جرم نہیں بنتا لیکن جب ان دو صورتوں سے گزر کر جرم تیسری صورت میں داخل ہوتا ہے۔ تو وہ جرم میں داخل ہو جاتا ہے۔ اب اس کوشش کے نتیجہ میں مجرم اپنے منطقی تقاضے کو پورا کرنے میں کامیاب ہوتا ہے یا نہیں۔ اس سے قانون کو کوئی غرض نہیں ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص قتل کی نیت سے اپنے گھر مسلحہ ہتھیار ہو کر مقتول کو قتل کرنے کیلیے نکلتا ہے۔ اور موقع پر جا کر فائرنگ بھی کرتا ہے۔ لیکن اس کے نتیجہ میں قتل واقع نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں قتل کا ارتکاب اگر چہ منطقی انجام کو نہ پہنچا۔ لیکن مجرم نے اس دفعہ کے تحت جرم کا ارتکاب کیا۔ چنانچہ ایسے مجرم کو اصل جرم کی سزا کی بجائے اس دفعہ کے تحت سزا دی جائے گی۔ ایک اور امر قابل ذکر ہے کہ اس جرم کے تحت صرف ان ملزموں کو ان جرائم کے اقدام کیلیے سزا کا مستوجب قرار دیا جائے گا۔ جن کا ذکر تعزیرات پاکستان میں موجود ہے۔ اسی طرح کسی ایسے جرم کا ارتکاب کرنے کی کوشش جو ناممکن ہو۔ ایسا شخص بھی اسی دفعہ کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔ اسی طرح کسی کی اعانت کرنے کے لیے کوشش بھی اس دفعہ کے تحت مستوجب سزا ہوگی۔ اگر چہ اعانت کا جرم ایک الگ مکمل جرم ہے۔ اسی طرح اس دفعہ کے تحت اس وقت سزا نہ دی جائے گی۔ جب مذکورہ جرم کے لیے تعزیرات پاکستان میں الگ دفعہ موجود ہو۔

عدالتی فیصلے: کسی جرم کیلیے کوشش کرنا کو کسی جرم کی نیت کرنے سے کنفیوز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ پہلی صورت میں مجرم اپنے نیت کے ساتھ جرم میں داخل ہو کر نتیجہ کی کوشش میں ہوتا ہے۔ لیکن نتیجہ حاصل کرنے میں ناکام ہوتا ہے۔ جبکہ دوسری صورت میں جرم کی محض نیت مذکورہ مجرم کو جرم میں داخل نہ کر سکی ہوتی ہے۔ کوشش جرم اسوقت تک واضح نہ ہوگی جب تک مجرم تیاری کے مراحل سے بہت آگے نہ جا چکا ہو۔[1]

---

1. PLD1964Dacca710

marfat.com
Marfat.com

یہ دفعہ اقدام قتل کے حوالے سے استعمال نہ کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اقدام قتل کیلئے الگ دفعہ تعزیرات / قانون قصاص و دیت میں دفعہ 307 کے حوالے سے موجود ہے۔ جس میں واضح کیا گیا ہے کہ مذکورہ اقدام قتل کا فعل تھا۔ کہ موت واقع ہو جائے مگر زندگی بچ گئی۔ لیکن دفعہ 511 میں جرم کا آخری حدوں کو چھونا ضروری نہیں بلکہ محض جرم کے عوامل میں داخل ہو جانا بھی اقدام / کوشش جرم شمار ہوگا۔ اور دفعہ 511 تعزیرات پاکستان پر آئے گا۔

یہ دفعہ 511 ڈکیتی کے جرائم میں بھی نافذ العمل نہ ہوگی[1] یہاں اسکی وضاحت اسطرح کی گئی کہ جرم کی کوشش سے مراد (الف) مذکور جرم کر گزرنے کی نیت (ب) جرم کرنے کیلئے تیاری کرنا، اور جرم کرنے کی دانستگی کے جرم کے عوامل میں داخل ہو جانا گویا مذکورہ عمل جرم کے سرزد ہونے میں کسی رکاوٹ کا محتاج نہ تھا۔ لیکن حالات نے سہارا نہ دیا[2]

چوری کے مقدمات میں چوری کے جرم کی کوشش اسطرح ہوگی۔ کہ الف نے جیولری چوری کرنے کیلئے بکس کو توڑا لیکن اسے پتہ چلا کہ اسمیں جیولری موجود نہ تھی۔ اسنے چوری کے جرم کیلئے اقدام یا کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔ لیکن اسکے برعکس عدالتوں نے مذکورہ بالا مثال میں یہ نظریہ بھی پیش کیا۔ کہ چوری کے الزام کیلئے کسی چیز کا اٹھالیا جانا ضروری امر ہے۔ چنانچہ محض بکس کا توڑنا، جب تک کسی دیگر عمل کے ساتھ مربوط نہ ہوگا۔ مثلاً زیورات کے حوالے سے اٹھا کر لے جایا گیا۔ لیکن توڑنے پر جیولری نہ پائی گئی وغیرہ چوری کی کوشش کے زمرے میں آئے گی۔

لہذا واضح کیا گیا۔ کہ جرم کیلئے محض کوشش کرنا دفعہ 511 تعزیرات پاکستان میں سزا کا موجب نہ ہوگا۔ جب تک کہ جرم کے کرنے میں مجرم وہاں تک نہ پہنچ جائے۔ جہاں سے جرم کی نوعیت کھل کر سامنے آجائے۔ اگرچہ پاکستان جیسے مسلم معاشرہ میں اور حدود کے قانون کے نفاذ کے بعد کسی کمسن کنواری لڑکی کی شلوار کو ہٹانا، اور اسکے رخسار پر دانت کاٹنا کے عمل کو عمومی نوعیت میں تصور کرنے کی بجائے سنجیدگی سے جرم کی نوعیت کو سزا تک پہنچانا ہوگا۔ اسلامی معاشرہ ایسے جرائم میں سخت سزا کا نظریہ رکھتا ہے[3] چنانچہ کسی مجرم کو کوشش کے الزام میں سزا دینے کیلئے ضروری ہوگا۔ کہ (الف) جرم کرنے کی نیت (ب) مذکورہ جرم کی طرف کچھ اقدام کرنا (ج) جرم کو اسکے انجام تک پہنچانے کیلئے ماحول کا میسر نہ آنا وغیرہ جو مجرم کی قدرت اور طاقت سے باہر ہو[4] سپریم کورٹ نے رشوت کے مقدمات میں رشوت حاصل کرنے کی کوشش کو ویسا ہی جرم قرار دیا۔ جیسا کہ رشوت لینے میں کامیابی پر سرزد قرار پاتا ہے[5] جب کوئی مجرم کسی دس سالہ لڑکے کی شلوار اتار کر اپنا نفس اسکی پشت پر رگڑتا پایا گیا۔ اور ڈسچارج بھی ہوگیا۔ تو اگرچہ ماتحت عدالت نے اسے دفعہ 511 میں سزا نہ دی لیکن اعلی عدالتوں نے ملزم کو دفعہ 377/511 تعزیرات پاکستان میں مجرم قرار دے کر سزا سنائی[6] ہندستان کی اعلی عدالتوں نے انگلستان کی اعلی عدالتوں کے فیصلوں کے آئینے میں "جرم کی کوشش" کیلئے یہ

---

1. 1983Pcrlj562
2. (AIR1973SC2655)
3. (PLD1961Pesh-7)(PLD1982FSC179)
4. (PLD1981FSC329)
5. (PLD1959SC-1)
6. (PLD1950Lah147)

marfat.com
Marfat.com

تعریف کی ہے۔ "جرم کی کوشش ایک ایسا فعل ہے۔ جو جرم کی طرف اسکے سرزد کرنے کیلئے محض تیاری تک محدود نہیں ہوتا۔ بلکہ جرم کا کچھ حصہ سرزد ہو جاتا ہے۔ لیکن نتیجہ تک پہنچنے کیلیے بعض بیرونی عوامل کے سبب تکمیل جرم نہ ہو پاتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو مجرم اپنے جرم کی تکمیل کر لیتا"۔ یہاں اسکی وضاحت اسطرح کی گئی کہ جرم کی کوشش سے مراد (الف) مذکور جرم کر گزرنے کی نیت (ب) جرم کرنے کیلیے تیاری کرنا، اور جرم کرنے کی دانستگی کے جرم کے عوامل میں داخل ہو جانا گویا مذکورہ عمل جرم کے سرزد ہونے میں کسی روکاوٹ کا محتاج نہ تھا۔ لیکن حالات نے سہارا نہ دیا۔[۱]

چوری کے مقدمات میں چوری کے جرم کی کوشش اسطرح ہوگی۔ کہ الف نے جیولری چوری کرنے کیلیے بکس کو توڑا لیکن اسے پتہ چلا کہ اسمیں جیولیری موجود نہ تھی۔ اسنے چوری کے جرم کیلیے اقدام یا کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔ لیکن اسکے برعکس عدالتوں نے مذکورہ بالا مثال میں یہ نظریہ بھی پیش کیا۔ کہ چوری کے الزام کیلیے کسی چیز کا اٹھا لیا جانا ضروری امر ہے۔ چنانچہ محض بکس کا توڑنا، جب تک کسی دیگر عمل کے ساتھ مربوط نہ ہوگا۔ مثلاً زیورات کے حوالے سے اٹھا کر لے جایا گیا۔ لیکن توڑنے پر جیولری نہ پائی گئی وغیرہ چوری کی کوشش کے زمرے میں آئے گی۔

لہذا واضح کیا گیا۔ کہ جرم کیلیے محض کوشش کرنا دفعہ 511 تعزیرات پاکستان میں سزا کا موجب نہ ہوگا۔ جب تک کہ جرم کے کرنے میں مجرم وہاں تک نہ پہنچ جائے۔ جہاں سے جرم کی نوعیت کھل کر سامنے آ جائے۔ اگرچہ پاکستان جیسے مسلم معاشرہ میں اور حدود کے قانون کے نفاذ کے بعد کسی کمسن کنواری لڑکی کی شلوار کو ہٹانا، اور اسکے رخسار پر دانت کاٹنا کے عمل کو عمومی نوعیت میں تصور کرنے کی بجائے سنجیدگی سے جرم کی نوعیت کو سزا تک پہنچانا ہوگا۔ اسلامی معاشرہ ایسے جرائم میں سخت سزا کا نظریہ رکھتا ہے۔[۲]

ضابطہ فوجداری ایکٹ بابت ۱۸۹۸ء میں ترامیم

۱۱۔ دفعہ 32: جوڈیشل مجسٹریٹ کے سزا دینے کا اختیار

(Sentence which Judicial Magistrates may pass)

۱۔ جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت درج ذیل سزاؤں کا حکم جاری کرسکتی ہے۔

(a) مجسٹریٹ درجہ اول — تین سال تک سزائے قید مع قید تنہائی اور -/15000 روپے تک جرمانہ ہمراہ ارش، ضمان اور کوڑوں کی سزا۔

(b) مجسٹریٹ درجہ دوم — ایک سال تک سزائے قید مع قید تنہائی اور -/5000 روپے تک جرمانہ

۱۔ (AIR1973SC2655) ۲۔ (PLD1961Pesh-7)(PLD1982FSC179)

marfat.com
Marfat.com

(c) مجسٹریٹ درجہ سوم ایک ماہ قید اور -/1000 روپے تک جرمانہ

۲۔ مجسٹریٹ ان سزاؤں کے علاوہ کوئی بھی دیگر سزا کا حکم دے سکتا ہے۔ جسکی اسے خصوصاً قانون میں اجازت دی گئی ہو۔

۱۲۔ دفعہ 337: شریک جرم کو معافی کی اجازت

(Tender of pardon to accommplice)

ا۔ کسی ایسے جرم کی صورت میں جو صرف عدالت عالیہ یا عدالت سیشن کی تجویز کے لائق ہو۔ یا کسی جرم میں جو قابل سزائے قید ہو جو دس سال تک ہو سکتی ہو یا کسی جرم میں زیر دفعہ ۲۱۱ مجموعہ قوانین تعزیرات پاکستان قابل سزائے قید ہو جو سات برس تک ہو سکتی ہو یا کسی جرم زیر دفعات ذیل مجموعہ قوانین تعزیرات پاکستان 216-A, 369, 401, 435, 477-A، ڈسٹرکٹ آفیسر انچارج تفتیش و پیروی مقدمات، جرم کی تفتیش یا تحقیقات یا سماعت کے دوران میں اس کی تجویز کے کسی مرحلہ پر مجاز ہے کہ کسی ایسے شخص کی شہادت حاصل کرنے کی غرض سے، جس کی نسبت یہ گمان ہو، کہ اس کا ویسے جرم میں بلا واسطہ یا بالواسطہ کوئی تعلق یا مفاد رہا ہے، ایسے شخص کو اس شرط کے ساتھ معافی کی پیش کش کرے کہ وہ مکمل اور صحیح حالات جو اس کے علم میں ہوں، اور جن کا تعلق اس جرم سے اور ہر اس شخص سے ہو جو اس کے ارتکاب میں اصل مجرم یا معاون رہا ہو، بلا کم و کاست ظاہر کر دے۔" مگر شرط یہ ہے کہ کسی شخص کو جو ضرر رسانی یا قتل سے متعلق کسی جرم میں ملوث ہو۔ شخص متضرر یا جیسی بھی صورت ہو شخص متضرر کے ورثا کی اجازت کے بغیر معافی کی پیش کش نہیں کی جائیگی"۔

۲۔ ہر شخص جو دفعہ ہذا کے تحت پیش کش کو قبول کرے اس کا اظہار بطور گواہ اس مجسٹریٹ کی عدالت میں لیا جائے گا۔ جو اس جرم کی سماعت کر رہا ہو۔

۳۔ ایسا شخص اگر ضمانت پر رہا نہ ہوا ہو، تو مقدمہ کی تجویز کے اختتام تک حراست میں نظر بند رکھا جائے گا۔

تشریحات

اس دفعہ کا بنیادی مقصد شرکاء جرم کو معافی کا وعدہ دے کر جرائم کی بابت صحیح شہادت حاصل کرنا ہے تا کہ ناکافی شہادت کے باعث ملزمان سزا سے نہ بچ سکیں۔ لیکن ایسے شخص کو جس نے اپنے جرم کا خود اقرار نہ کیا ہے اور جو فی الواقع مجرم قرار

marfat.com
Marfat.com

دیا گیا ہوا سے معافی کی پیش کش نہ ہوگی۔ اور ان تمام امور بالا کے لئے موجودہ قانون کی رو سے یہ ضروری شرط عائد کر دی گی ہے کہ مضروب یا مقتول کے ورثا کی اجازت کے بغیر وعدہ معاف گواہ کو بھی معافی نہیں دی جا سکے گی۔ یہاں یہ واضح ہو جانا چاہیے کہ انصاف دلانا حکومت اسلامی کی اولین ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو سنبھالنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ موجودہ دور کے حوالے سے اپنے تفتیشی طریقہ ہائے کار میں تبدیلیاں لائے تاکہ ملزمان ناکافی شہادت نہ ہونے کے سبب دندناتے نہ پھریں کیونکہ شریعت انصاف کے حصول کو افضلیت دیتی ہے اور ملزم کو پکڑنے کے لئے طریقہ کار کی وضاحت نہ دے کر اجماع امت کے لے کھلا میدان رکھا ہے کہ وہ اپنے طریقوں پر عمل پیرا ہوں۔ لہذا اس پر مختلف ادوار میں عدالتوں نے جو قیمتی فیصلے صادر فرمائے وہ درج ذیل ہیں۔

عدالتی فیصلے: لیکن ایسی صورت میں جبکہ مقدمہ کے ریکارڈ پر عینی شہادتیں موجود ہوں یا اقبال جرم قلمبند ہو چکا ہو تو ایسی صورت میں وعدہ معاف گواہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہ۱ ایسا سرکاری اہلکار جس نے معافی کی اجازت دی اور ملزم کا سپرد کنندہ روبرو مجسٹریٹ، معافی کی پیش کش کے بعد اس پیش کش کو ملزم سے واپس نہیں لے سکتا ہ۲ پیش کش کے بعد مستغیث ملزم کو استغاثہ سے خارج نہیں کر سکتا ہ۳ مجسٹریٹ صرف ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی منظوری سے معافی دے سکتا ہے ایسے شخص کو جس کا جرم سے بالواسطہ کوئی تعلق رہا ہے معافی کی پیش کش کی جا سکتی ہے ہ۴ معافی در گواہ کی شہادت واقعاتی ہونی چاہیے۔ اور جرم کے تمام عوامل اور مضمرات کی وضاحت کرے۔ نہ کہ صفحہ مثل پر شہادات کا آپس میں تعلق توڑنے کا سبب بن جائے۔ معافی کی درخواست کے ساتھ تمام ورثاء کی شہادت اور حمایت موجود ہے۔ لہذا ایسی سزا کیلیے مناسب قرار دی گئی ہ۵ اگرچہ کسی ملزم کو معافی دے کر شہادت لینا اسلام کے قوانین کے خلاف نہیں لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ مقتول کے ورثاء یا مجروح / مضروب سے اجازت حاصل کی جائے جس سے پبلک پالیسی متاثر نہیں ہوتی ہ۶ کسی معافی کنندہ کی ایسی شہادت قابل پذیرائی نہ ہوگی جو مکمل طور پر وقوعہ سے تضاد پر قائم ہو ہ۷ ایسا ملزم جسے قانونی طور پر معافی کی اجازت نہ دی گئی ہو یا بریت کا حق نہ دیا گیا ہو اسکی شہادت اس دفعہ کے تحت قابل سماعت نہ ہو گی ہ۸ ایسی شہادت کو ملزم کا اقرار تصور نہیں کیا جا سکتا ہ۹ معافی کی اجازت کیلیے ملزم کو اس اتھارٹی کے سامنے پیش کر کے اجازت دی جائے گی جس کے لیے ضابطہ کی درخواست دی جانی ضروری ہے اور اس درخواست پر احکامات صادر کیے جائیں گے ہ۱۰ معین شریک مجرم شمار کیا جا سکتا ہے ہ۱۱ شریک مجرم وہ ہے۔ جو بالواسطہ یا بلاواسطہ جرم میں شامل ہو ہ۱۲

---

١ PLD1960Kar70 ٢ AIR1947All215 ٣ PLD156Lhr628 ٤ PLD1954Lhr783 ٥ KLR1993CR106
٦ KLR1992CR540 ٧ (1982SCMR1110-PLD1964Lhr32-1969SCMR621) ٨ 1970Pcrlj722
٩ PLD1991Pesh124 ١٠ 1998MLD1195 ١١ PLD1979SC53 ١٢ (1995MLD1663)

marfat.com

Marfat.com

۱۳۔ دفعہ ۳۳۸: وعدہ معافی یا پیش کش کرنے کا اختیار

(Power to grant or tender pardon)

کسی بھی مقدمہ میں فیصلہ صادر ہونے سے قبل کسی بھی وقت عدالت عالیہ یا عدالت سیشن جس میں مقدمہ زیر تجویز ہو، مجاز ہے کہ مقدمہ میں ایسے شخص کی شہادت حاصل کرنے کیلیے جس کی نسبت گمان ہو کہ وہ مذکورہ جرم میں بلا واسطہ یا بالواسطہ تعلق یا مفاد رکھتا ہے، ایسے شخص کو وعدہ معافی کی پیش کش کرے یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ (ڈسٹرکٹ آفیسر انچارج تفتیش و پیروی مقدمات) ترمیم بحوالہ ۱ مورخہ 13-08-2001 کو ویسی ہی شرائط پر وعدہ معافی کی پیش کش کرنے کا حکم دے۔

مگر شرط یہ ہے کہ کسی شخص کو جو ضرر رسانی یا قتل سے متعلق کسی جرم میں ملوث ہو۔ تو شخص متضرر خود یا جیسی بھی صورت ہو شخص متضرر کے ورثاء کی اجازت کے بغیر ایسے گواہ کو معافی نہیں دی جائے گی۔

تشریحات

دفعہ 377 اور دفعہ 378 ضابطہ فوجداری میں وعدہ معاف گواہ کو معافی بمطابق شرائط دینے سے متعلق وضاحت کرتی ہیں۔ جس میں دفعہ 377 ضابطہ فوجداری کے تحت ایسے ملزم کو وعدہ معافی کی اجازت ضلعی آفیسر انچارج تفتیش و پیروی مقدمات کی طرف سے دی جاسکے گی۔ جو پہلے اختیار ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا تھا۔ اور اب نئے نظام ضلعی گورنمنٹ سسٹم کے تحت ترمیمی آرڈیننس 2001 میں مذکورہ افسر انچارج کو یہ اختیارات حاصل ہیں۔ جبکہ 338 ضابطہ فوجداری کے تحت عدالت عالیہ اور عدالت سیشن مذکورہ مقاصد کیلیے معافی دینے کا اختیار رکھتی ہیں۔ چنانچہ ایسے ملزمان کے مقدمہ کی سماعت زیر دفعہ 339 اور 339-A ضابطہ فوجداری کے تحت کی جائے گی۔

14۔ دفعہ 345: صلح کے جرائم (Compounding offences)

۱۔ درج ذیل فہرست کی کالم ایک اور دو میں درج جرائم اور دفعات میں کالم تین میں افرد کے ذریعہ صلح کی جاسکتی ہے۔ البتہ ذیلی دفعہ (1) کی فہرست کے دوسرے کالم میں الفاظ اور کومہ 323، 334 اور ان کے متعلق پہلے اور تیسرے کالم کے اندرجات کو حذف کر دیا جائے گا۔

۲۔ درج ذیل فہرست میں مذکور کالم نمبر ایک اور دو میں درج جرائم و مذکورہ دفعات میں عدالت کی اجازت

---

1 XXX-VII 2001 Ordinance

marfat.com

Marfat.com

کے ساتھ استغاثہ کی موجودگی میں کالم نمبر تین میں درج افراد کے ذریعے صلح کی جا سکتی ہے۔ البتہ ذیلی دفعہ (2) کی فہرست کے دوسرے کالم میں ہندسہ جات 302,303,304 الف، 305,306,307,308,324,325,326,327,328,329,330,331,332,333,335,337 اور 338 اور ان کے متعلق کالم پہلے اور تیسرے کے اندراجات کو مندرجہ ذیل سے بدل دیا جائے گا۔

قتل عمد	302	شخص متضرر کے وارثان کی جانب سے
اکراہ تام کے تحت قتل	303	شخص متضرر کے وارثا کی جانب سے
ایسا قتل عمد جو مستوجب قصاص نہ ہو	308	شخص متضرر کے وارثان کی جانب سے
قتل شبہ العمد	316	ایضاً
قتل خطا	319	ایضاً
تیز یا لا پروائی سے گاڑی		
چلانے کے باعث قتل خطا	320	ایضاً
قتل بالسبب	322	ایضاً
قتل عمد کے ارتکاب کا اقدام	324	وہ شخص جس کے خلاف جرم کا ارتکاب کیا گیا
اتلاف عضو	334	وہ شخص جس کو ضرر پہنچایا گیا
اتلاف صلاحیت عضو	336	ایضاً
ہر قسم کا شجہ	337-A	ایضاً
جائفہ	337-D	وہ شخص جس کو ضرر پہنچایا گیا
ہر قسم کا غیر جائفہ	337-F	وہ شخص جس کو ضرر پہنچا
جلد بازی یا غفلت سے گاڑی چلا کر ضرر پہنچانا		
جلد بازی یا غفلت سے کیے	337-G	ایضاً
گئے فعل کے ذریعے غلطی	337-H	ایضاً
سے ضرر کا باعث ہونا	337-I	ایضاً
جبراً اقبال کرانے یا جائیداد	337-J	ایضاً
کی واپسی پر مجبور کرنے کے لیے		
ضرر کا باعث ہونا	337-K	ایضاً
دیگر ضرر جو قصاص کا	337-L	ایضاً
مستوجب نہ ہوں		
ایسی صورتیں جن میں ضرر کے لیے	337-M	ایضاً
قصاص نافذ نہیں کیا جائے گا		
اسقاط حمل		
	337-N	ایضاً
	338-A	ضرر رسیدہ یا اس کے وارثان جیسی بھی صورت ہو
اسقاط جنین		
	338-C	ایضاً

marfat.com
Marfat.com

۳۔ جب کوئی جرم زیر دفعہ ہذا لائق مصالحت ہو۔ تو جائز ہے کہ ویسے جرم کی اعانت یا ویسے جرم کے ارتکاب کا اقدام (جبکہ کوئی جرم ویسا اقدام بذات خود جرم ہو) کی بابت اسی طور پر مصالحت کی جائے۔

۴۔ جب کوئی ایسا شخص جو بصورت دیگر دفعہ ہذا کے بموجب مصالحت کرنے کا مجاز ہو۔ اٹھارہ سال سے کم عمر کا ہو یا فاتر العقل یا پاگل ہو تو وہ شخص جو اس کی جانب سے معاہدہ کرنے کا اختیار رکھتا ہو، عدالت کی اجازت سے ویسے جرم کی بابت مصالحت کر سکتا ہے۔

۵۔ جب ملزم کو مجرم قرار دے دیا گیا ہو اور اس کی اپیل تصفیہ طلب ہو۔ تو اس جرم کی نسبت راضی نامہ کی اجازت نہ ہوگی۔ تاوقتیکہ وہ عدالت جس کے روبرو اس اپیل کی سماعت ہونا ہے اس کی منظوری نہ دے۔

۵ (الف) کوئی عدالت عالیہ زیر دفعہ ۴۳۹ اپنے اختیارات نگرانی پر علمدرآمد کرتے ہوئے اور عدالت سیشن جو زیر دفعہ ۴۳۹ الف ایسے ہی اختیارات کے تحت کسی شخص کو اس جرم کی بابت مصالحت کی اجازت دے سکتی ہے۔ جس کی مصالحت کرنے کا وہ زیر دفعہ ہذا مجاز ہے۔

۶۔ زیر دفعہ ہذا کسی جرم کی بابت مصالحت کا نتیجہ اس ملزم کی بریت ہوگا۔ جس کے ساتھ مصالحت کی گئی ہو۔

۷۔ دفعہ ہذا میں مذکور کے علاوہ کسی اور جرم کی بابت مصالحت نہیں کی جا سکتی۔

تشریحات

فوجداری مقدمات کوئی بھی دائر کرا سکتا ہے۔ لیکن مصالحت کا اختیار مجاز وہی شخص ہوگا جس کا ذکر یہاں جدول کے خانہ نمبر ۳ میں کر دیا گیا ہے۔ کسی مقدمہ میں فیصلہ صادر ہونے سے قبل کسی بھی وقت مصالحت ہو سکتی ہے حتیٰ کہ اس وقت بھی جبکہ عدالت فیصلہ قلمبند کر رہی ہو۔ جرائم میں صرف صلح انہی دفعات کے تحت اور انہی لوگوں کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ جنکا ذکر دفعہ ہذا کے شیڈول میں موجود ہے [۱] کوئی بھی صلح عدالت کی مرضی اور رضامندی کے بغیر نہ ہو سکتی ہے۔ سپریم کورٹ نے اس سلسلے میں تین سطحوں پر صلح کی وضاحت کی ہے [۲] عدالت صلح کے باوجود تعزیری سزا دینے کی مجاز ہے [۳] عدالت سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ سماعت کے دوران آنے والے تمام حقائق اور واقعات مقدمہ کا بغور مطالعہ کریں۔ اور اس پر قانون کے مطابق صلح کی اجازت دیں۔ یا معافی کی کاروائی عمل میں لائیں۔ عدالت کو یہ بھی دیکھنا ہوگا۔ کہ کیا

---

۱ (PLD1950Lhr86) ۲ (1952SCMR1218) ۳ (PLD1997Qt17)

marfat.com
Marfat.com

واقعات مقدمہ دفعہ 311 تعزیرات پاکستان کے عین مطابق ہیں۔ اوراس کے باوجود کہ معافی یا صلح پر عمل درآمد کیا گیا ہے۔ تعزیری کی سزادی جاسکتی ہے o۱ مستغیث اور مقتول کے ورثاء عدالت کے روبرو حاضر ہوئے اور انہوں نے صلح کی درخواست دائر کی۔ جس میں انہوں نے اللہ کے نام پر ملزم کو معاف کر دیا تھا۔ اوراس سلسلے میں بیان حلفی بھی دائر کیے تھے۔ نیز سرکاری وکیل کو بھی اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہ تھا۔ لہذا دفعہ 345 ضابطہ فوجداری کے تحت مذکورہ صلح نامہ منظور کرلیا گیا o۲ سیشن جج کو ہدایت کی گئی کہ وہ صلح کے بارے میں انکوائری کر کے معلوم کرے کہ ورثاء کی طرف سے دائر صلح نامہ درست ہے اور یہ کہ صلح کی رقم حاصل شدہ میں نابالغان کا حصہ دیت محفوظ کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اپیل منظور کرتے ہوئے صلح کے معاملات کیلئے مذکورہ سیشن عدالت کو ریفرنس روانہ کیا گیا o۳ سزائے موت کے قیدی کو دفعہ 345 پانچ میں جب تمام ورثا مقتول اپنے حقوق قصاص سے دستبردار ہو گئے۔ ایسی صورت میں عدالت عالیہ نے ملزم کے حق میں صلح منظور کرتے ہوئے ملزم کو بری کر دیا o۴

ایک دوہرے قتل کے مقدمہ میں جس میں دو آدمی قتل اور تین کو ضربات شدید لگی تھیں حکومت کی طرف سے سزا میں اضافہ کرنے کی اپیل بھی عدالت عالیہ میں دائر تھی کہ مدعی پارٹی نے راضی نامہ کی تائید میں بیانات حلفی دائر کئے جس کے پیش نظر ملزمان کی سزائیں ختم کر کے انہیں بری کر دیا گیا۔ اور سرکاری اپیل بھی خارج کر دی اور جرمانہ بھی معاف ہوا o۵

15۔ دفعہ 381: دفعہ 376 کے حکم کا اجراء

(Exucusion of order passed under section 376)

جب سیشن عدالت کا صادر کردہ حکم بابت سزائے موت، عدالت عالیہ کو برائے توثیق پیش کیا جائے، تو ویسی سیشن عدالت کو لازم ہے، کہ حکم توثیق یا اس پر عدالت عالیہ کا دوسرا کوئی حکم موصول ہونے پر ویسے حکم کی تعمیل بذریعہ اجرائے وارنٹ یا کسی اور طریقہ پر جو ضروری معلوم ہو کرے۔

مگر شرط یہ ہے کہ سزائے موت پر عمل درآمد نہیں کیا جائے گا۔ اگر متوفی کے ورثا سزا کی تعمیل سے پہلے آخری لمحے میں بھی سزایاب مجرم کو معاف کر دیں یا اس کے ساتھ مصالحت کر لیں o۶

تشریحات

جیسا کہ دفعہ ہذا میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ کہ عدالت عالیہ کی طرف سے سزائے موت کی توثیق کے بغیر سیشن عدالت

---

۱ (PLD2001Lhr212) (PLJ2001CR551) ۲ (PLJ2001CR203) ۳ (PLJ2001CR120)
۴ (2001Pcrlj311) ۵ (PLD1948Lhr196-1985Pcrlj165) ۶ (Criminal Law (amdt) Act-II of 1997)

marfat.com
Marfat.com

کے حکم سزائے موت پر عمل درآمد نہیں کیا جاسکتا۔ خواہ اس سلسلہ میں ملزم خود اپیل کے ذریعے عدالت عالیہ سے رجوع کرے یا سرکار کے ذریعے لیکن ان کے علاوہ ہر سزائے موت کے حکم کی عدالت عالیہ از خود جائزہ لینے کی مجاز ہے۔ اور اس سلسلہ میں عدالت عالیہ با اختیار ہے کہ وہ سیشن عدالت کا تمام ریکارڈ طلب کرے، اس کا جائزہ لے اور ملزم کے حق میں اگر کوئی بھی نرم گوشہ پایا جائے تو اسکا فائدہ ملزم کی سزا میں تخفیف کے ذریعہ دے۔ کوئی بھی حکم سزائے موت عدالت عالیہ کی باضابطہ اجازت کے بغیر یا توثیق کے علاوہ عمل درآمد نہیں کیا جاسکتا۔ اس سلسلہ میں دفعہ ہذا میں درج شرط کے تحت سزائے موت پر عمل درآمد روکنے یا معاف کرنے یا صلح کرنے کے لیے ورثاء مقتول سزائے موت کے نفاذ کے آخری لمحہ تک با اختیار ہیں۔ اور اس سلسلہ میں حکومت ان کی طرف سے کسی بھی صورت میں معافی یا صلح کی درخواست پر سزا پر عمل درآمد روک دینے کے مجاز ہیں۔ خواہ عدالت عالیہ کی طرف سے مذکورہ حکم سزا پر عمل درآمد کیلیے اجازت نامہ حکومت کو موصول ہی کیوں نہ ہو چکا ہو۔ شریعت نے بھی خوبی عدل کے اس نظام میں رکھی ہے جس کے تحت قصاص کی صورت میں قاتل کی نفس مقتول یا مقتول کے ورثاء کے ہاتھ میں رہتا ہے۔ اور حکومت کا کام صرف اس پر عمل درآمد کرنا رہ جاتا ہے۔ اس سلسلے میں دو قسم کے فقہی نظریات سامنے آتے ہیں۔ ایک نظریہ تو یہ ہے کہ سزائے موت کی ورثا متوفی کی طرف سے معافی کی صورت میں مجرم کا اس معافی کو قبول کرنا نہایت ضروری ہے۔ اگر مجرم معافی قبول نہ کرے تو معافی غیر موثر شمار ہوگی۔ لیکن دوسرا نظریہ یہ ہے بعض فقہا جن میں اکثریت کا قول ہے کہ متوفی کے ورثا کی جانب سے معافی کے بعد مجرم سے پوچھنا اور اس کی آمادگی حاصل کرنا کوئی ضروری نہیں ہے اور ہماری بھی رائے اسی جمہور قول پر ہے کہ معافی کے بعد مجرم سے معافی کو تسلیم کرنے کی بجائے مجرم کو رہا کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے تعزیری سزا کا حکم نہ سنایا ہو۔

دفعہ 402-C: بعض سزاؤں کی معافی یا تبدیلی بغیر رضامندی نہ ہو سکے گی

(Remission of commutation of certain sentences not to be without consent)

قطع نظر اس کے کہ دفعہ 402,401، 401-A یا 402-B ضابطہ فوجداری میں شامل کسی عمل کے باوجود صوبائی حکومت، وفاقی حکومت، یا صدر پاکستان، شخص ضرر رسیدہ یا اس کے وارثان کی جیسی بھی صورت ہو، رضامندی کے بغیر کسی بھی ایسی سزا کو معطل، معاف یا تبدیل نہیں کیا جاسکے گا۔ جو کہ تعزیرات پاکستان کی ایسی دفعات میں سے کسی دفعہ کے تحت صادر کی گئی ہو۔ جس کی صراحت باب 16 تعزیرات پاکستان میں کی گئی ہے۔

17۔ ایکٹ ۵ بابت ۱۸۹۸ء کی جدول دوم کی ترمیم ضابطہ فوجداری

(Amendment of Schdule second, Act, V of 1898)

مذکورہ بالا مجموعہ میں جدول دوم میں کالم نمبر ا میں واقع ہندسوں ۳۰۲ تا ۳۳۸ اور ۲ تا ۸ کالموں میں ان سے متعلق اندراجات کی جگہ حسب ذیل کو بدل دیا جائے۔ یعنی جدول کی موجود نوعیت یہ ہوگی۔

marfat.com

Marfat.com

1	2	3	4	5	6	7	8
دفعہ	جرم	کیا پولیس بلا وارنٹ گرفتار کر سکے گی یا نہیں	کیا عام طور سے سب سے پہلے کوئی وارنٹ یا سمن جاری ہوگا	کیا قابل ضمانت ہے یا نہیں	کیا قابل مصالحت ہے یا نہیں	مجموعہ تعزیرات پاکستان کے تحت سزا	کس عدالت میں قابل سماعت
302	قتل عمد	بلا وارنٹ گرفتار کر سکے گی	وارنٹ	ناقابل ضمانت	قابل مصالحت	قصاص، یا موت، عمر قید یا پچیس سال تک کی قید	سیشن کورٹ
303(الف)	اکراہ تام کے تحت قتل	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	پچیس سال تک کے لیے کسی ایک قسم کی قید، لیکن دس سال سے کم نہ ہو۔	ایضاً
(ب)	قتل کے ارتکاب کے لیے اکراہ تام کا باعث ہونا	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ارتکاب کردہ قتل کی قسم کے لیے مقررہ سزا	ایضاً
(ج)	اکراہ ناقص کے تحت قتل	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
(د)	قتل کے ارتکاب کیلئے اکراہ ناقص کا باعث ہونا	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	دس سال کے لیے کسی ایک قسم کی قید	ایضاً
308	قتل عمد جو قصاص کا مستوجب نہ ہو	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	دیت اور چودہ سال کیلئے کسی ایک قسم کی سزا	ایضاً
311	قتل عمد جب معاف کر دیا جائے/ مصالحت ہو جائے	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	۱۰ سے ۱۴ سال کے لیے کسی ایک قسم کی سزا	ایضاً
312	قصاص وغیرہ پر مصالحت کے بعد قتل عمد	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	قصاص یا دیت	ایضاً

marfat.com
Marfat.com

1	2	3	4	5	6	7	8
دفعہ	جرم	کیا پولیس بلاوارنٹ گرفتار کر سکے گی یا نہیں	کیا عام طور سے سب سے پہلے کوئی وارنٹ یا سمن جاری ہوگا	کیا قابل ضمانت ہے یا نہیں	کیا قابل مصالحت ہے یا نہیں	مجموعہ تعزیرات پاکستان کے تحت سزا	کس عدالت میں قابل سماعت
316	قتل شبہ العمد	بلاوارنٹ گرفتار کر سکے گی	وارنٹ	نا قابل ضمانت	قابل مصالحت	دیت اور چودہ سال کے لیے کسی ایک قسم کی قید	سیشن کورٹ
319	قتل خطاء	ایضاً	ایضاً	قابل ضمانت	ایضاً	دیت اور پانچ سال کیلئے کسی ایک قسم کی قید	ایضاً
321	قتل خطاء جو جلد بازی یا غفلت سے گاڑی چلانے کے باعث ہو۔	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	دیت اور دس سال کیلئے کسی ایک قسم کی قید	ایضاً
322	قتل بالسبب	ایضاً	ایضاً	نا قابل ضمانت	ایضاً	دیت	ایضاً
324	قتل عمد کی کوشش	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	دس سال کے لیے کسی ایک قسم کی قید اور جرمانہ، ضرب کی صورت میں قصاص یا ارش اور سات تک کی قید۔	ایضاً
325	خودکشی کی کوشش	ایضاً	ایضاً	قابل ضمانت	نا قابل مصالحت	ایک سال کے لیے قید محض یا جرمانہ یا دونوں سزائیں۔	مجسٹریٹ درجہ اول یا درجہ دوم
327	جو ٹھگ ہو	ایضاً	ایضاً	نا قابل ضمانت	ایضاً	عمر قید اور جرمانہ	سیشن کورٹ

marfat.com
Marfat.com

1	2	3	4	5	6	7	8
دفعہ	جرم	کیا پولیس بلاوارنٹ گرفتار کر سکے گی یا نہیں	کیا عام طور سے سب سے پہلے کوئی وارنٹ یا سمن جاری ہوگا	کیا قابل ضمانت ہے یا نہیں	کیا قابل مصالحت ہے یا نہیں	مجموعہ تعزیرات پاکستان کے تحت سزا	کس عدالت میں قابل سماعت
328	12 سال سے کم عمر کے بچے کو والدین یا اس شخص کی جانب سے جو اس کی دیکھ بھال کر رہا ہو، مکمل چھوڑ دینے کی نیت سے نکال دینا۔	بلاوارنٹ گرفتار کر سکے گی	وارنٹ	ناقابل ضمانت	ناقابل مصالحت	سات سال کے لیے کسی ایک قسم کی قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں۔	سیشن کورٹ یا درجہ اول کا مجسٹریٹ
329	لاش کو خفیہ طریقے سے ٹھکانے لگا کے پیدائش کو چھپانا	ایضاً	ایضاً	قابل ضمانت	ایضاً	دو سال کیلیے کسی ایک قسم کی قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں۔	درجہ اول کا مجسٹریٹ
334	اتلاف عضو	ایضاً	ایضاً	ناقابل ضمانت	قابل مصالحت	قصاص یا ارش اور دس سال کے لیے کسی ایک قسم کی قید۔	سیشن کورٹ
336	اتلاف صلاحیت عضو	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
337(الف)	(اول) شجہ خفیفہ	بلاوارنٹ گرفتار نہیں کرے گی	سمن	قابل ضمانت	ایضاً	ضمانت اور دو سال کیلیے کسی ایک قسم کی قید	درجہ اول کا مجسٹریٹ
	(دوم) شجہ موضحہ	بلاوارنٹ گرفتار کر سکے گی۔	وارنٹ	ناقابل ضمانت	ایضاً	قصاص یا ارش اور پانچ سال کے لیے کسی ایک قسم کی قید۔	سیشن کورٹ یا درجہ اول کا مجسٹریٹ

marfat.com
Marfat.com

1	2	3	4	5	6	7	8
دفعہ	جرم	کیا پولیس بلاوارنٹ گرفتار کر سکے گی یا نہیں	کیا عام طور سے سب سے پہلے کوئی وارنٹ یا سمن جاری ہوگا	کیا قابل ضمانت ہے یا نہیں	کیا قابل مصالحت ہے یا نہیں	مجموعہ تعزیرات پاکستان کے تحت سزا	کس عدالت میں قابل سماعت
	(سوم) شجہ ہاشمہ	بلاوارنٹ گرفتار کر سکے گی	وارنٹ	ناقابل ضمانت	قابل مصالحت	دیت اور دس سال کے لیے کسی ایک قسم کی قید	سیشن کورٹ یا درجہ اول کا مجسٹریٹ
	(چہارم) شجہ منقلہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ارش اور دس سال کیلئے کسی ایک قسم کی قید	ایضاً
	(پنجم) شجہ آمہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
	(ششم) شجہ دامغہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ارش اور چودہ سال کیلئے کسی ایک قسم کی قید	ایضاً
337(د)	جائفہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ارش اور دس سال کے لیے کسی ایک قسم کی قید اور اتلاف عضو یا اتلاف صلاحیت عضو کے لئے مقررہ سزا اگر اس کا باعث ہو۔	ایضاً
337(و)	(اول) دامیہ	بلاوارنٹ گرفتار نہیں کرے گی۔	سمن	قابل ضمانت	قابل مصالحت	ضمان اور ایک سال کے لیے کسی ایک قسم کی قید	درجہ اول کا مجسٹریٹ

marfat.com
Marfat.com

1	2	3	4	5	6	7	8
دفعہ	جرم	کیا پولیس بلاوارنٹ گرفتار کر سکے گی یا نہیں	کیا عام طور سے سب سے پہلے کوئی وارنٹ یا سمن جاری ہوگا	کیا قابل ضمانت ہے یا نہیں	کیا قابل مصالحت ہے یا نہیں	مجموعہ تعزیرات پاکستان کے تحت سزا	کس عدالت میں قابل سماعت
	(دوم) باضعہ	بلاوارنٹ گرفتار کر سکے گی	وارنٹ	ناقابل ضمانت	قابل مصالحت	ضمان اور تین سال کے لیے کسی ایک قسم کی قید	درجہ اول کا مجسٹریٹ
	(سوم) متلاحمہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
	(چہارم) موضحہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ضمان اور پانچ سال کے لیے کسی ایک قسم کی قید	سیشن کورٹ یا درجہ اول کا مجسٹریٹ
	(پنجم) ہاشمہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
	(ششم) منقلہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ضمان اور سات سال کے لیے کسی ایک قسم کی قید	ایضاً
337(ز)	جلد بازی یا غفلت سے گاڑی چلا کر ضرر پہنچانا	ایضاً ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ارش یا ضمان اور پانچ سال کے لیے کسی ایک قسم کی قید	ایضاً
337(ح)	جلد بازی یا غفلت میں کیے گئے فعل کے ذریعہ ضرر پہنچانا	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ارش یا ضمان اور تین سال کے لیے کسی ایک قسم کی قید	درجہ اول کا مجسٹریٹ

marfat.com
Marfat.com

1	2	3	4	5	6	7	8
دفعہ	جرم	کیا پولیس بلا وارنٹ گرفتار کر سکے گی یا نہیں	کیا عام طور سے سب سے پہلے کوئی وارنٹ یا سمن جاری ہوگا	کیا قابل ضمانت ہے یا نہیں	کیا قابل مصالحت ہے یا نہیں	مجموعہ تعزیرات پاکستان کے تحت سزا	کس عدالت میں قابل سماعت
337(ط)	غلطی (خطاء) سے ضرر سے پہنچانا	بلا وارنٹ گرفتار کر سکے گی	سمن	قابل ضمانت	قابل مصالحت	پہنچائے گئے ضرر کی قسم کے لیے ارش یا ضمان	درجہ اول کا مجسٹریٹ
337(ی)	زہر کے زریعہ ضرر پہنچانا	بلا وارنٹ گرفتار کر سکے گی۔	وارنٹ	نا قابل ضمانت	ایضاً	پہنچائے گئے ضرر کی قسم کے لیے مقررہ ارش یا ضمان اور دس سال کے لیے کسی ایک کی قید	سیشن کورٹ
337(ک)	جبراً اقبال جرم کرانے کے لیے ضرر پہنچانا	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	پہنچائے گئے ضرر کی قسم کے لیے مقررہ قصاص، ارش یا ضمان اور دس سال کے لیے کسی ایک قسم کی قید	ایضاً
337(ل)	(الف) اس سے پیشتر دفعات میں مصرحہ ضرر کے علاوہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ضمان اور سات سال کے لیے کسی ایک قسم کی قید	سیشن کورٹ اور درجہ اول کا مجسٹریٹ
	(ب) دیگر ضرر جن کا اس سے پیشتر احاطہ نہ کیا گیا ہو۔	بلا وارنٹ گرفتار نہیں کرے گا۔	سمن	قابل ضمانت	قابل مصالحت	ضمان یا دو سال کے لیے کسی ایک قسم کی قید یا دونوں سزائیں۔	درجہ اول کا مجسٹریٹ

marfat.com
Marfat.com

1	2	3	4	5	6		8
دفعہ	جرم	کیا پولیس بلاوارنٹ گرفتار کر سکے گی یا نہیں	کیا عام طور سے سب سے پہلے کوئی وارنٹ یا سمن جاری ہوگا	کیا قابل ضمانت ہے یا نہیں	کیا قابل مصالحت ہے یا نہیں	مجموعہ تعزیرات پاکستان کے تحت سزا	کس عدالت میں قابل سماعت
337(م)	ضرر جو قصاص کا مستوجب نہ ہو۔	بلاوارنٹ گرفتار کر سکے گی	سمن	قابل ضمانت	قابل مصالحت	ارش، تعزیر اور سزا جو پہنچائے گئے ضرر کی قسم کیلیے مقرر ہو۔	درجہ اول کا مجسٹریٹ
337(ن)	ضرر جہاں قصاص نافذ نہیں کیا جا سکتا۔	بلاوارنٹ گرفتار کر سکے گی۔	وارنٹ	ناقابل ضمانت	ایضاً	پہنچائے گئے ضرر کی قسم کے لیے مقررہ ارش، تعزیر اور سزا	سیشن کورٹ یا درجہ اول کا مجسٹریٹ
338(الف)	(الف) اسقاط حمل رضامندی سے	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	تین سال کیلیے کسی ایک قسم کی قید اور سزا جو ضرر کی قسم یا موت اگر واقع ہو جائے، کے لیے مقرر کی گئی ہو۔	ایضاً
	(ب) اسقاط حمل رضامندی کے بغیر	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	تین سے دس سال تک کے لیے کسی ایک قسم کی قید اور سزا جو ضرر کی نوعیت یا موت، اگر واقع ہو جائے، کے لیے مقرر کی گئی ہو۔	ایضاً
338(ج)	اسقاط جنین	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	دیت، تعزیر اور سات سال کیلیے کسی ایک قسم کی قید اور سزا جو ضرر کی نوعیت یا موت، اگر واقع ہو جائے کے لیے مقرر کی گئی ہو۔	سیشن کورٹ یا درجہ اول کا مجسٹریٹ
459	ضرر دوران مداخلت بیجا بخانہ بانقب۔نی آئے	قابل دست اندازی پولیس	بغیر وارنٹ	ناقابل ضمانت	ناقابل مصالحت	عمر قید تا دس سال معہ جرمانہ اور اس قتل کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ جسکا اس نے ارتکاب کیا ضرر یا ضرر کی کوشش کی اور اسکا باعث بنا۔	سیشن کورٹ

marfat.com
Marfat.com

کتابیات

قرآن مجید

القرآن الحکیم معہ ترجمہ فتح الحمید		تاج کمپنی لاہور
قرآن کریم معہ ترجمہ وتفسیر		شاہ فہد کریم پرنٹنگ کمپلیکس

تفاسیر

تفسیر رفاعی از سید محمد رفاعی عرب		دینی کتب خانہ 38 اردو بازار لاہور
تفسیر ابن کثیر	حافظ ابن کثیر	
تفسیر ابن جریر	ابوجعفر ابن جریر طبری	
تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی	مکتبہ رحمانیہ لاہور
تفہیم القران	مولانا ابوالاعلیٰ مودودی	ترجمان القرآن لاہور

کتب احادیث

موطا امام مالک	امام مالک بن انسؒ	طبع حمیدیہ پریس دھلی
صحیح بخاری (امام محمد بن اسماعیلؒ)		i۔ڈاکٹر محمد محسن خان اسلامیہ یونیورسٹی المدینہ المنورہ ii۔لندن 1846
صحیح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج	i۔قاہرہ (مصر) 1955 ii۔حمیدیہ پریس دھلی 1952
سنن ابن ماجہ	ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی	(مصر)
سنن نسائی	ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی	i۔مکتبہ سلفیہ لاہور ii۔قرآن محل کراچی
السنن الکبریٰ (بیہقی)	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی	حیدرآباد (بھارت)
الجامع ترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی	مطبع حمیدی کان پور
المدونۃ الکبریٰ	امام مالک بن انسؒ	طبع قاہرہ

marfat.com
Marfat.com

مشکوٰۃ شریف مترجم		قرآن محل کراچی
سنن دار قطنی	حافظ ابوالحسن دار قطنی بغدادی	حمیدیہ پریس دھلی
الجامع الاحکام القرآن	ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی	i۔ طبع مصر ii۔ کلام کمپنی کراچی 1970
بلوغ المرام	ابن الحجر عسقلانی	ادارہ نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ
راہ عمل (انتخاب احادیث)	مولانا جمیل حسن ندوی	ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

فقہ

کتاب الخراج	قاضی ابویوسف کوفی	طبع لاہور
الاحکام السلطانیہ	علامہ ماوردی بغدادی	نفیس اکیڈمی لاہور
الجرائم فی الفقہ الاسلامی	احمد فتح بھنسی	مصر
سیاست الشریعہ	امام ابن تیمیہ	کلام کمپنی کراچی
حجۃ اللہ البالغہ	شاہ ولی اللہ دھلوی	حامد اینڈ کمپنی لاہور
الفوز الکبیر	شاہ ولی اللہ دھلوی	محدث دھلی
نہج البلاغہ (خطابات حضرت علیؓ)	مولانا سید محمد باقر	مدرسہ الواعظین لکھنو
فتوی عالمگیری	شیخ نظام ہمراہ جماعت علماء	حمیدیہ پریس دھلی
السراج الوہاج	شیخ محمد زہری الغمراوی	طبع مصر
الاختیار	عبداللہ بن محمود الموصلی	طبع مصر
الاقناع	شمس الدین محمد ابن الشربینیؒ	طبع مصر
المغنی	ابومحمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ	طبع مصر
المبسوط	شمس الائمہ محمد بن احمد ابوبکر السرخسی	طبع مصر
الھدایہ	ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی	مکتبہ رحیمیہ بھارت
بدایۃ المجتہد	ابوالولید محمد بن احمد بن رشد القرطبی	طبع مصر
بدائع الصنائع	علاء الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی ترجمہ۔ پروفیسر محمد خان چاولہ	مرکز تحقیق دیال سنگھ لاہور
فتاوی قاضی خان		لاء پبلشنگ کمپنی لاہور

marfat.com
Marfat.com

مجلہ الاحکام العدلیہ		حیدر آباد دکن (بھارت)
معین الاحکام	شیخ امام علاء الدین ابی الحسن علی بن خلیل الطرابلسی الحنفی	مصر
العدالۃ الاجتماعیہ فی الاسلام	سید محمد قطب شہید	الحراب سمن آباد لاہور
اسلام کا نظریہ جرم وسزا	سید محمد قطب شہید	الحراب سمن آباد لاہور
فقہ حضرت ابوبکر صدیقؓ	ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی	معارف اسلامیہ لاہور
فقہ حضرت عمرؓ	ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی	معارف اسلامیہ لاہور

سیرۃ النبی

حیات محمد ﷺ	محمد حسنین ہیکل	الازہر یونیورسٹی مصر
سیرۃ المصطفی	مولانا محمد ادریس کاندھلوی	درنامی پریس پیسہ اخبار لاہور
عدالت نبوی کے فیصلے	عبداللہ القرطبی	ادبستان لاہور

تاریخ

تاریخ اسلام	ڈاکٹر حمید الدین	فیروز شہر لاہور
حضرت عمر کے سیاسی نظریے	ابو یحیٰ امام	گوشہ ادب لاہور

متفرق کتب

اسلام قانون فوجداری	مولانا مسعود علی ندوی	معارف شہر اعظم گڑھ بھارت
کتاب الاختیار		
اسلام کا قانون شہادت	مولانا سید محمد متین ہاشمی	مرکز تحقیق دیال سنگھ لاہور
قانون فوجداری	احمد علی	خدام الدین لاہور
مجموعہ قوانین اسلام	جسٹس تنزیل الرحمٰن	اسلامک ریسرچ اسلام آباد
اسلام میں عدل وانصاف	رئیس احمد جعفری	ثقافت اسلامیہ لاہور
قصاص ودیت	محمد میاں صدیقی	ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد
لاء اینڈ پریکٹس (قصاص ودیت)	المینوئل ظفر ایڈووکیٹ	عرفان لاء بک ہاؤس لاہور
آئین پاکستان		

marfat.com
Marfat.com

تعزیرات پاکستان

ضابطہ فوجداری و دیگر رسائل و

کتب قانون

مضامین قرآن	سید امیر محمد حسین	اسلامک پبلی کیشن لاہور

لغت

مفردات القرآن	امام راغب اصفہانی	اہل حدیث اکیڈمی لاہور
القاموس الجدید (اردو۔عربی)	وحید الزمان کیرانوی	مکتبہ حمیدیہ میرپور خاص سندھ
القاموس الفرید	وحید الزمان کیرانوی	دار الکتب لاہور

marfat.com
Marfat.com

حرف آخر

الحمدللہ فوجداری قوانین (ترمیم) ایکٹ II-1997 کی شرح پر مشتمل کتاب قانون قصاص ودیت مکمل صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ جو درحقیقت قانون ہذا کے آرڈیننس 1991 کو بطور قانون نافذ کیے جانے کے بعد ترتیب دی گئی ہے۔ اس کتاب کو مدون کرنے میں مولف نے ملکی وغیر ملکی کتب کا مطالعہ کیا۔ اس طرح کتاب ہذا درج ذیل اہم نقاط واضح کرتی ہے۔

۱۔ قصاص ودیت کا قانون احکام قرآن میں بطور نص (قانون) حدوداللہ میں شامل ہیں۔ اور اسے مسلمانوں کیلیے زندگی اور معافی اور صلح کے قانون کے حوالے سے ذریعہ نجات قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ اس کتاب میں قران وسنت، تفاسیر، کتب سیر، فقہا کے نظریات ومباحث کے علاوہ اجماع امت سے مدد لی گئی ہے۔

۳۔ ملکی تاریخ میں اس قانون کے عملی نفاذ کیلیے اعلیٰ عدالتوں کے عملی تحرک اور حکومتی کوششوں کا تفصیل سے جائیزہ لیا گیا ہے۔

۴۔ اعلیٰ عدالتوں کے مباحث اور قانونی فیصلوں کے حوالہ جات سے اس کتاب کو مزین کیا گیا ہے۔

۵۔ قانون ہذا میں ضمانت، سزا اور اپیل پر تمام اہم فیصلہ جات سال 2002 تک تدوین کیے گئے ہیں۔

۶۔ کتاب ہذا کو اردو میں شائع کیا جارہا ہے۔ کیونکہ مولف کے نزدیک آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان 1973 تقاضا کرتا ہے (کہ آرٹیکل (دفعہ) 251 کے ضمن الف کے تحت پاکستان کی قومی زبان اردو قرار دی گئی تھی۔ اور آئین منظور کرنے والوں نے اس میں یہ واضح کیا تھا کہ آئندہ 15 سال میں یعنی (1988) تک اردو زبان کو ملک کے تمام حصوں میں سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر عملی طور پر نافذ کر دیا جائے گا۔ اور انگریزی کو متروک کر دیا جائے گا۔ جبکہ صوبائی حکومتیں علاقائی زبانوں کے تحفظات کی بھی ذمہ دار ہونگی) کہ قانون بالآخر اردو زبان میں مدون کیا جائے گا۔ لہذا یہ کتاب شاید اس امر میں بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہو۔

کتاب ہذا، دفعات ۲۹۹ تا ۳۳۸ تعزیرات پاکستان کے علاوہ دیگر متعلقہ دفعات تعزیرات پاکستان وضابطہ فوجداری جو قانون ہذا سے متعلقہ قرار دے کر فوجداری قوانین (ترمیم) ایکٹ II-1997 میں شامل کی گئی ہیں۔ کی ترتیب کے مطابق تیار کی گئی ہے۔ تاکہ قانون کا نفاذ کرنے والے ادارے، وکلاء، علماء، فقہا کے علاوہ قانون کے طالب علم اس سے آسان ترین انداز میں راہنمائی حاصل کر سکیں۔

اگرچہ مولف کی انتہائی کوشش رہی ہے کہ کتاب زیر نظر کو مکمل طور پر کتابت اور کمپیوٹر کی غلطیوں سے پاک کر دیا جائے۔ لیکن اسکے باوجود معزز فقہا، علما اور وکلاء حضرات کتاب میں کوئی فقہی، شرعی اور قانونی یا کتابت کی غلطی کی نشان دہی فرمادیں۔ تو اسکی صحت کی تصدیق کے بعد آئندہ ایڈیشن میں درستگی کر دی جائے گی۔ اس تعاون کیلیے ادارہ مشکور ہوگا۔

(ناشر)

marfat.com
Marfat.com

EQUITY
AIPRP
عدل اور تقویٰ

آہن ادارہ اشاعت وتحقیق (پاکستان) لاہور